صندلی نامہ

دفتر ششم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واقفان رموز سخندانی کو واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے کہ جسکے منتہائے قعر تک زنجیر فکر رسا کا پہونچنا جیسے دشوار ہے جن شائقین افسانہ نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک دفتر کا حجم کسقدر ضخیم ہے اور جن حضرات کو مذاق داستان کہنے یا سننے کا ہے وہ ہی اسکے لطف اُٹھا سکتے ہیں اور اُس کے مضامین شیرین سے حلاوت بے اندازہ پا سکتے ہیں قابل تعریف ویگانہ عصر ہے یعنی شیخ ابو الفیض فیضی جس نے ان دفترون کو بغرض تفریح طبع شہنشاہ عصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے تصنیف فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ بہت خون جگر کھا کے ان رنگین داستانون کو مدون کیا اس کے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی دو جلدین ہیں اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی تو سات جلدین ہیں حسب تفصیل ذیل۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
	ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد			

بالجملہ افضال الٰہی سے یہ کل فاتر تمام و کمال مطبع ہذا میں طبع ہو کر نور افزائے چشم شائقان اور بسبب اپنی عمدگی کے پسند خاطر ناظرین و اللاستعام ہوئے اور ان فاترون میں سے اکثر دفترونکی نوبت طبع مکرر آئی اور زور افزوخت ہوگئی الحال یہ

دفتر ششم

جس کا نام صندلی نامہ سخن سنج نبیل گل گلزار فصاحت عندلیب شاخسار بلاغت ہر خوش بیان کامل شیرین زبان سید محمد اسمٰعیل حسب الحکم صاحب اشرف ازجانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے زبان اردو میں تصنیف و تالیف ہوا اور ترتیب و تصحیح و طبع ہو کر چھاپہ کا تلمیذ...

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھاپا

سنہ ۱۹۲۷ء

بسم الله الرحمن الرحیم

زبان که بهر معنے کلید گفتار است
چراغ سوز هزاران خیال افکار است
ز گنج معرفتش کے بسیر یابد کس

ز بهر شکر و سپاس یکے جهاندار است
دو حرف لا ے شهادت دو خار سرحد است
جو بر خرد همه در ها ے راز مسمار است

تبارک الله پاکن ز نور عرفانش
کرباے سرعت افکار ازان دل افکار
جواهر زواهر حمد و سپاس نثار بارگاه

خالق طلسم جهان آفریدگار انس و جان کرنا زیبا هو که جسکی معارک قدرت مین آفتاب عالمتاب ایک نشان بار فقت دکهلا هو اور جسکی دار الملک سلطنت مین غبار تغیر و زوال جا گزین مجلس انعدام فنا ہے ؎

تعالی الله سلطانی قدیمی
شود نور جمال او چو مستور

بری ز آتش زمانه دیمی
بماند شمس خورشید بے نور

بے قلزم زدریاے کمالش
اگر او باشد نه یار آفرینش

بے قطره زدریاے نوالش
خورشید و درهم دیار آفرینش

ایسا معبود برحق که جسنے کعبه دل کو اپنا گذرگاه بنایا اور گنشت کا نقشه امتحان کے واسطے جیسکے دکھایا هر چند دیر و حرم دونون مین کار رنگ و خشت هو لیکن اسکی پرستش مین دوزخ اسکی زیارت کے صله مین بهشت جسنے اسکی عجائب و غرائب صنعتون کو مشاهده کرکے صدق دل سے اسکی وحدانیت پر گواهی دی لاریب خلد برین اسکا مقام هو اور جو بداعتقادی سے خواب غفلت مین پاؤن پهیلا کے سویا کیا مفت اوقات کهو کیا بیشک اسکا بد انجام هو اور نعت سرور کائنات خلاصهٔ موجودات رسول الثقلین امام القبلتین محبوب کبریا محمد مصطفے صلے الله علیه و آله و اصحابه و سلم هر انسان کو مناسب هو نام کے ساتھ درود پڑھنا واجب هو که باعث ایجاد کونین صاحب شهداے بدر و حنین هین وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ کے مصداق هین برگزیدهٔ آفاق راکب براق طے کنندهٔ قصر نیلی رواق هین جنکی تیغ شرر بار نے طلسم کفر و ضلالت کو شکست فرمایا اور بڑے بڑے ساحران غدار و کافران نابهنجار کو لوح معجز نمائی سے تلقین دین اسلام کرکے کلمهٔ طیبه پڑهایا اگرچه سب انبیاے ماسبق برحق اطاعت و فرمانبرداری کے مستحق هین لیکن اگر نور محمدی کا ظهور نهوتا آئینه عالم سوز زنگ کفر سے پُر نور نهوتا مجمع قدرت اسی کی ذات والاصفات کے واسطے سے سپهر لولاک لما خلقت الافلاک کو کرشکل پرکار رکهتا هو دور مین تها اور نقطه وجود محمدی عدم مین مستور تها که دائرهٔ موجودات نے بواسطه اسکے مرکز کون و مکان مین مدار پایا ؎

احمد مرسل که زو چرخ علو یافته
نامه ملک الرسل فضل از و یافته
میم که در احمد است جون کمر زرنگری
هست به نقش احد خاتم پیغمبری

اور منقبت آل اطہار و اصحاب کبار بھی ضرور ہی کہ ہر ایک انھین سے دیدۂ ایمان کا نور ہی کیا کیا جانفشانیان
ترقی اسلام کے لیے کی ہین جہاد مین مال و اسباب صرف کیا خدا کی راہ مین جانین دی ہین انھین کے تیغ
شمشیر صاعقہ بار سے دین اسلام کو رونق ہوئی وہ جوہر شجاعت دکھائے کہ زبردستان روزگار زیر ہو کر
ایمان لائے انکے مناقب قرآن و حدیث مین مذکور ہین واقف کل ذیشعور ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین

درود کامل از درگاہ نایاب	محمد را و ہم بر آل و اصحاب

سبب تالیف کتاب

ضمیر منیر ناظرین عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ یہ ذرہ بیمقدار خاکپائے اہل ہنر میر محمد اسمعیل متخلص بہ اثر کہ
عرصہ دراز سے وابستۂ سلسلۂ ملازمت مطبع اودھ اخبار ہی اور اکثر عہدون پر ممتاز رہا اور تا حال اسی
خوان کرم کا زلہ ربا ہی ایک روز امیر کبیر جوہر شناس علم و ہنر قدردان ارباب فضل و کمال شرفا پرور رئیس
ذوی الاقتدار ملک التجار مشہور دیار و امصار فخر اقران و اماثل مرکز دائرۂ جود و نوال عالی ہمت والا مرتبت
صاحب عقل و شعور منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم و مغفور جنکی قدردانی لطف و عنایت
و مہربانی یاد کرکے ہنگام تحریر قلم اشک حسرت بہاتا ہی فرط رنج و الم سے کلیجہ منھ کو آتا ہے بر سبیل
تذکرہ جناب مرحوم نے اس حقیر سے ارشاد فرمایا کہ ہرچند داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے پانچ دفترون
کا ترجمہ ہوا ہی اور یہ جلدین اسکی مطبوع ہو کر منظور نظر ناظرین باتمکین ہوئی ہین مگر میری خوشی یہ ہے کہ
ایک دفتر کا ترجمہ مجھسے متعلق کیا جائے چنانچہ امتثالاً للحکم کچھ مضمون لکھکر نظر فیض اثر جناب مغفور مین گذرانا
بہت پسند فرمایا اور از راہ قدردانی کلمات تحسین و آفرین ارشاد کرکے دفتر ششم صندلی نامہ احقر کے سپرد
فرمایا اور شیخ تصدق حسین صاحب سے کہ جنکے اہتمام سے نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و
ایرج نامہ ترجمہ ہوئے ہین اصل دفتر منگوا کر عاصی کو مرحمت کیا چنانچہ باستعانت اصل دفتر فارسی
اور وہ تصدق حسین صاحب راقم نے ایام حیات زمانہ منشی صاحب مرحوم مین ترجمہ کرنا شروع کیا
تھا اور عہد دولت مسند رئیس با توقیر امیر با دل قدر افزائے اہل کمال منبع جود و افضال جوان بخت
صاحب اقبال سخی دریا دل عالی ہمت باتمکین و ذکا منشی پراگ نراین صاحب دام شموس دولت
طالعہ مین اختتام کرکے نظر اقدس سے گذرانا اور جناب ممدوح الشان نے بنظر بلند حوصلگی قدردانی
فرماکر حکم طبع ہونے کا دیا اور خدا کا شکر ہے کہ مطبوع طبع عالم اور کحل البصر چشم منتظران ہوا ناظرین باتمکین
کی خدمت مین عرض ہی کہ اگر کسی مقام پر سہو و خطا معائنہ فرمائین تو ذیل عفو سے چشم پوشی فرمائین
راقم کو دعائے خیر سے یاد کرین ؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند * کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلی روزی برحمت * کند بر حال این مسکین دعائے

سلسلۂ داستان

دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی جلد ہفتم مین افراسیاب جادو کا مارا جانا اور لقا کا غروبیہ باختر مین دودۂ زنگی
کے پاس جاکر پناہ گزین ہونا اور ایرج نوجوان کا تسنا دریا دودہ مین چلا جانا اور نیچہ کا اٹھا لیجانا بعد ازان

امیر عالی مقام کا سمت غرجیہ باختر لشکر کشی کرنا اور شاہان عراق واصفہان وشاہان ہفت ملک وغیرہ
مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر والاخطاب کے جانا اور خواجہ عمرو کا بھی بعد کروفر چودہ سو ہنگ ساتھ
مہتر وایک لاکھ چوراسی ہزار یک بچہ کو بانہاے عیاری سے آراستہ لیکر ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب غرجیہ باختر
روانہ ہونا اور بعد جنگ وجدال شہر غرجیہ کا تباہ ہونا اور لقا کا گرفتار ہوکر ملک بابل مین آنا اور امیر حمزہ
صاحبقران کا اُسکو زیر دار بٹھانا اور ایرج نوجوان کا خداوند باختر اپنے نانا کو واسطے اسلام کے بلانا اور
اُسکا رضامندی ظاہر کرنا پھر امیر عالیشان کا اسد کو مقرر کرنا اس امر کے لیے کہ لقا کو ارکان دین تلقین کرین تعضا
کا سد واتفاقات روزگار ایکدن نشہ شراب مین بہک کر کہنا لقا کا کہ منم خداے باختر اور اسد کا برہم ہوکر طمانچہ مارنا
اور بگڑ جانا ایرج کا اس حرکت سے اور لقا کا بددماغ ہوکر شب کو نکلجانا اور جاتے جاتے ملک دودہ باختر مین پہونچنا
ناظرین کو واضح ہو کہ دودہ باختر وہ شخص ہے کہ جسکے ساڑھے چار سو بیٹے اور دو سو بیٹیاں ہین اور بہت سے
سرداران نامدار اور افواج بیشمار اُسکے قبضہ اقتدار مین ہین اور مہتر دودک اُسکا عیار آفت روزگار ہے کہ اپنا نظیر
نہین رکھتا۔ بختیارک کا لقا کو اغوا کرکے دودہ باختر کے پاس لیجانا اور اُس سے مدد طلب کرنا اور دفع شر کرانا
امیر عالیشان کا ایرج واسد سے اور صبح کو اس خبر کا منتشر ہونا کہ لقا بھاگ گیا اسوقت اسد کا طعنہ دینا ایرج
کو کہ تمنے کیون اپنے نانا کی جان اس حیلہ سے بچائی اور ایرج کا شرمندہ ہوکر سرنگون ہونا سامنے امیر عالی مقام
کے پھر شب کو نکل جانا ایرج کا طرف دودہ باختر کے واسطے لانے لقا کے۔ روانگی ایرج کی خبر سنکر نورالدہر و
اسد اور داراب کشورکشا اور خورشید یزدان پرست وغیرہ سرداران نامی وگرامی کا بھی اسکے عقب مین جانا
اور باغ ارم مین ان سب سے باہم ملاقات کا ہونا بعد ازان آنا شعلہ جنی اور دادبخش جنی کا باغ ارم مین اور اپنے
ہمراہ لانا قمور دیو بردکوان سرداروں کے مقابلے کے واسطے اور مقابلہ ہونا ہر ایک سردار سے مع ایرج کے
اور ان سب کا ایک ایک چوٹ مین بیہوش ہو جانا سواے اسد بن کرب غازی کے کہ یہ نہایت چست
وچالاک آدمی ہے اُس کا وار خالی دیکر قمور سے لپٹ جانا اور اسی ہنگامے مین آنا لقا بدار زرین پوش کا
واسطے مدد اُن لوگون کے جو بیہوش ہوگئے ہین اور قمور کا باجہ کی آواز سنکر دہشت کرنا اور اسد کو چھوڑ
دینا اور جانا شعلہ جنی کا پاس بہمرہ کے کہ وہ حاکم قاف ہے اور علاج کرانا قمور کا کہ اُسکے جسم پر جو بال ہین
وہ دفع ہون اور زبان سلجھائی جاوے اور پھر آنا اُسکا دودہ پر اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے۔ بعد جانے
شعلہ جنی اور لقا بدار زرین پوش کے رخصت ہو لے کے ایرج کا پوشیدہ ملک دودہ پر جانا اور تنہا
اتنی بڑی فوج پر شبخون مارنا اور زخمی ہونا پھر وجہ کا اُسکو اٹھا لیجانا آنا عمرو کا ملک دودہ پر
اور عیاریان کرنا مہتر دودک عیار سے بعد عیاری عمرو کے لشکر اسلام کا شہر دودہ پر پہونچنا
اور شاہزادہ علمشاہ رومی کا غصہ مین آکر مع فیل دودہ کو اٹھا لینا اور علمشاہ کے گردن کا ٹوٹ
جانا اور امیر کا دعا کرنا واسطے صحت علمشاہ کے اور داستان متعلق اسکے۔ بعد ازان مارا جانا لقا کا اور
تیرباران ہونا بدست امیر عالی مقام کے اور امیر کا فرمانا کہ بعد انفراغ شہزادون کی شادیون کے خانہ کعبہ
جانے کا قصد کرونگا اور بارگاہ سلیمانی ودیگر اساسہ صاحبقرانی کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھوا دینا۔
بعد ازان خروج کرنا لاہوت غول کا اور اعانت کرنا جمشید جابلقا وبد رین زلازل یک چشمی
وصلصال وغیرہ کا مع دیگر حالات متعلقہ اسکے یہی سلسلہ داستان ہاے دفتر صندلی نامہ ہے۔

آغاز داستان قتل کرنا امیر کا ہزار شکل کو اور نابود ہونا علامات سحر کا اور گرفتار ہونا ملک مردارید سرخ پوش ولقا و یاقوت شاہ وغیرہ کا اور رہائی سرداران امیر کی اور کیفیت جشن وغیرہ مع دیگر حالات

ساقیا برخیز و در دہ جام را ؛ خاک بر سرکن غم ایام را ؛ چہرہ پردازان حکایات قدیم پیکر دلفریب سخن کو بساط الفاظ رنگین پر اس طرح زیب و زینت دیتے ہین کہ جسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے ہزار شکل کو قتل کیا اور طلسم باد رفتار عیار ہزار شکل سلمان ہوا اسوقت اسکے تمام مکانات کہ جنکی رونق بسبب سحر کے تھی نیست و نابود ہو گئے اور ملک مروارید سرخ پوش ولقا مع یاقوت شاہ و بختیارک و فرامرز بن نوشیروان کو امیر نے گرفتار کیا اور سرداران امیر کہ طلسم ہزار شکل مین گرفتار تھے رہا ہو کر خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوئے اسوقت امیر نے جشن تہنیت منعقد ہونیکا حکم دیا اور بعد فراغت جشن لقا کو دربار مین طلب کر کے نصیحت کرنا شروع کیا اس سیاہ قالب پر کیمیا اندرز امیر نے کچھ تاثیر نکی امیر نے ناچار ہو کر حکم قتل کا دیا ذوالخمار جلاد حسب الحکم امیر لقا کو بیرون بارگاہ لایا اور نطع رنگ پر بٹھا کے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرے اتنے مین شہزادہ ایرج فرزند قاسم نمایان ہوئے اور لقا کو زیر تیغ دیکھکر آبدیدہ ہو گئے اسوجہ سے کہ ایرج ملکہ گیتی افروز دختر لقا کے بطن سے ہین اپنے نانا کو اس حال مین دیکھکر بیتاب ہوئے کہ خبردار دست رکھو ذوالخمار یہ مین امیر کی خدمت مین جاتا ہون جبتک مین نہ آؤن اسے قتل نکرنا پس ایرج نے امیر کی خدمت مین آ کے دست بستہ عرض کیا کہ آج لقا کو برائے نصیحت میرے حوالہ کیجیے اگر میری ہدایت سے مسلمان ہوا تو بہتر ہے ورنہ آپکو اختیار ہے امیر نے فرمایا کہ ای فرزند لقا ہر چند کہ قسی القلب ہے مگر تمہاری خوشی خیر لیجاؤ القصہ ایرج لقا کو لیکر اپنے خیمہ مین لائے اور پوشاک شاہانہ اسکو پہنا کے تخت پر بٹھایا اور منت و سماجت کرنا شروع کیا اس عرصہ مین گیتی افروز و مہر افروز دختران لقا بھی ایرج کے خیمہ مین آئین اور انھون نے بھی بہت کچھ فہمایش کی چنانچہ انکی فہمایش سے لقا نے دل مین خیال کیا کہ بیشک خدا برحق ہے یہ سمجھکر مسلمان ہوا دوسرے روز ایرج لقا کو ہمراہ لیکے بخوشی تمام امیر کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ آپکے اقبال سے بعنایت پروردگار لقا مشرف باسلام ہوا امیر نے یہ سنکے فرمایا کہ الحمد للہ اور بختیارک نے بھی بخوف جان اسلام قبول کیا امیر نے لقا کیواسطے بہجت جشن آراستہ کی لیکن سرداران لقا بسبب قید ہونے لقا کے فرار ہو گئے تھے جب انھون نے سنا کہ لقا امیر کے لشکر مین ہے وہ بھی سب آکر مجتمع ہوئے جب بختیارک نے دیکھا کہ لقا کا لشکر بھی آگیا ہے ایک روز اس سے تخلیہ مین کہا کہ تو بادشاہ باختر ہے اور حمزہ پسر رئیس مکہ ہے اسکے کہنے سے تو نے کیون خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا لقا نے یہ سنکے کہا کہ مین کیا کرتا مجبور تھا امیر نے مجھکو گرفتار کر لیا تھا اور حکم قتل میری نسبت ہو چکا تھا اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی محال تھی اب تم رائے دو کہ کیا کرون اور کہان جاؤن بختیارک نے کہا کہ مین نے نجوم سے دریافت کیا ہے کہ غودبیہ مین دود زنگی غالب آئیگا اور وہان مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ اسکے چار سو بیٹے ہین اور غودبیہ باختر مین اہل اسلام پر قران صعب ہوگا اور دود زنگی خود بھی نہایت زبردست ہے اور فوج بھی اسکے ہمراہ نہایت جرار ہے لہذا وہان چلنا عین مصلحت ہے سب کام تمہارے وہان درست ہو جائینگے چونکہ اسوقت لقا کو نشہ شراب تھا بختیارک کے کلمات سنکے اور اسکے اغوا سے پھر دین حق سے مرتد ہو گیا اور اسی شب کو تمام لشکر ہمراہ لیکے غودبیہ کیطرف کوچ کیا صبح کو غلغلہ ہوا کہ لقا مع فوج غودبیہ کی سمت بھاگ گیا یہ سنکر امیر نے ایرج سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای فرزند یہ سفر غودبیہ تمہارے سبب سے در پیش ہوا یہ سنتے تمام سرداران دست بچہ خندہ زنی شروع کی ایرج نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اسد نے کہا کہ ایرج نے نانا کا پاس خاطر کیا اور اسکو قتل ہونے سے بچا کے فرار کر دیا یہ کلام ایرج کو سخت ناگوار معلوم ہوا اور بارے

اُٹھکے اپنے خیمہ مین آئے اور منتظر ہوئے لیکن قاسم بھی بارگاہ مین موجود تھے اُنھون نے یہ خندہ زنی سرداران دست چپ
کی اور کلمات طعن آمیز سنکے کہا کہ تم لوگون کو ایسے کلمات کہنا لازم نہین ہین کیونکہ اس فریب لقا تو اپنی جان بچا کے بھاگ
گیا ہی اگر ایرج بمقتضاے عزت اپنی جان ہلاک کروائے تو تمکو کیا حاصل ہوگا پس قاسم بھی ایرج کے خیمہ مین گئے اور
ایرج کو بہت کچھ فہمایش کی ایرج نے عرض کیا ای پدر بزرگوار مین نادان نہین ہون جب قاسم چلے گئے ایرج نصف
شب کو تنہا سوار ہو کے سمت غروبیہ روانہ ہوئے بلکہ اپنے عیار کو بھی ہمراہ نہ لیا صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ ایرج تعاقب
مین لقا کے تنہا گئے ہین امیر نے فرمایا کہ ایرج نے بوجہ کم سنی اور گرمی مزاج کے جلدی کی ورنہ میرا بھی قصد غروبیہ
کیطرف کوچ کرنے کا تھا جبکہ نورالدہر نے سنا کہ ایرج اپنی شان وشوکت دکھلانے کے لیے جانب غروبیہ گئے ہین بس
نورالدہر نے بھی یکہ و تنہا انکے عقب مین قصد روانگی کر دیا تھا اسی طرح تورج و خورشید و داراب و سکندر قرق
لقا و طہماس و اسد یہ سب بھی روانہ ہوئے جب امیر کو یہ حال معلوم ہوا برہم ہو کے عمرو سے فرمایا کہ تم جلد جاؤ
اور کسی کو امین سے آگے نہ بڑھنے دینا عمرو بھی فوراً انکے تعاقب مین روانہ ہوا اب ایرج کا حال سنیے کہ ایرج
صبح کو ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے کہ دامن کوہ مین واقع تھا اور زیر کوہ ایک درخت کے سایہ مین زین پوش
بچھا کے سیر وقت مین مشغول ہوئے سبحان اللہ عجب دشت پر فضا اور صحراے دلکشا تھا کوسون تک سبزۂ نوخاستہ
اپنی بہار دکھا رہا تھا اور گلہاے خود رو سے سارا دشت نمونہ گلشن نگارین ہو رہا تھا الغرض اس عرصہ مین نورالدہر
اور تمام سرداران مذکور جو ایرج کے عقب مین روانہ ہوے تھے وہ بھی پہونچے اور یکے بعد دیگرے آکر اسی درخت
کے نیچے بیٹھے اسد نے کہا کہ یقین ہی کہ امیر نے عمرو کو ہم لوگونکے لینے کے واسطے بھیجا ہوگا لہذا شاہراہ چھوڑ کے
چلنا چاہیے سب نے اسد کی راے کو پسند کیا اور بیابان و کوہستان کی جانب روانہ ہوئے تیسرے روز ایک جزیرہ
مین پہونچے اور وہان دیکھا کہ سنگ رخام کی چار دیواری ہی جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ اسکے اندر
ایک باغ ہی اور دروازہ اُسکا کھلا ہوا ہی اندر باغ کے جا کر دیکھا کہ باغ کیا ہی نمونہ بہشت برین ہی نہایت
وسیع اور پر فضا درختان پر اثمار کثرت بار سے سر جھکائے ہوئے معروف حمد و ثناے باغبان قضا و قدر ہین اور
اشجار ریاحین نکہت بار دو نور رائحہ عنبر بیز سے ہمہ تن خوشبو ہو کر صفت صانع حقیقی مین تر زبان ہین نسیم عنبر شمیم نے
روشون پر اپنی ہوا خواہی سے وہ اہتمام کیا ہی کہ ایک پر کاہ تک کہین نظر نہین آتا صفائی کا یہ عالم ہی اور نزہت و صفا کی
وہ کیفیت جانوران خوش الحان کی ترنم سرائی جدول آب روان کی فرط لطافت سے لائق دید ہی اُس باغ مین ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہی اور فرش فروش تکلفات سے کمال آراستہ و پیراستہ ہی ؎ زہی صفائے عمارت کہ در تماشایش
بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار ** اندر بیرون بارہ دری ایک سایہ بان سنگ رخام کا نہایت معقول بنا ہوا ہی اور باغ
مین ایک کنوان بہت بڑا اندازہ واقع ہی ناگاہ طہماس نے لوٹہ واسطے پانی بھرنے کے اسی کنوئین مین ڈالا جب
لوٹے کو باہر نکالا تو وہ لوٹا سونے کا ہو گیا اور اُس سے جس جس جگہ پانی گرا وہ زمین سب طلائی ہو گئی سبکو یہ کیفیت دیکھ
کے تعجب ہوا اور اسد نے لوٹے پانی سے بھر بھر کے زمین پر ڈالنے شروع کیے نورالدہر نے کہا کہ یہ طلا جو بناتے ہو کیا
کروگے اسد نے کہا کسی دن کام آویگا الغرض وہ دن آخر ہوا اور سب نے میوۂ باغ کھا کر آرام کیا خواب مین دیکھا کہ سکندر
کہتے ہین کہ ارسطو نے یہ حکمت مجکو تعلیم کی تھی اور مین نے آب سیماب سے اس کا پانی طیار کیا ہی یہ مقام وہ سیماب مین ہی اور
اسیوجہ سے اس چاہ کا پانی کل چیز کو طلاے احمر کر دیتا ہی القصہ صبح کو اُٹھکے سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا اسی گفتگو مین تھے
کہ باد تند چلی اور ایک دیو نہایت طویل القامت نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ ای خیرہ سران تم کیون یہان آئے سکندر نے لقا

تلوار کھو کر دیو کیطرف دوڑا دیو نے دارشناد سے اُسپر ہٹ کیا سکندر نے حربہ کو خالی دیکر اسکی شاخ سر کو پکڑ کے
زور کرنا شروع کیا اور اسطرف دیو نے زور کیا اس کشاکش مین وہ شاخ ٹوٹ گئی اور جوے خون اُس سے جاری ہوئی
دیو یہ کہکے بھاگا کہ ای خیرہ سران مین ایک بلاے سخت تمھارے سرون پر لاتا ہون کہ تمکو اُس سے مفر نہوگا الغرض بعد ایک
لمحہ کے وہ دیو پھر پیدا ہوا سبنے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ اُس دیو کے گردن پر سوار ہی اور اپنے ہاتھ مین ایک چوبدست
بہت بھاری لیے ہوئے ہی اور تمام جسم پر سواے کلان از سرتاناخن بال ہین مگر وہ بلا بصورت انسان ہی اور جسوقت اُسکے بال
ہوا سے اُڑتے ہین تو اُسکا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہوتا ہی اور رنگ ہاتھی و خال سبز جبین و بینی پر ہویدا ہی - غرضکہ وہ بلا اگر زمین
پر قائم ہوئی اور دیو سے کچھ کلام کیا کوئی شخص اُس کلام کو نہ سمجھا سکندر فرخ لقا اُس دیو کی طرف دوڑا اس عرصہ مین اُس
بلا نے چوبدست پکڑ کے شور کرنا آغاز کیا اور سکندر پر حملآور ہوا سکندر نے اُسکا حربہ بچانے کے لیے سپر فراخ دامن
کو چہرہ کی پناہ کیا جب اُسکی چوبدست سر پر پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی سکندر کے تمام اعضا مین لرزہ ہوا اور بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑا القصہ ایک ایک ضرب مین ایرج اور تورنج اور خورشید و طہماس و نور الدہر وغیرہ سب بیہوش
ہوگئے اسد نے جب یہ حال دیکھا نعرہ کرکے اُس بلا کی سمت دوڑا کہ یکبارگی آسمان سے نقارے کی صدا آئی کہ تمام زمین
و آسمان متزلزل ہوگیا از بسکہ اُس بلا نے کبھی آواز نقارہ کی نہ سنی تھی بمجرد سننے صداے نقارہ کے بدحواس ہوئی اور دیو وغیرہ
نے آسمان کیطرف دیکھا معلوم ہوا کہ ہزارہا دیو و پری آسمان سے اُترتے ہین پس وہ دیو کہ جو اس بلا کو لایا تھا اپنی گردن
پر سوار کرکے بھاگا ہرچند کہ نقابدار سیاہ پوش نے آتے ہی اُس بلا کو زخمی کیا مگر وہ دیو جسطرح ممکن ہوا لیکر نکل ہی گیا
اور نقابدار نے اسواسطے ایرج وغیرہ کو ہوشیار نہ کیا کہ یہ لوگ منفعل ہونگے خود بھی ایک سمت کو روانہ ہوا چونکہ اسد
بھی بسبب غصہ کے بیہوش ہوگئے تھے فقط اُنکو نقابدار ہوشیار کرکے چلا گیا اسد جب ہوشیار ہوئے تو اُنکو یہ خیال آیا کہ مین
بھی اُس بلا کی ضرب سے بیہوش ہوگیا تھا غرضکہ اسد نے سب کو ہوشیار کیا اور بسبب اسکے کہ ایک ہی حالت مین سب
مبتلا ہوگئے تھے کسی نے کسی پر خندہ زنی نہین کی اور یہ خیال کیا کہ یہ بلا انسان نہ تھی الغرض تمام سردار سوار ہوکر سمت صحرا روانہ
ہوئے بعد تھوڑے عرصہ کے ایک دریا پر پہونچے اور کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے کہ دفعۃً آواز آئی کہ اے جوان مردو
خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا مین آپہونچا سبنے پھرکر دیکھا کہ خواجہ عمرو ایک ملاح کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اور یا
عمرو اسواسطے ملاح کی گردن پر سوار ہوئے تھے کہ اگر کشتی غرق بھی ہوجائیگی تو یہ ملاح شناوری کرکے مجھکو اُس پار پہونچاویگا
الحاصل جب کنارہ چالیس قدم کے فاصلہ پر رہا عمرو ملاح کی گردن پر سے جست کرکے کنارہ پر پہونچے اور شاہزادون کو
پکڑ کے ایک ایک تازیانہ مارا سبنے عذر کیا اُسوقت اسد نے وہ طلا کہ جو آب چاہ سے نپایا تھا عمرو کے پیش
کش کرکے تمام حال بیان کیا عمرو نے سنکے کہا کہ مین اُس چاہ پر ضرور جاؤنگا اسوجہ سے کہ ایسی دولت کا
چھوڑنا مجھے غیر ممکن ہی القصہ چونکہ سب سردار کئی وقت کے بھوکے تھے وہ طلا دیکر عمرو سے کھانا طلب کیا اور بعد
تناول طعام باہم پہرا مقرر کرکے سبنے آرام کیا جب ایرج کی نوبت آئی اُنھون نے سب کو سوتا ہوا چھوڑکے اور تنہا
مرکب پر سوار ہوکر ایک جانب کا راستہ لیا تھوڑی دیر کے بعد تار صبح کے نمودار ہونے سے سحرگاہان کہ زنجی کوکب
زرزرین جی بر بعلت رحلت شب ؛ وقت سحر سب بیدار ہوے عمرو نے جب ایرج کو نہ دیکھا برہم ہوکر کہا کہ تم سب یہین رہو
مین جاکر ایرج کو لاتا ہون یہ کہکے عمرو روانہ ہوا مگر ایرج کو راہ مین نپایا آخر بشکل خدمتگار متشکل ہوکر قلعہ عوجیہ
مین گیا دیکھا کہ ایک قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ و برج بارہ اُسکے نہایت مرتفع و عالیشان توپین جا بجا لگی ہوئی ہین اور
آلات حرب مرتب آراستہ و پیراستہ ہین عمرو اندر قلعہ کے گیا وسعت و آبادی قلعہ کی دیکھکر متحیر ہوگیا اور تمام شہر مین زنگیان قوی زورکا

مجمع دیکھکر اور بھی متعجب ہوا خصوصًا عمرو آراستگی قلعۂ غزوبیہ کی دیکھتا ہوا دروازہ پر آیا وہان پالکی و نالکی و دیگر سواریان
اُمرا کو دیکھا چونکہ لقا یہان آیا ہوا ہو اور دودہ نے اسی کے واسطے سامان دعوت کیا ہو ایک مجمع کثیر یہان پر ہی
اس باعث سے کوئی شخص مزاحم نہوا لوگ یہی سمجھے کہ یہ بھی ہمراہیان لقا سے ہو جب عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا
ایک زنگی قوی ہیکل ذنگل پر بعز و افتخار بیٹھا ہو اور لقا سے کہتا ہو کہ ای خداوند مین نے بارہا آپ کی مدد کا قصد کیا مگر
بدقسمتی سے حاضر نہو سکا خیر اب دیکھیے گا کہ سلمانون کا کیا حال کرتا ہون بختیارک نے یہ سنکے کہا کہ ای دودہ تم ابھی
آگاہ نہین ہو حمزہ بلائے بد ہو اور علاوہ اُسکے ایک اور بلا ہو کہ کوئی شخص اس بلا سے مقابلہ نہین کر سکتا اور اُسکے
سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہین ہو سکتی دودہ نے کہا وہ کون ہو بختیارک نے کہا وہ حمزہ کا عیار ہو دودہ
نے کہا نام اُسکا کیا ہو بختیارک نے بعد القاب جسطرح کہ طریقہ ہو عمرو کا نام لیا دودہ نے کہا کہ تم نے ابھی عیار نہین
دیکھا اور خادمون کو حکم دیا کہ شب آہنگ کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوا اُس نے نہایت ادب سے سلام کر کے
عرض کیا کہ مجکو حضور نے کس لیے طلب کیا ہو دودہ نے کہا کہ ای شب آہنگ ملک جی عمرو کی بہت تعریف
و توصیف کرتے ہین اور چونکہ خداوند یہان رونق افروز ہوے ہین حمزہ بھی اُنکے تعاقب مین ضرور آوینگے اور عمرو
بھی لامحالہ اُنکے ہمراہ ہوگا لہذا تم جاکے عمرو کو گرفتار کر لاؤ شب آہنگ نے کہا کہ مین ابھی جاکے عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون
یہ کتنی بڑی بات ہو عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص بہت جلد باز معلوم ہوتا ہو بس شب آہنگ تو اُسطرف روانہ ہوا
اور ادھر عمرو نے فکر ریش تراشی دودۂ ناہنجار کی اتنے مین دفعتًہ بارگاہ مین ایک غل و شور برپا ہوا اور ایرج گھوڑا
دوڑاتے ہوئے شہر غزوبیہ مین داخل ہوے اور برابر ایوان شاہی کے ہوتے قصد کیا کہ اسی طرح بارگاہ کے اندر چلے جاوین
داراب زنگی دربان بارگاہ پر بیٹھا تھا اُس نے کہا کہ ای جوان ٹھہر جا کہ مین تیرے آنے کی خبر کرون ایرج کو غصہ آیا اور ایک
طمانچہ اس زور سے اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا بارگاہ کے اندر جا گرا تمام زنگی جو دروازہ بارگاہ پر حاضر تھے ایرج کی طرف
دوڑے مگر ایرج نے کچھ خیال بھی نہ کیا اور دلیرانہ بارگاہ کے اندر قدم رکھا اور سلام علیک کی دودہ نے کہا اے
جوان خیرہ سر تو کون ہو ایرج نے کہا کہ میرا چور بارگاہ مین بیٹھا ہو مین اُسے گرفتار کرنے کو آیا ہون بختیارک
نے ایرج کو دیکھکر صلوات پڑھی جب دودہ نے سنا کہ یہ جوان خداوند کو دزد کہتا ہو زنگیون کو حکم دیا کہ اسے
گرفتار کرلو تمام زنگی بیچ تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے ایرج بھی تلوار کھینچکر لقا کیطرف دوڑا لقا نے یہ دیکھکے بھاگنے کا قصد
کیا مگر ایرج نے قریب پہنچکے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بجائے سپر کے دست چپ پر بلند کر لیا اور زنگیون
کے غول مین جا پڑا تلوار چلنے لگی مہراب زنگی داماد دودہ زنگی نے ایرج کے تلوار ماری ایرج نے بھی بجائے سپر
کے لقا کو روبرو کیا وہ تلوار لقا کے چوتڑون پر پڑی اور زخمی ہو کر اُسنے آہ کی ایرج نے دونون زنگیون کو یعنے
سہراب بن دودہ و مہراب بن دودہ کو قتل کیا بعد ازان مہراب نے پھر تلوار ماری وہ لقا کی کمر پر پڑی بعد اُسکے
ہجوم کر کے لقا کو چھین لے گئے اور مہراب کی تلوار ٹوٹ گئی ایرج نے اُس سے کہا دوسری تلوار طلب کر اُسنے دوسری
تلوار منگائی مگر جنگ مین دوسری تلوار بھی شکست ہوگئی پھر ایرج نے کہا تیسری تلوار طلب کر اس اثنا مین شاہ خاورز
مین مصلحتًا ایرج سے ترسان ہو کر نہانخانۂ مغرب مین گیا اور پردۂ شب حائل ہوا ایرج نے تمام شب زنگیون کو قتل کیا
اور بارگاہ مین خون کا دریا بہا دیا ع بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے جبکہ زنگی شب نے فرار کیا اور خورشید جہانتاب بصد آب و تاب دریچۂ مشرق سے برآمد ہوا یعنے صبح ہوئی عمرو جو کہ
خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین موجود تھا اُسنے جوانمردی ایرج کی نہایت تعریف کی اور کہا افسوس دودہ دزد ایرج کو

لڑتے ہوئے گذرے ہین اب یہ قتل ہوجائیگا یہ خیال کرکے او خنجر کھینچکر اُسنے بھی جنگ آغاز کی اور مثل پروانہ کے گرد
ایرج کے پھرنا شروع کیا اُسطرف مہراب نے تیسری تلوار سنگا کے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے پھر اُسکے حربہ کو رد کیا
مہراب اپنے لشکر مین ایرج کے سامنے زمین پر گر پڑا ایرج نے ہنسکے کہا کہ ای جوان استقدر بد حواس نہو اٹھکر حملہ
کر مہراب ایرج کی جرات پر عاشق ہوگیا اور کہنے لگا کہ مین ایکا غلام ہون مین نے اپنی مدت العمر مین ایسا بہادر
آدمی نہین دیکھا یہ کہکے اور تلوار پکڑکے زنگیون پر جا پڑا اور اُسکے ہمراہی بھی ایرج کے شریک ہوکے جنگ کرنے
لگے کچھ لوگ ان مین سے قتل ہوئے اور مہراب بھی زخمی ہوکر زمین پر گرا اور کہا کہ ای شہریار غلام آپسے رخصت ہوتا
ہو زنگیون نے قصد کیا کہ مہراب کا سر کاٹ لین ایرج نے اُن سب کو دفع کیا اور عمرو سے کہا ای جد بزرگوار میری
قضا بھی قریب ہو عمرو نے کہا ای فرزند ہراسان نہو مین تمھارے ہمراہ ہون اس اثنا مین ایک برق چمکی اور اُس
برق مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور ایرج کی کمر پکڑکے وہ پنجہ اٹھا لیگیا اسطرف دودہ مہراب کی نعش پر آیا
اور دیکھا کہ فقط اندشہ نفس کی باقی ہو بسبب الفت دامادی کے اُسکو اٹھوایا اور غلام سے کہا کہ اسکو بیابان سے
اٹھاؤ اُس جانب عمرو بھی نکلے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا جب دیوان خاص کے باہر آیا دیکھا کہ ایرج کا مرکب
زنگی لیے جاتا ہو عمرو نے اُس زنگی کو قتل کیا اور خود مرکب ایرج پہ سوار ہوکر لشکر کیطرف روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان شاہزادگان نور الدہر و اسد وغیرہ کے سنیے کہ ایرج انکو سوتا چھوڑکے چلے گئے تھے

دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ست | افسانہ اجل ست گر جہان دیر ست | ہم روی زمین پرست ہم زیر زمین | این عرصہ خاک ہردو در تصویر ست

راویان اخبار قدیم اس حکایت رنگین کو سفحۂ قرطاس پر منقش کرکے اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب ایرج انکو سوتا ہوا
چھوڑکر شب کو کسی سمت چلا گیا تو شہزادے اس مقام پر عمرو کا انتظار کرتے تھے کیونکہ عمرو انکو چھوڑکے ایرج کی تلاش مین
گیا تھا اور اُسطرف یہ سب بسبب گرسنگی کے از بس پریشان خاطر تھے اسدنے کہا کہ ای برادر مقبل اگر آپ فرمائین تو مین تدبیر
طعام کرون نور الدہر نے کہا مناسب ہو مگر ایسا نہو کہ تم بھی وہان جاکے بیٹھ رہو اسد نے قسم عرض کیا کہ ایسا نہوگا مین
بہت جلد حاضر ہونگا یہ کہکے روانہ ہوا وہان سے قریب ایک گانو تھا وہان پہونچکر چند مرغ اور برنج و روغن و مصالح
وغیرہ خرید کرکے لایا سب سردارون نے کہا ہمکو طعام پزی مین دخل نہین ہو ہم مزدورون پر اسد سامان طعام لایا
تھا اُسنے اسد نے کھانا پکوانا شروع کیا اس اثنا مین ایک فقیر پیدا ہوا جب قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ شاہ صاحب
کہان سے آنا ہوا اور اب کہان کا قصد ہو فقیر نے اسد کے پاس آکر کہا کہ تمکو طعام پزی مین کچھ دخل ہو اسد نے
کہا کہ ہم لوگ اس کام سے بالکل ناواقف ہین القصہ بعد گفتگو وہ فقیر کھانا پکانے مین مشغول ہوا اور اُس فقیر کو ان
لوگون کے کلام سے معلوم ہوگیا کہ یہ سب امیر کے فرزند ہین بس فقیر نے نہایت عمدہ پلاؤ طیار کرکے ان لوگون
کے روبرو دسترخوان پر رکھا جب وہ پلاؤ سب نے کھایا بعد تھوڑی دیر کے بیہوشی نے اثر کیا اُسوقت فقیر نے
نعرہ کیا کہ ہم شب آہنگ عیار دودہ زنگی ہین تو عمرو کی گرفتاری کو آیا تھا مگر سب راہ مین گرفتار ہوئے الغرض جب
سب بیہوش ہوگئے شب آہنگ نے دلمین تصور کیا کہ ان سات آدمیون کا تنہا لیجانا کسی طرح ممکن نہین لہذا انکے سر کاٹ
کے لیچلو بس یہ تصور کرکے اور خنجر کھینچکر نور الدہر کیطرف چلا تھے ہین خواجہ عمرو مرکب ایرج پر سوار پہونچے اور دور سے
یہ حال دیکھکے بہت پریشان ہوئے اور شب آہنگ کے قریب پہونچکے مرکب سے جست کی شب آہنگ عمرو کو دیکھکے
انھین کیطرف دوڑا اور کہا کہ مین تو خاص تمھارے ہی فکر مین آیا تھا راہ مین شکار مفت ملگیا اب مین تمکو کب چھوڑتا ہون
یہ کہکے عمرو پر جا پڑا تھوڑے عرصہ مین عمرو نے اُسکو گرفتار کیا شب آہنگ نے دلمین کہا کہ فی الحقیقت جسقدر اُسکی

تعریف سُنی تھی اس سے کہیں زیادہ پایا پس عمرو نے کہا کہ ای شاہ عیاران میں جب تک زندہ ہوں تمھارا غلام ہوں
عمرو نے کہا اول میں سب کو ہوشیار کر دوں بعد اسکے تم سے سوال وجواب کروں شب آہنگ نے کہا بہتر ہی عمرو نے خنجر کو
غلاف کیا اور کسیقدر سر جھکایا تھا کہ شب آہنگ نے بیضہ بیہوشی مارا عمرو بیہوش ہوکے گر پڑے پس شب آہنگ نے عمرو کو
گرفتار کرکے دلمیں خیال کیا کہ میں نے سُنا ہو کہ اسکے پاس روپیہ بہت ہی یہ تصور کرکے عمرو کو ایک درخت سے باندھکر
ہوشیار کیا کہ اگر مجکو روپیہ دو تو میں تمکو چھوڑ دوں عمرو نے کہا کہ میرا خزانہ لشکر میں ہی تو وہاں میرے ہمراہ چل میں تجکو
روپیہ دوں شب آہنگ نے یہ سُنکے خنجر کھینچکے قتل عمرو کا قصد کیا عمرو نے بتضرع وزاری دعا کی دفعۃً بیابان
کیجانب سے ایک گرد اٹھی اور نقابدار سیاہ پوش مرکب بادرفتار سمند سیاہ پر سوار سر پہ باز سفید سایہ فگن اور عیار
نقابدار اسکے چہرے پر بھی نقاب دل گرد سے نکلا اور نعرہ کیا کہ خبردار میں آپہنچا یہ دیکھکے شب آہنگ نے ارادہ کیا
ہی تھا کہ خنجر ماردے کہ آواز سیر کمان کی اسکے کان میں آئی کہ شب آہنگ خوف زدہ ہوکر بھاگا اور کہا ای نقابدار
تو نے میرے صید کو ہاتھ سے کھو دیا نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ اس قزلباق کو گرفتار کر عیار نقابدار شب آہنگ کی طرف
دوڑا شب آہنگ نے مارے ڈر کے اپنے تئیں دریا میں گرادیا نقابدار نے اپنے عیار کو آواز دی کہ چلا آ عیار نقابدار
نے آکے عمرو کو درخت سے کھولا نقابدار زیر درخت آیا اور زین پوش بچھاکر بیٹھا عمرو اور نور الدہر وغیرہ کو ہوشیار کیا
سب سردار نقابدار کو دیکھکے باادب تمام بیٹھے کہ ایکبار نقابدار نے اپنی کمان ان لوگوں کے سامنے رکھکے کہا کہ اسکو کھینچو
اول داراب نے زور کیا مگر کچھ نہوا بعد ازاں تورج وخورشید نے کمان کو کھینچا انسے بھی کچھ نہوا الغرض جب نور الدہر
کی باری آئی انھوں نے اسقدر زور کیا کہ ناک اور کان سے دھواں نکل گیا اُسوقت نقابدار نے کہا ای نور الدہر یہ
میری کمان اپنے ہمراہ امیر کے پاس لیتے جاؤ اور امیر سے کہنا کہ خداوند تعالی نے مجکو صاحبقران کیا ہی اگر میری اس کمان
کو تم کھینچو تو میرے تمھارے درمیان میں امتحان زور آزمائی ہو جائے اور اگر تم کمان نہ کھینچ سکو تو تمکو لائق ولازم ہے
کہ تمام اسباب صاحبقرانی مع بارگاہ سلیمانی واشقر دیو وغیرہ میرے پاس بھیجدو یہ کہکے نقابدار اپنے مرکب پر سوار ہوکے
صحرا کیجانب روانہ ہوا اور مرکب نقابدار بھی مثل اشقر کے سرجستی ہی بعد اسکے عمرو نے قصد کیا کہ لشکر کیطرف روانہ ہو کہ دفعتاً
آواز کوس سکندری کان میں آئی عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ اسلام مع امیر عالیمقام درہ کوہ سے برآمد ہوئے نور الدہر وغیرہ دیکھ
کے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوگئی سب بیٹھے عمرو نے تمام حال ایرج کا اور میں جنگ سے انکو
بیجا کا اٹھا لیجانا عرض کیا بعد ازاں کمان نقابدار دیکے پیام نقابدار بھی بیان کیا امیر نے کمان مقبل کے حوالہ کرکے کہا
جسوقت وہ نقابدار آئیگا میں اُسیوقت اسکے سامنے کمان کھینچونگا بعد اس گفتگو کے امیر با توقیر وہاں سے کوچ کرکے
غور وبیہ سے چار کوس کے فاصلے پر اُترے ۵ ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ زجائے دگر داستان گوش کن

اب حال جنگ شہر دلویر ور لشکر اسلام سے بیان ہوتا ہے

بلبل کی خزاں میں جان کھوتے پایا ۔ صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا ۔ گلچیں کی بھی نیند اُڑ گئی لیک سرود ۔ اہل دل بے کھٹکے سوتے پایا

راویان شیریں زبان اس تقریر دلپذیر کو اسطرح سر حرف بیان میں لاتے ہیں کہ اسطرف دو دو زنگی بارگاہ میں خدمت
میں حاضر تھا کہ ہرکاروں نے اگر خبر آگاہ سے دعا وثنا بادشاہی بجالا کر عرض کیا ۵ تا صبح دم بدم سافر باشی ٭ تا سرزند آفتاب
سرور باشی ٭ تاج حیات بر سر خضر تشنہ ٭ در عرصۂ اقبال سکندر باشی ٭ شہریار کی عمر دراز ہو یہاں سے چار کوس کے فاصلے پر لشکر امیر آکر اترا
ہوا ہی باقی خیر و عافیت ہی یہ خبر آمد امیر سنکے لقا ایسا گھبرایا کہ تمام بدن میں اسکے رعشہ پڑ گیا اور لرزاں وترساں مثل بید کے کانپنے لگا دو دو
نے کہا کہ ای خداوند آپ اسقدر ہراساں ہوتے ہیں خاطر جمع رکھیے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہی اسکے بعد حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی

بیرون شہر جاکے خیمہ زن ہوا اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ بادشاہ سرزمین جابلقا ملک جادو خداوند لقا کی مدد کو واسطے
آتا ہے دودوہ نے اپنے بیٹون کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا وہ ملک جادو کا استقبال کرکے بعز و احترام اُسکو لائے بختیارک نے
کہا کہ ہم مین سے کوئی حریف کا مقابلہ نہین کرسکتا القصہ صحبت کفار گرم ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا آواز نوشا نوش
بلند ہوئی ؎ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ؎ اس عرصہ مین ایک ہوا سے تند چلی
آسمان کیطرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک دیو آتا ہے اور اُسکی گردن پر ایک بلا سیاہ کہ سابق مین جسکا ذکر ہوچکا ہے سوار ہے اور
دو بادشاہ ایک تخت پر سوار ہین ایک کا نام شعلہ بخش جنی اور دوسرے کا داد بخش جنی ہے اور ایک دیو کا
نام گیرنگ اور دوسرے کا نیرنگ ہے ان سب نے بھی آکر لقا کو سجدہ کیا دودوہ نے ان سب کو بکمال عزت و حرمت
جائے معقول پر بٹھایا اور اس بلا کا نام قمہور دیو پرور ہے چونکہ اسکو دیو نے پرورش کیا ہے اس سبب سے وحشی اور
دیوانہ ہے ہرچند لوگون نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر مگر اس نے کچھ سماعت نکی القصہ شعلہ اور داد بخش اس کو سمجھا کے تخت
لقا کے قریب لائے لیکن اس نے یہ بھی نہ جانا کہ یہ کون سگ خارشتی ہے مگر بختیارک نے دیکھا کہ اسکے چہرہ پر نشان اولاد
ابراہیمی ہے شعلہ سے کہا کہ یہ شخص اولاد حمزہ ہے غرضکہ صحبت بزم آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آہنگ
حاضر ہوئے دور شراب و نغمہ چنگ و رباب آغاز ہوا جبکہ دماغ سب کا بادہ ناب سے گرم ہوا دودوہ نے کہا مین نے طبل
جنگ کا حکم دیا تھا لیکن تمھارے آنے سے جنگ موقوف رہی قمہور برابر تخت لقا کے بیٹھا تھا اُسنے کہا اے گیرنگ
وہ دشمن کہان ہے جسکے واسطے تم مجکو لائے ہو گیرنگ نے کہا کہ دشمن اپنے لشکر مین ہے قمہور نے کہا مجکو پتہ بتاؤ
تاکہ مین ابھی جاکر اسکو قتل کردون نیرنگ نے کہا یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک روز طبل جنگ بجتا ہے اور دوسرے
دن جنگ ہوتی ہے آج طبل جنگ بجا ہے کل صبح کو میدان مین مقابلہ ہوگا القصہ شب کو طبل جنگ بجا امیر کو بھی خبر ہوئی
فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل پروردگار طبل جنگی بجے چنانچہ یہان بھی کوس زریں نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون
مین سامان حرب و ضرب کی آراستگی درستی ہوا کی جبکہ سجادہ نشین ماہ نے بتسبیح ستارگان پڑھکے عبادتخانہ مغرب مین
منہ چھپایا اور خورشید خاوری بانیزہ خطوط شعاعی و عصا افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین
آئے دودوہ سات لاکھ زنگی اور چار سو بیٹون اور نو سون اور پوتون کو ہمراہ لیکے بڑی چمک دمک سے میدان رزم
مین آیا آج قمہور بھی مرکب پر سوار تھا اور پوشاک چرم شیر کہ جسپر جواہر گران بہا لٹکے تھے زیب بدن تھی اس
جانب سے قمہور میدان مین نکلا اور امیر کے لشکر سے سیلان اردبیلی اُسکے مقابلے کے لیے برآمد ہوا قمہور نے چوبدست
آہنی اُسکے سر پر ماری سیلان نے سپر کی پناہ کی لیکن جس وقت چوبدست سر پر پڑی سیلان کا ہاتھ کانپا سپر سر پر
گری اور سر گردن مین گھس گیا اور گردن سینہ مین اتر کے مثل کوفتہ ہیزم ہوگیا غرضکہ اسیطرح قمہور نے ستر و سردار دیگر
یکے بعد دیگرے جان سے مارا یہ معاملہ دیکھکے کرب بعد اجازت میدان مین آیا اور جنگآور ہوا پانچ قدم قمہور کا مرکب اور
پانچ قدم کرب کا مرکب پسپا ہوا قمہور نے کرب پر چوبدست ماری کرب نے گرز پر اُسکی ضرب کو رد کیا مگر بسبب ضرب کے
کرب کی آنکھین بند ہوگئین بانند مثل ستون کے قائم رہے قمہور نے اپنی زبان مین کہا کہ مین نے اسکو بھی مارا یہ
حال دیکھکے عیار کرب دوڑا اور مشکیزہ سے پانی لیکے کرب پر ایک چھینٹا دیا کرب نے آنکھین کھولدین مگر کرب نے دیکھا
کہ مرکب کے جسم کو رعشہ ہے بس کرب نے گھوڑے سے کودکے مرکب تو عیار کے حوالہ کیا اور خود قمہور کے برابر جاکے اور
اسکے مرکب کی لگام پکڑکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ اُسکا مرکب دور جاکر گرا قمہور بھی پیادہ پا ہوا اور باہم کشتی ہونا
شروع ہوئی ناگاہ مرکب کا پانون موش خانہ مین جاپڑا یہ دیکھکے قمہور نے ایسی تکان دی کہ کرب کا کولا اُتر گیا لیکن سنبھل

مین کرب نے اپنے تئین قائم کیا لاابسبب درد کے کرب پر بیہوشی طاری ہوئی قمہور نے جب کرب کو بیہوش دیکھا
تو اس سے دست بردار ہوا عمرو نے یہ حال دیکھکے آواز دی کہ جلد پالکی لاؤ پس عمرو کرب کو پالکی مین ڈال کے لیگیا
قمہور نے دیکھا کہ عمرو میرے صید کو لیے جاتا ہے وہ عمرو کیطرف دوڑا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا قمہور نے چونکہ حقہ
آتشبازی کبھی نہ دیکھا تھا اپنے لشکر کیطرف بھاگا دونون لشکرون مین آواز قہقہہ بلند ہوئی بیرنگ وغیرہ نے کہا کہ
بھاگنا نہایت معیوب ہے قمہور نے کہا کہ اب مین کبھی نہ بھاگونگا الغرض جبکہ شہسوار عرصہ خاوری دن بھر کی تگاپو
تھک کر خلوت خانہ مغرب کیطرف چلا اور شب گردماہ نے مع لشکر ثوابت وسیار ظلمت کدہ دہر پر اپنا عمل دخل کیا یعنے
شام ہوئی دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے امیر نے بارگاہ مین داخل ہوکے باواز بلند کہا کہ ما جو جو شخص اس
دیوانے سے لڑنے جائے خوب سمجھ کے جائے کیونکہ اس دیوانے کا حال نورالدہر وغیرہ سے سُنا ہے کہ ایک ایک ضرب مین
یہ سب بیہوش ہوگئے تھے القصہ اُس طرف قمہور کے واسطے صحبت جشن آراستہ ہوئی اور جام مے گلفام بے
دغدغہ انجام گردش مین آیا ساقیان ماہرو مطربان خوش گلو حاضر ہوئے محفل عیش و عشرت گرم ہوئی قمہور نے
لشکر مین اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا ادھر امیر نے بحمایت پروردگار طبل جنگ کا حکم دیا ؎ دگر روز
کین چشمۂ آفتاب ۔ زدریاے گیتی برآورد آب ؛ صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج قمہور چوبدست
پکڑ کے پیادہ پا میدان مین آکے کھڑا ہوا اور شب آہنگ نے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تم مین سے
آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آئے فرہاد خان یکضربی پسر لندھور امیر سے رخصت لیکر میدان مین گیا
قمہور نے چوبدست سے اُسپر حملہ کیا فرہاد نے اپنے گرز پر اُسکی ضرب کو روکا فرہاد خان کا مرکب تا کمر زمین مین
غرق ہوا اور گرز اور چوبدست دونون فرہاد کے سر پر گرے فرہاد نے سر کو خم کیا وہ ضرب فرہاد کے شانہ پر پڑی
شانہ ٹوٹ گیا اور وہان سے چوبدست فرہاد کے پاؤن پر گری اُسکا پاؤن بھی ٹوٹ گیا فرہاد کو غش آگیا عیار یہ حال
دیکھکے دوڑے اور فرہاد کو غش مین دیکھکے پالکی مین ڈال کے قصد لیجانیکا کیا مگر قمہور عیارون کا سد راہ ہوا اور شیرون
نے اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کے بیتابانہ مرکب اُٹھایا اور آواز دی کہ ای دیوانے تو نے غضب کیا اور قمہور کو گرز مارا جوقت
گرز قمہور کے قریب پہونچا آسنے ایسی چوبدست ماری کہ ارشیون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا اور کلائی ٹوٹ گئی قمہور نے
فوراً دوسری ضرب لگائی ارشیون نے گردہ سپر سے سر کی پناہ کی لیکن ضرب قمہور سے ارشیون کے ہاتھ قائم
نرہ سکے اور چوبدست مع سپر سر کیطرف چلی ارشیون نے سر کو خم کیا چوبدست مرکب کے سر پر پڑی کہ اُسکا
مغز پریشان ہوگیا راکب و مرکب دونون زمین پر گرے سب نے سمجھے ارشیون بھی قتل ہوا لندھور نے جب یہ
حال دیکھا بسبب جوش پدری کے تاب نرہی فیل طلا کو کہ زریان کیدستی نے سنجان مین دیا تھا اور لندھور
نے اُس فیل کو زیر کیا تھا اور زریان بھی مسلمان ہوا تھا اُسکو کجک ماری لیکن امیر لندھور کے جانے سے جسم بیتاب
ہوگئے اور فیل سر بلند کے میدان کی سمت روانہ ہوا چونکہ قمہور نے کبھی ایسا ہاتھی نہ دیکھا تھا قلقاری مار کے خوف
زدہ اپنے لشکر کیطرف بھاگا امیر کے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ وہ دیوانہ بھاگا ہر چند کہ لندھور اپنے فرزندون کے
غم مین اندوہگین تھے مگر قمہور کی اس حرکت پر متبسم ہوئے اور قمہور بھاگ کے دادبخش کے پیچھے چھپ گیا بیرنگ
وغیرہ نے سمجھایا کہ یہ فیل مثل مرکب سواری کے ہے اور میدان سے بھاگنا مرد کیواسطے نہایت ننگ و عار ہے اور یہ شور و غل
جو لشکر اسلام مین برپا ہے تمہارے بھاگنے پر ہے قمہور یہ سُن کے برہم ہوا اور دوڑ کر لندھور پر چوبدست ماری لندھور
نے گرز خوردی مردی پر اُسکی ضرب کو روکا مگر ہاتھی نصف زمین مین غرق ہوا اور دونون دانت ٹوٹ گئے اور دو بزانو

خون کے دونون داستون سے جاری ہوئے دیوانے نے باآواز بلند کہا کہ مین نے اسکو بھی قتل کیا داد بخش نے کہا کہ جلد
اسکا سر کاٹ لے بختیارک نے کہا خسرو بلاد ہند لیا نہین ہے کہ ایک ضرب مین ہلاک ہو جائے گا دوسرا لندھور نے
قصد کیا کہ تنگ گرد مین داخل ہو مگر قمہور نے چوبدست پکڑ کے کسیکو جانے نہ دیا اور گرد مین چیخ مارنا شروع کیا اور خود بھی
گرد کے اندر رہ گیا جب یہ ہنگامہ ہوا لندھور نے آنکھ کھول کر ہاتھی کو اشارہ کیا اور دو تین بار اسکے دونون دانت
ٹوٹ گئے مگر لندھور زنجیر فیل پکڑ کے گرد کے باہر آیا اور فیل نے قمہور کو دیکھ کے زنجیر قمہور کو ماری مگر قمہور نے ایسی
چوبدست ماری کہ زنجیر ریزہ ریزہ ہو گئی فیل نے قصد کیا کہ قمہور کو خرطوم سے پکڑے مگر لندھور نے پشت فیل سے جست کر کے
زمین پر آیا اور ایسا گرز مارا کہ قمہور کو معلوم ہوا کہ گویا مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا دیوانے نے ایسی چیخ ماری کہ تمام عالم کانپ گیا
اور خود بیہوش ہو گیا اسطرف اورنگ نے دیکھا کہ میرے فرزند کو صدمہ سخت پہونچا اس عرصہ مین جب آہنگ نے آواز دی
قمہور نے آواز سنکے آنکھ کھولی اور برہم ہو کے چوبدست ہاتھ سے پھینک دیا اور لندھور سے لپٹ گیا اول کشتی ہوئی
بعد ازان قمہور نے لندھور پر چنگل مارا کہ زرہ مع گوشت کے پارہ پارہ ہو گئی چونکہ اسکے ناخن بہت بڑے تھے لندھور
کے جسم سے خون جاری ہوا مگر لندھور کو کچھ ہراس نہوا اسطرف قمہور نے لندھور کو گھونسا مارا لندھور کو معلوم ہوا کہ پہاڑ
گر پڑا لندھور نے بھی گھونسہ مارا دیوانے نے قیق ماری تیز رنگ نے آواز اسکی سنکے کہا کہ اے پسر میرے فرزند کو صدمہ سخت پہونچا
بختیارک نے کہا کہ اگر آج قمہور زندہ پھر آوے تو غنیمت سمجھو لیکن دیوانے نے برہم ہوکے لندھور کا گلا دبانا شروع کیا کہ
تمام زرہ اور گوشت پارہ پارہ ہو گیا لندھور نے دونون انگوٹھے لندھور نے اپنے سر کو حرکت دیکے ایک جھٹکا مارا چونکہ
دو پہر تک جنگ ہوئی تھی اس باعث سے لندھور پریشان تھا جب امیر نے یہ حال دیکھا اور جنگ کو طول ہوا امیر مجبور
ہوکے خود میدان مین آئے اور کہا کہ یہ طریقہ جنگ کونسا ہے بختیارک نے تیز رنگ سے کہا کہ غنیمت سمجھو کہ امیر آ گئے اب
بیشک تمہارے فرزند کی جان بچ جائیگی اگر امیر نہ آتے تو تھوڑے عرصہ مین تمہارے فرزند کی زندگی ختم تھی اسطرف امیر نے آ کر
ایک ہاتھ سے لندھور کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے قمہور کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا بس اب جنگ موقوف کرو کل دیکھا جائیگا لندھور
امیر کو دیکھکر خاموش ہو گیا اور جب سے قمہور کے دل جو دیکھے تو مثل آفتاب کے درخشان ہوا اور رنگ زعفران خلیلی دیکھ کے
امیر کے دل مین قمہور کی محبت پیدا ہوئی اور اسطرف قمہور امیر کو دیکھکر باادب علیحدہ کھڑا ہو گیا امیر نے کہا بس اب اپنے لشکر مین
جاؤ لیکن داد بخش جنی نے آکے زبان جنی مین قمہور کو سمجھایا اسوقت امیر سمجھے کہ قمہور فقط زبان جنی جانتا ہے پس امیر نے
زبان جنی مین اس سے کہا کہ او بہادر یہ طریقہ جنگ کیسا ہے قمہور نے ہنس کے کہا کہ آپ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہین امیر نے کہا
پیشکار مین ہوا الغرض بعد گفتگو کے بسیار تیز رنگ وغیرہ قمہور کو لیکے داخل خیمہ ہوئے اودھر امیر لندھور کو ہمراہ لیکے بارگاہ مین تشریف لے گئے

اب دو کلمے موہائے جسم قمہور کے ذبح ہونے کے بیان کیے جاتے ہین

ساویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کے بیان مین زلف سخن کو شانہ زبان سے آراستہ کر کے اسطرح تحریر کرتے
ہین کہ جب داد بخش جنی نے قمہور کے تمام جسم پر بال دیکھے تو اسکو نہایت ناگوار ہوا کہ ایسے بہادر کے جسم پر
مثل خرس کے بال ہونا نازیبا ہے پس دودھ نے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین قمہور کے سوائے سر کے تمام بال دور کرون تاکہ
اسکے جسم سے یہ بال دفع ہون کیونکہ ایک سیمرغ اسکا دوست ہے وہ اسکے بال اور زبان کا علاج کر سکتا ہے جسوقت
یہ بال دفع ہو گئے تو یہ مثل انسان کے ہو جائیگا دودھ نے کہا کہ یہ امر بہت ہی مناسب ہے مگر اسکی غیبت مین امیر کو
کون جواب دیگا داد بخش نے کہا کسی کو بھیج کے امیر سے چند روز کی مہلت لینا چاہیے پس خبر آہنگ سے کہا تم
جا کے ہماری طرف سے کہو کہ قمہور اپنے علاج کے واسطے جاتا ہے عرصہ چالیس روز مین واپس آئیگا لہذا ہم چالیس روز کی

مہلت عنایت کیجیے الغرض جب شب آہنگ نے امیر با توقیر کو دودہ کا یہ پیام دیا امیر نے فرمایا بہتر ہے
شب آہنگ نے دودہ سے آکر عرض کیا کہ امیر نے چالیس روز کی مہلت منظور کی ہے بعد اسکے دادبخش قہور کو
تخت پر سوار کر کے عرصہ چند روز میں قاف میں پہونچا اور ایک کوہ پر تخت رکھدیا قہور نے دیکھا کہ ایک کوہ سفید
ہے اور نیچے کوہ دریا جاری ہے اور کنارہ کوہ پر ایک درخت عظیم الشان ہے جسکی بلندی بقدر دو کوس ہے اور چار
فرسنگ تک اسکا سایہ ہے اور اس درخت پر عمارت چوب وغیرہ کی عجیب عجیب طرز کی نہایت عالیشان بنی ہوئی
تھی دادبخش نے قہور سے کہا کہ یہ آشیانہ سیمرغ ہے یعنی یہی اسکا مسکن ہے کہ یکبار ہوائے تند چلی اور شور ہنگامہ برپا ہوا [?]
بعد ازان سیمرغ آکے اپنے آشیانے پر بیٹھا اور دادبخش سے مخاطب ہو کے اپنی زبان میں کہنے لگا کہ اے دادبخش آج تم
کہاں آئے دادبخش نے کہا کہ میں اس جوان کو تمھارے پاس لایا ہوں تم اسکی زبان گویا ہو جائے جسم کا علاج کرو سیمرغ نے یہ
کلام سنکے پرواز کی اور چند عرصہ میں قدرے گیاہ اور چند گلہائے بوقلمون لاکے دادبخش کو دیکر کہا کہ ہمیں لا دو [?]
دادبخش تو اس دو دوش میں گیا یہاں سیمرغ نے قہور سے کہا کہ اے قہور میں تمھارا حسب و نسب بیان کرتا ہوں اور مجھ کو
خاطر حمزہ بھی منظور ہے لہذا تم سے کہا جاتا ہے کہ خبردار حمزہ اور اُنکے سرداروں کو ذلیل نکرنا اور ہرگز اُنکے سرداروں میں سے
کسی کو جان سے نہ مارنا ورنہ پشیمان ہوگے سیمرغ نے یہ کلام قہور سے زبان جنی میں کہے قہور نے پوچھا کہ میرا حسب و نسب
کیا ہے سیمرغ نے قصد کیا کہ بیان کرے کہ اسی عرصہ میں دادبخش جنی گیاہ وغیرہ پیس کے لایا سیمرغ اسکے آنے سے خاموش
ہوا اور گیاہ وغیرہ قہور کے جسم پر ملی قہور فوراً چیخ مار کے بیہوش ہو گیا بمجرد بیہوش ہونے کے تمام چھالے بدن
زمین پر گر پڑے اور جسم مانند آئینہ کے نمایاں ہوا جب قہور کو ہوش آیا اپنے جسم کو صاف دیکھ کے نہایت خوش ہوا
بعد اسکے سیمرغ نے وہ گلہائے بوقلمون قہور کو کھلا دیے قہور دوبارہ بیہوش ہوا اور تمام جسم و دہن سے عرق جاری ہوا
بعد ایک لمحہ کے جب ہوشیار ہوا تو زبان بھی نہایت صاف و فصیح ہو گئی اور ایسا زور بازو حاصل ہوا کہ دو سو شخص جو
ایک سال کے عرصہ میں حاصل کرے یہ ایک روز میں اُسے حاصل کرے القصہ بعد فراغت ان امور کے قہور کو دادبخش دودہ
کے پاس لایا اب جسکی نگاہ قہور کے حسن و جمال پر پڑتی تھی وہ محو حیرت ہوتا تھا اب قہور نے پوشاک شاہانہ زیب
جسم کی بختیارک نے قہور کو دیکھ کے کہا کہ مجکو جو کچھ شک تھا وہ بھی اب رفع ہو گیا خدا خیر کرے جب قہور کا
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ہرکارون نے امیر سے بھی یہ خبر بیان کی اور حال
سیمرغ کے علاج کا مشرحاً بیان کیا امیر نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
بعد صف آرائی دودہ زنگی کی سواری نمایان ہوئی لقا بھی تخت پر سوار تھا اور قہور مرکب پر سوار غرضکہ دونوں
لشکر نہایت شان و شوکت سے میدان میں آئے قہور اجازت لیکے عرصہ کارزار میں آیا اسطرف سے بہرام اُسکے مقابلہ
کو گیا اور نیزہ مارا قہور نے کلوگاہ پکڑ کے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا بہرام نے تلوار ماری قہور نے تلوار بھی
چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے بہرام کو قاش زین سے اُٹھا لیا القصہ اسی طرح بہمن و اژدہائے بن عیش [?] و
بلند خان قندھاری وغیرہ تیس سرداران امیر کو تاشام باندھ کرلے گیا بختیارک نے کہا ان سرداروں کو
قہور نے گرفتار کیا ہے انکو قتل کرو قہور نے یہ سن کے کہا کہ جبتک میں امیر کو گرفتار نکرونگا اسوقت تک ان
سرداروں کو کسیکو نہ دونگا بس دادبخش نے ان سرداروں کو ایک خیمہ کے اندر مقید کیا اور طعام عمدہ و شراب کباب
انکے واسطے بھیجا اسطرف امیر نے بارگاہ میں داخل ہو کے کہا کہ ان لوگوں نے مجکو نہایت پریشان و ذلیل کیا کہ ہمیں [?]
بہرام کا حال دیکھ کے پھر ہر ایک نے جلدی اپنے تئیں گرفتار کرایا اور مجکو رنج دیا اور اسطرف قہور نے پھر طبل جنگ کا

بیابان کی کہ صبح کو امیر میدان مین آئینگے دودہ اور دادبخش یہ خبر سنکے خوش ہوئے کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہی لیکن
بختیارک یہ حال سنکے رونے لگا دودہ نے کہا کہ ملک جی یہ مقام خوشی کا ہی کہ صبح کو لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اور تم روتے
ہو بختیارک نے کہا مجکو خوشی ہی اور مجکو بھاگنے کی فکر ہی کیونکہ حمزہ قہور کو روبروے خاص و عام ضرور گرفتار کرینگے جب وہ
گرفتار ہوگیا اسوقت بھاگنا لازم ہوگا یہ سنکے شعلہ حبشی و بختیارک نے کہا کہ یہ کاہن بھی ہین رمل پھینکا معلوم ہوا کہ ستارہ قہور کا
تمامی لشکر پر غالب ہی اور امیر کا ستارہ قہور پر غالب ہی شعلہ و بختیارک نے یہ حال دودہ زنگی سے بیان کیا دودہ نے شب آہنگ
کو طلب کر کے کہا کہ تو جاکر امیر کو پکڑ لا مین تجکو خلعت و انعام سے مالامال کردونگا شب آہنگ اسیوقت لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا
اور بصورت فراش دربارگاہ امیر پہ منتظر کھڑا ہوا لیکن عیاران امیر نے جو بارگاہ دودہ مین حاضر تھے یہ حال دیکھ کے عمرو سے
آکر بیان کیا کہ آج بارگاہ کفار مین کچھ سرگوشی ہوئی ہی عمرو سمجھ گیا کہ بختیارک نے ضرور امیر کے قید کرنے کی صلاح دی ہوگی
پس یہ تصور کر کے چالیس سرہنگ واسطے محافظت امیر کے مقرر کیے اور خود بھی لمحہ لمحہ آکے دیکھتا تھا لیکن شب آہنگ فراشون
مین آیا اور کہا کہ مین اب تازہ ملازم ہوا ہون عمرو کی پاسبانی دیکھ کے بد حواس ہوا شب کو قابو نہ ملا لیکن جب چار گھڑی
رات باقی رہی اور امیر واسطے ادائے فریضہ صبح کے بیدار ہوئے عیارون نے دیکھا کہ اب امیر بیدار ہوئے ہین کچھ مقام
اندیشہ نہین ہی یہ تصور کر کے عیار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے شب آہنگ نے خیال کیا کہ اب یہی وقت فرصت
کا ہی پس کسی قدر بیضہ بیہوشی آمیز نوش کر کے بارگاہ کے اندر پھینکا اور بیرون بارگاہ فراشون وغیرہ کو بھی
آب و طعام مین بیہوشی دے کے بیہوش کر دیا تھا غرضکہ جب وہ بیضہ بیہوشی فرش پر گرا اور کسی قدر فرش جلا اور
دود بیہوشی چیدہ ہوا امیر واسطے نماز کے اٹھے چونکہ دود بیہوشی دماغ مین سرایت کر چکا تھا امیر چھینک مار
کے فوراً بیہوش ہو گئے شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور بصورت گاذر دوش پر رکھکے روانہ ہوا اور
صحیح و سلامت لشکر سے نکل کے دودہ کی بارگاہ مین گیا اور پشتارہ امیر کا دودہ کے روبرو رکھدیا بختیارک
بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ کو اسی وقت قتل کر دو دودہ نے جلاد کو طلب کیا مگر سلیم نخت شناس وزیر نے
دودہ سے کہا کہ انکا قتل کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اگر امیر کو قتل کیا تو انکے بیٹے پوتے اور عمرو کسیکو زندہ نچھوڑینگے
سب نے بالاتفاق کہا کہ تم سچ کہتے ہو اس عرصہ مین قہور کی آمد آمد ہوئی دودہ وغیرہ نے امیر کو پوشیدہ کر دیا صبح کو
بادشاہ اسلام نے سنا کہ امیر کو عیار چرا لیگیا یہ خبر سنکے بادشاہ نہایت مکدر ہوئے اور اسطرف قہور مع لشکر میدان
کارزار مین آیا بادشاہ اسلام بھی مکدر و پریشان خاطر میدان مین گئے قہور نے نکل کے مبارز طلبی کی اسد غازی
اسکے مقابل ہو گئے اور کہا کہ اے نامرد انسان تف ہی تیری بہادری پر قہور نے اسد کو دیکھ کے تعجب کہا کہ اے برادر
تم کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ شب کو تو نے اپنے عیار سے امیر کو چرا منگایا اور خود میدان مین آیا ہی اسی منھہ پہ
دعوی بہادری رکھتا ہی قہور نے کہا کہ مجکو یہ حال اصلا معلوم نہین اسد نے یہ سنکے کلمات سخت قہور کو سنا کے
قہور برہم ہو کے میدان سے چلا گیا اور دادبخش سے کہا کہ امیر کو تمنے کسواسطے چروا لیا اور مجکو دو عالم مین
رسوا کیا جلد بتاؤ امیر کہان ہین سب نے انکار کیا اسطرف شعلہ حبشی نے جب قہور کو برہم دیکھا پوشیدہ امیر کو عالم بیہوشی
مین تخت پر سوار کیا اور چار حبشیون سے کہا کہ امیر کو لیکے تم دریاے محیط پر چلو عقب سے مین بھی آتا ہون بعد ازان قہور نے
برہم ہو کے کہا سچ بتاؤ کہ امیر کو کسنے منگایا اور کیا کیا حال دیکھ کے دودہ نے کہا اے قہور اصل یہ ہی کہ حمزہ نے
جبار حبشی پدر شعلہ کو قتل کیا تھا اسنے امیر کو چرا منگایا قہور نے یہ سنکے کہا کہ بس لڑائی میرے تمھی جبتک نہ تھے
مین انکے سرو اسعد سے مقابلہ نہ کرونگا یہ کہکے دادبخش کے خیمہ مین آیا اور کہا اب مین لشکر کی بارگاہ مین نہ جاؤنگا

زمین میں غرق ہو گیا اور تتق گرد بلند ہوا سیارہ نے دوڑ کے پانی کا چھینٹا دیا اور کہا حریف لاف و گزاف کرتا ہوا اگر
زندہ ہو تو حریف کو جواب دو ایرج نے یہ سن کے مرکب کو اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے زمین سے نکلا مگر تمام جسم چور چور
تھا ایرج نے دیکھ کے سیارہ سے کہا کہ میرا مرکب ہلاک ہوا اسکو لشکر میں لیجاؤ اور خود پیادہ پا جنگ میں مشغول ہوا
سیارہ مرکب لیکے چلا اہل لشکر نے مرکب خالی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید ایرج قتل ہوا یہ تصور کر کے بیتاب ہوئے
سیارہ نے کہا کہ تم لوگ مضطرب نہ ہو ایرج زندہ ہی اور جنگ میں مصروف ہی اور یہاں ایرج نے قہور پر گرز کھینچ مارا
قہور کے مرکب کی کمر ٹوٹ گئی اور قہور کا حال بھی ایرج سے زیادہ تغیر ہوا تب آہنگ نے قہور کو بچا لیا
قہور ہوشیار ہو کے اور دست بدست جنگ کے ایرج سے لپٹ گیا صبح تک نہایت زور و شور سے کشتی ہوا کی ایرج
ایرج کو قہور نے دو مرتبہ اٹھایا اور ایسی ٹکان دی کہ ایرج کے گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے ایرج نے بہانا گر قائم کیا قہور
نے اسقدر زور کیا کہ تمام بدن سے دھواں نکل گیا جب قہور زور کر چکا اسوقت ایرج نے زور کیا کہ قہور کو دور تک دوڑایا
اسوقت قہور نے ایرج کو طمانچہ مارا ایرج کو معلوم ہوا کہ بدن پر سے سر اڑ گیا مگر ایرج نے بھی ایسا طمانچہ مارا کہ قہور بھی
بدحواس ہو گیا اور اسکے دونوں رخسار سے دم کرا گئے یہ حال دیکھ کے بختیارک نے کہا کہ قہور کا زندہ بچنا مشکل
معلوم ہوتا ہی داد بخش و شعلہ بخش نے کہا ساحر بے بدل ہے بہادر زبردست ہے یہ کیفیت دیکھ کے کہا غضب ہوا اب
قہور کو ایرج گرفتار کرے گا پس ان دونوں نے سحر کیا سب نے دیکھا کہ شعلہ کے بدن کو جنبش ہوئی اور اس نے پکھر ملیکے
آسمان کی طرف دیکھا اور دستک دی کہ فقط ایرج کی طاقت زائل ہوئی قہور نے ایرج کی کمربند میں ہاتھ ڈال کے
اسکو زمین سے اٹھا لیا اور گرد سر چند دیکے زمین پر مارا اور گرفتار کر کے عیار کے حوالہ کیا نور الدہر وغیرہ نے یہ حال
دیکھ کے کہا کہ ایرج تو قہور پر غالب تھا دفعۃً یہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہی کسی نے ایرج پر سحر کیا علمشاہ نے قصد کیا کہ میں
جا کے ایرج کو رہا کروں اور قہور کو قتل کروں بدیع الزمان نے علمشاہ کو منع کیا کہ ابھی بہادر ہیں بدنامی ہو گی
لوگ کہینگے کہ قہور پر بلوہ کر کے اسکو قتل کیا اور ہمیشہ لشکر میں موجود تھیں میں الغرض طبل آسایش بجا اور دونوں
لشکر اپنی فرودگاہ پر گئے اس طرف قہور نے ایرج کو قیدخانہ میں بھیجدیا ہر چند بیش کو داروغہ زندانخانہ نے
طعام حاضر کیا مگر ایرج نے بسبب غصہ کے کہانا نہ کہایا اور داروغہ سے کہا کہ یہ طعام مثل مادر کو زہر مار کرا الله بسبب
یہ ہمکا فرلوں کے شب کو آرام بھی نہ کیا صبح کو لقمان نے ایرج کو دربار میں طلب کیا ایرج نے بیو پا کے بطور اہل اسلام
کے سلام علیک کی لقمان نے کہا ای بیہودہ قدرت آنکے سجدہ کر ایرج نے جواب میں کہا ای گبر نابکار اگر میں بھی ذرا
امیر سے تیری جان بخشی نکراتا تو قتل سنگ و خنال کے تو قتل ہو جاتا وہ وقت بھول گیا اور آج پھر کلمات لا طائل
زبان سے نکالتا ہی قہور نے یہ سن کے کہا کہ ایسی تیز زبان بند کر ایرج نے کہا او نامرد تجکو شرم نہیں آتی قہور نے کہا
میں نے میدان میں تمام عالم کے روبرو تجکو گرفتار کیا ہی اور اب تو سرکشی کرتا ہی یہ کہکے جلاد کو طلب کیا قتاق بن
دودہ اور سہراب بن دودہ ایرج کو کشاں کشاں بیرون بارگاہ لائے اور میدان خونی کی طیاری ہوئی یہ
خبر جو سپاہیان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام سے بیان کی بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے علمشاہ و بدیع الزمان
واسطے رہائی ایرج کے روانہ ہوئے ابوشہاب نے یہ حال نور الدہر سے بیان کیا نور الدہر نے کہا افسوس بعد ایرج
کے لطف زندگی نہیں ہی اور اسیوقت مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا راہ میں بدیع الزمان سے ملاقات ہوئی نور الدہر
نے کہا کہ ایرج قتل ہوتا ہی میں بھی جا کے اپنی جان دونگا بدیع الزمان نے کہا افسوس اسقدر دوان قائم قتل ہو اور
ہم زندہ رہیں یہ کہکے دونوں بہادر روانہ ہوئے لیکن قلعہ غرو بیہ کے ایک سمت میدان تھا اور ایک طرف نالہ

اور دوسری جانب جگہ وہ ہی اسی جگہ دار استادہ کی تھی جلادون نے ایرج سے کہا کہ جو کچھ تمکو ہوس ہو بیان کرو کہ
تمھارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا چاہتا ہے ایرج نے برہم ہوکے کہا کہ مجھکو کچھ ہوس نہین ہے اس عرصہ مین طوفان بن دودہ کے حکم سے
ایرج کو واژگون دار پر آویزان کیا اور کفار نے کمانین ہاتھون مین لیکے قصد کیا کہ ایرج پر تیرباران کرین ایرج نے
باواز بلند کہا کہ میرے پدر بزرگوار قاسم کی خدمت مین عرض کردینا کہ ایرج قتل ہوا آپ صبر کرین اور میرے حق مین
دعائے مغفرت کیجیے اور خود بجوع قلب سے دست دعا بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اسوقت بندہ مین سوا تیرے
کوئی حامی و مددگار نہین سہ چو عاجز بمانندہ دائم گرایہ درین عاجزی جون بخوانم ترا اسطرح تضرع و زاری
التجا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دفعۃً نعرہ ہوا اور نورالدہر تلوار لیے ہوئے لشکر کفار پر آیا ایرج نے
نورالدہر کے نعرہ کی آواز سنکے کہا کہ آج کی امداد سے مرگ بہتر ہے یہ کون آیا اور برہم ہوکے ایسی تکان دی کہ رسیان
ٹوٹ گئی اور ایرج زمین پر گرا فوراً قید مثل تار عنکبوت شکستہ کرکے اور وہی چوب دار پکڑکے کفار کو قتل کرنا آغاز
کیا طوفان بن دودہ نے جب یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکے نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے اُسکے حربہ کو رد کرکے مع کمر
چار پرکالے کر دیا نامی اسکی لاش لیکے بارگاہ مین لقا اور دودہ کے پاس گئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ حال سنکے اسیوقت
دودہ اور شعلہ و دادبخش و قمہور سوار ہوکے روانہ ہوئے پہونچ کے ایرج کو تلوار ماری چونکہ شہزادہ بے سلاح تھا
تا دوابروا ایرج کے سر پر زخم آیا ایرج نے چوب دار سے قمہور کی تلوار کو سر سے دفع کیا اور وہی چوب ازقمہور
کے سر پر اس زور سے ماری کہ قمہور کا سر بھی شگافتہ ہوا اس اثنا مین آواز بوق آئی اور سعد غازی بھی پہونچا
نورالدہر نے یہ حال دیکھکے کہا کہ آج لقا کو زندہ نچھوڑونگا کیونکہ یہ سب ہنگامہ اسکی ذات سے ہے اور مرکب اُٹھاکے
صف کفار مین درآیا اسطرف ایرج پر بسبب زخم شدید کے غشی طاری ہوئی طہماس وغیرہ یہ حال دیکھ کے ایرج کو لشکر کی
طرف لیکے روانہ ہوئے اسد نے لقا کو دیکھکر کہا کہ ای قیدی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکے لقا کی طرف گھوڑا
مہمیز کیا لقا نے اسد کو دیکھ کے شعلہ کو آواز دی کہ اسد آپہونچا جلد میری خبر لے شعلہ نے سحر کیا فوراً اسد کے ہاتھ پاؤن
بیکار ہوگئے قمہور نے پہونچ کے فی الفور اسد کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا اور جادو نے سحر کرکے تمام ہمراہیون
کو بھی گرفتار کرلیا پس کفار ان سب کو گرفتار کرکے بخوشی تمام واپس گئے قمہور نے خیمہ مین پہونچ کے اسد کو طلب
کیا اسد نے بطور اہل اسلام سلام کیا قمہور نے ہنسکے کہا کہ مین نے تمکو گرفتار کرلیا اسد نے کہا کہ تونے مجھکو زیر سحر
مقید کیا ورنہ تمھاری تاب و طاقت تھی کہ مجھکو گرفتار کرسکتے قمہور نے شعلہ سے پوچھا کہ مین نے اسد کو کسطرح گرفتار کیا
شعلہ نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مین نے تیری خاطر سے سحر کیا تھا قمہور یہ سنکے برہم ہوا اور شعلہ سے کہا تونے بہت بُرا کیا تو مجھکو مردان عالم
مین رسوا کرنا چاہتی ہے اسیوقت اسد کو قید سے رہا کیا اور خلعت دے کے کہا کہ ای جوان میری دعوت قبول کر اسد نے
کہا تم کافر ہو اسوجہ سے مین تمھاری دعوت قبول نہین کرسکتا یہ کہکے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ شامل قمہور کا گھوڑا
لیے ہوئے کھڑا ہے اسد نے شامل کو قتل کیا اور خود گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر قمہور کو معلوم ہوئی
کہ اسد تمھارے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کو گیا قمہور نے برہم ہوکے کہا کہ مین اسیوقت جاکے اس دیوانہ کو اسکی بارگاہ
مین قتل کرونگا لیکن شعلہ وغیرہ نے قمہور کو اس قصد سے منع کیا آخر قمہور ان لوگون کے سمجھانے سے بیٹھ گیا اور اسطرف
بادشاہ اسلام نے عمرو سے امیر کی رہائی کے بارے مین کہا عمرو نے حسب قول سرداروں سے روپیہ حاصل کرکے روانگی
کا عزم کیا اور درمیان دربار مین بختیارک کو خفقان ہوا اور دربار سے نکل کے اپنے خیمہ کیطرف چلا اس اثنا مین عمرو
پہونچا اور بختیارک کو دیکھ کر کہا کہ ای ملک جی ذرا میرے ہمراہ آؤ مین چلو مجھکو تم سے ایک کام ضروری ہے بختیارک عمرو کو

دیکھکر گھبرا گیا اور ہر چند با سے حیلے حوالے کیے مگر خواجہ اسکو صحرا مین لیگئے اور تلوار کھینچکر کہا کہ جلد امیر کا حال بیان
کر کہان ہین ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا بختیارک نے کہا کہ اگر مین سچ سچ کہدون تو تم مجھکو چھوڑ دوگے عمرو نے کہا کہ یہ ہماری
خوشی پر موقوف ہے القصہ بختیارک نے کہا کہ امیر کو شعلہ جنی نے گنبد جزیرہ محیط کے طلسم مین مقید کیا ہے اسکے سوا اور
حال مجھکو معلوم نہین عمرو نے اُس سے پانچہزار روپیہ کا رقعہ لکھوایا اور کہا کہ اگر مین تیرے مکان پر جاتا اسوقت تو تیری دعوت کا
لہذا یہ پانچہزار روپیہ عوض دعوت ہے بعد ازان بختیارک کو بیہوش کرکے ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک زنگولہ باندھا
کہ بسبب اسکی آواز کے جانور سے محفوظ رہے غرضکہ عمرو اپنے لشکر مین آیا اور بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا اُسطرف صبح کو
بسبب ہرزہ گشون کے بختیارک بھی رہا ہو کے اپنے لشکر مین گیا اور کل حال لقا سے بیان کیا شعلہ نے کہا کہ عمرو ضرور وہان
جائیگا لہذا مین ابھی جاتا ہون اور ایسی فکر کرتا ہون کہ عمرو بھی اُسی طلسم مین گرفتار ہو یہ کہکے شعلہ غائب ہوگیا اور بختیارک
نے روپیہ بابت رقعہ کے خواجہ کے پاس بھیجدیا عمرو دو عیار لیکر جزیرہ محیط کیجانب روانہ ہوا بعد روانگی عمرو دودہ نے
لقا سے کہا کہ میرے نام طبل جنگی بجے کل اہل اسلام سے میں جنگ کرونگا کیونکہ تا جنگ نہونگی بختیارک نے سنکے
کہا کہ ہر چند تو جانتا ہے کہ امیر کے تمام سردار سحر شعلہ مین گرفتار ہین مگر تاہم امیر کے لشکر مین ابھی بہت سے دلاور باقی ہین
دودہ کے نام طبل جنگ بجا لشکر امیر مین بھی طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی کہ شب بھر طیاری سامان جنگ ہوا کی جبکہ
تاجر ماہ نے بساط انجم کو تہ کر کے صندوق مغرب مین رکھا اور تیغ آفتاب افق مشرق سے فلک پر علم ہوئی سپہ روز
دگر چشمہ آفتاب بہ بانگینت آتش زور یاے آب ۔ دونون لشکر میدان مصاف مین آئے بعد صف آرائی دودہ نے
میدان مین جاکے تیس آدمیون کو لشکر اسلام کے شہید کیا دوسرے روز تورج میدان مین گیا اور اس سے جنگ ہونا شروع ہوئی
تمام فنون سپہ گری کا رد و بدل ہوا نیزہ بازی مین برابر رہے مگر دودہ کی ضرب سے تورج کی رکیب کٹ گئی اور
تورج پر غشی طاری ہوئی عیاران لشکر اسلام نے یہ حال دیکھکے قصد کیا کہ شہزادہ کو میدان سے لیجائین مگر دودہ
عیارون کا ارادہ دیکھکر دوڑا اور کہا کہ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہو اس عرصہ میں شیر افگن مرکب اٹھا کے دودہ
کے مقابل آیا اور ادھر عیار تورج کو لیکے روانہ ہوئے دودہ نے شیر افگن کو بھی زخمی کیا اور چند بہادرون کو قتل کیا
شام کو طبل امان بجایا بادشاہ اسلام غمگین بارگاہ مین آئے اور کہا کہ جو شخص دودہ کے مقابلہ کو جائے وہ بہت سمجھکے جائے
کیونکہ دودہ نہایت زبردست ہے جب شب کو پھر طبل جنگ کی آواز آئی لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی نوازش مین آیا صبح کو
علمشاہ مسلح و مکمل بادشاہ اسلام کے پاس آئے بادشاہ نے دیکھا کہ نور حسن علمشاہ کا مثل آفتاب کے درخشان
ہے بادشاہ نے علمشاہ کو دیکھ کے کہا کہ ماشاء اللہ عالم پیری مین بھی علمشاہ نور حسن و رونقی رکھتے ہین بعد ازان
بادشاہ نے کہا اے علمشاہ تم کیا ارادہ ہے علمشاہ نے کہا کہ مین نے شب کو خواب مین مادر مہربان ملکہ مہر نگار اور شیرویہ
و قباد کو با تجمل تمام پلنگ جواہر نگار پر نشست دیکھا اور سا تھون نے کہا کہ اے فرزند تم ہمکو کبھی یاد بھی نہین کرتے اور قباد و عمرو
نے بھی اسی طرح کے کلمات شکایت آمیز کہے جب مین بیدار ہوا اسوقت سے مجھکو یہ خیال و تصور ہے کہ دنیا چند روزہ ہے اسپر
کچھ اعتبار مرد عاقل کو نچاہیے بعد ازان مذمت دنیا مین چند اشعار پڑھکے کہا کہ افسوس مین نے عقبے کا کوئی کام نہ کیا
بادشاہ اسلام نے یہ کلمات سنکے اپنے عمو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہے انشاء اللہ تعالی دنیا مین سرسبز
ہوگے بعد بس گفتگو کے میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے بعد صف آرائی طرفین عمرو بن رستم میدان مین گیا دودہ نے گل
کے اُسکو گرز مارا عمرو اسکی ضرب سے بیہوش ہوگیا علمشاہ نے سپیدہ سے کہا کہ جلد عمرو کی خبر لو مگر دل مین کہا کہ میرے خواب
کی یہی تعبیر ہے سپاہ دو نے عمرو کے قریب پہونچے دیکھا کہ دودہ واسطے سر کاٹنے عمرو بن رستم کے خنجر بکف آتا ہے یہ دیکھ کے

سنگ ہشت پہل کلہ فلاخن مین رکھکر دودہ کو مارا اور اسطرف علمشاہ یہ حال دیکھ کے دودہ کے مقابل گئے اور ایسی
گدا ماری کہ اسکا مرکب دس قدم پسپا ہوا دودہ فرخ چہرہ علمشاہ دیکھکے متحیر ہوا اور عمود دیکھزار یک منی علمشاہ پر مارا
علمشاہ نے اپنے گرز پر اسکا گرز روکا آواز تراقے کی تمام صحرا مین پہنچی مگر علمشاہ کے ہاتھ مین ضرب شدید آئی اور مرکب
کی کمر ٹوٹ گئی علمشاہ کی آنکھین بند ہو گئین مگر دونون ہاتھ مثل ستون قائم رہے سیارہ نے یہ حال دیکھ کے علمشاہ کے چہرہ
پر پانی کا چھینٹا مارا علمشاہ نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ میرا مرکب ہلاک ہوگیا ہے پس فوراً کابون سے دونون پانون نکال کے
گھوڑے سے کود پڑے دودہ علمشاہ کو پیادہ پا دیکھکے گرز پکڑکے دوڑا اور برابر ہو کے پھر گرز مارا علمشاہ نے دلمین کہا
کہ اس ناہنجار نے بہت گستاخی کی تم بھی اس کو مثل دہیل و قوپل کے مع مرکب اٹھالو پس دونون ہاتھ بڑھاکے گرز عمود
پکڑلیا اور ایسی ہلکان دی کہ اگر دودہ گرز چھوڑ نہ دے تو اسکے دونون ہاتھ شانے سے بیکار ہو جائین دودہ نے گھبراکے
گرز چھوڑ دیا علمشاہ نے گرز چھین کے دور پھینک دیا اور زیر مرکب دودہ جاکے اور گھوڑے کے ہاتھ پانون پکڑکے اپنا سر
گھوڑے کے شکم مین دیکے ایک زور جو کیا مع راکب و مرکب دونون کو زمین سے بلند کرلیا اور قریب پچاس قدم کے
دوڑا کے اور چرخ دیکے زمین پر مارا بسبب زور کرنے کے زرہ وغیرہ علمشاہ کی پارہ پارہ ہوگئی تھی جسوقت دودہ کو
مع مرکب زمین پہ دے مارا علمشاہ بھی بسبب تکان کے مرکب کے ہمراہ گر پڑے دودہ مرکب سے کودکے زمین پر آیا
اہل اسلام نے یہ شجاعت دیکھ کے نعرہ تکبیر بلند کیا اور لشکر کفار سے بھی بیساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
سیارہ بن عمرو تعریف کنان قریب علمشاہ آیا علمشاہ زمین پہ بیہوش پڑے تھے اس طرف سے دودہ تلوار کھینچکے
دوڑا پس سیارہ نے فلاخن مین پتھر دیکے مارا دودہ کا ہاتھ ضرب سنگ سے بیکار ہوگیا بعد ازان سیارہ نے اسقدر پتھر
مارے کہ دودہ بدحواس لاعد بدست و پا ہوکے بھاگا اتنے مین سیارہ علمشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ چہرہ پر آثار مرگ نمایان
ہین بس سیارہ نے نوحہ وزاری کرکے کہا افسوس میرا آقا راہی ملک عدم ہوا شاہ اسلام بھی بخت سے کہتے تھے کیا علمشاہ
کی گردن ٹوٹ گئی پہلو میں ضرب ہرگز ہین شاہ اسلام نے یہ حال علمشاہ کا دیکھ کے گریبان پارہ کیا اور کہا کہ اچھا خواب یہ
تعبیر اسکے خواب کی ہے القصہ علمشاہ کو اٹھاکے ماتم کنان بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام و سیارہ بن عمرو کی
نوحہ زاری سے تمام لشکر اسلام مین ہنگامہ شور نشور برپا تھا جب یہ خبر وحشت اثر خواتین معظمہ کے گوشزد ہوئی
یکبار ملکہ رابعہ بانو اور ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نے اپنی چوٹیان توڑین اور گیتی افروز مع عورات
محل خیمہ سے باہر نکل آئی مقبل نے یہ حال دیکھ کے آواز دی کہ سب اپنی اپنی آنکھین بند کرلو القصہ لشکر اسلام
مین ماتم برپا تھا اور زبیدہ شیر دل بال کھولے ہوئے دعا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ بارخدایا واسطہ اپنے حبیب کا اور واسطہ
علی مرتضیٰ کا میرے بھائی کو شفا عنایت فرما دفعۃً اس ہنگامے سے علمشاہ کی آنکھ کھلی اور حضرت نے اسکا شکر ادا
فرمایا علمشاہ کو صحت ہوئی لیکن جب خبر قتل علمشاہ لشکر کفار مین پہنچی قہمور یہ حال سنکے گریان ہوا اور بیحد بسبب
جوش خون برادری کے واقع ہوا دودہ نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا مین ابھی جاکے اہل اسلام کا
کام تمام کرتا ہون اور اسیوقت طبل جنگ بجاکے میدان کارزار کیطرف روانہ ہوا شاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا
کہ ان کفار نے مجکو علمشاہ کے دفن و کفن کی بھی مہلت نہ دی انشاءاللہ ایسی شمشیر زنی کرونگا کہ یادگار زمانہ ہوگی اور
اپنی جان کو اپنے عم بزرگوار پر نثار کرونگا لیکن جسوقت علمشاہ کو ہوش آیا فرمایا میرے اسلحہ لاؤ یہ سنکے لشکر اسلام
مین طبل خوشی بجا اور آواز تہنیت ہر جانب سے بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر بالکل اسے بیان کی لقا نے کہا کہ
مین نے تقدیر صحت کی تھی قہمور نے یہ سنکے کہا کہ کل تو نے تقدیر مرگ کی کی تھی اور آج تقدیر صحت کیا تیرا معلوم ہوا تو نہایت

دروغ گو اور کاذب ہے یہ کلام سنکے ددوہ نے کہا کہ اے قمہور تو خدا وند سے آگاہ نہیں اور غصہ میں اٹھکر غضب کیا کہ قمہور کے تلوار مارے قمہور بھی یہ حال دیکھکے اپنے دنگل سے اٹھا مجبور اس حال کے داد بخش اٹھکے دونوں کے درمیان میں آیا اور دونوں کو سمجھا کے باہم صلح کرا دی اور شاہ اسلام معہ علمشاہ کا حال سنکے لشکر کی طرف پھر گئے اور ارقا و ددوہ بھی ہمراہ معیت علمشاہ سے مطلع ہو کر میدان سے چلے گئے

اب دو کلمہ داستان عمرو کے کہ برائے تلاش امیر جزیرہ محیط کی طرف روانہ ہوا ہے سماعت فرمایئے

توڑ کر ہم اور پتنگ کر کے بجائے کو ہم	سوئے سجدہ جاتے ہیں زاہد کے بجانے کو ہم	شمع محفلیں کبھی ہیں یار پروانے کو ہم
ایک کیفیت سے بھی کیا کچھ ہم نہیں جا سکیں ہم	خوب سا کرتے ہیں ہم ایام عشرت کو قیاس	دھیان میں لاتے ہیں جس دم گذرے زمانے کو ہم
گل تلک تھا جس کا ان پر قصرو یوں کہا ہم	جھانتے ہیں بے بات پر خالی پیمانے کو ہم	رشک گلگشت کے نشان چھوٹے کچھ بتانا ہیں
جب خزاں میں آ ہوند قفس میں نے کا تماشا کو ہم	جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری میں نہیں	روتے ہیں کنج قفس میں آب و دانے کو ہم
رشک لعل یار سے غنچہ ہیں بیزار ہو سو	اور مجھ آشفتہ میں بیٹھے جا کے سمجھانے کو ہم	رہروان جادۂ فراق اور کشتگان

بادیۂ اشتیاق اس حکایت رنگین کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح سے رقم کرتے ہیں کہ عمرو برائے تلاش امیر روانہ ہو کے ایک کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ دریائے زخار کہ موجزن دیکھا کی ہر ایک لہر شدت سے ٹکراتی تھی برابر کوہ کے اٹھکے جاتی تھی بجز خضر فلک کو ڈوب جانے کا ڈر تھا کشتی ہلال کو اس دریا میں روان ہونے سے عذر تھا وہ تھا بحر زخار ایسا دہان کہ ہر موج سے جیسے چشمہ رواں ہو اگر کوئی اس میں نہانے لگے حباب سکوت آنکھیں ملانے لگے درمیان دریا کے ایک طرف قلعہ دیکھا سنگ موسیٰ کا نہایت بلند اور عالیشان اور دوسری طرف ایک نہر اسی دریا سے آئی تھی تیسری طرف ایک گنبد رفیع مگر نہایت کہنہ تھا اور ایک جانب دس زنگیان قوی بازو مسلح و مکمل موجود تھے جب عمرو نے یہ دیکھا دل میں کہا کیا معاملہ ہے اور یہ کیا جگہ ہے شاید دریا سے محیط یہی ہے ناگہان دیکھا کہ ایک سمت کو ایک درخت ہے اور اسکے نیچے کلان چی اور ایک طائر مثل زغن یعنی چیل کے پر و بال دکھلائے ہوئے بیٹھا ہے مگر ایک جال اسکے پر و بال سے منقش میں ہے عمرو نے اسکو وقت اپنی شکل مثل دہقان کے تبدیل کی اس اثنا میں دیکھا کہ ایک دہقان برائے رفع احتیاج لیٹا ہاتھ میں لیے ہوئے جاتا ہے عمرو نے بڑھکے پوچھا کہ یہ قلعہ اور دریا کس کا ہے اسنے کہا کہ یہ دریا محیط و مقام شعلہ جنی کا ہے پس عمرو نے اسی کے بصورت جراح اپنی شکل تبدیل کی اور ایک کرچیچے میں کچھ اشیا ڈال کے تماشا کر رہا ہے زنگی عمرو کو بصورت جراح دیکھ کے اسکے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کیا بناتے ہو عمرو نے کہا کہ وہ دوا طیار کرتا ہوں جس سے با وزنانہ قوت ہوتی ہے زنگیوں نے کہا کہ یہ دوا ہمکو بھی دو عمرو نے انکار کیا مگر زنگیوں نے زبردستی دس گولیاں لیکے کھالیں پھر وہ گولیاں کھانے کے سبب بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر کھینچکے انکے قتل کا قصد کیا کہ دفعتہً وہ زغن درخت پر سے اڑ چلی اور آواز دی کہ باش باش اے عیار اسیر عمرو گھبرا کے اسکی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایکبار قلعہ جو دریا میں تھا ایک صورت نکلا اور ایک شعلہ آتش نے عمرو کے برابر آ کے کہا کہ باش اے وحشی مکار عمرو نے دیکھا کہ شعلہ جنی نے عمرو کا بازو پکڑ کے پرواز کی اور گنبد کے بالا پر پہونچ کے با آواز بلند کہا کہ اے ساکنان دریا یہ تمہارا طعمہ موجود ہے پھر جنی عمرو نے یاد بیدیانی کی کہ اے شعلہ فرزندان امیر حمزہ میں سے جس نے تجھے دشمنہ پکڑ لیگا لہذا مجھے رہا کر دے مگر شعلہ نے کچھ نہ سنا اور عمرو کو دریا میں چھوڑ دیا فوراً ایک نہنگ نے سر پانی سے باہر نکالا اور عمرو کو پکڑ کے دریا میں غائب ہو گیا اور شعلہ بھی اور قلعہ پر پہونچ کے غائب ہوا اور وہ زغن حسب معمول درخت پر جا بیٹھی لیکن جب عمرو تلاش امیر میں چلا تھا تو چالاک بیگ بھی عمرو کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا اسنے دور سے یہ حال دیکھا اور نالاں و گریاں بادشاہ اسلام سے تمام حال گرفتاری عمرو کا بیان کیا یہ حال سنکے

فرزندان امیر نے قریب سات سو سرداروں کے ہمراہ لیے اور ایک لاکھ اسی ہزار شاگردان عمرو بھی ہمراہ ہوئے
غرضکہ اس مجمع سے چالاک کو ہمراہ لیکے روانہ ہوئے جب چالاک اور تمام سردار قریب دریا ہو پہنچے اور خیمے برپا ہوئے
اس جبل نے جو لشکر کو دیکھا آواز دیکے درخت سے پرواز کی اور ابر تیرہ و تار لپیٹ رفت نمایان ہوا ازغن تیغ مرتبہ چرخ
مارکے پھر درخت پر بیٹھ گئی ایک پہر دن باقی تھا کہ دفعۃً دروازہ کھلنے کی آواز آئی اب نے دیکھا کہ در قلعہ وا ہوا اور
سینکڑا اژدر آتش فشان اور اسکی پشت پہ ہزار علم نیلگون نمایان ہوکے دریا پر جاکے پل قائم ہو گئے مگر ان اژدروں پر
کوئی سوار نہ تھا کہ ایک بار ناقوس کی آواز آئی اب جو دیکھتے ہیں تو ایک اژدہا اور چلا آتا ہے اور اسکی پشت پر تخت کھینچا ہوا ہے
اور اسی تخت پر شعلہ سوار ہو قلعہ سے برآمد ہوا اور عقب میں اسکے قریب ستر ہزار ساحر کے لبط و قرقرے اور زمین
و خرس وغیرہ جانوروں پر سوار نمودار ہوئے اور آکے برابر لشکر اسلام کے صف آرائی کی ہر ایک ساحر کے ہاتھوں میں تاریخ و ترنج
وغیرہ آلات سحر تھے ساحروں نے وہ ناریخ وغیرہ حربہ ہائے جو زمین پر مارے بمجرد انکے خیمے برپا ہوئے اور پلنگ و کرسی
وغیرہ سب سامان سحر سے تیار ہو گیا شعلہ آکے خیمہ میں بیٹھا اور طبل جنگ کا حکم دیا القصہ اہل اسلام کے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجا تمام شب دونوں لشکر کارسازی حرب میں مشغول رہے دلاوران شجاعت شعار و جنگ آوران آزمودہ کار
اپنے اپنے ہتھیاروں کو صاف کرتے تھے عزم مصاف کرتے تھے تلواریں ابروئے خوبان کیطرح جانستانی پر آمادہ تیروں
کا خدنگ مژگان میں معشوق کی صورت دل چھیدنے کا ارادہ کمندیں مثل زلف گرہ گیر صید سے میں پھنسانے کو طیار خنجروں کا
جوہر موج ستم دلبر بنکر قتل کرنے کا اظہار کمانیں لب سوفار سے مثل عاشقان گوشہ گیر چلا چلا کر دشمن کو کوستیں سنان کی
نیزہ زبان بنکر طعنے دیتیں کہ اے جمود زبان حال سے جو جان ہو دشمن کے سر کچلنے کو موجود سپر پشت پناہ بہادران
نہ تھی بلکہ خود پس پشت بہادران چھپی تھی شجاعوں کی شمشیر سے پناہ مانگتی تھی ؏ صدائے کوس جنگی نے جو یکبارہ
بہادر سب ہوئے آمادۂ جنگ و پیکار ؏ ہوئے تیار مردان دلاور ؏ بشکل ابر تر آمادہ لشکر ؏ صدا دینے لگے کوہ کیت ہر سو ؏
بہادر جھکے پہلو بہ پہلو ؏ غرضکہ شب بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ساحرۂ شب نے مقابلہ میں شاہ خاور
سے شکست پائی اور بارگاہ و اسباب سیارگان سے لٹی ہوئی نظر آئی یہ رعب نظم کر جیبہ خوار شب کو گھمنڈ میں آیا ؏
جمال صبح نے جلوہ دکھایا ؏ تو پھر دیدار شب سے پھر گیا جی ؏ نظر نے صبح کی صحت طلب کی ؏ ہنگام سحر دونوں لشکر بڑے
کروفر سے سوار ہو کر عازم میدان قتال وارد دشت مصاف ہوئے ایک طرف شعلہ جنی اژدرہان پر تخت پر سوار
سوار ہوا اور گرد اسکے ساحران نامی باز و قرقرے جنس آتشی وغیرہ پر چڑھ کر چلے ادھر سے بادشاہ اسلام تخت قاہی پر بیٹھ کر
روانہ ہوئے لشکر کثیر ہمراہ مقابل ہوئے وہ صبح کا وقت نسیم سحر کا چلنا مشعلہائے سحر کا جلنا شمعوں کا جھلملانا طائران سحر کی
زمزمہ پردازی ساحروں کا رو رہے ہوا پر غول باندھ کر اگر نا زمین پر شجاعت شعاروں کا چلنا ابلق کی جنباچاق
بلند گھوڑوں کا شیہہ بھرنا ؏ غرض تھا جو لشکر وہ آراستہ ؏ تو دشت وغا کا تھا پیراستہ ؏ اس لشکر جلیل سے بھی
میدان کارزار میں آکر پرا اپنا جمایا میدان صاف کیا گیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھایا پھر صفوف کارزار
کو آراستہ کیا بادشاہ لشکر قلب میں قائم ہوئے بعد صفوف آرائی جلال قتال نقیبان بلند آواز نے نکلکر کہنا شروع
کیا اور مذمت دنیائے فانی و تعریف شجاعت کو زبان پر جاری فرمایا حسب مجواے ؏ نظم

صفت پر علی ہے حق کو پسند
تکیہ فضل خدا سخن ہے بیان
دیکھو دنیا کا ہے یہی انجام

یہ دونوں کی نظر گریزی ہے
از شجاعت تو ان گرفت جہان
ایک کو تخت پہ نشین آرام

اعتماد دلکو تیغ تیز پہ ہے
ہر گہر صد ز مرگ مانے پران
دوسرے کا ہوا قرابہ مقام

کی نقیبون نے جب صدا یہ بلند
فکر پائے گزند سے ہیں وہ ان
ہے یہ دنیا غرض فنا کا مقام
سیر ہے ایک ایک طالب قوت

ایک کو تخت تختہ تابوت
اک کنار لحد مین ہوتا ہے
ایک تو صبح کو امیر ہوا
دیکھو کیسا تھا رستم دستان
شام کو دوسرا فقیر ہوا
مگر شاہون مین تھا وہ جید زبان
اک ذلیل سے دو چار ہو تا ہی
آنکہ جرأت بکار زار کند
خویشتن را بزرگ دار کند

ای بہادران نامی تم بھی اس جنگ مین جا ئین (ط) اور دشمنون کو مار بھگا دو یہ کہکر نقیب
کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اُسوقت شعلہ نے لشکر بیتیب دی اور پرواز کرکے آسمان
پر سحر کیا سب نے دیکھا کہ باد تند چلی اور ایسی سوزش و شدت ہوا مین تھی کہ قریب تھا تمام سواران اسلام
اڑ جائین لشکر اسلام یہ حال دیکھ کے پریشان ہوا چند عرصہ مین وہ ہوا موقوف ہوئی اُسوقت شعلہ نے اُس
زغن کی طرف دیکھا دفعتہً عقب درخت سے برق چمکی اور مثل رعد کے آواز آئی یہ معلوم ہوا کہ گویا آسمان گرا اور ایسی
چمک ہوئی کہ گویا ہزارون برقین چمکتی ہین مگر وہ روشنی و چمک نہ تھی بلکہ تیغ تھی کہ سات سو سردارون کو اُٹھا لیگئے
اسوقت شعلہ نے پھر نقیب دی اور کہا کہ اے فرقہ خدا پرستان یہ میرا ایک ادنی کرشمہ تھا اسی طرح تم سب کو مین
قتل کرونگا پس اسیمین بہتری ہے کہ جل کے خداوند کو سجدہ کرو چونکہ عمرو نے بہت ساحر قتل کیے تھے اس سبب سے
مین نے اول اسکو قتل کیا مگر ان سردارون کو مقید کیا ہے یہ سب زندہ و سلامت ہین یہ کہکے اور طبل آسایش بجا کے
روانہ ہوا اس طرف باقیماندہ اہل اسلام اپنے خیمون مین آئے اور اُس طرف شعلہ نے رات بھر طبل جنگ بجوایا صبح کو
دونون لشکر پھر میدان مین آئے شعلہ اپنا تخت صف سے نکال کے اس گنبد کہنہ کے برابر لایا اور جست
کرکے اُس گنبد بلند پر گیا اور باواز بلند کہا کہ اے مسلمانو جلد حاضر ہوکے خداوند کو سجدہ کرو جب یہ کلام
بیہودہ علمشاہ کے گوش زد ہوا مرکب بڑھا کے انھون نے کہا کہ اے خیرہ سر معلوم ہوا کہ مثل
ہزار شکل کے تیری بھی اجل آئی ہے اور تو بھی قتل ہو گا شعلہ نے یہ سن کے ناریل زمین پر مارا علمشاہ نے
تلوار کھینچکے مرکب تیز کیا کہ اُسکے برابر ہو کے اسکو قتل کرون کہ دفعتہً علمشاہ کے ہاتھون کا زور و قوت زایل ہوگیا
اور اسطرف شعلہ نے گنبد سے کود کے اور علمشاہ کی کمر مین ہاتھ ڈال کے قصد کیا کہ انکو بھی اس سنگ مین پھینکدے اہل اسلام
نے یہ حال دیکھ کے واسطے مناجات کے ہاتھ بلند کیے اور جوش قلب سے درگاہ نجات دہندۂ غم و الم مین اس طرح
دست بدعا ہوئے بوجیہ (نظم)

تعویذ شفا ہے نام حیدر
حاکم ہے ترا ابھی اپنا سونے
ہر چند کہ ہزار جنس صبا ہین
کیا حرز ہے نام شاہ مردان
ہو کچھ سے دعا یا رب اکبر
سو جان سے غلام مرتضی ہین
اُسوقت ہر مشکل اپنی آسان
اسوقت ہین بھی تو رہا کر
کیا عقدہ کشا ہے نام حیدر
اے چرخ ستا ہمین نہ اتنا
ناگاہ تیر دعا ہدف اجابت پر

معروف ہوا کہ ایک بار آسمان سے آواز نقارہ آئی اور ہوا ئے تند چلی سب نے دیکھا کہ چار ہزار تخت دیو پر رکھے ہین
اور ان تختون پر بیٹھے ہوئے ہین اور ہر تخت پر ہزار ہزار انسان بھی ہین اور بعض کے دوش مرکب اٹھائے ہوئے ہین
اور ایک نقابدار سبز پوش ایک مرکب پر سوار ہے اسکو بھی ایک دیو اٹھائے ہوئے ہے اور وہ مرکب مثل اشقر کے حبشی
ہے اور باز سفید سر نقابدار پر سایہ افگن ہے ادھر شعلہ نے علمشاہ کو اس گنبد زمین پھینکا یا نقابدار یہ حال دیکھکے برہم ہوا
اور مرکب کو مہمیز کیا اور باز سفید مثل صیاد پھولین نے باز کو دیکھ کے فرار کیا مگر باز نے اسکو فرصت گریز ندی اور
پنجہ مین پکڑ کے ایسا دبو چا کہ اسکی روح نے قالب سے پرواز کی اور اسطرف نقابدار قریب شعلہ پہونچا اور سپر کو رد
کرکے اسکو زخمی کیا شعلہ نے ایک ناریل مارا کہ جس سے ہزار بچہ پیدا ہوا اور ہر بچہ مین تلوار بند تھی ان بچون سے
نقابدار پر تلوار مین پڑین لیکن تلوار جب نقابدار پر آتی تھی خود بخود غائب ہو جاتی تھی شعلہ جب زخمی ہوا بھا گ کے
قلعہ مین داخل ہوگیا نقابدار نے کہا کہ مین جبتک اسکو قتل نکر لونگا آرام نہ کرونگا یہ کہکے عقب شعلہ گھوڑا اٹھایا

نقابدار کے عیار نے کہ وہ بھی نقابدار تھا عرض کیا کہ حضور تعجیل نفرمائیں اس قلعہ کی فتح غلام کے سپرد کیجیے اور
آپ اسی جگہ خیمہ استادہ کیجیے الغرض نقابدار کو فہمایش کر کے خیمہ میں داخل کیا بعدازان نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ
سرداران لشکر اسلام سے میری طرف سے کہو کہ میرا تمہارا ایک واسطہ ہے لہذا تم لوگ شعلہ کی جنگ کا قصد نکرنا اس قلعہ کی
فتح اور شعلہ کا قتل میرے ذمہ ہے لشکر اسلام نے جب نقابدار کا یہ پیغام سنا اُسکے حق میں دعاے خیر کی لیکن نقابدار کو
معلوم ہوا کہ حسین جل کو باز سفید نے قتل کیا وہ ساحر بیر دال شعلہ کی دایہ تھی اسکی لاش میدان میں پڑی ہے بعدازان
عیار نقابدار نے کہا کہ اس قلعہ کی فتح کا عیاران لشکر اسلام نے بیڑا اُٹھایا ہے مگر میں تنہا اس قلعہ کو فتح کرونگا حضور
عیش و آرام میں مشغول ہوں میں فکر قلعہ میں جاتا ہوں یہ کہکے جب قریب کوس بھر کے نکل آیا ایک عبادتخانہ برپا
کیا اور اسمیں داخل ہوا اور صبح کو خوش و بشاش نقابدار کے پاس آیا اور کچھ خفیہ اُسکے کان میں کہکے گنبد کیطرف
روانہ ہوا جب خبر مشہور ہوئی کہ عیار نقابدار واسطے فتح طلسم کے گیا ہے تمام عیاران لشکر اسلام اور تمام خلایق براے
تماشا روبروے قلعہ جمع ہوئی اس عرصہ میں اُس عیار نے جست کی اور گنبد پر جاکے کھڑا ہوا کہ یکبار نہنگ دریا سے
دہن کشادہ نمایان ہوا پس عیار جست کر کے اُس نہنگ کے منہ میں گیا نہنگ غوطہ مار کے غایب ہوا تمام لوگ یہ حال
دیکھ کے چلے آئے اور اسطرف عیار نے جب آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک نقب تاریک میں پایا جب اُس نقب سے باہر
نکلا ایک میدان وسیع میں اپنے تئیں دیکھا اور دو شیرون کو دیکھا کہ ایک مادہ گاو کے کھانے میں مشغول ہیں جب اُن
شیرون نے اس عیار کو دیکھا اس مادہ گاو کو چھوڑ کے عیار پر حملہ کیا عیار نے بیضہ مار کے دونون شیرون کو بیہوش کیا
اور خنجر کھینچکے فوراً قتل کیا مجرد اُنکے شور و ہنگامہ ہوا اور تاریکی نے جہان کو گھیر لیا جب تاریکی دفع ہوئی سامنے ایک
باغ پر از لالہ و نافرمان نظر آیا عیار اس باغ میں گیا باغ کے درمیان نہایت عمدہ ایک بارہ دری تھی اور بارہ دری
میں سترہ معشوقین بیٹھی تھیں منجملہ اُنکے تین عورتین کہ اُنکے نام گلستان جادو گلزار جادو و بوستان جادو تھے یہ
تینون عورتین ان دونون مقتولون کی وارث ہیں کہ جنکو عیار نے قتل کیا یہ عورتین اپنے وارثون کے غم میں گریہ و زاری
کر رہی تھیں اور باقی عورتین تذکرہ کرتی تھیں کہ عیاران لشکر اسلام آتے ہیں اور ایک عیار طلسم کے اندر آیا ہے اور وہ
ہر ایک کو قتل کرتا ہے اس اثنا میں ایک عورت براے رفع احتیاج اُٹھکے ایک گوشہ باغ میں گئی عیار نے فوراً اُسکو بیہوش
کر کے کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور خود اُسکی شکل بنکے وہان گیا اور طعام میں بیہوشی ملا کے سب کو بیہوش کیا اور خنجر کھینچ کے
سب کے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور چار طرف تاریکی پھیل گئی اُسوقت ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور نعرہ
ہوا کہ ای خیرہ سر تو نے غضب کیا بعد ازان وہ ستارہ زمین پر غلطان ہو کے بشکل ساحر ہو گیا اور نعرہ کیا کہ منم شرارہ جادو
پس فوراً عیار نے جست کر کے خنجر مارا اسکا بھی سر کٹ کے دور گرا اور پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اب میرے ہاتھ سے کہان
جائیگا عیار نے یہ آواز سنکے فوراً اپنے جسم میں عطر بیہوشی ملا جب تاریکی دفع ہوئی عیار نے چاروں طرف نگاہ کی دیکھا
کہ ایک طایر درخت پر بیٹھا خندہ کرتا ہے اور اسطرف عیار کے پاؤن غرق زمین ہوئے عیار نے کہا کہ ای نابکار تو کون ہے
میں تجکو قتل کرونگا وہ طایر فوراً زمین پر آیا اور قلابک مار کے بشکل ساحر ہوا اور خنجر کھینچ کر قریب آیا لیکن بیہوشی نے
اُسکے دماغ میں اثر کیا اور بیہوش ہو کے عیار کے روبرو گرا عیار نے اسکا بھی سر قلم کیا شور و تاریکی برپا ہوئی اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من طایر جادو بود اور یہ جو قتل ہوئے اُس ساحر کا طلسم ٹوٹ گیا یکبارگی چار معشوقین آئیں اور کہا
کہ ہم فلان جنی کی دختر ہیں لیکن امیر و علمشاہ و عمرو جو یہان مقید تھے بعد شکست طلسم انہون نے سحر کی طرف بھیجا
اور سب بیرون بارہ دری آئے عیار نے انسے کہا کہ میں نے طلسم فتح کیا لہذا آباد عیار کی تعریف نے کلیم

وغیرہ عمرو سے مجکو دلوا دیجیے مگر اُن عورتون نے کہا کہ یہان ایک نقب ہی کہ اُسکا دہنہ زیر تخت شعلہ کے نکلا ہی امیر اُنکے ہمراہ
ہوے شعلہ اُسوقت سو رہا تھا کہ امیر نے پہونچ کے تخت اُٹھا لیا جسوقت شعلہ نے امیر کے نعرہ کی صدا سُنی جنون کو
آواز دی کہ انکو جلد گرفتار کرو اور خود تخت سے کود کے علیحدہ ہوا تمام جن امیر کی طرف دوڑے امیر و علمشاہ و
عمرو و عیار نقابدار نے شمشیر زنی شروع کی مارے تلوارون کے کشتون کے پشتے لگا دیے بعد ازان عیار نقابدار
نے جا کر نقابدار سے تمام کیفیت بیان کی بعد آنے عیار کے نقابدار طبل جنگ بجا کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا
اہل قلعہ نے نقابدار کو دیکھ کے قلعہ پر سے گولے برسانا شروع کیے نقابدار اہل قلعہ کی ضربات کو رد کر کے خندق
سے گذر گیا اور گرز سے دروازہ قلعہ توڑ کے اُسوقت قلعہ مین پہونچا کہ شعلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے اسکا حربہ رد کر
کے قتل خیار کے اُسکے دو ٹکڑے کیے اور شور و غل برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام شعلہ جنی بود اُسطرف لشکر نقابدار بھی
شہر مین پہونچکے جنگ مین مشغول ہوا اور اثر طلسم بالکل برطرف ہوا آخر اہل قلعہ نے امان مانگی تمام قلعہ اسلام سے آباد
ہوا بعد ازان امیر نے شعلہ کے نواسے کو وہان کا بادشاہ کیا اور نقابدار سے کہا کہ تمام قلعہ کا مال اسباب تم لو کیونکہ
تمنے اپنے زور بازو سے قلعہ فتح کیا ہی نقابدار نے تسلیم کر کے کہا کہ مین نے سابق مین ایک کمان برائے امتحان بھیجی تھی
مگر اب عرض کرتا ہون کہ بادشاہ صاحبقرانی مجکو عنایت کیجیے اور اسوقت تو مین جاتا ہون مگر دوسرے وقت آکے امتحان
کرونگا اور عیار نقابدار نے عمرو سے کہا کہ تم بھی اسباب وہان سے عیاری مجکو دو غرضکہ بعد گفتگو نقابدار مع لشکر
روانہ ہوا امیر اپنے لشکر کی طرف آئے

اب دو کلمہ لشکر اسلام اور لقا کے بیان ہوتے ہین

بسر شاران جام تمنائے فتح و نصرت و بادہ پیمایان ساغر ہمت و شوکت ستمعان اخبار سرکہ جدال و قتال اس داستان
دل افروز کو یون بیان کرتے ہین کہ لقا بارگاہ دودہ مین بیٹھا تھا اور قہور بھی موجود تھا کہ بختیارک نے کہا
یقین ہی شعلہ نے امیر کو قتل کیا امیر کے تمام سرداران رہائی عمرو گئے ہین مگر جن سردارون کو قہور نے مقید کیا ہی
ان سب کو قتل کرنا لازم ہی لقا نے کہا مین نے تقدیر کی ہی کہ سب جل گئے یہ سنکے بختیارک بولا کہ مسلمانون نے سبق
فوت نہین پڑھا ہی اور یہ لوگ قتل ہونا نہین جانتے اگر انکے قتل کا ارادہ کیا تمام اہل اسلام آکے انکو رہا کر لیجاینگے
اُسوقت سوائے خفت کے اور کچھ حاصل نہوگا قہور کو بختیارک کا یہ کلام ناگوار معلوم ہوا اور لقا سے مخاطب ہو کے کہا
آپ ان لوگون کے قتل کا حکم دین دیکھون کسطرح اہل اسلام سرداران امیر کو چھڑا لیجاتے ہین پس لقا نے حکم دیا کہ دریا کے
اسطرف دار ین استادہ ہون قہور اور دادبخش نے کہا ہم دریا کے اسطرف جاتے ہین دودہ نے کہا مین لشکر
سمیت اُسطرف کھڑا ہون اور کسی کو آنے نہ دونگا پس تمام سوارون کو کشتی پر سوار کر کے دریا کے پار لیگئے یہ خبر لشکر اسلام مین
پہونچی کہ کل سرداران لشکر اسلام جنکو قہور نے گرفتار کیا تھا قتل ہونگے بادشاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ اگر کفار
کا یہ قصد ہی تو مین جاکے جان اپنی دونگا یہ کہکے بادشاہ لشکر اسلام نے کشتی اسلحہ طلب کی یہ حال دیکھکے کرب و اسد و
نور الدہر و لندہور وغیرہ نے سامان جنگ مہیا کیا اور بمشکل تمام شب بسر کی سحر کو گیتی در روشنی باز کرد و جہان
بازی دیگر آغاز کرد و آتش بدل گشت مشت شرارہ گلچہ شد آن سیمگا در سر و دور صبح کو قہور بھی مسلح و مکمل ہو کے مع جلادون
کے میدان مین آیا اور ایک سمت دودہ مع لقا اور اپنے فرزندون کے استادہ ہوا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ لشکر کفار صف
بستہ استادہ ہوا اور سرداران اسلام کے قتل کا اہتمام ہو رہا ہی پس شاہ اسلام خونگار کب پر سوار ہو کے مع جمیع سرداران مستعد ہو
اسد و کرب نے صلاح کی کہ دریا کے پار دار ین استادہ ہین ہم لوگ غرض پار جلین اسوجہ سے کہ کشتیان بھی قہور کے قبضہ

میں جن اسد نے کہا کہ زیر شکم مرکب مشکین باندھ کے اُس پار چلو کرب نے اسد کی رائے کو پسند کیا اور زیر شکم اپنے
اسپان مشکین باندھ کے گھوڑے دریا میں ڈالدیے اور اسطرف شاہ اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کیا اسی
وقت اسد وکرب نے مع سرداروں کے کنارہ پر پہونچکے تلوارین کھینچیں یہ حال دیکھ کے بختیارک نے دودہ
سے کہا کہ ای دودہ قہور سے کہلا بھیج کہ سرداروں کو جلد قتل کر کیونکہ لشکر اسلام آگیا ہی اب قیامت برپا ہوگی اس اثنا
میں آواز بوق آئی اور لشکر اسلام نے پہونچکے کفار کو قتل کرنا شروع کیا نور الدہر نے دیکھا کہ اسد وکرب اس پار پہونچگئے
پس نور الدہر نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور تمام سرداروں نے نور الدہر کے ہمراہ اپنے گھوڑے بھی دریا میں
ڈالدیے کرب واسد پہونچکے داد بخش کی طرف چلے جسوقت بدیع الزمان وقاسم وایرج نے بہادران اسلام کی
آواز نعرہ سنی فوراً قید کو پارہ کرکے کھڑے ہوئے اور تلوارین پکڑکے کفار پر جا پڑے بہمن بن دودہ نے یہ حال دیکھکے
بدیع الزمان کے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسکی تلوار رد کرکے اس قوت سے چوب جمدار ماری کہ سر اُسکا تن سے جدا
ہوگیا فرہاد بن دودہ اپنے بھائی کو کشتہ دیکھکے بدیع الزمان کی طرف چلا کہ قاسم نے پہونچکے ایسی چوب ماری کہ وہ بھی
واصل جہنم ہوا یہ دیکھ کے تمام کفار نے بدیع الزمان اور قاسم پر ہجوم کیا بدیع الزمان بتعجیل تمام بہمن بن دودہ
کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قاسم سے کہا کہ ای فرزند تم میرے مرکب پر سوار ہو قاسم نے کہا ای قبلہ کیا تو مجھپر احسان
کرنا چاہتا ہی بدیع الزمان نے ایرج کو پیادہ دیکھ کے مجبوری وہ مرکب ایرج کو دیا اور فرہاد بن دودہ کے مرکب پر
قاسم سوار ہوا غرضکہ تمام سردار سوار ہو کے جنگ میں مشغول ہوئے بختیارک نے یہ کیفیت دیکھکے صلوٰۃ پڑھی اور کہا
ای قہور کیتے دیکھا کہ اہل اسلام نے اپنے سرداروں کو کیونکر رہا کیا قہور نے برہم ہو کے کہا تجھے یہ دیکھنا ہو کہ ان سرداروں کو
کیونکر لیجاتے ہیں یہ تلوار کھینچ کے جا پڑا قضارا نور الدہر اور قہور کا مقابلہ ہوگیا قہور نے نعرہ کرکے ایسی ضرب تیغ لگائی کہ
سپر کو کاٹ کے تا دو انگشت نور الدہر کے سر پر زخم آیا نور الدہر نے داستانہ مارکے اُسکی شمشیر کو سر سے دفع کیا اور
جلدی تمام زخم باندھ کر ایسی تلوار ماری کہ قہور کے سر پر بھی چار انگل زخم آیا جب بختیارک نے یہ حال دیکھا
داد بخش سے کہا کہ اب جلد کچھ فکر کر ورنہ قہور اور ہم سب قتل ہو گئے یہ سنکے داد بخش نے آسمان کیطرف سحر کیا دفعتہً
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اس سے تیر برسنے لگے اہل اسلام سے جسپر بوند پانی کی پڑی فوراً طاقت دست و پا کی زائل
ہو گئی لیکن غضنفر بن اسد کہ اسپ یاقوت سلیمانی پر سوار تھا اور انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ زردین شکاف اسکے پاس
تھا کہ جسکے باعث سے سحر اسپر اثر نہوا غضنفر نے یہ حال دیکھا تمام سرداران محسور کے گرد پھرنا شروع کیا بدیع الزمان
وقاسم نے دعا کیواسطے ہاتھ بلند کیے کہ ناگاہ آسمان پر ابر مکرر پیدا ہوا اور مقبل جادو نے آکے سحر داد بخش کو باطل
کردیا داد بخش جنی نے دوبارہ سحر کیا کہ دفعتہً ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اس ابر سے آتش باری شروع ہوئی مقبل جادو
نے برہم ہو کے کچھ پڑھکے لنگی کے برمے ہوا میں پھینکے کہ ابر سفید فلک پر ظاہر ہوا اور بارش ہونے لگی جس سے آتش باری
موقوف ہوئی اور سرداران امیر جو سے رہا ہو کے جنگ میں مصروف ہوئے کہ دفعتہً دوسرا ابر پیدا ہوا اور برق چمکی سب
نے دیکھا کہ اسطرف جادو وشعبدہ عمرو نمودار ہوئی اور اُسطرف غضنفر نے داد بخش کے برابر پہونچ کے
آواز دی کہ ای کافر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہی یہ کہکے تلوار ماری کہ داد بخش کا سر بھی زخمی ہوا اور اس
کے سر سے جوے خون جاری ہوئی دیو تیز رنگ وگیر نگ نے جب قہور کو زخمی دیکھا اپنے دوش پر سوار کر کے
لیگئے داد بخش نے دیکھا کہ میں زخمی ہوا اور میرا سحر بھی کسی پر اثر نہیں کرتا وہ بھی بھاگا پس تھا بختیارک بھی گینڈے
سوار ہو کر بھاگے بختیارک نے لقا سے کہا کہ قلعہ عروسیہ نہایت مستحکم ہی وہاں چلکے پناہ لو غرضکہ کفار آدھی طرف بعضے

اور اس طرف شاہ اسلام نے دودہ کے لشکر پر حملہ کیا دودہ نے شاہ اسلام پر تلوار ماری لندھور یہ حال دیکھ کے اور
اپنا ہاتھی بڑھا کے قریب آیا اور بادشاہ کو علیحدہ کر کے دودہ پر ایسا گرز مارا کہ اسکے تمام اندام مین رعشہ پڑ گیا پس زنگی
دودہ کو بھی اٹھا کر لیگئے الغرض تمام لشکر کفار پسپا ہو کے داخل قلعہ غزوبیہ ہوا اور کل مال و اسباب کفار لشکر اسلام کے
ہاتھ آیا اور بفتح و فیروزی نقارۂ فتح بجاتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور کفار قلعہ بند ہو گئے

اب دو کلمہ داستان ہاشم تیغ زن سے کہ جسکو لقمی ریومین تن نے قید کر کے نمرودیہ کی طرف بھیجا ہی بیان ہوتے ہین ؎

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	آن ہمہ ناز و تنعم کہ خزان می‌فرمود	عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
شکر ایزد کہ باقبال کلہ گوشۂ گل	نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد	صبح امید کہ شد معتکف پردۂ غیب	گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد

مطربان خوش آہنگ داستان نغمہ آگین کو یون زمزمہ سنج بیان کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہاشم تیغ زن کی قید نمرودیہ
کے قریب پہونچی عرش بن نمرود کو خبر ہوئی کہ کل ایک خداپرست کی قید شہر مین داخل ہوگی اسنے حکم دیا کہ تمام شہر
آئینہ بند ہو القصہ دوسرے روز صبح کو ہاشم مطوق و مسلسل شہر نمرودیہ مین داخل ہوا چونکہ تمام شہر آراستہ تھا
اور کل ساکنین شہر کو ہاشم کے آنے کا انتظار تھا لہذا ہاشم کو تمامی شہر مین پھرا کے ایوان شاہی پر لے گئے اس
ایوان رفیع کے سات دروازے تھے اور تمام عمارت طلاکاری کی تھی اور ہر جا جواہر آبگین نصب تھا اور عرش بن
نمرود تخت شاہی پر مع پہلوانان کفار بصد افتخار بیٹھا تھا ہاشم نے پہونچ کے بطریق اہل اسلام سلام کیا عرش نے
برہم ہو کے قتل کا حکم دیا مگر وزیر نے عرض کیا کہ پہلے خداوند کو خبر کر دینا لازم ہے پس عرش نے آ کے نمرود سے تمام
حال بیان کیا کہ ایک خداپرست کو لقمی نے گرفتار کر کے بھیجا ہی اسکے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی پس پردہ سے آواز
خندہ آئی اور کہا کہ اس میرے بندہ کو میرے دوزخ اور بہشت کی سیر کراؤ پس عرش پسران وزیر کو جن کے نام
خسرو زرتاش اور تاش زرین تھے ہمراہ لیکے مع ہاشم روانہ ہوا جب یہ سب دیوار بہشت کے قریب پہونچے اس دیوار
کو یاقوت نگار دیکھا اور دیوار کے اندر تمام درخت زمرد رنگ تھے اور درختون پر جواہر نصب تھے اور چار سمت نہرہائے
سیماب جاری تھین نہایت عمدہ باغ رشک گلزار ارم تھا ہاشم سیر کرتا جاتا تھا کہ ایک طرف سے چار سو معشوقان
طناز سراپا ناز حوران قدرت اور انکے درمیان مین ایک معشوق کی چہرہ سرداری نمایان ہوئی وہ معشوقین ہاشم کو
دیکھکر بیہوش ہو گئین ہاشم نے اس سردار کشور محبوبی سے کہا ؎ مرا کشتی و نگہی نگفتی ؛ عجب سنگین دلے اللہ اکبر ؛
اس نازنین نے کہا کہ خداوند نمرود کو سجدہ کر ہاشم نے کہا کہ نمرود کون ہی فساق ہی نازنین نے یہ سنکے ہاشم کو
کلمات درشت کہے ہاشم نے ایسی ہتھکڑی ماری کہ بھیجا پھٹ گیا اور وہ نازنین بخود گر گئی غلغلۂ عظیم برپا ہوا یہ
حال عرش نے نمرود سے بیان کیا کہ اس خداپرست نے غضب کیا حور قدرت کو قتل کر ڈالا نمرود نے حکم دیا اس قیدی
کو لیجا کر اعراف مین مقید کرو پس ہاشم کو ایک مقام پر لا کے کہ جہان دو مکان ایک جانب شمال دوسرا جانب جنوب
بنا تھا سمت جنوب سے ایسی ہوائے گرم آتی تھی کہ بدن کو جلائے دیتی تھی اور جانب شمال سے نہایت خنک ہوا
آتی تھی ان دونون مکانون کے درمیان مین ایک برج تھا اسی کو اعراف کہتے تھے ؎ حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است * غرضکہ ہاشم کو لیجا کے اسی برج کے اندر بند کیا اور باہر ایک قفل بہت مضبوط
اور وزنی لگا دیا اور وہان پہرہ مقرر کر دیا بعد ازان عرش نے جا کے نمرود کی خدمت مین یہ حال مشرح عرض کیا
اور کہا کہ ہاشم بہت مشکل سے گرفتار ہوا ہی نمرود بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ مین اسے فہمایش کرون

گرد عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہے ایک قصر عالیشان رفعت میں ہمسر آسمان درمیان میں بارہ دری بنہایت نادر بنی ہوئی
غرضکہ کسی قدر شب باقی تھی کہ ایک عیار بچے نے آکے عرض کیا کہ حضور کے غلام آیا ہے آپ خاطر جمع رکھیں اس گفتگو میں
ایک ضعیفہ آکے ہاشم کے تصدق ہوئی اور کہا خداوند زادی نے آپکو طلب کیا ہے وہ جو کچھ کہے اس سے انکار نہ کیجیے
اور یہ ضعیفہ ملکہ مہوشین کی دایہ ہے دل آرام اسکا نام ہے اور اس عیار بچے کی مادر ہے اس سبب سے وہ عیار بچہ ملکہ کا کوکا
ہوتا ہے القصہ وہ پیر زال ہاشم کو ہمراہ لیکے بارہ دری میں آئی وہاں ملکہ چند کنیزوں کو ہمراہ لیے بیٹھی تھی جسوقت
ہاشم کی نگاہ اس پری تمثال حور خصال پر پڑی فوراً بیہوش ہو گیا اور ملکہ بھی اس یوسف عصر حسن جمال کو دیکھ کے
از خود رفتہ ہو گئی سے

تھی نظر باکرہ جی کی آفت تھی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
دلبری کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
صبر رخصت ہوا الٰہی کیا قہر

جب وہ دونوں ہوش میں آئے
ملکہ نے پوچھا تم میں پسر حمزہ ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور رستم کا نام لیکر کہا یہ دونوں برادر بطن رابعہ
دگرد یہ بانو سے ہیں یہی دو میاں ہیں اور شاید تم کسی کنیز کے بطن سے ہو شاہزادے نے متبسم ہو کر کہا کہ میں ملکہ
مہینہ بانو کے بطن سے ہوں کہ جو ہمدم بردی کی ہمشیر ہیں بعد اس گفتگو کے ملکہ نے شاہزادہ کو حمام کرایا اور
پوشاک نفیس پہنائی اور قریب پردہ ہاشم کو طلب کیا دایہ نے کہا اے عزیز خداوند زادی کو سمجھاؤ کہ ہاشم نے یکلام
سنکے چند کلمے وحدانیت پروردگار میں لفصاحت بیان کیے آخر ملکہ کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا از صدق
مسلمان ہوئی اور ہاشم کو بلا کے اپنے پہلو میں بٹھایا وہ تمام دن عیش و نشاط میں گذرا اور شب کو شب ماہ میں
بزم انبساط کی تیاری ہوئی جسمیں ہاشم نے عشق بدیع الزمان کا حال ملکہ کو مہر ملک سے اور گیتی افروز اور
قاسم کا عشق بیان کیا اور صبح کو بھی یہی صحبت رہی صبح کو ہاشم نے پوچھا کہ اس باغ کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا اس
باغ کو عدن کہتے ہیں اور یہ نہر نہر سلسبیل ہے اور باغ عدالت بھی اسکا نام ہے جس شخص پر خداوند کا غضب ہوتا ہے اسی
باغ میں آکر اسپر حکم جاری کرتا ہے اور اسکے روبرو ایک قصر تھا اس طرف ملکہ نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ مکان عدالت گھر
ہے اور عادل شاہ نمرود شاہ کی طرف سے اس سرزمین کا حاکم ہے وہ حسب الحکم نمرود شاہ موافق گناہ کے مجرم کو
سزا دیتا ہے اس اثنا میں ہاشم کو خیال آیا کہ میں کب تک یہاں مخفی رہونگا اگر میرے بھائیوں کو یہ حال معلوم ہوگیا
کہ ہاشم نے عیش و آرام میں پیسے بسر کیے اور کوئی کار نمایاں نہ کیا اسوقت اُنسے خجالت ہوگی پس یہ خیال کرکے ملکہ سے کہا
مجکو تمنے اپنے پاس طلب کر لیا مگر مرکب نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مرکب کیا کروگے ہاشم نے کہا کہ اسپر سوار ہو کے سیر کرونگا
مگر باغ سے باہر نجاؤنگا ملکہ نے یہ سُن کے کہا کہ مرکب ایسا عمدہ لایا میرے پاس ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں مگر وہ
کسی کو سواری نہیں دیتا اور خونی ہے نمرود شاہ نے وہ مرکب اپنے واسطے رکھا ہے بلکہ میرے بھائی عرش نے نمرود شاہ
سے اس مرکب کو طلب کیا تھا مگر نمرود شاہ نے وہ مرکب اسے نہ دیا اور مجکو دیدیا اور اس مرکب کا نام برق باد رفتار
اسماعیلی ہے اور وہ مرکب فلاں مکان میں زنجیر طلائی سے بندھا ہے شاہزادہ نے کہا اس مرکب کو میں ابھی دیکھوں ملکہ نے
اول ہاشم کو بہت منع کیا آخر ہاشم کے ہمراہ اسکو اصطبل میں لیگئی ہاشم نے دیکھا کہ وہ مرکب مانند فیل کے ہے
ہاشم اس مرکب کو دیکھ کے اسپر عاشق ہو گیا اور پوچھا کہ اسکا زین و لجام کہاں ہے ملکہ نے کہا تمنے اول کہدیا
ہے کہ یہ مرکب خونی ہے زین و لجام کیا کروگے میں ہرگز نہ دونگی ہاشم نے ملکہ سے کہا کہ یہ روز اول ہے اگر آج میرا کہنا
قبول نکروگی تو میرے تمہارے موافقت نہوگی آخر ملکہ نے ناچار ہو کے زین وغیرہ ہاشم کو دیا ہاشم وہ اسباب لیکر مرکب کے
قریب آیا مرکب نے ہاشم کے چہرہ کو دیکھا خال اولاد ابراہیمی و زلف خلیلی دیکھ کے مرکب رام ہو گیا ہاشم بھی مرکب کو اصطبل سے

باہر لایا اور زین باندھکر اسپر سوار ہوا بعد سوار ہونے کے مرکب نے جست کی اور دیوار کو پھاند کے بیرون باغ آیا
اب مرکب نے شوخی موقوف کی ہاشم نے اسکو اصطبل میں باندھ دیا اور خود صحبت میں آیا ملکہ نے کہا تم بہ درد سر بڑے شہسوار معلوم
ہوتے ہو ہاشم نے کہا اے ملکہ میں قید ہو کے آیا تھا اور میرے سلاح کہ بہت قیمتی ہیں وہ سوفار اژدر ہا صولت کے پاس
ہیں کہ جو مالک جسکے ہر کسی طرح سے وہ ہتھیار اسکے پاس سے آسکتے ہیں ملکہ نے کہا کہ وہ ملعون مالک جسکا نہایت مغرور
ہے اور تیس ہزار زنگیان آدم خوار اسکے ہمراہ رکاب ہیں نہ میں اُس سے ہتھیار منگا سکتی ہوں اور نہ وہ ہتھیار دیگا
ہاشم نے کہا کہ میں جا کے اُسے قتل کرونگا اور اپنے ہتھیار لے آؤنگا ملکہ نے کہا کہ جب تم باغ سے باہر جاؤ گے تم کو
سب شناخت کر لینگے اسوقت میری رسوائی ہوگی ہاشم نے کہا کہ میں نقاب ڈال کے جاؤنگا ملکہ یہ سنکے زار زار
رونے لگی اس اثنا میں چار گھڑی رات آئی ہاشم نے مرکب پر زین باندھا ہر چند ملکہ نے منت وسماجت کی مگر مرکب پر
ہاشم سوار ہوا اور ملکہ کو گریان چھوڑ کے باغ سے باہر نکلا اسوقت ملکہ نے بیتاب ہو کے کہا کہ اے پروردگار میں نے
اپنے وارث کو تیری حفظ وامان میں دیا اور اس طرف ہاشم نے باغ سے نکل کے پوچھا کہ سوفار کے مکان کی
راہ کس طرف ہے لوگوں نے کہا کہ سمت کوہ ہاویہ جسقدر مکانات ہیں وہ اُسی کے ہیں ہاشم نے متصل کوہ ہاویہ پہنچ
کے دیکھا کہ بکثرت روشنی ہو رہی ہے اور قصر ہائے دوزخ وبہشت برابر ہیں پس ہاشم مرکب اٹھا کے ایک مکان میں
گیا زنگیوں نے ہر چند منع کیا مگر ہاشم داخل مکان ہوا سوفار نے ہنگامہ سن کے سر اٹھایا دیکھا کہ ایک جوان بصورت
مثل آفتاب درخشان کے آتا ہے اسوقت سوفار کو رہائی ہاشم کا تصور ہوا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا اب ہاشم کو
دیکھ کے کہا کہ اے خیرہ سر تو کون ہے لیکن زنگیوں نے سوفار سے کہا کہ یہ وہی خدا پرست ہے جو قید سے غائب ہو گیا
تھا پس سوفار نے کہا کہ غضب خداوندی میں تو گرفتار ہو گیا تھا اسلیے خداوند نے اپنی قدرت سے خود بخود تجھکو
یہاں پہونچا دیا اور ہاشم کا اسباب اُسکے روبرو رکھا ہوا تھا کیونکہ ہاشم کا اسباب سب کے پسند تھا اور ہر ایک
اسکی تعریف کر رہا تھا پس ہاشم نے اُس سے کہا کہ اے ملعون میں اپنے اسلحہ لینے آیا ہوں سوفار یہ کلام سنکے اٹھا کہ
ہاشم کو پکڑ کے دوزخ ہاویہ میں ڈالدوں یہ سوچکر ہاشم کی طرف ہاتھ بڑھایا ہاشم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے ایسا جھٹکا مارا
کہ سوفار سر کے بل زمین پر گرا ہاشم نے اُسکے سینہ پر سوار ہو کے اسلام کا سوال کیا سوفار نے انکار کیا پس ہاشم
نے پس پشت سے مع زخرہ اُسکی گردن کھینچ لی اور جلدی تمام اسلحہ اپنے جسم پر آراستہ کر کے اپنے مرکب پر سوار ہوا
زنگیان سوفار نے ہاشم کو گھیر لیا ہاشم چند زنگیوں کو قتل کر کے مکان سے باہر نکلا چونکہ شب تار تھی اس سبب سے
وحشت مدن کی راہ فراموش کی اور تمام شب سرگردانی میں بسر ہوئی صبح کو ایک دروازہ کلان کے متصل پہونچا
دیکھا کہ وہ دروازہ فولادی ہے اور دروازہ پر ایک عمدہ نہایت بنگلہ بنا ہے اور چار پانچ آدمی اوپر بنگلے کے ورزش
کر رہے ہیں اور تمام آلات ورزش وہاں موجود ہیں ہاشم اس خیال سے مرکب بڑھا کے دروازے کے اندر گیا کہ
اہالیان شہر مردودیہ اس مرکب کو ضرور پہچانتے ہونگے اور اب دن نکل آیا ہے لہذا اس مکان میں پوشیدہ
ہونا چاہیے یہ تصور کر کے اندر گیا دیکھا کہ جا بجا مکانات عمدہ بنے ہیں اور صحن بھی بہت وسیع ہے لوگوں نے ہاشم
کو دیکھ کے کہا کہ اے عزیز تو کون ہے اور ہمارے مکان میں کیوں آیا ہاشم نے کہا کہ صاحبو میں اس شہر میں تازہ وارد ہوں
اور راہ بھول کے تمام شب سرگردان رہا تھا اس مکان میں اس قصد سے آیا ہوں کہ تھوڑی دیر آرام کر کے چلا جاؤنگا
مگر یہ مکان کسکا ہے اور صاحب خانہ کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مکان طالفرکوہ بازو کا ہے اور ہمارے سردار کا
نام شہباز کوہ بازو ہے لیکن جب شہباز نے صدائے غلغلہ سنی بنگلے پر سے نیچے نظر کی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت

رستم صولت مرکب باد رفتار پر سوار ہی اور لوگ اُسکو گھیرے ہوے ہین اور بسبب مدزش کے شہباز اُسوقت لنگی باندھے تھا اور اُسکا سن بھی قریب پچیس سال کے تھا ہاشم کو دیکھ کے فوراً عاشق جمال ہاشم ہو گیا اور سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس جوان کا مزاحم نہو یہ کہکے اور دعیہ رشمی اوڑھکے ہاشم کے قریب آیا اور کہا آپ یہان تشریف لائیے اور اس مکان کو اپنا ہی تصور فرمائیے بعد ازان سائیسون کو حکم دیا کہ حضور کا مرکب اصطبل مین لیجاؤ اور ہاشم کو لیجاکے باعزاز تمام بنگلے مین بٹھایا اس اثنا مین ایک خدمتگار نے آکے شہباز کے کان مین کچھ کہا ہاشم نے تصور کیا کہ اس خدمتگار نے میرا ہی بیان کیا ہی درمیان مین دوسرے خواص نے آکے کچھ اور شہباز کے کان میں کہا پس شہباز نے ہاشم کی طرف دیکھا ہاشم نے کہا ای شہباز یہ لوگ سچ کہتے ہین ہاشم میرا ہی نام ہی یہ جرأت دیکھ کے شہباز نے کہا کہ اگر آپ ہاشم ہین تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے میرا بھی سر آپ کے ہمراہ ہی اور میرے ساتھ تیس ہزار جوانان رستم صولت ہین اور مین بسبب غرور بہادری و پہلوانی کے کبھی عرش بن نمرود کے پاس بھی نہین جاتا ہاشم نے یہ سنکے کہا کہ ای بہادر یہ امر مجھکو منظور نہین ہی کہ میرے سبب سے تم کو کچھ ضرر پہونچے اور مین تو آمادہ مرگ ہون شہباز اور اُسکے لوگون نے کہا کہ ای بہادر مردون کا قول ایک ہوتا ہی اگر تم آمادۂ مرگ ہو تو ہم بھی تمھارے قدم پر اپنی جانین نثار کرین گے بقولے کہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جب ہاشم نے اُنسے یہ کلام سنا تو کہا کہ شہباز تمنے سنا ہوگا کہ نمرود سائل ہین گیا تھا اور خواجہ عمرو نے اُس مردود کی ریش تراشی کی تھی اور قیطلون کو جلا دیا تھا مگر سامری جنی اُس کو لیکے بھاگا پس اُسنے بیان آکے پھر دعوی خدائی کیا یہ سنکے سب نے کہا کہ مکاری نمرود پر لعنت خدا ہو شہباز نے کہا ای برادر فرہاد کوہ بازو نمرود بیشک مکار ہی اتنے مین ایک شور و ہنگامہ کی صدا آئی شہباز نے دیکھا کہ ایک لاش چارپائی پر پڑی ہی اور گرد زنگیان سیہ رو سر برہنہ گریہ وزاری کرتے ہوئے اُس لاش کو لیے جاتے ہین شہباز نے لوگون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لاش کسکی ہی جب لاش قریب آئی لوگون نے زنگیون سے حال دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ یہ لاش سوفار اژدہا صولت مالک جہنم کی ہی شب کو ہاشم آیا اور اُسکو قتل کرکے اور اپنے ہتھیار لیکے صحیح و سالم نکل گیا شہباز نے یہ سنکے ہاشم سے کہا کہ ماشاء اللہ یہ کام بھی حضور ہی نے کیا اب یہ فرمائیے قید سے کیونکر رہائی ہوئی تب ہاشم نے تمام حال ملکہ زہرہ جبین کے لیجانے اور مرکب دینے کا بیان کیا بعد ازان ہاشم و شہباز عیش و عشرت مین مشغول ہوے کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی ؛ رگ رگ مین نقش غم ہی جیسے کمان کی ؛

داستان پہونچنا لاش سوفارہ کا نمرود کے پاس اور اس کا برہم ہو کے تلاش ہاشم کا حکم دینا

بہشت نہ کر دست جنون تاب کیا ہو پیراہن کے پاس
دھجیان ہو کر گریبان آ چکا دامن کے پاس

خود بخود گردن کھنچی جاتی ہی کچھ کھلتا نہین
سحر ہی افسون ہی کیا ہی خنجر آہن کے پاس

خاک تو پہونچیگی اُڑکر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو کہین دیتی نہ گلشن کے پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق تنہا ہو گیا گردن کے پاس

مرکے بھی خالی نہوگا پہلوے تربت مرا
بیکسی رو رو کے بیٹھیگی مرے مدفن کے پاس

واقفان کہن و فردانہ شرح این داستان چنین کردند کہ جب سوفار کی لاش عرش بے سود پر پہونچی طلسم زرین پیغمبر نمرود اور وزیر اُس کا بلند اختر دربار مین موجود تھے عرش سوفار کے قتل کا بیان سنکا واہی نقش دیگر کے خائف ہوا اور طلسم سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مغضوب خداوند نکا یہین ہی بصد اطراف نمرود

یہ خبر سنکے حکم دیا کہ جلد اُس قیدی کو پیدا کرو اور طمطاق عیار کو کہ اُسکا نام ارقم بھی ہی ہاشم کی تلاش کے واسطے
تاکید اکید کی طمطاق نے اپنے مکان مین آکے تمام حال خفگی ہرمزود کا اپنی مادر سے بیان کیا اُس دلالہ نے ہاشم کو
تمام مکانات شہر مین تلاش کرنا شروع کیا اور اُس جانب شہباز نے اُن لوگون کو جو حال ہاشم سے آگاہ ہوئے
تھے اس خوف سے قید کیا کہ شاید یہ حال کسی سے بیان کردین اور اس طرف ارقم نے یہ خیال کیا کہ مین نے عرش
سے تین روز کا وعدہ کیا تھا دو روز گذر گئے ہین فقط ایکدن باقی رہ گیا ہو اگر ہاشم کا نشان نملا تو اسکے عوض
قتل کیا جاؤنگا ارقم یہ تصور کرکے شہر مین پھرنے لگا جب شہباز کے دروازہ پر پہونچا اسکا دروازہ بند دیکھ کے
اس کے دل مین شک پیدا ہوا اتفاقاً اُسیوقت ہاشم نے بھی بنگلہ سے سر باہر نکالا تھا کہ ارقم نے فوراً اسے پہچان
لیا اور عرش سے آکے تمام حال بیان کیا یہ سنکے عرش نے شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کو حکم دیا کہ تم جاؤ
اور اس خدا پرست کا سر مع شہباز کے جلد لاؤ اور یہ دونون تین لاکھ سوار کے سردار مین غرضکہ یہ دونون مع فوج
روانہ ہوئے جب قوم شہباز نے اس فوج کو دیکھا قیفال سے پوچھا کہ یہ فوج کہان جاتی ہی اُسنے کہا کہ شہباز
نے ہاشم کو اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہی لہذا حکم خداوند ہی کہ اُسکا سر حاضر کرو اگر شہباز بھی مزاحم ہوگا تو اسکا
بھی سر کاٹا جائیگا فرقہ کوہ بازوان نے کہا کہ ہم بندہ ہرمزود ہین ہمکو شہباز سے کچھ سروکار نہین یہ کہکے قیفال شہباز
کے دروازہ پر آیا اور کہا کہ ای شہباز اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو اُس خدا پرست کو ہمارے حوالے کرو گرنہ
ہم سب تجکو گرفتار کرکے عرش کے حوالے کرینگے شہباز نے یہ سنکے دروازے کا بندوبست کیا شہباز کی بی بی نے یہ
حال سنکے کہا کہ ہائے غضب یہ تمنے کیا کیا اُس خدا پرست کو جلد اپنے مکان سے نکالدو شہباز نے کہا کہ ای بی بی اسنے
مجکو دولت اسلام سے سرفراز کیا اُس عورت نے یہ سنکے کہا کہ مین بھی مسلمان ہوئی لیکن ہاشم یہ ہنگامہ سنکے تلوار
پکڑکے اٹھا اور شہباز سے کہا کہ برادر خدا حافظ مین جاتا ہون تم ان لوگون سے کہدینا کہ وہ شخص زبردستی یہان چلا
آیا تھا بلکہ تم بھی اپنی جان بچانے کو اُسپے مجھپر حملہ کرنا شہباز نے کہا کہ یار مجھسے ہرگز نہوگا جو کچھ مین نے زبان سے
کہا وہی ہوگا اسطرف تو یہ ہنگامہ تھا اُس طرف عمر نے سنا کہ ایک خدا پرست نے سوفار کو قتل کیا اور اب وہ شہباز
کے مکان مین ہی اور فوج اسکی گرفتاری کو جاتی ہی ملکہ نے یہ سنکے مقبل تیز رفتار اپنے عیار کو کہ جو ہاشم کو لایا تھا
بھیجا کہ تو جلد جاکے ہاشم کی خبر لا مقبل ہمین کے بعد چلا اس طرف ہاشم مرکب باد پا بے بھاگلی پر سوار ہوا
اور شہباز کوہ بازو و مہران کوہ بازو و نعمان کوہ بازو و فرہاد کوہ بازو وغیرہ جنات آدمی تلوارین کھینچ کے
ہاشم کے ہمراہ دروازے سے باہر نکلے لیکن قیطال و فعال و قیفال جو ملازم شہباز سے منحرف تھے کہ قیفال
ہاشم کی طرف چلا نعمان نے یہ دیکھ کے تلوار ماری قیفال کے دو ٹکڑے ہوئے پس قیطال و فعال کب باور کے
نعمان کے برابر آئے نعمان نے قیطال سے مقابلہ کیا اور فعال نے پشت سے آکے نعمان کو زخمی کیا لیکن ہاشم
نے یہ حال دیکھ کے گھوڑا بڑھایا اور قیطال کو بھی دو ٹکڑے کیا اور ضرب فعال کی چادر پر لگی اور شہباز کوہ بازو
دو دو آدمیون کو پکڑکے قتل کرتا تھا بس یہ حال دیکھ کے تمام فوج بھاگ کے شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کے
پاس جمع ہوئی اُسوقت دونون نے مع فوج ہاشم پر حملہ کیا شہباز زرین تاج اور ہاشم کا مقابلہ ہوگیا ہاشم نے
زرین تاج کو زخمی اور شہباز تاجدار کو قتل ہی کر ڈالا مگر مہران نے اکثر ہمراہیان ہاشم کو قتل کیا ہاشم یہ حال
دیکھ کے برہم ہوا اور ہیچ کے مہران کو بھی جہنم واصل کیا ہاشم شہباز کوہ بازو وغیرہ کو کر قتل پر ولا کے
غرضکہ اسی طرح تمام دن جنگ مین گذرا کہ ایکطرف سے آواز نقارہ بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملا الدین چہرہ منہ نامہ نکا

بر حق ہو تو ضرور میرے کوچے مین اُسکا گذر ہوگا اور میرے اور اُسکے باہم جنگ بھی ہوگی اُسوقت مین اُسکا شریک
ہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تم میرے کوچے مین آئے اور میرے تمھارے باہم جنگ بھی ہوئی اور مین تمکو یہان لے آیا اس
گفتگو کے بعد ہاشم نے شہباز کے زخمون کو بخیہ کیا اور چونکہ تمام روز جنگ کی تھی اور نہایت خستہ تھے سب نے
آرام کیا اور اُس طرف منصور و فیروز وغیرہ نے تاکید کی کہ خبردار دروازۂ مکان نہ کھلنے پاے اور خود باہر آکے دیوانخانے
مین بیٹھے جب منصور کے ملازم جمع ہوے منصور نے کہا کہ شہباز کوہ بازو نے عجب جرأت کی میرا دل چاہتا ہے کہ مین
بھی اُس جوان کا شریک ہو جاؤن ان لوگون نے یہ سنکے کہا کہ خدا نکرے آپ اُنکے شریک ہون یہ سن کے منصور
خاموش ہو گیا اس عرصہ مین ایک شخص نے آکے کہا کہ آج خداوندزادے نے حکم دیا ہے کہ شہباز کے ناموس وغیرہ
کو گرفتار کرکے لاویں اُنکی گرفتاری کے واسطے سردار گئے ہین منصور نے یہ سن کے آہ سرد کھینچی اور اپنے خواہرزادے
سے کہا مین نے سنا ہے کہ آج شہباز کے ناموس کی بیعزتی ہوگی مین چاہتا ہون کہ اُسکے ناموس کو بھی یہان
لے آؤن اُسکے خواہرزادے نے کہا کہ اُسکی فقط ایک بی بی ہے اور ہماری ایک دختر اور ایک بی بی ہے پس اس
صورت مین اگر یہ راز افشا ہوا تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا منصور نے یہ سن کے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور اپنے
منھ پر نقاب ڈال کے اور مرکب پر سوار ہو کے عقب باغ سے شہباز کے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان
منصور کے خواہرزادہ نے شہباز سے یہ حال بیان کیا چنانچہ منصور کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا خیال کیا کہ شاید
منصور شہباز کے مکان کی سمت گیا ہے اور یہان شہباز یہ حال سنکے گریان ہوا اس اثنا مین ہاشم کی آنکھ
جو کھلی شہباز سے سبب گریہ پوچھا لوگون نے تمام حال بیان کیا ہاشم بھی مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا اُسکے
بعد شہباز و فیروز و نعمان وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوے

اب ذکر فولاد و فرہاد روئین تن کا بیان ہوتا ہے

کہ فولاد مع لشکر شہباز کے مکان پر آیا اور تمام مکان کو گھیر لیا زن شہباز کی گود مین چار سال کا لڑکا
تھا وہ اُسکو اپنے سینہ سے لگا کے رونے لگی فولاد نے دل مین کہا کہ زن شہباز کو گرفتار کرکے قبضہ مین لانا چاہیے
اور اُسطرف فرہاد کے دل مین بھی خیال آیا آخرکار دونون باہم شہباز کے مکان مین گئے اور قصد کیا کہ زن شہباز
کو گرفتار کرین مگر اس باعث سے فرہاد و فولاد مین نزاع ہوئی کہ فرہاد چاہتا تھا کہ مین زن شہباز کو گرفتار کرون
اور فولاد کا یہ منشا تھا کہ مین اُس عورت کو اپنے قبضہ مین لاؤن غرضکہ دونون مین باہم نوبت شمشیرزنی ہو پہنچی لیکن چونکہ
دونون روئین تن تھے اس سبب سے کوئی زخمی نہوا عین جنگ مین منصور کوہ بازو پہونچا اور اُن دونون کو قتل کرکے
زن شہباز کو مرکب پر سوار کیا اور اُسکے لڑکے کو اپنے آگے بٹھا لیا یہ حال دیکھ کے زنگیون نے چار طرف سے منصور
کو گھیر لیا منصور نے تلوار کھینچکے ہزارون زنگیون کو قتل کیا قضارا اُسوقت سماوات زنگی مع دو ہزار زنگیون کے
دربار مین جاتا تھا زنگیون نے یہ حال دیکھ کے سماوات کو خبر کی سماوات نے مع فوج کے منصور کو گھیر لیا
زن شہباز نے سراسیمہ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور وہ لڑکا بھی رو رو کے دعا کرتا تھا کہ اُسوقت ہاشم
پہونچا منصور نے سنا کہ ایک نقابدار آیا ہے منصور سمجھا کہ شاید شہباز اپنی بی بی کا حال سنکے نقاب ڈالکر
آیا ہے اور اس عرصہ مین ہاشم بھی قریب پہونچ گیا منصور نقابدار کو دیکھ کے ترکیب اعضا سے سمجھا کہ یہ
نقابدار شہزادہ ہے پس زن شہباز سے کہا کہ بہر لسان بنو ہمارا سردار آگیا اور اس طرف سماوات نے
شہزادہ کو دیکھ کر تلوار ماری ہاشم نے اُس کا حربہ رد کرکے ایسی شمشیر ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بعد ازان

منصور کے پاس آکے کہا کہ اے منصور یا زن شہباز کو مجھے دو یا لڑکے کو تاکہ تم سبک ہو جاؤ منصور نے اُس طفل کو
ہاشم کے حوالے کیا اور جنگ میں مصروف ہوا الغرض تمام دن ہنگامہ جنگ برپا رہا جب دو گھڑی رات گذری یہ
دونوں گلیوں میں ہو کے روانہ ہوئے جو لوگ کہ جنگ سے بھاگے تھے اُنھوں نے یہ خبر عرش سے جا کے بیان کی
اور اس طرف ہاشم و منصور وغیرہ اپنے مکان میں داخل ہوئے شہباز اپنی زن و فرزند کو دیکھ کر گریان ہوا اور
اس طرف عرش نے ارقم سے تاکید کی کہ ان مفسدوں کو جلد تلاش کر ارقم نے اپنے گھر میں آکے اپنی مادر سے یہ ماجرا
بیان کیا اور اسکی مادر چابک بیچنے کے حیلہ سے ہر ایک مکان میں پھرنے لگی ناگاہ منصور بازار میں گیا تھا اور مظفر نے کسی ضرورت
سے دروازہ کھولا تھا کہ اُس زن حیلہ ساز نے پہچان کے ہاشم وغیرہ کو دیکھ لیا اور اُسی وقت پھر کے روانہ ہوئی لیکن مظفر
بھی اُسکو دیکھ کے اُسکے عقب میں دوڑا اور اُس طرف سے غضنفر آتا تھا یہ دونوں اُس عورت کو پکڑ کے اپنے مکان میں لائے
اور اُس زن ریفن کو ذبح کر کے دفن کر دیا لیکن سوسن نامی مظفر کی کنیز ہاشم کا حسن و جمال دیکھ کے اسیر عاشق ہو گئی
ایک شب وہ آراستہ ہو کے ہاشم کے پاس آئی اور اپنا اظہار عشق کیا ہاشم نے اُسکے طمانچہ مارا سوسن نے دل میں
خیال کیا کہ صبح کو ہاشم مظفر و غضنفر سے یہ حال ضرور بیان کریگا پس یہ خیال کر کے اور ڈر کے روانہ
ہوئی کہ یہ تمام ماجرا ارقم سے بیان کروں اُس وقت ارقم چبوترہ کوتوالی پر بیٹھا تھا کہ کنیز نے آکے کہا کہ میں ہاشم کا حال
جانتی ہوں پس یہ سنکے ارقم زیر چبوترہ اُس کنیز کے پاس آیا کنیز نے قصد کیا کہ میں ارقم کے کان میں سرگذشت بیان کروں
کہ ناگاہ مہتر توفیق کہ سابق میں جسکا نام معصوم عیار ملکہ زہرہ سے تھا پہنچا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے لوگوں
نے کہا کہ ایک کنیز آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں ہاشم کا نشان بتا دونگی توفیق نے یہ سنکے دل میں کہا غضب ہوا پس قریب
جاکے ایسا اُسکے خنجر مارا کہ وہ کنیز مر گئی فقط وہ کنیز اسقدر کہنے پائی تھی کہ ہاشم منصور کے مکان میں ہے اور تیری ماں کو
قتل کر کے باغ میں دفن کیا ہے توفیق یہ کہتا ہوا ارقم کے پاس آیا اور اسکو بھی ایسا خنجر مارا کہ وہ بھی جہنم واصل ہوا لوگوں نے
توفیق کو گرفتار کیا توفیق نے کہا کہ یہ حرامزادہ ولد الزنا شرافوں کے مکان میں بھیجکے زنان شرفا کو گمراہ و خراب
کرتا تھا اسواسطے میں نے اُسے قتل کیا لیکن کوتوالی کے پیادوں نے توفیق کو گرفتار کر کے قصد کیا کہ عرش بن نمرود
کے پاس لیجائیں اور اُسطرف صبح کو منصور کو معلوم ہوا کہ شب کو کنیز کہیں بھاگ گئی اور حال عشق بھی سنا قضارا مظفر
بازار میں آیا تھا اُسنے یہ تمام ماجرا دیکھ کے ہاشم سے آکر بیان کیا کہ توفیق نے سب کو قتل کیا ہاشم نے کہا کہ اے منصور
تم جاؤ اور کہو کہ توفیق میری کنیز کو گمراہ کر کے لے گیا تھا اور اُسکو قتل بھی کیا غرضکہ منصور حسب فہمائش
ہاشم کے آیا اور توفیق کو گرفتار کر کے کہا کہ میرا مال کنیز لیکے بھاگی تھی تو نے اسکو قتل کیا میرا مال مجھکو دے
اور مجھے خداوندزادہ کا کچھ خوف نہیں ہے چنانچہ توفیق کو پکڑ کے اپنے گھر میں لایا توفیق نے ہاشم کو دیکھ کے
ملکہ کی جانب سے بہت شکایت کی ہاشم نے کہا کہ اے برادر میں نے شب کو راہ گم کی اور صبح کو میں ایک مکان میں
ہو بیٹھا اور جو کچھ حال گذرا تھا سب کی وجہہ بیان کیا توفیق شب کو مخفی ہو کر ملکہ کے پاس آیا اور تمام حال
ملکہ سے بیان کیا اور ہاشم نے توفیق سے یہ بھی کہدیا تھا کہ میں آج ضرور آؤنگا ملکہ یہ سنکے بہت خوش ہوئی
اور آراستگی باغ کا حکم دیا اور یہاں ہاشم بھی اُسطرف چلنے کی طیاری میں مصروف ہوا

اب دو کلمہ داستان عرش بن نمرود کے سماعت فرمایئے

نثر سبحان بوستان سخن ۞ نازکی تحسین داستان کہن ۞ شاخسار بیان پہ بلبل بیان ۞ ہاں چہچہے ہوئے ہیں نغمہ خوان
جبکہ ارقم قتل ہوا عرش عیار کہ طاؤس اُسکا خطاب ہوا اور برق بریق کا شاگرد ہوا اُسنے اپنی طرف سے

طوفان ازرق چشم کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اے عرش اسکو کوتوال شہر کر کہ یہ ہاشم کو تلاش کریگا غرضکہ اسکو کوتوال
شہر کیا اور اس طرف ہاشم نے مع بارہ مرد و زن یعنی فیروز و شہباز وغیرہ کے باغ ملکہ زہرہ جبین میں جانے کا قصد
کیا یہ دیکھ کے مہتر سائیسان منصور نے جا کے تمام حال طوفان ازرق چشم سے بیان کیا کہ ہاشم مع شہباز منصور
کے مکان میں ہے اور آج انکا قصد بھاگنے کا ہے پس طوفان نے یہ اہتمام کیا کہ چور مہتاب روشن کر کے جابجا چوکی پہرہ
کی جسوقت ہاشم مع ہمراہیوں کے روانہ ہوا طلایہ دار سد راہ ہوئے طوفان نے حکم دیا کہ حقہ ہاے آتشبازی مارو چنانچہ
حقہ ہاے آتشبازی سے سب مرکب بھڑکے اور گھبرا کر فرار کرنے لگے مگر ہاشم نے طوفان کے برابر ہو کے ایسا ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ اسکو مع مرکب چار ٹکڑے کر دیا اور توفیق نے سائیس کو قتل کیا اور چند مردان دیگر کو ہاشم نے قتل کیا
جب تمام فوج بھاگ گئی ہاشم وہاں سے روانہ ہو کے مع رفقا باغ عدن میں داخل ہوے ملکہ نے ہاشم سے نہایت
گلہ کیا اور کہا کہ تم سا بے مروت آدمی ہم نے دوسرا نہیں دیکھا ہاشم نے عذر معذرت کی اور تمام کیفیت گذشتہ ملکہ سے
بیان کی ملکہ سنکے خاموش ہو گئی اور سرداروں کے واسطے پلنگ و فرش وغیرہ سامان استراحت بھیجا مگر ہاشم خواہرزادہ
منصور سے کہہ آیا تھا کہ ابھی تم اسی مکان میں رہو اور بعد میری روانگی کے عرش کے پاس جانا اور بیان کرنا کہ مجھکو اپنے
ماموں منصور سے کچھ سروکار نہیں ہے جو کچھ منصور کا منصب ہے وہ مجکو عنایت ہو یقین ہے کہ تمہارے اس بیان سے
عرش خوش ہوگا اور منصور کا عہدہ تمکو دیگا غرضکہ حسب فہمایش ہاشم خواہرزادہ منصور نے عرش سے جا کر عرض
کیا کہ منصور سے جو حرکت ظہور میں آئی مجکو بھلا اسکی خبر نہیں اسنے تو نمک حرامی کی مگر میں خداوند کا شریک ہوں
عرش نے یہ سنکے منصور کا عہدہ اسکے خواہرزادہ کو مرحمت کیا الغرض ادھر منصور کے بھاگنے کی خبر ہوئی ہاشم و منصور
نے پلے مرکب روانہ کیے اور بیان کا حال سنیے کہ ہاشم کو جب باغ میں تین دن گذر گئے روز چہارم ہاشم نے اپنے
رفقا سے کہا کہ اب میرا ارادہ شبخون مارنے کا ہے یہ سنکے سب طیار ہوئے اور جہاں مزدوری کی فوج قیام پذیر تھی وہاں
پہونچکے نعرہ امیر و سرداران امیر کے نام سے نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے چونکہ اہل لشکر مزدوری غافل تھے لہذا
چند عرصہ میں کشتون کے پشتے لگ گئے لیکن چار سرداران کا طلایہ تھا کہ انکے نام اجلال بن تحت جلال و جہلال
و ضلال تھے وہ یہ حال دیکھ کے چار جانب سے دوڑے اجلال نے پہونچ کے شہباز کو تلوار ماری کہ شہباز کے
سر پر دو انگشت زخم کیا ہاشم نے پہونچ کے اجلال کو تلوار ماری وہ تو بچ گیا مگر اسکا مرکب قتل ہوا شہزادے نے
اس سے کہا کہ دوسرے مرکب پر سوار ہو وہ مرکب کی فکر میں گیا اسی عرصہ میں جہلال ہاشم کے روبرو آیا ہاشم نے
اسکو بھی زخمی کیا اسکے ہمراہی اٹھا لیگئے مگر ضلال کے ہاتھ سے نعمان شہید ہوا ہاشم نے پہونچکے ضلال کو بھی
زخمی کیا اسکے لوگ اسے لے گئے اس عرصہ میں اجلال دوسرے مرکب پر سوار ہو کے آیا اور ہاشم پر تلوار ماری مگر اسکی
تلوار ٹوٹ گئی ہاشم نے کہا جا کے دوسری تلوار لا مگر اس عرصہ میں تمام رفقاے ہاشم زخمی ہو گئے تھے ہاشم نے یہ
حال دیکھکے سب سے کہا کہ اب باغ کی طرف چلو کیونکہ اب ہجوم لشکر کفر زیادہ ہے لہذا مفت جان تلف کرنا مناسب
نہیں ہے یہ کہکے خود لشکر کفار میں درآیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے اس اثنا میں اجلال دوسری تلوار لیکے آیا مگر
ہاشم جنگ گاہ سے نکل گیا تھا قضارا ہاشم نے ایک مقام پر دیکھا کہ دو سو آدمی ورزش کر رہے ہیں اور یہ طائفہ
برق اندازون کا تھا اور انکے سردارون کا نام داراب و سہراب و مہراب برق انداز تھا اور تینون سردار نامی
ہیں جب داراب نے یہ شور و ہنگامہ سنا کہا کہ اگر میں پسر حمزہ کو گرفتار کر کے خداوند کے روبرو لیجاؤنگا تو یقین ہے
خداوند میرے مرتبہ میں ترقی کریگا یہ کہکے تینون سردار ہاشم کے مقابل آئے اور سہراب نے تعقب ہاشم کر کے

اور چار طرف سے ہلو کر کے کمند سے ہاشم کو گرفتار کر لیا اور اپنے مکان مین لا کے ہاشم کو ستون سے باندھا اور
دروازہ بند کر لیا لیکن اجلال کج بخت بعد گرفتاری ہاشم وہان آیا اور تمام حال سنکر داراب ہاشم کو گرفتار
کرنے گیا پس داراب کے دروازہ پر آکے کہا کہ ہاشم کو میرے حوالے کر داراب وغیرہ نے کہا ہاشم کو ہم نے
بمشکل گرفتار کیا ہے تجکو نہ دینگے اور عرش بن عمرود کے پاس خود لیجائینگے اجلال کا ساتھ ایرج کا قدیم
اور رفاقت حرامزادہ ہے اُسنے یہ سنکے ایک لات ماری کہ دروازہ ٹوٹ گیا اور اندر جاکے داراب کے ساتھیون
کو قتل کیا داراب یہ حال دیکھ کے خود اسکے مقابل ہوا اجلال نے داراب کو زمین پر دے مارا اور اُسکے سینہ پر چڑھ
ہوکے قصد کیا کہ اسکو ذبح کرے ہاشم نے یہ حال دیکھ کے کمند کو پارہ کیا اور اجلال کو آواز دی کہ او مردک مین نے
تیری جان بخشی کی پھر یہان آیا اجلال نے اُسی دم اس کلام کے داراب کو چھوڑ دیا اور ہاشم پر حملہ آور ہوا مگر ہاشم
نے پہونچ کے قتل کیا اور جلدی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا داراب یہ حال دیکھ کے ہاشم کی جرات
پر فریفتہ ہو گیا اور دل مین کہا کہ ایسے بہادر کی رفاقت اختیار کرنا بہتر ہے چونکہ ہاشم روانہ ہو گیا تھا اور
داراب کو شاہزادہ کا مقام سکونت معلوم نہ تھا اس سبب سے داراب خاموش ہو رہا اور ادھر جب زخمی
ہوتے ہمراہیان ہاشم ملکہ کے پاس پہونچے ملکہ ہاشم کو ان مین نہ دیکھ کے نالہ و فریاد کرنے لگی اور عجب پیچ و تاب مین تھی
کہ ناگاہ ہاشم بھی پہونچا ملکہ نے ہاشم کو دیکھ کے کہا کہ اے شہزادے تمنے مجھسے عجب سلوک کیا تم تنہا مجھکو چھوڑ کے
چلے جاتے ہو اور مین تمھارے فراق مین تڑپا کرتی ہون بس تمھاری محبت ظاہر ہو گئی اگر مجھکو یہ حال معلوم ہوتا تو
کبھی تمکو اپنے باغ مین نلاتی غرضکہ بعد شکوہ ہاے بسیار صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی ارباب نشاط طلب ہوئے
دورہ مے گلگون صداے چنگ و ارغنون بلند ہوئی لیکن ملکہ کی ایک محلدار تھی اور اُس محلدار کی ایک دختر تھی اور
وہ دختر محلدار عرش کی ملازم تھی اتفاقاً ایک روز وہ اپنی مادر کی ملاقات کو آئی دربانون نے اُسے منع کیا اُسنے
کہا تمکو نہیں معلوم کہ مین عرش کی ملازم ہون اور میری ماں ملکہ کی نوکر ہے لوگون نے یہ سنکے محلدار کو خبر کی محلدار
فوراً دروازہ پر آئی اور اپنی دختر سے باتین کر کے اُسکو جلد رخصت کر دیا محلدار کے جلد رخصت کرنے سے وہ
رنجیدہ ہوئی محلدار نے اُسکو کبیدہ خاطر دیکھ کے کہا کہ اے دختر مین تجکو کیونکر باغ مین لے چلون کیونکہ اسوقت
ہاشم پسر حمزہ ملکہ کے پہلو مین بیٹھا ہے اور ملکہ کی ممانعت ہے کہ کوئی غیر شخص باغ مین نہ آنے پائے مگر اے دختر
خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا یہ کہکے محلدار باغ مین چلی گئی اب طرف ماجرا سنیے کہ دختر محلدار ایک آوارہ عورت تھی
اور مہتر برق بریق استاد قمرش عیار کی وہ آشنا تھی اُس قحبہ نے آکے تمام حال اپنے آشنا سے بیان کیا اُس نے
جاکے عرش بن عمرود کو اس حال سے مطلع کیا کہ ہاشم ملکہ کے باغ مین موجود ہے اس اثنا مین اجلال اور برق
اندازون کی لاشین پہونچین اور لوگون نے کہا کہ ہاشم اجلال کو قتل کر کے نکل گیا عرش نے حکم دیا کہ اے
مخمور ناظم برق بریق کے ہمراہ جلد جاؤ اور اُس گیسو بریدہ کو مع ہاشم گرفتار کر کے حاضر کرو اور
سماوات زنگی روئین تن دمات زنگی کو مع چار ہزار سوار مخمور ناظم کے ساتھ کیا قضارا اسوقت مہتر توفیق
بھی وہان موجود تھا اُس نے تیاری لشکر دیکھ کے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جاتا ہے کسی نے کہا کہ ہاشم کا پتہ باغ عدن
مین ملا ہے اُسکی گرفتاری کو یہ لشکر جاتا ہے اور یہان ملکہ ہاشم سے کہ رہی تھی کہ اے صاحب اب تم شبخون مارنا ترک کرو
اور باغ سے قدم باہر نہ رکھو اس عرصہ مین توفیق نے پہونچ کے آنے کا حال بیان کیا پس ہاشم یہ
سنکے جلد مسلح و مکمل ہوا اور سردارون سے کہا کہ تم سب چلے جاؤ سب نے عرض کیا کہ یہ امر ہمسے کبھی

نہ ہوگا ہم سب آپ کے قدمون پر اپنی جانین نثار کرینگے پس عورتون کو سوار کر کے بعجلت تمام سرحد ملکہ کے پاس
آئے ملکہ بھی بچشم گریان سوار ہوئی اور وہان دیکھیے کہ برق بریق مع سات سو سوارون کے پس باغ سے دیوار
توڑ کے اندر آیا اور قصد کیا کہ ملکہ کو گرفتار کرون یہ دیکھ کے مہتر توفیق نے جست کی اور برابر پہنچ کے برق بریق
کے ایک تیغچہ مارا وہ ضرب تیغچہ سے گر پڑا توفیق نے قصد کیا کہ دوسرا تیغچہ مارون ہاشم نے باواز بلند کہا اے
توفیق گرے ہوے کو مارنا نامردون کا کام ہے یہ سنکے توفیق نے اسکو گرفتار کر کے درخت مین باندھ دیا برق بریق
شہزادہ کی یہ جرأت دیکھ کے عاشق ہو گیا اور دل مین مسلمان ہوا لیکن بیرون باغ بھی فوج تھی شہزادہ بیرون باغ
آیا اور عورتون کو درباغ پر چھوڑ کے خود دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اسی اثنا مین شہباز کوہ بازو سے
حیات زنگی کا مقابلہ ہوا حیات نے شہباز پر تلوار ماری شہباز نے اُس کا حربہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ تا
جگر گاہ دو ٹکڑے کیا سماوات یہ دیکھ کے شہباز کے برابر آیا چونکہ سماوات روئین تن ہے اس باعث سے
شہباز کی تلوار اُسپر کارگر نہوئی اور شہباز سماوات کے ہاتھ سے زخمی ہوا ادہر اُس طرف منصور فیروز نے
حمات کو قتل کیا اور دیکھا کہ درباغ پر کوئی نہین ہے پس منصور ملکہ کے پاس آیا اور اُس طرف فرہاد و سہراب بھی زخمی
ہوے جب ہاشم نے دیکھا کہ میرے رفقا تمام زخمی ہو گئے اُن سب سے کہا کہ تم ملکہ کے پاس جاؤ اگر مین قتل ہو جاؤن
اُسوقت تم ملکہ کو قتل کر ڈالنا اور اگر مین زندہ بچا تو دیکھا جائیگا مگر بالفعل تمہارا ملکہ کے پاس قیام کرنا مناسب ہے
یہ سب تو درباغ پر آئے اور ہاشم سماوات کے قریب پہونچا مگر اُسکے ہاتھ سے شہزادہ زخمی ہوا یہ حال دیکھ کے
مرکب شہزادہ کو جنگاہ سے لیکے ایک سمت کو روانہ ہوا اور یہان جنگ ہو رہی تھی کہ ناگاہ داراب کرجو اجلال
کا حال دیکھ کے مشرف باسلام ہوا اتفاق اُسی فرقہ کے عین جنگ مین پہونچا اور خواہرزادہ ہاے منصور مع چار
ہزار فوج کے آئے اور جنگ مین شریک ہوے لیکن ہمراہیان غضنفر سب قتل ہو گئے اور کفار دیوار باغ توڑ
کے اندر آئے اور برق بریق کو درخت سے بندھا ہوا دیکھ کے اُسے کھولا برق بریق بھی دل مین
مسلمان ہوا ہے اُسکا قصد ہے کہ مین بھی خدا پرستون کی طرف سے کوئی کار نمایان کرون اُس طرف عرش بن
نمرود نے سنا کہ ایک شبانہ روز سے جنگ ہو رہی ہے اور ہنوز سامان فتح نہین معلوم ہوتا پس یہ بھی سوار ہو کے
مع تمام سرداران نامی کے آیا داراب و سہراب نے جب عرش کو دیکھا فوراً اُسکے تخت کے برابر آ کے جست کی اور
تخت پر پہونچے اور خنجر کھینچ کے عرش بن نمرود کے شکم پر رکھ کے کہا کہ جلد اپنی فوج کو جدال و قتال سے منع کر ورنہ
یہ خنجر آبدار ہے اور تو ہے عرش نے علم لے کے فوج کو ممانعت کی کہ خبردار تم لوگ جنگ سے باز رہو اتنے مین برق بریق
نے پہونچ کے داراب سے کہا کہ ای بہادر جبتک مین ملکہ کو بیرون سرحد نمرودیہ نلیجاؤن اُسوقت تک عرش
کو نہ چھوڑنا بعد ازان داراب نے کہا اے عرش جلد کہارون کو حکم کر کہ تیرا تخت ہمارے ہمراہ لیکے روانہ ہون
بعد ازان تمام سردارون اور ملکہ اور کنیزون کو سوار کر کے اپنے اسلام کا حال ظاہر کیا اُس کیدی نے خوف جان
سے فوج کو منع کیا اور خود ہمراہ ہوا جسوقت برق بریق نے دیکھا کہ اب ہم سرحد نمرودیہ سے نکل گئے اُسوقت
عرش بن نمرود سے کہا کہ اپنی فوج کو حکم دے کہ یہان سے چلی جائے اُسنے خوف جان سے یہ بھی حکم دیا جب اُسکی فوج
روانہ ہوئی اُسوقت برق بریق نے عرش کو بہت سخت سست کہا اور اُسکے منھ پر تھوک دیا اور ملکہ کو لے کر
روانہ ہوا عرش بن نمرود بعد رہائی اپنے لشکر مین آیا اور برق بریق ملکہ کو لیکے دو دہ باختر مین آیا
اور صاحبقران کا شریک ہوا امیر نے خوش ہو کے ملکہ کو داخل حرم محترم کیا

اب دو کلمہ داستان شہزادہ ہاشم کے کہ مرکب اُن کو جنگاہ سے لیگیا تھا بیان ہوتے ہین

وصل مین بھی ہماری قسمت کی بُرائی نکلی
حالت درد جگر مجھسے سنائی نہ گئی
سو کے اُٹھے سحر وصل تو ہنسکر بولے
ہم جہان سے گئے پر اُنکی رکھائی نہ گئی

دل سے دہشت تری اے دیدۂ الٰہی نہ گئی
ہجو دی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
تم سے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

دھیان یہ تھا کہ زمین ہون مگر کٹ گئے
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی
عوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری

گلدستہ بندان گلشن سخنوری و رونق دہندگان بزم فسانہ گستری کیسے لعل پر گوشانہ زبان سے بہر صفت کرکے یون تحریر کرتے ہین کہ جب مرکب برق باد بہائے سلیمانی ہاشم کو لیکے جنگاہ سے نکل گیا بعد تین روز کے سرزمین القاریہ مین پہونچا اور ایک چشمہ آب کے کنارے پہونچ کے پانی پیا اور گھڑی گھڑی ہاشم چونکہ زخمی اور بیہوش تھا مرکب کی پشت سے گر پڑا جب ہاشم اُسکی پشت پر سے جدا ہو کے زمین پر گرا تو سر ہاشم کا پانی مین اور پاؤن بیرون چشمہ رہے قضارا لب دریا ایک باغ تھا اور دختر مالک القاریہ ملکہ گلفام سرو قد لبِ نہر تماشا دیکھ رہی تھی اور وہ ہنر جہان ہاشم گرا تھا دریا سے ملی تھی جب ہاشم گھوڑے سے گرا تو بسبب پیکان کے زخم سے خون جاری ہوا اور رود آب رنگین نہر مین پہونچا ملکہ آب رنگین دیکھ کے باغ کے دروازہ پر آئی اور دیکھا کہ ایک جوان عنا لب جو بیہوش پڑا ہے اور مرکب اسکے قریب کھڑا ہے ملکہ دیکھ کے فوراً عاشق ہو گئی اور ہاشم کو اٹھاکے باغ مین لیگئی جراح کو بلوا کے اُسکے سپرد کیا جراح نے شاہزادے کے زخم سر پر ٹانکے لگائے بعد تھوڑی دیر کے ہاشم نے آنکھ کھولی اور دیکھا کہ مین ایک باغ مین ہون اور چند زنان حسینہ و جمیلہ میرے گرد جمع ہین ہاشم نے دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت آراستہ و پیراستہ ہر طرف اہتمام بہار ہے ہر شجر رشک قامت یار ہے ہوا ئے سرد چل رہی ہے باد صبا مچل رہی ہے درخت گل دبارے لدے ہین سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دلکو لبھاتی ہے درختوں پر بلبل خوش الحان گل کے مشتاق گاتی ہے عروس چمن پر جوبن ہے کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلے جاتے نرگس مست کی بہار مانند چشم بر انتظار درخت طاؤسان جنان کی طرح سب سبز پوش آپس مین بغل معشوق و عاشق ہم آغوش دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا یہ عالم نظر آتا تھا

ہوائے بہار بن سے گل لیلے
روش کی صفائی ہے بے اختیار
خرامان صبا صحن مین چار سو

چمن سارے شاداب ورزہ ہے
گل اشرفی نے کیا زر نثار
دماغوں مین دیتی ہر ایک گل کی بو

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سے جو ہر ایک تختہ گل سے چمن
لگے ہر یک تازہ اور قرق ہے

روش پر جو اپنا جیسے سنگ
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ہاشم نے جو یہ باغ پر بہار دیکھا وجد کر گیا اُن عورتون سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اور مجکو یہان کون لایا ہے یہ سنتے ملکہ آگے بڑھی اور کہا کہ اے جوان یہ سرزمین ملک القاریہ ہے اور مین یہان کے حاکم کی دختر ہون تمکو لب دریا زخمی اور بیہوش دیکھ کے مین اپنے باغ مین اٹھا لائی اس مکان کو اپنا گلشن خانہ تصور کیجے اور یہان قیام فرمایئے

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۞ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۞ ہاشم نے پوچھا کہ تمھارا دین و آئین کیا ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب آتش پرست ہین یہ سنکے ہاشم نے کہا کہ اگر تم آتش پرست ہو تو مین ہرگز تمھارے پاس نہین رہ سکتا کیونکہ مین مسلمان ہون اور تم کافر ہو چونکہ ملکہ ہاشم پر فریفتہ ہو چکی تھی اور کوچۂ عشق مین کفر و اسلام سے کچھ بحث نہین

شعر ہم عشق کے بندہ ہین مذہب سے نہین واقف ۞ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا ۞ بلکہ یہ کہا کہ مجکو بھی اپنا دین و مذہب تلقین کیجے شاہزادہ نے چند کلمہ وحدانیت پروردگار مین بفصاحت و بلاغت بیان کیے کہ ملکہ کے لوح دل سے زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکے اتنے مع سب مسلمان ہوئی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا ساقیان خوش ادا

ومطربان خوشنوا حاضر ہیں دور جام کے گلفام گردش میں آیا نغمہ چنگ و رباب چھڑنے لگا کچھ دیر تک یہ صحبت
عیش رہی تھی کہ مطلوب خواجہ سرا اس امر سے واقف تھا کیونکہ ملکہ اس خواجہ سرا کے روبرو شاہزادہ کو لائی
تھی اپنے جا کے محکوم نواب ناظر سے تمام حال بیان کیا نواب ناظر یہ حال سنکے القاریہ کی جانب واسطے خبر
کرنے کے روانہ ہوا اتفاقاً ملک القاریہ کے دو غلام ایک کا نام اسلم زنگی اور دوسرے کا نام سالم زنگی تھا اور
ان دونوں نے ملکہ کے ہمراہ پرورش پائی تھی اور ان دونوں کے ہمراہ رکاب تیس تیس ہزار سوار رہتے تھے اور ملکہ کے
تمام کارخانجات ان دونوں کے حوالے تھے اور یہ دونوں نہایت شجاع و بہادر بھی ہیں غرضکہ انھوں نے محکوم کو آتے
دیکھا اس سے ملکہ کا حال پوچھا اور کہا کہ ہم بھی ملکہ کے پاس جاتے ہیں کہ عرصہ سے ملازمت حاصل نہیں ہوئی اور یہ بتاؤ
کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہے محکوم نے تمام حال ہاشم کا بیان کیا وہ دونوں برہم ہوکے روانہ ہوئے ادھر جب ملکہ نے سنا کہ
کہ محکوم نہیں ہے فوراً خیال کیا کہ میرے پدر کے پاس خبر کرنے کو گیا ہوگا یہ تصور کرکے ہاشم سے کہا کہ اے صاحب برائے خدا
تم مخفی ہو جاؤ کیونکہ میرے پدر کے پاس سات لاکھ فوج ہے اور محکوم گیا ہے وہ تمہیں ضرور تمام حال بیان کریگا ہاشم نے
کہا کہ ملکہ مضطر نہو میرے ہمراہ بھی خدا ہے تو بفضل پروردگار ابھی یہ گفتگو ہی تھی کہ سالم و اسلم پہنچ گئے اور فوج نے
باغ کا محاصرہ کرلیا ہاشم یہ غلغلہ سنکے باہر نکلا اور ملکہ در دروازہ سے دیکھنے لگی اور وہ عاشق تو ہو ہی رہی تھی دل میں
اسکے کنکھیے لگے ہوئے ہیں غرضکہ اسلم نے ہاشم کو دیکھ کے حملہ کیا شاہزادہ نے اسے زخمی کیا دلیروں نے قصد کیا کہ اسلم چونکہ
زخمی ہو گیا ہے اسکو ہم بچائیں یہ دیکھ کے ہاشم نے کہا کہ میں خود جس شخص کو زبون کرتا ہوں اسکو قتل نہیں کرتا اسلم یہ
سنکے شاہزادہ کی ہمت و جرأت پر مفتون ہو گیا اور اٹھ کے خود ہی فوج پر حملہ آور ہوا اور قتل کرنا شروع کیا بعد ازاں
ہاشم کے پاس آیا اور دست بستہ عفو تقصیر کا خواستگار ہوا سالم بھی یہ کیفیت دیکھ کے ہاشم کے قریب آیا اور دونوں
کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوئے اور دونوں نے اپنی فوج کی جانب مخاطب ہوکے باواز بلند کہا کہ ایہا الناس
ہم دونوں تو مطیع اسلام ہوئے تم لوگوں میں سے جسکو ہمارے پاس رہنا منظور ہو وہ چلا آئے اور جسکو تمہیں ضلالت کفر
میں بیمار رہنا ہو وہ ہماری فوج سے نکل جائے یہ سنکے چودہ ہزار زنگی نور ایمان سے ضیا پاکے مسلمان ہوئے اور باقی سیہ قلب
القاریہ کی سمت راہی ہوئے اس معرکہ کے بعد ہاشم ملکہ کے پاس آیا لیکن اس طرف محکوم نواب ناظر در بند القاریہ
میں آیا اور محل میں مادر ملکہ گلفام سے تمام حال بیان کیا مادر ملکہ نے اپنے شوہر القار شاہ کو طلب کر کے جو حال محکوم
سے سنا تھا بیان کیا اور جو سوار سالم و اسلم کے شریک ہوئے تھے وہ بھی اسیوقت پہونچے انھوں نے کہا کہ سالم و
اسلم مسلمان ہو گئے القار شاہ یہ سنکے محل سے باہر آیا اور فولاد زنگی و شمشاد زنگی سے کہ یہ دونوں سات ہزار
سوار کے سردار ہیں کہا کہ تم جاکے اس کمینہ بیٹی گلفام کو مع ہاشم گرفتار کرکے جلد لاؤ یہ دونوں زنگی سات ہزار
کی جمعیت سے روانہ ہوئے اور اس طرف ہاشم اپنے ہمراہیوں کی زخم دوزی میں مصروف تھا کہ ناگاہ سامنے سے
گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا فولاد و شمشاد نمودار ہوئے ہاشم نے انکو دیکھ کے اپنے ہمراہیوں سے
کہا کہ تم اس باغ میں ملکہ کی حفاظت کے واسطے رہو اور تم سب زخمی بھی ہو رہے ہو کہ لیکے اور خود سوار ہوکے بیرون باغ آیا
اور اس طرف فولاد و شمشاد نے پہونچ کے دیکھا کہ ملکہ کی دو کنیزیں بھاگی جاتی ہیں ان دونوں نے کنیزوں کو گرفتار
کرکے پوچھا کہ ہماری خبر آمد سنکے وہ خدا پرست بھاگ گیا یا ملکہ کے پاس موجود ہے ان کنیزوں نے کہا کہ ہر چند اس
جوان سے ملکہ نے کہا کہ برائے خدا تم کسی طرف بھاگ جاؤ مگر اس نے کچھ سماعت نہ کی اور یقین ہے کہ تمھارے مقابلہ کو
آئے یہ سنکے ان دونوں کے دل میں محبت پیدا ہوئی جب ہاشم باغ سے باہر آیا فولاد نے ہاشم کے قریب جاکے

سلام کیا اور کہا کہ مین نے سنا ہے ملکہ خود تمکو وہ لی ہو اور تم چھپا ہوا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو ہمارے بادشاہ کے پاس
کر وہ پیغمبر اور عادل ہے چلو اور خداوند کو سجدہ کرو ہمارا بادشاہ بہت رحم دل ہے تمھاری خطا معاف کریگا ہاشم نے کہا
کہ مین تمھارے پیغمبر کی خطاسوات نکرونگا شمشاد نے یہ سنکے کہا کہ اے جوان دو صورتین ہین کہ تم ملکہ کو اپنے ہمراہ لیکے
میدان سے بھاگ جاؤ ہم جانے بادشاہ سے کہدینگے کہ وہ کسی طرف فرار ہو گیا ہمارے ہاتھ نہ آیا ہاشم نے کہا کہ مین نے
آجتک بھاگنے کا سبق نہین پڑھا اور نہ مین جانتا ہون کہ بھاگنا کسے کہتے ہین یہ سنکے اُن دونون نے کہا کہ پھر آخر
کیا ارادہ ہے ہاشم نے کہا کہ میرا قصد یہ ہے کہ یا القار کو قتل کرون یا خود قتل ہون یا اُس کو مسلمان کرون ان
دونون نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ ہاشم نے کہا کہ ہم مسلمانون کا قاعدہ اول حربہ کرنے کا نہین ہے جبکہ حریف
کے حملہ سے خداوند بچائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکے ان دونون نے اپنی فوج کو اشارہ کیا تمام فوج نے ہاشم
کا محاصرہ کر لیا ہاشم نے طرفۃ العین مین دو سو آدمیون کو قتل کیا یہ دیکھ کے فولاد نے کہا کہ اے شمشاد اس خدا پرست
کی شجاعت تم نے دیکھی شمشاد نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی اس کا طرفدار ہے کہ بار بار اُس کی تعریف کرتا ہے فولاد
نے کہا کہ بہادر کو بہادر کی تعریف کرنا زیبا ہے شمشاد نے کہا تامل کرو کہ اس خدا پرست کو قتل کرون اُس کے بعد
تجکو بھی قتل کرون یہ سنکے فولاد نے باواز بلند کہا کہ اے شہزادہ ہاشم گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہوا اور ہاشم کیطرف سے
اپنی فوج پر حملہ کیا اور شمشاد کو زخمی کر کے مشکلرک کو قتل کیا ہاشم کا دو دو سے حملہ پر سوار ہوا آخر اسکے دونون
نے کہا کہ اگر تمکو جنگ کرنا منظور ہے تو کشتی لڑو دونون نے منظور کیا اور کشتی شروع ہوئی ہاشم بھی ایکطرف استادہ
ہوکے انکا تماشا دیکھنے لگا کہ ناگاہ ایک طرف سے زنجیر کی جھنکار کی صدا آئی یعنی ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا شیر چرم
ہے اور یہ دیوانہ ملکہ کا عاشق ہے اور ستاوش تن کی چوبدست اُس دیوانہ کا حربہ ہے اور القار شاہ بسبب اسکے
زور و قوت کے اُس سے خوفناک رہتا ہے اسکو جب معلوم ہوا کہ میرے معشوق کو ایک خدا پرست لیے جاتا ہے
پس وہ دیوانہ میدان مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ میرے معشوق پہ کسنے دست درازی کی ہے لوگون نے
ہاشم کی طرف اشارہ کیا پس دیوانہ آ کے ہاشم سے دست و گریبان ہو گیا ہاشم نے اسکے ہاتھ سے چوبدست چھین کے
دور میدان مین پھینکدی دیوانہ نے ہاشم کا لباس پارہ پارہ کیا القصہ تا شام ہاشم و دیوانہ مین باہم کشتی ہوئی
فولاد و شمشاد بھی دور سے ہاشم و دیوانہ کا تماشا دیکھتے تھے اسی عرصہ مین شام ہوئی اور آفتاب تابان دیوانہ وار
دن بھر کی زور آزمائی سے تھک کر سمت مغرب روانہ ہوا اور ماہتاب مشغول بہ زنجیر کشتی کی سیر دیکھنے نمایان ہوا ؎

ہوا پھر تو فلک پہ جلوہ تابان
نگاہ و چشم سے دست و گریبان
کواکب جمع تھے سب خاک پر
سیاہی نے رسی کی لطف گیسر

جب تاریکی ہو گئی دیوانہ ہاشم کو چھوڑ کے روانہ ہوا ہاشم نے دوڑ کے اس دیوانہ کو پکڑا دیوانہ نے کہا کہ اب
وقت شب ہے صبح کو پھر جنگ ہوگی ہاشم نے اسکو نہ چھوڑا اور کہا مصرع رند جانے سو دیا باصلحت بنی چکار +
ابھی تو وہ سا سنارا ہوا جاتا ہے غرضکہ پھر کشتی ہونے لگی فولاد و شمشاد اپنے دل مین جرات ہاشم کی تعریف کر رہے
تھے آخر رات بھر اسی زور آزمائی مین بسر ہوئی جبکہ گل خورشید بہ امانت نسیم سحری چمنستان سپہر مین شگفتہ ہوا ؎

جمال شمع پہ آئی اُداسی
نزاع شب مین تب جھلکی بدحواسی
بجھی سامان ظلمت کی تباہی
دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی

دوسرے روز چونکہ دیوانہ از حد گرسنہ ہوا تھا اور گرد و نواح لشکر کو اسنے کھانا کھاتے دیکھا پس دوڑ کے
اُن لوگون سے کھانا لیکے کھاتا تھا اور جنگ کرتا تھا اہل لشکر دیکی اس حرکت پر خندہ زنی کرتے تھے
الغرض بعد چند عرصہ کے ہاشم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے ایک چرخ دیا

دیوانہ یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور کہا ہو آقا سے شرح مین تیرا غلام ہون ہاشم نے بیڑیان کاٹ کے چھوڑ دیا دیوانہ کلمہ
پڑھ کے مسلمان ہوا پس یہ ماجرا دیکھ کے فولاد و شمشاد بھی مسلمان ہوے اور اپنے سردارون سے کہا کہ جسکو ہمارا
ساتھ دینا منظور ہو وہ اسلام اختیار کرے پس یہ سنکے چار ہزار آدمی مسلمان ہوے اور باقی القار کیطرف روانہ ہوے
بعد فراغت تمام امورات کے ہاشم باغ مین آیا ملکہ نے جو جو منتین مرادین مانی تھین سب کا ایفا نذر کیا اور باہم
عیش و عشرت مین مصروف ہوے

اب دو کلمہ خورم زرین درفش کے کہ جس کا نام القار شاہ ہے سماعت فرمایئے

پلا ساقی شراب ارغوانی	غنیمت ہے بہار زندگانی	نہین کچھ اعتبار زندگی ہے	فقط یہ چارون کی چاندنی ہے
فنا ہے آخرش دنیا کا انجام	پلائے جا جہان تک ہو سکے جام	چنین گفت دانندۂ داستان	بہ شیرین زبانی و لطف بیان

کہ جب فوج ہزیمت خوردہ سے ہو بھاگے خورم زرین درفش سے فولاد و شمشاد و دیوانہ کا سارا حال بیان کیا خورم
نے برہم ہو کے سات لاکھ زنگیون کی جمعیت سے خود جانے کا قصد کیا یہ حال دیکھ کے مادر ملکہ گلفام گریان ہوئی
خورم نے کہا اے ملکہ تم کسواسطے گریہ وزاری کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ مجکو اپنی دختر سے کمال الفت ہے یہ خیال آیا ہے کہ
کہ تم جا کے اسکو قتل کر دو تمہارے جانے سے خوف کے مارے ہلاک ہو جائیگی خورم یہ سنکے لاچار ہوا اور اپنے عیار
شہروان کو طلب کرکے کہا کہ تو جا کے ہاشم کو گرفتار کر لا شہروان یہ سنکے روانہ ہوا اُس طرف ہاشم بھاگا
تھا اور ملکہ سے کہ رہا تھا کہ اے ملکہ آج طیاری جشن کا حکم دو چنانچہ ملکہ طیاری جشن مین مصروف ہوئی ملازمون
کو حکم دیا کہ باغ و بارہ دری کی آراستگی کرین روشنی کا انتظام فرش فروش کی درستی کا اہتمام ہو غرضکہ حسب الحکم
ملکہ گلفام تمام باغ آراستہ کیا گیا خس و خاشاک سے صاف ہوا روش پٹری تمام کی گئی سرخی کے عوض سر ساگرن کر
کے بچھائی گئی خوشہ ہاے انگور پر تمامی کی تھیلیان چڑھائی گئین گلدان نقرۂ مصقول کے رکھے گئے جا بجا گلدستے
قرینے سے لگائے گئے ہر طرف پھولون کا انبار لگا ہوا جسکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہو جائے چمن بندی کی کیفیت
دیکھکر باغبان یکتا کی قدرت یاد آئے صحن باغ مین ایک خیمہ رشک خیمہ زنگاری فلک بجاے بارگاہ کے قائم کیا گیا
اور گرد اُس خیمہ کے نقرئی شیشیان روشنی کے لیے باندھی گئین اندر خیمے کے مخمل کاشانی کا فرش بچھایا گیا موقع مناسب
پر فانوسین و مردنگین رکھی گئین سقف خیمہ مین جھاڑ اور قمقمے لگائے گئے شیشہ آلات سے تمام خیمہ رشک نگارخانۂ چین
بنا دیا گیا بارہ روشون کی شیشون مین نقرئی چراغ روشن ہوے تمام باغ جگمگ جگمگ کرنے لگا کل ملازمین کی زینت وردیان
تبدیل کی گئین یعنی ہر ایک پوشاک و لباس سے آراستہ ہوا غرضکہ اسطرح کا سامان اس باغ و مکان کا آراستہ پیراستہ
کیا گیا کہ باغ شداد بلکہ بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا تھا اتفاقاً وہ شب شب چاردہم تھی ماہ عالمتاب برسر شاہ لب سے
نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی روشنی طرفہ بہار دے رہی تھی روشون پر چھڑکاؤ کیا ہوا تھا اور چاند کی
عکس جو اُسپر پڑ رہا تھا ایک عالم نور نظر آتا تھا فلک زبرجدی بھی چشم ثوابت و سیارہ سے نگران تماشے وہ شب
چاردہ وہ جلوہ بدرجہ زیب ہے کہ اسے کون شب قدر نخشب سے صبح نور بخش جہان بپردہ شب مین چھپ گئی تھی نہان
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار چمن مین یہ تھا گمان ہو تیارہ عکس اُس خیمہ زنگار پر اسطرح کا پڑتا تھا کہ مہر نیم روز معلوم
ہوتا تھا خیمہ کے گرد قناتین اسطرح کی منقش اور پُر تزئین لگی کہ مصوری دیکھ کے مانی و بہزاد بھی دنگ ہو جائے
سقف خیمہ کی نقاشی دیکھ کے صناعان چین کی آنکھین چھت ہی کو لگی رہین چارون طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا
صاف و شفاف سائبان تمامی کا کھنچا ہوا چار طرف شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ایسی بہار تھی کہ روح سکندر

تیار تھی بموجب نظم

تھا جو سب ایک ڈال نور کے تھے
کئے بستان شاہد دیوار
یا کلس عرش کے تارے تھے

آئینہ تھے کہ بلغ جوہر تھے
طرفہ فرشی کنول یہ تھا جو بن
عطر کے یوں چرچے ہوئے تھے گلاس

بے تکلف دل سکندر تھے
نور و نار ایک جا یہ تھا روشن
جیسے شرمائے ساغر الماس

جو گئے سنگ کوہ طور کے تھے
ایسی دیوار گیریں یہ بہار
فلک انجمن کے تارے تھے

الغرض شہزادہ ہاشم و ملکہ گلفام خیمہ میں آکر کرسیوں پر بیٹھے گرد و پیش انیس جلیسین مصاحبین اپنے اپنے درجے کے موافق بیٹھیں ملازمیں کی زیور و لباس سے آراستہ دست بستہ استادہ ساقیان مہر طلعت جام و صراحی ہاتھ میں لیکر حاضر ہوئے مجراگاہ پر سے مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد ازان مطربان زہرہ صفت اپنے ساز و سامان سمیت شرف قدم بوسی سے مشرف ہوئے گائنیں حاضر ہوئیں جام شراب گلرنگ گردش میں یا رقص و سرود کا سامان سندھا ایک ناہید طلعت شیرین ادا نے پیشواز پہن کے ناچنا شروع کیا نظم

دھب کرنے لگا تو دو ادا
کبھی دامن سنبھالے جاتا
ابھرے سینے کی بھی وہ مسک
مسکرائی تو گر پڑی بجلی
جان آنے مسک مسک کر دیا

کبھی ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی غمزہ سے مسکرا دینا
سر پر رکھا اٹھ کے جب آنچل
جسکو تیوری بدل کے بتلایا
اہل محفل کی تھی یہ کیفیت

دلکو ہر بار جیسے ڈالتی تھی
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
ماہ تاباں پہ چھا گیا بادل
وہیں تیور اگے انکو غش آیا
محو نظارہ تھے بعد حیرت

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
وہ کلائی میں شاخ گل کی لچک
تیر مارا جدھر نظر ملتی
جسکی جانب بتا گئی سکی لی

شہزادہ اور ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو شہزادہ نے حکم دیا کہ بس بی بس تم دیر تک ناچیں اب بیٹھ کر گاؤ تو ناہید طلعت سلام کرکے بیٹھ گئی سازندوں نے پھر ساز ملائے اور ناہید طلعت نے یہ غزل با الحان داؤدی گانا شروع کی غزل

خیر ہو حضرت دل میں کہیں آنے والے
خاک اڑوا یا کریں یہ خاک اڑانے والے
آہ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ نازک ہیں بہت
اٹھتے جوبن کی بندھی جوٹ لگانے والے
شمع دلسوز تھی میں سوختہ قسمت کی کبھی
پوچھتے جاتے ہیں انکھوں کو رلانے والے
گر میاں بھی جو وہ کرتے ہیں تو ٹھنڈی ہے
چھیڑتے ہیں جو سر بزم ستانے والے
کوئی آفت زدہ اب آہ کیا جانتا ہے
چاہ میں حضرت یوسف کے گرانے والے

دوست کو جان کا دشمن ہیں بنانے والے
بیٹھ جا یار سے دل درد بھی اٹھے لیکن
چوٹ کھا جائیں نہ یہ چوٹ لگانے والے
اور سب ایک طرف حضرت دل کیا کم ہیں
انکو بھی ضد سے جلانے ہیں جلانے والے
دیدۂ تر میں کرامات تو دکھائیں گے ضرور
کیا بجھا سکیں گی دل کی بجھانے والے
انقلاب الٹے ہوئے دل کے یہ ہاتھوں
تھام لیں دلکو وہ لعل لب کے دکھانے والے
دیدۂ تر لب خشک آہ جگر سوز جلال

جا بہو بچے ہیں عدم جان سے جانے والے
خوش ہیں محفل میں رہے رنج اٹھانے والے
بیٹھ جائیں نہ کہیں تھامے دل ہاتھ نے
جی دکھا بیٹھیں انکو سکھانے والے
کیوں نہ دل کھول کے میں روؤں کہ لیکر دل
تھے بڑھکر میں یہ طوفان اٹھانے والے
جانتے ہیں مجھے پکا ہوا پھوڑا شاید
کہ ہیں ہنسکے رلاتے ہیں رلانے والے
کوئی دو ٹہو با ہوا دل بھی تو نکالیں گر
رنگ عاشق کا یہی تو ہیں جانے والے

اس مجاں ٹھور ایسی سریلی آواز سے اس غزل کو گایا کہ سب اہل بزم مثل تصویر خاموش و اکثر بیہوش ہوگئے تان میں کی بعض تیح مرقد میں وجد کرتی تھی تحسین و آفرین کی صدا ہر سمت بلند تھی اہل محفل کی آنکھوں سے آنسو جاری عجیب کیفیت طاری تھی شہزادہ و ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب وجد میں آکے سر ہلا دیتے تھے تو وہ سلام کرکے اور بھی زیادہ جی توڑ کے گاتی تھی شہزادہ نے نہایت تعریف کی اور ملکہ نے بقدر انعام و اکرام دیا کہ اٹھانا مشکل ہوا غرضکہ دو پہر رات تک ناہید طلعت گاتی رہی بعد اسکے چوبداروں نے آکر عرض کیا کہ اور طائفے بھی حاضر ہیں ملکہ نے شہزادہ سے کہا کہ اب نصف شب گذر چکی ہے اب آرام فرمائیے یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے جلسہ برخاست ہوا رفقا و

مصاحبین اپنے اپنے آرامگاہ کو گئے اور اُسی خیمہ مین ایک جانب ایک نمگیرہ علیحدہ استادہ تھا اُسپر کار چوبی کام
نہایت پرتکلف کیا ہوا نیچے اُسکے فرش قاقم وسنجاب بچھا ہوا اور جواہر نگار یاقوتکا پلنگ بہت ہی نادر لگا ہوا پلنگ
کے برابر مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی پلنگ پر ادھیچے برق تاب کھنچے ہوے
کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی پھولون کی چنگیرین گرد پلنگ کے قرینہ سے رکھی ہوئین اور پلنگ پر بھی کچھ پھول پڑے ہوے
ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے القصہ ملکہ و شہزادہ اُس مسند پر آکے بیٹھے ملکہ نے حکم دیا کہ جادو نگار اُسوقت
خواصین باورچیخانہ مین گئین داروغہ باورچیخانہ کا خوان لیکر حاضر ہوا بکاول نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا ملکہ
گلفام اور شہزادہ ہاشم نے باہم کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے پیکر چاہا کہ اب آرام
کرین اتنے مین دیوانے نے آکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جا کے خورم کو قتل کرون یہ حال دیکھ
کے فولاد و شمشاد برہم ہوے اور دیوانے سے کہا کہ اے بے ادب تو شہزادے کے مکان مین کیون آیا
دیوانہ یہ سن کے ہشیار ہوا اور ہاشم کے قدم پر گرکے کہا کہ بخشئے قصور ہے امیر تقصیر معاف کیجیے یہ کہکے فوراً باہر
نکل آیا لیکن بہزوان بھی اس جلسہ کے ہنگامہ مین لوگون کے ہمراہ باغ کے اندر آیا اور کسی گوشہ باغ مین
پوشیدہ ہوگیا جب ہاشم و ملکہ نے آرام کیا بہزوان نے آکے شمع وغیرہ کو گل کر دیا اور قصد کیا ہاشم کو گرفتار
کرون قضارا اُسوقت ہاشم کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ تمام مکان مین اندھیرا ہے دل مین خیال کیا کہ کوئی آیا ہے
بس اُٹھ کے اسکی تلاش مین مصروف ہوا اس اثنا مین ہاشم کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اور گوشہ باغ مین
برائے رفع حاجت گیا اُسوقت عیار نے پلنگ کے نیچے سے نکل کے اور حباب بیہوشی مار کے ملکہ کو بیہوش کیا اور
چادر مین پشتارہ باندھکے اور دیوار باغ سے جست کر کے نکل گیا بعد فراغ پیشاب جب ہاشم آیا تو ملکہ کو
پلنگ پر نہ پایا معاً خیال کیا کہ کوئی عیار ملکہ کو لے گیا یہ تصور کر کے جلدی تمام بیرون باغ آیا اور مرکب پر سوار
ہوکے جسقدر رات باقی تھی رہروی کرتا رہا مگر تاریکی مین ملکہ کا کہین سراغ نہ پایا جب گریبان سحر چاک ہوا ہاشم
نے دیکھا کہ ایک عیار ملکہ کا پشتارہ لیے جاتا ہے ہاشم نے للکارا کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا مین آپہونچا یہ کہکے مرکب
کو جولان کیا عیار نے ہاشم کو دیکھکے تصور کیا کہ اسکے ہاتھ سے جان بری مشکل ہے یہ سمجھکے ایک درخت کے گرد پھرنا
شروع کیا ہاشم بھی مرکب سے اُتر کے بہزوان کے عقب مین چلا کہ دفعۃً ایک سوار مثل آفتاب تابان صحرا سے
نمودار ہوا یہ سوار خورم زرین درفش ہے کہ بعد روانگی عیار اس غرض سے تنہا آیا تھا کہ مین جا کے ہاشم کو گرفتار
کرونگا اور خورم نہایت پہلوان زبردست ہے اور دعوے شجاعت رکھتا ہے جب عیار نے خورم کو دیکھا کہا کہ اے
خورم یہی ہاشم ہے کہ جسکی گرفتاری کو تمنے مجھے بھیجا تھا ہاشم نے جب خورم کو دیکھا فوراً اپنے مرکب پر سوار ہوا
اُسطرف خورم نے پہونچ کے نیزہ مارا ہاشم نے بعد چند طعنون کے اُس کے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کردیا جھلا کے
اُس نے تلوار کھینچی مگر شمشیر زنی مین بھی مراد حاصل نہوئی القصہ کشتی شروع ہوئی اس عرصہ مین سرداران
ہاشم بھی پہونچ گئے مگر ہاشم نے اپنے سردارون کو منع کیا اور کہا کہ تم لوگ دور سے تماشائے جنگ دیکھو یہ امر
داخل نامردی ہے کہ بلوہ کرکے تنہا شخص کو گرفتار کرین اور اُس طرف مردان سپاہ خورم بھی آپہونچے اسنے
بھی اپنے سردارون کو منع کیا غرضکہ ہاشم نے تھوڑے عرصہ مین خورم کو زیر کیا خورم ہاشم کی جرأت دیکھ کے
بصدق دل مسلمان ہوا اور باغ مین آکے ملکہ کو محافے مین سوار کرکے دربند القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور
اپنے ملک مین پہونچ کے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور خود سامان عقد ملکہ مین مشغول ہوا۔

اب دو کلمہ داستان عرش بن عمرو کے معرض بیان مین آتے ہین

تہ دل نہیں سر چاہ جدا کبھی باقی ہی	ہنوز عمر کو جلد بہار باقی ہی	تب جنون سے فقط جسم زار باقی ہے	بندھی جامہ سے یہ ایک تار باقی ہے
وہی چمن سفید و سیاہ کا عالم	دہکا دہر کی لعل بتان باقی ہے	ادھر بھی آنکھ اٹھا کر ہو دیکھنا لازم	نگاہ لطف کا امیدوار باقی ہے
مثال فسانہ کی بنیاد نرم کر دی سخت	وجود سنگ ہے جسکا شرار باقی ہے	کماہی کسے نہ آہ و فغان کر قفس	اٹھاؤ جبر جو کچھ اختیار باقی ہے

غواصان قلزم معانی و آشنایان بحر نکتہ دانی زورق سخن کو دریاے بیان مین اسطرح رواں کرتے ہین کہ عرش شاہ کہ مین تخت سلطنت پر متمکن تھا اور تمام اہالیان دربار جمع تھے کہ ناگاہ در بند القاریہ سے ہرچہ خبار آیا اور کہا کہ بحر القار شاہ بھی مع تمام شہر کے مطیع اسلام ہوا اور تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُس ہرچہ مین مندرج تھا عرش نے برہم ہو کے شہنشاہ زرین کمر مالک کوہستان کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بجرد دیکھنے میرے نامہ کے پسر حمزہ کو مع ہوہم اور اُس کی دختر کے جلد گرفتار کر کے بھیجو وہان اُن سب کے سر پروانہ کرد چنانچہ نامہ دو نامہ لیکے روانہ ہوا اور شہنشاہ زرین کمر کے پاس پہونچا لعبہ بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ پیش کیا شہنشاہ مضمون نامہ سے مطلع ہوا اور اپنے وزیرون سے کہ انمین ایک عیار بھی تھا کہ نام اُسکا سرطان تھا اس بارہ مین مشورہ کیا سرطان نے کہا کہ لشکر کشی کر کے پسر حمزہ پر فتحیاب ہونا مشکل امر ہے مگر مین جا کے بفن عیاری اُسکو گرفتار کیے لاتا ہون شہنشاہ نے کہا کہ ای سرطان اگر تو ایسا کریگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ تجھے دونگا سرطان نے کہا اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھ دیجیے شہنشاہ نے لکھ دیا کہ اگر سرطان پسر حمزہ کو گرفتار کر لائیگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ اُسے دونگا اور اس کا فقرہ پر تمام سردارون کی گواہیان ثبت ہوئین جب وہ کاغذ تیار ہوا سرطان القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طی مراحل القاریہ مین داخل ہوا اور یہان وہ زمانہ ہے کہ کاسالم و اسلم امور شادی مین مصروف ہین اور ہاشم کی چوتھی کا دن ہے غرضکہ سرطان بھی اُسی بزم مین ایک مغانہ کے ہمراہ محل کے داخل ہوا جب چوتھی کا ہنگامہ ختم ہوا اور تمام عورات محل نے آرام کیا سرطان خلوت خانہ مین آیا اور ہاشم کو بیہوش کر کے اور پشتارہ باندھ کے کوہستان کی سمت روانہ ہوا جب کہ عروس شب نے چادر مہتاب میں منھ چھپایا اور نوشاہ خورشید خلوتکدۂ مشرق سے عالم شہود مین آیا ملکہ گلفام سرو قد نے ہاشم کو نہ دیکھا اپنا حال تباہ کیا ملکہ کی گریہ و زاری و اشکباری پر گلہاے گلشن نے گریبان چاک کیا ہر نخل کف افسوس ملنے لگا نرگس چشم حسرت سے نگران تھی ابر بہار کی طرح پامال اندوہ و فغان تھی یہ حال پُرملال دیکھ کے فولاد و شمشاد و کاسالم و اسلم مع سردارون کے تلاش ہاشم کے لیے روانہ ہوے اور اُدھر سرطان بخوشی تمام داخل سرحد کوہستان ہوا کہ ناگاہ صحرا کی جانب سے گرد بلند ہوئی اور ایک نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار نمودار ہوا عیار سے کہا کہ مین دیکھون تیرے پشتارہ مین کیا ہے اس اثنا مین اور نقابدار بھی آئے عیار نے پشتارہ کھولنے مین تامل کیا نقابدار نے عیار کے تیر مارا وہ تیر عیار کی ران مین لگا نقابدار نے دوسرا تیر مارنے کا قصد کیا کہ سرطان نے کہا تم تیر نہ مارو اس پشتارہ مین ہاشم تیغزن پسر حمزہ ہے اور اسکے لانے کا حال بیان کر کے کہا کہ شہنشاہ زرین کمر نے اسکو طلب کیا ہے یہ کہکے پشتارہ نقابدار کے حوالہ کیا نقابدار نے پشتارہ کھول کے ہاشم کو دیکھا اور فوراً اُسکے جمال بے مثال کو دیکھکر عاشق ہو گیا سرطان سے کہا کہ تو جو میرے سامنے سے ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا سرطان مجبور ہو کر روانہ ہوا اور نقابدار ہاشم کو اسی حالت بیہوشی مین مرکب پر ڈال کے باغ مین لایا اور بارہ دری مین لا کر پلنگ پر لٹا دیا تا ناظرین افسانہ کو معلوم ہو کہ یہ نقابدار شہنشاہ زرین کمر کی دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ نگین شیرین کلام ہے اور چند نقابدار جو اُسکے ہمراہ تھے وہ وزیر زادی اور مصاحبین اُسکی تھین

ہرچند ملکہ نے دل مین تصور کیا کہ اگر میرا پدر اس حرکت سے مطلع ہوگا تو میرے حق مین بہتر ہوگا مگر دل کی بیقراری اور
حضرت عشق کی مددگاری سے یہ خیال نقش باطل کی طرح صفحۂ دل سے دفع ہو گیا فوراً ہاشم کو لخلخہ وغیرہ سنگھا کے
ہوشیار کیا ہاشم نے آنکھ کھول کے جو دیکھا کہ مین ایک مکان غیر مین ہون اور چلمن کے اندر سے ایک ماہ تابان جلوہ گر
ہوا اور میرے گرد کنیزان زہرہ جبین کا حلقہ ہے بس یہ دیکھ کے ہاشم پلنگ سے اٹھا اور کہا کہ مجھ کو یہان کون
گرفتار کر کے لایا ملکہ نے اپنا چہرۂ بے نظیر چلمن سے باہر نکال کے تمام حال سرطان کے گرفتار کرنے اور اس سے
پشتارہ حسین کے یہان لانے کا سن وعن بیان کیا چونکہ بسبب شادی کے ہاشم کے دست و پا مین مہندی
لگی تھی ملکہ نے رنگینی دست و پا کا باعث دریافت کیا ہاشم نے اپنی شادی کا کل حال بیان کیا اور کہا کہ عیار
مجکو چوتھی کی شب کو گرفتار کر لایا اسوجہ سے میرے دست و پا رنگین ہین ملکہ نے دل مین خیال کیا کہ جب اس کی
بی بی موجود ہے تو یہ جوان میری طرف کیون مخاطب ہوگا یہ تصور کر کے ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ہاشم نے
ملکہ کو افسردہ دیکھ کے کہا کہ اے ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خیال نہ کرو ہر ایک کام تیرہ موافق اسکے رتبہ کے ہوگا بعد ہی گفتگو
کے ہاشم نے ملکہ سے اسلام کا سوال کیا اور چند کلمہ وحدانیت الٰہی مین بفصاحت بیان کیے ملکہ تو مائل ہو ہی چکی تھی
اوپر ادھر کلام صدق انضمام نے قلب پر تاثیر کی فوراً آئینۂ دل سے زنگ کفر زائل ہوا کلمہ پڑھ کے مع کنیزان
حور تمثال صدق دل سے مشرف باسلام ہوئی بعد ازان بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان نسرین ساق و مطربان
شہرۂ آفاق حاضر ہوے جام مے گلرنگ گردش مین آیا زمزمہ سرائی ہونے لگی اور وہان کی کیفیت سنیے کہ سرطان
نے جا کر شہنشاہ سے تمام حال ہاشم کی گرفتاری اور نقابدار کے باعث رہائی کا بیان کیا شہنشاہ یہ سن کے نہایت
برہم ہوا اور کہا کہ اے سرطان قسم بخدائے نمرود اگر تو ہاشم اور نقابدار کو تلاش کر کے پیدا نہ کرے گا تو
تجھ کو عذاب الیم سے قتل کرونگا بس سرطان برہمی شہنشاہ دیکھ کے اسیوقت پھر روانہ ہوا مگر ملکہ نے رات سے
باغ مین مثل مینا بازار کے میلہ مقرر کیا تھا اور تمام زنان شہر اس میلہ مین آکے خرید و فروخت کیا کرتی تھین چنانچہ
حسب معمول زنان شہر در باغ پر آئین کنیزون نے ان عورتون سے کہا کہ ملکہ عالم کے دشمن علیل ہین اس سبب سے
میلہ ملتوی ہو گیا ہر ایک کنیز کی زبان سے نکلا کہ ملکہ عیش و عشرت مین مشغول ہین میلہ کیونکر ہوگا وہ عورتین جو میلہ
مین آئی تھین یہ سن کے باہم گفتگو کرتی ہوئی واپس ہوئین اور اس طرف سے سرطان ہاشم کی تلاش مین آتا
تھا اسنے عورتون کا مجمع دیکھ کے پوچھا کہ تم سب کہان سے آتی ہو ان عورتون نے کہا کہ ہم سب اسباب لیکے ملکہ
نگین شیرین کلام کے باغ مین گئے تھے مگر وہان پہونچ کر سنا کہ ملکہ کسی کو لائی ہین اس سبب سے میلہ موقوف کیا
سرطان نے دل مین خیال کیا کہ جو نقابدار مجھ سے پشتارہ لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ ملکہ ہی تھی غرضکہ سرطان یہ
سنکے خاموش ہوا اور شب کو بذریعہ کمند پشت باغ سے دیوار باغ پر پہونچا اور ملکہ و ہاشم کی صحبت بے تکلفانہ دیکھکے
فوراً زیر دیوار آیا اور کسی گوشہ مین پوشیدہ ہوا جسوقت ہاشم نے آرام کیا سرطان ہاشم و ملکہ کو بیہوش کر کے
اور دونون کے پشتارے لیکے جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا اور صبح کو بارگاہ کے پہونچا شہنشاہ کا ایک
مکان لب دریا تھا شہنشاہ اسوقت اسی مکان مین بیٹھا تھا کہ سرطان دونون پشتارے لیے ہوے
پہونچا اور شہنشاہ کے سامنے لیجا کر رکھدیے شہنشاہ نے دونون پشتارون کے کھولنے کا حکم دیا اول ہاشم
کا پشتارہ کھولا گیا شہنشاہ نے ہاشم کو جوان وجیہ و خوبصورت مثل آفتاب عالمتاب کے پایا مگر جب اس کی
دختر کا پشتارہ کھلا شہنشاہ نے ملکہ کو دیکھ کے سرطان سے کہا کہ اے قرمساق یہ کیا معاملہ ہے عیار نے تمام حال بیان کیا

شہنشاہ نے یہ سنکے کہا کہ اے مادر قحبہ تو مجکو بدنام کرتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اس حرامزادے کو شہر سے نکالدو اور ہاشم کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالدیا بعد ازان گویا ہوا کہ اس نمرود مردود نے کیسی تقدیر کی تھی کہ اپنی دختر کو ہاشم پر عاشق کیا اور اس شوخ دیدہ کو بھی اسپر مائل کیا شاید رسم دنیا یہی ہے یہ کہکے اپنی دختر کے سینے پر سوار ہوا اسوقت ملکہ کی آنکھ کھلی اور اپنے پدر کو درپے قتل دیکھ کے مجرا کیا اور کہا کہ اے پدر میرا شیشۂ ننگ و ناموس سنگ ظلم سے محفوظ ہے مین نے کوئی حرکت خلاف نہین کی شہنشاہ نے یہ سنکے کہا کہ مین ضرور تیری ناک کاٹونگا یہ کہہ کے ملکہ کی بینی پر تلوار رکھ کے زور کیا مگر ملکہ کی ناک پر خط بھی نہ پڑا شہنشاہ یہ حال دیکھ کے زیادہ برہم ہوا اور ملکہ کو ستون سے باندھ کے تیر مارنا شروع کیا تیر سے بھی ملکہ کے جسم نازنین پر اثر نہ کیا اور قدرت خدا سے ملکہ کا جسم ایسا سخت ہوگیا کہ گویا فولاد پر تیر پڑتا تھا یہ دیکھ کے شہنشاہ نے اپنی دختر کے پاؤن پر سر رکھدیا اور مسلمان ہوا اگرچہ ہاشم کے واسطے گریان ہوا ملکہ نے ہاشم کا حال سنکے لباس شجرفی زیب بدن کیا اور سب کنیزون کے لب دریا فقیرانی ہوکے بیٹھی اور شہنشاہ زرین کمر نے شہر مین ہرجگہ کے بتخانے مسمار کیے اور ہاشم کے غم مین بیہوش ہوا ۔

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان اُس نہنگ بحر شجاعت یعنی ہاشم والا مرتبت سے کہ شہنشاہ نے برہم ہوکے اسکو دریا مین ڈالدیا تھا بیان ہوتے ہین ۔

گو زمین دل سے خیالات جہان دور رہے
لامکان سے بسنائی قید مکان دور رہے
اے زبان ہجر کی شب کا تو فسانہ نہ بیان
وہ تماشائے جہان گذران دور رہے

وہ دیار اور وہ بستی وہ مکان دور رہے
تلخ کامی دم نزع بھی شیرین ہو جائے
ہول اوس سے یہ جان لیا خفقان دور رہے

روح کو قالب خالی سے نکل چلنے دے
زندگی مین جو حلاوت ہے زبان دور رہے
بند کین خواب اجل نے مری آنکھیں آتش

شتا دمان قلمرو نکتہ دانی و غواصان بحر سخندانی اس مضمون طلل افزون کی تلاش مین در مکنون سخن کو صدف فکر سے نکال کے یون سلک بیان مین لاتے ہین کہ جب شہنشاہ نے شہزادہ ہاشم کا صندوق دریا مین ڈلوا دیا وہ بحر زخار ایسا محیط تھا کہ جوش و خروش اوسکا آشوب زمانہ بلکہ شور محشر کا ایک نمونہ تھا ہر موج اوسکی زنجیر ستم قہرناک شکل جبین جبین ظالم اظلم گرداب کے پیچ و تاب سے مردمان آبی چکراتے تھے حباب چشم قہر آلود سے ورطہ تیغ غضب کا وہ قہر دریا تھا کہ جزر و مد اُس کا کوسون تک جاتا تھا وسعت آب بحدیکہ تھی کہ جہان تک نگاہ کام کرتی تھی عالم آب نظر آتا تھا ۔

آب کیسا کہ بحر تھا زخار
گفتہ موج جسے نہ خضر نے دیکھا
تند امواج و تیرہ و تند وار
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا
موج کا ہر گنا پہ طوفان ہے
بار سے جسکے حباب عمان ہے

چنانچہ وہ صندوق بہتے بہتے اس جزیرہ مین پہونچا کہ جہان کا حاکم داراب دریانشین ماہیخوار ہے اُسنے ایک مکان لب دریا بنایا ہے مکان کے ایک جانب دریا ہے اور دوسری سمت باغ تعمیر کیا ہے اور داراب دیوانہ مزاج بھی ہے دو سو سردار اور ستر ہزار سوار سب دیوانہ مزاج اُس کے ہمراہ رکاب ہین اتفاقاً ایک روز لب دریا شکار ماہی مین مشغول تھا کہ ایک صندوق دریا مین اسکو نظر آیا لوگون کو حکم دیا کہ اس صندوق کو جلد حاضر کرو بموجب حکم کے تمام لوگ دریا مین کود پڑے مگر صندوق کسی سے نہ نکل سکا خود داراب نے زور کر کے صندوق کو کسیقدر دریا سے ابھارا بعد ازان رسیان باندھ کے صندوق کو باہر نکالا اس صندوق مین ہاشم کو دیکھ کے حیران ہوا اس عرصہ مین ہاشم بھی ہوشیار ہو گیا تھا صندوق سے باہر نکلا داراب نے ہاشم سے حال دریافت کیا ہاشم نے تمام ماجرا دیوانے سے بیان کیا اسنے تمام حال سنکے کہا کہ ارے تو خدا و نوذر کی اور پیغمبر زادی کا نام لیتا ہے بس دیوانہ را ہوئے بس است فوراً برہم ہو گیا اور قصد کیا کہ ہاشم کو طمانچہ مار دے ہاشم نے ارادہ معلوم کر کے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا آخر کشتی شروع ہوئی زور ہونے لگے ہاشم نے کود ہیر مین اُسکو

زیر کیا دیوانہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور بوق بجایا کہ تمام دیوانے بیابان سے آکے جمع ہوئے اور سب کے ہاتھون مین جو بدست آہنی تھی داراب نے اُن دیوانون سے تمام سرگذشت بیان کی وہ دیوانے تو مطیع داراب تھے ہی اُن سب نے بھی بصفائی قلب اسلام قبول کیا داراب نے ہاشم کی عزت نہایت تکلف سے کی اور تین دن تک ضیافت کے چرچے اور عیش و طرب کے جلسے رہے روز چہارم ہاشم نے کہا کہ ایک آدمی میرے ہمراہ کرو کہ مجھ کو راہ کوہستان کا نشان بتا دے داراب نے کہا کہ مین خود آپ کے ہمراہ رکاب ہون جہان حضور تشریف فرما ہونگے خادم بھی آپ کے ہمراہ چلیگا غرضکہ ستر ہزار دیوانون کی جمعیت سے ہاشم کوچ کرکے کوہستان کی طرف عازم ہوا اور اسطرف ملکہ نگین شیرین کلام بصد رنج و آلام لب دریا اسی شجر تلے بیٹھی تھی اور جتابی دل سے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی تھی اشعار

جب سے دیکھی نہیں تری صورت
دل میں رہ رہ کے درد ہوتا ہے
دشت وحشت ہوا اور گریبان ہے
سلسلہ آنسوؤن کا جاری ہے
ساتھ ہوش و خرد نے چھوڑا ہے
منھ کو غم سے کلیجہ آتا ہے
اب تو تڑپا دیجیو خدا کے لیے

کیا کہون ہے جو قلب کی حالت
رنگ چہرہ کا زرد ہوتا ہے
پھٹ رہے تمام دامان ہے
اشکباری ہے بیقراری ہے
دستگیرون نے دل کو توڑا ہے
تن بدن سنسنایا جاتا ہے
شکل دکھلاؤ کبریا کے لیے

یاس و حرمان نے آکے گھیرا ہے
تن بدن کی ہوئی ہے حالت غلب
دم نکلتا ہے غیر حالت ہے
دل میں خار الم کھٹکتا ہے
حسرت عشق کی چڑھائی ہے
دم نکل جائیگا کوئی دم میں

صبر و طاقت کے منھ کو پھیرا ہے
دل زخم بکر ہوا ہے غم سے قلب
بخدا کچھ عجیب صورت ہے
شکل تسبیح دل چڑھتا ہے
اے خبر ہو نشان رہائی ہے
طاقت صبر اب نہیں ہم میں

یہ کہکر از خود رفتہ ہوتی ہوئی اٹھی اور پھر دل کی طرح بلبلا گئی اور بے اختیار یہ کلمہ زبان پر لائی ع

تصور ابرون کا قلب پر خنجر چلاتا ہے
مرا درد لیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
ایسی بیت پریت کا کیسے کرون اُپاؤ

اُدھر یاد مژہ کا تیر دلکو توڑ جاتا ہے
دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
اپنے پیتم لال سے بچھڑے ہین جنکو

خیال زلف دلکو اک پریشانی دکھاتا ہے
تڑپ ہوتی ہے زندگی تب پلک تک جھپکاتا
آہ کردن تو جگ جلے اور چھپکے لاگے گھاؤ
بچھڑے دکھ جانے وہی جو کوئی بچھڑا ہوئے

اور کبھی بار بار لب کو ہر بار سے یہ اشعار زبان پر لاتی تھی
کبھی میں اس کنارے اور کبھی ہوں اس کنارے ہوں
حال دل کس سے کہون کوئی بھی غمخوار نہیں۔ کسی کا ہو رہا

دریائے محبت ڈوب رہی آشنا غم کے مارے تیم
اور کبھی تڑپ کر یہ شعر پڑھ کر درد و بیقرار زبان پر لاتی تھی
دل گھبرائے جو گھڑی آ کشاکش سے مجھ موت ہی جلد اب آ

اور کبھی ہائے کا نعرہ مارتی تھی اور یون پکارتی تھی ع
سمجھے تھے کہ رنگ اس عشق کا انجام ہوتا ہے

مرے رہتے ہین دن رات آرام رہتا ہے
غرض کچھ بھی نہ شوق صبح و شام رہتا ہے
بدل دشمن بھی کردم چہ داغ آشنائی را

سدا غفلت مین در بارہ گلفام رہتا ہے
نہ واقف تھی کہ فرقت سے بسر ناکام رہتا ہے
جو مین ایسا جانتی کہ پریت کیے دکھ ہوئے

زخود رفتن ورندی سے جشن عام ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پریت نکرے کوئے

کبھی مایوس ہو جاتی تھی اور یون فرماتی تھی ع وصل بننے کا کچھ بنا ڈھنگ نہین ⁂ وان لگا دل جہان لگاؤ نہین ⁂ سنتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین ⁂ ایسے ڈوبے کہین سنگلے ہین ⁂ غرضکہ اس طرح بلبلا کر روتی تھی کہ دیکھنے والون کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا ہر چند انیسین جلیسین خواصین مغلانیان کنیزین سب اچشم اشکبار ملکہ کی ہمدردی کرتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ ملکہ اس قدر مضطر و بیقرار نہ ہو جامع المتفرقین کے فضل پر نظر رکھو چنانچہ ملکہ کی ایک مصاحب محبوبہ نام

بڑھی گریہ گرم اور جھیلی کہانی ہوئی تھی اسنے تنکے ملکہ کے گلے سے لگا کر آنکھ کی مٹھو سے سرکایا اور یوں تسکین دینے لگی کہ ملکہ عالم آپ نے عجیب حالت اپنی بنائی ہے عشق وہ عاشق کی آبرو خاک میں ملائی ذرا ہوش میں آؤ تمھیں انوکھی عاشق نہیں ہوئی ہو سلف سے یہ بات ہوتی آئی ہو ماشاءاللہ پڑھی لکھی ہو قصوں میں تو دیکھا ہوگا کہ کسی نے نہیں ایذا اٹھائی بوالہوس

کیا اسنے لیلےٰ کا خیمہ سیاہ
دمن کا بھی احوال مذکور ہے
کہاں خون سے غازہ کاری نہ کی

گیا قیس ناشاد بھی عشق میں
سنا ہوگا واقعہ کیا کچھ ہوا
کوئی شہر ایسا نہ دیکھا بیان
زمانہ میں ایسا نہیں تازہ کار

گئی جان فرہاد کی عشق میں
گلا اس عشق میں کس طرح سے ہوا
ہنوز اس سے آشوب محشر عیاں
غرض ہے یہ انجام بد روزگار

ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ
جو عذرا پہ گذرا وہ مشہور ہے
کب اس عشق نے تازہ کاری نہ کی
بر سر خاک چھنواتا ہے

دشت غربت کی سیر کراتا ہے ہر کج آزما تا ہے جب دیدار معشوق دکھاتا ہے اور یہ بھی صاحبان قسمت کے لیے ہے کہ انکو وصل معشوق ہوتا ہے ورنہ آدمی حرارت تپ دروں سے سوکھ سوکھ کر مدقوق ہوتا ہے صحرا بصحرا پھرتے پھرتے جی سے گذر جاتا ہے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے فرہاد نے جان شیرین گنوائی تھی مجنون نے بیابان میں مرگ نوجوانی پائی تھی ملکہ نے کہا کہ اے محبوبہ جی تو زیادہ اضطراب کا باعث ہوس ہے کوہکن کو وہ مین اور قیس سا صحرا میں سر پٹکنے میں رہا کوئی نہ ہمسر اپنا ❊ محبوبہ بولی کہ یہ تو سُن لیا اور یہ نہ دریافت کیا کہ بعد وصل کبھی صدمہ فرقت ہوتا ہے اور کبھی وصل سے پہلے رنج مہاجرت ہوتا ہے چاہیے کہ وصل نہ ہو یہ غیر ممکن ہے بعد غم فرقت کے وصل کی شادی عمر صد یک دن ہو چنانچہ دیکھو جب تڑپ بلبل کے دل میں زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہو ای طرح معشوق بھی اپنے عاشق پر رحم کھاتا ہے اول تو محبت ہی نہ کرے قدم کوچہ عشق میں نہ دھرے اور اجانا اگر دل آجائے تو ضرور ہے کہ ضبط کو ملائے اگر دو ہی چار دن میں مر جائے گا تو ذائقہ وصل کون اٹھائے گا خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کرے گا کہ از خود تمھارا محبوب تم سے آکر ملے گا محبوبہ تو یہ سمجھاتی تھی تمہید ین الگا اٹھا کر باہ ملاتی تھی کہ دفعۃً ملکہ کی بائیں آنکھ پھڑکی اور زلف سے ایک جوئی کہیں نوچتے نوچتے میں الجھ کر رہ گیا تھا جدا ہوئے ملکہ کے روبرو گرکے ٹوٹ گیا کنیزوں نے بیر یگر سے کہا کہ اے ملکہ شہزادہ سے آج ضرور ملاقات ہوگی یہ کہہ رہی تھیں کہ ناگاہ ہاشم شکار کنان صحرا کی جانب سے نمودار ہوا ملکہ شہزادہ کو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزوں نے آواز دی کہ اے شہزادے جلد ملکہ کی خبر لیجیے ورنہ فرط خوشی میں دشمنوں کو شادی مرگ کا اندیشہ ہے ہاشم نے فوراً پہونچ کے ملکہ کا سر اپنے زانو پر رکھا اور شیر یر کیوڑہ وغیرہ چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھول کے گریہ شادی کیا اور اپنے پدر کے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا یہ حال سنکے شہنشاہ بھی آیا اور دوبارہ ہاشم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور مع چار لاکھ سوار و پیدل نہایت تزک و احتشام سے ہاشم کو ہمراہ لیکے جانب شاکیہ روانہ ہوا القصہ ہاشم مع شہنشاہ خورم زرین کمر و دیوانہ کے واسطے جنگ نمرود کے روانہ ہوتے ہیں آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

اب دو کلمہ داستان بادشاہ اسلام اور دودہ زنگی کے بیان کے حسب کے ہیں۔

حافظ سوتے ہو کس خیند اہل جہاں میں ہو
اپنے ہی عدو کا سایہ دنیا کے طلسمات میں ہو
بے ثباتی جس دہر کی ساعات میں ہے
راتمیں فرق نقش قلم ہیں میں جیسے پتہ میں ہے
اسپ تازاں میں جو نادان میں ہیں نو مند
سو اس عالم ہستی کی خرافات میں ہے

شاعر دلپذیر سخن کو مشاطۂ کلک جادو تحریر آراستہ کر کے یوں حرف زن ہو کہ بادشاہ اسلام اپنے لشکر میں معہ امیر مع چند سرداروں کے جزیرۂ محیط میں تشریف فرما ہیں اور دودہ زخمی ہو کے اپنے قلعہ میں پہونچ گیا ہے

جب دودہ کا زخم مندمل ہوا اُسنے حکم دیا کہ تمام لشکر بیرون قلعہ جاوے بختیارک ملعون نے کہا کہ اے دودہ تو نورالدہر و سرداران امیر کی جنگ کے لائق نہین ہو جو مجھ مین کہون اُسپر عمل کر یعنی شب آہنگ عیار کو بھیج کرکہ وہ جاکے بفن عیاری تمام سردارون کو گرفتار کر لاوے دودہ کو بختیارک نابکار کی یہ راے پسند آئی اور قلعہ سے باہر نکل کے شب آہنگ سے کہا کہ تو جاکے تمام سردارون امیر کو گرفتار کر لا پس شب آہنگ یہ حکم پاکے مع چھ سو شاگردون کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اپنے شاگردون سے کہا کہ لقا دروغ گو ہے اب شاہ اسلام کی خدمت مین جاتا ہون چنانچہ بعد قطع مسافت دربارگاہ پہونچ کے عادی سے کہا کہ شاہ کو میری خبر کر عادی نے جاکے عرض کیا کہ شب آہنگ عیار دودہ زنگی مع اپنے شاگردون کے براے ملازمت حضور حاضر ہوا ہے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے شاہ اسلام نے فرمایا کہ اُسکو آنے دو پس شب آہنگ نے حاضر ہو کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بعد سجدہ و ادب یہ اشعار پڑھے

پیوستہ در رکاب تو خورشید سیر و شد
تا طائران سدرہ بافلاک می پرند
خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ
از رزم سطوت تو گردون کاشفند
باغی تو شاہ نادر کشورستان ہو
فرمان حکم تو بسر و چشم می برند
ہم روم و شام و مصر و صفاہان و ہم چغند
ہیبت ز بیم نام سکندر بے ز رنم
کاؤس کیقباد و کیخسرو و یزدجرد
تا ہست آفتاب و مہ و خط استوا
اے خسرو فلک کا ب اب

مجکو معلوم ہوا کہ لقا نہایت دروغ گو اور کاذب شخص ہے لہذا اُسپر لعنت کر کے مین مسلمان ہوتا ہون شاہ اسلام نے خلعت عنایت کر کے اسکے حال پر بہت نوازش کی اور فرمایا کہ اسکے جسقدر شاگرد ہین وہ ایک ایک ہمارے سردارون کی خدمت مین حاضر رہین شب آہنگ نے عرض کی کہ غلام شہزادہ نورالدہر عالیقدر کی خدمت مین حاضر رہے گا مگر ایرج کو یہ کلمہ شب آہنگ کا ناگوار ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ عیاری نکرے مگر جب شب ہوئی عیارون نے تمام سرداران باقیا عزہ کو بیہوش کیا اور شب کے پشتارے باندھ کے لشکر لقا کی طرف روانہ ہوے اسطرف جب زنجیر کہکشان ماہ گردون روزگار سے اتری اور ستارہاے شجاع کا تو اشاہ صبح نے گلے مین پہنا سہ

ستارہ صبح کا ناہید نکلا
بھبوکا بنکے پھر خورشید نکلا
شب تیرہ پہ آفت اُسنے ڈالی
ہوئی پھرون کے افسر کی بحالی

ہنگام سحر لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ عیار سردارون کو لیگئے شاہ اسلام یہ حال سنکے متردد ہوے اور کہا کہ اب ناموس کی حفاظت کرنا ضرور ہے پس حکم دیا کہ گرد خیمون کے خندق کھود کے اُسکو پانی سے پر کرو کہ کل ناموس ان خیمون مین مقیم ہون غرض کہ ایسا ہی کیا اور وہان شب آہنگ سردارون کو گرفتہ و بستہ کر کے دودہ کے روبرو لے گیا دودہ نے ان سب کو مقید رہنے کا حکم دیا بختیارک نے کہا اے دودہ یہ کیا غضب کرتا ہے اسیوقت ان سب کو قتل کر دودہ نے کہا کل صبح کو قتل کرونگا کیونکہ اول جنگ مین بادشاہ اسلام کو مغلوب کر کے قتل کرلون بعدہ ان سب کو قتل کرون یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی رات بھر دونون لشکر کارسازی حرب و درستی سامان رزم مین مشغول رہے جب سفیدۂ سحری نمودار ہوا سہ

کہ چون صبح را شاہ چین بار داد
عروس عدن در بہ بنیار داد
رسید نزد لشکر بجاے مصاف
دو پرکار بستند چون کوہ قاف

دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوے دودہ نے نیزہ مارا بعد چند طعنون کے شاہ نے اسکے ہاتھ سے نیزہ چھڑالی کیا دودہ نے گرز مارا شاہ نے بمشکل اُسکے گرز کو بھی رد کیا دودہ نے گرز پھینک کے تیغ آبدار نیام سے کھینچا اور شاہ پر حربہ کیا شاہ زخمی ہوے تمام سرداران اسلام یہ دیکھ کے دودہ کی طرف دوڑے اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر ہمراہیان مالک دلبند صور جان بازی کر کے بادشاہ کو نکال لے گئے اور اسطرف جنگ مغلوبہ مین دو لاکھ زنگی اور بارہ ہزار اہل اسلام قتل ہوے آخر بختیارک نے طبل آسایش بجایا دونون لشکر

میدان سے اپنے اپنے خیموں میں آئے

سر روشن از تیرہ شب تافتہ	چو آئینہ روشنی یافتہ
چو گوہر بر آسود زنگی تبلج	دو لشکر بہ یکجا گروہ آمدند
شہ چین فرود آمد از تخت عاج	بعشرت خصوصیت ستودہ آمدند

لیکن اس جنگ میں دودہ کے چالیس پسر قتل ہوئے دودہ اپنے فرزندوں کی لاشیں دیکھ کے رونے لگا لقا نے کہا کہ اے دودہ تو کچھ غم نہ کر بروز نوروز میں ان سب کو زندہ کر دونگا دودہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا کہ آج شب کو لشکر اسلام پر شبخون مارنے کا قصد ہے اور اس طرف بادشاہ اسلام زنجی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکے عرض کیا کہ لشکر کفار کا شبخون مارنے کا قصد ہے یقین ہے آج شب کو وہ لوگ شبخون ماریں یہ سن کے بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ آج شب کو تمام لشکر کمربستہ موجود رہے اور خندق پر روشنی ہو جب دودہ کو بھی معلوم ہوا کہ شبخون کی خبر لشکر اسلام میں پہونچ گئی اُسنے کہا کہ میرے لشکر کے پانچ لاکھ زنگی شناوری جانتے ہیں اور میں بھی فن شناوری سے آشنا ہوں پس میں اسیوقت جا کے شبخون مارونگا یہ کہکے اُٹھا چار گھڑی رات آئی تھی کہ دودہ چار لاکھ زنگیوں سے سوار ہو کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ لب خندق پر جا بجا خیمے نصب ہو رہے تھے کہ دفعتہً دودہ چار لاکھ زنگیوں سے پہونچ کے خندق میں کودا اور خندق کے پار پہونچکے قتل و غارت شروع کیا ہندیوں اور عربیوں نے دودہ کو دیکھ کے تلواریں علم کیں اور زنگیوں کا اسقدر کشت و خون کیا کہ کئی پاؤں اُٹھ گئے بھاگ کے خندق میں گر پڑے اور اسطرف لقا مع فوج استادہ تھا کہ دودہ برائے قتل بادشاہ اسلام خیمہ کی طرف چلا قراؤن نے شاہ اسلام سے جا کے یہ کیفیت بیان کی کہ دودہ بارادۂ فاسد آتا ہے بادشاہ بجلدی تمام خنگ جہان پیما پہ سوار ہوئے اور زمتاش بہادر مع سرداران یونانی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے جب یہ خبر خواتین معظم نے سنی کہ بادشاہ سوار ہو کے جنگاہ کی طرف جاتے ہیں خواتین میں کہرام برپا ہوا اور سب نے بال کھول کے درگاہ مستجاب الدعوات میں دعا کرنا شروع کی کہ ناگاہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور نعرۂ امیر عالیمقام کا بلند ہوا کیونکہ امیر جزیرہ محیط سے شبا شب اس خیال سے آئے تھے کہ لشکر تنہا ہے معلوم نہیں کہ میری غیبت میں لشکر پر کیا حادثہ گذرا ہو گا غرضکہ عین گرمی جنگ میں امیر بھی آئے القصہ تورج و داراب و خورشید بھی خندق کے برابر پہونچے شاہ اسلام نے امیر کو دیکھ کے مرکب اُٹھایا اور پسر دودہ یعنی زوبین بن دودہ کو قتل کر کے دودہ کے مقابل پہونچے کہ دودہ نے شاہ اسلام پر تیغہ مارا شاہ اسلام نے اُسکا حربہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب دودہ کے چار ٹکڑے ہوئے امیر نے یہ دیکھکے باواز بلند کہا کہ ماشاءاللہ شہنشاہ کی تیغ میں کیا صفائی ہے اور سرداران امیر جو دودہ کی قید میں تھے انھوں نے نعرۂ امیر سنکے قید کو پارہ کیا اور آکے جنگ میں شریک ہوئے یہ حال دیکھ کے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اب گریز کرنا مناسب ہے پس لقا شکست فاش کھا کے بیابان کی طرف روانہ ہوا اور رستم بن دودہ آکے مسلمان ہوا امیر نے رستم بن دودہ کو قلعہ دودہ کا بادشاہ کیا اور دختران دودہ کی شادی ایرج و تورج و داراب و خورشید سے کر کے جشن فتح شروع کیا

اب دو کلمہ داستان پہونچنا لقا کا بیناے زند جادو کے پاس بیان ہوتے ہیں

سرخوش از کوی خرابات گذر کرد دوش	بہ طلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش	پیر تیم آمد بسر کوچہ پری رخسارے
کافرے عشوہ گری زلف چو زنار بدوش	گفتم این کیست چہ کو ایست ترا خانہ کجاست	اہرمن خو صنم ابروے تا حلقہ بگوش
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار بہ بند	سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش	بعد ازین پیش من آ تا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر بر تخم وری گوش
دل ز کف دادم و بیہوش دیدم پیش
شد ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش
بے نے و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور
خواستم تا خبرے پرسم ازو گفت خموش
این خرابات مغانست و درو مستانند
دین و دنیا بیکے جرعۂ عصمت بفروش

بگذر از صومعہ و راہ بہ میخانہ طلب
تا رسیدم بمقامے کہ دل اندر و نہ ہوش
دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
بے مے و جام و صراحی ہمہ دلنوشا نوش
نیست این کعبہ کہ بے پا و سر آئی بطواف
از دم صبح ازل تا ابدیات مدہوش

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش
محو گشت اندرو کون و مکان نقش وجود
لی وقت بادہ و نے آمد در جوش و خروش
چونکہ سر رشتۂ دریافت برفت از دستم
نیست مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش
گر ترا ہست درین کوچہ سر یکرنگی

چابک خرامان عرصۂ سخندانی و چاشنی گیران مذاق شیرین بیانی منازل داستانہائے کہن کو طے کر کے یوں خوش خرامی کرتے ہیں سے کہن سنج دخواہش دریائے بلاغت چنین ریخت گوہر بدامان گوش کہ جب لقائے بے بقا قلعہ عروسہ سے شکست فاش کھا کے بیابان کی طرف بھاگا اور صحرا میں پہونچ کے اپنی ہچکی گریان ہوا بختیارک نے ہرچند اسکی تسکین کی مگر لقا کا رونا موقوف نہوا اور کہا کہ ای بختیارک اب ہمیں جائے امن معلوم نہیں ہوتی کہ وہاں جا کے چندے آرام سے بسر کریں اور دو روز گذر رہے ہیں کہ فرط رنج والم سے نوبت طعام تک نہیں آئی القصہ تمام شب لقا نے نالہ وزاری میں بسر کی جب صبح ہوئی اسکے حال زار پہ گریان ہوئی ایک طرف سے صدائے نالہ و بکا گوش زد ہوئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک زاغ باہ بے کوہ گریہ و بکا کرتا ہے بختیارک نے اس زاغ کو دیکھ کے کہا کہ اے زاغ اپنے حال زار سے ہم شکستگان بال و پر کو زیادہ رنج والم میں مبتلا نکر زاغ نے کہا ہرچند مجکو معلوم ہے کہ خداوند نے ایک شبانہ روز گریہ کیا ہے اور کھانا تک نہیں کھایا لیکن خداوند اپنی خاطر شریف میں کسی طرح کا فکر و اندیشہ نہ کریں کہ دوبارہ خداوند مرتبہ خدائی پر کامیاب ہونگے اور خدا دیدہ بھی تقدیر کی ہے کہ قلعہ مینا حصار میں پہونچ کے اہل اسلام کا استیصال کرونگا چنانچہ وہ قلعہ یہان سے دس کوس کے فاصلے پر واقع ہے بعد اس گفتگو کے زاغ پرواز کر کے قلعہ مینا کی طرف روانہ ہوا القصہ قلعہ مینا کا حاکم پسر دودہ زنگی مینائے زربخش ہے اور دو دختران دودہ بھی اپنے برادر کے پاس قلعہ میں مقیم ہیں اور ان کے نام میگونہ و شبگونہ جادو ہیں اور قلعہ مینا کا حصار نقرۂ خالص کا ہے اور مینا کاری سے رشک نگار خانہ چین ہو رہا ہے اور قلعہ نہایت آباد اور از بس رفیع و مستحکم ہے چنانچہ زاغ جادو نے قلعہ میں جا کے مینائے زربخش سے بیان کیا کہ دودہ قتل ہوا اور اہل اسلام خداوند کے تعاقب میں آتے ہیں اور خداوند صحرائے آفت خیز میں اپنے حال زار پر گریان ہیں مینائے زربخش اور میگونہ و شبگونہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اول اپنے پدر کا ماتم کیا بعد ازان مینائے زربخش برائے استقبال زمرد شاہ مع فوج سوار ہو کے روانہ ہوا اور صحرائے آفت خیز میں پہونچ کے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں مثل پدر کے اپنی جان خداوند کے قدم پر نثار کرونگا بعد اس کے لقا کو بہ تجمل تمام زر نثار کرتا ہوا شہر میں لایا اور تمام شہر کو آراستگی کا حکم دیا تمام کوچہ و بازار صفائی و زیبائی سے آراستہ و پیراستہ ہوے اور ہر ایک مقام پہ سامان آرایش و زیبائش مہیا ہوا غرضکہ نہایت اعزاز و اکرام سے لا کر لقا کو تخت نکبت خداوندی باطل پر متمکن کیا دور شراب گردش میں آیا ساقیان سیمین عذار و مطربان طرحدار حاضر ہوے آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی بختیارک نے زربخش سے پوچھا کہ تم خداوند کو کس بھروسے پر لائے ہو اس گفتگو میں ابر تاریکی آسمان پر نمایان ہوا اور اس سے ایک طاؤس اور ایک تخت ظاہر ہوا اسپر ایک ساحرہ کہ جس کا نام شبگونہ ہے سوار تھی اور طاؤس پر

میگونہ جادو سوار تھی ان دونون نے مع سات سو ساحرہ آگے لقا کو سجدہ کیا بختیارک نے اُن ساحرون کو
دیکھ کر کہا کہ اب کسی قدر میرے دل کو تسکین ہوئی مگر تجھے حلقۂ فگن گوش گردن کشان و سر برندۂ ساحران کا ذکر
بھی سُنا ہوگا کہ اُنھون نے ساحران جہان کے شمع حیات کو گل کردیا ہی بختیارک کے اس کلام سے میگونہ و خنگونہ
کے دل مین خوف پیدا ہوا اور ایسا سحر کیا کہ قلعہ مینا حصار کی خندق سے شعلے نکل کے آسمان کی طرف بلند
ہوے ہرکارون نے جو باہر جاسوس متعین تھے یہ خبر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشور گیتی ستان سے
جا کر عرض کی امیر تمام حال سُن کے مع لشکر بعد قطع مراحل برابر قلعہ مینا حصار کے پہونچے لشکر اُترا باجا مین
بر با ہوئین ماز ار کھل گئے کوسون تک خیمہ و خرگاہ و راوٹی اسپ۔ چوبے قلندر بان سراپچے برپا ہوے
بارگاہ فلک رفعت استادہ ہوئی صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام
کے مع لشکر فیروزی اثر داخل فرمایا پانچ ہزار پانسو چھپن سرداران پہلوانان نامدار بارگاہ سلیمانی زیب کرسی
و دنگل ہوے بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ مینا پے زر بخش کے نام ایک نامہ طیار ہو دبیر عطارد تحریر
طلب ہوا اس نے ایک نامہ بعنوان شائستہ رقم کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا اور آواز دی کہ کوئی بہادر
جا کے مینا پے زر بخش سے اس نامہ کا جواب باصواب لاکے فرزند عالیشان رستم پیلتن یعنے علمشاہ
نوجوان اپنے دنگل سے اُٹھے اور نامہ لے کے مع بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہیون کے قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک قلعہ
ہمسر بفلک کشیدہ اور گرد قلعہ خندق سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین قلعہ تک پہونچنا بہت مشکل ہی علمشاہ
اسی فکر مین تھے ناگاہ آواز آئی کہ یہان سے چلے جاؤ یہ جگہ جانے کی نہین ہی علمشاہ نے کہا کہ مین
باطل السحر کا نامدار ہون اور میر دردزہ مردشاہ باختری قلعہ مین ہی اتنے مین آواز قہقہہ آئی اور
شعلے بلند ہو کے سردارون پر گرے اور ہر ایک کو کشان کشان خندق مین لیگئے اور انھی مین سے
ایک شعلہ شاہزادہ پر گرا کہ اُسکے پیکر ہستی کو جلا کے خندق مین لے گیا باقیماندہ لشکر علمشاہ گریان و
دل سوزان صاحبقران کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا کہ اُس حرامزادے نے میرے بچے
سے یہ سلوک کیا بخدا مین اسیوقت جاتا ہون او سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکے سواری طلب کی اور
اسلحہ سے درست ہو کے اشقر پر سوار ہوے یہ حال دیکھ کے تمام سردار بھی سوار ہوے فقط شاہ اسلام لشکر
مین باقی رہے عمرو نے ہرچند منع کیا مگر امیر نے جواب بھی نہ دیا ناچار عمرو بھی ہمراہ رکاب امیر کے روانہ ہوا جب
امیر دروازہ مینا حصار کے برابر پہونچے ایک مقام پر استادہ ہوے ناگاہ خندق سے دود غلیظ پیدا ہو کے
بصورت ابر تیرہ نمودار ہوا اور اسقدر محیط ہوا کہ گرد لشکر امیر کے مثل حصار کے ہوگیا اور ابر سے برق کے آتش بار
پیدا ہوئین اور سردار غائب ہونے لگے عمرو نے یہ کیفیت دیکھ کے کہا کہ اے حمزہ اب سواے گریز کے چارہ نہین امیر نے اسکا بھی
کچھ جواب نہ دیا کہ ایکبار فیل لندھور بھاگ کر خندق مین گیا اور مع فیل لندھور غائب ہوگیا اور سالک کی بھی
اُنس کی مادیان لیکے خندق مین غائب ہوئی اسطرف عمرو ابن رستم نے ایرج سے کہا کہ اگر دعوی بہادری ہی
تو خندق مین آؤ ایرج اور عمرو بن رستم سے تکرار ہو رہی تھی کہ یہ دونون بھی خندق مین جا کے غائب ہوے
غرضکہ اسی طرح تمام سردار باہم تکرار کر کے خندق مین داخل ہوے اس اثنا مین امیر کے برابر زمین شق ہوئی
اور ایک ریگ ماہی نے زمین سے نکل کے امیر سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تمکو تمھاری شامت یہان لائی ہی اور
ریگ ماہی نے یہ کہکے ایک قہقہہ مارا کہ اُس کے دہن سے ایک لال تیز پرواز نے نکل کے گرد امیر کے گردش کی

اور پھر اسی ریگ کے منھ مین چلا گیا بعد ازان وہ ریگ ماہی بھی چلی گئی عمرو نے کہا یا امیر اسم اعظم تو پڑھیے امیر
نے عمرو کے کہنے سے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا مگر یاد نہ آیا اُسوقت ایک زنگی بلند بالا قوی جثہ خندق سے پیدا ہوا
اور کہا کہ عمرو عیار کہان ہی عمرو نے کہا مین موجود ہون پس زنگی عمرو کو پکڑ کے خندق مین لیگیا بعد ازان ایک
شاطر بچہ نے خندق سے نکل کے آواز دی کہ اے شاگردان عمرو عمرو تمکو طلب کرتا ہی یہ سنکے تمام عیاران لشکر اسلام
جو کہ وہان موجود تھے خود بخود خندق مین جا کر غائب ہوے امیر یہ کیفیت دیکھ کے نہایت فکرمند تھے کہ اس
عرصہ مین خواجہ بزرگ نے آکر عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی مین تشریف لے چلین کہ وہان سحر نہین کر سکتا
امیر نے فرمایا مجھکو شرم آتی ہی مین کسواسطے آیا تھا اور جبکہ میرے سردار اور ہمراہی سب میرے ہاتھ سے گئے تو مین
واپس جاؤن اس گفتگو مین تھے کہ ایک سوار نے خندق سے نکل کے کہا کہ یا امیر عمرو بے تقصیر مین گرفتار ہو
رہا ہی اور عمرو نے آپ کو گواہی کے واسطے طلب کیا ہی امیر نے یہ سنکے گھوڑا اٹھایا اور اس سوار کے ہمراہ خندق مین
جا کے یہ بھی غائب ہوے جو عیار کہ دور سے تماشا دیکھ رہے تھے انھون نے شاہ اسلام کی خدمت مین آکے تمام حال
عرض کیا شاہ اسلام نے یہ کیفیت سنکے تاج سر سے زمین پر پھینک دیا اور لشکر اسلام مین آواز نوحہ و گریہ بلند ہوئی
خواجہ زادون نے شاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور بھی نالہ و زاری کرینگے تو تمام لشکر بیدل ہو جائیگا لہذا دامن استقلال
کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے صبر کرنا مناسب ہی کہ یکبار چالاک اور ابوالفتح باہم تکرار کر کے رقص کنان جا کے
خندق مین داخل ہوے اور ناپدید ہو گئے سمک و شاپور دیکھ کے بھاگے شاپور نے صحرا کی طرف رخ کیا
پانچ کوس بھاگ کے ٹھہرا اگرچہ بدحواس تھا کہ راہ مین سمک کو بصورت پیر زال دیکھا کہ بجلدی تمام چلا جاتا ہی
شاپور نے سمک سے کہا کہ تجھے ابھی کیا وضع بنائی ہی سمک نے کہا کہ خاموش رہ مگر ان دونون پر ساحرون کا
خوف اسقدر طاری تھا کہ جلد دونون دامن کوہ مین پنہان ہو گئے بعد چار گھڑی کے جب ہوش آیا تو اپنی صورت
بشکل کلاونت مفلوک بنا کے شاپور نے ڈہل لیا اور سمک طنبورہ لیکے دونون مینا حصار کی طرف روانہ ہوے
جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا کہ چارطرف سبزہ زار ہی اور چشمے و چبوترہ و تالاب ہین اور کبوتر قاز قرقرے و کلنگ رنگیلے
بوقلمون بیٹھے ہین اور خندق کے اسطرف میدان وسیع ہی اور مجمع سبزہ زار مین دہقان لگے ہین پس شاپور ایک چشمہ
پر بیٹھ گیا اور ڈھولک اور طنبورہ بجا کے نغمہ دلفریب شروع کیا کہ ایکبارگی ایک مادہ آہو جسکی پشت پر جھول کارچوبی
پڑی تھی نمایان ہوئی اور ان دونون کے قریب پہونچ کے اور قلابا مار کے بشکل انسان پری چہرہ ہو گئی اسکا سن
قریب پندرہ سولہ برس کے تھا اور پوشاک سبز جواہر نگار زیب جسم تھی اس عورت کو دیکھ کے دونون خاموش ہو گئے
مگر اُسنے انکو خوف زدہ دیکھ کے کہا کہ تم کچھ خوف و اندیشہ نکرو مین تمھاری آواز نغمہ سن کے یہان آئی ہون مجھکو بھی
گانے بجانے سے نہایت شوق ہی اور میرا نام غدار جادو ہی بعد ازان اُسنے ان دونون کا نام پوچھا سمک نے کہا
میرا نام مکر رنگ ہی اور یہ طفل میرا برادرزادہ ہی اس کا نام نیزرنگ ہی بعد اس گفتگو کے دونون عیارون نے ایسا
نغمہ دلفریب گایا کہ جسکے سننے سے غدار نہایت محظوظ ہوئی اور اُن دونون سے کہا کہ میرے ہمراہ آؤ عیارون نے
کہا کہ خندق تو آگ سے بھری ہی اور شعلے بلند ہو رہے ہین ہم کیونکر چلین غدار نے ایک اسم پڑھا وہ آگ خاموش ہوئی
اور غدار عیارون کو لیکے شہر مینا حصار مین آئی عیارون نے شہر کو دیکھا کہ نہایت آباد ہی چار طرف دوکانین
آراستہ ہین ہر قسم صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا عجب رونق پاکیزہ تمام شہر مین دیکھی کہ ہوش رنگ اڑ گئے غرضکہ
جاتے جاتے قریب دار الامارۃ شاہی کے پہونچے اس اثنا مین ایک چوبدار نے آکر غدار سے کہا کہ مینا شاہ زرہ کش

باغ مین بیٹھا ہوا ہے آپ کو یاد کرتا ہے عذار یہ سنکے باغ مین آئی گر دونون عیار بھی اسکے ہمراہ تھے بعد عذار
بادشاہ کی خواہرزادی ہے عذار نے عیارون کو در باغ پر ایستادہ کرکے چوبدارون کو حکم کیا ان دونون گویون کو
تمام اپنے پاس رکھو جب مین طلب کرون انکو بھیجدینا چنانچہ عذار باغ مین گئی اور جاکے میناشاہ اور بخش اپنے
ماموں کو سلام کیا اور بعد کچھ گفتگو کے دونون گویون کا ذکر کرکے انکی نہایت تعریف کی میناشاہ نغمہ سنجی کے
گویون کو روبرو طلب کیا دونون عیار باغ کے اندر آئے دیکھا کہ باغ نمونہ جنت ہے جس مین ہر درختان طلا و نقرہ
وجواہرات کے جابجا نصب ہین اور تمام باغ دلکش روضہ رضوان ہے جابجا چہ بچے بزنگی ہین جابجا فوارے
چھوٹ رہے بلبلین درختون پر نغمہ سنج ہین غرضکہ ان عیارون نے میناشاہ کو باادب تمام سلام کیا میناشاہ
ان دونون کو مفلوک الحال دیکھکے متبسم ہوا عذار نے کہا کہ حضور انکی مفلسی پر خیال نفرمائین انکے کمال
پر نظر ہو اسی اثنا مین ہنگامہ ہوا کہ خواہران میناشاہ میکونہ و شگونہ آتی ہین اول ہزاران کنیزین
زرین پوش و نازنینان جواہر پوش آئین بعد انکے بنہایت تزک و احتشام سے میکونہ و شگونہ
بالباسہاے نفیس و پرتکلف صحبت مین آئین سب نے انکی تعظیم دی اور وہ دونون آکر مسند پر بیٹھین میناشاہ
نے شگونہ سے کہا کہ تمھاری صاحبزادی دو گویون کو لائی ہین میکونہ نے دونون عیارون کی صورت دیکھکے
اول قہقہہ مارا بعد ازان گانے کا حکم دیا ان دونون عیارون نے ایسا نغمہ خوش آہنگ گایا کہ تمام اہل محفل بیخود
ہوگئے میناشاہ نے کئی ہزار اشرفیے اور دو خلعت گران عنایت کیے سمک جو پیر تھا اٹھنے لگے اور خلعت اٹھانیکا
قصد کیا اتفاقا سمک کی سیاہی چاک تھی شگونہ نے اسکا عضو تناسل دیکھکے خندہ کیا سمک شگونہ کے خندہ سے
خفیف ہوا اور آگے دامن ڈال لیا بعد ازان تمام شب عیش و عشرت مین بسر ہوئی اور دونون عیارون کو میناشاہ
نے ایک مکان عنایت کیا اور کہا کہ تم دونون اس مکان مین قیام کرو جب ہم یاد کرین تب حاضر ہونا غرض کہ
دونون عیار اس مکان مین مقیم ہوے اور باہم کہنے لگے کہ ہمنے اسواسطے اہل محفل کو بیہوش نہین کیا کہ اول
امیر کے اسم اعظم کی فکر کرلین اور مقام قید امیر و عمرو بھی دریافت ہوجاے تو پھر ان کفار کی فکر کرین یہ
دونون اسی منصوبہ مین تھے کہ ایک روز میناشاہ نے تخلیہ مین سمک شاعر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کچھ گانے بجانے
کا شغل کرو ان دونون نے اپنے نغمہ دلفریب سے میناشاہ کو نہایت محظوظ کیا سمک نے باتون باتون مین امیر
کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجکو خدا پرستون کا بہت خوف ہے اور مین نے سنا ہے کہ لشکر حمزہ مقابل قلعہ اترا ہوا ہے میناشاہ
نے ہنس کے کہا کہ امیر و عمرو جو کہ سر گروہ پہلوانان و عیاران تھے اسوقت ان دونون کو مین نے گرفتار کیا ہے سمک نے
کہا کہ اسم اعظم کیونکر بند کیا مینا نے کہا کہ ایک پتلہ آرد ماش کا تیار کرکے انگلی انکی اس مین دابدی جس سے
امیر کا اسم اعظم بند ہوگیا اور اس پتلے کو شیشہ مین بند کرکے ایک صندوق مین رکھا ہے اور صندوق مع شیشہ
ایک تہخانہ مین ہے اور وہ تہخانہ ببانگ سرکل کو سپرد کردیا ہے اب ممکن نہین کہ وہ شیشہ کسیکو کیونکر مل سکتا ہے اور امیر
کیونکر رہا ہوسکتے ہین پس سمک نے ہنسکے کہا کہ اب میرے دل کو تسکین ہوئی مگر مجکو یہ خوف ہے کہ عمرو بڑا مکار ہے
ایسا نہو کہ وہ قید سے بھاگ جاے مجکو حکم ہو تو مین جاکے انکو قتل کرون میناشاہ نے کہا کہ امیر و عمرو فلان جگہ
قید ہین کل تو جاکے انکو قتل کرنا القصہ سمک نے بخوبی اسم اعظم اور امیر کا حال دریافت کرکے میناشاہ کو بیہوش
کیا اور باہر نکل کے تمام ملازمون کو بھی بیہوش کرکے دونون عیار طرف شیشہ اسم اعظم کے روانہ ہوے کہ اول امیر اور
اسم اعظم کو رہا کرلین بعدہ میناشاہ کو قتل کرین اور جب نشاندہی میناشاہ تہخانہ مین پہنچے وہان پہونچکے

دوسرا تھانہ دیکھا جب دوسرے تھانے مین پہونچے تو وہان دیکھا کہ ایک نہر پُر آب موجزن ہی اور نہر کے اسطرف
صندوق رکھا ہی جب ان عیارون کی نگاہ صندوق پر پڑی بہت خوش ہوے اور سمک نے پیش قدمی
کی مگر میناشاہ نے مفصل حال بیان نہ کیا تھا اسوجہ سے جون ہی سمک نے نہر مین پاؤن رکھا اُسکی پیچ مثل
زنجیر کے سمک کے تمام بدن مین لپٹ گئی اور سمک کو کھینچتی ہوئی روانہ ہوئی سمک نے ہر چند داد و بیداد کی اور کہا
کہ اے شاپور میری خبر لے یہ کہتے کہتے سمک غائب ہو گیا شاپور یہ حال دیکھ کر از جست عیاران کر کے نہر کے
اس پار گیا اور بعجلت تمام صندوق کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک مار سیاہ صندوق پر بیٹھا ہی اُس مار نے شاپور
کو دیکھ کے کہا کہ اے دزد تو نے غضب کیا اور میناشاہ کیسا غافل ہو گیا ہی کہ تو یہان تک پہونچا بعد ازان اُس
مار نے ایک پھنکار ماری کہ شاپور کے دست و پا کی حس و حرکت زائل ہوئی پس وہ مار سیاہ صندوق سے
اترا اور کہا کہ مین میناشاہ کا نوکر ہون مجکو میناشاہ نے یہان اسم اعظم حمزہ کا نگہبان مقرر کیا ہی اور میرا نام
سوہان جادو ہی شاپور نے یہ کلام سنکے مدد کا قاضی الحاجات مین جناب باری پروردگار سے وقت بیکسی و عالم مجبوری
مین تو ہی معین و مددگار ہی اسطرح برجوع قلب سے اس نے استغاثہ کیا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر لب معشوق ہوا
اور دفعتہ جانب جیب سے ایک تیر سوہان کی کمر پر ایسا کاری لگا کہ وہ آہ کر کے گر گیا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوہان جادو بود افسوس کہ مردم و جان دادم و مطلب خود نرسیدم شاپور نے دیکھا کہ
ابر و س بھی کھڑا ہوا ہی سوہان کے مرنے سے نہر وغیرہ علامات سحر زائل ہو گئے رسا مینے سے سمک بھی نمودار
ہوا اور بسرعت ابر و س نے صندوق کے قریب پہونچکے تختہ جسمین اسم اعظم بند تھا نکالکر توڑ ڈالا اور فوراً
قیدخانہ مین جا کے امیر کو رہا کیا امیر پر جو غفلت طاری تھی اُس سے افاقہ پایا اور اسم اعظم بھی پائی گئی عمرو نے
کہا اے حمزہ جلد اپنے لشکر مین تشریف لے چلیے ایسا نہو کہ ساحران غدار کوئی مکر تازہ برپا کرین پس امیر مع سرداران
اور عمرو و ابر و س و سمک و شاپور کے زیر دیوار قلعہ روانہ ہوے عمرو نے پیشتر لشکر مین پہونچ کے خبر کی شاہ اسلام
برائے استقبال امیر خیمہ سے برآمد ہوے اور امیر کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوے اور اسوقت صبح کو میناشاہ کی
آنکھ کھلی اُس نے تمام ساحرون و خدمتگارون کو بیہوش دیکھ کے سب پر دم کیا سب ہوشیار ہوے اور اسطرف
سے لقا اور بختیارک بھی پہونچے میناشاہ استقبال کر کے انکو بارگاہ مین لایا بختیارک نے کہا کہ اے میناشاہ تو جو
زندہ ہی مین اُن گوئیون کو دیکھنے آیا ہون کہ وہ کون ہین کہان سے آئے ہین میناشاہ نے متعجب ہو کے کہا کہ اے شیطان
کسی عیار کی کیا مجال ہی اور کیا تاب طاقت رکھتا ہی کہ یہان تک آ سکے بعد حکم دیا کہ گرنگ اور شنگ کو بلا لاؤ
لوگون نے کہا وہ نہین ہین میناشاہ یہ سنکے متعجب و سراسیمہ در دروازہ خانہ پر آیا دروازے کو کھولا اور شیشے کو
شکستہ پایا اور زیادہ بدحواس ہوا اور آ کر بختیارک سے کہا کہ تم بجا کہتے تھے لقا بھی یہ کیفیت سنکے گھبرایا کہ ایکبار
ابر تار بھی پیدا ہوا اور شگونہ و میگونہ نے آ کے لقا کو سجدہ کیا اور حال پوچھا کہ باعث تشویش کیا ہی بختیارک نے
خندہ زن ہو کے کہا کہ عیاران لشکر اسلام سب کو رہا کر لے گئے شگونہ نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہون مین حمزہ کو دوبارہ
گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا اے خیر یہ ہوئی کہ عیارون نے میناشاہ کو زندہ چھوڑا پس شگونہ نے یہ سنکے کہا
کہ اب میرے نام طبل جنگ بجنے کا حکم ہو اور میرا کارنامہ ملاحظہ ہو پس میناشاہ نے قلعہ سے نکل کے طبل جنگ
بجنے کا حکم دیا اور رات مین ہزار ساحرون نے تیاری سامان جنگ مین مشغول ہوے شگونہ بھی خیمہ مین داخل ہوئی
مکر غدار جادو کو جو گوئیون کو لائی تھی ہر ایک طعن و تشنیع کرتا تھا کہ خوب گوئیون کو لا کے نئے جشن کیا غدار

نے لوگون کے کلمات طعن آمیز سے رنجیدہ ہو کے دل مین کہا کہ اب چل کے تو امیر کو گرفتار کر اور اسطرف امیر کے
لشکر مین بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی کہ نصف شب کو غدار پرواز کنان در بارگاہ حشامی پہنچی اور کچھ
افسون سحر پڑھ کے چند دانہ ماش کے مارے کہ تمام پاسبان اور محافظان بارگاہ غافل ہو گئے اور امیر پر بھی غلبہ خواب
ہوا غدار بارگاہ کے اندر آئی اور ایک افسون پلنگ پر پڑھا کہ خود بخود پلنگ نے پرواز کی غدار بھی پرواز کر کے ہوئی
ہمراہ پلنگ اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوئی صبح کو جب لشکر مخالف میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے سرداروں نے
بھی عزم میدان مصاف کیا ہرکاروں نے بادشاہ اسلام سے جا کر عرض کیا کہ نصف شب کو امیر کو کوئی لے گیا بس یہ
سنتا تھا کہ بادشاہ نہایت ملول اور پریشان خاطر ہوئے مگر خواجہ عمرو بادشاہ کو سمجھا کے اور تسکین دے کے میدان مین
لائے اسطرف لقا و میناشاہ و شگونہ و غدار میدان مین آئے غدار نے آواز بلند لشکر اسلام کی جانب مخاطب ہو کے
کہا کہ مین نے امیر کو گرفتار کیا ہے صبح آج انکے لشکر کو بھی پامال کرتی ہون یہ سنکے شگونہ و میگونہ نے سحر
کیا کہ انکا تخت بلند ہوا اور آسمان کی طرف جا کے غائب ہو گیا بعد دو گھڑی کے بادشاہ اسلام اور تمام
لشکر نے دیکھا کہ بیابان کی طرف سے دو کوہ چلے آتے ہین ان پہاڑون نے لشکر اسلام کا محاصرہ کر لیا سب کا جا تو
پہاڑ ختم ہونے لگے یہ دیکھ کے لشکر اسلام مین شور و ہنگامہ بلند ہوا اور بادشاہ نے واسطے دعا کے ہاتھ بلند کیے
کہ ای بیکس ملکیان و ای فریادرس مظلومان اسوقت بیکسی مین کہ امیر بھی یہان موجود نہین ہین تو ہی ہمارا مددگار
ہے بس دفعۃً ان پہاڑون سے ہزارہا برق چمکی اور مثل رعد کے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ناگاہ ایکبار آسمان پر
نمایان ہوا اور ملکہ محروق بیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہوئی اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا طاؤس جادو
و نقیل جادو بھی ہمراہ محروق کے حاضر ہوئین اور پہاڑون پہ سحر کیا مگر سحر نے پہاڑون پر کچھ اثر نہ کیا
کہ ایکبار آواز قہقہہ آئی اور کہا کہ ای طاؤس و محروق تمہارا علاج بھی کرتی ہون محروق کو آواز سے ثابت
ہوا کہ یہ صدا شگونہ و میگونہ کی ہے اور فوراً ایک ہار کہ جسکے گلے مین کچھ ہار پڑے ہوے تھے اور پیشانی پر سیندور
کا ٹیکہ دیا ہوا تھا لشکر میناشاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام آئی اور محروق و طاؤس سے آنکھ ملا کر اُسی طرف
چلی گئی بمجرد اسکے محروق و طاؤس بلکہ تمام ساحرون مین قوت گویائی باقی نہ رہی بادشاہ ایک تو تشویش مے
ہی یہ حال دیکھ کے زیادہ تر سراسیمہ ہوئے اور تمام لشکر دعا مین مصروف ہوا کہ دفعۃً پردہ بیابان سے گرد تیرہ و تار بلند
ہوئی جبکہ ہوا سے دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ غضنفر بن اسد سپ بادخور پر سوار تیغ بُران شگاف علم
کیے ہوئے اور انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین کہ جس کے باعث سے سحر ساحر تاثیر نہ کرتا تھا دل گرد سے نمایان ہوئے
عمرو نے غضنفر کو دیکھ کے آواز دی کہ ای غضنفر یہ اسپ و تیغ و انگشتر سب بیکار ہین غضنفر نے یہ سنکے مرکب
جولان کیا جب پہاڑون کے برابر آیا دیکھا کہ اس طرف میدان وسیع ہے اور شگونہ و میگونہ کرسیون پر بیٹھی ہین
غضنفر نے نعرہ کیا کہ

شاخ گذر گرد از چرخ و ماہ
شہنشاہ دوران علی علمدار ‏— ہمراہ و در سہم پلنگ آوردم
غضنفر من ابن حمزہ سوار ‏— سر سرکشان زیر چنگ آوردم
منم روئے گشتہ دہیر سپاہ ‏— بہ نعرہ سے شگونہ و میگونہ

نے سحر کیا مگر غضنفر پر انکے سحر نے کچھ اثر نہ کیا بس میگونہ شکل مادہ شیر غضنفر پہ دوڑی جب قریب پہنچی اور
انگشتری کا عکس اسپر پڑا فوراً بصورت اصلی ہو گئی اور بد ورد سحر رو بین تن ہو کے مقابل کیا غضنفر نے تیغ سحر
کش نیام سے لیا اُسنے اپنا سر بجائے سپر رو برو کر دیا اسطرف سے تیغ دل شگاف چلی جان اسکی ہوا لیکے جب
شگونہ نے یہ حال دیکھا بھاگ کے میناشاہ کے پاس گئی غضنفر نے دم مین پہنچ کے اسکو بھی مثل خیار تر کے

قطع اس درہ کی تھی ہر طرف گلہائے رنگارنگ کھلے تھے اور طائران خوش الحان نواسنج تھے ہواے سرد عیسیٰ نفس
چل رہی تھی آبشار اپنی روانی سے رفتار معشوق کی کیفیت دکھا رہے تھے اور درہ کے سامنے ایک میدان وسیع اور
پر فضا نظر آتا تھا کوسون تک سبزۂ زمردین کا فرش بچھا ہوا تھا اور ساز مردنگ کی آواز آتی تھی عمرو بلندی پہ
چڑھ گئے دیکھا کہ بجائے اس میدان فرحت خیز مین خیمہائے پرتکلف استادہ ہین خیمون مین فرشہائے مکلف بچھے
ہوے اور فانوسہائے زمردین آویزان بیچ مین ایک دنگل یاقوت کا ہوا ہے اور ایک تکیہ اٹھارہ چوب کا کل
بجواہر استادہ ہے اُس تکیہ کے نیچے لقا مسند زرین پر بیٹھا ہوا بیخودی مین مشغول ہے اور بختیارک برابر بیٹھا
ہے اور سامنے میدان ہو کر ایک منقش مرصع کا فرش ہے جب عمرو نے یہ سامان دیکھا دل مین کہا کہ کسی بادشاہ
عالیجاہ نے لقا کی حمایت کی ہے اس سبب سے عیاران لشکر اسلام یہان تک نہ پہنچ سکے اور یہ سلب وجواہرات
کو دیکھ کے عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا پس اس خیال سے عمرو بیشتر روانہ ہوا کہ کسی شخص سے دریافت کرون
لقا کو کس بادشاہ نے پناہ دی اس ارادہ سے جس درہ کی طرف لقا تھا اُسی جانب چلا جب بیرون درہ آیا
دیکھا کہ لشکر کا کہین نشان تک معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ مقام ہے عمرو نے دل مین کہا کہ یہ کیا اسرار ہے اور جو اسی جگہ
آیا وہی سامان دیکھا غرضکہ تین مرتبہ اتفاق ہوا آخر تصور کیا کہ یہ مقام یا طلسم ہے یا سحر کا کارخانہ ہے پس یہ خیال
کر کے اسی درہ اول پہ آ کے کھڑا ہوا اور بختیارک کو آواز دی لیکن دل مین خوف پیدا ہوا کہ بختیارک تیرا
جانی دشمن ہے ایسا نہو کسی ساحر سے گرفتار کرائے لیکن پھر تصور کیا کہ امیر نے مجکو خبر کے لیے بھیجا ہے اگر جا کے مفصل
حال بیان نکرونگا تو امیر آزردہ ہونگے چنانچہ بختیارک آواز عمرو سنکے دوڑا اور کہا اے عمرو اگر میرے لشکر مین
آنے کا ارادہ کریگا تو ایسی پاپوش کاری کرونگا کہ تمام عمر تجکو یاد رہیگا عمرو نے بختیارک کے یہ کلام سنکے دل مین
خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے یہان اسکو ہر طرح سے اطمینان ہے ورنہ کبھی بختیارک نے مجھے ایسی گفتگو نہین کی تھی آج
اسکو کیا ہو گیا اور غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ اے بختیارک مجکو تو بتا دے کہ لقا کو کسنے پناہ دی ہے بختیارک نے
کہا اے رند مکار یہ مکان حکیم ارغوش کا ہے اور وہی حکیم لقا کا معاون ہوا ہے لیکن لقا جب حکیم سے جنگ امتحان
کے واسطے کہتا ہے حکیم قبول نہین کرتا مگر حکیم نے خداوندی کی دعوت کی ہے اور حکیم کہتا ہے کہ اگر حمزہ میرے کلبۂ احزان
کی طرف آئیگا تو نہایت پشیمان ہوگا اور اگر نہ آئیگا تو مجکو اس سے کچھ سروکار نہین اور اے عمرو اگر بار دگر تو نے بھی
اسطرف کا ارادہ کیا تو تو ذلیل ہوگا عمرو یہ سنکے اور برہم ہوا اور سنگ فلاخن مارا بختیارک بھاگا اور سنگ
پلٹ کے عمرو کے پاؤن پر لگا اور ضرب شدید آئی عمرو یہ حال دیکھ کے وہان سے روانہ ہوا اور صاحبقران
کے پاس حاضر ہو کے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ حضور لقا کے تعاقب مین نجائین امیر نے کہا کہ
مین نے قسم کھائی ہے ضرور جاؤنگا اور حکیم زادون کو طلب کر کے استفسار کیا کہ تم حکیم ارغوش کو جانتے ہو
اُنھون نے جب حکیم کا نام سنا رنگ چہرہ زرد ہو گیا اور کہا کہ یا امیر آپکو اس حکیم سے کیا کام امیر نے
فرمایا کہ لقا اسکے دامن پناہ مین گیا ہے حکیم زادون نے کہا کہ ہماری راے مین مناسب ہے کہ بالفعل لقا کا
تعاقب ترک کیجیے کیونکہ ہمنے خواجہ بزرجمہر کی زبانی سنا ہے کہ وہ حکیم نہایت زبردست ہے اور ارسطا طالیس
کا شاگرد ہے اور اُسنے حبس دم بھی کیا ہے امیر نے یہ سنکے فرمایا کہ بحول اللہ عزیز حکیم حکیم علی الاطلاق
سب پر زبردست ہے اور عادی سے حکم کیا کہ پیش خیمہ عساکر نصرت قرین ابھی اسی سرزمین کی طرف روانہ کرو
عادی پیش خیمہ لدوا کے حسب الحکم امیر عالیشان اسی سمت کو روانہ ہوا سے لدا پیش خیمہ نصب ہوا جوم و عام

کہیں چہل پہل کسی پر سرود و شام ہے خیموں کے جھگڑے اور بار برداری کا ڈبان دے نگلین کا نیا زنگی تک تک کی آواز
نچیون کے سر اکے بیل بدعیا کے گھنٹون کا شور چہار طرف بلند ہوا لشکر صف بستہ سوار کلہ بلا پیچھے سے پچھوا کسی طرح
پانچ سات سوار آپس مین ہنستے باتین کرتے ایک طرف بدکل کے ٹو کدے چند سے کدرو کا شور و غل بھیڑ بگاہ کا
ہنگامہ تھے کتورا بجاتے ساتھ تھے پیدل کی پلٹنین عجیب ساز سنگیرا لگائے تو دہ دار بیدو قین کا بوجھ رکھے زور
چڑھے شاگرد پیشہ اور اہل حرفہ کے غول ساتھ آئے ایک جانب مستورات کی فنسین محلات کے محافے گرد سواریون اور
پیش خدمتون کے چوبیلون کی قطار کہاریان برق وش ہمراہ انکی بولی ٹھولی پیادوں سے جیبر جھار جھولی ہے
کے لوگ سر پر اسباب لادے توشک و لحاف کرسیان دنگل فرش و زود ظروف وغیرہ ہر طرح کا اسباب چھکڑون پر
لدا ہوا آگے پیچھے دو دو چار چار سوار حفاظت کے لیے ساتھ ساتھ چلے ہر ہر منزل کے پر فقیر بیٹھا ہوا اک ٹھیک مین پی
دو چار حقے رکھے ہوے کوری ٹھلیون مین پانی بھرا ہوا آئینہ رو رونکا وہان ٹھیکا فقیر کی صدا بابا راہ باٹ کی خیر دم
سیلو حقہ پانی پیکر چلے جانا کوئی زیر درخت بیٹھکر روٹی کھانے لگا کسی نے کمر باندھی پیسہ فقیر کو دیا چلے پر دم لگا اور چلا گیا
اسی طرح سے اہل لشکر روانہ تھے بعد قطع منازل و طے مراحل منزل بمنزل قریب درہ کوہ پہونچے بارگاہ فلک رفعت
استادہ ہوئی صاحبقران نے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے مع لشکر فیروزی اثر دخل
فرمایا کوسون تک خیمہ و خرگاہ وراوٹی ایستادہ ہوے قلندریان سراچے برپا ہوے لشکر اتر پڑا بازار مین گہما گہمی
ہر طرف گہما گہمی ہونے لگی دوسرے روز علی الصباح حمزہ صاحبقران مع سرداران ذیشان و رشاہ بیابان
عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار درہ کوہ کے ملاحظہ کے لیے سوار ہوے جب وہان پہونچے دیکھا کہ تمام
دشت مین سبزہ لہلہا رہا ہے جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلہاے بوقلمون
سے جنگل نمونہ بہشت برین ہے کہین لالہ صحرائی کی عجیب و غریب بہار دامن کوہ رشک دامن گلچین معلوم
ہوتا ہے طرفہ موسم فرحت خیز ہے کہ خالق کائنات نے تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہے شاخہاے
درخت بہ اشجار معروف شکر پروردگار ڈالیان جھوم جھوم کر وجد مین حمد خدا کر رہی ہین سے
ہر نہال و شاخ ہر معروف شکر کردگار ہے خاک پر ہر شاخ سجدہ کر رہی ہے بار بار چادر گلشن بہار سے گوٹہ
ہے رنگ برنگ کی بیل بوٹیان اسمین غلطان چلی آتی مین عجیب لطف دکھاتی ہین ہواے لطیف مسیحا دم چل رہی ہر
کیا ناد سمان ہے اگر مردہ صد سالہ اس صحراے فرحت افزا کی ہوا کھائے اسمین بھی جان آجائے ہر سمت
قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آتا تھا سے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر یست معرفت کردگار
صاحبقران عالیمقام اس دشت پر فضا کی گلگشت فرماتے ہوے قریب درہ کوہ پہونچے وہ درہ بھی بہار
گل و ریحان دیکھا اور چار کوہ برابر برابر تھے ایک انمین سے زمردین اور دوسرا یاقوت احمر کا تیسرا بلور
اور چوتھا فیروزہ کا تھا اور گیاہ انکی بیالعین برابر مانند مقیش کے لہراتی تھی اور جب شعاع آفتاب کا عکس
اسپر پڑتا تھا تو ایک عالم نور نظر آتا تھا غرضکہ صاحبقران نے یہ کیفیت ملاحظہ فرما کے بارگاہ سلیمانی برابر
نہر کے نصب ہونے کا حکم دیا لیکن عمرو اس مکان کی تلاش مین روانہ ہوا آج ہر چند تلاش کرتا ہے مگر وہ درہ
اسکو نظر نہین آتا ناچار ہو کر عمرو نے امیر سے آکر بیان کیا کہ ہر چند مین نے تجسس کیا مگر جس درہ مین اتفاقا
آج وہ نہین معلوم ہوتا امیر سنکے برہم ہوے اور سہ پہر کو مع فرزندون اور سردارون کے عمرو کو ساتھ مین
لے کے روانہ ہوے اور عمرو سے کہا اگرچہ امورات سحر و طلسم کی نیرنگی کے باعث ہین تو برکت اسم اعظم سے ہر طرف

ہو جائین گے پس عمرو بادیہ پیما نے مردہ کے امیر کو لایا اور کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ مقام کو فراموش کرون
یہ وہی درہ ہے جہان مین آیا تھا امیر بالا و تیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا دفعۃً ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور
دروازہ طلائی مثل پھاٹک کے نمایان ہوا پیش دروازہ میدان سبزہ زار تھا اور اُس طرف لشکر لقا قائم تھا پس
امیر اس مقام سے مراجعت فرماکے بارگاہ مین تشریف لائے اور منشی عطارد رقم کو طلب فرمایا دبیر مشکین تحریر
کو حکم ہوا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ اے گوشہ گزین کنج عزلت و اے سجادہ نشین صومعۂ عبادت بندۂ مقبول
بارگاہ رب العزت حکمت مآب افلاطون دستگاہ ثانی فیلقوس حکیم اور غرض مدعا بعد تحیہ پس از تحیت ذوالقدر غربت
ملاقات نسخۂ مرض مفارقت یعنی نامۂ محبت کہ المکتوب نصف الملاقات مشہور ہے قلم صحت رقم سے تحریر کرتا ہون
کہ اس مریض علت کفر و نفاق یعنے لقا نے تمسے موافقت کی ہے اور اُسکے سر مین سودائے الوہیت پیدا ہوا ہے
اور کور باطن نکوہیدہ پرستاری حکیم علی الاطلاق سے برگشتہ کرتا ہے پس اے مفرح القلوب صداقت سے بجون عنایت
کا خواہان ہون کہ بمجرد دیکھنے سواد نامہ کے کحل البصر چشم حقائق بین ہو اُس دیوانہ کی فصد رگ جنجہان ستان
سے لیکے میرے حوالے کرو اور اگر اُسکے خلاف خاطر شریف مین مرض ہو تو میرا کلام کو دوستون کے واسطے نافع ہے
مگر تمھارے حق مین زہر تریاق ہو جائیگا اور اس کا خیال بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مین نے سو طلسم باطل کیے ہین
مجموعۂ نیرنجات کو مثل نسخۂ بیمار چاک و زائل کر دیا ہے والسلام جب یہ نامہ تیار ہوا امیر نے ترغیب دی کہ کوئی
بہادر ایسا ہے جو اس نامہ کو لیجاسے اور جواب باصواب لائے یہ سنکے غضنفر بن اسد اپنے دنگل سے اُٹھا
امیر نے کہا اے غضنفر تم جاہل و دیوانے ہو یہ کام تمھارا نہین ہے حکیم مرد معقول ہے اگر تمسے اُسنے کچھ دلیل یا بحث
کی اُسوقت کیا جواب دوگے غضنفر نے کہا یا امیر یہ کام خاص میرے ہی لائق ہے کیونکہ میرے پاس انگشتر مہر و ماہ
ہے جو کچھ حکیم کہے گا مین اُسکا جواب معقول دونگا اور عمرو نے بھی سفارش کی آخر امیر نے اجازت دی لیکن
اسد یہ حال دیکھکے بہت پریشان ہوے اور غضنفر اپنے خیمہ مین جاکے تیاری مین مصروف ہوا اسد بھی
غضنفر کے خیمہ مین آئے اور دیکھا کہ غضنفر تیار ہے اسد نے سبب گریہ پوچھا غضنفر نے کہا کہ میرے پاس
سامان نہین ہے پس اسد نے ابراہیم بن مالک و مرزبان بن گیرتک کو مع پچیس ہزار سوار اور چالیس
عیاروں کے غضنفر کے ہمراہ کیا اور کہا کہ اے صاحبو یہ ہنوز طفل ہے آپ سب صاحب اسکا خیال رکھین
اور کرب نے بھی پانچہزار سوار اور قماح عیار کو مع ساز و سامان کے ہمراہ کیا پس بارہ ہزار سوار فیروزہ پوش
و یاقوت پوش ہمراہ لیکے صبح کو غضنفر بڑے تزک و احتشام سے برائے ملاقات حکیم روانہ ہوا اور عمرو بھی
بصورت طفل دوازدہ سالہ صاحب حسن و جمال بنکے غضنفر کے ہمراہ رکاب ہوا جب غضنفر اوس کوہ کے برابر
پہونچا راہ درہ مسدود پائی پس انگشتر مہر و ماہ کا عکس ڈالا دفعۃً تمام کوہ مین زلزلہ پڑا اور صدائے مہیب
پیدا ہوئی بعد لمحہ جب شور و ہنگامہ موقوف ہوا اُسوقت درہ ظاہر ہوا غضنفر اُس درہ مین داخل ہو اتمام
میدان مین گیا اور نقش دیکھی اور دور سے قلعۂ نورانی نمودار ہوا عمرو نے دلمین کہا مقام تعجب ہے کہ اول مین نے
یہ قلعہ نہ دیکھا تھا لیکن وسواس و خناس غضنفر کو دیکھکر لقا کے پاس آئے اور غضنفر کے آنے کا حال بیان کیا
لقا نے حکیم کی طرف دیکھا حکیم یہ خبر سنکے اپنے ماموں حکیم قیلوس کے پاس گیا حکیم قیلوس قلعہ مین تھا اور
درخوش بوجہ دعوت لقا کے بیرون قلعہ آیا تھا غرضکہ ارغوش نے قیلوش سے ایلچی کے آنے کا حال کہا
حکیم نے کہا کہ تم جاکے ایلچی کا استقبال کرکے لاؤ اور ایلچی سے کلام سخت نہ کرنا کیونکہ حمزہ مرد عاقل

وہ یہی ہے اسوجہ سے اُسنے دیوانے کو بھیجا کہ اگر یہ کوئی امر خلاف کرے تو مجکو اُسوقت جائے کلام ہو کہ وہ دیوانہ
تھا کیونکہ صاحب لشکر و دیوانہ پر حجت شرعی جائز نہین ہے پس ارغوس یہ سنکے لقا پاس چلا آیا اور اس طرف
غضنفر نے مرکب کو اُٹھاکے قصد کیا کہ قلعہ کے پاس جاؤن مگر تین پہر سرگردان رہا اور قلعہ کے پاس نہ پہونچا اور
لقا کا لشکر بھی نظر سے پنہان ہوگیا غضنفر نے کہا کہ اگر حکیم مرد ہوتا تو امیر اور لقا کا مقابلہ کرتا اور اُسوقت دیکھتا کہ
لقا میرے ہاتھ سے کیونکر رہائی پاتا اس گفتگو مین تھے کہ ایکبارگی سواری لقا کی نمایان ہوئی غضنفر نے دیکھا کہ لقا
کا تخت بارہ ہاتھیون پر کھنچا ہوا ہے اور صنیغم وغیرہ ہمراہ ہیں غضنفر نے دل مین کہا کہ ابھی کرسی لیسی لقا کو پکڑ کے
امیر کے پاس لیے چلتا ہون یہ خیال کرکے مرکب اُٹھایا اور لشکر لقا مین آکے شمشیرزنی شروع کی تین پہر تک
شمشیرزنی کی مگر کوئی زخمی نہوا اور لقا کا گرفتار کرنا کیسا اُس تک پہونچنا میسر نہوا جبکہ عیار ظلمت شب نے لوح
طلائی خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیداے عالم مین کواکب ماہ و کہکشان کی ظاہر ہوئی
فلک نے لیکے شمع یہ دامن شب ٭ چھپایا اور یہی صورت کا مطلب ٭ چھپایا خوف سے پاس آگئی شام ہمراہیون نے بھی
چاہی رسم آرام در لشکر لقا مین جہاڑ تھا پس روشن ہوئے غضنفر نے تمام شب شمشیرزنی کی صبح کو دیکھا کہ شمشیر پر خون کا
دھبا تک نہین ہے اور لشکر لقا مین کوئی شخص زخمی بھی نہین ہوا اور دیکھا کہ ارغوس کے نیزہ پر ایک تعویذ بندھا ہوا اور
وہ تعویذ چناتی تھا غضنفر نے عاجز ہوکے کہا کہ اے حکیم تمھارے یہان ایلچی سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین آواز آئی
کہ اے شخص یہ سحر نہین ہے اور ساحر پر لعنت خدا ہو اگر ایسا تو کہتا ہے تو مع لشکر چلا آ پس غضنفر چند قدم گیا تھا کہ
لشکر لقا نمایان ہوا غضنفر نے پہونچ کے بطور اہل اسلام سلام کیا حکیم نے تعظیم کرکے غضنفر کو کرسی جواہر نگار
پہ بٹھایا غضنفر نے کہا ہمارا دشمن تمھارے پاس آیا ہے یا اُسکو گرفتار کردو یا اپنے مکان سے نکال دو حکیم نے کہا
مین نے اُسکو طلب نہین کیا وہ خود آیا ہے پس اگر سگ بھی کسی کے مکان مین آوے تو وہ اُسکو نکال نہین سکتا
اور چونکہ امیر نے اپنے ایلچی کو اس فقیر کے پاس بھیجا تو مجکو جائے فخر ہے اِدھر عمرو نے غضنفر کو منع کیا کہ گفتگو بجا
بکرو بعد ازان حکیم نے کہا کہ سرفرازنامہ کہان ہے غضنفر نے کہا کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہے اسکی تعظیم لازم
غرضکہ حکیم نے تمام شرائط اعزاز نامہ کے بخوبی ادا کیے اور دونون ہاتھون سے نامہ لیکے سر پر رکھا اور پڑھ کے
غضنفر کو دیا اور کہا کہ لقا میرے پاس خود آیا ہے مین اُس کو کیونکر نکالدون اگر وہ میرے پاس سے خود
چلا جائے اُسوقت صاحب کو اختیار ہے غضنفر نے کہا اگر آپ کو لقا سے کچھ سروکار نہین تو مین ابھی اسکو پکڑ کے
لیے جاتا ہون اور لقا سے مخاطب ہوکے کہا اے گیدی اُٹھ لقا یہ سنکے بدحواس ہوا حکیم نے کہا اے غضنفر اگر تمھارا
اختیار ہو تو لقا کو پکڑلو مین مانع نہین ہون اور جو تمھارا جی چاہے تم اُس کے ساتھ کرو غضنفر نے اس
بات کو سُن کے دل مین طیش کھایا اور غصہ ہوکے غضنفر لقا کی جانب چلا اور اس طرف حکیم نے لقا کو ایک
تعویذ دیا لقا نے وہ تعویذ غضنفر کے سامنے کیا غضنفر نے لقا کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اسکی گردن ہاتھ مین
نہ آئی غضنفر جست و خیز کرکے لقا کی طرف دوڑتا تھا لقا اور بختیارک خندہ کرتے تھے عمرو نے غضنفر کا ہاتھ
پکڑ کے کہا اے نادان یہ زور طلسم ہے اب چل کے امیر سے جواب نامہ بیان کرو غضنفر مجبور ہوکے اپنے مرکب پر
سوار ہوا اور امیر کی خدمت میں پہونچ کے تمام حال بیان کیا امیر نے کسی کے کہنے پر اعتنا نہ کیا اور جس درجہ
سے لشکر لقا معلوم ہوتا تھا اسی درہ مین آکے بارگاہ استادہ کی لیکن لشکر لقا غائب ہوگیا فقط بیابان [illegible]
[illegible] نمایان تھا اور اُس طرف لقا بدحواس حکیم ارغوس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کا لشکر آگیا

حکیم نے کہا کہ یہ امر بہتر معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی شہریار کے پاس پناہ لیجاو لقا نے کہا مین ہرگز نہ جاونگا حکیم نے یہ سنکے کہا کہ اگر تم میرے پاس آگئے ہو تو امیر کو آنے دو اور تم بیٹھو

اب دو کلمہ داستان پراگندگی امیر کی اور جانا واسطے شکار کے بیان کیے جاتے ہین

دلم رسیدہ شد و غافلم من درویش
کہ دل بدست کمان ابرو یست کافرکیش
بکوے میکدہ گریان و سرفگندہ روم
نزاع بر سر دنیاے دون مکن درویش
ز آستین طبیبان ہزار خون بچکد
کہ تیر داغ عشق نباشد شکایت از کم و بیش

کہ آن شکاری سرگشتہ را چارہ خویش
خیال حوصلہ بحر سے پزم ہیہات
چراکہ شرم ہمی آیدم ز کار خویش
نیازم آن مژہ شوخ عافیت کش را
کرم بجر بہ دستی مند بر دل ریش
بدان کمر نرسد دست ہر گدا حافظ

چو بید بر سر ایمان خویش سے لرزم
چہاست بر سر این قطرہ محال اندیش
نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر
کہ موج میزند ش آب نوش بر سر نیش
تو بندہ گلہ از یار دستہ مکن اے دل
خزینہ بکف آور زگنج قارون بیش

صیادان مضامین رنگین بیانی و شکار افگنان صحراے معانی آہوے سخن کو تیر قلم عنبرین رقم سے شکار کرکے یون صید افگنی فرماتے ہین کہ جب امیر با توقیر نے اس درہ کوہ کی سیر کی اور صحراے عجائبات کو شاہدہ فرمایا دیکھا کہ ایکبار لشکر اسلام مین ہنگامہ و شور برپا ہوا لوگون نے کہا کہ وہ لقا و بختیارک بیٹھے ہین امیر نے دیکھا کہ ایک میدان کلان کہ جسکے عرض و طول کا پتا نہین اور اُس میدان مین ایک منار اسقدر بلند ہو کہ جس پر تیر نہین پہونچ سکتا اور دو شخص حکیم وضع اس منار پر بیٹھے ہین اور لقا و بختیارک اُن حکیمون کے روبرو دست بستہ استادہ ہین یہ حال دیکھ کے سردار دوڑے کسی نے گرز اور کسی نے تیر اُس منار پر مارا مگر اُن مین سے کسی کا تیر اُس تک نہ پہونچا اور گرز بھی کچھ کارگر نہوا یہ دیکھ کے بختیارک نے آواز بلند کہا کہ وہ دزد مکار کہان ہو اُس سے کہو کہ یہان ہمارا بال بھی بیکا نہین کرسکتا حکیم نے یہ کلام سنکے کہا کہ اے بختیارک یہ گفتگو خوب نہین اُن تمامین سوارون نے دوبارہ گرز و تیر مارے مگر منار پر کچھ اثر نہوا بختیارک نے پھر کہا کہ کرامات حکیم صاحب سے کچھ بہرہ ور نہوا اہل اسلام نے حکیم کو گالیان دین اور کہا کہ وہ مکار ہو کہ ایکبار منار غائب ہوگیا امیر مراجعت کرکے بارگاہ مین آبیٹھے عمرو نے عرض کیا یا امیر یہ روز اول ہو لقا کا تعاقب ترک کیجیے پھر سمجھا جائیگا وہ جاتا کہان ہو مگر فی الحال مصلحت یہی معلوم ہوتی ہو امیر نے عمرو کی بات کا کچھ جواب نہ دیا یہ تو مزاج دان ہو خاموش ہو رہا چنانچہ اسی طرح ایک ماہ گزرا اور لقا کا حال دریافت نہوا خواجہ زادے ہر روز کہتے تھے کہ یا امیر اس جگہ آپ پر ایسا قران صعب ہو کہ کبھی نہوا تھا مگر امیر کہتے تھے کہ مین بقیہ عمر اپنی اسی جگہ صرف کرونگا بغیر سررشتہ مطلب ہاتھ آئے بے نیل مرام مراجعت نہ کرونگا ؎ تا جان ندہم پا نکشم از سر کویش ٭ نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد ٭ کاتب تقدیر نے جو کچھ ہماری سرنوشت مین لکھا ہو وہ لامحالہ ظہور مین آئیگا ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ٭ رضینا بما قدر ؎ سر نہ پیچم ز خشم حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ٭ امیر تو اس فکر مین ہین ؎ من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ٭ کار یکہ خدا کرد فلک را چہ مجال ٭ ایکروز سردارون نے امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ حریف تو مقابل نہین ہو ہمارا دل شکار کو چاہتا ہو مناسب ہو تو جب تک صید و شکار مین دل بہلایے صحرا بھی نہایت سرسبز ہو اور شکار بھی یہان بکثرت معلوم ہوتا ہو یہ سنکے امیر نے شکار کا حکم دیا القصہ صبح کو صاحبقران بسیلے قراول میر شکار یوز باشی اپنے ساتھ لے کر بہر صید افگنی سوار ہوے تمام جانوران صید گیر ہمراہ تھے

باز جرّہ ترمتی شکرہ باشہ بحری جھوسہ	سیہ گوش چیتے وہ سب تھے آشکار	ہرن وہ کہ شیروں کا کرلیں شکار
وہ کتوں کی قسمیں چرکیاں لاجواب	دل شیر دہشت سے ہو جن کے آب	کسی سمت چیتے کہیں ہیں بہریاں
پرندوں کا چھوڑیں نہ نام و نشان	لیے باز ہاتھوں پہ سب تھے بازدار	کہ ہو طائر روح جن کا شکار

جانور بازباشی پگڑیاں باندھے اُودے رنگ کے پہنے ہوئے شترقمن کے پائجامے پاؤں میں جانور ہاتھوں پر لیے ہوئے ساتھ ساتھ چلے تا صبح صادق کا وقت تھا صحرا میں جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز صبح پڑھی وظیفہ سے فارغ ہوئے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار شروع ہو جیسے میر شکار سب حاضر تھے انھوں نے بموجب حکم اپنے آقائے نامدار کے جھاڑی جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیر لوے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندوں کا شکار بخوبی ہو چکا اسوقت امیر نے فرمایا کہ اب چرندوں کی تلاش کرو بموجب ارشاد عالی سوار و پیادے تفحص میں چرندوں کے روانہ ہوئے دم بھر میں شکاریوں نے آکر عرض کیا کہ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک چراگاہ ہے وہاں سب قسم کے جانور نخل ہرن وہیل گاؤ دشتی دیا رنجے وغیرہ چرنے میں مصروف ہیں امیر عالیشان اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام سردار بھی انکی سمت چلے جب کہ قریب چراگاہ پہونچے آواز سے سم مرکب کی چرندوں نے کان کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کے فرار ہو جائیں کہ امیر نے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائیں بموجب حکم سواروں نے گھوڑے ڈالے اور شکار کرنا شروع کیا غرضکہ میں روز و شب شکار میں مشغول رہے روز چارم شکار گمن نہ ہوا امیر یہ دیکھ کے رنجیدہ ہو رہے کہ ناگاہ ایک مادہ آہو سامنے سے نمایاں ہوئی کہ ایک زنگ طلائی اُسکے گلے میں آویزاں اور جھول کارچوبی پشت پر تھی امیر نے مادہ آہو کو دیکھ کر عمرو سے کہا کہ یہ مادہ آہو کسی کی پرورش یافتہ معلوم ہوتی ہے اور سرداروں سے فرمایا اگر ہو سکے اسکو زندہ گرفتار کر لو ہمیں کے سواروں نے اسکو گھیر لیا ہرنی نے یہ کیفیت دیکھ کے امیر سے سبقت کی اور چوکڑی بھر کے روانہ ہوئی امیر نے برہم ہو کے اُس کے عقب میں اشقر کو جولان کیا جاتے جاتے بہت دور نکل گئے تمام سردار و عمرو وغیرہ سب چھوٹ گئے اور وہ مادہ آہو چوکڑیاں بھرتی ہوئی ایک درہ کوہ میں چلی گئی امیر نے درہ کے برابر پہونچ کے دیکھا کہ درہ کی راہ نہایت تنگ ہے مرکب جانے کی جگہ نہیں ہے پس اشقر پر سے اُتر کے پیادہ درہ میں داخل ہوئے جب اُس درہ سے باہر نکلے ایک میدان سبز و خرم میں پہونچے اور وہ مادہ آہو غائب ہو گئی امیر نے دیکھا کہ وہ وقت صبح ہے اور عمرو کہ جو عقب امیر میں آتا تھا دوسرے درہ میں چلا گیا لیکن امیر پیادہ یا درہ گلزار کی سیر کرتے تھے اور متحیر تھے کہ جب میں مادہ آہو کے تعاقب میں آیا تھا تو پہر دن چڑھا تھا اور یہاں صبح معلوم ہوتی ہے امیر نے حیران ہو کے واپسی کا ارادہ کیا دیکھا کہ اب راہ نہیں ہے اور جس درہ سے آئے تھے اسکا شگاف بند پایا یہ دیکھ کے دوسری جانب روانہ ہوئے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا امیر نے اس شہر میں پہونچ کے دیکھا کہ شہر بہت وسیع پر فضا زر ریز حسن خیز ہے خلقت انبوہ در انبوہ عمارتیں بلند و عالیشان دوکانیں آراستہ و پیراستہ چہار سو کا بازار بنا ہوا صرافہ بزازہ جوہری بازار کھلا ہوا ایک جانب بساط خانہ کی سجاوٹ ہے ہر ایک ملک کا اسباب عمدہ و نادر سجا ہوا ایک جانب میوہ فروشوں کی دوکانیں انواع و اقسام کے میوہ ہائے تر و خشک رکھے ہوئے کہیں نان بائی شکر قند پارہ ہر ایک بازار و کنج میں تھنڈے کرتے ہوئے کہیں حلوائیوں کی دوکانیں ہیں آب و تاب ہر قسم کی مٹھائیاں نفیس و خوش ذائقہ تھالوں میں

لگی ہوئین کہین نانبائی کہین تنبولنین کہین کنجڑے کہین بھنگیر نین بیٹھی ہوئین دساڑون کا ہجوم مکانات پختہ وبلند
مگر بے نہایت نامحدود و لپسند سے قصر اعلےٰ اس طرح آباد تھے ۔ چرخ جن پر پرتو کرتا تھا نثار چشم جون
ابروے حسینان جہان ۔ اس طرح کے طاق تھے محراب دار ۔ امیر سیر دیکھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک
مرمر کا ایک قلعہ ہی نہایت عالیشان اور تمام مکانات گرد و پیش جواہر نگار سائبان زربفتی کھنچے ہوے ہر ایک طرح
کی آرایش و زیبایش سے آراستہ غرضکہ ہر کوچہ و بازار کی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ناگاہ گذر امیر
کا ایک حلوائی کی دوکان پر ہوا لیکن کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ امیر نے بازار سے کوئی چیز خود خریدی
ہو جب امیر نے اُس شیرینی فروش کو دیکھا کہ تھالے جیسی روبرو رکھی ہین اور ایک پیر مرد مقطع کرسی پر بیٹھا ہی
اور اُس پیر کے عقب مین ایک خدمتگار مردہ جنبانی کر رہا ہی امیر نے دل مین کہا کہ بیشک یہ شخص میری گفتگو
کے لائق ہی اس سے مین اپنے لشکر کا پتہ دریافت کرون گا پس امیر اُس پیر کے عقب مین آکر کھڑے
ہوے اور سلام علیک کی پیر نے بکراہت چین بجبین ہو کے جواب دیا اور امیر کی جانب سے منھ پھیر لیا
امیر دوسری کرسی پر جو اُس کے برابر بچھی تھی بیٹھ گئے پیر مرد نے کہا کہ لاحول و لا امیر نے دل مین کہا کہ مین اُسکو
سمجھا تھا مگر یہ نہایت نامعقول ہی امیر نے بکراہت اُس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہی پیر نے کہا ای شخص
کیون میرا مغز پریشان کرتا ہی امیر نے برہم ہو کے کہا ای نامعقول تو شریف ہوکر ایسا کلام کرتا ہی پیر نے
کہا ای نامعقول مسخرے ہان ایسا ہی کہتا ہون امیر نے یہ سنکے اُس پیر کی داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا
پیر نے فریاد کی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا کہ ایک دوسرے پیر مقطع نے آ کے کہا کہ ای عزیز اس پیر نے جیسی
گفتگو کی اُسکی سزا پائی اور امیر کو سمجھا کے اپنے مکان مین لے گیا اور کہا کہ اگر تمھارے مزاج مین ایسا ہی
غصہ ہی تو اس شہر مین کیونکر مزدوری کر کے اپنی اوقات بسری کرو گے امیر نے فرمایا تو مجھکو نہین جانتا مین
صاحبقران ثانی سلیمان ہون پیر نے کہا کہ اسی ایک جیسی دو دو کوڑی پر نام صاحبقرانی لیتے ہو خواہ بادشاہ ہو
خواہ غریب جو کچھ ہو اپنے واسطے ہی امیر برہم ہو کے وہان سے بھی روانہ ہوے اور بازار مین آ کے ایک اور
حلوائی کو زر و جواہر دے کے کہا کہ مجھکو شیرینی دے اُسنے زر و جواہر دیکھ کے غلام سے کچھ کہا غلام جلکے اسی قسم کا
جواہر لایا اور کہا کہ ایسے کنکر پتھر یہان بہت ہین بلکہ تمام مکانات طلائی اور نقرئی ہین اگر سکۂ رایج الوقت لاؤ تو
کوئی چیز مل سکتی ہی امیر نے اُسکے قتل کا قصد کیا حلوائی نے کہا کہ اگر مجھکو ناحق قتل کرو گے تو پیش خدا کیا جواب
دو گے اور امیر کے حال پر رحم کر کے صندوقچے سے ایک کولی کاغذ نکالا کہ جس پر ایک جانب لقا کی تصویر تھی دوسری
سمت پر حکیم کی تصویر تھی اور کہا کہ یہ سکۂ رایج الوقت ہی اور جو شخص اسکو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی امیر نے لاحول
پڑھ کے کہا کہ برائے رفع گرسنگی اس کبر کو سجدہ کرون فاقہ سے مر جانا بہتر ہی مگر یہ مجھے ہونگا اور یہ کام اُسی حکیم کا ہی
یہ تصور کر کے امیر روانہ ہوے اور تین روز بے آب و دانہ رہے اور کسی سے کچھ نہ کہا روز سوم اُسی حلوائی کی
دوکان کے قریب آئے اور بسبب گرسنگی کے غشی طاری ہوا نشست بدیوار ہو کے بیٹھ گئے اور وہ شب بھی
یون ہی بسر ہوئی صبح کو جب حلوائی نے دوکان کھولی رحم کھا کے امیر کے پاس آیا اور کہا ای شخص اس
شہر مین بغیر مشقت کے کسی کو غذا نہین میسر آتی امیر نے کہا کس محنت کے تجھسے خواستگار ہو اُسوقت امیر
اپنا جاہ و حشم یاد کر کے گریان ہوے حلوائی نے کہا کہ میری دوکان کے نیچے خوانچہ شیرینی لیکے بیٹھو اور جو خریدار
آئے اسکو اس ترازو سے وزن کر کے جس چیز کا خریدار خواہان ہو اُس کو دو غرضکہ امیر نے ایسا ہی کیا اور اُسنے

تین روز امیر کو کچھ کھانا دیا روز چہارم حلوائی نے ایک مکان مختصر امیر کو خالی کر دیا اور ایک پلنگ و توشک بھی دی امیر تمام روز شیرینی فروخت کرتے تھے اور نصف شب کو دیکان برخاست کر کے اُسی مکان میں آرام کرتے تھے اور اپنا تمام اسباب یعنی زرہ اور خود وغیرہ بقچہ میں باندھ کے زیر پلنگ کے رکھ دیا تھا کہ اُن اسباب اور دوکانداری سے کیا مناسبت ہے ایک روز امیر نے حلوائی سے کہا کہ اگر تمھاری اجازت ہو تو میں کسی وقت برائے سیر شہر میں جایا کروں حلوائی نے کہا کہ تم کو کسی امر کی ممانعت نہیں ہے دو وقت صبح و شام کہ وہ وقت دوکانداری کے ہیں اُس وقت نہ جانا اور باقی تمام روز و شب تم کو اختیار ہے امیر نے پوچھا کہ شہر سے باہر جانے کی راہ کونسی ہے حلوائی نے کہا کہ مین نے تمام عمر میں دروازہ شہر کا نہیں دیکھا اور نہ اس شہر سے باہر نکلا بس امیر نے اپنا لباس اور اسلحہ پہن کے دل میں کہا کہ اس شہر سے نکل جانا مناسب ہے کیونکہ یہ شہر نا پرسان ہے بس یہ خیال کرکے امیر روانہ ہوئے اور تمام دن سرگردان رہے شب کو پھر اُسی حلوائی کی دوکان پر خود بخود پہونچ گئے غرض کہ اسی طرح تین روز امیر سرگردان رہے مگر شب کو پھر اُسی شیرینی فروش کی دوکان پر پہنچے تین پایا روز چہارم امیر جنوبی سرحد کی طرف روانہ ہوئے دور سے ایک دریا دیکھا کہ موجزن ہے نہایت صاف و شفاف کہ تہ تک کی چیز معلوم ہوتی تھی غرضکہ وہ نہنگ بحر شجاعت دریا کی سیر دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر دیکھا کہ قریب دو سو نازنینوں کے دریا میں نہا رہی ہیں اتنے میں ایک نازنین دوپٹہ شبنم کا اوڑھے ہوئے غسل کرکے دریا سے نکلی اور کنارہ پر ایک چوکی بچھی ہوئی تھی اُس پر بیٹھ گئی تمام جسم اُس کا زیر پیراہن سے ظاہر تھا اور ایسی حسین تھی کہ آفتاب اسکے حسن کے روبرو شرمندہ ہوتا تھا شمشاد قد خورشید خد ماہ تابان مہر درخشان گلرخسار غنچہ دہان آنکھیں دونوں نرگس قتال بھرے بھرے بازو خنجر جانستان دونوں ابرو شانے نور کے ساعد بلور کے

قد وہ اُس گل کا غیرت شمشاد
پیدا تھی طوالت شمشاد
صفحۂ حسن کی تھی پیشانی
تیغ دل کو بنا ہے تیغ خمیر
گورے گورے بھرے بھرے گالے
موتیوں سے بھرا ہوا تھا دہن
شیشۂ صاف یا وہ گلنار
یا کہ وہ دو حباب دریا کے تھے
چاہ میں جسکی لاکھوں دل غرقاب
یا کہ موسے مژہ کا سایا لکھو
کلک ہونے لگا دوات میں مست
لاکھو لاکھو جسے دیکھا جون سے

زلف پر پیچ رشک مشک خطا
دونوں آنکھیں غزال دشت ختن
چہرۂ پاک پر تھی وہ بینی
نازکی میں وہ دونوں لب اُسکے
اور وہ سیب ذقن نیا پھل تھا
مخزن نور حسن تھا سینہ
نازک اندام جو تھا وہ نرم شکم
اور قلم بس نہ ہو نگارش کر
تھی ہر اک حسن سے وہ ملو ران
القصہ سر سے تا بقدم قدرت یا

صورت نافہ وہ بندھا جوڑا
وہ نگہ اور وہ قہر کی چتون
یا کہ اک ہر دو چشمی لکھی تھی
رنگ گلبرگ تر سے افزوں تھے
جو کہ بے کہا نے دست اعجاز آ
معدن حسن کا وہ گنجینہ
جب با نظر سے ہوئے درم
دیکھو آہو کیا وصف موسے کمر
دیکھ پائے پری تو ہو حیران
فی الحقیقت تھی نور کا پتلا

پر ضیا وہ جبین لا ثانی
لبیں ساقی پر شرم سے تیر
رشک خورشید وہ زنخدان تھا پہ
تھا ہر اک دست لیکن بدن
تھا وہ پیارا اسکی صراحی دار
چھاتیاں تھیں بلور کی سی تھی
ناف دریائے حسن کا گرداب
عکس تار نگاہ شوق کا لکھو
اب ہو آگے مقام وہ ہے پست
جسم میں وہ سفید پیراہن

کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہو کیا بدن کا رنگ ہے جسکی پیراہن پیرہن

غرضکہ اُس زہرہ جبین نے لب دریا چوکی پر بیٹھ کے بہ نگاہ معشوقانہ امیر کی طرف دیکھا امیر بمجرد دیکھنے اس کی صورت کے دلدادہ ہو گئے اور بیتابانہ دوڑ کے اس معشوقہ سے دست و بغل ہو گئے اور چند بوسے لیے یہ حال دیکھ کے وہ دو سو نازنینیں امیر کی طرف دوڑیں اور گالیاں دینا شروع کیں امیر نے اس نازنین سے کہا کہ یہ سب عورتیں مجھکو دشنام دیتی ہیں تم ان کو منع نہیں کرتیں اُس نازنین نے کہا کہ اس شہر کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جسپر

عاشق ہوا اُسکی شادی اُسکے ساتھ ہوتی تھی پس مین اب بیتری زدہ ہون مجکو اپنے مکان مین جگہ دین تیرے ہمراہ چلون
اور اُن عورتون کو گالیان دینے سے منع کیا امیر خوشی خوشی اُسکو ہمراہ لیکے حلوائی کی دوکان پر آئے حلوائی نے
دیکھکر کہا کہ تمھاری بسراوقات تو مشکل ہوتی تھی اس عورت کی کیونکر گذر ہوگی اور مین نے جو کچھ تمھارے
واسطے مقرر کیا ہے اُس سے زیادہ نہ دونگا امیر نے کہا جو کچھ ہو مین اس پری تمثال کے جمال پر فریفتہ ہون پس
امیر دوکان پر بیٹھکے شیرنی بیچنے لگے شب کو حلوائی جو مٹھائی کا چورہ دیتا تھا امیر مع اُس نازنین کے
وہی چورہ کھاکے بسر کرتے تھے اس عرصہ مین وہ نازنین حاملہ ہوئی اور بعد نو مہینے کے ایک پسر خوش چہرہ تابان
پیدا ہوا امیر نے حلوائی سے پوچھا کہ اس شہر مین دایہ بھی مل سکتی ہے حلوائی نے یہ سن کے ایک دایہ کو بلوایا اور اپنے
پاس سے اُسکی اُجرت دی غرضکہ اسی طرح چار سال امیر کو حلوائی کے مکان مین گذرے امیر اس لڑکے کو دیکھ کے
اور اپنا جاہ وتجمل یاد کرکے گریہ کرتے تھے ایک روز شور وہنگامہ برپا ہوا اور چوبدارون نے ہر دوکاندار سے
آکر کہا کہ اپنی اپنی دوکانین اس ملک کے بادشاہ کے دردولت پر لیچلو کیونکہ بادشاہ نے جشن کیا ہے حکم سن کے
تمام دوکاندار دوکانین لیکر روانہ ہوے اور امیر نے بھی حلوائی کے ہمراہ تمام اسباب دوکان کا لے کے
دردولت شاہی پر چلنے کا قصد کیا اُسوقت حلوائی نے امیر کو خوشخبری دی اور کہا کہ آج جشن شاہانہ ہے
جو کچھ تجکو بادشاہ اور امرا سے ملے گا وہ سب تجھین دونگا امیر جو جزیاخانہ ویری کے نہایت پریشان تھے یہ
مژدہ سنکے خوش ہوے کیونکہ اس نازنین کو امیر سے دوسرا حمل بھی رہا تھا اور بسبب محتاجی کے دودھ بھی خشک
ہوگیا تھا اور امیر جہان جاتے تھے وہ لڑکا بھی انکی انگلی پکڑے ہوے ہمراہ جاتا تھا القصہ امیر حلوائی
کے ہمراہ آئے اور دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اور چار نہرین درمیان میدان کے موجزن ہین اور ہر نہر
کے کنارے بازار آراستہ ہے اور میدان مین گرد سبزہ نوخاستہ ہے وہان خیمہ ہاے زرنگاری استادہ ہین
ایک طرف مکان طلائی ہے کہ اُسکی چمک اور ضیا پر نگاہ نہین ٹھہرتی اور سامنے جواہر نصب کیا ہوا ہے ادھر طرف
لشکر اُترے ہین غرضکہ مشرق سے تا مغرب اور جنوب سے شمال تک یہی آراستگی تھی اور حلوائی سے پیشتر
مزدورون نے آکے ایک مقام پر سائبان مخملی استادہ کیا ملازمان حلوائی نے آکر دوکان آراستہ کی اور
خوانچے شیرنی کے لگا دیے حلوائی نے امیر کو سب ملازمون پر سردار کیا تھا کیونکہ حلوائی امیر کو بہت ذکی
اور سلیقہ شعار جانتا تھا پس امیر بھی دوکان پر بیٹھے دیکھا کہ مکان طلائی کا دروازہ کھلا مگر کوئی دروازے پر معلوم
نہین ہوتا تھا پس امیر نے ایک شخص سے دروازہ کے کھلنے کا سبب دریافت کیا اُس نے اپنی لاعلمی
بیان کی بعد ازان امیر نے دیکھا کہ آواز نقارہ بلند ہوئی اور علمہاے رنگین و نشانہا و ساز شادی نمود
آئے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب وغیرہ نمایان ہوا الغرض دیکھا کہ ہاتھیون پر تخت ہاے نقرئی و طلائی
نصب ہین اور بنگلہ ہاے جواہر نگار مین معشوقان طرحدار مع جام و صراحی حاضر ہین اور ان بنگلون مین بقدر
وسعت تھی کہ ناچ ہو رہا تھا اور بیچ مین لقا بیٹھا تھا خدمتگار مگس رانی کر رہے تھے یہ جاہ وتجمل دیکھ کے دین
کہا کہ مین نہین جانتا کہ خدا کو کیا منظور ہے کہ تمکو یہ درجہ رفیع عنایت فرمایا جب سواری لقا کی باجمیع تزک
و احتشام قریب مکان طلائی آئی ایک مرد حکیم وضع مکان سے نکلا اور لقا کا استقبال کرکے قصر طلائی مین لے گیا
صنعتم اور بختیارک بھی لقا کے ہمراہ تھے حکیم نے آواز دی نعمت خانہ طیار کرو اور حکم دیا تمام شاہانے و ماکین
مکان کے اندر لاؤ یہ سن کے چوبدار حلوائی کے پاس آئے اور کہا تم کو حکیم صاحب یاد فرماتے ہین میر

لقا کو دیکھ کے پوشیدہ ہوگئے تھے اُسوقت حلوائی نے امیر سے کہا کہ تم شیرینی لیکے حکیم کے پاس جاؤ امیر دل میں
خوش ہوئے کہ بہتر ہوا میں جا کے لقا کو قتل کرونگا مگر امیر نے نقل حلوائی سے دریافت کر لیا تھا کہ میں اپنا
اسباب لیلیون اُسنے کہا تھا کہ تلکوس نے منع کیا ہے غرض کہ امیر مسلح و مکمل ہوئے اور مزدوروں کے سرپر
خوانہاے شیرینی رکھوا کے مکان کے اندر گئے چوبدار نے کہا کہ ایک خوان میں قدرے شیرینی ہر قسم کی رکھوا کے
حکیم کے واسطے مزدور کے ہاتھ بھیجدو ہم اُسکو مزدوری دیدینگے پس امیر نے خیال کیا کہ لقا کے روبرو جانا
بہتر نہیں ہے اور تمام خوانہاے شیرینی مزدوروں کے ہمراہ کر کے لقا کے پاس بھیجدیے بعد ازان ایک مرد کہن شیخ
نے آکے امیر سے کہا کہ جو خوان حکیم کے واسطے رکھے ہیں وہ میرے ہمراہ مزدوروں کے سرپر رکھوا کے لے چلو
پس امیر نے چار گلدستہ شیرینی کے ہمراہ لیے اور مسلح و مکمل اُسکے ہمراہ حکیم کے پاس آئے وہاں پہونچ کے
دیکھا کہ ایک باغ نہایت پر فضا ہے کہ جسکی زمین صندل کی اور مکان جواہر نگار ہیں اور جا بجا گلدستہ ہاے
بوقلمون رکھے ہیں اور ایک بنگلہ نقرئی نصب ہے اور اُسکے روبرو مخمل کا سائبان کھچا ہوا ہے اور بنگلہ میں
فرش سفید عمدہ بچھا ہے اور ایک مرد پیر جبہ و خرقہ پہنے ہوے بشکل نورانی بیٹھا ہے جب حکیم نے امیر کو دیکھا
براے تعظیم اُٹھا اور کہا اے شیر بیشۂ عربستان تشریف لائیے بعد ازان عرض کی یا امیر عالیقدر لاحول ولا قوۃ
کمالات کا فر لینے لقا ملعون میں کبھی نہ کرتا لیکن وہ میری سرحد میں آیا تھا اور میں نے اقرار دعوت کیا
تھا لہذا آج اُسکو اپنی سرحد سے نکالے دیتا ہوں اب حضور مالک ہیں امیر نے یہ سنکر کہا کہ تمھارا لباس دکھاتا
ہے ورنہ ابھی اُسکو قتل کرتا اور میں نے بیوقوفی سے اس شہر میں ایک نازنین سے عقد کیا ہے اور اُس سے لڑکا
پیدا ہوا ہے وہ دونوں زن و فرزند حلوائی کے مکان میں ہیں حکیم نے کہا یہ فقط آپکا خیال ہے آپ کو اپنے
لشکر سے آئے ہوے چند گھڑی کا عرصہ ہوا ہے اور یہ حال آپکو بروقت جانے اپنے لشکر کے معلوم ہوگا بعد ازان
حکیم نے اُٹھکے لقا سے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ میں تمھاری دعوت سے فارغ ہوا لقا
نے کہا کہ میں آپ کے قدم چھوڑ کے نہ جاؤنگا کہ دفعتاً ایک طرف سے ایک شیر پیدا ہوا اور لقا کی جانب دوڑا
لقا نے دیکھا سرداران امیر مرکب اُٹھائے چلے آتے ہیں اور لقا کے تمام سرداروں نے بھی یہی حال
مشاہدہ کیا پس لقا مع بختیارک بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوا حکیم نے امیر سے کہا کہ حضور اپنے لشکر
میں تشریف لیجائیں کیونکہ تمام لشکر کو تشویش ہوگی امیر نے فرمایا کہ میں تمھیں ایک طلسم تیار کراؤنگا حکیم نے
عرض کیا کہ آپ جسوقت مجھکو طلب فرمائیں گے میں فوراً حاضر ہونگا بلکہ دو حکیم اور کہ جو علم و کمال میں مجھ سے
بہتر ہیں وہ بھی حاضر ہونگے بعد ازان امیر کا ہاتھ پکڑ کے دروازہ تک لایا امیر اشقر کو دروازہ پر استادہ
دیکھ کے سوار ہوے چند قدم چلے تھے کہ حکیم کا مکان نظر سے غائب ہوا اور عمرو نے پہونچکے کہا کہ یا امیر شاید
وہ مادہ آہو آپ کے ہاتھ نہیں آئی امیر نے تمام حال گذشتہ عمرو سے بیان کیا مقبل نے عرض کی حضور کو گئے
ہوے چار گھڑی گذری ہیں غرض کہ امیر بارگاہ میں آئے اور شاہ اسلام سے تمام سرگذشت بیان کی سب کو
یہ کیفیت سنکے کمال استعجاب ہوا بعد ازان صحبت عیش و عشرت و بزم مسرت گرم ہوئی

اب دو کلمے زمرد شاہ باختری کے بیان ہوتے ہیں سو

جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے دست و پا دیکھتے ہیں اُسکے بہم ہووے	خانۂ عشق سے خانۂ ماتم ہووے ہو مداوا کوئی تو تدبیر بتا دے ایسی	تیرے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو دیکھنا اُسکا میسر ہو کوئی دم ہووے

اسے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
ایسی گر فکر کرے درد تو کچھ کم ہووے

دو بدو اس کے سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے
جرأت اب پاس بھی ان میں تو نہیں رہ سکتا

شہسواران عرصۂ سخندانی و یکہ تازان معرکۂ خوش بیانی شمشیر کام قلم کو میدان
بیان میں یون جولان کرتے ہیں کہ لقاے بے لقا یہ جانتا تھا کہ سرداران امیر میرے تعاقب میں آتے ہیں اس
سبب سے تین شبانہ روز بھاگا آخر بختیارک نے کہا اے لقا تعاقب کرنا اہل اسلام کا دستور نہیں ہی بس دامنہ کوہ
مین پہونچ کے قیام کیا مگر لقا اپنے حال زار پر رونے لگا بختیارک نے اوسے بہت سمجھایا اور کہا کہ اپنے بھائی نمرود
کے پاس شاکیہ میں چلو لقا نے کہا کہ نمرود نہایت متکبر ہی میں اوسکے پاس نہ جاونگا اس سے بہتر ہی کہ میں درپے
حمزہ کے پاس چلوں غرضکہ بختیارک لقا کو سمجھا کے شاکیہ کی طرف روانہ ہوا بعد قطع مراحل سرحد شاکیہ میں
پہونچے یہان ایک دربند ہی اور اوس دربند کے حاکم کا نام تہمتن شیر شکار تھا تہمتن ہر روز صحرا میں جا کے
ایک شیر کو گرفتار کرتا تھا اور اوسکے کان چھید کے اوس پر سوار ہوتا تھا اس سبب سے شیر شکار اوس کا لقب تھا
اور تین لاکھ سوار کا مالک تھا جب تہمتن نے آمد لقا کی خبر سنی سرداروں سے مشورہ کیا کہ اب مجکو کیا
کرنا چاہیے سرداروں نے عرض کیا کہ اس حال کی خداوند کو عرضی لکھو جیسا خداوند فرمائیں اوسپر عمل کرو
غرضکہ تہمتن نے عرضی میں لقا کا حال مندرج کر کے عرش بن نمرود کے پاس روانہ کی عرش تہمتن
کی عرضی نمرود کے پاس لیگیا اور تمام حال لقا کے آنے کا سرحد تہمتن میں بیان کیا اور کہا کہ تہمتن نے عرضی
لکھی ہی اور دریافت کیا ہی کہ لقا کے بارے میں جو حکم ہو اوس کی تعمیل کی جاے نمرود نے یہ سنکے کہا تہمتن
کو لکھ بھیجو کہ لقا کو بعزت و احترام میرے پاس لے آئے عرش نے یہی جواب لکھ کے ہرکاروں کے حوالے کیا
ہرکارے عرضی لیکر روانہ ہوے اور نمرود نے لقابدار زرد پوش کو حکم دیا کہ تو تین لاکھ کی جمعیت سے جا اور
باعزاز تمام لقا کو اپنے ہمراہ لے آ مگر خبردار اوسکو سجدہ نکرنا چنانچہ عرش نے ہرکاروں کے عقب میں لقابدار زرد پوش
کو تین لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ کیا اول ہرکاروں نے پہونچکے تہمتن کو جواب عرضی دیا تہمتن حسب الحکم
تین لاکھ کی جمعیت سے نوبت و نشان وغیرہ سامان ترک و احتشام ہمراہ لیکے روانہ ہوا استقبال لقا کو
تین روز گذرے تھے اور لقا بختیارک سے کہ رہا تھا تمنے دیکھا کہ ابتک کوئی میرے استقبال کو نہیں آیا ناگاہ
تہمتن پہونچا مگر لقا کو سجدہ نہ کیا لقا اس کے سجدہ نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا تہمتن نے لقا سے کہا کہ ابتک
تمہارے دماغ سے دعوے خدائی نہیں نکلا چلو تمکو خداوند نمرود شاہ نے یاد کیا ہی یہ کہکر لقا کو سوار
کرا کے روانہ ہوا کہ دفعۃً لقابدار زرد پوش فرستادۂ نمرود مردود بھی پہونچا اور شرف ملازمت
حاصل کر کے یہ بھی ہمراہ رکاب نکبت انتساب ہوا

اب دو کلمہ داستان ہاشم تیغزن کے بیان ہوتے ہیں

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہی
رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہی

تمہیں بتاؤ کیا انداز گفتگو کیا ہی
جلا ہی جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہی

چپک رہا ہی بدن پر لہو سے پیراہن
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہی
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

دور بینان خرد پژدہ طلسم معانی و نظر بازان عرصہ سخندانی دوربین
فکر دیدۂ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہیں کہ جب شہزادہ ہاشم نے داراب دریا نشین
اور خرم زرین درفش اور زرین تاج دونوں بادشاہوں کو گرفتار کر کے مسلمان کیا اوسکے بعد بارہ لاکھ

فوج کی جمعیت سے مزدود کی طرف روانہ ہوے سرحد شنگالیہ میں پہونچا اور مزدود کے قبول جو تیس کوس سے
تیس کوس تک بچھے نمایان ہوے پس ہاشم اسی سمت روانہ ہوا کہ ایکبار گرد بلند ہوئی اور دو لاکھ سوار اور اُن کا
سردار فولاد خارا شکن کہ جو مزدود کی مدد کے واسطے جاتے تھے پہونچے اور اپنے عیار سے ہاشم کا حال سُن کے
مقبول مزدود کی طرف سجدہ کیا اور کہا ہم ہاشم سے جنگ کے واسطے آئے تھے انکو راہ میں پایا اور اپنے سواروں
سے حکم دیا کہ تم جاکے ہاشم کو گرفتار کر لاؤ اُنھوں نے آکر ہاشم سے کہا کہ ہمارا سردار کہتا ہو کہ جلد آکر
خداوند مزدود کو سجدہ کرو ہم تمھاری خطا معاف کر دینگے ہاشم نے کہا معلوم ہوا کہ مزدود پرست ہو
پس تمھارا قتل کرنا واجب ہوا اُن سرداروں نے ہاشم کا رعب و داب جاہ و جلال دیکھ کے خود مقابلہ نہ کیا
اور جاکے تمام حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے اپنے لشکر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ خبردار تم میں سے کوئی
میرے ہمراہ نہ آئے اور خود تنہا لشکر ہاشم میں جاکے پوچھا کہ تم میں پسر حمزہ کون ہو شیر مردم در دیوانہ نے
جواب دیا کہ اے بے ادب اسطرح ہمارے شہزادہ کا نام لیتا ہی فولاد یہ سنکے دیوانہ کی طرف دوڑا دیوانہ نے چوبدست
پکڑ کے فولاد پر حملہ کیا فولاد نے ہاتھ بڑھا کے چوبدست چھیننے کا قصد کیا پس دونوں جانب سے ایسی کشاکش
ہوئی کہ چوبدست ٹوٹ گئی اور دونوں گھوڑوں سے اُتر کے کشتی میں مصروف ہوے دیوانہ نے ایسا ناخن مارا
کہ زرہ فولاد کی پارہ ہو گئی اور جسم فولاد کا زخمی ہو گیا مگر فولاد نے بھی ایسا گھونسا مارا کہ دیوانہ کی
آنکھیں بند ہو گئیں اور غش طاری ہوا فولاد نے قصد کیا کہ دوسرا طمانچہ مارے اس اثنا میں ہاشم نے
پہونچ کے کہا کہ اے فولاد تیرا حریف میں ہوں فولاد نے جلال شہزادہ دیکھ کے کہا کہ پسر حمزہ تمھیں ہو ہاشم
نے کہا ہان میں ہی ہوں اس عرصہ میں دیوانہ کو ہوش آیا اور دوڑ کے پھر فولاد سے لپٹ گیا اور کشتی شروع
ہوئی فولاد کے سرداروں نے قصد کیا کہ ہم بھی فولاد کے شریک ہوں لیکن اُس نے منع کیا کہ تم لوگ علحدہ
رہو مگر خواہرزادہ فولاد فرہاد خارا شکن نے کہا کہ اے پسر حمزہ تو نہایت متکبر ہو کہ اپنے ملازموں سے
جنگ کراتا ہی یہ کہکے اور تلوار کھینچ کے ہاشم کی طرف آیا اور حملہ کیا ہاشم نے بآسانی اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی
اور کمر میں ہاتھ ڈال کے خانۂ زین سے اُٹھا لیا فرہاد یہ زور و طاقت شہزادہ کی دیکھ کے مسلمان ہوا لیکن
فولاد اور دیوانہ میں تمام روز کشتی ہوئی آخر فولاد کا پاؤں ایک سوراخ موش میں جاکے ٹوٹ گیا ہاشم یہ
دیکھ کے دوڑا اور دیوانہ کو علحدہ کرکے فولاد سے کہا کہ اے بہادر اب جاؤ جب تم کو صحت ہوگی اُسوقت آنا
یہ دیوانہ پھر تم سے اُسوقت جنگ کریگا فولاد بھی یہ جرأت و ہمت شہزادہ کی دیکھ کر عاشق ہوا دل میں اپنے
تصور کیا کہ فرہاد اتنے بڑے پہلوان کو اپنے کسطرح بآسانی گھوڑے سے اُٹھا لیا اور دوسرے یہ دیوانہ کہ جسنے
مجھسے ایسی جنگ کی اسکو بھی اپنے زیر کیا ہو پس میں اس شخص سے سر بر ہو نگا چنانچہ فولاد بھی مع اپنے
دو لاکھ سواران ہمراہی کے بصدق دل ایمان لایا اُسی جگہ بارگاہیں استادہ ہوئین تین شبانروز سب نے
قیام کیا روز چہارم شہزادہ ہاشم نے دیوانہ مردم در اور فرہاد کو ہراول لشکر کیا اور چودہ لاکھ کی جمعیت سے
اپنی بارگاہ شنگالیہ کی جانب روانہ کی اور خود بھی عقب میں روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان لقا کے اور بیوکتا اس مردود کا مزدود کے پاس بیان ہوتے ہیں

نہ پوچھ عشق کے صدمے اٹھائے ہیں کیا کیا
طلسم خاک سے نقشے بنائے ہیں کیا کیا

شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
میں انکے حسن کے عالم کی کیا کروں تعریف

ذرا تو دیکھو کہ صناع صنعت قدرت نے
نہ پوچھ مجھسے کہ عالم دکھائے ہیں کیا کیا

کوئی پٹکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے جگر پہ اسنے ترے زخم کھائے ہیں کیا کیا	کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہیں کیا کیا نگاہ غور سے اک مصحفی کی جانب دیکھ	ذرا تو دیکھ لے گھر سے نکل کے او بے مہر ترے خرام نے فتنے اٹھائے ہیں کیا کیا

بلبلان نغمہ سنج گلزار معانی و طوطیان شکرستان شیرین زبانی شاخ رنگین دربیار خامۂ تحریر سے مضمون بوقلمون
کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہیں کہ جب لقا قریب شکاکیہ پہونچا عرش نے معطرزہ وزیر سے کہا کہ تم جا کے لقا کو
باعزاز و اکرام لے آؤ کہ وہ بھی اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک ہے اور نمرود کے عرش کے علاوہ چالیس بیٹے
ہیں اور وہ بھی سب صاحب فوج و حشم ہیں عرش نے اپنے تمام بھائیوں کو بھی برائے استقبال لقا بھیجا
اور خود بھی شہر سے سات منزل نکل کے خیمۂ زرنگار میں مقیم ہوا جس وقت لقا پہونچا عرش اُسکا استقبال
کر کے اپنے خیمہ میں لایا اور دعوت کی اور ظروف ہائے طلا اہل لشکر کو عنایت کیے اور لقا کے ہمراہ اُس
روز چونسٹھ لاکھ سوار تھے عرش و معطرزہ و خسرو بلند اختر نے پایۂ تخت لقا کو بوسہ دیا لیکن لقا بسبب
اُنکے سجدہ نکرنے کے از بس رنجیدہ ہوا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند تجھکو اس جاہ و جلال سے طلب کیا
ہے او بیہودہ انگوٹھی کیا پیدا ہے کہ تجھکو سجدہ کریں غرض کہ عرش لقا کو نہایت تجمل و شان و شوکت سے
شکاکیہ میں لایا لقا نے شکاکیہ میں پہونچ کے دیکھا کہ تمام مکانات طلائی و جواہر نگار ہیں لقا یہ سامان کر و فر
دیکھ کے ملک سبائل کو بھول گیا تمام شہر میں اُس کی آمد کی وجہ سے آرائش و صفائی ہوئی تھی اور ہر مقام پر
اسکے دیکھنے کے لیے ہجوم عام تھا لیکن ہر شخص لقا کی صورت کریہ کو دیکھکر لاحول پڑھتا تھا یہانتک کہ
سواری اسکی ایوان شاہی تک گئی تمام سرداران اور ارکین دولت نے استقبال کر کے با ادب تمام لقا
کو لیجا کر تخت جواہر نگار پر بٹھایا بختیارک ہر بار کہتا تھا کہ اس ملک میں مثل سنجان و باختر کے کوئی
مسلمان نہیں آیا جیسا کہ بدیع الزمان اور قاسم دختران خداوند کو سبائل سے لیگئے اس اثنا
میں سیک وصال نے آ کے کہا کہ نمرود نے لقا کو طلب کیا ہے یہ سن کے عرش لقا کو دوسرے مکان میں
لے گیا لقا وہاں کی طیاری اور آرائش شاہانہ دیکھ کے متحیر ہوا اسنے دیکھا کہ ایک جوان تخت زبرجد نگار پر
بیٹھا ہے اور اُسکے دونوں شانوں پر دو پر جواہرات سے نصب ہیں اور مکان کا صحن نہایت وسیع ہے اور
ایک زنجیر طلائی از قیطول تا زمین آویزان ہے پس جسطرح ہاشم کو بالائے قیطول لے گئے تھے اسی طرح لقا
کو بھی لیگئے لقا نے نمرود کو بیٹے سے زیادہ کریہ منظر پایا غرضکہ سب نے نمرود کو سجدہ کیا مگر لقا نے سجدہ
نہ کیا نمرود نے برہم ہو کے کہا کہ ہنوز تمھاری سرکشی دفع نہیں ہوئی بختیارک نے دیکھا کہ نمرود کا مزاج برہم
ہو چلا ہے پس فوراً بختیارک نے فریاد و الغیاث کی نمرود نے بختیارک سے سبب پوچھا بختیارک نے
اپنا سر کھول کے کفشکاری عمرو کا حال بیان کیا نمرود نے بختیارک کی منڈی دیکھ کے اسکو اپنا غلام بنا
کیا اور طوق لعنت طلائی اسکی گردن میں ڈالدیا اور تخت لقا زیر تخت نمرود بچھایا گیا اس اثنا میں
مہران سیک وصال نے پرچۂ اخبار نمرود کے روبرو پیش کیا نمرود نے پڑھ کے عرش سے کہا کہ وہ قیدی گرفتار
نہیں ہوا بختیارک حیران کہ کیا راز ہے خسرو بلند اختر نے بختیارک سے تمام حال ہاشم کا بیان کیا بختیارک نے
کہا کہ میں بھی اس امر سے حیران تھا کہ اہل اسلام یہاں تک نہیں آئے لیکن نمرود نے حکم دیا کہ رزاق دیوانہ
کو ہراول لشکر کے مع فوج گران مقابلہ کو روانہ کرو کہ وہ روئین تن ہے اس طرف بھی ہراول لشکر
ہاشم دیوانہ مرحوم در حمد لمعنہ ہی دیوانے کو بھیجو کہ یہ جا کے ہاشم کا پیش خیمہ لے آئے مصرع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو بختیارک نے کہا اے خداوند پسر حمزہ بھی پسر نور ہے کیونکہ وہ اولاد نور ہے
لہذا اسکے حق مین کوئی کلام سخت زبان سے نہ نکالیے عمرو دہم برہم ہوا بختیارک نے کہا کہ وہ شخص شیطان ہے جو بچہ
مین کہون اُسپر آپ برہم ہوتے ہیں عمرو دنے احکام نامہ کہ معاذ اللہ اسکو وحی کہتے ہیں اور وہ ایک تختی طلائی ہے
کہ جسپر حروف کندہ ہیں اور جو شخص واسطے جنگ کرنے کے جاتا ہے وہ تختی تیمنًا و تبرکًا اپنے سر پر باندھ لیتا ہے
چنانچہ وہ احکام نامہ عرش نے ارزاق دیوانے کو عنایت کیا ارزاق نے تختی سر پہ باندھی اور تین لاکھ
دیوانوں سے ہاشم کی طرف روانہ ہوا لیکن دیوانہ شریر مردم درجس منزل پہ پہونچتا تھا اُس جگہ خیمہ نصب
کرتا تھا جب ہاشم اُس خیمہ مین داخل ہوتا تھا دیوانہ دوسرا خیمہ دوسری منزل کے پیشتر جاکے نصب کرتا
تھا اس اثنا مین دیوانہ ارزاق پہونچا اور دیوانے دونون طرف سے نکل کے جنگ کرنے لگے ہر ایک کے ہاتھ
مین گیارہ سو من کی چوبدست تھی اس عرصہ مین ارزاق و شریر کا مقابلہ ہوا ارزاق نے چوبدست ماری
شریر نے بمشکل تمام اسکو رد کرکے ایسی چوبدست ماری کہ ارزاق پیوند زمین ہوگیا ہمراہیان ارزاق
بھی شکست کھاکے بھاگے اور تمام حال جاکر عمرو دسے عرض کیا اس طرف سے عمرو دمع بختیارک و
خسرو بلند اختر و عرش بن عمرو د حسب الحکم زیر قیطول آئے اور دو لاکھ سوار کی جمعیت سے مع
سوہان بیر دندان و سالم فیل دندان قلعہ سے نکل کے شریر مردم دور کے مقابل پہونچے اور خیمے برپا کیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ ز جائے دگر داستان گوش کن ٭

جانا ہاشم کا طلسم فریدون مین بیان کیا جاتا ہے

کوئی چاہے خیال تمھارے کہدے ہم اور بھی لفظ چند تکرار کرین
کاآپ ذرہ لی زی جو ہر دار کرین این وقت را بعبر مقابل گرفتہ ایم
تو با وجود تقاضائے ارگ سدرت مع باش اے اجل کہ در این تامل گرفتہ ایم

نگارندگان نیرنگ طلسمات و سیاحان منازل دشت عجائبات صفحۂ قرطاس کو مضامین افسونگری سے غیرت دہ
طلسم خیال بنا کر گوہر آبدار کلام کو زیب گوش شاہد سخن بھی اسطرح فرماتے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغزن زرکوہ
اپنے خیمہ مین تھا کہ ایک پیر نورانی شکل آیا اور اُسنے ایسی حقانی گفتگو کی کہ شاہزادہ محو ہوگیا اس پیر نے کہا کہ
بیاہ درہ کوہ کی کہ جانب دشت عجیب ہے راہ دور دراز ہے اور دوسری راہ نہایت قریب اور راحت رسان
مسافران ہے وہ پیر یہ کہکے روانہ ہوا اور پھر صبح کو آنکے ہاشم کے لشکر کا رہبر ہوا جب ہاشم درہ کوہ سے باہر
نکلے ایک ریگستان مین پہونچے کہ فرط حرارت سے وہان کا ذرہ خورشید محشر کا نمونہ تھا کرۂ خاک کرۂ نار بنگیا
تھا حدت آفتاب اس درجہ تھی کہ تمام ریگ بیابان اخگر سوزان معلوم ہوتی تھی گویا سوا نیزہ پر خورشید جہان تاب
تھا پانی وہان تو ہر نایاب تھا بسبب تشنگی کے تمام لشکر قریب ہلاکت پہونچا جب پہر دن باقی رہا اور حرارت
آفتاب کی کم ہوئی ہاشم مع لشکر آگے بڑھے ناگاہ ایک قلعہ نمودار ہوا کہ جسکے تمام برج طلاء احمر کے تھے اور
کل حصار پر کار رجواہر کیا ہوا تھا اور ایک جانب اُس قلعہ کے دریائے مصفا و پر شور زخار تھا ہاشم نے
لب دریا پہونچ کے خیمہ برپا کرنے کا حکم دیا اتفاقًا ایک شخص آتا تھا لیکر واسطے پانی کے لب دریا گیا دیکھا کہ اندرون
دریا کے ایک مکان طلائی بنا ہوا ہے اور ایک معشوق بنگلہ مین کرسی پر جلوہ گر ہے گنگھی کرتی ہوئی اپنے بال خشک کرتی ہے
جب اُس شخص نے اُس معشوقہ کو دیکھا اُس نازنین نے اسطرح اشارہ کیا کہ وہ شخص دیوانہ ہوکے دریا مین
کود پڑا اور غرق ہوا اسی طور سے اکثر اہل لشکر جاکے دریا مین غرق ہوئے چنانچہ دیوانہ نعمان برق دندان

جب لب دریا آیا وہ بھی اس نازنین کے اشارے سے غرق ہوا اور جو لوگ اسکے پکڑنے کو کودے وہ بھی غریق
بحر فنا ہو گئے جب ہاشم نے یہ ماجرا سنا وہ بھی آیا اور مشعل اور لوگون کو دیکھی اشارۂ نازنین سے طرح کے دریا مین
غائب ہوا یہ نازنین شرارہ جادو دربان طلسم فریدون تھی اور اسکا زوج طوران جادو ہی جب شرارہ نے
ہاشم کو بھی گرفتار کیا طوران نے سحر کے قصد کیا کہ اسکو قتل کرے اسوقت اسکی زوجہ نے کہا کہ اس جوان
کی شرکت کر کہ یہ جوان طلسم فتح کرکے تجھ کو بادشاہ کردیگا طوران نے اسکا کہنا کچھ سماعت نہ کیا اور ایک
چھری ہاشم کی ران پر لگائی اور قصد کیا کہ دوسری چھری لگائے کہ اسکی زوجہ نے خنجر کھینچ کے طوران کے
پہلو پر مارا کہ وہ فوراً گر کے مرگیا بس آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طوران جادو بود بعد ازان شرارہ نے
ہاشم سے کہا کہ اے شہریار مین نے تمھاری وجہ سے اپنے شوہر کو قتل کیا ہاشم نے کہا کہ مین تجھکو بادشاہ طلسم کرونگا
یہ سنکے شرارہ نے تصور کیا کہ یہان رہنا بہتر نہین ہے لیکن ہاشم کی محبت مین بیقرار تھی غرضکہ شرارہ نے ہاشم
کو ایک مکان مین لیجا کے پلنگ پر بٹھایا اور کہا کہ اے ہاشم مین جاکے تمھارے واسطے مرہم لاتی ہون اور
طلسم کا حال بھی دریافت کرکے آتی ہون غرض کہ ایک منتر سحر کرکے پرواز کی اور بارہ کوس پر جاکے
دامن کوہ مین پنہان ہوئی اور یہان ہاشم بسبب زخم کے بیقرار رہا جب ساحرہ چلی گئی ہاشم نے
دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کیے کہ دفعۃً حضرت خضر تشریف لائے اور اپنا دست حق پرست ہاشم کے زخم پر
ملا فوراً ہاشم صحیح و سالم ہو گیا اور ایک رقعہ دیکے اسوقت شہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے ہاشم نے دیکھا
کہ صبح صادق کا وقت ہے پس انھون نے فریضہ سحر ادا کیا کہ اتنے مین شرارہ بھی پہونچی اور ہاشم کو نماز
مین مشغول دیکھ کے کہا کہ تم اُٹھ بیٹھ کرتے ہو ہاشم نے بعد فراغ نماز اُس ساحرہ سے کہا کہ مین نماز پڑھتا تھا
اور ایک بزرگ نے آکے میرے زخم کو اچھا کردیا اور بحکم خدا اسے مجھکو لوح طلسم کا پتہ بھی بتا دیا شرارہ نے
کہا کہ مجھکو ساٹھ سال اس طلسم مین گذرے آجتک مین نے نام لوح نہین سنا ہاشم نے کہا اے شرارہ مجھکو
بیشۂ فیض مین لیچل شرارہ نے کہا کہ وہان ساحران زبردست ہین تمھارا وہان جانا مناسب نہین ہے
القصہ بعد گفتگو کے بیکار شرارہ نے ہاشم کو لے کے پرواز کی اور شب تاریک مین لب دریا پہونچی جب
وہان اُتری دیکھا کہ ایک طرف سے اُس شب دیجور مین مکانات کی چمک معلوم ہوتی تھی ہاشم نے
کنارہ دریا بیٹھ کے کہا کہ اے قرطاس جادو میرے پاس حاضر ہو تاکہ مین تیری حاجت روائی کرون
شرارہ نے کہا کہ یہ کیا غضب ہے کہ تم دشمن کو طلب کرتے ہو قرطاس ممتاز جادو کا پسر ہے اور ممتاز
کارخانہ طلسم اور فریدون شاہ کے مکان کا جو اک طلسم ہمارا کیسا ہے ہم دونون کے حال سے واقف ہو کے
فوراً دونون کو قتل کریگا ہاشم نے کہا تم چپ رہو اور دیکھو خدا کیا کرتا ہے لاؤ تم روشنی کرو شرارہ نے روشنی
کی ہاشم نے ایک رقعہ لکھا کہ اے قرطاس تو ماہ پیکر پر عاشق ہے میرے پاس آ تاکہ مین تجھکو اسکے وصل سے
شادکام کرون اور شرارہ سے ہاشم نے کہا کہ یہ رقعہ میرا قرطاس کے پاس لیجا شرارہ مجبور ہو کے مکان ممتاز
کی طرف روانہ ہوئی اور وہان پہونچ کے دیکھا کہ قرطاس ایک پلنگ پر آنکھین بند کیے پڑا ہے اور اسکے
مادر و پدر گریہ و زاری کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ اے پسر اپنے حال زار سے ہمکو آگاہ کر تاکہ ہم اسکی تدبیر کرین
اور قرطاس اس خیال مین ہے کہ ماہ پیکر مجھکو قبول نہین کرتی ہے مین اپنی جان دیدونگا مگر حال عشق
کسی سے بیان نہین کرتا اسوقت شرارہ نے ہوا پر ٹھہر کے رقعہ اسکے پلنگ پر پھینکدیا قرطاس وہ

رقعہ پڑھ کے اُٹھ بیٹھا اور کہا بیشک وہ شخص صاحب کشف و کرامات ہے کہ جو میرے راز دل سے آگاہ ہو گیا
ممتاز نے یہ سنکے کہا اگر وہ شخص دوست ہے تو اُسکو ہمارے پاس لاؤ قرطاس نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا
اور بزور سحر پرواز کرکے ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ تمکو میرے عشق سے کیونکر آگاہی ہوئی اور اُس کا وصل
مجھے کیونکر ہوگا ہاشم نے کہا اگر ماہ پرور تمکو قبول نہین کرتی ہے مین طلسم فتح کرکے اور اُسکو قید کرکے حوالے
کرونگا قرطاس نے کہا تم تنہا کیونکر طلسم فتح کروگے ہاشم نے کہا مین پسر حمزہ صاحبقران ہون قرطاس
نے امیر کا نام بارہا سنا ہے پس خوش ہو کے کہا اے جوان بیان کر کہ مین کیا کرون ہاشم نے کہا کہ تیرے باپ
کے پاس لوح طلسم ہے پس اپنے پدر سے لوح لے کر میرے حوالے کر کہ مین طلسم فتح کرون اور فریدون کو یا مسلمان
یا قتل کرکے تیری معشوقہ کو تیرے حوالہ کرون قرطاس نے کہا اول تو مین نے اب تک نام لوح نہین سُنا
دوسرے اگر لوح میرے پدر کے پاس ہے تو وہ کاہے کو دیگا کہ تم تمام ساحران عالم کو قتل کرو ہاشم نے کہا کہ
پس مجکو اپنے پدر کے پاس لیچل شہزادہ نے کہا اے شہریار مجکو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمھاری قضا آئی ہے لیکن جب
قرطاس کو عرصہ ہوا تو اسکے مادر و پدر مسند سحر پر بیٹھ کے ہاشم کے پاس آئے اور ہاشم کو باشان و شوکت
دیکھ کے مادر قرطاس ہاشم کے قدم پر گری اور کہا کہ اگر تم اسکے راز سے آگاہ ہو تو ایسی فکر کرو کہ اسکی
جان بچ جاے ہاشم نے کہا کہ تمھارا فرزند ماہ پرور دختر فریدون شاہ پر عاشق ہے اور مین اسکی شادی
اُسکی محبوبہ کے ساتھ کردونگا اُسنے کہا ہر چند کہ ایک چیز ایسی میرے پاس ہے کہ اُس سے فریدون بھی خائف ہے
لیکن اسکا زبان پر لانا مناسب نہین مگر تم طلسم کیونکر فتح کروگے ہاشم نے کہا کہ وہ چیز لوح ہے جو تمھارے
پاس ہے وہ لوح مجکو دیدو تا کہ مین طلسم فتح کرکے قرطاس کی شادی کرون ممتاز نے استفسار کیا کہ لوح کا
حال آپ سے کسنے کہا ہاشم نے اُس سے حال بشارت بیان کیا ممتاز نے کہا کہ مجھے ہرگز منظور نہ ہوگا کہ مین بربادی
طلسم کا درپے ہون ہاشم نے قرطاس سے مخاطب ہو کے کہا کہ اے برادر انشاء اللہ مین بغیر لوح طلسم فتح کرکے
تمھارا کام انجام کرونگا ممتاز نے دل مین کہا کہ یہ شخص عجب عالی ہمت ہے اور اُسی وقت ہاشم کو سوار کرکے
اپنے باغ مین لایا اُسکا باغ بھی نہایت پر فضا تھا اور اُسمین مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا اُسی مکان کے ایک
درجہ مین علیحدہ مقیم کرکے کہا کہ لوح اور مقام پر بجہہ پہان نہین ہے ہاشم نے کہا کہ تم طریقہ اسلام اختیار کرو ممتاز
نے کہا کہ ابھی میرا مسلمان ہونا مناسب نہین ہے بعد فتح طلسم مین مسلمان ہونگا اور لوح ابھی حاضر کرتا ہون
یہ کہکے روانہ ہوا لیکن ملازمان ممتاز نے یہ رنگ دیکھ کے آپس مین چرچا کیا کہ ممتاز تمکو ام ہو گیا کہ فاتح طلسم
کو اپنے مکان مین پناہ دی ہے ہم جاکے شاہ طلسم سے یہ حال بیان کرتے ہین اور ایک ساحر نے اُس گروہ
سے جاکے ماہ پرور سے کہا کہ اے ملکہ جب تُنے قرطاس کو قبول نہ کیا تو وہ شکنندہ طلسم پسر حمزہ کو لایا ہے
اور شہزادہ اپنے شوہر طوران کو قتل کرکے اُسکے ہمراہ ہے اور ممتاز لوح لینے کے واسطے گیا ہے اور اُس کا
قصد ہے کہ طلسم فتح کرکے تمکو قرطاس کے حوالے کرے ماہ پرور یہ سنتے ہی برہم ہوگئی اور کہا کہ مین ابھی
جاکے سب کو قتل کرتی ہون پس فوراً اپنے تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جب ممتاز کے مکان پر پہونچی
قرطاس کی نگاہ ماہ پرور پہ پڑی کا قربات شوم کہہ کے بیہوش ہو گیا خواصان ملکہ نے کہ گل بہار
اور گلعذار ان کے نام تھے شہزادہ پہ سحر کیا شہزادہ نے دوڑ کے چوب سحر ماری کہ وہ دونون ہلاک
ہوئین چار سو کنیزین کہ ملکہ کے ہمراہ آئی تھین وہ یہ حال دیکھ کے شہزادہ پہ دوڑین ہاشم

تیغ کھینچ کے اُس پر حملہ آور ہوا اور دو چار کو قتل کیا اب کنیزوں سے شہزادہ کو چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی اُسوقت
ماہ پرور قرطاس کے برابر آئی اور تیغ کھینچی قرطاس نے یہ شعر پڑھا

گر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

لگا دے زخم جتنے دے جگر کو یار تو باقی
رکھے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

غرضکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کے سر آگے بڑھا دیا ملکہ نے تلوار سے قرطاس کو زخمی کیا ہاشم نے دوڑ کے ملکہ کو آغوش
میں اُٹھا لیا ملکہ نے سحر کر کے ہاشم کے دست و پا بیکار کر دیے لیکن شہزادہ نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ کی زبان بند
ہو گئی ہاشم نے ملکہ کو گرفتار کر کے قرطاس سے کہا کہ مین نے تجھ سے اقرار کیا تھا اب اپنی معشوقہ کو لے قرطاس
نے کہا اے شہزادہ ملکہ پر سے اپنا سحر اتارے کہ مین خلوت خانہ مین لیجاؤن جب شہزادہ نے ملکہ پر سے اپنا سحر
اتار لیا ماہ پرور نے سحر کر کے پرواز کی مادر قرطاس اپنے فرزند کو زخمی دیکھ کے گریان ہوئی لیکن اُسی وقت
ممتاز جادو بھی آپہونچا اور لوح طلسم ہاشم کے گلے مین ڈالدی اور اپنے فرزند کی کیفیت دیکھ کے حقیقت
دریافت کی شہزادہ نے تمام حال بیان کیا مگر ہاشم نے جب لوح کو دیکھا تو کوئی حرف اُسمین ظاہر نہ ہوا حیران
ہو کے وضو کیا اور درگاہ رب العزت مین التجا کی اُسشب کو حضرت سلیمان علیہ السلام خواب مین تشریف لائے
اور فرمایا کہ لوح کو چشمۂ فیض مین کہ اُسکا پانی باعث صحت مریضان ہے غوطہ دو صبح کو جب کہ فتاح طلسم چہارم
لوح نورانی گلے مین ڈالے ہوئے چشمۂ فیض مشرب سے موجود ہوا ہاشم نے اُٹھ کے ممتاز سے حال چشمۂ فیض
دریافت کیا ممتاز نے کہا وہ چشمہ اسی بیشۂ فیعرسان مین ہے اور وہ چشمہ معبد ساحران غدار ہے اور نام اُسکا
چشمۂ فیض اسیوجہ سے ہے کہ بیمارون کے لیے اسکا پانی آب حیات کی خاصیت رکھتا ہے اور کنارے اُسکے
چشمہ کے ایک درخت عظیم الشان ہے پس ہاشم تو یہ کیفیت دریافت کر کے جانب چشمہ روانہ ہوا اور اِدھر
ماہ پرور جب شکست کھا کے اپنے پدر کے پاس آئی اور تمام حال اُس سے بیان کیا فریدون سنکے بہت غمگین
ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ تم جا کے ممتاز جادو کا گھربار تباہ و برباد کرو اگر ہو سکے تو اسکو گرفتار کر لاؤ
بمجرد صدور حکم کے ساحر روانہ ہوے اور ممتاز کے مکان مین پہونچے وہان فقط قرطاس اور اُسکی والدہ کو
پایا دونون کو گرفتار کر کے قتل کیا اور اُس طرف ہاشم و ممتاز و شہزادہ چشمہ کے کنارے پہونچے ہاشم نے اُس
چشمہ مین تین مرتبہ لوح کو غوطہ دیا بمجرد اس عمل کے لوح مین حروف نورانی ظاہر ہوے ہاشم نے بسم اللہ کہکے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس چشمہ مین داخل ہو ہاشم ممتاز و شہزادہ کو لب چشمہ چھوڑ کے خود چشمہ مین کود پڑا فوراً
چشمہ جوش کھا کے مثل دریا کے تلاطم خیز و شور انگیز ہو گیا جب ہاشم چشمہ مین داخل ہوا اسوقت ممتاز و شہزادہ
نے کہا کہ قرطاس مکان مین تنہا ہے ایسا نہو کہ فریدون اسکو ضرر پہونچائے یہ تصور کر کے مکان کی طرف
روانہ ہوے جب مکان مین پہونچے دیکھا کہ قرطاس کو قتل کر ڈالا ہے پس اسیوقت ساحرون نے آکے ممتاز
و شہزادہ کو بھی گرفتار کیا اور فریدون شاہ کے روبرو لے گئے فریدون نے اُنکو مقید کر کے حکم دیا کہ جو
شخص طلسم کشا یا لوح کو لائیگا مین اُسکو مالک طلسم کرونگا یہ سنکے تمام ساحران نامی و گرامی روانہ ہوے لیکن
ہاشم نے جب آنکھ کھولی اپنے تئین ایک صحرائے مہیب و ہولناک مین پایا تمام دن اُس بیابان ہولخیز مین
قطع مسافت کی شام کو ایک درخت کے برابر بیٹھ گیا چونکہ دن بھر کی رہروی مین از حد گرسنہ تھا درخت
سے ایک ثمر توڑ کے تراشا اُس ثمر سے ایک آدمی بقدر ایک بالشت کے تلوار لیے ہوے نکلا اور سات قدم
دوڑ کے سات ہاتھ دراز ہو گیا اور یہ قد و قامت پیدا کر کے ہاشم کو تلوار ماری ہاشم نے خالی دی اور جرح بچا

منھ کے بل گرا اور فوراً مر گیا ہاشم نے دوسرا ثمر توڑا اُس میں سے بھی ایک شخص مع شمشیر باہر نکلا اور مثل
اول کے اس نے بھی دراز ہو کے ایک ضرب لگائی اور مر گیا غرضکہ اسی طرح ہزار آدمی پیدا ہو کے مر گئے
مگر انکی لاشین صحرا مین پڑی تھین بعد ازان ایک شخص نے پیدا ہو کے نعرہ کیا تمام لاشین جو پڑی تھین
اُنمین حرکت ہوئی اور حربے لے کے ہاشم کی طرف دوڑے ہاشم بھی تلوار پکڑ کے اُن کے انبوہ مین
در آیا اور شمشیر زنی کرتے کرتے ہاشم درماندہ ہوا اُسوقت لوح کی یاد آئی لوح کو جو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ
ہرگز ہرگز زیر درخت نہ جانا اور اچیانا اگر زیر درخت چلے گئے تو ہر ثمر درخت سے مردم باشمشیر پیدا
ہونگے اور تمپر حربہ کرکے مرجائینگے تو یہ اسم اُنپر دم کرنا فوراً زمین سے پانی جاری ہوگا تو وہ
پانی اُنپر چھڑکنا وہ سب مثل حباب ہو جائینگے غرضکہ ہاشم نے وہی کیا اور پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی چشمہ
جواب ظاہر ہوا ہے اسی کے کنارہ جاؤ ہاشم نوشتۂ لوح دیکھ کے روانہ ہوا اب ہاشم نے اپنے کو ایک دوسرے
صحرا مین پایا کہ وہ صحرا مثل گورستان مُردوان کے تھا یعنی جا بجا مردے جل رہے تھے اور ایک
طرف ایک نازنین ایک لاشہ پر بال کھولے ہوئے رو رہی تھی ہاشم اُسکی صورت زیبا اور جمال
جہان آرا دیکھ کے عاشق ہو گیا اور اُس نازنین سے سبب گریہ پوچھا اُسنے کہا کہ طلسم کشا امیر تمھارے
ہاتھ سے قتل ہوا اور وہ مسلمان تھا یہ ساحر چاہتے ہین کہ میرے دیسکی لاش کو بھی جلائین اگر حضور میرے پدر کی
لاش اُٹھا کے جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہے وہان پہونچا دین تو مین اُسکو وہان دفن کر دون ہاشم نے یہ سُنکے قصد
کیا کہ اُسکی لاش اُٹھا کر لیجاؤن کہ ناگاہ ایک آواز آئی کہ لوح کو دیکھو ہاشم لوح کی طرف متوجہ ہوا اتنے مین
وہ عورت فرصت پاکے بھاگ گئی اس عرصہ مین ایک جوان کہ جسکا سن قریب پچاس سال کے تھا ہاشم کے پاس
آیا اور کہا یہ ساحرہ دختر عجائب جادو تھی اور وہ چاہتی تھی کہ تمکو فریب دے اور میرا نام مجنون اختر شمار ہے
اور مین تمھارا دوست ہون بعد ازان مجنون ہاشم کو اپنے باغ مین لایا ہاشم نے یہ کلام سُنکے لوح کو دیکھا تحریر تھا
کہ بیشک مجنون تمھارا دوست ہے غرضکہ ہاشم مجنون کے ہمراہ جانب باغ قدم زن ہوا اور اندر اُس گلشن کے
بصد بشاشت داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت سرسبز و پرفضا گل ہمین ہر نکلا ایکی سرخی گلہائے
خوشرنگ دیکھ کر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمین کے عشق مین مرمر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار
برابر برابر اشجار کی قطار ہوائے سرد کا چلنا درختون کا جھوم کر مثل مشتاقان جھلنا فوارون کا برنگ دل
بیقرار عاشق اچھلنا نہرون کا بسان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا
کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا تیون کا ملنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا
کیا تھا گویا اس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا ؎

تھا داغ جگر نصیب لالہ
مملو کو عشق سے پیالہ
خندان تھے چمن چمن میں گل
گلشن میں چہکتا تھا بلبل
دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے ہنستا تھا بے تأمل
سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیوں میں لکھا ہوا نام
ہر غنچہ وہان شکر لب تھا
گویا کہ زبان شکر لب تھا

غرضکہ وہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا ہوا بارہ دری کیطرف
اس گلستان پر خوبی کے آیا مجنون نے کہا کہ آپ یہان قیام فرمائیے مین آپکے واسطے سامان دعوت مہیا کرکے
جاتا ہون یہ کہکے وہ روانہ ہو گیا اور ہاشم باغ مین تنہا بیٹھے تھے کہ سامنے سے ممتاز جادو نالہ و زاری کرتا ہوا
نمایان ہوا اور کہنے لگا کہ اے شہریار رغبت دل نے قرطاس کو تنہا پاکے سحر کیا کہ وہ قریب ہلاکت ہے

لوح جلد مجھکو عنایت کیجیے کہ مین اسکو دھو کے پانی اسے پلا دون ہاشم نے فوراً لوح ممتاز کو دیدی ممتاز نے لوح
لیکے نعرہ کیا کہ سمن دختر عجائب جادو و فتنہ سحر چشم اور سحر کیا کہ ہاشم کے دست و پا بیکار ہوے اسنے قصد کیا کہ ہاشم
کو گرفتار کرکے لیجائے کہ دفعتہً مجنون اختر شمار پہونچا اور یہ حال دیکھ کے فتنہ سے جنگ سحر مین مشغول ہوا
قضارا فریدون کو معلوم ہوا کہ فتنہ نے ہاشم کو گرفتار کیا مگر مجنون اس سے جنگ کرتا ہے فریدون نے فوراً
فوج ساحران بھیجی اس فوج نے پہونچ کے فوراً مجنون و ہاشم کو گرفتار کیا اور فریدون کے پاس لے گئے
فریدون نے فتنہ سے لوح لیکے بند رکھی اور مجنون سے کہا کہ او ظالم اب مجکو شراکت طلسم کشا کا مزا
حاصل ہوگا یہ کہکے جلاد کو طلب کیا لیکن جب ماہ پرور قرطاس کی گرفتاری کے لیے گئی تھی اور ہاشم نے
اسکو گود مین لیکے کہا تھا کہ اسو قرطاس اپنی معشوقہ کو لے اسوقت ماہ پرور ہاشم پر عاشق ہوگئی تھی مگر بسبب
شرم کے وہان نہ ٹھہر سکی لیکن جب یہان ہاشم کو مقید دیکھا بیتاب ہوکے دل مین کہا کہ اگر اسوقت مین اسپر
احسان کرون تو ضرور یہ مجکو قبول کرے گا پس یہ خیال کرکے اوسنے فوراً لوح اٹھا کے ہاشم کو دی اور کہا
کہ اے جوان یہ لوح ہے جب کہ ہاشم کے پاس لوح پہونچی فوراً سحر برطرف ہوا ہاشم نے تلوار پکڑ کے فریدون
کو قتل کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ بادشاہ جادار مارا گیا اب لڑنا فضول ہے پس سب نے اطاعت قبول کی
اور ممتاز و شرارہ کو قیدخانے سے نکال کے حاضر کیا ہاشم نے ممتاز سے کہا کہ قرطاس کی قضا تھی اور
منظور خدا یون ہی تھا لہذا صبر کرو ممتاز نے کہا کہ تم میرے فرزند سے بہتر ہو اگر میرے ہزار فرزند ہوتے
تو مین آپ پر نثار کرتا پس ہاشم نے ماہ پرور سے عقد کیا اور بارگاہ فریدونی و نقار خانہ فریدون
اور زرہ جوشن جواہر نگار لیکے اور ماہ پرور کو بادشاہ شہر اور مجنون اختر شمار کو وزیر اور ممتاز کو
مدار المہام اور شرارہ کو انتظام امورات خانگی سپرد کرکے باشان و شوکت مرکب فریدون پر سوار ہوکے
اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ تمام اہل لشکر صحرا کے کنارے غمگین با دل حزین مقیم ہین ہاشم کے آنے سے سب
شاد و خرم ہوگئے پس ہاشم نے تمام لشکر کو ہمراہ لیا اور بکمال شان و شوکت لشکر گیہ کی طرف روانہ ہوا۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ہاشم اور لشکر نمرود کے بیان ہوتے ہین

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے	فلک پر خوف سے رنگ فلک کا زرد نکلتا ہے	کوئی اندازہ ہو تا م خدا تیز یہ سب ہے
تمھاری ہے ادھر سے یار کے عالم نکلتا ہے	مقید ہیر زلف اسکی برابر ہین نادین	نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

شجاعت شعاران معرکہ سخن و فرس راندگان مضمار مضامین گلگون سمند خوش خرام قلم کو میدان بیان مین اس طرح
جولان زمانے مین کہ ہراول لشکر ہاشم شیر پیکر دم دریا و دو اراب دریا کے کنارے مقیم تھے کہ عرش
جن نمرود کا فوج کثیر ہو نچا حالانکہ اہل اسلام کا طریق آغاز جنگ کرنے کا نہین ہے مگر دیوانے کے بسبب
دیوانگی کے اور نیز اسوجہ سے کہ ہاشم کے آنے تک مین فتح کرون طبل جنگ بجایا کہ دفعتہً خبر مشہور ہوئی
کہ شہزادہ ہاشم تشریف لاتے ہین سب سردارون نے استقبال کیا اور ہاشم بارگاہ فریدون مین داخل ہوا
صدا کوس تہنیت سے گوش گردون کر ہوتے تھے جب ہاشم کے آنے کی خبر نمرود کو پہونچی اسنے ایک
گبر ناہموار سے کہ جس کا نام سیلان اژدر چشم تھا حکم دیا کہ تو جا کے پسر حمزہ کو قتل کر آ اس نے زیر
قبول کی اسکے نقارہ روز بجوایا شہزادہ بارگاہ مین متمکن تھا اور جس شخص پر ہاشم خفا
ہوتا تھا دیوانے اسکے سینے پر سوار ہوتے تھے ہاشم ان کو منع کرتا تھا کہ دفعتہً آواز طبل جنگ

سمع ہمایون مین آئی شاہزادہ نے بھی طبل جنگ کا حکم دیا دیوانے یہ حکم پاکے آئے اور نقارچیون کے سینون پر سوار ہوکے کہا کر طبل جنگ بجاؤ نقارچیون نے کہا کہ وقت طبل بجنے کا شام ہے مگر دیوانون نے کچھ نہ سنا اور خود طبل جنگ بجایا اشتم نے یہ ہنگامہ دیکھکے دیوانون کو منع کیا اور کہا ٹھیک طبل جنگ بجنے کا قاعدہ شب کا ہے دیوانون نے کہا ہم سے قصور ہوا غرضکہ وہ وقت آیا کہ تاز خاور طی منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہد لیل نے ضیاء ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکے دہر پر آفت کر لیجا ماسے ہ

چھپا جب شہب گرد نکلا ہلال | پیادے سے بنگئے سب نجم و سیار | شب ماہتاب نے جوبن دکھایا | عروج ماہ کا جو وقت آیا

سر شام شاہزادہ عالیمقام نے کوس حرب بجنے کا حکم دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارخانہ فریدونی مین طبل فریدون پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالاے خرپا کلیجہ کانپا عاص فلک مین جھنجھنا پیدا ہوا گنبد عالم مین صداگو بج گئی دلاوران شورو دستگاہ دہادران جلادت پناہ ہوشیار ہوے دل شیر ہو وہ والا تبار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیلوے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین رکھتے تھے وہ زبر اگلنے لگے رشتہ حیات تیغ سے سر رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلہ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے رنگی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے کل تماشے مردان مین تلوارون کے قفل کھلتے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلہ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا تا قلزم زخار جدال و قتال مین طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز کشتی مین ڈوبتا تھا کمان تک عرش کرون رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلوارین کسان پر چڑھین ہتیار دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت شجاعون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہونے لگے نیزے بے ہر بیکار رنیزہ و تیار رہے گھوڑون کا ساز و یراق درست رہا اور چاق و چست ہوتا شور قرنا و بوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ بیابان شیر غرا تا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی القصد جانستانی فرق فرخ اختر و ماہ تین اسلحہ شعاع سے مسلح و مکمل ہوکر میدان افلاک پر آیا ہے چو خورشید برکشور لاجوردی سراپردۂ زر زد و پیا بند دو وقت سحر دونون لشکر وارد میدان قتال ہوے شاہزادہ معہ فرزانا طاعت باری اسلاح سجوگ سے آراستہ ہوکر بہ بارگاہ پر آیا سرداران ذیوقار بھی بانتظار قدوم میمنت لزوم حاضر تھے آداب بجالائے اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوے دیوانے بھی حسل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیرخواہ تھے اسی طرح سوار و پیادے تمام فوج بڑی شوکت و شہامت سے جلوہ ادہ دشت کارزار ہوئی اس طرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر علو ہم چشم زمانہ پر آشوب تھی خیرت گریزان آئینہ

ہاتھ باندھے کھڑی تھی نظم | یکے ابر بست از پے گرد سم | برآمد خروشیدن گاودم | شدہ جمع جنبان بے پیچ فیل
کر رہے ذہن عذر بکرار شیل | در فرش و سنان انجم ومہ نہ شکست | خروش از گردون گذرا سمان نا رمیت | حاصل مرام بعید و دور وہب

جز و آزما کے صفوف کا برے ہر دو سو ترتیب پذیر ہو مین میمنہ نے صحین ہوے کا دم بجرا میسرہ کو عزم جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت کا ڑدیے جناح نے بازوے سعی کو ہلا کمین گاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفین جب آراستہ ہوگئین نقیبون نے لزمار کے گیت گا کے کہنے لگے ذرت دنیا بے فانی

نظم

زبان پہ جاری کی یوں نظم
رہے نہ دولت قیصر نہ اقلیم قباد
جنکو گل کی سی تھی جنبش زبان گفتار
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھا
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
لب دلداؤں کے بلبل جو تھے سو بھول گئے
روز جنگ ست جنگ باید کرد
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ دولت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیابان میں ہر اک نخل ہے گل ماتم
ٹھنڈی ہی سانسیں بھرے جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
دفعۃً مسند و آئینہ میں بھول گئے
کوشش نام و ننگ باید کرد

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
کہ افسوس ہے یہ جو ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا

ای بہادرو کونسا الیادلاور و نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان میں سرفروشی کرے نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کرکے کو سنکر لشکر کی صفوں پر مثل صف مژگان سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوے ہاشم مع پسر بادشاہوں کے میدان میں آئے اور اُس طرف لقا و نمرود منہ پر نقاب ڈال کے سوقت قیطول برابر بیٹھے سہیلان نے میدان میں نکلکر خوب سلحشوری کی اور بعد دیگر ہاشم کو طلب کیا ہاشم نے میدان کا قصد کیا کہ دیوانہ شتر بے مہر مرکب سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے آقا میں اسکے مقابلے کو جاؤنگا ہاشم نے کہا کہ اسنے میرا نام لیا ہے تم کیونکر جاؤگے مگر دیوانہ بھی ہاشم کے عقب میں روانہ ہوا سہیلان نے ہاشم سے کہا کہ تم دیوانہ کو ہمراہ کیوں لائے ہاشم اسوقت سمجھا کہ شاید دیوانہ بھی میرے ہمراہ آیا ہے پس یہ خیال کر کے دیوانہ کی طرف دیکھا حسب شہزادہ کی نگاہ پھری فوراً سہیلان نے تلوار ماری کہ شہزادہ زخمی ہوا مگر دستانہ مار کے تلوار کو سر سے دفع کیا اور بجلدی تمام زخم سر باندھا اور سہیلان کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسکو قاش زین سے اٹھا لیا اور آسمان کی طرف پھینک کے اسکو چورنگ ہوائی کیا سہیلان کی تمام فوج نے یہ حال دیکھ کے ہاشم پر حملہ کیا ہاشم نے ستر آدمیوں کو قتل کیا مگر بسبب زخم سر کے ہاشم پر غشی طاری ہوئی پس ہاشم نے مرکب کی گردن میں ہاتھ ڈالدیے مرکب ہاشم کو جنگ گاہ سے لے نکلا اس طرف دونوں لشکروں میں خوب تلوار چلی کشتوں کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار لگ گئے جب پہر دن باقی رہا طبل امان بجا خرم زرین درفش نے دیوانہ سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو دیوانوں نے کہا کہ قیطول پردہ گیر بیٹھا ہے ہم اسے قتل کرینگے خرم نے کہا کہ تمہارا آقا تمکو طلب کرتا ہے القصہ جنگ موقوف ہوئی اور ہاشم کو نہ دیکھ کے تمام سردار پریشان خاطر ہوے ہر چند تلاش کیا مگر ہاشم کا کہیں پتہ نہ ملا لشکر گریان تمام کالکوہ پر آیا

اب ہاشم کا حال سنو

کہ تمام شب مرکب ہاشم کو لیے چلا گیا صبح کو ایک بیابان فرحت خیز میں پہونچا نسیم سحری جو مرکب کے جسم کو لگی مرکب نے جھرجھری لی ہاشم مرکب کی پشت سے جدا ہو کے زمین پر گرا اس بیابان میں ایک دیوانہ کہ جسکا نام ثعبان برق دندان غدار رہتا تھا اس دیوانہ نے اپنی تفریح طبع کے واسطے اس بیابان کو آراستہ کیا تھا اور ایک بنگلہ جواہر نگار تعمیر کیا تھا اسکے ہمراہیوں نے ہاشم کو بیہوش دیکھ کے ثعبان سے کہا کہ اس وضع کا ایک جوان فلاں جگہ بیہوش پڑا ہے ثعبان نے آکے ہاشم کو دیکھا اور سات دل سے ہاشم پر قربان ہوا کیونکہ ثعبان نے ہاشم کو خواب میں دیکھا تھا جب سے اسکے دل میں محبت پیدا ہو گئی تھی پس فوراً پلنگ منگوا کر ہاشم کو پلنگ پر ڈالا اور پچیس ہزار دیوانے جو اس کے مطیع تھے انسے کہا کہ اس پلنگ کو آہستگی سے اٹھاؤ مگر ہاشم کا مرکب

یہ دیکھ کے اُنکی طرف چلا دیوانہ نے کہا کہ ای اسپ وفادار مین تیرے آقا کا دوست ہون مرکب نے یہ
سنکے سر جھکا لیا پس دیوانہ ہاشم کو اسی جنگل مین لایا اور جراح کو طلب کرکے ہاشم کا علاج شروع کیا ہاشم
جب تندرست ہوا دیوانے نے ایک روز ہاشم سے کہا کہ تمھیں ہزار دیوانے میرے مطیع ہین اور شاہان
ذوالاقتدار مجھکو خراج دیتے ہین مگر ایکدن ایک بزرگ نے مجھکو تمھاری بشارت دی پس تمکو لازم ہو کہ مجکو زیر کرو
کہ تمام دیوانے تمھارے مطیع ہون یہ سنکے شاہزادہ نے ایک روز سب کے روبرو مقابلہ کرکے اُسکو زیر کیا دیوانہ
نے دعوت کا سامان کیا اور تمام بیابان مین روشنی کا حکم دیا بڑے تزک و احتشام سے شہزادہ کی دعوت
کی اور ایک نامہ لکھ کے شام صحرا نشین اپنے پدر کے پاس روانہ کیا بعد ازان ہاشم نے کہا کہ کل مین شکالیہ
کی طرف جاؤنگا ہاشم نے کہا کہ وقت خندہ ثعبان کے دانت مثل برق کے درخشان ہوتے ہین سمجھے کہ
اسی وجہ سے اسکا نام ثعبان برق دندان ہے القصہ ہاشم اس دیوانہ کو ہمراہ لیکے شکالیہ کی طرف عازم ہوا
تین شبانہ روز طی مسافت کی روز چہارم ایک منزل پر بارگاہ مین مقیم تھے کہ آواز صفیر ہائے آتش بازی و
صدائے دوتارہ کان مین آئی ہاشم نے سراپردہ بارگاہ بلند کرا دیا کہ ناگاہ سام بارہ سو عیارون کی جمعیت
سے نیچہ نئی و دوف نوازی کرتے ہوئے پہونچے اور سام نے سامنے آکر ہاشم کو مجرا کیا شاہزادہ نے سام کو
دیکھ کے بہت پسند کیا اور کہا کہ ای سام اگر تم میرے لشکر کی سرہنگی قبول کرو تو بہت مناسب ہو سام نے
عرض کی کہ مین دو سال سے قدم ہمایون کا منتظر رہتا تھا کہ ایک بزرگ نے عالم رویا مین آپکی تشریف آوری
کا مژدہ جان بخش مجھے سنایا تھا ہاشم نے اُس کو خلعت سرہنگی اور کرسی عیاری مرحمت فرمائی اور کوچ کرکے
شکالیہ کی طرف مرحلہ پیما ہوئے اور بیان چونکہ لشکر ہاشم بے سردار تھا نمرود نے فرصت وقت غنیمت جانکے
ہتھن شیر شکار سے کہا کہ تو جاکر لشکر پسر حمزہ سے جنگ کر اُسنے پانچ میدان داریون مین چالیس سردارون
کو زخمی کیا اور گرفتار کرکے لیگیا جب شمر یمنی کی نوبت آئی نمرود نے شمر پر مردم در لوانچہ عیار خونخوار خوک پیشانی
کے ہاتھ چہوا منگایا اور قید کیا صبح کو یہ حال خرم اور شہنشاہ زرین کمر کو معلوم ہوا کہ شب کو کوئی عیار شمر کو لے
گیا اور یہ بھی خبر پہونچی کہ نمرود نے طبل جنگ بجوایا ہے اہل لشکر نے کہا کہ شہزادہ کے ناموس کی نگہبانی کرنا ضرور
ہے سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے لیکن نمرود کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ ہاشم آتا ہے یہ سنکے اُس کا رنگ
منہ زرد ہو گیا بختیارک نے اُسکو سراسیمہ دیکھ کے سبب اضطراب دریافت کیا نمرود نے کہا کہ وہی بندہ مغضوب
آتا ہے اور ہتھن سے کہا کہ تو جلد جاکے خدا پرستون کا کام تمام کردے صبح کو نمرود وغیرہ بالائے فیلان بیٹھے اور
ہتھن نے میدان مین آکر مبارزطلبی کی اہل لشکر بہت پریشان ہوئے کہ کیا کرین ناگاہ سامنے سے غبار نمودار
ہوا خرم و شہناز نے دیکھا کہ ہاشم مع ثعبان چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوے اور میدان مین
پہونچ کے ہتھن کیجانب مرکب جولان کیا ہتھن نے شہزادہ کو دیکھ کے تلوار ماری شہزادہ نے اُسکا حربہ رد
کرکے مثل خیار تر اُس کو قلم کیا جنگ مغلوبہ برپا ہوئی اور ہزارہا کفار قتل ہوئے شام کو طبل آسایش بجا
دونون لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے مگر ہاشم نہایت برہم اپنی بارگاہ مین داخل ہوا

اب ذکر داستان لانا نمرود خلخال جادو کو بیان ہوتے ہین

ای جوش بادہ تو بھی لا آنکے دھوم کر
مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر

ای ابر نوبہار برس جہوم جہوم کر
دشمن کرے جو خلق تو لازم ہو خوف جان

دربار مفرور ہو ادا رسم سے تشو
تلوار کاٹتی ہے گلا حلق چوم کر

نمرود میں درد کا دل سے نہ جانا جلد
رکھو روز و شب سے طاق پہ مصحف کو چوم کر
اے دل خوشی ضرور ہو آیا ہے تیغ زن
جلدی سحر کو شام شہ و بخت شوم کر

زخموں میں بھر لے پنبۂ مہتاب توم کر
مجھ سے نہ پوچھ داغ ہیں سینہ میں کس قدر
سر تک بچے تو بیچ کے جبین قدوم کر
نے نقد جان اسیر کہ قصہ تمام ہو

تھی نہ فال وصل کی چھانا ورق ورق
ذرات کا حساب ستمار نجوم کر
مدت کے بعد آنکھوں نے دیکھا ہے روئے وصل
جلاد کی کچہری میں داخل ہجوم کر

حنا بندان پنجۂ رنگین شاہد سخن دہر ہفت سازان عروس قصائد زینت دہ انجمن رونق دہندگان بزم افسانہ گستری و شیفتگان گیسوئے تقریر سخنوری عروس سخن کو کاشانۂ بیان میں اس طرح مشکین فرماتے ہیں اور طرۂ نظم کو خلخال تحریر سے یون زینت دیتے ہیں کہ جب نمرود کو شکست ہوئی تو محجل ہو کے فلک چہارم پر گیا اور لوگون کو رخصت کرکے جس جگہ تخت خداوندی بچھا تھا اور دیوار گیری نصب تھی اُس دیوار گیری کو دور کرکے جس جگہ اُسکو جانا تھا گیا کیونکہ دیو اقوال اس نمرود کا مربی ہے اور بارہ سو دیوان قوی ہیکل تختہ ہائے فلک پکڑے ہوئے کوہستان میں بیٹھے ہیں اور نمرود کا فلک مقوی ہے غرضکہ نمرود اقوال کے پاس جاکے گریان ہوا اور کہا کہ تو ملکہ خلخال جادو کے پاس جا اور میرا حال بیان کرکے اُس سے کہنا کہ تو جلد نے تیغ زن میرے پاس پہونچا ورنہ اہل اسلام کے ہاتھ سے مجھے اور تجھے جہنم میں ملاقات ہوگی اقوال نے ملکہ خلخال کے پاس جاکے تمام حال بیان کیا خلخال جادو یہ حال سنکے مع چار ہزار ساحرہ کے نمرود کے پاس آئی اور تمام سرگذشت سنکے کہنے لگی کہ تو نے مجکو قبل سے کیون نہ اطلاع دی بختیارک نے خلخال کو دیکھ کے کہا کہ اے نمرود اب بیشک تو نے تدبیر معقول کی نمرود نے خلخال سے کہا کہ مین نے پسر حمزہ کے چالیس سردار مقید کیے ہین تو انکو لیجا ورنہ عیاران اسلام انکو رہا کر لیجائینگے اور اُس شب کو نمرود نے تمام شب خلخال سے منہ کالا کیا طرفہ یہ کہ خلخال نمرود کی خالہ بھی ہے چنانچہ اس خبیث نے اپنی خالہ سے فعل قبیح کیا صبح کو خلخال سردارون کو ہمراہ لے کے میدان مین آئی اور لشکر نمرود کی پشت پر ایک خیمہ قیدیون کے واسطے استادہ کیا اور دو ساحرون کو نگہبانی کے واسطے مقرر کیا ایک کا نام صنوبر جادو اور دوسرے کا نام زعفران جادو تھا اور بروقت سوار ہونے کے ایک ساحرہ کو طلب کرکے اُس کے کان مین کچھ کہا وہ بہت خوب کہکے روانہ ہوئی اور خلخال بھی تخت پر سوار ہو کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی اُس جانب کو شہزادہ صبح کے وقت مع سردارون کے بارگاہ فریدون مین بیٹھا تھا صحبت عیش و عشرت گرم تھی کہ اس اثنا مین چوبدار ہرکارہ گردن آلودہ پسینے مین غرق فوراً گاہ پر آکر کھڑا ہوا اور بعد دعائے شاہزادہ گردون وقار حال ساحرہ خلخال کے آنے کا معرض عرض مین لائی سب لوگ خلخال کا حال سن کے بدحواس ہوئے جو بودے تھے وہ لشکر سے بھاگ گئے مگر شہزادہ ہاشم پچاس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا لیکن ایک طرف لاکھ سوار نمرود کی طرف سے کوہستان میں متعین تھے خلخال اس لشکر کو لشکر ہاشم تصور کرکے اُس طرف گئی اور ہاشم بھی جو اس طرف سوار ہوا تھا وہ بھی وہان آن پہونچا خلخال نے ہاشم کو دیکھکے کہا کہ اے ہاشم اگر تو خداوند کو سجدہ کر تو نگاہ مین تجکو غارت کر دونگی اتنے مین وہ ساحرہ کہ جسکے کان مین خلخال نے کچھ کہا تھا دو شیشے سبز و سرخ لیکر حاضر ہوئی اور خلخال کو وہ دونون شیشے حوالے کیے خلخال نے کہا اے ہاشم دیکھ مین اس طرح تجکو قتل کرونگی یہ کہکے سر شیشہ کھولا آتش اُس شیشہ سے نکل کے اُن لاکھ سواران نمرود پر گری اور سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس فوج کے سردار کا نام فرید نمرود پرست تھا وہ ناری تھی جلکر خاکستر ہوا اور آتش بازگشت کرکے خلخال کے پاس

آئی اور پیچ کہا کے شیشہ مین چلی گئی بعد ازان خلخال نے ہاشم سے کہا کہ تو نے دیکھا تیرا بھی یہی حال کرونگی لیکن ساحران فریدنے آکے خلخال سے کہا کہ تمنے لشکر خداوند کو کیون جلا دیا اسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاشم سے مخاطب ہوکے کہا کہ آج تم کو مہلت دیتی ہون اگر کل خداوند کی اطاعت نہ کی تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکے چلی گئی اور شاہزادہ بھی مراجعت کر کے اپنی بارگاہ مین آیا سام صحرا نشین نے عرض کیا کہ وہان لشکر خوف ساحرہ سے بھاگے جاتے ہین ہاشم نے کہا کہ منادی کر دو کہ جس شخص کو جانا منظور رہو ہم بخوشی کہتے ہین کہ وہ ہمارے لشکر سے نکلجاے یہ سنکے بعض بزدلون نے چلتا دھندھا کیا اور سام بھی بخیال دعا ہاشم سے رخصت ہوکے صحرا کی طرف روانہ ہوا جب وہ وقت آیا کہ زرگر دہر نے طلاے احمر خورشید کو بوتہ مغرب مین رکھا اور کورہ آہنگر فلک بیاعکر نجم تابیدہ ہوے کہ اسی دنکے قدم اٹھے دہانسے ۞ ہوا سامان رخصت اس جہان سے ۞ خورشید مہر نے دامن اٹھایا ۞ ہجوم شام کا اک ابر آیا ۞ سر شام اس ساحرہ بد انجام نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل سے لشکر مین بدحواسی ہوئی مگر شہزادہ ہاشم نے بھی جوش شجاعت مین حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے قدیر طبل رزمی پر دوال دیجاوے بموجب حکم شہزادہ والا تبار طبل فریدون پر چوب پڑی جلادت شعار تیغ زنی کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے اسی تردد و درستی سامان جنگ مین سرہنگ مہرجان پر طبل کے وعدہ گاہ فلک پر آیا اور شاطر روزگار غدار نے زرہ طلائی ضیاء خورشید کی پہنی کہ ۔

ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ	ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ	ہوئی جب صبح روشن آشکارا	فلک پر صبح کا چمکا ستارا

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہوکر جانب جنگاہ چلا خلخال تخت سحر پر سوار پیچھے اسکے جوق جوق ساحران نابکار رکھبا سحر پر چڑھکے روانہ ہوے اس طرف شاہزادہ والا مقام زرہ و چار آئینہ وخود جسم پر آراستہ کر کے مرکب فریدون پر سوار ہوے جلو مین نکیدان و رسالدار ہوے غرض گروہ گروہ وجوہ وجوہ مثل دریا کی طرح رواں ہوئی شجاعت انکی ہمت پر آئینہ وہ حیران ہوئی آمد سے لشکر کی گرد اڑی تھی یا کہ گرد کدورت دلون کی اٹھا ہوئی تھی طبل و بوق کے قلب بھی ہول سے خالی تھے قد کو وے پامین کوہ تمکنہ زرستان کا اک اور کوڑیالا رنگ والا کھلا تھا کرن خورشید کی کلتی آتی تھی لشکر مین باجا بجتا تھا اسلحہ کی چقا چاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طلا اسمان آتش بار و اژدہان مردم آزار پر سوار تھے غرض نشیب و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت شروع کی ۔

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہے پریشان حال	اس چمن کی ہوا ہے جان سے	استین زن چراغ عقل یہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا	لالہ رو دلبہ نکلے بعب داغ	تب ہوا الالہ یہ گل بلبل
خاک مین گلرخان ہوتے ہین	باغ مین گلشنا روتے ہین	عندلیبون کے مین یہی الحان	نا فلو کل من علیہا فان
موت سے کسکو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	بیاہ لیجاو عروس موت کو	دو طلاق اس زندگی کی ہرت کو

نقیب جب کرہ کا کہکے کنارے ہوے خلخال نے میدان مین کل کے مبارزطلبی کی کہ ناگاہ ایک پیادہ نقابدار شیشہ ہاے سبز و سرخ لیے ہوے پہونچا اور شیشون کا منھ کھولدیا خلخال ادہرکے تمام لشکر پر شعلہ ہاے آتش گرنے لگے اور چہار طرف سے اس لشکر ناری کو آتش سوزان نے ایسا گھیر اکہ طرفۃ العین مین سبکو جلا کے فی النار والسقر کیا شور نشیو بلند ہوا مگر وہ یہ حال دیکھکے گریان و نالان اپنے قبطول پر چلا گیا وہ تمام گرفتہ شکست کہا کے بھاگے جن سرداران کو خلخال نے قید کیا تھا اور ایک خیمہ مین بس لشکر رکھا تھا ہاشم نے انکو رہا کیا اور پاس ہم لیکے بارگاہ مین

رونق افزا ہوئے اسوقت سام صحرا نشین نے آکر مجرا کیا تب شہزادہ کو معلوم ہوا کہ یہ کارنمایان سام صحرا نشین سے
ظہور میں آیا اور سام نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ شبکو صحرا نشین نے بعض عیاری شیشہ کو تبدیل کیا
اور اسی کے سحر سے اسکو جلا دیا آخر یہ کیفیت سنکے بہت مسرور ہوئے کمال تعریف کی اور خلعت پر زر عنایت فرمایا

اب دو کلمہ داستان امیر با توقیر حمزہ عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کرتین ہین باغبان گلشن مین طغیان بہار
گلفشانی سے ہی رنگین جوئے بستان بہار
آتش سوز درون کی شعلہ افشانی سے یہ چمن
ہر ٹپک شبنم سے ہین زخم شہیدان بہار
اسکی چاک جیب سے کی تختہ نسرین کی سیر
شمع مرقد ہو گئی شمع شبستان بہار
وصل کی شب گر گئے عاشق مین ہی یکسر ولطف

جام عشرت بلبلان کو دیگا طوفان بہار
اسکے باغ حسن کے گلچینی کی کیسی ہی ہوس
شمع محفل ہو گئی سرو چراغان بہار
ہر نبات سبزہ کو دایہ ہی آغوش چمن
فصل گل مین کیا بہرا ہی تبسم جہان بہار
فصل گل مین رشتہ تار نفس ہی عندلیب
اے اثر کیا خوشنما ہوتا ہی باران بہار

انڈرون کیا دیکھ پیہم سازو سامان بہار
چاک ہو کا کل گل سر جائے دامان بہار
یار کی تیغ تبسم ہی چمن مین یادگار
غنچہ سر بستہ ہی قفل دبستان بہار
سوز دل سے دل جلونکی قبر پر دیا جوکی
گر رہی ہی بخیہ چاک گریبان بہار

بادہ کشان رحیق خوش کلامی درعرصہ
نوشان ساغر شیرین زبانی پیمانہ سخن کو بادہ پرجوش کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین کہ صاحبقران باوفا مع
سرداران نامدار شہر فیلقوس مین جلوہ فرما ہین وہان خبر معلوم ہوئی کہ لقا شکست کھا کر نمرود کے پاس گیا ہی
امیر با توقیر نے اس طرف کا قصد کیا ہر کارون نے آکر عرض کی کہ راہ شکار مین ایک دربند ملتا ہی دربند کوہستان
کہتے ہین اور اس دربند کے دو بھائی حاکم ہین انکے نام طارق دربندی و مطارق دربندی ہین اور
یہ دربند بمنزلہ دیوار شہر نمرودیہ کے ہی اور دربند کے گرد سمندر ہی گویا دربند پانی مین ہی امیر نے یہ خبر سنکے لشکر
کو کوچ کا حکم دیا بعد قطع منازل وطی مراحل دربند سے سات کوس کے فاصلہ پر مقام کیا یہ خبر سنکے مالکان دربند یعنی
طارق و مطارق دربندی نہایت ہراسان ہوئے اور بند سمندر توڑ دیا جسکے سبب سے دربند کے گرد عالم آب
ہو گیا اور اس مضمون کی عرضی نمرود کو لکھی کہ حمزہ یہان آیا ہی اور ہمنے خوف سے بند سمندر توڑ دیا لہذا جلد
ہماری خبر لیجیے نمرود جسوقت مضمون عرضی سے مطلع ہوا رنگ رخ زرد ہو گیا بختیارک نے پوچھا اس عرضی
مین کیا لکھا ہی کہ جس سے خداوند کا حال متغیر ہو گیا نمرود نے کہا امیر اسپندہ مغضوب حمزہ آتا ہی بختیارک نے کہا یا
خداوند ہاشم کے ہاتھ سے تمہاری یہ حالت ہی اب حمزہ آتا ہی اس سے تو جان بری دشوار ہی نمرود نے زمرد شاہ
سے کہا اے نائب من دو لاکھ سوار لیکے تو جا اور لشکر حمزہ کو تاراج کر لقا دو لاکھ سوار ہمراہ لیکے تین روز کی مسافت
طے کرکے داخل دربند ہوا طارق و مطارق استقبال کرکے بڑے کروفر سے لقا کو اندرون قلعہ لیگئے لقا نے
وہان پہونچ کے اپنی تقدیرات بھر جاری کین اسطرف امیر کو خبر ہوئی کہ حاکمان دربند نے بند سمندر کو
توڑ دیا اور لقا مع دو لاکھ سوار کے آیا ہی یہ حال سنکے امیر نے عمرو سے کہا کہ تم اسکی کچھ تدبیر کرو اس اثنا
مین سرداران علمشاہ یعنی آلا گرد و ماہ لا گرد نے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم جاکر دربند کو فتح کرین
امیر نے فرمایا بہتر ہی مین نے تم کو خدا کے سپرد کیا آلا گرد و ماہ لا گرد نے ایک جنگی جہاز کو توپون سے آراستہ کیا
اور پانچہزار گرز بردارون کو لیکے روانہ ہوئے اس طرف حاکمان دربند نے سنا کہ جہاز جنگی آتا ہی پس دونون بھائی
فیلبند و بعد ازین سوار ہو کے خاموش بیٹھے جب جہاز قریب پہونچا دربند سے توپین مارنا شروع کین اور گولون کی
بوچھار سے جہاز کو شکست کر دیا چار ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور دونون سردار ایک تختہ پر سوار ہو کے بمشکل تمام

دریا سے نکلے امیر نے یہ حال سنکے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ مجھیں کچھ تدبیر کرد غرضکہ خواجہ نے بعد مضحکات
امیر سے زر کثیر لیکے کہا کہ میں جن پہلوانوں کو پسند کروں وہ میرے ہمراہ ہوں القصہ عمرو نے کرب معدی
تورج و بدیع و خورشید بن ہاشم وغیرہ چار سو سرداروں کو ہمراہ لیا اور کرب کو اپنا گماشتہ مقرر کرکے اپنا نام
خواجہ نصیر بازرگان رکھا او تمام سرداروں کو صندوقوں میں بند کرکے اور اسباب تجارت درست کرکے جہاز
روانہ کیا اور اس طرف امیر شاہ اسلام سے اجازت شکار لیکر ستر ہزار کی جمعیت سے چار کوس تک گئے کہ گرد بیابان
سے گرد تیرہ و تار اٹھی جب کہ وہ گرد ہوا سے چاک ہو ا دیکھا کہ ایک دیوانہ جسمیں ایک لاکھ سوار کی جمعیت ہے چلا
آتا ہوا سے پہونچکے امیر کے روبرو دست ادب باندھکے سلام علیک کی اور عرض کیا کہ میں حضور سے کشتی لڑونگا
امیر سنکے گھوڑے سے اُترے اور اس سے مقابلہ کرکے دو روز کی زور آزمائی میں اسکو زیر کیا اور اس سے
کہا کہ اب تم اپنا حال بیان کرو اُسنے کہا کہ میرا نام ارزان روئین تن ہے اور یہاں سے تین کوس پر ایک
مقام ہے کہ اسکو سرزمین روئینہ کہتے ہیں اور میں ستر سال کی عمر سے مجنون و دیوانہ ہوں او پچیس ہزار
آدمیوں کو میں نے اپنا مطیع کیا ہے ایک شب میں نے عالم رویا میں ایک بزرگ کو دیکھا اور انہیں کی برکت قدم مبارک
سے مشرف باسلام ہوا اور انہیں بزرگ نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی امیر اسکو اپنے ہمراہ بادشاہ جمجاہ
کی خدمت میں لائے اور تمام حال اُس دیوانہ روئین تن کا بیان کیا

اب دو کلمہ داستان عمرو بن امیہ ضمری سے بیان ہوتے ہیں

کہ جب عمرو کا جہاز فیلبند دروازہ پر آیا اہلیان دربند نے آواز دی کہ اسی جگہ ٹھہرو اہل جہاز نے
جا در بہائی اہل دربند کو معلوم ہوا کہ یہ جہاز کسی تاجر کا ہے پس ان لوگوں نے مالکان دربند کو اطلاع کی
حاکمان مذکور نے لقا سے عرض کیا کہ ایک تاجر آیا ہے اگر حکم ہو تو اُسے بلائیں لقا نے کہا میں نے بھی یہی
تقدیر کی تھی اُس تاجر کو بلالو لوگوں نے آکے عمرو سے کہا تمکو حضور نے یاد کیا ہے عمرو کاروانسرا میں مع
صندوق ہاے سرداران کے مقیم ہوا اس اثنا میں ہرکاروں نے آکر کہا کہ خداوند نے تمکو طلب کیا ہے
اور اسباب تجارت جو عمدہ و نفیس ہے کشش و بارگاہ لاے ہو براے ملاحظہ اپنے ساتھ لیچلو عمرو سرداروں
کے صندوق ہمراہ لے کے بارگاہ میں آیا بختیارک خال عمرو دیکھ کے بد حواس ہوا اور سوداگر نے صندوق
کھول کے سرداروں کو باہر نکالا اسد اور تمام سردار نعرہ کرکے برآمد ہوے لقا اور بختیارک تو یہ حال
دیکھ کے بھاگ گئے انہوں نے طارق و مطارق کو گھیر لیا تمام اہل قلعہ مسلمان ہوے امیر یہ خبر سنکے دربند
میں آگئے او فرمایا دریافت کرو کہ یہاں سے شکاکیہ کے منزل ہے لوگوں نے کہا کہ یہاں سے بارہ کوس تک
دریاے نقار حائل ہے جسکا نام بحر خداوند و شہر پناہ شکاکیہ ہے اور اسپر ایک پل ہے کہ جس کو پل سکندر کہتے
ہیں چونکہ لقا یہاں سے بھاگ کے گیا ہے وہ ضرور نمرود سے کل حال بیان کرے گا اور نمرود براے
حفاظت پل ضرور کسی سردار کو بھیجے گا امیر نے فرمایا ہماری بارگاہ اسی طرف روانہ ہو عادی
آثار بارگاہ کا لے کے روانہ ہوے اور کہا کہ اگر میری مدد کو کوئی نہ آئے تو میں تنہا کافی ہوں یہاں
خونخوار خوک پیکر عیار نے نمرود سے تمام کیفیت شکست لقا کی بیان کی اور کہا کہ میں نے سنا ہے لقا کے
تعاقب میں پہلوان عادی آتا ہے نمرود نے اوطاق دراز مبنی و صمصام شتر گردن کو حکم دیا کہ تم جاکے
امیر کی بارگاہ لیلو اور عادی کو اس طرف نہ آنے دو یہ دونوں سردار دو لاکھ کی جمعیت سے روانہ ہوے

بعد انکے صفدر اژدر خوار کو نمرود نے حکم دیا کہ تو بھی جا وہ بھی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا لیکن اوطاق
پیشتر پہونچ کے نصف پل پر کھڑا ہوا اس طرف عادی کو قاسم تنگ رو اجلی نے خبر دی کہ ایک سردار اوطاق
نام جس کی مینی سات گز کی ہے وہ سد راہ ہوا ہے عادی یہ سنکے اس کے مقابلہ کو آئے اوطاق نے
عادی کو گرز مارا عادی نے تخت شدادی پہ گرز کو روکا اور بسبب کہنگی کے تین لٹھے پل کے ٹوٹ گئے
اور جب عادی نے تخت شدادی کی ضرب لگائی وہ کمبخت زمین مین دھنس گیا اور جس جگہ وہ کھڑا تھا
وہان سے بھی پل شکستہ ہو گیا اور چار سو ہمراہیان اوطاق دریا مین غرق ہوئے اور آدھا پل بھی
دریا مین گر گیا عادی بارہ ہزار عرب ہمراہ لے کے پل سے نیچے آئے اور شمشیر زنی کر کے تیس ہزار کفار کو
داخل جہنم کیا باقی ماندہ فوج بھاگ گئی عادی نے اُن کفار کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور نمرود کی طرف
روانہ ہوئے اور فتحنامہ امیر کی خدمت مین بھیجا لیکن اثناء راہ مین صفدر اژدر خوار نے خبر قتل اوطاق
کی سنی اور بہت جلد پہونچ کے عادی سے مقابلہ کیا ایک ہی حملہ مین اُس نے عادی کو زخمی کیا اور لشکر پر
جا پڑا بہت لوگ لشکر عادی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور کفار نے عادی کو مع انکے بھائیون کے حلقہ ہا
کمند سے مقید کیا اور بارگاہ پر قابض ہوئے لشکر عادی کو شکست دی اور شکاکیہ کی طرف روانہ ہوئے
ہنوز تھوڑی دور گئے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نقابدار نیلی پوش اور نقابدار فوراً آسمان سے زمین
پر آیا اور دیو جن بہادرونکو مع اسپان اپنی پشت پر سوار کیے ہوئے تھے انکو زمین پر اتار دیا اور اسپ
پری پیکر پر ایک جوان خوش رو نقاب نیلگون رخ انور پر ڈالے ہوئے سوار تھا اُسنے نعرہ کیا کہ اے کافران پر دغا
و نابکاران بھیجا بارگاہ حمزہ کو ایسا بے وارث سمجھا ہے کہ اس طرح بے خوف خطر لیے جاتے ہو یہ سنتے ہی فوراً
صفدر نے نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے اسکا حملہ رد کر کے مع مرکب اُس کے چار ٹکڑے کیے اور شمشیر زنی
کر کے اُسکے نصف لشکر کو بھی جانب جہنم روانہ کیا فوج باقی ماندہ شکست کھا کے بھاگی نقابدار نے عادی
کو رہا کیا اور ایک ڈبیا مرہم عنایت کر کے کہا کہ اس مرہم سے زخم کو دو پہر مین شفا حاصل ہو گی جاؤ اور
میری طرف سے امیر کی خدمت مین سلام شوق کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ میرا قصد تھا کہ بارگاہ پہنچاؤن لیکن پھر
یہ خیال آیا کہ لوگ کہین گے چوٹا امیر نہ تھے اسوجہ سے نقابدار بارگاہ لے گیا لہذا اب لازم ہے کہ امیر اسباب
صاحبقرانی مجھ کو بھیجدین ورنہ سر سبحان لے لونگا یہ کہکے نقابدار ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کے روانہ
ہوا اور عادی کوچ کر کے شکاکیہ سے سات کوس اس طرف پہونچے اور بارگاہ استادہ کی دوسرے روز
امیر بھی مع فوج دریا موج تشریف لائے یہ خبر جاسوسون نے نمرود مردود کو پہونچائی یہ سنکے تمام اندام مین
اُسکے رعشہ پڑ گیا اور نہایت سراسیمہ ہو کر دریچہ قدرت سے داخلہ لشکر امیر با توقیر کا معائنہ کیا امیر نے
بارگاہ مین رونق افزا ہو کے عمرو سے کہا کہ یہ ناسعادتمند ہاشم میری ملاقات کو کیون نہین آیا عمرو نے کہا یا
امیر ہاشم بھی بدیع الزمان کا شاگرد ہے چنانچہ بدیع الزمان بھی بعد ہفت صف کے حاضر ہوا تھا امیر نے
فرمایا کہ تم ہاشم کے پاس جاؤ عمرو نے ہاشم کے پاس آ کے کہا کہ اے ناسعادتمند تو امیر کی ملازمت کے لیے کیون
نہ آیا ہاشم نے کہا کہ مین بعد فتح نمرود مثل بدیع الزمان کے حاضر ہونگا اور ہاشم نے دس ہزار اشرفی اور پانچ
صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے اور سام صحرا نشین کو عمرو کا شاگرد کرا دیا خواجہ بہت خوش ہوئے اور
ہاشم کی تعریف کی ہاشم نے سام کی عیاری کا تمام قصہ بیان کیا کہ اس طرح اس نے طلخال جادو کو

صحرا میں مارا عمرو نے بھی تعریف کی اور کہا کہ اے ہاشم شکر کر کہ خدا نے ایسا عیار تجھکو عنایت کیا بعد ازان امیر کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ ہاشم نے بہت شان و شوکت پیدا کی ہے اور کہا ہے کہ میں ایک جنگ کر کے حاضر حضور ہونگا امیر نے یہ خبر سن کے سجدۂ شکر کیا اور صحبت عیش و نشاط و جلسہ سرود و طرب مقرر کیا

اب وہ کلمہ حال ایلچی گری ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ہاں اے مرے لالہ فام ساقی　　وہ مے دے جو آئے کام ساقی
توبہ شکنی ہو اپنا دستور　　لبریز ہو جام مے سے مخمور
وحشت میں عجب سی ہو رہی ہے　　میخواروں کو اب کہاں کی ہے
کیا دیر ہے کیون یہ اب توقف　　ورنہ مجھے ہوئے گا تاسف
آتا ہے جو میرے گھر میں مہمان　　دعوت کا ہوا ہے گی کرنا سامان
آراستہ ہون مکان بھی نایاب　　اور اس میں بچھا ہو فرش محبوب
طاقوں پہ چنے ہوئے ہوں شیشے　　گلدستے ہوں بزم عاشقی کے
ہو دختر رز بہ خوب جوبن　　شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
ایسا ہو لباس ارغوانی　　پوشاک دلہن کی جون شہانی
میخواروں میں ہو یہ جوش پیدا　　تیزی کی نشہ ہو دو ہویدا
شیشے سے پری وہ جام میں آئے　　پھر بادہ کشوں کے کام میں آئے
ہو جام لبوں پہ جیسے ہوں مشتاق　　دل شاد ہوں خوب سب قرامان
نشہ میں بیان ہو یہ قصا　　کچھ لطف ہوا ایلچی گری کا
استاد لطیف قصہ خوانی　　ایں کرو ذرا کلک درفشانی

قاصدان منازل افسانہ گوئی و عازمان کشور قصہ خوانی ایلچی سخن کو میدان نامہ میں یوں گرم خبر کرتے ہیں کہ امیر عالیمقام نے عین صحبت انبساط میں دبیر عطارد تحریر کو بلاکر ایک نامہ لکھوایا اور چوبی پر رکھ کے آواز دی کہ میں ایسا بہادر چاہتا ہوں کہ جو میرا نامہ لیجائے اور نمرود سے آداب نامہ ادا کر آئے ہنوز یہ کلام نہ تمام ہوا تھا کہ ایرج نوجوان اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کی یہ غلام اس کام کو انجام دیگا اور نامہ اٹھا کے سر سے باندھا اور اپنے خیمہ میں آکے تیاری ایلچی گری میں مصروف ہوا اور سر سے روز صبحکو جب کہ ایلچی فلک چہارم نامہ خطوط شعاعی لیے ہوئے افق مشرق سے برآمد ہوا تو امیر مع بادشاہ نمرود واسطے دیکھنے سواری ایرج خیمے کے باہر آئے شان و شوکت لشکر ایرج دیکھکر ترک فلک رعب سے تھرانے لگا عمرو بھی ایرج کے ہمراہ روانہ ہوا یہاں خونخوار عیار نے نمرود سے خبر کی کہ ایلچی نامہ لیکر امیر کا آتا ہے بختیارک مردک نے جب نام ایلچی کا سنا حال بیان کیا اور آداب نامۂ امیر سے نمرود کو آگاہ کر کے کہا کہ یا خداوند ایسا انتظام کیجئے کہ ایلچی بالائے قیطول نہ آنے پائے نمرود نے دیو خسرو کو طلب کر کے کہا کہ حمزہ کا ایلچی آتا ہے زنہار اسکو بالائے قیطول نہ آنے دینا اسنے کہا بہت خوب اور بہت بہتر یہ کہکے وہ دیو اپنی جگہ پر کہ جہاں پر بود و باش تھی چلا گیا مگر عمرو جو ایرج کے ہمراہ روانہ ہوا تھا اپنے ایرج سے پہلے اپنے تئین زیر قیطول پہونچایا اور اوپر جانے کی فکر اور تشویش میں تھا کہ کسی طرح قیطول پر چڑھ جاؤں قضا را اسوقت عرش کا ایک ملازم خاص واسطے پیشاب کرنے کے سواری سے علحدہ ہوا اور ایک کونے میں دفع احتیاج کے لیے بیٹھ گیا عمرو نے موقع پاکے فوراً اسکو بیہوش کیا اور آپ اسکی صورت بنا اور سپاہی کا لباس پہن کے عرش کی سواری کے ہمراہ روانہ ہوا جب سواری قریب قیطول پہونچی دیو خسرو نے عرش اور چند خدمتگاروں کو اپنے ساتھ لے کر قیطول پر پہونچایا عمرو بھی بجالاکی تمام ضمن خدمتگاروں میں مل کے قیطول پر پہونچا سب لوگ تو نمرود کے پاس گئے لیکن عمرو بہوشیاری و چالاکی لباس فلک اول پہونچ کے مخفی اور پوشیدہ ہوگیا کیونکہ ہر فلک پہ دیو اپنی گردن اور دوش پر سوار کر کے لیجاتے ہیں جب یہ سب لوگ نمرود کے پاس پہونچے خواجہ بہت خوش ہوئے اور نکل کے قیطولوں کی سیر کرنے لگے ناگاہ صدائے طبل

وردش جو کی کان میں آئی اور سواری ایرج زیر قیطول نمایاں ہوئی ایرج نے دیکھا کہ قیطول پر جانے کی
راہ نہیں ہے متحیر ہو کے دیو خسرو سے کہا کہ مجکو نمرود کے پاس پہونچا دے کیونکہ میں برسم ایلچی گری آیا ہون
دیو نے کہا تامل کرو حکم نمرود کا ہوے تو جانا ایرج یہ سن کے خاموش ہوا جب دو گھڑی کا عرصہ
گذر گیا ایرج نے برہم ہو کے دیو سے کہا کہ جلد میری خبر کرو یہ قیطول سے اُتر کے روبرو آیا اور کہا
کہو کیا کہتے ہو ایرج نے کہا کہ میرے قریب آؤ تو کچھ تمہارے کان میں کہون دیو ایرج کے پاس آیا ایرج
نے بائیں ہاتھ سے اُسکا سر پکڑا اور داہنے ہاتھ سے اُسکے شقیقہ پر ایسا گھونسا مارا کہ دیو غل مچانے لگا اور
کہا کہ اے شخص تو مجکو کیوں قتل کرتا ہے ایرج نے کہا کہ بس بہتر یہی ہے کہ مجکو نمرود کے پاس لیچل دیو بلا چاری
اپنی گردن پر سوار کر کے بالاے قیطول لیچلا جب ایرج قریب قرق زنجیر پہونچے ایک خدمتگار نے آ کے کہا
ع آزمین یا دبرین بہت مروت تو بہ ایرج نے عمرو کو پہچان کے کہا کہ اے جد عالی وقار تم کیونکر یہاں پہونچے
عمرو نے کہا خداے عزوجل نے مجکو بھی یہانتک پہونچا دیا وہاں ایرج نے دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی طناب
کے بندھی ہوئی ہے اُس زنجیر کو ایرج نے تلوار سے قطع کیا اصفاجہ نے جھٹ اُسکو زنبیل میں داخل کیا وہان
نمرود نے کہا کہ اے خدمتگار تو نے کیون زنجیر لے لی عمرو نے کہا کہ میں نے حکم نمرود سے غائب کر دی اس اثنا میں
خونخوار نے دوڑ کے نمرود سے کہا کہ ایلچی بالاے قیطول آگیا نمرود نے حکم دیا اے خونخوار تو بار عیاروں کی
لیکر اس مقام پر موجود رہ اگر اُسنے آکر مجکو سجدہ کیا تو خیر ورنہ اُسکو کمند دون میں گرفتار کر لینا اور دو سوار جو
کہ ایک کا نام زرباب فیل گردن اور دوسرے کا نام مسمار کوہ شکن تھا دائیں بائیں اپنے بٹھائے اتنے میں
ایرج نے قریب پہونچکے سلام علیک کی اور زرباب کے برابر آ کے کہا کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھ کہ میں یہاں بیٹھ کے
کچھ کلام کرون کہ اُس بد نہاد نے گفتگوے نامعقول کر کے ایرج کو خنجر مارا ایرج نے تھپکی دی اور ہاتھ سے
خنجر چھین کے دور پھینکدیا اور تان کے ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پریشان ہو گیا اور خود اُسکے دنگل پر بیٹھ کے
کہا قسم نامہ دردستم نامدار نمرود یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ایرج سے کہا نامہ لاؤ ایرج نے کہا اے فرتوت
کیا تو آداب نامہ سے ناواقف ہے جو اسطرح نامہ طلب کرتا ہے اور اُٹھ کے نمرود کے سینہ پر سوار ہوا نمرود نے
کہا اے نبیرۂ حمزہ مجکو قتل نہ کر میں آداب نامہ بجا لاتا ہون جو لوگ نمرود کا یہ حال دیکھ کے دست لطیفہ ہوے
تھے اُنکو نمرود نے منع کیا اور کہا کہ اے ایرج مجکو چھوڑ دے قسم بقدرت خود میں آداب نامہ بجا لاؤنگا شاہزادہ
ایرج اُسکو چھوڑ کے اپنے دنگل پر آ بیٹھا نمرود نے سرافگندہ نامہ ادا کیے یعنی بہت کچھ زر و جواہر منگوا کر نامہ پر
نثار کیا اور ایرج سے نامہ لیا اُسوقت ایرج نے تنبیہ دی کہ اے لاابالیان دربار دیکھو میں نے تمہارے
خداوند کو کیسا ذلیل کیا جس شخص کو کچھ جرأت ہو وہ مجھسے سمجھ لے نمرود نے سرداروں کی طرف دیکھ کر کہا
کہ شاید ایرج تمہارا داماد ہے جو تم اُسکو نہیں مارتے ہو یہ سُنتا تھا کہ کفار تلواریں کھینچ کے ایرج پر جا پڑے
ایرج بھی تلوار کھینچ کے اُن میں در آیا اور چند لوگوں کو قتل کیا لیکن خونخوار جو کمین گاہ میں بیٹھا تھا
اُسنے کمند مار کے ایرج کو گرفتار کر لیا اور نمرود کے روبرو لے گیا نمرود نے کہا ایرج سے اے بندۂ مغضوب
تجکو یہ وقت یاد نہ تھا اور اے نابکار تو نے میری قدرت نہ دیکھی ایرج نے لفظ نابکار سنتے قید کو پارہ کیا اور دوڑ کے
نمرود کو گرفتار کر لیا نمرود نے آواز دی کہ اے مریدان خداوند خداوندی کی مدد کرو کہ وہ قتل ہوتا ہے سب نے دیکھا
ساحر تخت کے نیچے سے نکلے اور دو دو ترنج ایرج پر مارے کہ اعضا ایرج کے بیکار ہو گئے کل ساحروں نے ایرج کو

گرفتار کرکے نمرود کے حوالہ کیا نمرود نے ایرج کو زندان میں بھیجدیا اور کہا کل میں اسکو قتل کرونگا جب عمرو نے
یہ دیکھا قیطول سے اتر کے ہمراہیان ایرج سے کہا کہ تمھارا آقا گرفتار ہوگیا مردمان ایرج نالان و گریان جانب
لشکر اسلام روانہ ہوئے اور عمرو نے آکے جرأت ایرج کا حال امیر سے بیان کیا اور کہا ایرج کو سحر سے گرفتار کیا
ہے امیر غم ایرج میں گریان ہوئے تمام لشکر میں بسبب گرفتاری ایرج تلاطم پڑ گیا ہر طرف شور گریہ و بکا ہوا

اب دو کلمہ داستان گرفتاری ہاشم تیغزن بدست عیار نمرود بیان ہوتے ہین سنو

فکر بلبل ہمہ آنست کہ گل شد یارش	گل در اندیشہ کہ چون عشوہ کند در کارش	دلربائی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشند
خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش	بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود	اینہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
آن سفرکردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست	ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش	اگر از وسوسہ نفس و ہوا دور شوی
بیشکے رہ ببری بحرم دیدارش	ای کہ از کوچہ معشوقہ ما میگذری	باخبر باش کہ سر می شکند دیوارش
دل حافظ کہ بدیدار تو خوگر شدہ بود	نازپرورد وصال است مجو آزارش	مغنیان نغمہ خوش آہنگ شیرین

زبانی دُرافشانان سخن داوری و خوش بیانی ترانہ سخن کو بطرز بیان سے یون تحریر کرتے ہین کہ نمرود مردود
جب بہت ذلیل ہوا تو اُس نے برہم ہوکے خونخوار سے کہا کہ تو جاکے ہاشم کو گرفتار کر لا خونخوار یہ سُن کے
سوار ہوا اور لشکر ہاشم میں پہونچ کر دیکھا کہ سام صبح الشنین نے لشکر کا خوب بندوبست کیا ہے حفاظت کا انتظام
نہایت عمدہ ہے بہ تمام دن لشکر میں بصورت سبیل پھرا کیا مگر بسبب حسن انتظام سام کے اُسکو
موقع نملا آخر مجبور ہوکے شب کو پشت بارگاہ ہاشم سے نقب دے کے زیر پلنگ ہاشم نقب کا دہنہ توڑا اور
نقب سے نکل کر بیہوشی چھوڑ دیے جو شمعون پر جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ میں پھیل گیا ہوا اُس صورت
سے ہاشم کو بیہوش کرکے اُسی نقب کی راہ سے نکلا اور دیو خسرو کے پاس پہونچکے کہا مجھکو جلد قیطول پر
نمرود کے پاس پہونچا جب خسرو نمرود کے پاس خونخوار کو لے گیا اُسنے ہاشم کا پشتارہ روبرو رکھدیا نمرود
نے فوراً ہاشم کو مقید کیا اور کہا کہ مجاد و ضرغام جادو سے کہلا بھیجا کہ میں کل ایرج کو بدلے حمزہ کو قتل کرونگا
لہذا تم بھی آنا تماشا دیکھنے جب یہ خبر مشہور ہوتا ہوا امیر کے پاس آیا اور کہا کہ کل ایرج قتل ہونگے اور ہاشم
کو بھی دشمن چرا لیگئے امیر نے یہ خبر سنکے جام کلاہ عزت سکے کہا کہ کوئی بہادر ایسا ہے کہ اس جام کو پیے اور
ان دونوں کو رہا کرلائے یہ سنکے نورالدہر اپنے دل سے اٹھے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ غلام جاکے
انکو رہا کرے امیر یہ دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور نورالدہر کو اجازت دی نورالدہر نے لشکر امیر سے
لاکھ سوار منتخب کیے اور آخر شب کو مسلح ہوکے سوار ہوئے لیکن امیر نے دوبارہ کہا کہ کسی دوسرے کو بھی
نورالدہر کی مدد کو جانا چاہیے یہ سنکے کرب و غضنفر بن اسد امیر سے رخصت ہوکے عقب نورالدہر
روانہ ہوئے ہیریات باقی تھی کہ تمام سرداران مذکور مع فوج و لشکر زیر قیطول پہنچ گئے اور یہان
تمام رات نمرود نے میدان خونی کی تیاری کی تھی زیر قیطول دار میں استادہ تھیں جلاد بیا بازو کھڑے تھے
نمرود دریچۂ قدرت سے دیکھ رہا تھا کہ صبح کو شہزادوں کو زندانخانہ سے لاکر زیر قیطول داروں کے پاس کھڑا کیا
جلاد حکم نمرود کے منتظر تھے کہ ایکبار غل ہوا اور آسمان سے پتھر برسنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ تم
نقابدار کیلی پوش اور ہمراہیان نقابدار اسپہائے پرندہ پر سوار تھے بس نقابدار نے پہنچتے ہی ایک حملہ
میں اسی ہزار کافرون کو واصل جہنم کیا کہ دفعۃً اُسطرف سے نورالدہر و غضنفر کے نعرہ کی آواز آئی اُس طرف

نقابدار نے ایرج و ہاشم کے پاس پہونچکر کہا کہ تمھاری رہائی کا وقت آگیا ایرج و ہاشم نے بیڑی قید کو پارہ
پارہ کیا نقابدار نے اسلحہ و مرکب انکو دیے ایرج و ہاشم سوار ہوئے یہ حال دیکھکے نمرود نے گلفام و ضرغام
سے کہا کہ اے مربیان من یہ کیا ہوا انھون نے ہنس کے کہا کہ خاطر جمع رکھو ہم انکی فکر کرتے ہین یہ کہکے دونون
نے آسمان کی طرف پرواز کی ادھر میدان زیر قیطول ایسی شمشیر زنی ہوئی کہ الاامان قریب تھا کہ لشکر نمرود کو شکست
ہو کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر اہل اسلام پر محیط ہوا اور اس ابر سے آگ برسنے لگی تمام اہل اسلام اس آفت مین
مبتلا ہو گئے مگر غضنفر اور نقابدار پر سحر کا کچھ اثر نہ ہوا قریب تھا کہ بسبب شعلہ باری کے لشکر اسلام کے
پانون اکھڑ جائین کہ دفعۃً نعرہ ہوا اسم شاہ عاشور پادر مکلل جادو وسم گلشن جادو ہمشیرہ برق جادو یہ
یہ حال دیکھ کے ضرغام بھاگا عاشور نے ایک ترنج مارا کہ ضرغام واصل جہنم ہوا اور گلفام قیطول کیطرف بھاگا
قریب دریچہ قدرت پہونچا تھا کہ برق اسکے سر پر گری اور اس کا ٹکڑا دوپارہ کیا پس ان دونون ساحرون کے
جہنم رسید ہونے سے مسلمانون پر سے تاثیر سحر دفع ہوئی اور جنگ مین مصروف ہوئے بختیارک نے کہا یا
خداوند مربیان خداوند قتل ہو گئے نمرود نے یہ سن کے طبل آسائش بجوایا اور گنبد قدرت مین داخل ہو کے
شکاکیہ کا دروازہ بند کر لیا شاہ عاشور و گلشن نے ایرج سے ملاقات کی اور نقابدار نقارہ نوازان ایک
طرف روانہ ہوا اور الدہر نے آواز دی کہ اے بہادر امیر تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین نقابدار نے کہا کہ میری
جانب سے بعد تسلیم کہدینا کہ بانہاے صاحبقرانی مجھکو بھیجے ہین یہ کہکے نقابدار روانہ ہوا اور ہاشم و ایرج امیر
کی خدمت باسعادت مین آئے

اب دو کلمہ نقابدار گلیم پوش کے بیان ہوتے ہین

ہو عشق آستانہ دو لخت سے دل	الصد سے رتبہ حرم کبریا نہ ملا	راحت گئی اگر تو گیا رنج نہ گذر	خالی رہی وہ دیدہ تماشائے دل

سیاحان گلشن معانی و تماشائیان گلزار نکتہ دانی نقاب بیان کو رخ پر نور شاہد مضمون سے اٹھا کے چہرہ زیبائے
سخن کو بزم مدعا مین یون جلوہ فگن کرتے ہین کہ امیر با توقیر کو جب خبر پہونچی کہ ایک نقابدار گلیم پوش آیا ہے اور
شب کو اوسنے طبل جنگ بجوایا ہے شاید اسکا ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہے یہ سنکے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی طبل
رب و دو طبل جنگ بجے حسب ارشاد فیض بنیاد عمرو نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری و شاہی پر سے
اٹھا کر چوب لگائی صداے شر و فساد تمام عالم مین پھیلی کہ اسی عرصہ مین مہر عالم افروز کہ جو تھا اس جہان سے بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ ہو پڑھا سامان شب کا شامیانہ دربار سپہر سے برخاست ہوا دلاوران صف شکن
و غازیان ہمت شکن اپنے اپنے مقام پر آئے ہتھیار سلیح خانون سے منگوائے چار طرف شور تلوارون کی جھنکار کا بلند ہوا
آلات جنگ و تیر و ہر ایک گرز دار جمبند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی
موجین بڑھنے لگین زمانہ پر یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ اسکا دم بدم رنگ بدلتا تھا قلب بریش تیغ سے دہلتا
تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے بے مارآستین دشمن تھا رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین
مصروف رہی دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا رہا کہ ظلمت کو تیغ نور سحر نے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط
سفیدی سحر پر انجم نے مثل دانہ تسبیح گردش قبول کی سے سمجھا خورشید نے عمامہ نورانی باندھا سیاہی شب کی کافور
ہوا سینۂ فلک کا ناگہان چاک ہو ہوا اس سے نمایان مہر افلاک ہو دم سحر نقابدار و امیر والاتبار مع لشکر میدان
مین آئے نقابدار نے اپنے لشکر سے نکل کے ہیبت دی کہ یا امیر مین آپ سے مشتاق جنگ آیا ہون

امیر نے یہ سنکے اشقر کو جولان کیا اور نقابدار کے مقابل آئے اور ردوبدل فنون سپہ گری کے ہونے لگے نیزہ بازی شروع ہوئی پھر گرز بازی و شمشیر زنی کی نوبت آئی آخرالامر کشتی شروع ہوئی تیسرے روز امیر نے نقابدار کو سر سے بلند کرلیا اور نقاب اُسکے چہرہ سے دور کی رخ انور سے اُسکے نشانہائے خلیلی نمایان ہوئے نقابدار امیر کا قدمبوس ہوا اور دست بستہ کھڑا ہوا امیر نے اُنکا نام دریافت کیا نقابدار نے کہا غلام کو لیس بن قاسم کہتے ہین اور لیس بن ابرہا بھی میرا نام ہی کہ ابرہائے دُرشت چنگال نے مجھکو پرورش کیا ہی امیر نے ابرہا سے پوچھا کہ صاف صاف بیان کر تو نے کیونکر پایا اگر دروغ نہ بیان کیا تو مین تجھکو ملک قاف سے ایک ملک کا بادشاہ کردونگا ابرہا نے کہا یا امیر میری زوجہ کے کوئی فرزند ہوتا تھا اور مین جیدہ دنیا مین جاکے ہر مرتبہ ایک لڑکا لاکے پرورش کرتا تھا جب وہ لڑکا لائق کھانے کے ہوتا تھا مین اُسکو کھا لیتا تھا ایکروز مین سجان کی طرف گیا مین نے دیکھا کہ بدرین زلازل یک چشمی نے جزیرۂ فندق مین لشکر کثیر جمع کیا ہو اور کوچک باختر پر اُسکا قصد خروج کرنے کا ہی اور وہ چاہتا ہی کہ صنم سیاہ پوش کو اپنے قبضہ مین لاؤن ابوسمان تو زلازل کا حال سُنکر ذوالامان کی طرف بھاگا اور صنم سیاہ پوش سو نقابدار کی جمعیت سے اس طفل کو لیکے ذوالامان کیطرف جاتی تھی اسوقت اس طفل پر میری نگاہ پڑی اور دل مین اسکی محبت پیدا ہوئی ملکہ سے کہا اے ملکۂ آفاق اپنے دل مین کچھ اندیشہ نہ کرو اس طفل کو برائے پرورش مجھکو عنایت کرو اور مین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھائے کہا کہ تم میری ہمشیرہ ہو ملکہ نے اس طفل کو میرے حوالہ کیا اور خود گریان طرف ذوالامان کے روانہ ہوئی اور مین نے اس کو پرورش کیا اسوقت اسکو آپ سے مقابلہ کی ہوس ہوئی مین اسکو لیکے یہان آیا امیر نے یہ حال سُنکے لیس کو سینے سے لگایا اور قاسم و ایرج نے بھی سینہ سے لگا کے اپنے برابر اُسکو جگہ دی اور امیر نے سند ملک اُنکے لکھکے ابرہا کو عنایت کی ابرہا تو قاف مین جاکے سرحد سوم کا مالک ہوا اور یہان سب اپنے اپنے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب حال نمرود مردود کا سنیئے

ذرا ہان ساقیا بیہوش رکھنا	لب ہر رندکو خاموش رکھنا
نہ ہے کوئی صراحی آج ہچکی	لب شیشہ پہ ہو مہر خموشی
صدائے قلقل مینا بھی ہو پست	ہو غفلت سے ہر اک رند بدمست
رہین خاموش سب جام و صراحی	ہو سر بسر در گلو ہر اک مغنی
کسند تجو دین کو مین لگاکر	چڑھو لگا بام میخانہ پہ جاکر
کہ پھر زاہد سے عیاری ہو کرنا	ہے غفلت سے تو بھی جام بھرنا
گرفتہ ہو بلا کی بھی آواز	رہے خندہ سے ساغر کا دہن باز
نہ پیدا ہو وقت برباط سے آہنگ	رہین خاموش طرح بے نے و چنگ
کہ مین تا بکی عیاری سے لاؤن	اسے کیا قید مین سے چھڑاؤن
بیاہو رند برم فلک خرجام	بنوش از بادۂ نیرنگ یک جام

جمعبندان واصلات سخن سازی و تتمہ نویسان باقیات جریدۂ افسانہ پردازی و فاضلات رقوم مستوفی سخن کو دیوان کدہ دفتر بیان مین میزان فکر سے یون قلمبند کرتے ہین کہ نمرود اس شکست فاش و قتل مربان عفریت سے متفکر اور پریشان و رنجیدہ بیٹھا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی تھی اتفاقاً ایک قاز آئی اور بصورت سامری ہوکے ایک کاغذ نمرود کے ہاتھ مین دیا اور سجدہ کیا نمرود نے اُس کاغذ کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا عزرائیل جادو نے اُس کاغذ مین یہ لکھا تھا کہ مین دودک آدم خوار کو روانہ کرتا ہون کہ جو تمام لشکر حمزہ کو کھا جائے گا اور اس کا قد ایک سو پانچ ارش کا ہی نمرود یہ نامۂ مسرت پڑھکے بہت خوش ہوا اور اپنے مصاحبون سے ذکر کر رہا تھا کہ دودک آدم خوار ہماری مدد کو آتا ہی اب اسوقت ہمارا تردد جاتا رہا اور کمال اطمینان ہوا یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ یکایک دو گھڑی رات گئے دودک مع اپنی فوج کے زیر قیطول

پہونچا اور ایک پاؤن ایک قیطول پر اور دوسرا پاؤن دوسرے قیطول پر رکھ کے نمرود کے روبرو آیا اور سجدہ
کیا نمرود نے اُسکی پشت پر آستین نحوست جھاڑی اور دنگل آہنی عنایت کیا نجنبارک نے اُسکا قد و قامت
معائنہ کیا اور دیکھا کہ دونون آنکھیں مثل طاس خون کے اور سر مانند گنبد کے ہے اور اس تن و توش پر
نہایت چست و چالاک ہے اور بانہاے عیاری سے آراستہ ہے دودک نے نمرود سے کہا کہ ایسا بندوبست
ہو کہ میرے آنے کی خبر مشہور نہو تو عین عنایت ہوگی یہ کہکے براے تدبیر کوہستان کی طرف روانہ ہوا جب
صبح ہوئی امیر کو خبر ہوگی کہ تورج و خورشید خوابگاہ سے غائب ہین عمرو نے اُنکے بستر انا پالشان قدم
دو گز پایا امیر سے بیان کیا کہ کوئی دیوان دونون کو لے گیا کیونکہ آدمی کے قدم کا نشان نہین ہے امیر یہ
سنکے خاموش ہوے مگر بدیع الزمان اور ہاشم کو اپنے فرزندون کا نہایت صدمہ ہوا دوسرے روز غلغلہ ہوا
کہ تورج و خورشید کی لاشین لشکر کے کنارے پڑی ہین امیر نے لاشین طلب کر کے دیکھا کہ ناخن سے پا تک
گوشت نہین ہے اور استخوان باقی ماندہ پر سلاح و پوشاک مقتولون کی موجود ہے یہ کیفیت دیکھ کے تمام لشکر
مین کہرام پڑ گیا فرط غم و الم سے کسی نے تمام دن کھانا نہ کھایا امیر نے لاشون کو دفن کرا دیا دوسرے روز
امیر نے سنا کہ داراب و مالک بھی شب کو غائب ہو گئے اور اسی وقت عیار صحراے اُنکی لاشین بھی لائے
امیر نے گریہ کر کے اُنکو بھی دفن کرا دیا اور شکر خدا کر کے کہا کہ معلوم ہوتا ہے شاید میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہے کیونکہ
بعد ایسے سردارون کے زندگی بیکار ہے عمرو و دیگر عیارون نے امیر کا یہ حال رنج و غم دیکھ کے ہر چند بندوبست
کیا اور تلاش و تجسس قاتل مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر کچھ نہو سکا ایک روز اسلم پیادہ رو و جہانگیر جہان گشت
براے پاسداری گئے تھے انھون نے دیکھا کہ لشکر کی طرف ایک کوہی آتا ہے انھون نے پوشیدہ ہوکے دیکھا
کہ ایک شخص پوستین پہنے ہوے آتا ہے اور سواے آنکھون کے کوئی اعضا نہین معلوم ہوتا اور قدم پانچ گز
پر پڑتا ہے دونون عیار اُس کے تعاقب مین دوڑے مگر اُسکو نہ پایا ناچار ہوکے اپنے لشکر مین آئے لیکن
پہونچ کے سنا کہ شہنشاہ و شہریار عراقی بھی غائب ہوئے اور اُن کے لاشے بھی امیر کے پاس آئے اسلم و
جہانگیر نے تمام حال کوہی کے دیکھنے کا بیان کیا امیر سنکے گریان ہوے اور کمال رنج اور تردد امیر
کی خاطر اقدس پر ہوا دوسرے روز صبح کو اسلم و جہانگیر آتے تھے کہ پھر اُس شخص کو دیکھا کہ دو سوار کو
لیے جاتا ہے دونون عیارون نے آواز دی کہ ناشی اے نامرد قحبہ دودک اُنکو دیکھ کے ٹھہر گیا ان دونون نے
پہونچ کے خنجر مارے مگر اُس نے باآہستگی اُنکے خنجر چھین لیے اور دونون کو بغل مین دبا کے جہان اُس کا قصر
تھا وہان گیا مہار عیار بھی ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا کیونکہ تمام عیارون کو اُس کی فکر ہے اور
ہر ایک بصورت مختلف اس تلاش مین تمام صحرا و کوہستان مین پھیلے ہوے ہین چنانچہ مہار یہ حال دیکھکے
بھاگا اور بہت جلد پہونچ کے عمرو سے تمام حال مشرح بیان کیا عمرو و شاپور و قران کو ہمراہ لیکے کوہستان
مین جاکے پوشیدہ ہوا دودک لشکر کی طرف سے نمایان ہوا شاپور نے اُسے دیکھ کے زنگی عیاری
بجائی عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک شخص نورالدہر و بہرام کو لیے جاتا ہے عمرو نے اُس کا تعاقب کیا
نیم فرسخ تک تو اُس کا نشان معلوم ہوا بعدہ نظر سے غائب ہو گیا عمرو و قران وغیرہ ناچار ہوکے
ایک درخت پر چڑھ گئے اور برگہاے درخت مین پوشیدہ باطمینان تمام بیٹھے بعد دو گھڑی کے بالاے کوہ سے
دیکھا کہ یکایک ایک سنگ کوہ کو جنبش ہوئی اور ایک شخص دیو خصال نے زیر سنگ سے سر نکالا اور ایک قریب

کی طرف روانہ ہوا بعد دم بھر کے دو آدمیون کو پکڑ کے لایا اور دونون کو ذبح کر کے از فرق تا ناخن یا گوشت و
پوست جمیل کے زیب ہار کر لیا عمرو وغیرہ نے یہ کیفیت بالاے درخت سے دیکھی مگر کسی کو شجر سے اُترنے کی جرات
جرات نہ ہوئی شاپور نے مقصد کیا لیکن عمرو نے انگشت منع کیا بعد ازان دیکھا کہ سلاح و پوشاک سردارون کی
ان لاشون کو پہنا کے لشکر اسلام کے کنارے ڈال آیا اس کے جانے کے بعد تینون عیار
بھی زیر درخت آئے اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ سردارون کو اس نے نہین کھایا وہ سب
زندہ ہین پس تینون عیار قریب سنگ آئے عمرو نے پتھر اُٹھا کے دیکھا کہ زیر سنگ مثل تخاد کے ایک غار ہے اور اس
گوشے مین تمام سردار کمند سے بندھے ہوئے موجود ہین عمرو نے غار مین پہونچ کے سب کو رہا کیا اور ہمراہ لیکے کوہ کی طرف روانہ
ہوا جس روز عمرو نے سردارون کو رہا کیا تھا شمدن و ودک نمرود کے پاس جلاد رقص و شراب مین مشغول تھا بعد ازان عمرو
نے آکے امیر کو سردارون کی رہائی کا مژدہ سنایا اور کل حقیقت دودک کی بیان کی امیر بہت خوش ہوئے
عمرو و قران و شاپور کو خلعت عنایت کیے عمرو نے کہا کہ آپ کیون ان نا شدنیون کو یہ گران بہا تشیاد کے
خراب کرتے ہین لاؤ ان چیزون کو مین اپنے پاس بحفاظت رکھون حمید بقریہ کو دیدیا کہ ونگا خلعت وغیرہ
ان سے لیکر داخل زنبیل کیے اور ایک ایک ٹوپی کا رچھے کی ان دونون کو دیدی انھون نے استاد کا تبرک
سمجھ کے سلام کر کے لیلی امیر نے عمرو کی ظرافت پر تبسم کیا اور ان کو اور پوشاک منگا کر مرحمت کی لیکن دودک
مردک جب نمرود کی صحبت سے اپنے مقام پر آیا تو سردارون کو اسنے نہ پایا سمجھا کہ یہ کام سوا سے عمرو کے
دوسرے شخص کا نہین ہے پس برہم ہوکے بشوق گرفتاری عمرو کی روانہ ہوا یہان ترکتازی و برق فرنگی
نے آکے عمرو سے کہا کہ استاد ایک پیر ضعیف جو چالیس آدمیون کی جمعیت سے آیا ہے مگر ہمنے کبھی ایسا خوبصورت نہین دیکھا
خواجہ نے درمیان چار طاق بلقیس کے پیر ضعیف سے ملاقات کی پیر نے مجرا کر کے ایک سو ایک اشرفی نذر
کی اور کہا کہ دو اشرفی روز حاضر کرونگا مجکو لشکر مین دوکان عنایت ہو خواجہ نے صرافہ مین اسکو جگہ دی صبح کو
امیر سے سنا کہ دو سردار آج پھر غائب ہوے ہمارا نشان بازو چار طاق اور چوب شمشاد سے آگے معلوم نہین
ہوتا امیر نے عمرو کو حفاظت لشکر کے باب مین بہت تاکید کی دوسرے روز صبح کو پھر سنا کہ دو سردار غائب ہوے
امیر متفکر بیٹھے تھے کہ عادی ایک طفل کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ مین آئے امیر نے ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ نہایت
حسین ہے اور باوصف عیاری اسکے جسم پر آراستہ ہین اس عیار بچے نے پہونچ کے امیر کو مجرا کیا اور عمرو کی طرف
دیکھ کے کہا کہ یہ شخص جو کرسی پر ہے کیون بیٹھا ہے کہ جس سے دودک کی تدبیر اب تک کچھ نہ ہوئی یہ سن کے خواجہ
کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا شاہ اسلام نے اس طفل کو دیکھ کر کہا اسے مین اپنا عیار کرونگا امیر نے اس سے نام
پوچھا اسنے کہا نعمان خنجر گذار میرا نام ہے اور یہ نام پہلا مناسب ہے شاہ اسلام نے فرمایا تو میرے پاس رہیگا
اسنے کہا آپ کی خدمت مین رہنا میرا باعث فخر ہے بادشاہ نے اسکو خلعت دینے کا قصد کیا اسنے کہا انشاءاللہ
بعد کارنمایان کے غلام خلعت لیگا لیکن یہ شخص جو کرسی پر بیٹھا ہے اُٹھ جائے پس بادشاہ اس طفل کا ہاتھ
پکڑ کے خلوت مین لیگئے اور اسکا حسب و نسب دریافت کیا اسنے کہا کہ مین فرزند عمرو ہون اور بطن یاقوت ملک
سے میرا تولد ہے بعد ازان بارگاہ مین آکے کہا کہ جو شخص تین روز مین دودک کا سر لائے وہ کرسی پر بیٹھے اور
اگر مین اسکا سر لاؤن تو خواجہ میری شاگردی کرین عمرو نے جھلا کے کہا قبول ہے بعد اس گفتگو کے ہر ایک عیار
اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوا لیکن دودک بعد نصف شب کے اپنی دوکان سے بارگاہ سلیمانی کے قریب

آیا اور نقب دینے کا قصد کیا مگر دلمین خیال کیا کہ بارگاہ معجزہ کی ہے نقب کارگر ہوگی یہ تصور کر کے جمہور کی بارگاہ
مین گیا اور جمہور کو بیہوش کر کے کمند مین باندھا اور حلقۂ کمند بارگاہ سلیمانی پر پھینکا وہ جا کے قبۂ بارگاہ مین پیچیدہ
ہوا دودک بذریعہ کمند بالاے بارگاہ پہونچا اور قبہ کو چاک کر کے دیکھا کہ امیر عالم خواب مین ہین اور مقبل
تیر و کمان لیے ہوے سرگرم پاسبانی ہے دودک نے پروانہاے بیہوشی شمعون پر ڈالے کہ جسکے دھوئین سے مقبل
بیہوش ہوا دودک نے بارگاہ مین اترکے دیکھا کہ امیر بالکل غافل سو رہے ہین پس اس نے بیلۂ عیاری کا ہاتھ
پر چڑھا کے کفچہ مین کئی مثقال بیہوشی رکھ کے نتھنون کے قریب لے گیا جب امیر نے نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر
چڑھ گئی اور چھینک آئی اسنے جھٹ پٹ امیر و مقبل کا پشتارہ باندھا اور زیر بارگاہ آیا اتفاقاً اسی وقت
شاہپور شیر دل بھی پہونچا اور دودک کو پشتارہ لیجاتے دیکھ کر آواز دی قران و چالاک بھی شاہپور
کی آواز سنکے آگئے اور للکارا کہ او بادر تجہ اب تو کہان جائیگا دودک نے عیارون کی آواز سنکے خیال کیا کہ
اگر مین پشتارے لیے جاؤنگا تو سب مجکو پہچان لینگے یہ تصور کر کے پشتارے زیر بارگاہ رکھ کے مثل برق کے
نکل گیا عمرو نے پہونچکے فتیلہ رفع بیہوشی دیا اور امیر کو ہوشیار کیا اسوقت امیر نے ثعبان سے فرمایا کہ ای ثعبان
اپنے پدر سے مصافحہ کرے کہ عمرو تیرا بزرگ ہے بقول سعدی ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور ای عمرو یہ تمہارا فرزند ہے بطن یاقوت ملک سے اسکا تولد ہوا ہے عمرو یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور ثعبان کو
سینہ سے لگا کے بہت پیار کیا ثعبان نے کہا جو مجہول عجوبہ تمہارے لشکر مین مقیم ہے وہ دودک ہے عمرو نے یہ سنکے
ثعبان کو تحسین و آفرین کی اور چند ہزار عیار کی جمعیت سے عمرو روانہ ہوا شاہپور و قران بھی ہزار ہزار عیار
لیکے گئے لیکن ثعبان سب سے بیشتر گیا عمرو و بقال عجوبہ کی دوکان پر پہونچا دودک عمرو کو دیکھ کے پہچان گیا
کہ عمرو بابا وہ بدی آیا ہے پس دودک فوراً اٹھ کے دوکان کے اندر گیا اور غائب ہوا خواجہ بھی دوکان کے
اندر پہونچے اور تلاش کیا مگر دودک کو نپایا ایک آسیا ایک کونے مین نصب تھا اسکو اٹھا دیا دہن نقب معلوم ہوا
شاہپور و قران نقب مین کود پڑے اور عمرو بھی انکے عقب مین کودا دیکھا کہ قران و شاہپور اور دودک
کے لوگون سے باہم شمشیر زنی ہو رہی ہے عمرو بھی نیمچہ پکڑ کے جا پہنچا اس جگہ دودک کے بائیس عیار نگہبان تھے کہ
دودک جس سردار کو گرفتار کر کے لاتا تھا اسکو فوراً نمرود کے پاس لیجاتے تھے الغرض قران و عمرو
نے ان سب کو قتل کیا مگر دودک نملا جب دوسری طرف صحرا مین نقب سے نکلے دیکھا کہ ایک کوہ زمین پر
پڑا ہے اور ایک ستارہ بالاے کوہ کے چمکتا ہے جب قریب پہونچے دیکھا کہ ثعبان دودک کے سینہ پر سوار
ہے حلقہ ہاے کمند مین اسکو گرفتار کیا ہے اور اسکی چھاتی پر بیٹھا ہے اگرچہ دودک نے ثعبان کو زخمی کیا ہے اور
ثعبان نے بھی دودک کو زخمی کیا ہے دودک ہر چند اپنی رہائی کا قصد کرتا ہے لیکن ثعبان اسکو نہین چھوڑتا ہے
اس اثنا مین عمرو نے پہونچ کے چند بیضہ بیہوشی دودک کو مارے اور بیہوش کر کے اسکا سر کاٹ لیا اور ثعبان کے
پاؤن مین ریسمان باندھ کے کشان کشان امیر کے پاس لائے امیر نے ثعبان کا حال سنکے اسپر بہت نوازش
فرمائی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع کیا بعد ازان امیر نے حکم دیا کہ دودک کی لاش تشہیر کی جاے
غرضکہ اسکی لاش ہاتھی کے پاؤن مین باندھ کر تمام قیطولون کے پیچھے پھرایا خونخوارنی یہ خبر نمرود سے
بیان کی وہ حرامزادہ یہ خبر سنکے بہت گریان ہوا مگر یہ کمبخت اپنی فکر سے کب غافل ہوتا ہے ہر روز فکر تازہ
مین تھا کہ ایکدن ہواے تند چلی نمرود نے دیکھا مینھ اس دیوار گیری مین کہ جو دریچہ گنبد قیطول مین تھی ڈالا

اور کہا کہ اے شیطان مین نے تقدیر تازہ کی یعنی ایک سوار قدرت کہ جسکو ابتک مین نے پوشیدہ رکھا تھا اب وہ جنگ کریگا یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے جو بامر جاسوسی یہان لگے ہوے تھے خبرین لیکر امیر با توقیر کی خدمت مین حاضر ہوے اور دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ نمرود مردود نے طبل جنگ بجوایا ہے اور اُسکا قصد ہے کہ آتش فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہے امیر نے بھی اپنے لشکر مین کوس حرب کی نوازش کا حکم دیا نقارخانۂ سکندری مین طبل سکندر پر چوب پڑی جسکی ہیبت سے کانون مین دہل گئی ؎ نقارہ آواز آمد عجیب　کہ اُٹھ نصر من اللہ فتح قریب ؛ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری سامان جنگ ہوا کی شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ لا یعقل لیکن ان دیوانون کو نام خیال دیکا زلف دراز سے تنگ وعار آمادۂ کارزار پردہ مال نہ خواہش زندگی صرف آبرو کے طلبگار رشتون کی جھنکار ان سودا زدون کے حق مین دیوانہ کے لیے جراءت کا جوش ناموری ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا عزم کرتے تو دامن صحرائے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر ہر سر کو نوک خار صحرائے شجاعت سمجھ کر پائے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ کرکے شاہد تہور کے عشق مین جان گنواتے غرضکہ ہر رات تک یہی شورش رہی کہ نیزے بسان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اتار کر عریانی پسند تیر وحشت کی لیکر بھاگنے پر آمادہ خلش اُنکی علاج دل دردمند سپرین برنگ خون سودائیان سیاہ گرز اُنکو سر میدان حرب رکھنے کی جا ولب سوفار جاکر پر مارنا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر دو لفرا لاتے کمندین زلف رہ گیر کی طرح دل کی الجھن کا پتہ بتاتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان کی صورت آنکھین دکھاتین ہر سمت سے غل اور شورش برپا ہنگامہ تھا کہ ؎

شیطان کی لینے آگئی جان　　دل ہو گیا غل سے پائمال
دیوانۂ رزم تھا دل زار　　بھایا زخمون کا مسکرانا
پروانۂ حرب شمع رخسار　　دل شوق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور تجیری نوم سے ہر غافل چونکا ؎

وہ بھی تھی اک کیمیا کی سی نمود　　تھی نظر سیندی کہ جب سے سحر
صبحکو یا زر سے وا ختر کھلا　　بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبح آیا جانب مشرق نظر　　ہو کے ساقی نے صبوحی کے لیے
اک نگار آتشین رخ سر کھلا　　رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبحدم سردار مسلح و مکمل ہوکے در دولت شہنشاہ صولت پر حاضر ہوے بادشاہ بھی لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا ؎

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے　　پہلے دارا کا گل آیا جو نام
اب وہ جب طغرل و سنجر کھلا　　اسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا
تاج زرین مہر تابان سے ہوا　　مہر کا بیا چرخ چکر کھا گیا
خسرو آفاق کے محضر پر کھلا　　بادشہ کا رایت لشکر کھلا

غرضکہ تخت شاہ گردون اساس کا ہر ایک جراءت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سویرے ہی سے گردہ گردہ قشون قشون جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریائے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا گنبد سما پہونچی نقارون سے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی جب شجاعان روزگار عرصۂ کارزار مین پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوے نقیب بول کر ہٹ گئے اُسطرف نمرود فلک چہارم پر بیٹھا اور لقا لشکر کثیر لیکے صفوف اسلام کے مقابل آکر جمگیا کہ ناگاہ پردۂ بیابان سے ایک گرد تاریک بلند ہوئی جب ہوائے دامن گرد شگافتہ ہوا نقابدار زرد پوش بالباس جواہر نگار ہویدا تھا اور نمرود کو سجدہ کرکے میدان کی طرف مرکب کو جولان کیا اور ہیبت دی کہ اے قوم اسلام تم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے مگر ایک عقاب بلائے ربیع

سر نقابدار سایہ فگن تھا توزج بن بدیع اجازت لیکر میدان مین آئے بعد تگاورزنی نقابدار نے نیزہ مارا بعد چند طعن کے نیزے پھینک دیے اور توزج نے نقابدار کے تلوار ماری لیکن تلوار نے کچھ اثر نہ کیا اور نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر توزج کا گریبان پکڑا اور کشتی شروع ہوئی اثنائے کشتی مین نقابدار نے عقاب کی طرف دیکھا عقاب نے توزج پر اپنا سایہ ڈالا جس تو گا توزج کے جسم سے زور و قوت زائل ہوئی نقابدار نے توزج کو گرفتار کرکے خونخوار کے حوالے کیا اور آواز دی کہ اور جسکو اپنی جان دوبھر ہو وہ میرا سامنا کرے کہ دست چپ سے خورشید بن ہاشم نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور اسی طرح نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوا بعدہ نقابدار طبل بازگشت بجوا کے صحرا کی طرف چلا گیا امیر میدان سے غمگین واپس آئے دوسرے روز پھر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف کشیدہ ہوئے اسی طرح نقابدار آیا اور مبارزطلبی کی ادھر سے داراب مقابلے کے لیے گیا بعد رد و بدل فنون سپاہ گری مثل توزج و ہاشم کے یہ بھی اسیر ہوا بعدازان نو سردار کے بعد دیگرے میدان مین آئے اور نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے یہ دیکھ کے مقبل نے ایک تیر عقاب کو مارا مگر عقاب کے دہن سے شعلہ نکلا جس سے تیر جلکر زمین پر گر پڑا القصہ جب وہ وقت آیا کہ دامن سیماب روز تمازت آفتاب سے پارہ ہوا اور ہوس دہر نے زنبق مہر کا گشتہ بنا کے قرص ماہتاب پر چڑھایا

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت	ستارہ چنان سنجاز زر فشاند
کہ نہد زمین گاو بر گنج راند	فرود آمدند از دو جانب سپاہ	بر کمانہا نشستند زیبا سے گاہ

دونون لشکر میدان سے بازگشت کرکے اپنے اپنے قیام گاہ پر آسایش پذیر ہوئے خواجہ نے عیارون سے کہا کہ نقابدار کا حال جلد دریافت کرو عیارون نے کہا کہ ہم آپ کے حکم سے پیشتر گئے تھے الا نقابدار کا کچھ نشان معلوم نہوا غرضکہ سات میدان داری مین ایک کم بیس سردار نامی و نامور نقابدار نے گرفتار کیے ایک روز نمرود نے فلک چہارم پر نقابدار کی دعوت کی عیار وہان بھی بہر استخبار حالات موجود رہتے ہین شاپور نے حال دعوت نقابدار سنکے زیر قبطول اپنے تئین پہونچایا اور دل مین اسنے خیال کیا کہ جب نقابدار یہان سے مراجعت کرکے اپنی جگہ پر جائیگا اسوقت مین اسکا کام تمام کرونگا لیکن نمرود نے نقابدار سے کہا کہ اے شہسوار قدرت کوہستان مین تمھارا رہنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ عیارون کے ہاتھ سے کچھ ضرر پہونچے نقابدار نے ہنسکے کہا وہین رہنا بہتر ہے مین خود چاہتا ہون کہ وہان کوئی آئے اور اپنے کیے کا مزہ چکھے القصہ جب نصف شب گزری نقابدار جلسۂ دعوت و بزم مسرت سے فراغت حاصل کرکے بقصد مراجعت زیر قبطول آیا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوا شاپور نے پہلے ہی سے جاکے قریب کوہ حلقہائے کمند بچھا کے پوشیدہ ہو رہے تھے جب نقابدار حلقون کے نزدیک ہوپہونچا شاپور نے کمند کا جھٹکا مارا نقابدار اپنی روش میں چلا جاتا تھا کہ جھٹکا کھا کے گھوڑے کا پاؤن الجھا اور نقابدار پشت زین سے زمین پر آ رہا فوراً شاپور نے قریب ہوکے قصد کیا کہ خنجر مارے دفعتاً اسی عقاب نے نیچے جھکے شاپور پر اپنا سایہ ڈالا شاپور بے حس و حرکت ہو گیا اور عقاب نے حلقہائے کمند اپنی منقار سے کاٹ دیے نقابدار نے اٹھکے کہا کہ مین تجکو ایسے عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے یہ کہکے اور شاپور کو اپنے ہمراہ لیکے قبطولون کی طرف روانہ ہوا اور نمرود سے تمام حال بیان کیا اور کہا مین نے دام واسطے عمرو کے بچھایا ہے کہ وہ ضرور شاپور کو چھڑانے آئیگا مین اسکو بھی گرفتار کرونگا بعدازان کہا کہ میرے نام طبل جنگ کا حکم دو مین اہل اسلام سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے نقابدار کو

اسطرف روانہ ہوا اور یہاں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے آواز کوس حرب سنکے امیر
سے عرض کیا امیر نے بھی بفضل رب قدیر اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی کی نوازش کا حکم دیا یہان بھی کوس حربی پر
چوب پڑی شب بھر درستی اسباب جنگ ہوتی رہی جب شاہ زرین کلاہ خاوری نے عرصۂ افلاک پر رخ روشن اپنا دکھایا

دگر روز کین ساقی صبح خیز	زمی کرد بر خاک یاقوت ریز	دو لشکر چو دریای آتش دہان	کشادند بازو کشیدند کمان

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے نقیب کڑکا کہکے کنارہ ہوے کہ نقابدار زردپوش نے
صف سے نکلکے نشیب دیا کہ دفعتہً آسمان پر آواز قرنا و شہنا بلند ہوئی اور تین لاکھ بہادر گردن یلان پر سوار اور
ایک نقابدار سبزپوش لباس زرین پہنے بالائے تخت الماس و دعا لیس ہزار پریزاد جنکے پران اوپر باز سفید پر
سایہ فگن نمودار ہوا اور فوراً نقابدار زردپوش کے مقابلہ مین آیا نیزہ بازی گرز بازی خنجر سپہ گری ردوبدل ہو کر شمشیرزنی
ہونے لگی آخرالامر سب حربون کے بعد نوبت کشتی کی آئی نقابدار زردپوش ہر بار عقاب کی طرف دیکھتا تھا عقاب
قصد کرتا تھا کہ مین سبزپوش پر اپنا سایہ ڈالون لیکن باز سفید کے خوف سے باز رہتا تھا قریب نہ آسکتا تھا آخر
زردپوش نے بنگاہ قہر عقاب کیجانب دیکھا عقاب نے قصد کیا کہ سبزپوش پر سایہ ڈالون کہ باز سفید نے عقاب کی
آنکھوں مین چنگل مارا اور اسطرف سبزپوش نے زردپوش کو زمین پر دے مارا اور وہان باز نے عقاب کو دبوچا باز نے عقاب
کو اور سبزپوش نے زردپوش کو دوپارہ کیا تاریکی برپا ہوئی اور آواز آئی کشتی ہوا نام من عزرائیل جادو بود افسوس کہ
مردم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدم واضح ہو کہ یہ ملعونہ نمرود کی جدہ تھی اور عمر اسکی سات سو برس کی تھی اور
تین گز کا قد تھا جب وہ ساحرہ قتل ہوئی تو نمرود کے لشکر نے جنگ مغلوبہ کرنے کا ارادہ کیا مگر بختیارک ایک ہی
ہوشیار ہے اسنے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوا دیا نمرود رنجیدہ ہو کے اٹھ گیا مگر عیار نقابدار نے امیر کی خدمت مین حاضر
ہوکے کہا کہ سبزپوش آپسے اسباب صاحبقرانی طلب کرتا ہے اور عیار خواجہ عمر عیاری طلب کر کے اپنے محل پر روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان نمرود کے بیان ہوتے ہین

کہ نمرود اپنی جدہ کے غم و الم مین بیٹھا تھا کہ ایک کبوتر نے آکر نامہ دیا نمرود نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوا اور
جواب نامہ خود لکھکے کبوتر کو دیا کبوتر تو اسطرف روانہ ہوا اور یہاں نمرود نے لاف و گزاف مارنا شروع کیا اور کہا
مین نے تقدیر کی ہے کہ کل لشکر اسلام کو تباہ کر دونگا بعد دو گھڑی کے چار تخت جانب فلک سے اترے اور ایک زن
جمیلہ کہ جسکا سن بیس برس کا تھا پوشاک نافرمانی پہنے ہوئے زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ تخت پر سوار تھی
اور چار سو ساحرہ اسکے ہمراہ تھین اسنے پہونچ کے نمرود کو سجدہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی نمرود اسکی آن بان و حسن و
جمال دیکھکر فریفتہ ہوا اور عزرائیل جادو جدہ نمرود کی دختر ہمراہ اسکا نام فتنہ انگیز جادو ہے نمرود و بختیارک نے
فتنہ سے عمرو کی بہت شکایت کی فتنہ نے کہا اول تو مین عمرو کی تدبیر کرتی ہون نمرود نے دربار برخاست کیا اور
اسطرف امیر نے بھی دربار برخاست کیا عمرو امیر کے ہمراہ جاتا تھا کہ دفعتہً ایک پنجہ گرا اور عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈال
کے لیچلا عمرو نے ہر چند داد و بیداد کی اور امیر نے یہ حال دیکھکے تیر مارا مگر کارگر نہوا آخر عمرو کو لیے ہوئے پنجہ جلوہ جا
ایک سمت کو روانہ ہوا امیر نے غم عمرو مین تمام دن کھانا نہ کھایا اور اسطرف پنجے نے عمرو کو مقتول پر نمرود کے پاس
پہونچایا عمرو کی جب آنکھ کھلی نمرود و فتنہ و کفار کو دیکھکر افسوس کیا اور کہا کوئی میری فریاد نہین سنتا فتنہ نے
کہا خداوند نمرود رحیم ہے جو کچھ کہنا ہو کہو عمرو نے کہا حمزہ میری کچھ قدر نہین کرتا اور دو روپیہ آٹھ آنہ ماہواری
مجکو دیتا ہے جسمین میری بسر نہین ہوتی میرا قصد ہے کہ نمرود کو سجدہ کرون مگر یہ خیال آتا ہے کہ بختیارک میرا

عدو سے جانی ہو وہ مجکو زندہ نچھوڑے گا نمرود نے کہا اگر تو مجکو سجدہ کرے تو سب سے زیادہ تیرا مرتبہ کرونگا عمرو نے
یہ سنکے سجدہ کیا بختیارک نے عمرو کے بارہ مین کچھ کہنے کا قصد کیا نمرود نے کہا اگر مقدمہ عمرو مین تو نے کچھ کہا
تو ایسی کفش کاری کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا بختیارک یہ سنکے زیر قیطول آیا اور خونخوار سے کہا کہ تو جاکے نمرود کو
عمرو کے مکر سے جلد آگاہ کر چنانچہ خونخوار نے آکے عمرو کے مقدمہ مین کچھ کہا نمرود نے اسکو بھی نکلوا دیا اور عمرو کو
خلعت بیش بہا عنایت کیا عمرو نے کہا یا خداوند دو شمعدان محفل مین روشن کرائیے اور لوگون کی آمد و رفت
موقوف کرا دیجیے اور عمرو گوشہ مین جاکے بصورت زن جمیلہ آراستہ ہوکے روبرو آیا فتنہ نے عمرو کی بہت تعریف
کی عمرو نے نے کی جوڑی کو نکال کے بالحان داودی بجانا شروع کی اور حالت ترنم مین حقی مٹھو مین لکو کے تارین پردے
اور انواع اقسام کے کرتب و شعبدہ دکھا کے حضار مجلس کو محو تماشا کیا اور سب کی آنکھ بچا کے شراب مین داروے بیہوشی ملا کی ساقی
گری کرکے سب کو بیہوش کر دیا اور نمرود کی ریش تراشی کرکے لقا و نمرود کو مثل عامل و معمول ایک کو دوسرے پر ڈالکے
دونون کے منھ کالے کیے اور خود زیر تخت نمرود پوشیدہ ہوا کیونکہ راہ آمد و رفت قیطول معلوم تھی جب کہ بعد عرصہ
کے کفار کو ہوش آیا خیال کیا کہ یہ کام عمرو کا ہے ایک نے کہا کہ عمرو تو خود بردے سیاہ بیہوش پڑا ہے نمرود نے کہا اسکو
میرے پاس لاؤ اور خواجہ سے حال پوچھا خواجہ نے کہا کہ عداوت خونخوار نے یہ حرکت مجھے سرزد کرائی مگر فتنہ
نے کہا کہ جان بخشی کا یہی عوض تھا اور برہم ہوکے سحر کیا مگر عمرو فی الفور مندھی استادہ کرکے اس مین بیٹھا اور
کہا کہ اب کوئی میری پشم بھی کندہ نہین کر سکتا گلستان جادو برادر زادی فتنہ نے بڑھکے سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا
اور جب مندھی کے روبرو آئی سرنگون آویزان ہو گئی فتنہ یہ حال دیکھ کے زیادہ تر برہم ہوئی اور خود سحر کرتی
ہوئی قریب مندھی کے آئی وہ بھی سرنگون ہوکے لٹک گئی عمرو نے سیخ نکال کے آگ روشن کی اور کہا اب مین ان
دونون کے کباب لگاؤنگا نمرود نے کہا اے عمرو انکے عوض جو کچھ تو مانگے مین تجکو دونگا مگر انکو رہا کردے عمرو نے کہا اے
مادر قحبہ یہان سے جاکے دوسری جگہ پوشیدہ ہو اور جسقدر تیرے پاس روغن نفت و پارچہ وغیرہ موجود ہو
وہ مجکو منگوا دے نمرود نے مارے خوف کے سب اشیا مہیا کر دین بختیارک یہ سب تماشا دیکھ رہا ہے مگر کیا کرے دم
نہین مار سکتا آخر اسنے چپکے سے لقا سے کہا کہ اے گیدی جلد یہان سے بھاگ کر وقت بد آیا ہی چاہتا ہے اور نمرود
وہاں سے دوسری جگہ مخفی تھا عمرو آکے جس جگہ وہ رہتا وہان کھڑا ہوا عمرو کو پہچان کے دیو عاشور آیا اور قیطول
پر سے عمرو کو اٹھا لایا اور خدمت امیر مین حاضر کیا امیر سے ملاقات ہوئی امیر نے کیفیت دریافت کی خواجہ نے
حال بیہوش کرنے تمام محفل کا اور داڑھی تراشنا نمرود اور لقا کا بیان کرکے وہ داڑھی پیش کش کی اسیوقت
رسیان اسکی بٹوا کے گدھون کے سموں مین بندھوائین یہ خبر نمرود اور لقا کو پہونچی دیو سرخاب کو نمرود نے
حکم دیا کہ عمرو کو پکڑ لا غرضکہ یہ آیا اور عمرو کو تلاش کر رہا تھا کہ حسب اتفاق بدیع الزمان کی نظر جا پڑی انھون نے
ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ وہ ملعون گر کر واصل جہنم ہوا یہ خبر بھی نمرود کو پہونچی یہ نہایت مضطر تھا کہ طلال جادو آئی
اور حال پریشانی نمرود کا دیکھکر اسنے عرض کیا کہ یا خداوند اب سراسیمہ ہون میرے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے مین
سب خدا پرستون کا خاتمہ کر دونگی اور حضور ملاحظہ فرمائینگے کہ لونڈی نے کیا کیا کار نمایان کیے غرضکہ بنام قحبہ کے اپنے
نام پر طبل بجوایا باہر کارے جو نامہ جاسوس تعین تھے وہ خبر پاکے خدمت امیر مین حاضر ہوے اور دعا و ثنا کے
بادشاہی زبان پہ لائے نظم

ہے ترا جوہر کرامت زمین پیما
چاہے اگر کوئی دو جہان کا حال
پیدا نہ کیجائے وہ اگر ہون ہزار سال
تیرے گدا سے در سے کرے آکے وہ سوال
مرتعش ہے گر چلے تیرے ایک دم سپہر

دست قضا اٹھائے اسے دیکھے گر شال | ہر پیر غزہ کی رگ گردن میں خوف سے | ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کی مثال

غرض کیا کہ عمرو بے ایمان نے بنام ظالہ جادو طبل جنگ بجوایا ہے گل وہ مگر آتش فساد کو دوبالا کرے گی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بہت جلد بتائید ربانی طبل رزم بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے ہماری سرنوشت میں تحریر کیا ہے وہ پیش آئے ہر شاگردان عمرو نے نقارخانہ سکندری میں جا کر طبل جنگ پر چوبگانی صدائے فساد ہر سو بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذوی الاحتشام اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلوار ڈھال کی چمک سے میدان ہوئے جوانان جانباز بن شمشیر سناتی تھی سے

رستم ربا زمین پہ جو بہرام وگر | ردعون کا آسمان کٹ کے نام رہ گیا | او مردان کو شیتا جاوہ زبان خورشید سے
روز جنگ دست جنگ باید کرد | کوشش نام و ننگ باید کرد | کرا کیت کو لاگ کر یہ پکارتے تھے

کہ یک آگے بیت رہے اور یک پاچھے ہٹ جاے ۔ کالا ایسے پوت کپوت کا کبھوں بلیس نہ کھاے ۔ کمانوں میں چلاتی تھیں کہ صبح کو فوج کفار کا سامنا ہے تکبیر زبان حال سے گویا تھیں کہ کل سر میدان دشمن کو زک کر یا ہے سپاہ و رشتہ شجاعت میں سرشار تھے تا ایکہ شمشیر تیز کے خوف سے رات بھی کٹ گئی دو بہوت گئے نقیبوں نے لشکر سے مژدہ دی سے

جوانان جوان بخت ہشیار ہو | سلاحوں سے اپنے خبردار ہو | اب وہ زماد آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک دہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقع روز میں منہ چھپا لیا ۔ ہوا خورشید طلوع مشرق سے پیدا

جہاں میں ہر طرف پھیلا اجالا | ہوا جب ہر زبان روشنی بار | اٹھے رشتہ کا سب تیز سے سردار | صبح ہم لشکر خیل خیل حشم حشم

پلٹنیں اور سارے سب سوار فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوئے اور جلیسر و اراں لشکر کو میدان میں پہونچا کر خدمت امیر میں آئے امیر مسجد کے پاس میں درود وظائف سے فراغت حاصل کر چکے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے خدمت امیر والا منزلت میں عرض کی کہ یا امیر کشورگیر سے دو لشکر رسیدہ بجانب مصاف دو پہ کال ایستند چون کوہ قاف ۔ امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحب قرانی ہیں یہ سنکر صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھ کر سر سجدہ میں جھکایا اور دعائے فتح طلب مانگی کہ اے خداوند مجھے فتح و ظفر دے یہ تیرا کام ذکر جاکے مارے یا رب العالمین فریاد سن لے مجھے ان کافروں پہ فتح تو دے ۔ غرض سر سجدہ سے اٹھا کر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور کل اسلحہ کو جسم انور پر مزین فرما کے باہر برآمد ہوئے دیوانہ بن قندیل اشقر دیو نژاد کو لیے ہوئے کھڑا تھا صاحبقران نے اسکے قریب ہو کر انگشت شہادت سے یا علی اسکی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب منور فرمایا صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی جلودار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر شیر کی طرح کلیلیں کرتا ہوا مجمع میدان کر کی جانب درِ محل شہنشاہ اسلام روانہ ہوا امیر میان آکر ٹھہرے نوجوان عاشق ہو سے بنا کر تیر اندازی کرنے لگے اس وجہ سے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہ ہوئے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ تجاہ برآمد ہوئے پردہ دیوڑی محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غلغلے کی بلند ہوئی امیر اور سب سوار مودب کھڑے ہوئے تھے اور جولانگاہ پر جا کر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی ماہی مراتب وغیرہ نکلا ڈنکے پر چوب پڑنے لگی صدائے نصر من اللہ فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار پکارے نقیب وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے ظروف لیے خوشبوؤں کا بخور کرتے ہوئے نکلے کہاریاں پری تمثال دو دیان زرکار سینے مچھلیاں ہاتھے پر لگائے تخت بادشاہ کا کندھوں پر اٹھائے نمودار ہوئیں گرد و پیش کنیزیں مہر طلعت اور پیش خدمتیں جو بول صورت کنول اور اسکے نقرئی و طلائی لیے رواں تھیں غرضکہ زنانی ڈیوڑھی سے سواری برآمد ہوئی کہاروں نے برمعر

کہاریوں سے تخت بدلوایا شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ برآمد ہوئے امیر نے زانشی مجرا کیا مرحبا پکارا بادشاہ جہانپناہ سلطان عالم ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر سینہ پر ہاتھ رکھا اس سے یہ مراد تھی کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے بعد ازان سب سرداران و افسران فوج کا مجرا و سلام ہوتا ہوا سواری بادشاہ کی بسامان جباری جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شعون کا جھلانا نقیبون کی منقبت خوانی کرنا ہردم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترک فلک بھی لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا غرضکہ بایں تجمل و شوکت وارد دشت مصاف ہوئے پلٹنین جم گئیں رسالون کے پرے قائم ہو گئے سقون نے چل کر چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو بٹھایا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بخوش الحانی مذمت دنیائے فانی سنانا شروع کی ــ

ہان ڈالکر نظر بہ بیابان غور سا ٭ دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
عبرت دیکھ دیکھ آرایش ٭ نہیں دنیا مقام آسایش
کوئی نہ طالب کا بانی رہا ٭ کہیں ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
رنگ کا رشتے بھی یون کم ... ٭ جسنے دیکھا اسکو ... مغرور
دیکھ بیاہ لیجا عروس موت کو ٭ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
نام رستم کا مٹا دو آج ... ٭ کھاؤ جل تلوار کا اور پھول سو ...

یہ صدا دیتے نقیب کنارے ہوئے تھیں سپہ میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ مع کمین گاہ جو آراستہ تھین اسپر مثل صف مژگان سناٹا چھا گیا اشرقت طلالہ جادو نے تخت کو بڑھا کر سامنے نمرود کے آئی اور ہاتھ باندھ کر پکاری کہ یا خداوند اجازت میدان دیجیے نمرود نے کہا ای بندی قدرت زود برو د کار مسلمانان را تمام کن میں نے تجھے اپنی یہ قدرت کے سپرد کیا طلالہ یہ اجازت پاکر بیچ میدان میں آئی اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای گروہ زبردستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے میں آئے ــ گران ہر کرا بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ ایک شیر اسکے ہمراہ تھا اسکو لیے ہوئے مبارز طلبی کر رہی تھی کہ لشکر امیر سے موج دریا باری صف سے نکل کر اجازت خواہ ہوا امیر نے اسے دیکھ کے کہا کیا زیست سے کنارہ کیا عرض کی غلام اسی دن کے واسطے ہوتے ہیں یہ کہکر میدان میں آیا شیر نے دوڑ کے ایک طمانچہ مارا موج دریا باری بیہوش ہو گیا شیر اسے اٹھا کے لے گیا طلالہ جادو کے حوالے کیا اب تو سرداران کا تار بندھ گیا جو مقابلہ کو نکلا شیر نے ایک طمانچہ مار کر اسکو بیہوش کر دیا اور اٹھا لے گیا اسی طرح طلالہ جادو نے تین شبانہ روز میں ستر سردار شیر سے پکڑوائے چوتھا دن تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی جب دامن گرد پھٹا تو ہاشم سیمتن اور منصور دیو پیدا ہوئے اور جھک کر امیر کو مجرا کیا اور شیر کے مقابلہ پر متوجہ ہوئے کیونکہ شب کو انکو بشارت ہوئی تھی کہ یہ لوح اگر شیر پر جاکر مارو وہ طلسم خاک سیاہ ہو جائیگا چنانچہ انھون نے حسب ہدایت لوح ایسا ہی کیا شیر نے النار والسقر پکارا فوراً طلالہ جادو شیر کی صورت بنکر ہاشم پر چلی ہاشم نے وہی لوح بلیس کی عکس پڑتے ہی وہ سحر جو تھی انھون نے تلوار ماری کہ آگے بھی دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھ کر نمرود نے جو دیکھا قنطوس بن شنکوس کو مع تین لاکھ فوج کے حکم دیا کہ ہاشم کو پکڑ لاؤ اسنے آکر جنگ مغلوبہ کر دی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی ــ چقاچاق خنجر بگردون رسید ٭ ز زمین خون شد و خون بجیحون رسید اسطرح جگر تلوار چلی کہ ملک الموت روح قبض کرتے کرتے حیران ہو گئے لاکھوں آدمیوں کا کھیت پڑا پھر ایک پر عجب کیفیت تھا سرداران لشکر اسلام نے چن چن کے ہر ایک کافر کو فی النار والسقر کیا عمرو نے نمرود کو پکڑ لیا اور منصور نے وہ جنگ مردانہ کی کہ امیر نہایت خوش ہوئے منصور لقا بولا کہ جسقدر اپنے اختیار کی یہ کہکر لقا بھاگا

امیر نے نمرود کو دعوت اسلام کی اس مردود نے انکار کیا امیر نے تیر باران کر دیا اور سب ملک نمرود کا قمور
کو دیا اور قیطول تو کاغذ کے تختے عمرو نے سب کو جلا دیا قمور اپنی جانب سے یہان سردار مقرر کر کے آپ لشکر
ظفر پیکر امیر کے ہمراہ ہوا۔

اب دو کلمہ حال بلاشور کے سماعت فرمائیے

کہ وہ جولقا سے کہکے لشکر اسلام تباہ کرنے کو چلا تو قریب لشکر امیر کے آیا اور عمرو کی تلاش کرنے لگا دتنے
مین عمرو سامنے سے نمودار ہوا اسنے جھک کے مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور پرنور نے مجکو نہین پہچانا
غلام جعفر کبابی بن باقر کبابی ہے اب حضور نے مجکو پہچانا ہوگا یہ کہکے اسنے قدم آگے بڑھا کر موجب جیب
اشرفیان نکال کر عمرو کو نذر دین عمرو تو لالچی بندہ ہے جلدی سے اٹھ کے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم تو ہمارے
پرانے دوست ہو اس نے کہا آپ کیا فرماتے ہین مین ایک ادنے خادم اور تابعدار ہون حضور کو کباب پکا کر
کھلاؤن گا عمرو نے خوشی خوشی اپنے ہمراہ لاکر امیر سے ملاقات کرائی اور اسکی ایسی تعریف کی کہ امیر اس سے
نہایت خوش ہوئے اور عمرو نے قلب لشکر مین اسکو دوکان دلوائی مگر وجہ بلاشور کے آنے کی یہ ہوئی تھی کہ جبکہ
امیر نے چند روز سابل مین قیام کیا تھا اور تمام ارکان دولت و اعیان مملکت نے آکر وہین ملاقات کی تھی
امیر نے شادی کرنا موقوف رکھا تھا اور عمرو نے بھی شادی ملتوی رکھی اور سردارون نے اپنی اپنی طرف
کوچ کیا امیر نے بسبب موسم برسات کے سابل ہی مین قیام فرمایا شدہ شدہ یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی ملک
جمشید جابلقا نے کہا کہ علاج عمرو عیار کا بلاشور کرے گا اور امیر کا علاج اکوان چہار دست نے ہوگا
چنانچہ بلاشور سے پہلے دادبخش جنی آیا دیو اور بگ اسکے ہمراہ تھا دادبخش نے دیوون سے کہا کہ قمور
کو لشکر صاحبقران سے اٹھا لاؤ غرضکہ دیو گئے اور قمور کو لشکر سے اٹھا لائے بس سحر سے دادبخش نے
قمور کو اسی طریق پر کر دیا جیسا کہ سابق مین بھوت اور دیوانہ تھا اور اسکو بلاشور کے ہمراہ شکار کے لیے روانہ
کیا کہ دین اثنا لقا مع جمشید کے داخل قلعہ ہوا جمشید نے بہت دلدہی کی کہ خاطر جمع رکھو حمزہ اور اس کے
سردارون کا مین بخوبی انتظام کر دونگا کہ ناگاہ اس درمیان مین بلاشور شکارگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوا
اور زمرد شاہ کو سجدہ کر کے عرض کیا کہ مین لشکر حمزہ دیکھکر آیا ہون یعنی بلاشور ایک سوداگر کی صورت بن کے
ایک لاغر گھوڑے پر سوار ہوا اور چند گھوڑے اپنے ہمراہ لیکر بازار لشکر مین آکر بیچنا شروع کیے ناگاہ عمرو
نرخ بازاری لینے آیا تھا اسنے پوچھا کہ تو سوداگر ہے اسنے کہا ہان مگر عمرو تو ایک ہی عیار قیافہ شناس ہے اسنے عقل سے
دریافت کیا کہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے غرضکہ بعد قیل و قال خوب ردوبدل کر بلاشور بھاگ گیا اور چند روز مین
پھر کبابی بن کر آیا اور بطریق مذکورہ بالا اسنے دوکان اپنی لشکر مین جمائی اور اسکے اندر ہر رنگ بارہ کوٹھی کی تیار
کی اسنے دوکان اپنی خوب آراستہ کی ایک جانب گوشت بھن رہا ہے اور کباب تیار ہو رہے ہین سیخین طلائی و نقرئی
چڑھی ہوئی ہین حسب الاتفاق عمرو بھی ایک روز برسم بالا دوی اطراف سے جا رہا تھا اور چند عیار اسکے ہمراہ تھے
جب قریب دوکان کبابی کے پہونچا تو کبابی دوکان سے اٹھ کے عمرو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ اے
خواجہ کباب تیار ہین کھاتے جائیے یہ سنکر عمرو ٹھہر گیا اور وہان معاملہ تھا کہ سیارہ رومی اپنے شاگردون
سمیت دوکان کے اندر بیٹھے ہوئے شراب اور کباب اڑا رہے تھے کھاتے کھاتے انکو پیاس لگی پانی طلب کیا انکے
پانی طلب کرتے ہی بلاشور نے تخت کی کل کو جنبش دی سیارہ مع شاگردون کے تہخانے مین جا رہے عیاران

بلاشور نے سیمون کے سر کا مغز اُنکے گوشت کے کباب بنائے اور وہی کباب عمرو کو کھلائے خواجہ عمرو وہ کباب
کھا کے بہت خوش ہوے اور وہان سے چلتے ہوے جب ایک پہر رات گئی اپنے خیمے مین آئے تو بلاشور بھی خیمۂ عمرو
کے قریب آیا اور ایک کاغذ اس مضمون کا لکھکر در خیمہ پر آویزان کرکے چلا گیا کہ اے عمرو آگاہ ہو کہ مین بلاشور
عیار ہون سیارہ کا کام تمام کر چکا اب تمھارا کام بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ عنقریب اپنے خنجر آبدار سے تمام کیا
جاتا ہون غرض جب صبح ہوئی اور خواجہ عمرو ادائے فریضۂ سحری کے لیے بیدار ہوے اور بیرون خیمہ تشریف
لائے تو دیکھا کہ ایک جانب سر سیارہ رومی کا مع سر گیارہ عیارون کے در خیمہ پر لٹکا ہوا ہے اور ایک جانب ایک کاغذ
آویزان ہے یہ دیکھکر خواجہ بہت متالم ہوئے اور روتے پیٹتے خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوے تمام کیفیت گزشتہ
عرض کرکے اُنکے غم مین سیاہ پوش ہوے یہ حال سنکر تمام عیار کانپ اُٹھے اور امیر عیار سیہ پوش ہوکے بیس شاگردون
کو اپنے ساتھ لیکر بیرون لشکر چلا گیا اور گرد صحرا کے پھرنا شروع کیا ہر چند جستجو کی لیکن کوئی اثر کسی قسم کا معلوم نہوا
اور عمرو وہان سے اُٹھکر اپنے خیمے مین چلے آئے جب دوسرے وقت بارگاہ امیر مین جانے لگے تو راستہ مین جعفر کبابی کی
دوکان ملی وہ اپنی دوکان سے اُٹھکر عمرو کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ آپ اسوقت کہان جاتے ہین عمرو نے کہا کہ
بارگاہ امیر مین جاتا ہون جعفر نے کہا کہ خواجہ سلامت کباب بہت عمدہ تیار ہین نوش کرتے جایئے عمرو نے کہا نہین بھی
اسوقت تو جی نہین چاہتا جعفر نے کہا کہ خواجہ آج بہت ہی نفیس کباب بنائے ہین آپ کھائینگے تو سہی خواجہ نے کہا کہ اچھی
کباب تو پھر ہو رہینگے یہ تو کہو کہ آجکل کیا خبرین ہین جعفر نے کہا کہ توجہات بادشاہ اور اقبال حضور سے سب ہین جان ہے
عمرو نے کہا کہ بس یہی چاہیے یہ کہکر چلے جعفر نے پھر اصرار کیا کہ مین آپ کو نہ جانے دونگا کچھ کباب کھاتے جایئے آخر عمرو نے صاف
کہدیا کہ بھیا کباب تمھارے فی الواقع عمدہ ہونگے اور کیون نہون تم باقر کبابی کے بیٹے ہو مگر مین اب کسی جگہ کا
کھانا کھاتا ہی نہین یہ کہکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوے اور داخل ہو کر امیر کو سلام کیا امیر نے پوچھا کہو بھائی
کیا خبر ہے عمرو نے کہا حضور بدستور امیر نے کہا کہ خیر اب تو ہوشیار رہیے گا کہ میاں پھر کوئی شخص ویسی ہی چوٹ نہ کر
بیٹھے عمرو نے کہا کہ حضور خدا مالک ہے اپنے حتی الامکان تو بھی کچھ سعی و کوشش کرونگا غرض جب دیوان کا وقت آیا
تو دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی جگہ آکر مقیم ہوے اور عمرو اپنے خیمہ مین آکر جا گزین ہوے کہ ناگاہ شب ہوئی جب پہر
کا وقت آیا تو عمرو اپنے خیمہ سے نکلکر قوالی چبوترے پر تشریف لائے اور جابجا چوکی پہرے کے لیے عیار نوکر روانہ
کیا اور بہت کچھ تاکید کی کہ خبردار ہر ایک سمت بہت ہوشیاری رکھنا آجکل بہت بلاشور رہا ہے اور اس کے
سب اپنے اپنے مقام معینہ پر چلے گئے اور باقیماندہ عیارون نے کہا کہ عمدہ عیار مثل مہتر قران وغیرہ کے آجکل علیل
ہین انکی عیادت کے لیے چلنا ضرور ہے سب نے یہ صلاح پسند کی اور سب مع مہتر سرہنگ قلندر حاری سعید سحر
سرہنگ قصاب سرہنگ مصری جستہ زابلی دیو ترک عیار فرہاد برق منوچہر سابق وغیرہ کل جو
اشخاص عیادت مہتر قران کے واسطے روانہ ہوے اتفاقاً یہ خبر بلاشور کے ایک شاگرد کو بھی پہنچ گئی اس
حرامزادہ نے جاکر بلاشور کو اطلاع کی بلاشور نے کہا کہ ہمارے شاگردون مین ہے کوئی کہ جو جاکر ان عیارون کا کام تمام کرے
یہ سنکر ایک شاگرد اُسکا اپنی جگہ سے اُٹھا اور بولا کہ مین اس کام کو انجام دونگا یہ سنکر بلاشور بہت خوش ہوا اور کہا
کہ تو چل اور مجھے بھی ہو چکا ہی ہوا سمجھ غرض کہ وہ عیار خود ایک قوال کی شکل بنکر چلا اور ایک تار زمین رجیق کو اپنے ساتھ
اپنے گلے مین ایک ڈھول ڈال لیا اور اسے لباس پر تکلف پہنائے خیمہ گلباد کی راہ لی اور یہ سب عیار بھی دو گھڑی دن
رہے گلباد کے مکان پر پہونچے جاکر دیکھا کہ گلباد بے حس و حرکت اپنے بستر پر پڑا ہوا ہے ان سب نے جاکر گلباد کو ہوشیار کیا اور

سلامت کرکے مزاج پرسی کی گلباد نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ کیوں آج تم سب کدھر آنکلے سب نے کہا کہ تمھاری عیادت
کو آئے ہیں بھئی خداوند عالم تمکو شفائے کامل اور صحت عاجل عطا فرمائے دعائے خیر کیے اور یہ کہکر سب کے سب
بیٹھ گئے ادہر ادہر کی باتیں ہونے لگیں گلباد نے کہا بھئی خدا تم سب کو بھی سلامت رکھے اسوقت تم سب کے آنے سے
بہت کچھ جی بہل گیا اور تم سب کی بات چیت میں ایک ذرا غم غلط ہو گیا اسوقت تو یہ جی چاہتا ہے کہ ساز بجے اور
گانا چھڑے ان سب نے کہا اب اسوقت تو حضرت دوا کھا ان شاء اللہ پھر آئینگے گلباد نے کہا کہ ارے بھائی بیٹھو
بھی شعر غنیمت شمر صحبت دوستان ÷ کہ گل پنج روز ست در بوستان ÷ خدا جانے کہ زندگی ہماری وفا کرے
یا نہ کرے آج تو زندہ موجود ہیں معلوم نہیں کل ہوں کہ نہوں یہ کہکر گلباد کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے یہ
حالت اور اصرار دیکھکر سب بیٹھ گئے ایک نے گانا شروع کیا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی تا اینکہ اسی شغل میں
کوئی چار گھڑی رات آگئی ہوگی کہ وہ عیار بدکردار یعنے شاگرد بلاشور اثر نازنین کو لیے ہوئے در خیمہ گلباد
عراقی پر آپہونچا اور لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیوں بھائیو اسلم کا مکان بھی کسی کو معلوم ہے اگر کوئی جانتا ہو تو
ہمیں بتا دے یہ آواز سنکر ایک عیار دربان اپنی جگہ سے اوٹھا اور آکر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کسے پوچھتا ہے
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے کیا بحث ہے میں کوئی ہوں اگر آپ کو اسلم کا مکان معلوم ہو تو بتا دیجئے میرے
اسکے آج دن کو بازار میں ملاقات ہوئی تھی تو انھوں نے کہدیا تھا کہ رات کو ہمارے خیمہ میں آنا ہر چند پتہ
بتا دیا تھا مگر میں بھول گیا چار طرف تاپتا پھرتا ہوں مگر کسی طرح مکان نہیں ملتا اس عیار دربان نے پوچھا کہ یہ
برقع پوش تیرے ساتھ کون ہے اسنے کہا کہ یہ میری دختر ہے خوب ناچتی ہے اس عیار دربان نے کہا کہ کیا تو قوال
ہے اسنے کہا جی ہاں عیار دربان نے کہا پھر چپ کیوں نہ کہا اچھا ٹھہر ہم جاکر اطلاع کریں یہ کہکر وہ عیار خیمہ
کے اندر آیا اور عرض کیا کہ ایک قوال اسلم کا گھر پوچھ رہا ہے یہ سنکر سب نے کہا کہ خیر اسلم تو اسوقت نہیں ہے جب
آئیگا دیکھا جائیگا اسوقت اسے یہاں بلاؤ یہ حکم سنکر وہ عیار باہر آیا اور اسے اپنے ہمراہ لیکر داخل خیمہ ہوا یہ استاد و یہ
چیلے تھے ہی خوشی خوشی داخل خیمہ ہوئے اور جاتے ہی سلام کرکے ڈھولک بجانے لگے اور وہ نازنین ناچنے لگی
اس کج دھج سے اس عیار نے ساز بجایا اور وہ نازنین ناچی کہ سب کے سب بیخود ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے نازنین
مہ جبین اس ہنگامہ عیش میں ایک ساقی کی بھی ضرورت ہے اور حسن اتفاق سے اسوقت کوئی ساقی بھی نہیں ہے
آپ تو ہی ساقی گری بھی کر یہ سنکر وہ نازنین مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور صراحی شراب کی اٹھا کر اور آنکھ بچا کر
تھوڑی سی بیہوشی اسمیں ملا کے ساقی گری کرنے لگی یہ سب پانچ پانچ چھ چھ پیالے پیکر لگے حرکات بیخودی ظاہر
کرنے تا اینکہ چند ہی عرصہ میں سب کے سب بیہوش ہو گئے کہ اس انتار میں بلاشور بھی آپہونچا اور دربانان
خیمہ کو قتل کرکے اور وہیں سے نقب لگا کے اندر خیمہ کے آیا گلباد نے جو بلاشور کو دیکھا چاہا کہ کچھ چیخے پکارے
یہ قصد دیکھکر بلاشور نے ایک ہاتھ میں پہلے اسکا کام تمام کیا بعد اسکے تمام عیاروں کے سر کاٹے اور گوشت
ان سب کا جدا کرکے ایک پشتارہ میں باندھکر اپنی دوکان پر بھیجا اور ساقی اور لوگ بھی جو خیمہ میں تھے ان کو بھی
قتل کرکے وہیں لوٹ دیا اور چلتے وقت سر کل عیاروں کے سر گلباد کے دروازہ عمرو پر لٹکا کے اور ایک پرچہ
اسی مضمون کا چپکا کے اپنی دوکان پر چلا گیا اور جاتے ہی بھجالیہ لگا کر کباب تیار کرنا شروع کیے اور صبح کو جو عمرو
نکلے دروازہ پر تو دیکھا کہ دروازہ پر سترہ سر کٹے ہوئے لٹک رہے ہیں جنمیں ایک بیٹے کا سر ہے اور سولہ شاگردوں کے
سر ہیں یہ دیکھکر عمرو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے چار طرف سے عیار آپڑے اور عمرو کو سمجھا

جب عمرو ہوشیار ہوے تو ایک شاگرد نے وہ رقعہ دروازہ پر سے اوٹھا کے ہاتھ مین دیا عمرو نے اُسے پڑھا لکھا تھا کہ اے
خواجہ جی خوب آرام سے ٹانگ پھیلا کر سوتے ہو کار بلاشور سے ہشیار نہین رہتے یہ بلاشور کا کام ہے کہ تمھین خون کے آنسو
سے رُلوا دیا یہ دیکھکر عمرو با چشم گریان اور دل بریان بارگاہ امیر کیجانب روانہ ہوئے راستہ مین جعفر کبابی کی
دوکان ملی بلاشور نے بشکل جعفر مبدل کر کے عمرو سے کہا کہ خواجہ سنتے ہین کہ آپ کے ستر عیارون کو ایک ہی دفعہ کسی نے مار ڈالا
عمرو نے کہا ہان بلاشور نے کہا لاحول ولا قوۃ کیا بیرحم شخص تھا خیر صبر کرو تقدیر مین ایسا ہی لکھا تھا یہ سنکر عمرو آگے
بڑھے کبابی نے کہا خواجہ جی چاہو تو کباب کھائے جاؤ خواجہ نے کہا کہ میان کیا کباب خاک کھاؤن دل ہی کباب ہو رہا ہے
کھانا پینا سب حرام ہے یہ کہکر خواجہ وہان سے آگے بڑھے اور بارگاہ امیر کا راستہ لیا جب تھوڑی دیر کے بعد بارگاہ امیر
مین غمگین و حزین داخل ہوئے تو امیر نے پوچھا کہ کیون خواجہ کیا خیر ہے عمرو نے کہا کہ حضور کیا عرض کرون قسم سر
آپ کے نمک کی کھانا پینا سب حرام ہو رہا ہے امیر نے فرمایا کہ آخر کچھ کہو تو سہی عمرو نے کل کیفیت ابتدا تا انتہا بیان
کی امیر نے عمرو کو بہت تشفی و دلاسا دیا اور فرمایا کہ خواجہ صبر کرو اور دل کو تسلی دو کچھ تدبیر کرو عمرو نے شاگردون سے
کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہے کہ بلاشور ہر روز ایک حملہ کر جاتا ہے اور تم کچھ نہین کر سکتے اسے کوئی تو خیال کرو کہ یہ حرامزادہ
کدہر سے آتا ہے اور کہان جاتا ہے عیارون نے عرض کیا کہ حضور کے حسب الارشاد ہم شب بھر پہرہ چوکی دیا کرتے ہین
مگر کوئی پتہ نہین چلتا کہ وہ بدبخت کدہر سے آتا ہے اور کدہر سے جاتا ہے غرض یہان تو یہ گفت و شنید ہو رہی تھی اور وہان
اتفاقاً نسیم بن عمرو کا گذر جعفر کبابی کی طرف سے ہوا جعفر نے دوکان سے اتر کے مجرا کیا اور چند اشرفیان نذر دیکر کہا کہ اے
خواجہ زادے امیدوار ہون کہ کچھ ماحضر تناول کرتے جائیے آج کباب بھی مین نے بہت عمدہ تیار کیے ہین یہ سن کر
نسیم دوکان کے اندر آیا جعفر نے دسترخوان بچھایا طرح طرح کے کھانے اور کباب لا کر حاضر کیے نسیم نے خوب کھانے
کھائے کباب خوب نوش جان کرکے بعد کھانے کے جعفر نے شراب حاضر کی ابھی نسیم پینے بھی نہ پائے تھے کہ یکایک
آواز سرود کان مین آئی نسیم نے کہا یہ کیا ہے جعفر نے کہا آپ سے کیا پوشیدگی ہے یہ سب میرے خدمتگار ہین ان کو
انھین سرود بجانا سکھلوایا ہے چلیے وہین دم بھر بیٹھیے نسیم اپنی جگہ سے اٹھا اور جعفر نے لاکر ایک کرسی پر نسیم کو
بٹھلایا نسیم کے بیٹھتے ہی کرسی نیچے دھنسی نیچے نسیم اور پر کرسی گولا لاٹھی ہو کر داخل تہخانہ ہوے اسیوقت عیارون نے
نسیم کا سر کاٹ کر بلاشور کے پاس حاضر کیا بلاشور نے اسی وقت سر نسیم کا عمرو کے دروازہ پر جسطرح بنا لٹکوا دیا غرضکہ اسی
طرح قلیم و جسیم و فرخ و فلاوس وغیرہ کو بھی دو تین روز مین پار لگا دیا اب ادہر تو عمرو حیران و پریشان ہو ہو کر کہتا
ہے کہ تمام عمر مین یہی ایک واقعہ عقل ربا مجھے درپیش ہوا ہے کچھ خاک سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کرون اور ادہر امیر کا
یہ حال ہے کہ رہ رہ کر تاؤ پیچ کھاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہائے کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کچھ ذہن مین نہین آتا
ہے عمرو پر کیا تاکید کرون اس کے تو خود فرزند و شاگرد ہلاک ہو رہے ہین اسی بنا پر جب عمرو آتا ہے امیر تسلی و تشفی
اسکی کر دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ بھائی صبر کرو تقدیر سے کیا چارہ ہے غرض ایکدن عمرو نے عیارون کو طلب کرکے
غصہ ہو کر کہا کہ اب تمھاری غفلت کی انتہا گذر چکی اب جسطرح سے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ یہ عقدہ لاینحل حل ہو ورنہ
تمھارے حق مین ابتر ہوگا یہ سنکر سب عیارون نے آپس مین صلاح کی کہ ہم سب کو دو فرقے ہونا چاہیے ایک جماعت
کے لوگ ایک ایک تیر کے فاصلے سے گرد لشکر کے بیٹھے رہین اور ایک جماعت گرد لشکر کے طلایہ پھرے غرض شب بھر
ان سب نے یہی تدبیر کی اور تمام شب متفحص رہے مگر کچھ خبر معلوم نہوئی جب صبح ہوئی تو شاگردون نے اپنے دل مین کہا کہ
افسوس شاہزادون کو کر کر ہمیشہ عمرو اوستاد کو اس نابکار نے ناحق قتل کیا اور کوئی تدبیر اس حرامزادے کی بن نہ پڑی اسے

شاپور جب تک کوئی خبر بلاشور کی معلوم نہ ہو جانب لشکر مراجعت بیکار ہے یہ سوچکر اسنے بیکسی کے کپڑے پہنے ہوئے راہ صحرا
کی اختیار کی کبھی داہنی جانب چلا نکلتا تھا اور کبھی بائیں طرف کی راہ اختیار کرتا تھا غرض اسقدر جلد جلد راہ طے
کرتا تھا کہ پیک خیال کا پہونچنا بھی دشوار تھا القصہ جاتے جاتے ایک مقام پر ایک لشکر نمودار ہوا شاپور
نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے ایک ہیزم فروش نے کہا کہ یہ لشکر جمشید شاہ کا ہے کہ لقائے بے بقا کو
ہمراہ لیکر خدا پرستوں سے مقابلہ کو جاتا ہے شاپور یہ سراغ پاکر داخل لشکر ہوا اتفاق سے اس روز جمشید شاہ کے دربار
کا دن تھا جوق جوق گروہ گروہ جمشید شاہ کے دربار میں لوگ چلے جاتے تھے شاپور نے بھی اپنی صورت تبدیل
کر کے دربار جمشید کا راستہ لیا جب داخل دربار جمشید ہوا تو دیکھا کہ ایک عظیم الشان دنگل پر ایک پہلوان تہمور دیو
نام ایک سو تین من کا سیل آگے رکھے ہوئے بیٹھا ہوا ہے ہر چند کہ شاپور بھی کوئی ایسا ویسا شخص نہیں ہے ایرج
نوجوان کا عیار ہے لیکن صولت تہمور کو دیکھکر کانپ گیا مگر جی کڑا کرکے ایک طرف کھڑا رہا بختیارک نے کہا اے
جمشید بلاشور نے عجب کارستانی کر رکھی ہے بیچارے عملا کا کام ابتک تمام کر چکا ہے جنمیں صرف نو تو عمرو کے بیٹے
تھے اور باقی سب شاگرد تھے جمشید شاہ نے کہا تم نے تو ابتک اس سے اسے نہیں بھیجا تھا فقط لشکر کی خبر لینے گیا تھا
اسیران نے یہ کارستانی کر رکھی ہے بیشک اگر ہم کسی خاص کام پر اسے معین کرینگے تو وہ واقعی خوب کارنمایاں کریگا اور شاید
کہ خدا پرستوں کی کچھوئی نہ باقی رکھیگا بختیارک نے کہا کیا ابھی وہ وہیں ہے جمشید شاہ نے کہا ہاں ابھی تک وہیں
ہو گا جاتا کہاں مگر واقعی عجب کام کر رہا ہے ابتک آیا نہیں بختیارک بولا کہ معلوم نہیں اب وہ کس طرح رہتا ہے
جمشید نے کہا ہاں میں بھی اس امر سے مطلع نہیں ہوں مگر جسطرح رہتا ہو گا ابھی تک وہیں ہے شاپور چھپا کھڑا ہوا اور
کان لگائے ہوئے یہ سب گفتگو سنتا رہا جب دربار برخاست ہوا اور لوگ دربار سے اٹھے تو یہ بھی سب کے ساتھ
دربار سے باہر آیا اور وہاں سے نکلتے ہی لشکر اسلام کی راہ لی اور بہت جلد جلد راہ کوہ و صحرا طے کرکے داخل لشکر اسلام
ہوا اور تمام لشکر اور ہر ایک خیمہ اور فرودگاہ کے گرد اگرد خوب طلایہ پھرا اور خوب سا چکر لگایا جبکہ کوئی اشارہ اور علامت
بلاشور کی نہ پائی تو آخر تھک کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور اپنے دل میں سوچنے لگا کہ خداوندا اب میں کیا تدبیر کروں جو بلاشور
کا سراغ پاؤں سوچتے سوچتے یہ ذہن میں آیا کہ ذرا چلکر جعفر کبابی کے یہاں تو پوچھ گچھ کروں شاید کوئی سراغ پیدا ہو
یہ سوچکر کبابی کی دوکان پر آیا اور پوچھا کہ جعفر ہے یہ پوچھتے ہی شاگرد اسکا اٹھا اور جعفر سے اطلاع کی کہ استاد
شاپور عیار ایرج آپکو پوچھ رہا ہے یہ خبر سنتے ہی جعفر شاپور کے سامنے آیا اور چند طومان زریں نذر کرکے عرض کیا
کہ تشریف لائیے بیٹھئے جو کچھ ماحضر ہے نوش فرمائیے شاپور نے کہا کہ گو تین روز سے بھوکا ہوں مگر کچھ نہ کھاؤنگا اسلئے
کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جبتک تا ملان احبا اعزا کو پیدا نہ کرلونگا تب تک آب و دانہ مجھ پر حرام ہے جعفر
نے کہا کہ شاپور ذرا اپنے منہ کو تو دیکھئے کہ کیا حالت ہے اگر کھانا نہیں کھاتے تو کچھ کباب اور تھوڑی سی شراب ہی نوش
فرما لیجئے پھر جہاں جی چاہے جائیگا شاپور نے بھی یہ سوچا کہ یہیں بیٹھنا چاہئے شاید کوئی حال معلوم ہو جائے یہ
سوچکر شاپور دوکان کے اندر آیا جعفر نے نہایت تعظیم و تکریم سے شاپور کو بٹھایا اور فوراً کچھ کباب خوش ذائقہ
اور چند جام مے گلگون سامنے شاپور کے لاکر حاضر کئے شاپور اس کباب و شراب کو دیکھکر اپنے احباب اعزا
کو یاد کرکے چشم پر آب ہوا مگر بہت ضبط کیا اور آنکھوں سے آنسو پونچھکر اور دل کو سمجھا کے چاہتا تھا کہ کباب
نوش کرے کہ یکایک آواز سرود کی اس کے کان میں آئی اور کسی شخص نے چند ابیات ایسے دلسوز گائے
کہ آئینۂ دل میں ٹھیس لگی شاپور نے کہا یہ کون ہے جعفر نے کہا سب میرے خدمتگار ہیں اور میں تابعدار ہوں

آپ میرے مالک ہین کچھ فکر و اندیشہ دل مین نہ کیجئے آپ شوق سے اندر تشریف لائیے آپ سے کیا پوشیدگی ہے
شاپور نے کہا بہتر کیا مضائقہ ہے یہ کہکے اندر جانے کا قصد کیا جعفر نے اسی وقت پردہ اٹھایا شاپور اندر داخل
ہوا چند حسینان خوش جمال کو دیکھا کہ ساز ہاتھون مین لے گاتی بجاتی ہین جا بجا کہ بیٹھے گا تب سے جعفر نے
عرض کیا کہ اے شاپور آپ کی شان عشقی اس امر کی ہے کہ آپ یہان کرسی پر تشریف رکھین شاپور وہان سے
اٹھکر کرسی پر جلوہ گر ہوا بیٹھنا تھا کہ یکایک کرسی خود بخود بالائے ہوا بلند ہوئی تختہ پھٹ گیا نیچے اس کے
تہ خانہ تھا شاپور غلطان و پیچان زمین پر گرا جب تہ خانہ مین پہنچا تو عجب تماشا دیکھا واہ واہ مین گل دیگر
شگفت کہ ستر نفر مسلح و کامل درمیانے تہ خانہ مین غوطہ زن ہین ہر شخص جانتا تھا کہ اس گرفتار دام بلا کو دم بھر مین دریا
مین غرق کر دے یہ کیفیت دیکھ کے شاپور نہایت مضطر و پریشان ہوا اس وجہ سے کہ ایک شخص تن تنہا کیا کرے ایک
کی دوا دو اور دو کی دوا چار دس کی دوا ایک نہین ہو سکتا چہ جائیکہ یہان اتنے ہین کوئی صورت جان بری
کی ذہن مین نہ آئی مجبور اس نے سر دست یہ بات ہاتھ لگی موافق اس قول کے کہ ع مرد باید کہ هراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود ؛ مرد کے لئے حواس درست ہونا چاہئے اور ہمت نہ ہارنا چاہئے بقول قدیم ع
ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ؛ اگر خارے بود گلدستہ گردد ؛ بقول سعدی ع وقت ضرورت چو نماند گریز ؛
دست بگیرد سر شمشیر تیز ؛ پھر اگر سو پہلوان بھی مقابل ایک شخص کے ہون کیا پرواہ ہے یہان پر موقع تلوار کا
ہے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ کچھ اس تدبیر کے دوسری فکر نہین جب آخر کار ایک دن مرنا ہے پھر تم کیون عاجزی
سے مرو تم بھی تلوار آبدار کو نیام سے کھینچکر جنگ کرو اور نام صاحب کیون نہین نام خدا کا بھی تو زمانہ مین زد زد
جوانی مردی و مردانگی کا ہے بار ہا انکے اوصاف و ہنر سنے ہین پس تلوار صاعقہ بار کو علم کر کے شاپور آمادہ جنگ
ہو گیا شعر زمانہ پر ز جنگ است یا علی مددے ؛ کمک بغیر تو تنگ است یا علی مددے ؛ یہ کہکر مصروف جدال و
قتال ہوا ایک ساعت کامل تلوار چلی انجام کار یہ ہوا کہ اسنے پندرہ اشرار کو انمین سے راہی دار البوار کیا اور باقی
مانند جو سامنے سے بھاگے تھے انکو للکار کے کہا کہ او بد نہاد لو کہان جاتے ہو کیون شیرون سے مقابلہ کرکے آخر کار
شکار ہو گئے اب تم میرے چنگل سے کہان بچکر جاؤ گے دیکھو تو تمہارا بھی ابھی مین شکار کرتا ہون یہ کہکر ان بد ولا کا
تعاقب کیا دو تین گردن دو کا تن جھکا کے دونون کو زمین پر منہ کے بل گرا کے انکو بھی تہ تیغ کیا جبکہ فتحیاب ہوا اب جانے کی
فکر مین استادہ ہو کر راہ تجویز کرنا شروع کی دیکھا کہ ایک نقب ہے سوچا کہ اس راہ کو اختیار کرون یا اور کسی طرف جاؤن
یہ خیال کر کے ایکبارگی شمشیر ہمارے اسطرح جانا مناسب نہ سمجھا اور عقل سے راہ دریافت کرنے لگا آخر الامر نقب میں آ کر
دس کوس راستے کی پیمائش کر کے سر نقب کا نمودار ہوا وہان سے نکلکر دیکھا کہ یہ آدمی کہان نکلا ہے معلوم ہوا کہ راستہ پہاڑ
کے نیچے سے ہی اسنے تصور کیا کہ ایسا تو نہ ہو کہ یہ راہ جعفر جعلساز ہی کیطرف گئی ہو جس نے بکارے میرے بھائیون کو فریب سے
قتل کیا پس یہ سوچ کر راہ شہر و کی اختیار کی اب یہان کا حال سنئے کہ عمرو فکر مین بیٹھے تھے کہ کیا سبب ہوا کہ
تین شبانہ روز گذر گئے اور شاپور ابھی تک نہین آیا واللہ اعلم کیا افتاد پڑی اس تصور ہی مین تھے کہ شاپور سامنے
سے نمودار ہوا عمرو نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا خوش آمدی اللہ اللہ بابا کہان تھے میرے دل کو نہایت
تشویش اور فکر تھی کہ عرصہ دراز سے شاپور سے ملاقات نہین ہوئی معلوم نہین کہ کہان اور کس طرف کو گیا ہے
اور کس مصیبت اور کس آفت مین مبتلا ہے شاپور نے جواب دیا کہ اس کا حال کچھ نہ پوچھئے جو کچھ گذری خوب گذری
خداوند تعالے کا شکر ہے کہ غلام آپ کا صحیح و سالم آپ کے قدم مبارک تک بخیر و عافیت پہونچ گیا

عمرو نے کہا کیوں خیر تو ہے کچھ کہو تو شاپور نے کہا کہ بلاشور کی تلاش میں گیا تھا یہ بلاشور جعفر کبابی ہے اس نے
ایک خیمہ الیاس القلب کیا ہے اور کرسی اپنی انداز سے بچھائی ہے اور اسمیں تنا یہ بھی دھوکا رکھا ہے کہ جو شخص اس پر بیٹھتا ہے
تہخانہ میں گر پڑتا ہے وہاں عیار مسلح بیٹھے ہوئے ہیں سب مل کر اسکو قتل کر ڈالتے ہیں میرے ساتھ بھی یہی سلوک
کیا تھا مگر میں اس طریقے سے ان نامردوں سے لڑ بھڑ کر نکل آیا میرے ہمراہ چلئے عمرو نے سپید مہرہ بجایا ایک
ہزار عیار جمع ہو گئے آتے شاپور نے عیاروں کو تو سر نقب پر قائم کیا کہ تم یہاں موجود رہو اگر بلاشور
اس طرف آئے مع شاگردوں کے اسے سکندروں میں گرفتار کر لینا بعد ازاں عمرو و شاپور مع نو سو عیاروں
کے جعفر کبابی کی دوکان کی طرف روانہ ہوئے جعفر نے یہ مجمع دیکھ کے معلوم کیا کہ یہ سب لوگ میری گرفتاری
کے لئے آئے ہیں یہ دیکھتے ہی جعفر نے سب رخت دوکان چاندی و سونے کا پیالے اور کاسے دیگچے دیگیں
پتیلیاں کفگیر چمچے رکابیاں اور سینیاں و طباق سینیں نقرئی و طلائی کل اسباب زیر دوکان پھینکنا شروع کیا
سوداگروں نے جو دیکھا کہ اسباب چاندی سونے کا ظروف نقرئی و طلائی بیش قیمت لٹ رہے ہیں مال مفت دل
بیرحم سب لوٹنے لگے بلاشور نے اپنے تئیں مع شاگردوں کے نقب میں پوشیدہ کر دیا عقب سے شاپور و عمرو
مہتر قران و مفتاح و اندلس بھی نقب میں آئے بلاشور نے اپنے دل میں تصور کیا کہ جس شخص نے میرے
شاگردوں کو قتل کیا ہے شاید وہی میرے گرفتار کرنیکو آیا ہے تم سنے یہ چالاکی کی کہ نقب کے سرے کی طرف
نہ گیا اور ایک جانب نقب میں مخفی طور سے ایک کھڑکی اسطرح نکالی تھی کہ کسیکو معلوم نہ ہو پس یہ اس چور کھڑکی
کی طرف سے نقب سے باہر نکل گیا مگر اس کے چالیس پچاس شاگردوں کو عیاران عمرو نے نرغہ کر کے گھیر
اور گرفتار کر لیا لیکن بلاشور اپنی حکمت عملی سے صاف نکلا ہوا چلا گیا بلاشور کے نکلجانے سے شاپور
دست افسوس ملتا تھا آخر الامر یہ رائے قرار پائی کہ اسکا تعاقب کرنا چاہیے پس شاپور اور اندلس مع چند
فتنہ انگیزوں کے بلاشور کے پیچھے روانہ ہوئے القصہ بلاشور اپنے نام کا ہے آخر بلائے بیدرمان ہی تھا
اپنی عیاری و مکاری سے بجلی کی تمام جست و خیز کرتا ہوا مانند برق کے اپنے تئیں لشکر جمشید میں پہونچا دیا اور
بارگاہ میں داخل ہو کے اور خداوند کو سجدہ کر کے اپنی کرسی پر بیٹھا وہاں کا تو یہ حال تھا اب یہاں کا ذکر سنئے
کہ شاپور اور اسکے تابعین نے جب یہ خیال کیا کہ بلاشور نکل کے جانب لشکر جمشید گیا ہے پس اپنی صورتوں کو
تبدیل کر کے اور بہروپ بدل کے اس طرح پر کہ اسی بارگاہ کے لوگ ہیں جھٹ بارگاہ میں داخل ہو کے ایک طرف
کھڑے ہو رہے دیکھا کہ دربار جمشید کا آراستہ ہے ارکان دولت اعیان مملکت خدام بارگاہ و مقربان درگاہ
اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہیں غلامان ندیم مؤدب دست بستہ حاضر ہیں کہ یکایک زمرد شاہ نے اپنی زبان
خوست ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اے بلاشور کیوں ہم نے اپنی تقدیر کی بلاشور نے عرض کیا کہ فرمانے ... شوم
آپ نے ایسی تقدیر کی تھی کہ میں نے نو دروازوں اور پچھتر شاگردان عمرو کو قتل کیا آخر کار شاپور نے کہ بلائے
بے درمان ہے میرے راز کو افشا کیا اور نقب میں عمرو و شاگردوں کو میرے مار ڈالا عمرو تو خود طفیلی ہی ہے مگر شاپور بھی آفت
کا پرکالہ ہے بختیار نے کہا بیشک عمرو و شاپور ثانی اپنا نہیں رکھتے اب اے بلاشور تو ایسی کچھ تدبیر کر جعفر سامنے
حمزہ کو تو لا زمرد شاہ نے کہا کہ یہی تقدیر کی ہے اور جو پیالہ شراب کا زمرد شاہ کے ہاتھ میں تھا وہ
بلاشور کو انعام دیا بلاشور نے تسلیم کر کے پیالہ لے لیا شاپور اور اس کے ہمراہیوں نے فکر کی کہ اب یہ لشکر
میں جائیگا پس راستہ ہی میں اسکو پکڑنا چاہیے یہ خیال کر کے یہ تو اس طرف کو روانہ ہوئے اور ادھر بلاشور بھی

لباس عیاری پہن کے وہ بلائے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے راہی ہوا دیکھا کہ قدم آگے نہیں بڑھتا ہے دل میں
اپنے خیال کیا کہ شاید اس راہ میں کچھ خطرہ ہے پس اپنے راہ چپکو ترک کرکے وہ راہ جو کہ پہاڑ کی جانب
گئی تھی اختیار کی کسیقدر راہ طے کی کہ وہ راہ نہ ملی اور جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ راہ اور طرف گئی ہے ادھر
سے واپس ہوکے دوسری سمت روانہ ہوا اور لشکر میں پہونچ کے اپنی فکر میں مصروف ہوا ادھر شاپور اور
اسکے عیاروں نے پہلے سے لشکر میں پہونچ کے عمرو کو خبر دی کہ بلاشور دعوی کرکے امیر کی گرفتاری کو آتا ہے
عمرو نے یہ سنکے کہا کہ یاران ہوشیار اور خبردار رہنا یہ بلا ہے اتنے میں چند شاگردان عمرو نے آکر کہا
آپ نے نہیں سنا کہ بلاشور نقبہ میں آگیا اور چند گوسفند خرید کرکے اپنی صورت کو بشکل دہقان مبدل کیا ہے
اور لشکر میں درمیان بکری فروشوں کے بکریاں بیچنے کھڑا ہے عمرو بھی بکری فروشوں میں آیا دیکھا کہ دہقانی
سے ایک شخص نے بکری خریدی جو بکری کہ دو روپیہ کی تھی اسکی پانچ روپیہ قیمت کردی جو شخص کہ لیتا تھا اس سے
اسقدر گفتگو ہوئی کہ نوبت گالی گلوج کی آئی جب وہ بکری لیکر چلا بلاشور نے داد فریاد کی عمرو نے وہاں پہونچ کے
آواز دی کہ کون ہے دہقانی نے کہا کہ مجھ پر ناحق ظلم کرتے ہیں اور جھٹ دوڑ کے قدموں پر عمرو کے
گر پڑا اور جلدی سے بغلی ذوذب کے چاہا کہ بال تمر ملکاہ کے اکھاڑے اور خنجر سے موئے زہار تراش دے
مگر اسنے خیال کی تا م زخم کاری لگا عمرو نے آہ کی آہ کرنا تھا کہ چہار طرف سے عیار دوڑ پڑے مگر یہاں
بلاشور زخمی کرکے جلدی تمام روانہ باشد ہوا ابوالفتح نے للکار کر کہا کہ او خیرہ سر ہما نامیں نے کہا تو بلاشور
ہے پس مجرد اس کے بیس عیاروں نے چالاکی سے چار طرف سے نرغہ کرکے گھیر لیا اور گرفتار کرنے کا
قصد کیا مگر یہ بلاشور ہے کب ہمید سکتا ہے چار گھڑی تک خوب ہشت مشت ہوئی حالانکہ چاروں طرف
سے حملہ کرکے عیاروں نے بلاشور کو گھیر لیا تھا اور خوب ہی جدال و قتال برپا ہوا تھا مگر وہ رے بلاشور کیا
جنگ آزمودہ اور معرکہ آرا تھا باوصف کہ اتنے شمشیرزنوں کے دائرہ میں تھا مگر ایک کا زخم بھی اپنے بدن پر کھایا
ایسا تو اعدو اصول جنگ سے واقف تھا کہ اتنی جوانمردی سے عیاروں کو زخمی کرکے صاف صفوں کا ساتار
نکل گیا ایک غل و شور برپا ہوا کہ ہاں یارو لینا پکڑنا جانے نپائے عیاروں نے ہر چند تعاقب کیا مگر وہ ہوا
ہوگیا اسکی گرد تک کو بھی نہ پایا غل کرتے تھے کہ عمرو کو مارا ہے یہ ہنگامہ جو امیر نے سنا خیمہ سے بزودی
تمام برآمد ہوئے دوڑے آکر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے کہا پیر و مرشد حضور کے اقبال سے خیریت ہے فدوی کے
بدن پر دو کا لباس تھا حربہ نے کام نہیں کیا فقط حریف نے ران میں میری اشا کر ران پر خفیف سا زخم لگایا خیر اب
یہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا مگر ایک التماس فدوی کی حضور لامع النور کی خدمت میں یہ ہے کہ بلاشور عجب فتنہ انگیز
بچہ شیطان ہے ایسا نہو کہیں خدانخواستہ نصیب اعدا شیطان کے کان بہرے کوئی امر مکروہ حضور کے دشمنوں
کو اسکی ذات سے پہونچے لہذا حضور خواب و خور اپنے اوپر حرام سمجھیں نہایت ہوشیار رہیں اور چوکی پہرے کا
انتظام بھی کمال بیدار مغزی اور خبرداری سے عمل میں آئے یہ بلاشور بلا کا رگ یاران دیدہ ہے اور بڑا
زردہ مکار ہے امیر نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی الٰہی ہوگی وہ ہوگا یہ فرما کر عمرو کو اپنے خیمہ میں اٹھوا لائے اور حکم
دیا کہ جلد جراح کو لاؤ حکم کے ساتھ ہی جراح حاضر ہوا عمرو کے زخم کو دیکھکر بخیہ اور مرہم پٹی کی اور جراح نے
کہا اے دوستداران عمرو مقتضائے وقت یہ ہے کہ تم لوگ ہر وقت و ہر ساعت شب و روز اپنی خدمت میں
نہایت سرگرم اور مستعد رہو خبرداری و ہوشیاری میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھو کیونکہ تم لوگ بھی خوب جانتے ہو کہ بلاشور

یہی مقتضی ہے اور کیا تم نے خبر بلاشور کی نہین سنی کہ یہان سے گرز کے جمشید شاہ کے پاس پہونچا ہے
دشمن تو ان حقیر و بیچارہ شمر دیتے جبرک نے سب پر تاکید اکید کی تمام علما نے اس کے قول کی تائید کی اور تعمیل
فکر مین مصروف ہوئے بیان نگک کر خدا کے فضل سے اور متبرک توجہات امیر حمزہ صاحبقران چند روز
مین زخم و اچھے ہوئے جب کہ تندرست ہو چکے غسل صحت سے فراغت کر کے خدمت بابرکت صاحبقران مین
حاضر ہو کر بعد دعائے دولت و ترقی جاہ و اقبال دست بستہ سر جھکا کے روبرو استادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور
کی پرورش سے اب غلام اچھا ہوا ہے اس بلاشور نے غضب کیا ہے کہ غلام زادون اور شاگردون کو قتل کیا ہے پس
اب مین بھی جبتک انتقام اسکا نہ لون گا مجھے دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تاکہ وہ بچہ بھی کچھ دنون تو یاد کرین کہ
ہان ایسا ہوتا ہے یہ عرض کیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکے روانہ ہوا الغرض مراحل جلد جلد قریب لشکر گاہ جمشید
کے ہو پہنچا اور اس فکر مین مصروف ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ دفعتہً اسکے خیال مین آیا خضر کی صورت بنکر جمشید
کے باورچیخانہ مین جلوس ایسا ہی کیا کہ ایک فقیر گدا کی صورت بنکر جھٹ پٹ جمشید کے باورچیخانہ
مین ہو پہنچا اور مانگنا شروع کیا اور کہا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن ہون اور بہت تھکا ماندہ تکلیف سفر سے
نہایت خستہ ہو رہا ہون کہ طاقت ایک قدم اٹھانے کی باقی نہین رہی اور دوسرے یہ کہ اس شہر کے کوچے
اور محلون سے بھی مین واقف نہین ہون غرض عجب حالت اپنی ظاہر کی حتیٰ کہ داروغہ باورچیخانہ کو بھی
اسکے حال زار پر رحم آگیا اور خادمون سے حکم دیا کہ اسکو دونون وقت اچھی طرح طعام دینا اور ان سے کہا
کہ شاہ صاحب آپ یہین رہین شاہ جی دعا دینے لگے کہ بابا لقا تم پر مہربان رہے اور اسکی نیک نظر
ہمیشہ رہا کرے داروغہ صاحب نے خوش ہو کے ایک انگرکھا پائجامہ بھی عنایت کیا عمرو اسی طور سے
رہا کئے مگر موقع محل اپنے کام کا نگاہ رکھتے تھے اور خوب خیر خواہی و اطاعت سے ہر ایک کی خدمت کرتے
رہے اور بعض بعض کامون مین دخل در معقولات بھی دینے لگے یہ تو اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے
اتفاقات روزگار ایک دن موقع وقت پاکر انھون نے اپنا کام کیا یعنی داروغہ باورچیخانہ کو شیشۂ بیہوشی
پلا کر اسکا کام تمام کیا اور اپنی صورت داروغہ کی ایسی بنا اہتمام و انتظام طعام اس سلیقہ و خوش اسلوبی
سے کرنا شروع کیا کہ سب لوگ تعریف کرتے تھے اور بہت ہی عمدہ لذیذ اور خوش ذائقہ طعام ہائے لطیف و نفیس
تیار کرائے کہ بادشاہ انکو نوش جان کر کے بہت خوش و محظوظ ہوا اور اس حسن خدمت کے نعم البدل مین
خلعت و اسپ مع ساز و یراق مرصع نگار انعام مین مرحمت کیا عمرو مجرا کر کے مکان پر اسی داروغہ کے آئے
اور تمام مال و اسباب بخوشی خوشی تمرد زنبیل کیا اور رات کے وقت بلاشور کے مکان مین تک تفحص کیا
کرا کے وہان نہ پایا ہان ایک فرزند ارجمند اسکا تھا بالاچہ نام نہایت حسین و خوبصورت وہ سو رہا تھا اس کو
بیہوشی کی پڑیا سنگھائی تاکہ جلد بیدار نہ ہوئے اسکا بچارہ باندھا اور تمام اثاث البیت جو کہ عمدہ تھا بلکہ ادنیٰ
چیزین بھی مثل توے اور لوٹے بدھنے وغیرہ کے سب داخل زنبیل کر شبا شب وہان سے صحرا کی طرف
روانہ ہوا وہان جا کر اس طفل بدنہاد کو ذبح کر کے اور گوشت اسکا استخوان سے علیحدہ کر کے سر کو داخل
زنبیل کیا اور فوراً اسی وقت گوشت لیے ہوئے باورچیخانہ مین آئے مصالح اس گوشت مین لگا کے باورچیون
کو جگایا اور کہا کہ جلد کھانا تیار کرو بادشاہ کو خاصہ سویرے سے چاہیے چنانچہ سب تیاری طعام
مین مصروف ہوئے اور خود بہ نفس خبیث دست ستم پرست سے اسی پسر مقتول کے گوشت کے کباب

کئی قسم کے قیمے کچھ گولا کباب شامی کباب کچھ سیخ کے کباب پکانا شروع کیے جسوقت اور کھانے تیار ہو گئے
اسیوقت کباب بھی تیار تھے ان کھانوں میں بجائے گرم مصالحہ کے مصالحہ بیہوشی ملا دیا۔ مگر کبابوں میں نہ
ملایا اور سب خاصہ خوانوں میں لگا کر حسب قاعدہ روشن چوکی بجتی ہوئی بارگاہ بادشاہ میں حاضر ہوئے اور
دسترخوان بچھا کے انواع و اقسام کے طعام اسپر چن دیئے اسوقت ملک بختیارک و خداے باختر سب
وہاں موجود تھے مگر بلاشور کسی ضرورت سے کہین گیا ہوا تھا وہ موجود نہ تھا عمرو نے کہا کہ خوب [illegible]
یہ کہکے دل میں نہایت خوش ہوا دیکھا کسی نے واسطے کھانے کے ہاتھ دراز نہیں کیا تھا کہ ناگاہ بلاشور سامنے
سے معلوم ہوا ایکبارگی بادشاہ نے اور لقا نے ملکہ سب اہل دربار نے کہا کہ آؤ خوش آمدی اے بلاشور کہاں تھے
اسنے عرض کیا کہ لشکر میں گیا تھا برائے تلاش عمرو تمام شب تجسس کرتا رہا مگر کہیں پتہ و نشان عمرو کا معلوم نہ ہوا
بختیارک نے کہا کہ جسکو تلاش کرتا ہے بغل میں لڑکا اور شہر میں ڈھنڈھورا وہ استاد کلان یہیں موجود ہیں بس
یہ سنتے ہی عمرو کا رنگ فق چہرہ زرد ہو گیا بلاشور نے جو یہ بات سنی نہایت خفا ہوا اور کہا کہ تم مجھے مزاح
کرتے ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا پہلے کھانا کھاؤ پیچھے عذر کرنا بلاشور مؤدب بیٹھا اول اپنے ہاتھ کو کھانے کے لیے
بڑھایا تو کبابوں کی جانب بڑھایا اور ایک کباب اس میں سے کھا کر کہا کہ واہ عجب کباب تیار ہوئے ہیں یہانتک
کہ بختیارک و لقا نے دس کباب تک بلاشور کو دیئے یہ کچھ خوشی میں آئے تو بہ [illegible] تعریف
کرکے کھاتے جاتے تھے سب نے باورچی کو انعام دیا مگر اب جو خواب غفلت سے چونکا تو بلاشور نے کھانے
کی جانب دیکھا کہ کسی نے نہیں کھایا سمجھا کہ باعث نہ کھانے کا کیا ہے کچھ نہ کچھ سبب ایسا ہی ہے معلوم ہوتا
ہے کہیں کسی نے بیہوشی تو نہیں ملا رکھی ہے یہ خیال کرکے اب کچھ کھاتے ہیں عمرو نے جو یہ دیکھا
بس دیکھتے ہی یہ لوگ و بادشاہ دنگ ہوئے اور کہا کیوں ہر فرعونے را موسیٰ تو ڈال ڈال ہے تو میں پات پات
اور بلاشور دیکھ ہوشیار ہو کر میں گرو تیرا ہنر عیار ہوں یہ کباب جو اس وقت تو نے کھائے یہ بلاچو کے تھے
اور سب اسباب تیرے گھر کا لے لیا اور دیکھ جو نہ تیرے لگایا تو تجھکو نہ جانتا تھا کہ میں عمرو ہوں ارے تو بلاشور
ہے تو آخر میں بھی تو عمرو ہوں یہ کہکے کچھ افسون پڑھ سامنے سے اڑنچھو ہو گیا ایک بجلی سی کوندی کسی نے
اسکا نشان تک بھی نہ پایا وہاں سے روانہ ہو یہ جا وہ جا غائب ہو گیا سب ششدر رہ گئے اور کہا عمرو
نے تو بڑی عیاری کی حالانکہ کچھ لوگ پیچھے دوڑے مگر اسکی گرد کو بھی نہ پایا عمرو نے خدمت بابرکت
صاحبقران میں حاضر ہو کر تمام ماجرا مفصل عرض کیا امیر یہ کیفیت سنکے بہت مسرور ہوئے اور
زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ شاباش اے عمرو واہ جیسا کہا ویسا ہی کیا خواجہ کیا کہنا یہ بات تحسین پر ختم ہے
سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ یہ فرما کر زر کثیر بطریق انعام مرحمت کیا اب عمرو پھولوں نہیں سماتے خیر
یہاں کی تو یہ کیفیت ہے اب وہاں کا حال سنئے کہ بلاشور نے اپنے پسر کے غم میں گریبان چاک کیا
خوب رویا پیٹا خاک اڑائی ہر چند سب اسکو سمجھاتے تھے تسکین دیتے تھے مگر اسکی آنکھ سے آنسو نہ تھمتا
تھا غرض کہ بعد سوم بلاشور نے بادشاہ جمشید کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کیا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
جو مرضی لقا کی تھی وہ واقع ہوئی مگر اب فدوی کو اجازت ہو کہ جا کر اس کا انتقام لوں کیونکہ بغیر اسکا بدلا لئے
غلام کو خواب و خور حرام ہے دنیا و مافیہا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہو رہی ہے جبتک میں بھی عمرو کو بیٹے کا
داغ نہ دکھلاؤں گا اپنا نام بلاشور نہ رکھوں گا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بس بلاشور وہاں سے تین تسلیمیں

کرکے زمین ادب کو بوسہ دیکر رخصت ہوا اور تمام لباس عیاری و مکاری کا جسم پر آراستہ و پیراستہ کرکے کمر ہمت
کو خوب مضبوط باندھا اور چست و چالاک ہوکر لشکر صاحبقران کیطرف روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا تھا کہ دیکھ
رہجا ای عمرو تیری پیسے پر رکھکر روٹیان نہ اُڑائی ہون تو کچھ کام نہ کیا ہو یہ تصور کرتا ہوا منزل بمنزل طی
کرکے جلد جلد چلا جاتا تھا یہانتک کہ داخل لشکر اسلام ہوا پس پہونچتے ہی گھسیارے کی صورت بن گیا گھاس کا
گٹھا سر پر رکھ گھسیاری منڈی مین آ گھسیارون مین مل بیٹھا جو شخص گھاس خریدنے آتا تھا اُس سے قیمت
بہت کرتا تھا کوئی شخص خرید نکرتا یہانتک کہ سب گھسیارے اپنی اپنی گھاس بیچکر چلے گئے اور یہ گٹھا لیے ہوئے
بیٹھا رہگیا کہتا تھا کہ آج بال بچے میرے کیا کھائینگے گھسیارون کے چودھری نے دیکھکر کہا کہ تو قیمت زیادہ
مانگتا تھا اسوجہ سے کسی نے نہ خریدا آج کی شب تو یہین رہجا کل بیچکر چلا جانا پس اُسکو تو ٹھہرنے کا
بہانا اُسکا تو خاص یہی مطلب تھا شب کو وہین رہگیا جب آدھی رات گذری اور دستہ گیاہ کہکشان فلک پر
پھیلی اسنے اسباب عیاری درست کرکے بارگاہ کی راہ لی چارطرف بارگاہ کے پھرنا شروع کیا تاک جھانک کرتا رہا
مگر کوئی موقع اسکو ہاتھ نہ لگا بارگاہ کیجانب سے پھر کے خیمۂ سکندر تاج بخش کے پاس آیا دیکھا کہ خدام
سکندر روح تھا سب چوکی پہرے پر ہشیار و بیدار تھے اسنے غبار بیہوشی اُڑایا کہ ہوا کے رخ سے پاسبانان خیمہ کے
دماغون مین پہونچا چھینکین مارکر بیہوش ہوئے وہ سراپردہ چاک کرکے اندر داخل ہوا دیکھا کہ سکندر
تاج بخش غافل سوتے ہین پس اسنے بیلہ عیاری کا ہاتھون پر چڑھا کر کانٹے سے دو خال مرکا کے کنپٹی پر مارے
تین مثقال بیہوشی رکھکے نتھنون سے ملا دیا سکندر نے جب نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر چڑھ گئی ایک تو یہ
غافل سو ہی رہے تھے دوسرے بیہوشی اثر کرتے ہی اور بھی بیہوش ہوگئے جھٹ پٹ پشتارہ باندھکر کاندھے
پر ہوا اور خیمہ سے نکلکر آواز دی کہ یارو ہوشیار و خبردار ہو مجھکو عمرو نے بھیجا ہے کہ کوئی عیار اپنی عیاری قائم نکرسکے
چوکیدارون نے جانا کوئی ہرکارہ ہے کوئی متعرض نہوا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ کاہ فروش شب نے
گٹھا گیاہ انجم کا سر پر سے اُتارا اور عیار خورشید خلعت شعاعی کا پشتارہ باندھے ہوئے مشرق سے نمودار
ہوا یعنے صبح ہوئی عمرو کو خبر پہونچی کہ کوئی سکندر تاج بخش کو اُٹھا لیگیا عمرو نے عیارون کو بلاکر پوچھا
کہ سکندر کو کون لے گیا سب نے کہا کوئی بھی نہین آیا تھا مگر آپ نے ایک ہرکارہ آج شب کو بھیجا تھا کہ لوگون کو
ہوشیار کرے عمرو نے کہا مین نے تو کوئی بھی ہرکارہ نہین بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلاشور تھا اور یہان
سکندر کو بلاشور لیے ہوئے زمرد شاہ کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ سکندر کو
لایا زمرد شاہ یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور سکندر کو مقید کیا بلاشور اُس روز پھر آدھی رات کو نکل کے
لشکر اسلام مین آیا اور جس جگہ خیمہ عمرو بن حمزہ یونانی کا تھا اسی کی حد مین ایک پاخانہ نصب تھا
اُس مین بصورت حلال خور داخل ہوا اور وہان پہونچکر سرنگ کھودنا شروع کی سر نقب کا طرف بارگاہ کے نکلا اتفاقاً
مہتر قران اور برق گشت کرتے کرتے جو اسطرف آنکلے برق کو پیشاب معلوم ہوا وہ پیشاب کرنے کو
بیٹھا دیکھا کہ کچھ مٹی تازی کھدی ہوئی معلوم ہوتی ہے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی نے سرنگ
لگائی ہے اپنے دل مین خیال کیا آخر اسی راہ سے آئیگا کمندون مین پھانس لونگا یہ تصور کرکے سر نقب پر
آبیٹھا اور وہان بلاشور نے بطریق معمولی عمرو بن حمزہ یونانی کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور سرنگ
مین داخل ہوا دیکھا پانون آگے نہین اُٹھتا ہے بہت غور و فکر کی اور دل مین کہا کہ کچھ کھٹکا ہے اگر

کوئی سرنگ پر بیٹھا ہو تو کیا حال ہو ❀ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❀ اس سے بہتر یہ ہے کہ دھو ڈالی
نہیں پس اُسیوقت سرنگ در سرنگ کھود کے باہر نکل گیا عیاروں نے کہا کہ یہ بد بلا ہے خاموش رہو اگر
خواجہ سنیں گے تو کہیں گے کہ جب تم نے سرنگ کو دیکھا تھا تو ہم سے کیوں نہ خبر کی غرضکہ یہ خبر امیر کو بھی دی
فرمایا کہ خدا حافظ ہے عمرو بن حمزہ یونانی کا عمرو نے کہا کہ خدا شرم رکھے لیکن بلا شور پشارہ لیے ہوئے لقا
کے پاس پہونچا کہا عمرو بن حمزہ یونانی کو لایا ہوں زمرد شاہ نے عمرو بن حمزہ کو بھی قید کیا اور کہا کہ امیر
کو اگر لے آئے تو بڑا کام کرے بلا شور نے کہا کہ ابکی پھیرے میں امیر کو لاؤن گا بلا شور آیا اور بہار کی کھو میں اپنا
بستر اجمایا اپنے خیال کیا کہ یہین چھپ رہنا چاہیے جسوقت بادشاہ اُٹھ کے بارگاہ میں جائیں گے اُسوقت تو نکلے
اپنا کام کرنا جب کہ پچھلے پہر بادشاہ اُٹھتے ہیں اُسوقت بھی آمد و رفت سرداروں کی ہوتی ہے بلا شور صورت
ایک خدمتگار کی بن کے ایک سردار کے ہمراہ داخل بارگاہ ہوا اور ایک قالین کے نیچے چھپ رہا جبکہ سب
سردار اور بادشاہ جا چکے امیر نے مقبل کو طلب کرکے حفاظت کی تاکید کی مقبل نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران میں دروازہ کو مقفل کر کے جاگتا رہوں گا امیر نے خاصہ نوش کرکے آرام کیا بلا شور نے
فکر کی کہ دروازۂ بارگاہ مقفل ہے پہلے راستہ اپنے نکلنے کا تجویز کر لینا چاہیے بعدہ قصد گرفتاری کرنا مناسب
ہے بس اسی فکر میں تھا کہ ایک فراش نے باہر سے پکارا خدمتگار اُٹھا اور فراش کو اندر بلا لیا سب خدمتگاروں نے
آواز دی یہاں تک کہ امیر بھی بیدار ہوئے فراش نے شمعوں کے گل کترے اور اپنا کام کرکے چلا گیا خدمتگاروں
نے بارگاہ کے باندھے اور سو رہے امیر نے بھی آرام کیا بلا شور نے جب سب کو غافل دیکھا قالین کے
نیچے سے باہر نکلا اور تمام شمعوں کا گل کتر دیا ٹھنڈیان پردے کی کھول کے امیر کے متصل پہونچا اور پاؤں
بڑھا کے چاہا کہ دو شالا امیر کے منھ پر سے اُٹھا کے بیہوشی دے کہ دفعتہً آنکھ امیر کی کھل گئی صاحبقران نے
دیکھا کہ ایک سیہ پوش چاہتا ہے کہ مجھکو بیہوشی دے جانا کہ بلا شور ہے امیر ہاتھ دراز کرکے چاہتے تھے کہ گردن اُسکی
پکڑ لیں بلا شور نے جست کی امیر نے دامن اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے اس خیرہ سر کو پکڑا اب میرے ہاتھ سے
چھوٹ کے کہاں جائے گا بلا شور نے خنجر مارا دامن کٹ گیا اور جلد خیمہ چاک کرکے نکل گیا مقبل باہر کا دروازہ
کھول کے دوڑا خدمتگار بھی سب دوڑ پڑے اور کہا کہ کہاں ہے امیر نے کہا کہ دامن کاٹ کے چلدیا دیکھو یہ کٹا ہوا
دامن اُسکا میرے ہاتھ میں موجود ہے چوکیداروں نے چاروں طرف بہت تلاش کیا نپایا امیر بھی حیران ہوئے کہ
کسطرف سے آیا کچھ معلوم نہوا ایک روز بلا شور نے ٹال دیا نہ آیا دوسرے روز پھر اول شب خدمتگار کی قطع
بنکے ہمراہ ایک خدمتگار کے امیر کی بارگاہ میں داخل ہو کر کسی گوشہ میں پوشیدہ ہو رہا جبکہ صحبت برخاست
ہوئی آرام کرنے کا وقت آیا امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا آج کیا کرنا چاہیے مقبل نے عرض کی اے صاحبقران
آج کے دن میں دروازہ بارگاہ کھول کر ایک سمت لیٹ رہوں گا اور بیدار رہوں گا ظاہر میں یہ معلوم ہو کہ سوتا ہے
اور باطن میں جاگتا رہوں گا جو کوئی شخص آئیگا ایسا ایک تیر ماروں گا کہ دو پلے پار ہو جائیں گے بلا شور جو مخفی
بیٹھا تھا چپکا سُنا کیا خاموش بیٹھا رہا اور دل میں کہتا کہ تو آپ ہی ایسے بہادر ہوئے ع
قدرت خدا کی دیکھیے اور انکو دیکھیے ❀ القصہ مقبل نے دروازہ کو کھلا رکھا اور اپنے تئیں ظاہر میں خفتہ کی
صورت بنا کے خوب زور زور سے خراٹے لینے لگا اور بلا شور مع دنگل صاحبقران کی طرف چلا امیر بسبب
کھٹکے کے سر اُٹھا اُٹھا کے نظر کرتے تھے اور بیدار تھے اکثر اُسی کھٹکے میں آنکھ جھپک بھی جاتی تھی تو جب

بیدار ہوتے دیکھتے کہ عیار غائب اور دنگل کھڑا ہوا ہے علے ہذا القیاس امیر چھ دفعہ بیدار ہوئے کچھ رات باقی تھی
امیر پر ابکی مرتبہ خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ بالکل غافل سو رہے اب بلاشور قریب امیر کے آگے دنگل
کے نیچے سے نکل کے کھڑا ہوا اور یہ فکر کی کہ امیر کو بیہوش کرنا چاہیے کہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار کو
خواب میں دیکھا کہ پہلے تو بہت کچھ شکوہ کیا پھر کہا کہ عیار تمھارے چرانے کو آیا ہے ہوشیار ہو یہ کہکر ملکہ
غائب ہوگئیں امیر بیدار ہوئے بلاشور چاہتا تھا کہ بیہوشی دے امیر نے دیکھا اور بہت جلدی ہاتھ
بڑھا کر چاہا کہ پکڑ لین بلاشور نے بفن عیاری ہاتھ کھینچا اور اس طرح امیر پیچھا را کہ ہاتھ بلاشور کا چھوٹ
گیا بلاشور بھاگا امیر نے جست کرکے ایک گدا بلاشور کے سر پر مارا کہ بھیجا پلپلا ہو گیا اور گردن پکڑکے ایک
چکر دیا کہ بلاشور منہ کے بل زمین پر گرا امیر نے کہا کہ مارا مین نے اس نابکار کو مقبل یہ آواز سنکے دوڑا اور
بلاشور کی طرف تلوار کھینچکر چلا مگر بلاشور تو ایک بلا کا آدمی ہو شیطان نے اسکے قالب مین چاول کیا
ہی اس پھرتی سے اس نے جست کی اور مقبل کے ایک لات مارتا ہوا اسطرح دروازہ سے نکل گیا جیسے
بجلی کوند جاتی ہی کسی کو معلوم بھی نہین ہوا کہ کون آیا تھا اور کون چلا گیا بڑی تلاش و جستجو ہوئی اور نہایت
دوڑ دھوپ کی گئی مگر کچھ نشان بلاشور کا معلوم نہوا تمام عیار جمع ہوئے اور خواجہ عمرو بھی آئے امیر نے
کہا کہ اے بھائی مجکو نیند حرام ہو گئی اس کمبخت کے کھٹکے مین عجب بے چینی ہے عمرو نے عیارون پر نہایت
تشدد کیا اور کہا اگر تمنے ذرا بھی غفلت کی تو مین تمکو قتل کر ڈالونگا دیکھو بہت ہوشیار رہنا خبردار
غافل نہو جانا ورنہ سزاے معقول دیجائیگی عمرو تو اس انتظام مین مصروف ہین لیکن شاپور اسکو ڈھونڈھتا
ہوا نکل گیا اور تمام لشکر مین اس نے تلاش کیا مگر بلاشور کا پتہ کہین اسکو نہ ملا اور بلاشور نے اس عرصہ مین
سرنگ کھودنا شروع کی اور سر نقب کا قریب سراپردہ بارگاہ کے پہونچایا شاپور تو اس دوا دوش مین
سرگردان تھا ہی اس کا گذر جو اسطرف ہوا تو یہ کرشمہ دیکھا جلد جاکر عمرو سے خبر کی اور قران مع چند عیارون کے
بر سر نقب آئے عمرو نے کہا کہ اندر جانا تا صلاح نہین ہے سر نقب کا بند کردو عیارون نے پتھر سے نقب کا دہانہ
بند کردیا اور جریب ہاے عیاری زمین پر مارنا شروع کین خالی آواز آنے لگی ایسی آواز پر لوانہ ہوئے اور یہان دیکھیے
ہر چند بلاشور کھودتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر نقب کا پردہ تک پہونچادون مگر وہ کسی طرح نہ کھدی اسوجہ سے
کہ سراپردہ بارگاہ کا زمین مین ڈوب گیا تھا بلاشور نے شمع عیاری جلائی دیکھا کہ سنگ نہین ہے سراپردہ کا
زیر زمین غرق ہو گیا ہے اسکو یہ خبر نہ تھی کہ بارگاہ معجزہ کی ہے اور اس مین یہ کرامات ہے ہر چند کوشش کرتا
تھا مگر بارگاہ زمین مین غرق ہوتی چلی جاتی تھی یہ تو اس حیرت مین متفکر تھا اور وہان عمرو و شاپور وغیرہ جو
مجلس مین تھے انھون نے دیکھا کہ سر نقب کا آگے سراپردہ بارگاہ کے کھودا گیا ہے عمرو نے کہا کہ بارگاہ تک
پہونچا ہوگا غرضکہ عیارون نے اوپر سے سرنگ کو کھودنا شروع کیا بلاشور کو معلوم ہو گیا اس نے جھٹ سرنگ
مین دوسری سرنگ لگائی اور مع اپنے شاگردون کے دوسری نقب کا مہرہ توڑکے نکل گیا اب عیار عمرو کے
سرنگ مین آئے تو دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ سرنگ در سرنگ تیسری راہ
پیدا کرکے اس راہ سے باہر نکل گیا عقل کسی کی بجا نہ رہی اور کہنے لگے کہ سخت بلاے بے درمان ہے
عیارون نے سرنگ کو تو بند کردیا مگر لشکر مین یہ حال ہے کہ کسی کو دم بلاشور سے راحت و آرام نہین
سب کا خواب و خور حرام کر رکھا ہے صاحبقران اور تمام سرداران لشکر و افسران فوج سب کا

عیش و آرام تلخ ہو رہا ہے بلا شور دو روز کا مخاطب دیگر تیسرے روز بارگاہ کے قریب آیا چاروں طرف چکر
لگایا کہیں سے اندر جانے کی تدبیر اسکے ذہن میں نہ آئی حیران کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ ایک طناب بکارچ
اس نے دیکھی دستور ہے کہ بادشاہوں کی حفاظت کے واسطے گرد محل سرا کے روند پھرنے کے لیے ایک طناب
کھینچی جاتی ہے بلا شور اس طناب کے وسیلے سے وقت شب بالائے بارگاہ آیا دیکھا کہ امیر جلوہ افروز
ہیں اور کتاب یوسف زلیخا پڑھ رہے ہیں شمع روشن ہے اور مقبل دست بستہ سر جھکائے ہوے
خاموش سامنے استادہ ہے بلا شور نے چند پروانے بیہوشی کے بنے ہوے اپنی کسوت عیاری سے نکالے
ایک کونے میں رکھکر پھونکے وہ شمع پر جا کر گرے اور جلنے لگے اسی طرح کئی بار پروانہ اس نے شمع تک پہونچائے
جب وہ جلے اور دود بیہوشی بارگاہ میں پھیلا امیر مقبل دونوں اثر بیہوشی سے غافل ہوے بلا شور نے
کمند ستون پر ڈالی اور اُس کے ذریعہ سے نیچے اترا مقبل کی طرف تو متوجہ نہوا مگر امیر کو دوبارہ بیہوشی
سنگھا کے جلد پشتارہ باندھ کے کندھے پر لاد لیا دیکھا کہ دروازہ بارگاہ کا کھلا ہوا ہے اس باعث سے
کہ مقبل بیٹھا تھا اور امیر بھی بیدار تھے غرضکہ بلا شور دروازہ کی راہ سے باہر نکلا اور سب کی نظر سے
مخفی ہوتا ہوا لشکر اسلام سے نکل گیا اور اپنے لشکر کی راہ لی پہر رات باقی تھی شاپور گشت کرتا ہوا
ادھر آیا تو دروازہ بارگاہ کا کھلا ہوا دیکھتے ہی اُسکا رنگ فق ہو گیا اندر جا کر دیکھا کہ مقبل بیہوش
پڑا ہے اور امیر نہیں ہیں آہ جگر سوز اس نے کھینچی اور کہا کہ بلا شور امیر کو لے گیا عمرو کو بھی خبر ہوئی
انشان و غیرہ اس خبر سے دوڑا تمام عیار و سردار جمع ہو گئے اور ایک شور قیامت برپا ہوا لیکن شاپور
بتلاش بلا شور روانہ ہوا اور راہ لشکر کفار کی اختیار کی اُسطرف بلا شور پشتارہ لیے بخط مستقیم
زمرد شاہ کے پاس آیا اسوقت زمرد شاہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا بلا شور نے پشتارہ امیر کا
زمرد شاہ کے روبرو حاضر کیا زمرد شاہ بہت خوش ہوا اور امیر کو مقید رکھنے کا حکم دیا آخرکار بعد صلاح
و مشورہ کے گردن زنی کی رائے قرار پائی جلاد حاضر ہوے اور امیر کو زیر تیغ بٹھایا امیر نے بصد خضوع جمع قلب
سے اپنی رستگاری کی دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کی جلاد کو ایک طمانچہ غیبی ایسا پڑا کہ راہی دار البوار ہوا
دوسرا جلاد طلب ہوا وہ بھی مبتلائے بلا ہوا اسیطرح تین جلاد واصل جہنم ہوے بختیارک اپنی لڑکی لقا کے
پیچھے لایا اور کہا کہ قسم ہے مجھے اپنے دین و مذہب کی صراحی اس مقام پر رکھی تھی وہ اڑ کے میدان میں گئی اور آواز
آئی کہ امیر کو کچھ بھی ضرر پہونچایا تو تجکو زندہ نہ چھوڑوں گا جس طرح صراحی کو میں نے اڑایا اسی طرح پتھر سے
تمہارے سر کو اڑا دوں گا بلا شور نے جست کی اور کہا کہ دیکھو تو تجکو زندہ نہ چھوڑوں گا شاپور جست کر کے بارگاہ
نکل گیا جلو خانہ میں پہونچا یہاں شاگردان بلا شور موجود تھے چار طرف سے شاپور کو گھیر لیا مگر شاپور بھی
مقابلہ میں موجود ہو گیا تیغ چلنے لگا شاپور نے ایک ہی حربہ میں کئی شاگردان بلا شور کو قتل کیا اور پیٹ
انکا پھاڑ کر خون پی لیا اور آنتیں چیل کووں کو کھلائیں کہ اُسیوقت بلا شور آپہونچا اور شاگردوں سے
کہا کہ تم گھبراؤ نہیں قائم رہو گریز نکرنا بلکہ موقع محل دیکھتے رہو میں اسکو ابھی مارے لیتا ہوں یہ کہکر شاپور کے
مقابلہ کو آیا باہم پھر جنگ ہوا کی بلا شور نے خنجر مارا شاپور نے خنجر خالی دیا اور ایسا تیغ بازو پر بلا شور
کے مارا کہ وہ زخمی ہوا شاپور جست جو کرتا ہے وہاں سے کفار غنے پر پیچھے ٹوٹے اور پھر وہاں سے بھی
جست کر کے بجلی کی طرح کوند کر نکل گیا بلا شور زمرد شاہ کے روبرو آیا اور کہا ایسی تقدیر بچا سکی

ہوتی یعنے جب تک تونے شاپور و عمرو کو قتل نہ کر لیا ہوتا جبتک ارادۂ قتل امیر سے باز رہتا امیر کو
اسوقت تک قید رکھنا چاہیے بلاشور نے کہا کہ مقراض کوہ پر چار دیواریں مدت مدید سے بنی ہوئی ہین انھین
دیوارون پہ چوب عقابین کھینچنا چاہیے پس امیر کو پنجرۂ آہنی مین قید کر کے درمیان چار دیواری پہاڑ کے
پچاس گز بلند چوب نصب کر کے عقابین پر کھینچ دیا اور چار ہزار عیارون کا پہرہ اُس مقام پر مقرر کیا
لیکن شاپور یہ حال دیکھ کے اپنے لشکر مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ مین نے سُنا ہی تونے عجب کام کیا ہی شاپور نے دست بستہ سر جھکا کر عرض کیا کہ جہان پناہ کام میرا
اسوقت معلوم ہوگا جبکہ امیر کو چار ہزار کی قید سے چھڑا کر لاؤن گا خیر اُدھر کا حال سنیئے کہ سابق بیان
ہو چکا ہی کہ قمہور در بلقا سے اٹھکر چلا گیا تھا اس درمیان مین وہ بھی آیا اور لقا سے استفسار کیا کہ حمزہ
کے ساتھ تونے کیا سلوک کیا زمرد شاہ نے کہا کہ امیر کو عقابین پر کھینچا ہی قمہور نے کہا کہ خوب کیا
بعد ازان قمہور گویا ہوا کہ میرے نام طبل ظفر بجوا مین سرداران اسلام سے مقابلہ کرون گا چنانچہ لقا نے
بنام قمہور دیو بیدر طبل جنگی بجنے کا حکم دیا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان بھی طبل جنگی نوازش مین آیا
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری سامان حرب و ضرب ہوا کی صبح کو دونون لشکر بڑی چمک دمک سے میدان
مصاف مین آئے حسب قاعدہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب کڑکا کھینچ کر نالے ہوئے
قمہور میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی شہباز گرد نشین مقابلے کے واسطے نکلا اور قمہور کے ہاتھ سے مارا
گیا بعد ازان ہاشم تیغ زن سے مقابلہ ہوا اور بعد رد و بدل فنون سپاہگری نوبت بکشتی پہونچی قمہور نے
ہاشم کو کشتی مین زیر کر کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر مراجعت کر کے اپنے مقام پر آرام
پذیر ہوئے شاپور کو رہائی امیر کی نہایت فکر تھی ہر وقت اسی تردد مین رہتا تھا چنانچہ ایک دن پہاڑ کے
نیچے چکر لگا رہا تھا اور راہ جانے کی ڈھونڈ رہا تھا مگر کوئی جگہ قدم جانے تک کی نپائی آخر مجبور و حیران
ہو کر لشکر زمرد شاہ مین گیا ایک آدمی بندے کا بنا کر اپنے آگے اور آپ اُسکے پیچھے پیچھے چلا پہاڑ پر نگرانی
کیلیے ایک شاگرد بلاشور کا پہرا مقرر تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہی ڈھال تلوار لیکے شاپور
کی طرف چلا شاپور نے بندے کے آدمی کو خوب مضبوط اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا وہ آگے منہ کے سامنے
ہوا اور شاپور اُسکی آڑ مین پیچھے اُسکے ہوا راہ مین جب اُسکو قدرے معلوم ہوا شاپور نے
بندے کے آدمی کو ہاتھ سے ڈال دیا اور خود لوٹ مار کے فکر مین اور سمت چلا عیار نے جانا
شاید جو سمتا تھا راہ مین گر پڑا ہی تیغ نکال کے بندے کے آدمی کو لگایا شاپور نے پیچھے جو دیکھا کہ
عیار جھکا ہوا ہی جلد پیچھے اُسکے پہونچکر دیسا نیمچہ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوا جلدی سے اپنے پیچھے زمین
کے اسکو گاڑ دیا اور خود اُسکی جگہ پر جا بیٹھا چارون طرف دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ کوئی اس
حال سے مطلع نہین ہوا شاپور وہان سے اٹھا اور بارگاہ کے اندر پہونچا دیکھا کہ لقا سو رہا ہی کرسیان
جواہر کی بچھی ہوئی ہین اور ڈبا مین زرین رکھی ہوئی ہین پہلے دل مین کہا کہ اسی کو تو یہ رقم کاہے کو مفت
جانے کام آئے گی یہ خیال کر کے اسنے چادر عیاری بچھائی جلد اشیاء زرین یعنے ڈباب اور تنگے [illegible]
سب لیکر باندھا اور خنجر نکال کے گلوئے زمرد شاہ پر رکھا یہ بیدار ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا
تو کون ہی اسنے کہا کہ مین شاپور ہون تیری جان کا ملک الموت تیری قبض روح کیلیے آیا ہون زمرد شاہ

نے کہا مجھکو قسم ہے اپنی عزت وجلال کی مین نے ایسی تقدیر نکی تھی شاپور نے کہا تو نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی
لیکن مین نے یہ تدبیر کی کہ ان چیزون کو لیا مین مفلس تھا کچھ مین ہی ہوگئی زمرد شاہ نے کہا کہ تو نے
اچھا کیا شوق سے ان اشیا کو لے مین نے بھی یہی تقدیر کی تھی لیکن مجھکو قتل نکر شاپور بولا کہ اس شرط
سے مین تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ جب تک امیر یا تو قید تیری قید مین ہین انکو آب وطعام غذاے لطیف
پہونچوایا کر اگر امیر کو کسی طرح کی تکلیف کھانے پینے مین یا کسی قسم کی ایذا رسانی کریگا تو خوب سمجھ لینا کہ
اسی طرح آکر قتل کرون گا زمرد شاہ نے کہا مین نے قبول کیا پھر شاپور نے کہا کہ جب تک مین یہان سے
جا نہ لون تب تک خبردار غل نہ مچانا اوس نے کہا بہتر ہو چنانچہ شاپور زمرد شاہ کے سینہ پر سے
اترا اور ان چیزون کو لیے ہوے لشکر زمرد شاہ سے صحیح وسلامت باہر نکل گیا زمرد شاہ نے
مارے خوف کے دو تین گھڑی تک دم نہ مارا خاموش پڑا رہا بعد اسکے غل مچایا خدمتگار دوڑے
زمرد شاہ نے کہا کہ نالائقو اسی طرح کا پہرا دیتے ہو کہ ابھی ایک شخص نے مجھکو قتل ہی کیا ہوتا تمامی لشکر
مین غلغلہ ہوا کہ آج کی شب کسی نے خداوند کو مار ہی ڈالا ہوتا مگر بچ گئے مال ہی پر خیریت گذری
جان محفوظ رہی بختیارک نے سنا یہ بھی دوڑ کر حاضر خدمت ہوا کہا کہ ای خداوند یہ کس بندہ نے
بے ادبی کی زمرد شاہ بولا کہ شاپور آیا تھا اور میرے سینہ پر سوار ہوا مگر مین نے تقدیر کی تھی کہ وہ میرا
تاج لیجائے اس شرط سے مجکو چھوڑ جائے ورنہ مار ڈالا جاتا اور یہ بھی میری مشیت مین گذرا کہ شاپور
قتل نہ کیا جائے صحیح وسالم زندہ بچ کے نکل جائے حمزہ کو آب وطعام پہونچایا جائے ای بختیارک تو
جا کے جمشید شاہ کو لے آ بختیارک تو جانب خیمہ جمشید شاہ روانہ ہوا ادھر شاپور نے اپنے دل مین
خیال کیا کہ پھر طرف مقراض کوہ کے چلنا چاہیے شاید کچھ قابو مل جائے شاپور یہ تصور کر کے پہاڑ
کی جانب روانہ ہوا اور یہان عمرو کا حال سنیے کہ آپ چوبدار کی صورت بنا اور عیارون کو ہمراہ لیکر
مہتر قران والوالفتح و مفتاح وغیرہ سب کی شکلین مشعلچیون کی بنائی اور مشعلین ہاتھون مین دیکر
پہونچا اس پہاڑ کی چوٹی پر آیا پاسبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو عمرو نے خوب چلا کر انکو جواب دیا کہ ہم
مشعلچی جمشید شاہ کے ہین جمشید شاہ نے دس دس تومان کا خلیط ہمکو دیا ہے کہ جو شخص جاگتا ہے گا
اور اپنے پہرہ پر ہوشیاری رکھے گا اوس کو جا کر دو اور ہمارے پاس بھیجدو کہ ہزار ہزار تومان مین انکو انعام دونگا
اور جو شخص سو جائے گا وہ اپنی نوکری سے برطرف ہوگا جس نے یہ سنا جو کہ سوتا تھا وہ بھی جاگ پڑا سب دوڑے
عمرو نے ایک ایک خلیطہ سب کے ہاتھ مین دیا اور کہدیا کہ تم سب شاہ کی خدمت مین جاؤ وہ ہزار ہزار
تومان تمکو انعام دیگا ہر شخص نے خوشی خوشی خلیط لیا اور جمشید کی طرف روانہ ہوے یہان تک کہ سب
چلے گئے چالیس شخص رہ گئے اور کہا یارو ہم کس طرح عقابین کو تنہا چھوڑ کے جائین جسوقت اور لوگ واپس
آئین گے اوسوقت ہم بھی جا کر انعام لین گے عمرو انکے پاس آیا اور کہا آفرین ہو تمھاری ہمت پر تم بڑے نمک حلال
ہو یہ کہکے انکے پاس آ بیٹھا اور کہا میوہ کھاؤ گے ان لوگون نے کہا کہ لاییے عمرو نے چار چار دانے سب کو
دیے کھاتے ہی سب بیہوش ہوے عمرو نے چالیسون کو قتل کیا اور برابر چوب عقابین کے آیا امیر کو آواز دی
امیر نے کہا کون ہے عمرو نے کہا مین عمرو ہون آپ کا غلام اگر آپ فرمائین تو مین زنبیل مین ڈالکر آپ کو
لیجاؤن امیر نے کہا ای بھائی ایسا کہین ہو سکتا ہے میری صاحبقرانی مین فرق آجائے گا سب یہی کہین گے

کر حمزہ کو عمرو زنبیل مین ڈالکر لے گیا البتہ اگر تم پنجرے کو کھول دو اور قید سے مجکو رہا کردو مین اپنی جگہ پر
چلا جاؤن اگر کوئی میرا سدراہ ہوگا تو مین اُس سے جنگ کرون گا اور قید میری خاردار ہی کہ تمام اعضائے
بدن مین چبھی جاتی ہی باہم امیر و عمرو کے یہی باتین ہو رہی تھین کہ ناگاہ اُس طرف سے بختیارک جمشید شاہ
کو لیکر چلا بلاشور ہمراہ تھا پاسبان صف باندھکر کھڑے ہوے اور برابر آواز دی کہ ای مالک ہمارے ہم
ہوشیار و بیدار ہین جمشید نے جو یہ ہنگامہ سنا سواری ٹھہرالی اور کہا کیا خبر ہی سبھون نے عرض کیا کہ
حضور نے مشعلچیون کو بھیجا تھا اور خلیطے دس دس تومان کے دلوائے تھے اور فرمایا تھا جو شخص بیدار رہیگا
اُسکو یہ دینا کہ اُسی نشان سے ہمارے پاس آوین ہم ہزار تومان اُنکو دینگے یہ خلیطے حاضر ہین بختیارک
نے کہا صلوٰۃ بر محمدؐ آگاہ ہو کہ عمرو یہ عیاری کرکے امیر کو لیگیا جمشید شاہ نے حکم دیا کہ فوج زرغہ کرکے
چارون طرف سے گھیرے کہ عمرو نکل کے جانے نپائے بلاشور نے دیکھا کہ اسوقت مین یکہ و تنہا ہون یہ تو گرجہ
کر گیا عمرو بھی پہاڑ سے اُترا اور اُسیوقت شاپور بھی وارد ہوا اور کہا ای بدرگ بزرگوار اس حرامزادہ کو آج کیون
زندہ چھوڑ دیا بلاشور نے دیکھا کہ مین عمرو کے پاس نہین جا سکتا ہون یہ خیال کرکے بانس کے جنگل مین آیا
عمرو نے بھی مع عیارون کے بلاشور کا تعاقب کیا ایک حقہ آتشی مارا کہ اُس جنگل مین آگ لگ گئی عمرو نے
دیکھا کہ آگ سے بھی وہ محفوظ رہا تب ایک نعرہ مارا کہ کبھی تو میرے جال مین پھنسے گا پس عمرو وہان سے پھر کر اپنے لشکر
مین آیا لیکن جمشید شاہ پہرے چوکی کا انتظام کروا کے زمرد شاہ کے پاس آیا زمرد شاہ نے مقدمہ
شاپور جمشید سے بیان کیا جمشید نے بلاشور کو بلوا کر فرمایا کہ جسطرح ہو سکے شاپور کو قتل کر بلاشور نے کہا
شاپور بد بلا ہی مگر خیر بہر تقدیر شاید کہ یہین بیٹھے برآور دیر و بال و شب کے وقت جاؤن گا جبکہ تاریکی نے
مثل شب فرقت اطراف عالم کو گھیر لیا اور عیار شب گرد ماہ مع شاگردان انجم کمند کہکشان لیکر خیمہ زنگاری
افلاک پر نمودار ہوا بلاشور نے لباس شب روی درست کرکے قتل شاپور پر کمر مستحکم باندھی اور راہ لشکر اسلام
کی اختیار کی اور یہان شاپور بھی اُس فکر مین تھا کہ وہ بلائے بیدرمان ہاتھ لگ جائے تو اُسکو قتل کرنا چاہیے
یہ بھی پوشاک شب روی جسم پر آراستہ کرکے باز ہائے عیاری سے چست و چالاک ہوکر لشکر کفار کی سمت
چلا جب کہ لشکر مین پہونچا ہر چند تلاش کیا بلاشور کو نہ پایا فکر کی کہ اگر قہرود قابو مین آجائے تو اُسی کو
گرفتار کرنا چاہیے ایک جمعدار کا خیمہ متصل بارگاہ قہرود کے تھا شاپور ہمت کرکے جمعدار کے خیمہ پر آیا اور
بازؤن کے دونون انگوٹھے چوب خیمہ پر خوب مضبوط جمائے وہان سے ایک ایسی جست کی کہ قہرود کے خیمہ پر
قائم ہوا اسطرح پر کہ خیمہ کی چوب تک نہ ہلی فوراً خیمہ کی چھت کو چاک کرکے چوب کے سہارے سے خیمے کے
اندر اُترا اور قہرود کو بیہوشی دیکے پشتارہ اُسکا باندھا اور کاندھے پر لاد کر اُسی چوب کو پکڑ کے خیمہ پر چڑھا وہان سے
دونون پنجے جوڑ کر جست جو کرتا ہی جمعدار کے خیمہ پر پہونچا اور وہان سے اُتر کے میدان مین آیا اور صحیح و سالم
لشکر سے نکل کے خوب سیر کرتا ہوا بہ ہوشیاری اور چستی اور چالاکی سے اپنے لشکر کیطرف چلا اور یہان بلاشور لشکر
اسلام مین آیا بہت کچھ تجسس کیا اور بڑی فکر اور غور مین گیا انجام کار جب تلاش کرتے کرتے حیران اور پریشان
ہوگیا اور شاپور کی بو سی بھی کہین نپائی اسنے خیال کیا کہ یہان سے خالی نہ جانا چاہیے کسی سردار ہی کو لاد لیجانا
چاہیے بلاشور نے اپنے دل مین یہ خیال کیا پس بلاشور یہ تصور کرکے بارگاہ ظہورث دیوبند کی طرف
آیا تھوڑی دیر بارگاہ کے پاس ٹھہرا رہا اور سب حال وہان کے باشندے سے دریافت کیا کہ ازراہ نادانستگی

سب حال کہدیا اور کہا کہ اس وقت خسرو زرین کلاہ مع چالیس مصاحبون کے دربار خاص مین
جلوہ گر ہی بلاشور نے گرد خیمہ کے گشت کی دیکھا کہ سب بیدار ہین مگر ایک مشعلچی کونے مین مشعل لیے ہوے
اونگھ رہا ہی بس یہی موقع تاک کر کمند ڈال کے وہان پہونچا اور اُسکو بیہوشی دیکے وہان سے غائب
ہوکر اُسکے کپڑے خود پہنے اور وہین مشعل لیکر استادہ ہوا جب رنگ محفل دیکھ چکا تھوڑی دیر کے بعد دوسرے
مشعلچی کو مشعل دیکر باہر خیمہ سے آیا اور اپنی صورت کو بشکل عمرو تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا خسرو نے
دیکھا کہ عمرو آتا ہی تعظیم کو اُٹھا اور کہا کہ خواجہ بہت دنونسے کسطرح تمھارا آنا ہوا اُسنے کہا کہ جس روز سے
بلاشور نے میرے فرزند کو مارا ہی اور چند سردارون و امیر کو چرا لے گیا ہی اُسدن سے مجکو قرار نہین تمام شب
پھرتا ہون اسی خیال سے کہ بلاشور اور کسی کو نہ لیجانے پائے یہ کہکے اور ایک شراب کی بوتل کمر سے نکال کے
پینے کو بیٹھا اور خسرو سے کہا کہ کیا تو بھی پیے گا خسرو نے کہا آپکی عنایت اُسنے تھوڑی شراب خسرو کو دی
اور مصاحبون کی طرف ہوکر کہا کہ بھائیو تم تھوڑی تھوڑی سب پیو یہ نہایت عمدہ شراب گل گلابی کی اپنے
تیار کی ہی یہ کہکے وہ شراب سب حاضرین بارگاہ کو دی اور خسرو سے کہا کہ جا خبر لا کہ بدیع الزمان
بیدار ہی یا سوتا ہی خسرو اُٹھا بیہوشی نے اُسپر اثر کیا تھا اُٹھتے کے ساتھ ہی گر پڑا مصاحبون نے
چاہا کہ اُٹھکر اُسے سنبھالین کہ وہ بھی سب بیہوش ہوے بلاشور بدبخت نے خسرو کو مع چالیس آدمیون
کے ذبح کیا اور بارگاہ بدیع الزمان مین آیا اور بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر کاندھے پر ڈال لشکر
اسلام سے صحیح و سالم نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی یہان سُنیے کہ عمرو نے دل مین خیال کیا کہ اگر قابو چلے تو امیر کو
کسی طرح لانا چاہیے سب کو ایک لحظہ قرار نہ تھا ہر وقت یہی فکر تھی چنانچہ عمرو اپنے مقام سے چلکر قریب
پہاڑ کے آیا دیکھا چارون طرف چوکیدار بیدار ہین عمرو دیوار پر گیا اور دونون پانون اپنے دیوار پر خوب
جما کے ایک جست جو کرتا ہی پنجرے پر امیر کے جا بیٹھا امیر نے استفسار کیا تو کون عمرو نے کہا مین ہون
امیر نے کہا کیون آیا ہی کہا آپ کی رہائی کے واسطے حاضر ہوا ہون ابھی یہ باتین ہی تھین کہ کچھ کھٹکا ہوا ایک
عیار اُدھر سے گذرا فتیلۂ عیاری روشن کرکے جو دیکھا تو عمرو چوب عقابین سے چڑھ کے پنجرہ پر بیٹھا ہی اُس
عیار نے اور عیارون کو پکارا کہ یارو جلد آؤ یہ [illegible] امیر کے پنجرے پر بیٹھا ہوا ہی بمجرد اس آواز کے
سب عیار ننگے پانون دوڑے اور کہتے تھے ہان لینا پکڑنا زندہ جانے نہ پائے عمرو نے جو دیکھا کہ مقدمہ
خراب ہوا جلدی اپنی زنبیل مین سے ایک مشک عیاری نکال کر اُسکو خوب پھونکا کہ وہ پھول گئی وہ لوگ سمجھے
کہ عمرو یہی ہتھیار لیے ہوے سب کے سب گھیر کر کھڑے ہوے اور یہان عمرو جست کرکے جانب دست چپ دیوار کے
آیا اور دیوار سے جست کرکے پہاڑ پر قدم جمائے اور نہایت جلد پھرتی کے ساتھ نیچے اُتر آیا عیارون نے وہان
مشک کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اب جو دیکھا تو مشک تھی اُوپر دیکھتے ہین تو کوئی بھی نہین حیران ہوے وسواس
نے کہا عمرو ہمکو دھوکا دے کے نکل گیا اُسکو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا مگر گرد پہاڑ کے روند حبشیون کی پھری تھی
اُنھون نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پہاڑ سے نیچے اُترا ہی اور اوپر پہاڑ کے غل ہو رہا ہی ابھی عمرو بیٹھا تھا
اُسنے جانا کہ عمرو ہی گھوڑا مہمیز کیا اور عمرو کو آواز دی عمرو نے کہا بیا بیا دیکھون مین کہ کہان سے
تو آتا ہی فیلاس حبشی نے مع چار ہزار حبشیون کے عمرو کا پیچھا کیا یہ تو اسطرف جاتے ہین اور یہان کا
حال سُنیے کہ ادھر سے شاپور جاتا تھا اور اُدھر سے بلاشور آتا تھا جبکہ ان دونون عیارون کا مقابلہ ہوا

بلاشور بدنہاد نے پوچھا تو کون ہے شاپور نے جواب دیا کہ میں شاپور ہوں قمہور دیوپیکر کو لایا ہوں پھر
شاپور نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں بلاشور ہوں بدیع الزمان کو لایا
ہوں بلاشور نے کہا کہ قمہور کو مجھے حوالہ کر اور جا نہیں تو مار ڈالا جائیگا شاپور گویا ہوا کہ پشتارہ
بدیع کو میرے حوالہ کر ورنہ آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا جب بہت رد و بدل ہوئی دونوں نے اپنے اپنے پشتارے
رکھکر تلوار میان سے لی باہم جنگ ہونے لگی دو بلبلیں گتھی ہوئی تھیں اور تیغے کے ہاتھ چل رہے
تھے کبھی اِسنے تیغہ مارا اُس نے خالی دیا کبھی اُس نے تلوار لگائی اِس نے گردن بچائی غرض کہ جہاں پر
حفاظت اسیر کے لیے طلایہ پھر رہا تھا دونوں لڑتے بھڑتے قریب اس مقام کے آئے قیلاس نے
دیکھا کہ دو عیار آپس میں لڑ رہے ہیں اس نے آواز دی کہ تم کون ہو بلاشور نے قیلاس سے کہا کہ میں
بدیع الزمان کو بیہوش کر کے لایا ہوں اور یہ شاپور پسر عمرو ہے قمہور دیوپیکر کو لایا ہے میں
چاہتا ہوں کہ قمہور اور بدیع الزمان دونوں کو لشکر میں لے جاؤں اور شاپور چاہتا ہے کہ
مجکو قتل کر کے دونوں کو لے جائے اس اثنا میں عمرو کو بلاشور نے آواز دی اور کہا کہ اے قیلاس
عمرو کو میں قتل کرتا ہوں اور تو اس کو قتل کر قیلاس بحکم بلاشور کاسکے آیا عمرو یہ حال دیکھ کے
دوڑا بلاشور اور عمرو دونوں میں جنگ ہونے لگی اور قیلاس نے اپنے سواروں سے شاپور کو گھیر لیا
شاپور نے فوج کفار سے جنگ کرتے کرتے پشتارہ قمہور کو سرکا کے قریب پشتارہ بدیع الزمان کے لایا اور
گرد دونوں پشتاروں کے خود پھرتا تھا جو کافر پشتارہ کے پاس آتا تھا ایسی تلوار مارتا تھا کہ سر کا ارجاتا
تھا اسی طرح دو تین گھڑی میں بارہ کافر واصل جہنم کیے لیکن چار ہزار عیار مار پیٹ کرتے تھے لشکر
اسلام متصل تھا اور طلایہ دار کرب دلاور تھا جب اُس نے یہ داد بیداد سنی اندلس کو کہا کہ خبر لا اندلس
نے جلد اپنے تئیں وہاں پہونچایا اور فتیلہ عیاری روشن کر کے شاپور کو دیکھا بعجلت تمام کرب
کو خبر دی کہ شاپور پر چار ہزار حبشیوں نے نرغہ کیا ہے کرب تیس ہزار سواروں سے آ پہونچا اور ایک
چیخ اس زور شور سے قیلاس پر ماری کہ وہ گھبرا گیا بلاشور نے دیکھا کہ کرب آگیا ہے چاہتا تھا کہ جست
کرے کہ عمرو نے کمند آصفی ماری بلاشور دونوں ہاتھ برابر کان کے لایا اور دونوں ہاتھوں سے حلقہ
کمند کا کھولا اور تمام جسم باہر نکالا مگر پاؤں کمند میں رہگئے عمرو چاہتا تھا کہ جھٹکا دے بلاشور نے
خنجر عمرو کے ہاتھ پر مارا عمرو نے کمند کو چھوڑ دیا اور جھکائی دی اگر یہ نہ کرتا تو ہاتھ عمرو کا کٹ گیا ہوتا
بلاشور مع کمند کے بھاگا عمرو نے تعاقب کیا بلاشور بھاگتے بھاگتے قریب دریا کے پہونچا اور اپنے تئیں
دریا میں گرا دیا اور ایسا غوطہ مارا کہ مع کمند آصفی کے غائب ہو گیا لیکن قیلاس نے کرب پر حملہ کیا کرب نے
اُسکی ضرب بچا کے ایسا ایک تیغہ مارا کہ دو پرکالے ہو گئے قزاق نہنگیوں پر ٹوٹ پڑے اور چار گھڑی
میں سب کو مار گرا دیا پشتارہ بدیع الزمان کو چہرہ پوش نے اٹھا لیا اور پشتارہ قمہور کو شاپور نے اٹھایا
کرب نے مردانگی شاپور کی نہایت تعریف کی اور دونوں پشتارہ ہمراہ لیے ہوے اپنی بارگاہ میں
داخل ہوے کہ اس اثنا میں نورالدہر نے سنا کہ خسرو چالیس عیاروں سمیت مار ڈالا گیا
نورالدہر گھوڑے پر سوار ہو کر خود آئے کہ جا کر حال دریافت کریں شہرنگ نے عرض کیا کہ پشتارہ
بدیع الزمان و پشتارۂ قمہور حاضر ہیں کہا کہ کس مقام پر ہیں اسنے کہا کہ کرب کے مکان میں نورالدہر

کرب کے خیمہ میں آئے عمرو بھی بھاگ گیا پر قہمور ہاتھ نہ لگا کرب نے تمام حال نور الدہر سے آگے
بیان کیا اول بدیع الزمان کو ہوش میں لائے بدیع الزمان نے پوچھا کہ سب حال مجھ سے کہو کہ قہمور
کا کیا حال ہوا نور الدہر نے کہا کہ دروازہ بہادری پر سب بیٹھے تھے کسی نے آگے قہمور کو نہ چھوڑا پایا
نور الدہر نے کہا درست ہے بجا ہے قہمور نے تو خود اپنی قید کو توڑا بعد ازاں نور الدہر نے
سامان دعوت قہمور کیا صبح کو زمرد شاہ نے سنا کہ رات کو قہمور و نور الدہر ہم پیالہ تھے غرض کہ
سبب جو ان نے جمع ہوئے کہ قہمور کو دعوت کھلائی قہمور بہت خوش ہوا آخر نور الدہر نے گھوڑا سواری
کو دیا قہمور سوار ہو کے اپنے لشکر میں آیا اور آکے زمرد شاہ سے سب کیفیت ہزیمت و لیاقت نور الدہر
کی بیان کی اور کہا کہ نور الدہر عجیب مرد میدان ہے نہایت مروت و انسانیت سے پیش آیا بختیارک
نے کہا کہ وہ سب یہی خوبی رکھتے ہیں جب رات ہوئی قہمور نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر نور الدہر کو
پہونچی نور الدہر نے بھی اپنے نام پر کوس حربی بجنے کا حکم دیا شب بھر دونوں لشکر میں سامان جنگ
ہوا کیا [illegible] روز دیگر کہ جہاں پر عروس یافت از سر چشمہ خورشید نور صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر
مقابل ہوئے قہمور نکلا ادھر نور الدہر کی صف سے نکل کر مقابل ہوا قہمور نے کہا کہ میں تیرے ساتھ نہ لڑونگا
[illegible] جنگ کرنا خلاف مروت و انسانیت ہے نور الدہر نے [illegible] لیکن قہمور پھر گیا اپنے لشکر کی صف
میں جا کھڑا ہوا نور الدہر نے نعرہ مارا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ صف لشکر سے نکلے میرا مقابلہ کرے
[illegible] میں خود آتا ہوں شادہ بن القاسم آیا یہ نور الدہر سے کب سر بسر ہو سکتا تھا تھوڑی ہی دیر کی
زد و کوب میں نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا دوسرا پہلوان آیا وہ بھی مثل اسکے طعمہ تیغ بیدریغ
نور الدہر ہوا القصہ دوپہر تک اٹھارہ یا انیس پہلوان لشکر کفار کے مارے گئے بعد ازاں ایک دیو
عموسے قہمور صف سے نکل کر مقابل ہوا بعد رد و بدل فنون جنگ کشتی آغاز ہوئی شام تک
دیو نور الدہر سے خوب زور آزمائی رہی آخر طبل آسایش بجا دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر
آئے سب بہادر آرام پذیر ہوئے بختیارک نے قہمور کو غصہ دلایا کہ تو نے نور الدہر سے کیوں
جنگ نہ کی ای قہمور تو نے دیکھا کہ تیرے چچا نے نور الدہر سے کیسی کشتی کی وہ اسکو باندھکر قید
کر کے لے گیا ہوتا قہمور نے کہا سچ ہے انکو بڑا دعوی بہادری کا تھا اور نور الدہر کو بھی بہت
دعوے مردی و مردانگی تھا غرض اسی قسم کے کلمات طنز آمیز ہوا کیے دربار برخاست ہوا صبح کو
پھر دونوں لشکر میدان مصاف میں آئے صفوف حرب و ضرب آراستہ ہوئیں نقیب کرکھا کرکے کنارے
ہوئے تمام لشکر پر سناٹا چھا گیا ہنوز کوئی صف سے نہ نکلا تھا کہ ایک پہلوان نقاب سیاہ منہ پر ڈالے
ہوئے پیدا ہوا ایک لاکھ پچیس ہزار سوار اسکی جلو میں تھے نقابدار نے آکر ایک نعرہ مارا کہ تمام بارگاہ
و خیمہ لرز گئی صف باندھ کر استادہ ہوا اے قہمور میدان میں آیا نعرہ کیا کہ جسکو تم میں سے تمنائے مرگ ہو
میرے مقابلہ کو آئے نقابدار سیاہ پوش نے صف سے نکلکر مقابلہ کیا قہمور کے ہاتھ میں بہت عمدہ و
مضبوط ایک پہاڑی لکڑی تھی وہ نقابدار کے سر پر ماری نقابدار نے تیغ ماری وہ لکڑی کٹ گئی
قہمور نے تیغ ماری اسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا پھر نقابدار نے تیغ مارا خوب شمشیر زنی دونوں میں ہو رہی
تھی کہ قہمور کے دونوں ابرو کٹ کے نیچے گرے قہمور کو غش آگیا نقابدار نے ہاتھ روک لیا مگر دوچ

قمہور و نقابدار مین جنگ ہونے لگی فوج کفار نے رستم زمان خان کو بھیجا اور زمرد شاہ کی طرف
سے ضیغم پہلوان آیا بادشاہ اسلام کی جانب سے کرب دلاور آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قریب
تھا کہ لشکر زمرد شاہ کا شکست کھائے کہ اسی وقت بدر بن زلازل یک چشمی و ملکہ شہربانو دختر
سیاق آرد گیر واسطے مدد زمرد شاہ کے آئے لقا نے لڑتے آتے ہی طبل آسایش بجوا دیا دونوں
لشکر میدان رزم سے مراجعت کر کے اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ پر گئے نقابدار نے نعرہ مارا کہ ہم خبر لیتے ہیں
کل نوبت تمہاری ہے دگر نہ بارگاہ وغیرہ بھیجدو یہ کہکر پیچ پیچ اپنی بارگاہ کی طرف گیا جبکہ زمرد شاہ خیمہ
مین آیا اسنے بلاشور کو بلوایا کہ تو جاکر تحقیق کر کہ یہ نقابدار کون ہے بلاشور روانہ ہوا یہان بادشاہ نے
عمرو سے پوچھا کہ خواجہ تم جانتے ہو کہ یہ نقابدار کون تھا عمرو نے جواب دیا کہ جہان پناہ مجھے معلوم
نہین کہ یہ نقابدار کون ہے کدھر سے آیا ہے مگر عمرو نے ایک گٹھڑیا نمک کی سر پر رکھ لی اور نمک والا بنکے
لشکر نقابدار کی راہ لی ایک نے پوچھا کہ کیا چیز ہے عمرو نے کہا کہ نمک پوچھا کہ نمک تو کہان سے لایا ہے
عمرو نے کہا کہ ایک گاؤن ہے اسے نمک آباد کہتے مین کہا کہ نمک کب سے بکتا ہے یہ کہتے ایک نے ہاتھ ایک
نے گردن ایک نے کمر پانچ چھ آدمیون نے مل کے عمرو کو گرفتار کیا عمرو نے کہا یہ کیا مجھے کیون پکڑتے ہو
مین تو غریب نمک فروش ہون انھون نے کہا تو عمرو ہے غرض کہ عمرو کو پکڑ کے بارگاہ مین لیگئے عمرو نے
دیکھا کہ ابو الفتح و شیر نمک غلام و بلاشور سب بندھے کھڑے ہیں ابو الفتح نے کہا کہ ماموں جان تم بھی آگئے
عمرو نے کہا چپ رہ میرا نام نہ لے مین نمک فروش ہون ابو الفتح نے کہا کوئی چیز عنایت کیجیے عمرو نے کہا
ابھی جوانا مرگ مجھے روپیہ چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ نقابدار نے حکم دیا کہ سب کو لاو خلوت خانہ مین بیٹھا
سب کو حاضر کیا نقابدار نے کہا تو عمرو ہے عمرو نے کہا کہ عمر میری چند سال کی ہوگی دوسری بار کہا تو عمرو
عیار ہے عمرو نے کہا وہ کوئی میوہ فروش ہوگا مین نمک والا ہون نقابدار نے کہا دو کھڑی بانس لگا کے
جامین عمرو نے دہائی دنیا سے رسا کی ایک مرتبہ غلغلہ بلند ہوا دیکھا کہ ذوالقام کو کچھ لوگ لا رہے ہین جب
قریب آیا نقابدار نے پوچھا تو کیون آیا تھا ذوالقام نے کہا مین اسواسطے آیا تھا کہ اگر میرا قابو چلے تو سر
تیرا کاٹ لون نقابدار نے کہا کہ تم سب میری مدت کے خواہان ہو عمرو نے عیارون سے کہا کہ تم پیشانی پر نے
کہا کہ تم کسواسطے نہین کہتے ہو عمرو نے کہا صاحب مین عیار نہین ہون مین ایک غریب نمک فروش ہون
اور دلمین کہتا تھا کہ مجھسے تو وعدہ تھا کہ جب سات بار موت مانگون تب میری قضا ہے ابھی تک تو ایک دفعہ بھی
مین نے درخواست مرگ نہین کی پھر یہ کیا سامان ہوا ہے مین نقابدار نے ہزار طومان منگوائے اور کہا کہ اگر
تو عمرو ہے تو لے بس یہ دیکھ کر عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا جھٹ قبول دیا کہ مین عمرو ہون نقابدار نے کہا
کہ خبردار اب کبھی میرے لشکر مین نہ آنا اور ہزار طومان عمرو کو عنایت کر کے رہا کر دیا عمرو نے روپیہ اٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ ای صاحب ان سب کو کس طرح گرفتار کیا نقابدار نے کہا کہ میرے لشکر میں یہ دستور
ہے کہ بوقت خرید و فروخت منھ سے بات نہین کرتے اشارہ سے جنس کی قیمت کہتے ہین جو شخص منھ سے
بات کہتا ہے جانتے ہین کہ بیگانہ ہے پکڑ لیتے ہین اسطرح یہ سب گرفتار ہوئے بعد ازان وزیر باتدبیر نے کہا کہ فلان
فلان مین سب مثل تیرے گرفتار ہوئے ہین نقابدار نے سب عیارون کو قید سے رہا کردیا اور بیس بیس
پچیس پچیس طومان سب کو مرحمت کیے بلاشور کو بلا کر پوچھا کہ تیری کیا سزا کیجائے بلاشور نے جواب دیا کہ

جو کچھ تمھارے دل میں آئے اب تو میں تمھارے جال میں پھنسا ہوں عمرو نے کہا کہ اے نقابدار اس نے سترہ
شاگردوں کو میرے قتل کیا اسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اُس سے کمند تو میری دلوا دیجیے نقابدار نے کمند
عمرو کی اُسکے دلوا دی اور کہا اے بلاشور اگر تو پھر آیا تو اسقدر کفشیں تیرے منھ پر مارونگا کہ درخت عقل میں
گر جائینگے خبردار اب کبھی ادھر رخ نہ کرنا بلاشور نے کہا تو یہ بھولی اب کبھی نہ آونگا اسکو بھی چھوڑ دیا یہ اپنے
لشکر کی طرف بھاگا اور نقابدار مع اپنے سرداروں کے داخل بارگاہ ہوا نقابدار نے کہا کہ مجھے بارگاہ لینا ہی طبل
جنگی بجاؤ لشکر میں طبل رزمی نوازش میں آیا ادھر لشکر اسلام میں بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر سامان
جنگ کی تیاری رہی جبکہ نقابدار سیہ پوش شب نے مع ہمراہیان ثوابت و سیار خیمہ گاہ افلاک سے نکلکر
مغرب کی راہ لی اور یکہ تاز چرخ چہارم شہ زرہ خطوط شعاعی لیکر بارگاہ مشرق سے نمودار ہوا دونوں لشکر میدان جنگ
میں آئے نقابدار نے پشت بجانب لشکر کفار کی اور مسلمانوں کو آواز دی کہ اے فرقہ خداپرستان اور اے زردشتا
تم میں سے جو آمادہ قضا و مہیاے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے ملک شرش بن ملک مہرش نے مقابلہ
نقابدار کا کیا نقابدار نے حملہ اُسکا رد کرکے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ چکرا کر زمین پر گرا اسکو قید کرکے
پھر بانگ نقیب دی کہ اور جسے دعوے بہادری ہو وہ جوان جنگی دوبدو ہووے آکر مجھسے ہم نبرد ہو چنانچہ
سعد جرگہ نشین و سعید جرگہ نشین و رستم و خسرو بن کنجاب نے یکے بعد دیگرے آکر مقابلہ کیا اور نقابدار
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر قید ہوئے پھر عطو صف شکن لشکر سے نکلا اور ہمنبرد ہوا بعد رد و بدل فنون حیلہ گری
کشتی شروع ہوئی دو شبانہ روز کشتی ہوا کی آخرالامر نقابدار کشتی میں غالب رہا اور طبل بازگشت بجاکر اپنی بارگاہ
کی طرف پھر گیا اور لقا کی طرف مخاطب ہو کر کہتا گیا کہ کل تیری باری ہے تینوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر چلے
نقابدار نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ جن سرداروں کو میں نے قید کیا ہے سب کو نظربند کرکے نگاہ رکھو اور
فرش بچھوا کے سب کو بٹھاو اور طعام و شراب اور سب طرح کی نعمتیں انکو کھلاؤ کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی اپنے
دل میں آزردہ نہ ہو جب کہ رات ہوئی پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی بختیارک اور قمور نے
کہا کہ تو کیوں رنجیدہ ہے تو بھی خوش ہو کر طبل جنگ بجوا مختصر شب بھر طرفین میں تیاری اسباب حرب و
ضرب ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے نقابدار نے نکل کر مبارز طلبی کی جو مقابلہ کے لیے نکلا نقابدار
کے ہاتھ سے زخمی ہوا چنانچہ بدر بھی مقابلہ کرکے زخمی ہوا اور پھر گیا بختیارک نے کہا اے بدر مجکو بھی جادو
خفقان مریخ نے جو سپر بنوا دی تھی اسکو اپنے پاس رکھکر حربہ ہنر کے بعد سے نجوز کرکے اسکو اپنے پاس رکھا کر
شیر بانو نے جو مقابلہ میں مریخ کے سپر بنوائی تھی اُسنے اپنے پاس رکھی تھی میں پھر طبل جنگ بجا اور دونوں
لشکر وارد دشت قتال ہوئے نقابدار اپنی فوج سے نکلا اور شیر بانو اپنے لشکر سے آخرکار ایسی جنگ پیکار
دونوں لشکروں میں ہوئی کہ زمین و آسمان گرد و غبار سے تیرہ و تار ہو گیا یکایک شیر بانو نقابدار کے
ہاتھ سے زخمی ہوئی وقت بھاگنے کے نقابدار نے چوتڑ پر شیر بانو کے ایک زخم لگایا ایکمرتبہ باجے فتح
کے بجے لقا نے بلاشور کو بلایا اور اپنی زبان کفر ترجمان سے بیان کیا کہ او نابکار جلد جا اور نقابدار کو لا
بلاشور نے عرض کی اُسنے مجھ سے نہ آنے کا عہد لیا ہے زمرد شاہ نے کہا کہ اگر نجائیگا تو میں تجکو کندۂ دوزخ
بناونگا بلاشور نے دست بستہ سجدہ کرکے کہا بہت خوب غلام جاتا ہے یہ کہکے اسیوقت سے سامان جانے کا شروع
کیا جبکہ نصف شب گذری پوشاک شبرنگی جسم پر آراستہ کرکے جانب نقابدار روانہ ہوا رات بھر بہت پھرا کیا

مگر راہ بھول گیا جب مایوس ہوا چاہتا تھا پھر آوے کہ ایک عیار سے ملاقات ہوئی بلاشور نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے جواب مین کہا بندہ الماس آپکا شاگرد ہے یہ کہا اور کہنے کے واسطے استادہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کس فکر
مین ہین بلاشور نے کہا کہ کسی طرح میری پہونچ نقابدار تک نہین ہو سکتی ہے ورنہ مجھ کو قابو سیر نہین چلتا اور تمام حال بیان
کیا کہ نقابدار نے اسطرح کا حکم دیا ہے اسمین رائے بھی ضرور ہے الماس نے کہا کہ کیا غم ہے آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے بلاشور نے کہا
ہر تنہا ہون تو نے کہا تھا کہ بیکن جا کے چالیس شاگردون کو لاتا ہون چنانچہ الماس گیا کہ چالیس شاگردون کو لاوے
یہان بلاشور زیر درخت بیٹھ گیا اتفاقاً شبرنگ جو لشکر کفار مین ہر جاسوسی گیا تھا اس طرف آ نکلا دیکھا کہ بلاشور
درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے فکر کی کہ کمند ماردون مگر اتنی جرأت نہوئی دل مین اپنے خیال کیا کہ عمرو کو خبر کرنا چاہیے
شبرنگ نے بعجلت تمام عمرو سے آ کر خبر کی عمرو و شاپور و قتلی و شبرنگ چالاک عمرو مع کئی عیارون کو
اپنے ہمراہ لیکے اس درخت کے پاس آئے بلاشور نے دیکھا کہ عیار آتے ہین یہ بھی خوب مضبوط ہو بیٹھا
کہ اُسی ہنگام مین چالیس شاگرد بلاشور کے بھی آپہونچے اب دونون طرف پورا پورا سامان جنگ ہوگیا دونون جانب
صفین فوج ثقوت موج کی آراستہ و پیراستہ ہوئین اور بعد قیل و قال بسیار کے تیغ بدل بدل کر آگے بڑھ چل گئے
پیچھے چلنے لگے کہ دفعۃً اُس جنگ و پیکار مین ایک سپاہی جرار نے ایک حقہ آتشبازی بلاشور کے پہنچ بڑا کہ جس کا دود
بلاشور کو بھی یاد آگیا مگر یہ بلاشور ہی تھا ہر چند اس نے پھرتی سے بہت جلد اپنا کو بچایا مگر پھر بھی بلکہ شعلہ
بلاشور کے منھ تک پہونچا کر پوست جل گیا پھر تو اُسنے بھی تہلا کے ایسی کارزاری کی کہ یونہی عیار رو گئے گھبرا گئے اور سب
عیار بھاگ کھڑے ہوئے الماس نے کہا کہ استاد آؤ اور اپنے لشکر مین چلیے بلاشور نے کہا کہ مین جس کام کو آیا ہون جب تک
اُس کام کو نہ کر لونگا تب تک واپس نجاؤنگا یہ کہا اور نیچے اُس درخت کے نقب کھودنا شروع کی کہ زمین خیمہ نقابدار مین
نکلی اطمینان سے کمند ہاتھ مین لیے ہوے پہونچا اُس مقام پر فرش قالین کا بچھا ہوا تھا اُسپر چھُری ماری آواز آئی نقابدار
سوتا تھا اُسکی آنکھ اس آواز سے کھلی دیکھا خنجر زمین سے باہر نکلا ہے معلوم ہوا کہ کوئی عیار ہے نقابدار کمند
ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہلا کیا بلاشور قالین پھاڑ کے باہر نکلا سلطانہ دکھائی دی پھر گردن نظر پڑی نقابدار نے
کیا چالاکی کی کہ کمند کا پھندا اُسکی گردن مین ڈال کے اور گھسیٹ لیا اور ستون مین باندھ دیا اُس طرف عیار نقابدار کا
لشکر کفار سے آتا تھا دیکھا کہ کسی نے سرنگ لگائی ہے شاگرد بلاشور کے سرنگ مین تھے عیار نقابدار نے چند حقے
بارود کے نکالکر سرنگ مین ڈالے اور آگ لگا دی سب کو اسنے جلا دیا اسطرف نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی ہے
نقابدار سنتے ہی دو چار آگئے نقابدار کے آباد دیکھا کہ عجب ماجرا ہے نقابدار نے بلاشور سے پوچھا کہ تو کون ہے بلاشور
نے کہا کہ مین بلاشور ہون نقابدار نے کہا کہ مین نے تجھے قول سے لیا تھا کہ خود میرے لشکر کی طرف رخ کر ناپھر
تو نے اُسکے خلاف کیون ایسی حرکت کی اسنے کہا تقصیر ہوئی نقابدار نے زنبور منگوایا اور چار دانت اُسکے زنبور سے
توڑ دیے اور کہا کہ اگر پھر آئیگا تو ابکی تجھے زندہ نہ چھوڑونگا بلاشور جلدی سے اٹھا اور نقب کی طرف آ کے
دیکھا کہ چالیس شاگرد مع الماس کے نقب مین جل گئے ہین بلاشور نے خاک اپنے سر پر ڈالی زمرد شاہ کے
پاس آیا اور کل واقعہ بیان کر کے کہا کہ ایسا ہی تھا ایسا مقصد ہے زمرد شاہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھو تو روز کے
دن تیرے دانتون کو بنا دونگا بلاشور نے کہا کہ عمرو نے میرا اسقدر بھی جلا دیا اور میری ہلاکت مین کچھ باقی نہ رکھا تھا
مگر حضور کے اقبال سے بچگیا خیر جب تک ذہنیک مین رہتا ہون تب تک مین زیر عتاب مین ایسے رہونگا اور اپنے
علاج و معالجہ مین مصروف ہونگا زمرد شاہ نے کہا بہتر ہے تو اسطرف کو روانہ ہو لیکن یہان نقابدار نے کہا

اگر زمرد شاہ نے عیار کو میرے چرانے کے واسطے بھیجا تھا بہتر ہے کہ طبل کارزار بجوا کر پہلے کام زمرد شاہ کا تمام
کیا جائے یہ کہکر نقابدار نے طبل کارزار بجانے کا حکم دیا لشکر کفار میں خبر پہونچی بدر نے لقا سے کہا کہ بہ ارغم
اچھا ہو گیا ہے میرے نام پر طبل رزم بجایا جائے چنانچہ یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات بھر تینوں لشکروں
میں آلات حرب وضرب کی درستی ہوا کی جبکہ شاہ خاور چہرہ مشرق سے نمودار ہوا صبح کو تینوں لشکر میدان میں
آکر صف کشیدہ ہوئے نقابدار نے میدان میں آکر لشکر کفار کی جانب مخاطب ہو کے نعرہ کیا کہ ہو کاوزان بجیاد ہو
نامداران پر روشن ہو جائے میں سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کے لیے نکلے بدر حرامی صف لشکر سے نکلا اور نقابدار پر
حملہ آور ہوا تین حملے نقابدار پر کیے نقابدار نے اُن حملوں کو رد کر کے عمود مارا کہ شانہ بدر کا جھول گیا اور بیہوش
ہو کر گرا بعدازاں جہلیل درازرکاب نکلا اور نقابدار سے مقابلہ کیا بعد چند حملوں کے یہ بھی زخمی ہوا مقبل
کرگدن سوار نے اپنے گینڈے کو بڑھا کے نقابدار کا مقابلہ کیا بعد زد و خورد یہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے زخمی
ہو کر پسپا ہوا غرضکہ دو پہر تک بہت سے پہلوان نامی وگرامی دست نقابدار سے زخم رسیدہ ہوئے زمرد شاہ
نے دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بیطور ہے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ہر ایک سردار اپنے اپنے لشکر میں جاکر
آرام پذیر ہوئے وقت شب قمہور بارگاہ جمشید میں بیٹھا تھا کہ اسنے حکم دیا کہ ہاں ڈنکہ پر چوب پڑے کہ
نورالدہر نے مجھسے دعوی بہادری کیا کل میرا اُسکا مقابلہ ہوگا یہ خبر نورالدہر کو پہونچی انھوں نے بھی فرمایا کہ
ہمارے نام پر ڈنکہ بجے ہرکارے خبریں لیکر زمرد شاہ کے پاس گئے کہ قمہور نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا
ارادہ ہے کہ نورالدہر سے مقابلہ ومجادلہ کرے زمرد شاہ نے بھی اپنے یہاں کوس رزم بجنے کا حکم دیا رات بھر یہی
تذکرہ رہا جبکہ صبح طالع ہوئی اور تینوں لشکر میدان میں آئے قمہور نورالدہر کو دیکھ کر جل گیا اور دل میں خیال
کیا کہ اسنے میرے چچا کو زیر کر کے قید کیا ہے تو بھی اسے گرفتار کر ورنہ یہ کام ابتر کرے گا نقابدار ابھی باہر نہیں نکلا تھا
کہ قمہور گھوڑے کو مہمیز کر کے میدان میں آیا اور نورالدہر کو آواز دی نورالدہر نے اپنے ابلق چنچل برق کے
پہونچایا للکارا کیا ضرب رکھتا ہے ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ قمہور نے کہا کہ تو
ابتدا جنگ کر نورالدہر نے کہا کہ میں نے پہلے طبل جنگی نقابدار کے نام بجایا تھا خیر اب تو آیا ہے تو ہی کر ورنہ
جا اپنے لشکر میں چلا جا قمہور نے گرز اکیسو چالیس من کا نورالدہر پر چلایا نورالدہر نے بچاؤ کی دار خالی گیا القصہ
بعد عمود بازی ونیزہ بازی وتیغ زنی کے دونوں واسطے کشتی کے آمادہ ہوئے ایکدن و رات کا زور ملن
اور داؤں پیچ ہوا کیے یہاں تک کہ دونوں پہلوانوں پر پیاس نے غلبہ کیا دونوں برابر رہے لڑنے سے ہاتھ
اٹھایا اب طبل برابر چھوٹنے اور پھر جانے کا ہوا اگر نورالدہر کے بدن سے خون جاری ہوا اور زرہ پارہ
پارہ ہوگئی اسوجہ سے کہ قمہور کو دیوزادوں نے پرورش کیا ہے ناخن قمہور کے دراز ہیں نورالدہر کے بدن
ناخن اسکے پڑے تھے کہ تمام جسم فگار ہو گیا تھا تمام سردار نورالدہر کی عیادت کے لیے جمع ہوئے تھے نقابدار
نے اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ بہت جلد نورالدہر کے پاس جا اور میری جانب سے بہت بہت
مزاج پرسی کرنا عیار نے بموجب ارشاد پاس نورالدہر کے جا کر کہا کہ مجکو نقابدار نے آپکے پاس بھیجا ہے کہ
میری جانب سے خیر و عافیت پوچھنا نورالدہر نے کہا کہ میں خیریت سے ہوں میری طرف سے نقابدار کو
دعا کہدینا اور کہنا کہ خیریت ہے آپ نے مجھے سرفراز کیے تو آپکا گھر ہے عیار چاہتا تھا کہ رخصت ہووے اسد نے بلا کہا
میرے پاس آ جب عیار قریب آیا اسد نے کہا کہ صاحب مشو عیار نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی عجیب شخص ہے کہ آپ ہی

بلاتا ہوا اور آپ ہی کہتا ہی مصاحبت ہوا اسکی بات کا کچھ اعتبار نہین کہ تجھے چین دگا ہے حیان لیکن اسد
نے کہا کہ جگر گوشہ میرا نقابدار کی قید مین ہی اور نقابدار نے خبر خیریت نور الدہر کے لیے بھیجا اور ہم نے
ایسی خطا کی ہی یہ بھی کوئی مروت دانائیت ہی عیار نے کہا کہ شہزادہ غضنفر وغیرہ نظر بند مین آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے کھانا پینا شراب وکباب ناچ رنگ سب سامان عیش انکے لیے مہیا ہین آپ خاطر جمع رکھیں اسد نے
کہا اسکی یہی دریافت کرنا تھا ہماری خبر بھی پہونچا دینا غرض کہ عیار وہان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
سب کیفیت نقابدار سے بیان کی عمرو بھی اس مقام پر بیٹھا تھا کہا آہ کسی نے خبر پسر کی پوچھی نہ کسی نے احوال
برادر کا دریافت کیا اتنا دیکھا تو بیاشور بھی بیٹھا ہی مگر کچھ قابو نہ پایا شاپور نے اپنے دلمین کہا کہ خالی کیا جاؤن یہ
تصور کرکے لشکر کفار مین آیا جمشید کو بیہوش کرکے باندھا عمرو نے بھی یہی خیال کیا اور راستے جا کر مختیارک کو
بیہوشی دیکر باندھ لیا راہ مین عمرو وشاپور سے ملاقات ہوئی عمرو نے شاپور سے پوچھا کہ تیری پشت پر کیا ہی
اس نے کہا کہ جمشید کو لایا ہون عمرو نے کہا تو نے خوب کام کیا مین مختیارک کو لایا ہون چنانچہ عمرو اسپنے
خیمہ مین آیا اور مختیارک کو مقید رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور کہا کہ او نالایق تیری ہی صلاح سے بہیر کو
عقابین پر کھینچا ہی مختیارک منکر ہوا مگر عمرو نے کچھ خیال نہ کیا مختیارک اور جمشید دونون کو طوق وزنجیر
آہنی مین مسلسل کرکے عقابین پر کھینچ دیا جبکہ عیار شب نے کمند کہکشان سے شاطر ماہ کو مع شاگردان انجم
گرفتار کرکے عقابین فلک پر کھینچا اور ترک خاور نقاب خطوط شعاعی مختم پر ڈالے ہوئے برج چہارم پر نمایان
ہوا یعنی صبح ہوئی زمردشاہ کو خبر پہونچی کہ جمشید ومختیارک کو مسلمانون نے عقابین پر کھینچا ہی قمہور یہ سنکر
غضب مین آیا اسی وقت ڈنکہ کوچ کا بجوا کر سوار ہوا جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر بادشاہ عالیجاہ کو پہونچائی
کہ قمہور بہ ہیئت جنگ سوار ہو کر مع لشکر آتا ہی نقابدار کے عیار بھی ہوشیار حاضر تھے انھون نے مفصل خبر
نقابدار کی خدمت مین جا کر عرض کی نقابدار نے کہا کہ درحضور نیک صاحبقران ایسے درفشانی علی سبیل الشر
کو عقابین پر کھینچا ہی تو جمشید وشیطان اگر عقابین پر کھینچے گئے تو کیا ہوا الغرض تصف لشکر مسلمانون کا
میدان مین آیا تھا کہ نقابدار مسلح ومکمل ہو کر سوار ہوا اور مثل برق جہندہ کے اپنے تئین عرصہ نبرد مین
پہونچایا قمہور کو پکار کے نعرہ کیا اور تلوار پکڑ کے آمادہ جنگ ہو گیا قمہور نے تیغہ مارا کہ سپر نقابدار کی
کٹ گئی اور سر پر بھون تک آ گرا پایا نقابدار نے دوسرا تیغہ مارا وہ بھی قلم ہوا مگر نقابدار نے ایک تیر قمہور
پر ایسا مارا کہ بازو میں اسکے بیٹھا قریب تھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہو زمردشاہ نے جب دیکھا کہ خوب زور شور
کی لڑائی ہو رہی ہی فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرنا مناسب ہی فوراً اسکے ذہن مین آیا کہ طبل موقوفی جنگ کا
بجایا جائے چنانچہ طبل بازگشت بجا اہل لشکر نے اپنی اپنی جانب مراجعت کی نقابدار نے اپنے عیار سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی تیغہ قضا کا میرے سر پر پڑا مناسب خیال کیا جاتا ہی کہ اپنے وطن جاؤن جب زخم
اچھا ہو جائے گا پھر چلا آؤنگا عیار نے کہا کہ بہت بہتر ہی یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہی نقابدار نے
کوچ کیا اسد نے سنا کہ نقابدار کوچ کرتا ہی اور مسلمانون کی قید کو ہمراہ لیے جاتا ہی انھون نے کسی سے
کچھ کہا نہ سنا گھوڑے پر سوار ہو کر جس راہ سے کہ نقابدار جاتا تھا اسی راہ مین یہ بھی پہونچے اور جا کر سلام
کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اسد نے کہا کہ او نقابدار تو کیا خوب بہادر دلاور ہی اور تلوار سر پر کھائی ہی
مگر ان مسلمانون کو جو تیری قید مین ہین کس واسطے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی اور انکے ساتھ کیا کریگا جیسے کہتے جاؤ

کہ مین بھی اس سازش سے آگاہ ہو جاؤن نقابدار نے کہا کہ مین نے سوچا تھا ان قیدیون کو منزل بمنزل اچھی طرح
سے بآرام تمام لیجاؤن اور چند روز اپنے لشکر مین ٹھہرا کر پھر بھیجدون مگر خوب ہوا کہ تم آگئے اب اپنے ہمراہ
انکو لیتے جاؤ یہ کہکر قیدیون کو اسد کے حوالے کیا اور خود اپنی منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا اسد بھی
اپنے فرزند غضنفر اور دیگر سرداران نامور کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آیا یہان زمرد شاہ نے بلاشور کو بلایا
اور کہا کہ جس طرح تجھے ممکن ہو سکے جمشید کی رہائی کی کچھ فکر کر اس نے کہا بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا
سرنگ کھودنا شروع کی سر النقب کا ایک خیمہ تک پہونچایا جہان کہ دیو شیر ننگ مقید تھا سرنگ سے نکل کر
اسکے قید بند ننگ کو کاٹا اور اس سے کہا کہ اب جلد چل اور پردہ اٹھا کے جمشید و مختیارک کو لیجا اور خود خیمہ
زندان سے نکل کر نقب کے پاس آیا طاہر بن قہرمان نے کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ مین بلاشور ہون طاہر
اسوقت بے سلاح تھا بلاشور نے خنجر سے طاہر زندان بان کو قتل کیا اور ایک چیخ عیارون بیاری کہ ہم بلاشور چ
عیار کہ گرد عقب مین بیٹھے تھے دوڑے مگر بلاشور اپنے تئین سرنگ مین ڈال کے باہر نکلگیا اور شیر ننگ دیو
پرواز کرکے قفس جمشید و مختیارک کو بالائے چوب سے اٹھا لے گیا ایک غلغلہ بلند ہوا کہ شیر ننگ دیو
قید سے چھوٹ کر جمشید و مختیارک کو لیگیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بدیع الزمان نے پوچھا کہ طلایہ کسکا تھا لوگون
نے کہا کہ ایرج کا بدیع الزمان نے تبسم کیا ایرج نے سنا کہ بدیع الزمان نے مجھ پر خندہ کیا چنانچہ ایرج قاسم کے
پاس گیا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار جمشید کو دیو ہوا پر لے گیا اور بدیع نے اس بات پر مجھ پر ہنسی کی کہ طلایہ ایرج کا تھا
پس مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور جاکر بارگاہ زمرد شاہ تمام کفار مین سے جمشید کو لاتا ہون ایرج
نے قاسم سے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے تن تنہا لشکر کفار کی راہ لی قاسم بھی سوار ہوا اور عقب سے ایرج کے روانہ
ہوا مالک وغیرہ تمام دست بستہ مسلح و مکمل تیار ہو کے آراستہ و پیراستہ ہو کے چلے بدیع الزمان نے سنا اپنے دل مین کہا
کہ اگرچہ ایرج بارگاہ سے جمشید کو لے آیا تو مجھکو طعنہ زنی کریگا پس وہ جمشید کو لاوے اور مین جاکر امیر کو رہا
کرتا ہون چنانچہ بدیع یہ قصد کرکے بجالاکی تمام مقراض کوہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے یہ سن کے
غصہ کیا کہ مجھسے نہ پوچھا آپ ہی آپ چلے گئے لیکن ایرج نے اپنے تئین بارگاہ زمرد مین پہونچایا اور چوبدار کو
مار کر اندر داخل ہوا اور بطریق اہل اسلام جاکر سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا ایرج بلاشور کی جانب
متوجہ ہوا یہ خیال کرکے کہ اگر یہ شیر ننگ کو رہا نہ کرتا تو وہ کیونکر چھوٹ جاتا اول اسی کو مار ڈالنا چاہیے
یہ تصور کرکے بلاشور کی طرف چلا بلاشور نے دیکھا کہ ایرج میری طرف آتا ہے اپنے تئین جلدی سے دنگل
الوند کوہ پیکر کے پیچھے چھپا دیا ایرج برابر الوند کے آیا اور کہا کہ بلاشور کو میرے حوالے کر کوہ پیکر غصہ
مین آیا اور تیغ ایرج کے مارا ایرج نے تیغ اسکا رد کرکے کمر کوہ پیکر کی پکڑی اور زمین پر دے پٹکا
اور مشکین بکڑ کے چیر ڈالا بلاشور نے جو یہ دیکھا کہ ایرج اسطرف مصروف ہے یہ موقع پاکے وہ تو بھاگا
لیکن ایرج وہان سے جست کرکے برابر تخت جمشید کے آیا اور جمشید کو ہاتھ پکڑ کے اٹھا لیا اور
گھوڑے پر سوار ہوا زمرد نے اپنے آدمیون کو آواز دی کہ کمند لاؤ یہ سننے کے ساتھ ہی تمام کافر ایرج پر
دوڑ پڑے جو شخص برابر ایرج کے آتا تھا تلوار ایرج پر لگاتا تھا ایرج جمشید کو بجائے پناہ کے
لیتا تھا وہ مارنے سے باز رہتا تھا کیونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ اگر تلوار مارتا ہون تو بادشاہ مارا جاتا ہے
یہ تدبیر ایرج کو خوب پسند آئی جو شخص قریب آتا تھا ایرج اسپر ایک تلوار ایسی لگاتا تھا کہ سر اسکا

تھوڑا سا اثر جاتا تھا کچھ لوگ لشکری زمرد شاہ کے آ پہونچے مگر آئے تو کر ہی کیا سکتے تھے کیونکہ جو مارنے
کا قصد کرتا تھا ایرج جمشید کو سپر بناتا تھا اس اثنا میں قمہور جو شکار کو گیا ہوا تھا اتفاقاً اسکا آنا ہوا وقت
ہوا دیکھا ایرج جمشید کو لیے جاتا ہے قمہور نے مقابلہ ایرج کا کیا اور چاہا کہ تلوار ایرج پر لگائے ایرج
نے بجائے سپر کے جمشید کو آگے کر دیا قمہور نے ہاتھ کو روک لیا اور ایرج نے جو حملہ کیا قمہور نے اُس کو
سپر پر روکا اور اپنے دل میں کہا کہ خدا پرست ارادہ بڑا مضبوط رکھتے ہیں پس فوج کفار نے ایرج کو گھیر لیا
تھا کہ اتنے میں قاسم نے آ کے نعرہ کیا کہ ما ہم رسیدیم اور بہو گھے کارزار شروع کی اس طرف سے لقا
نے فرامرز وغیرہ کو بھیجا فرامرز و خون آشام نے آکر شمشیر زنی کرنا شروع کی خوب جنگ مغلوبہ واقع ہوئی
نور الدہر دست راست سے اوپر مقراض کوہ کے پہونچے اس طرف زمرد شاہ نے شیر بانو کو بھیجا جنگ
مغلوبہ ہونے لگی تمام دن گذرا مگر طرفین سے کوئی جنگ سے باز نہ آیا رات بھر ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر پہر
خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی دلاور مرگ سشدر کھڑی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار شکست کھائے کہ ایک
گرد پیدا ہوئی گرد نے مارا باد کو اور باد نے مارا گرد کو جب دامن گرد شگافتہ ہوا اسوقت معلوم ہوا کہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار لیکر قمطوش بن القاش خون آشام آیا ہے زمرد شاہ نے طبل بازگشت
بجنے کا حکم دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے ایرج بھی مراجعت کر کے اپنے لشکر میں آیا جمشید
کو بجائے سپر ہاتھ میں لٹکائے ہوئے جب بارگاہ میں آیا زمین پر پٹکدیا اور دست بستہ سر جھکا کے عرض کی
اے جہان پناہ یہ جمشید حاضر ہے بادشاہ نے ایرج سے کہا کہ بغیر ہماری اجازت کے تم کیوں وہاں چلے
گئے ایرج نے کہا کہ مجھسے تقصیر ہوئی معاف فرمائیے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ میں نے تقصیر تمہاری معاف
کی بار دگر ایسی حرکت نکرنا کہ بغیر حکم چلے جاؤ یہ فرما کر حکم دیا کہ جمشید کو قید کر لو لیکن لقا نے قمطوش
سے کہا کہ میں نے حمزہ پر ستون کی موت تیرے ہاتھ سے تقدیر کی ہے قمطوش نے عرض کیا کہ طبل جنگ بجنے
کا حکم دیجیے چنانچہ کوس حربی نوازش میں آیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل
پروردگار طبل رزم بجایا جائے پس لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا تمام رات طرفین میں تیاری سامان
جنگ ہوا کی جب کہ خورشید جہان تاب دریچۂ مشرق سے برآمد ہوا دونوں لشکر میدان میں پہونچ کر
صف آرا ہوئے قمطوش نے صف سے نکل کر نہیب دی کہ اے فرزندان یہ ستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو
وہ میدان میں ہو کر میرا مقابلہ کرے ادھر سے قارن بلند کمان و ورقا بن زنجیر غار مقابلے کے لیے نکلے
اور قمطوش کے ہاتھ سے زخمی ہوئے جہانان خاراب نصف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا اور حملہ ہائے
مردانہ کر کے قمطوش کو پکڑ لیا اور تخت بادشاہ کے سامنے لاکر زمین پر دے مارا اور باندھ کر گرفتار کر لیا
زمرد شاہ نے یہ دیکھتے ہی طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس گئے بادشاہ جب بارگاہ
میں تشریف لائے فرمایا کہ قمطوش کو بھی جمشید کے ساتھ گرفتار کر کے قید کرو لیکن زمرد شاہ نے اپنی بارگاہ
میں آکر بختیارک سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر ڈالنا چاہیے بختیارک نے کہا کہ اگر حمزہ کو قتل کیجیے گا تو مسلمان
جمشید و قمطوش کو ہلاک کریں گے پس زمرد شاہ نے کہا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ پہلے جمشید و
قمطوش کو قید سے چھڑانا چاہیے بعد ازاں حمزہ کو قتل کرنیکا اختیار ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بارگاہ میں ایک
شور پیدا ہوا اب جو غور سے دیکھا تو ایک غول سفید دروازہ بارگاہ سے نمایان ہوا اور آتے ہی زمرد کو

سجدہ کیا زمرد نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے غول سفید نے عرض کیا کہ خداوند میں بیابان
تمرگ سے آیا ہوں آپ کے گھر میں اور آپ کے شیطان درگاہ بختیارک کے گھر میں بھی فرزند نرینہ
پیدا ہوا ہے انکی خوشخبری سنانے آیا ہوں اب یہ ارشاد ہو کہ حضور اس مولود مسعود کا کیا نام رکھیں گے یہ سنکے
زمرد نے بختیارک سے کہا کہ ذرا اسکے طالع تو دیکھو بختیارک نے اسیوقت بقاعدۂ نجوم ملاحظہ کرکے عرض کیا
کہ خداوند یہ فرزند نہایت ارجمند اور نیک طالع ہے بعد آپکے تخت خدائی پر رونق افروز ہوگا اور عدوا پنے اسکے
ہاتھ سے بھاگتے راستہ نپائینگے اور یہ ان سب کو جانوں سے ہلاک کریگا اور آپکا عوض مسلمانوں سے اچھی طرح لیگا اور نام
نامی اسم گرامی اس فرزند نیک اختر کا غول نکتا ہے یہ سنکر زمرد شاہ نے تاج و خنجر اپنا غول سفید کو دیکر کہا کہ میں نے اس فرزند
کالا ہونک غول نام رکھا اور معتقد میری کی کہ یہ لڑکا بعد میرے تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوگا سفید غول نے وہ
تاج و خنجر زمرد شاہ سے لیکر ادب سے سلام کیا اور رخصت ہوا جب یہ چلا گیا تو زمرد شاہ نے بلاشور کو طلب کیا

اب دو کلمہ بلاشور کے بیان کیے جاتے ہیں نظم

بزم سے آخر جب ہی سفر جام شراب
نہ گئے دست سبو سے کمر جام شراب

محتسب دیگا جواب اپنے ستم کا تو کیا
آر گئے بھونچکی ہی جو لحظہ تنگ خبر جام شراب

بزم دشمن میں ہے اب تو صوفی بشکر
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

شام غربت ہوئی ساقی ہو جام شراب
کثرت مجمع اغیار سے محروم رہا

کل جو گزرے یہ ہوا دور جام شراب
خون رو دیگا مری پیاس بجھا اے ساقی

سر ساغر میں کہاں تیری نظر جام شراب
نہیں معلوم کہاں داغ ہے نرگس دامن میں

مست و سرشار کو سرشار سمجھا کیا خاک
ہوا بزم میں مجھ تک گزر جام شراب

یہی اے محتسب اس لال پری کا ہے اثر
کوئی پتھر کا نہیں ہے جگر جام شراب

ہر گل رنگ بنا ہے چمن خوشنا پہ دل
نہ تلاش رہا نہ مدہوش نہ سر جام شراب

سرشاران بادۂ خوش بیانی و سیہ مستان رحیق شیریں زبانی گلرنگ سخن کو جام قرطاس میں یوں نقل
محفل کرتے ہیں کہ زمرد شاہ نے بلاشور سے بلاکر کہا کہ اے بلاشور تجھے لازم اور لائق یہ ہے کہ جس
طرح ہو سکے جمشید و شطوش کو لشکر امیر سے چرا لا بلاشور نے دست بستہ عرض کیا کہ تعمیل ارشاد میں
کوئی عذر نہیں میں ابھی جاتا ہوں اور اگر تدبیر بن پڑی تو لاتا ہوں اپنے امکان بھر کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہو گا القصہ وہ دن تو جوں توں کرکے کٹ گیا جب مسافر روز دن بھر کی گرمی منزل طے کرکے سرائے مغرب میں فروکش
ہوا اور شب رو ماہ یاران طریق ثوابت و سیار کو ہمراہ لیکر فلک اول پر نمودار ہوا بلاشور لباس شب روی
زیب جسم کرکے اپنے لشکر سے نکلکر جانب لشکر اسلام راہی ہوا حسن اتفاق سے شاپور و شبرنگ اور خورد کی
بن گردمرد بھی لشکر کفار کی جانب جارہے تھے اسے آتے دیکھکر پہچان گئے کہ ہو نہو یہ بلاشور ہے
یہ سوچکر آپس میں مشورہ کیا کہ آج جسطرح بنے اسکو گرفتار ہی کر لو خیر دو میں ایسا عمدہ موقع ملنا بہت دشوار ہے
یہ صلاح کرکے بائیں جانب سے راہ کاٹ کے عیار اور دیگر بلاشور کے سامنے آگئے اور شاپور نے ایک رومال
میں ایک اشرفی اور کلچہ بیہوشی لپیٹ کے اسطرح بلاشور کے سامنے ڈالدیا کہ جیسے کسی کے ہاتھ سے بھولکر
رومال نیچے گر پڑتی ہے اور وہاں سے ہٹ کے ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو رہے بلاشور نے آتے ہی اس رومال
کو اٹھا لیا کھولکر جو دیکھا تو ایک اشرفی اور ایک کلچہ اشرفی تو اٹھاکر نذر جیب کی اور کلچہ زیر بغل کیا اور
آواز دی کہ میں سمجھا کوئی عیار بھائی ہیں مجھے دیکھکر کسی گوشہ میں ہو رہے ہیں خیر یہ تو میں یہاں سے کیا
چھوڑونگا اپنے آقا کی تعمیل ارشاد کو جاتا ہوں جو کوئی سامنے آئے گا سمجھا جائیگا یہ کہکر وہاں سے آگے بڑھا

شاپور نے کہا کہ بھی کیا بد بلا ہے کہیں چوکتا ہی نہیں یہ کہکر سب کے سب وہان سے آگے بڑھے اور دوا ہنی جانب
سے راہ کاٹ کے سامنے جا کر کمند پھیلا کے چپ رہے جیسے ہی بلاشور برابر پہونچا کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی
وہین سے جو جست کرتا ہے تو کوئی بارہ گز کے فاصلے پہ تھا اور پکارا کہ مین نے معلوم کیا کہ کسی صاحب نے کمند
پھیلائی ہے خیر اب ہم بھی دوسری راہ اختیار کرین گے یہ کہکر بائین جانب سے راہ کاٹ کے روانہ ہوا یہ سب بھی
اُس جانب سے بھاگے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اور آگے جا کر ذوالفقار طلبہ جرس زیر خاک چھپا کر بیٹھ رہا
جب بلاشور نزدیک طلبہ جرس کے پہونچا تو ہاتھ اسکا کانپ گیا کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ طلبہ جرس لگا دیا ہے تم چاہے
جو کچھ تماشہ کرو مین تمھارے فریب سے نہ ڈرونگا اور پھیر دونگا نہین یہ سب عیار کہنے لگے کیا بد بلا ہے مگر ایسے پیچھو بھی
نہین اسکا پیچھا کیے چلے ہی چلو جہان یہ جائے تم بھی جاؤ یہ کہکر اُسے بہلا وادیکر آگے بڑھ گئے اتفاقاً وہان پر
ایک پل ملا اُن سب نے صلاح کی کہ ابھی بلاشور اسی طرف سے جائیگا اسلیے کہ اور راستہ ہی کونسا ہے یہ کہکر اُس
پل مین ایک سوراخ کرکے میان خوردک نیچے اُس پل کے اُتر گئے اور کمند کے حلقے اُس سوراخ کے باہر رکھدیے
اور ایک سرا اُسکا خود پکڑے رہے جیسے ہی بلاشور اُس پل کے قریب آیا پاؤن اُسکے حلقہ ہاے کمند مین اُلجھ گئے
ہرچند چاہا کہ جست کرکے نکل جائے مگر ممکن نہوا عیارون نے کمند کو کھینچ لیا اور بلاشور حلقہ ہاے کمند مین گرفتار
ہو کر گر پڑا گرتے ہی یہ سب عیار نکل آئے اور خوردک بھی سامنے آیا بلاشور نے ایک گھونسہ خوردک کے
رسید کیا خوردک گھونسہ کھا کے بلاشور کے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی شاپور اور شبرنگ وغیرہ دوڑ پڑے اور
بلاشور کو باندھ لیا اور کھینچتے ہوے لشکر مین لائے اتفاقاً اُسوقت خواجہ عمرو بھی تشریف لائے تھے شاپور
نے خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ لیجیے مبارک ہو یہ میان بلاشور موجود ہین عمرو نے پوچھا کہ کیونکر یہ ہاتھ آئے بارک اللہ
کیا کار نمایان کیا ہے شاپور نے کل کیفیت من وعن بیان کی اور بارگاہ مین حاضر کیا بلاشور نے بارگاہ مین آکر
مثل کفار کے سلام کیا بادشاہ نے بلاشور سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیون بلاشور تجکو اس دن کی خبر نہ تھی بلاشور نے
کہا اے بادشاہ بہت جلد میرا راز افشا ہو گیا ورنہ میرا تو یہ قصد تھا کہ مین مع خواجہ عمرو و کل عیارون کا کام
تمام کرون ان سب کی زندگی باقی تھی کہ مین اسطرح گرفتار ہو گیا ورنہ میرے ہاتھ سے یہ لوگ کیا بچ سکتے تھے اب
بادشاہ نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین بلاشور کو قتل کرتا ہون تو ایسا نہو کہ امیر حمزہ صاحبقران کو کوئی چشم
زخم پہونچائے بس یہ سوچکر حکم دیا کہ اس حرامزادہ منحوس شیطان ملعون کو مع جمشید اور قمطوش کے عیار
قلعہ ذوالامان مین جا کر قمرات کے حوالہ کر آئین کہ وہ انکو نہایت حفاظت سے قید مین رکھے کہ جسوقت امیر حمزہ
سے رہا ہونگے اُسوقت ان سب کو تہ تیغ کیا جائیگا یہ حکم سنکر اُسی وقت شاپور اور شبرنگ وغیرہ نے ان
تینون کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر پیچھے پیادہ کے وقت شب لشکر سے نکلکر قلعہ ذوالامان کی راہ لی ایک
شبانہ روز مین راہ کوہ و صحرا طے کرکے قلعہ ذوالامان مین پہونچے اور تمام ماجرا حکم بادشاہ کے قمرات
سے بیان کیا اور جمشید و قمطوش و بلاشور کو قمرات کے حوالہ کر دیا قمرات نے اُسیوقت ان تینون مخصوصون کو
ایک آہنی گنبد مین قید کیا اور ایک دربان کو دروازہ پہ مقرر کیا کہ انکی حفاظت کامل طور سے کیجائے اور
ایک وقت معین پہ دروازہ کھول کے جو کی روٹیان اور ایک ایک کوزہ پانی کا دیدیا کرین ان سب کو تو
قمرات نے اس گنبد مین مقید کرایا اور یہ سب قمرات سے رخصت ہو کر عازم لشکر ہوئے ایک شبانہ روز مین
راہ دشت و جبل طے کرکے داخل لشکر ہوئے اور ادھر کا حال سنیے کہ جب بلاشور کو لیگئے ہوئے دو روز گذر چکے

کہ وہ واپس ہو کر نہ آیا تو زمرد شاہ کو نہایت وسوسہ پیدا ہوا اور عیار کو حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بلاشور پر کیا گذری وسواس عیار اسیوقت حکم زمرد شاہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور جا کر حال بلاشور کا تفحص ہوا اور بعد تحقیق خدمت زمرد شاہ مین جا کر گذارش کیا کہ خداوند بلاشور لشکر اسلام مین گرفتار ہو گیا جمشید و قمطوش کے ساتھ مقید ہے مگر یہ حال معلوم نہین کہ بعد مقید ہونے کے بلاشور اور جمشید و قمطوش پر کیا گذری اور نہ یہ معلوم ہو کہ کہان مقید ہین اور قتل کی خبر بھی نہین سنی گئی یہ حال پر ملال سنکر زمرد شاہ نہایت غمگین ہوا اور وسواس عیار اپنی جگہہ پر چلا گیا بختیارک نے کہا کہ ای خداوند اگر وہ قید ہو گیا تو ابتک زندہ رہنا تعجب خیز ہے ضرور قتل ہوگا اور اگر یہ نہین بلکہ زندہ بھی ہو تو وہان سے رہائی پا کر آنا کجا یہ دونون امر آپ تو خلاف عقل معلوم ہوتے ہین ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک وسواس نے آ کر اطلاع دی کہ یا خداوند ملک قیصر ناوک انداز سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آپکی اعانت کیواسطے آیا ہے یہ خبر سنکر زمرد شاہ بہت خوش ہوا اور بختیارک کو حکم دیا کہ قیصر ناوک انداز کو پیشوائی کر کے جلد لے آؤ بختیارک حسب الحکم اسیدم گیا اور پیشوائی کر کے ملک قیصر ناوک انداز کو زمرد شاہ کے سامنے لایا زمرد شاہ نے ملک قیصر سے کہا کہ ای ملک قیصر خوب ہوا کہ تم آ گئے تمہارے ساتھ تو سعید و امیر جت (?) دنابود ہو جائینگے اسلیے کہ مین نے ایک مدت ہوئی کہ ان سبکی اجل تمھارے ہاتھ پر مقرر کی ہے فقط تمہارے آنے کی دیر تھی قیصر نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے طبل جنگ بجوائیے زمرد شاہ نے اسی وقت بنام قیصر طبل بجانے کا حکم دیا

اب دو کلمہ داستان جنگ ملک قیصر ناوک انداز کے بیان کیے جاتے ہین جو کہ لقا کی اعانت کے واسطے آ کر آمادہ جنگ ہوا ہے

نظم

ارمان بھرے دل کا دیوان نام نکلتا
تو اے دل ناکام بھی کام نکلتا
وہ کاش مرے قتل کو آتے مگر آتے
گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا
پیغامبر اس شوخ کا لایا مجھے لیکن
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا

ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا
وہ چھپ ہی رہے ورنہ مرے ذکر عتاب
ارمان تو ہو گردش ایام نکلتا
گلزار کے گلشن نہ ترا ناوک دلدوز
خالی تری باتون سے نہین کام نکلتا

گر سلسلۂ نامہ و پیغام نکلتا
تعریف مین بھی پہلوے دشنام نکلتا
فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
پہلو مین اگر گوشۂ آرام نکلتا
ای وحد غم سنائے غزل اس شوخ کو ہم بھی

صفت آرایان معرکہ سخندانی و لشکر کشان میدان معانی ہمہ جا در عنبرین رقم کو عرصۂ بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ جب لشکر اسلام مین خبر ورود ملک قیصر ناوک انداز مشتہر ہوئی اور طبل جنگ بجنے کا حال معلوم ہوا یہان بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا یہانتک کہ درستی اسلحہ جنگ مین بسر ہوئی دونون طرف صداے ہوشیار باش بیدار باش بلند ہوئی سے

زدو شست گردون قبا در گل
ہم آورد سر تیغ با تیغ پشت
ز ہر تیغ گوئی یکے کوہ تیغ
ہم تیغ مہ تاب با زاختند

شب تیرہ پہلو بہ بستر سپرد
جوان تیغ کو خفت بر خواب
دو لشکر بکوہ ... (?)

طلایع بزد ہی ستارہ سپرد
سر افگند با تیغ کوہ آفتاب
بہ بسیاری ز آب ... (?)

چو خورشید برزد سر از تیغ کوہ
زمین تیغ بیضہ چون خور (?)
برون آمدہ بہمہ تیرہ میغ
ستیز سپہ خون ریختن تاختند

صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال و نقابت نقباے بلند آواز قیصر ناوک انداز میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ہو کوئی بہادر ایسا لشکر اسلام مین جو میرے مقابلے پر آئے یہ نعرہ سنکے لندھور لشکر اسلام سے باہر آیا برابر قیصر کے پہنچ کے نعرہ کیا کہ ای قیصر اگر تجھ مین کچھ دم دعوے ہو تو لا ضرب اپنی قیصر نے یہ سنکے ایک ہاتھ تلوار کا لندھور پر ما را لندھور نے اسکی ضرب

کو خالی دیکر چلا جاتا کہ میں بھی حملہ کروں کہ یکایک دو پنجہ آسمان سے آکر گرے اور کمر بند لندھور کا پکڑ کر ہوائے آسمان ہو گئے قیصر نے پھر نعرہ کیا کہ لندھور کو تو پنجے لے گیا اب اگر دوسرا بہادر اسیر پنجۂ قضا ہو تو وہ بھی میرے مقابلہ پر آئے یہ نعرہ سن کے مالک مقابل قیصر آیا اور چاہتا تھا کہ قیصر پر حملہ آور ہو کہ دفعۃً وہی دونوں پنجہ آسمان سے گرے اور مالک کو اڑا لیگئے دن بھر یہی ہنگامہ رہا اور بہت سے سردار لشکر اسلام کے اسیر پنجۂ قضا ہوئے قریب شام زمرد ناکام نے طبل بازگشت بجوایا اور بختیارک سے کہا کہ اے بختیارک یہ دونوں پنجے میں نے تیار کر دیے تھے اور میرے بنائے ہوئے تھے غرضکہ دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گئے اہل اسلام متفکر ہوئے کہ دیکھیے لندھور اور مالک پر کیا گذرتی ہے انکو تو اس حال میں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لندھور و مالک سے ملاحظہ فرمایئے

کہ انھیں جو پنجے اٹھا لیگئے تو یہ دونوں آنکھیں بند کیے ہوئے چلے جاتے تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد دونوں کی آنکھ کھلی دیکھا کہ دونوں برابر ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھکر لندھور نے مالک سے کہا کہ ارے ماہی خور تو کیوں میرے برابر بیٹھ گیا مالک نے لندھور سے کہا کہ اے روستائی تو کیوں میرے برابر بیٹھ گیا اب دونوں میں مباحثہ ہونے لگا ابھی مالک اور لندھور سے یہ بحث ہو رہی تھی کہ یکایک ایک دیو نے آکر دونوں کی آنکھوں میں سرمہ سلیمانی کی سلائیاں لگا دیں اب جو یہ دونوں آنکھ مل کر دیکھتے ہیں کہ ایک جانب ایک لاکھ دیو اور ایک طرف ایک لاکھ پریاں پرا باندھے ہوئے کھڑی ہیں چونکہ سابق از یں یہ پردہ قاف کو دیکھ چکے تھے اس سبب سے پہچان گئے کہ یہ پردہ قاف ہے اور ایک عظیم الشان بارہ دری میں ایک تخت جواہر نگار پر آسمان پری بیٹھی ہے ان دونوں نے اٹھکر آسمان پری کو مودب ہو کر سلام کیا آسمان پری نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی ان دونوں نے عرض کیا کہ آپ نے ہم دونوں کو کیوں طلب کیا ہے آسمان پری نے کہا کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پردہ قاف میں ایک طلسم ہے طلسم گلزار سلیمانی اسکا نام ہے وہ نہایت ہی عظیم الشان بنا ہوا ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور اس دریا میں چار دیواری ہیں اور اس چار دیواری میں بہت بڑے بڑے بلند درخت دکھلائی دیتے ہیں اور وہ چار دیواری مثل ایک قلعہ کے ہے اور اسکے چار برج ہیں ہزارہا نازنینان مہ جبین ساز و ستار لیے بیٹھی ہیں اور ان درختان بلند کے پتے طلائی ہیں سونے کی طرح جگ جگ کر رہے ہیں اور کنارہ دریا کے نہایت صاف و شفاف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے اور اس چبوترہ پر ایک تختہ سنگ سفید کا رکھا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص اس طلسم کے توڑنے کا دعویٰ نکرے ہاں اگر زبان جانوروں کی سمجھ سکتا ہو تو اس چبوترے پر جائے پس جس وقت کوئی شکنندۂ طلسم اس چبوترہ پر جاتا ہے تو یکایک باد تند ایسی چلتی ہے کہ وہ تمام مقام معطر ہو جاتا ہے اور وہ سب نازنینیں ساز بجانے لگتی ہیں اور ادھر ان نازنینوں نے بربط میں سُر سنگلہ بجایا اور اُدھر درختوں کے پتے ٹوٹ کر بشکل جانوران متشکل ہو گئے اور پرواز کرنے لگے اور ہر ایک جانور با لحان داؤدی گانے لگا پس ان جانوروں کے گاتے ہی پانی دریا کا جوش زن ہوتا ہے اور اس پانی میں سے ایک دیو نکلکر نعرہ کرتا ہے کہ منم عناصر آدم زاد سے اس دیو کی اسیوقت اس قلعہ میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے پھر وہ دیو پتھر بجانے لگتا ہے اس پتھر کی آواز سے ایک ایسی تیرگی پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام بیابان تاریک ہو جاتا ہے بعد گھڑی کے

غور اور فکر سے چارون طرف دیکھا جب کوئی نشان خنجر و شمشیر وغیرہ کا پتا نہ پایا آخر کار مجبور ہو کر لوگون نے
یہ خبر قمرات کو پہونچائی قمرات نے کہا کہ اس گنبد مین کوئی آسیب معلوم ہوتا ہے اس دروازے کو چن دو اور
راہ نابدان سے آب و غذا پہونچا دیا کرو بموجب حکم اسی وقت دروازہ چن دیا گیا اور اب نابدان سے
آب و غذا ملنے لگی ہر روز ایک شخص آتا ہے اور نابدان کی طرف سے آکر پکارتا ہے بلاشور نابدان سے
ہاتھ نکالکر لے لیتا ہے ایک روز جمشید نے کہا کہ اے بلاشور یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اس دربان کو مار ڈالا
جب تک وہ زندہ تھا تب تک اتنا تو ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت دروازہ آکر کھول دیتا تھا ذرا آسمان
کی شکل دکھائی دے جاتی تھی تو نے اسے مار کے اس دروازے کو بھی مسدود کرا دیا اب یون ہی گھٹ گھٹ کر
رہ جائینگے بلاشور نے کہا کہ تم اس مصلحت کو نہین جانتے مین نے جو کچھ کیا خوب کیا جب رات ہوئی تو
بلاشور نے فساد گوئی شروع کر دی جمشید و قمطوش کہانی سنتے سنتے سو گئے جب یہ دونون بے خبر
ہو گئے تو اُسنے وہ خنجر زمین سے نکال کر نقب لگانی شروع کر دی رات بھر نقب کھودی جب عیار شب
نقب مغرب مین مختفی ہوا اور سرہنگ آفتاب عرصۂ افلاک پر برآمد ہوا صبح ہوتے ہی بلاشور اپنی
جگہ پر آگیا اور نقب کا مُہرہ بند کر دیا اسی طرح سات روز مین نقب کھودتے کھودتے قلعہ تک پہونچائی
کوئی ایک تیر کا فاصلہ قلعہ سے رہ گیا اور ایک علحدہ گوشہ مین اس نے سر نقب کا چھوڑا کہ مبادا کسی
پر ظاہر ہو جائے جب رات ہوئی تو بدستور جمشید و قمطوش نے کہا کہ ہان بلاشور اب کہانی شروع
کرو بلاشور نے کہا کہ نہین کہتے جمشید و قمطوش نے کہا کہ ہم تمھین مارینگے بلاشور نے کہا کہ مین
مرون بچا کا نہین جمشید نے کہا کہ آج یہ بگڑا ہوا ہے آشتی کا کام لینا چاہیے بہت کچھ منت و سماجت کی
مگر اسنے ایک نہ مانی جب تو جمشید و قمطوش کو غصہ آگیا دونون اسے مارنے اٹھے یہ اٹھکر گنبد مین چکر
لگانے لگا دوڑتے دوڑتے ایک مرتبہ کنائی کاٹ کے دم سے نقب مین کود پڑا جمشید و قمطوش نے کہا
کہ او مردک کہان جاتا ہے اس نے وہین سے آواز دی کہ جان بچی چاہتا ہے یہ سنکر یہ دونون بھی نقب
مین کود پڑے آگے آگے بلاشور اور پیچھے پیچھے یہ دونون دوڑتے چلے جاتے ہین چلتے چلتے ایک مقام
پر جا کے جلدی جلدی نقب کے سرے پر دس بیس خنجر مارے سر نقب کا توڑ کے اس طرف نکل گیا یہ دونون
جو بلاشور کے پیچھے آرہے تھے اُسے تو نہ پایا ایک راستہ مل گیا تو یہ دونون بھی باہر نکل آئے
اب جب نقب سے باہر آگئے تو بلاشور کھڑا ہو گیا کچھ سانس پھولتی جاتی ہے کچھ مسکرا رہا ہے جب
جمشید و قمطوش برابر پہونچے تو ہنس کر کے کہنے لگا کہ لے اب غصہ کو تھوک ڈالیے اور یہ کیسے کاگر
مین کہانی شروع کر دیتا تو مین اور آپ قید سے کیونکر چھوٹتے یہ سنکر جمشید و قمطوش نے بلاشور
کی بہت تعریف کی اور کلمات تحسین و آفرین زبان پر لائے بلاشور نے کہا کہ اب بات چیت موقوف
کیجیے اور یہان سے بھاگیے یہ سنکر بلاشور کے ساتھ ان دونون نے بھی بھاگنا شروع کیا بھاگتے بھاگتے
آخر پہاڑون مین جا کے پڑ گئے جمشید و قمطوش نے کہا ارے بلاشور اب تو چلا نہین جاتا بلاشور نے دو گولیان
نکالکر ان دونون کو دین اور کہا کہ ان گولیون کو آپ دونون صاحب نوش کر لین ساری تھکن اور ماندگی
اتر جائیگی جمشید و قمطوش نے وہ گولیان لیکر کھا لین کھاتے ہی دونون بیہوش ہو گئے بلاشور نے اپنی
چادر مین دونون کا پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لاد لیا اور اپنے لشکر کی راہ لی صبح ہو کر حکیم ارغوب ذات سے

کچھ گولیان دی تھین کہ جب اسکو کھاوگے تو مہینون کی راہ دونون مین طے ہو جائے گی چنانچہ ایک گولی
اسمین سے نکال کر اس نے کھالی سات مہینے کی راہ پانچ دن مین طے کر کے اپنے لشکر مین پہونچ گیا جمشید
کو جمشید کے خیمہ مین پہونچا آیا اور قمطوش کو قمطوش کے خیمہ مین جب صبح ہوئی تو بلاشور نے
زمردشاہ کو آکر سلام کیا اور دوڑ کر قدمون پر گر پڑا زمردشاہ بلاشور کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہم
بلاشور مین نے تقدیر کی تھی کہ تو قید سے رہا ہوگا اور جمشید و قمطوش کو بھی رہا کر لائیگا بلاشور نے کہا کہ خداوند
بجادو مین دونون کو چھڑا لایا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جمشید و قمطوش بھی آموجود ہوئے اور
تمام ماجرائے گذشتہ روبرو زمردشاہ کے بیان کیا اور بلاشور کی بہت مدح و ثنا کی زمردشاہ بھی بہت خوش
ہوا اور اسی وقت صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش
مین آیا آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی پہونچی عمرو نے
سنکے کہا کہ حضور ابھی ان دونون کی تقدیر مین دنیا کا آب و دانہ اور چند روز مقرر ہوا ہے آدم پیر مطلب جب
رات ہوئی تو زمردشاہ نے قہور سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون قہور اب کیا ہونا چاہیے اب تو بلاشور وغیرہ بھی
آگئے قہور نے کہا کہ خداوندا اب میرے نام سے طبل جنگ بجوایئے زمردشاہ نے اسی وقت بنام قہور طبل جنگ
بجانے کا حکم دیا جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی تو بادشاہ اسلام نے کہا کہ قہور بھی دیوانون سے کچھ کم نہین ابھی کل
کی بات ہے کہ نورالدہر کو اسنے زخمی کرڈالا اسد نے کہا کہ جہان پناہ کچھ اندیشہ کی بات نہین ہے آپ میرے نام
سے طبل جنگ بجوایئے چنانچہ لشکر اسلام مین بھی بحکم بادشاہ اسد کے نام سے کوس حربی نوازش مین آیا شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری سامان جنگ ہوا کی صدائے ہوشیار باش و بیدار باش بلند رہی دلاوران عرصۂ
شجاعت خبردار ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسلسل
نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دوچند ہوئی صدائے حق تا بے جنگی مرآت خاطر شجاعان کے لیے گویا
قلعی تھی کہ ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد
دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین رنگ ظلمت شب
آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس ظفر نظر آئے بیاد روز نامرد کی قلعی
کھلجائے جوہر آئینہ شجاعت کھلین جسم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرآت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہے
اور کون ہنس ہنس کر بڑھا ہوا قبضہ درست فرماتا ہے کسکے آئینۂ تیغ مین صفائی ہے روئے اسکندر کسکی پر
آفرین خوان آتی ہے کون فولاد دل ہے آئینۂ شمشیر سے بشاش ہوکر کون مقابل ہے کل معلوم نام و ننگ
ہر کس کے رخ پر صفائی ہے کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہے غرض کہ آئینۂ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو
جو عاری ہوئی تو غیرت شمع در منھ نفرین کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ تیغ آئینہ خانۂ عالم مین تنے
لگے تیز ہر اٹھنے لگے چہرہ نمود ہے نامردون کا شرم سے چڑھا پر رو بغیرت و حجاب بنایا سپر بن آئینۂ تیغ و خنجر سامنے
رکھکر بالیان اپنی درست کرنے لگین پھولون کو دیکھنے بھالنے مین محو خود بینی ہوئین جو تلوار مصفا کی
سپر بے بہا درنے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگبار ہے اب وہ طلب ہوا طرفہ ماجرا
مقام عجب ہوا پیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینۂ تصویر سے صاف زنگ
کمان تک گذارش ہو چار پہر رات یہی صورت رہی جب مرقع دہر نے ورق شب الٹا صورت دوری نظر آئی

تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے رعنائی دکھائی ہے اس ہنگامہ میں مطلع صاف پایا سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روے زمین پر موذن نے کہا اللہ اکبر گریبان سحر چاک ہوتے ہی سپاہ اسلام دل کے دل
بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم سنجق سنجق طائفہ طائفہ قدم قدم جانب میدان جنگ روانہ ہوئی سردار
فوج کو روانہ کر کے در دولت سلطان باکرم پر آئے یکایک لال پردہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی اٹھی جلوس سواری
کا نکلنے لگا کنول بردار نہرون سے کنول ہاے بلوریں کنول برداروں نے لیے طلائی و نقرئی بخشا سے چھلکنے لگے
عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان مہر دیدار نے کر آگے بڑھے نواب ناظر اہتمام کنان نکلے کہاریان
پری جمال ہوادار کا نمرے پر لیے ظاہر ہوئین کہار جو تخت لیے بہ انتظار قدوم میمنت لزوم ڈیوڑھی پر ایستادہ تھے حضور عالم
ہوادار سے اتر کے اس سریر بے نظیر پر رونق افزا ہوے نعرۂ بسم اللہ بلند ہوئی تمام سرداران مجرا کو ہر جا کو گھوڑے پہ نقیب پکارا سے

قبلۂ چشم و دل شہ ذی جاہ — سلطان ذو الجلال والاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف — نوبہار حدیقۂ اسلام

تمام سرداران مجرا بجا لانے اور تخت ظل اللہ قلب لشکر میں رکھ کر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب شکست خوانی کرنے لگے
ایک طرف سے ہاتھیوں کے نور جلو میں آگے بڑھے وہ وہ فیل بلند روان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا جو فیلین

زرکار پڑی ہوئی تھین جھولیں — پا گنبد آبنوس پہ کیوان
سیندور جبین پہ رنگ لایا — صندل کا شور ہر ایک دندان
گردون پہ شفق کا رنگ اڑایا — خرطوم تھی اژدہے مار پیچان
فیلوں پہ تھے فیلبان نمایان — کرتے تھے دو زمین براہ گھنٹے
تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے

ایک جانب ہزارہا گھوڑے طرار بجھرتے سرداروں کے زیر ران جولانیان کرتے تھے

آہو صفت و عقاب پرواز — زیور سے ہر اک لد تھا ایسا
نسرین فلک کے تھے وہ شہباز — گلبن ہو چمن میں جیسے زیبا
ہر چشم رکاب گوش محبوب — زری تھی خرام کی نمایان
تسمہ ہر اک زلف دوش محبوب — تھے تار نظر پہ گرم جولان

نوجوان جنگی بانکپن دکھاتے جا کوش دور باش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑوں کا ہمہمے باجوں کی صدا
ہتھیاروں کی ضیا تلواروں کی چمک صحرائے سبز دمین پھولوں کی مہک ہر بہادر کے دل میں امنگ نشتر
شجاعت کی ترنگ قرنا کی صداے گوش کر دبیان کر فلاصہ یہ کہ

زمین سم سپاں شفق گرفت — تو گفتی کہ خورشید گردان براے
سپاہ و سپہبد برفتن گرفت — بانداز تنبیب سواران بجاے

اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ وارد جنگاہ ہوا اس طرف سے لقاے گمراہ کتے ہاتھیوں پر چڑھوائے
فوج کفار ہمراہ لیے میدان مصاف میں مع طمطور دیو پر ور کوست فزا ہوا دلاوروں نے مسند کشتی کی نقیب
مذمت دنیاے دون میں اشعار پر عبرت پڑھنے لگے کہ اے بہادران کہان ہیں جمشید و سامری کہان ہیں رستم و
اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز انہیں سے کسی کا پتہ نہیں مگر ان کا نام نامی ابتک باقی ہے کہ ے

جمشید دیدم نشستہ بر گنبد طوس
کو بانگ جرس یا دہکا نالہ کوس
کل ہوش ناسخ سے غیب نے تھی مجھے
اک طرف آواز طبل اور صداے کوس ہے
برابر حرت جل کہا دون اک تماشا ہیں سے مجھے
جس جگہ خان تھا سو جگا مایوس ہے
پوچھو تو اے کہ بلا ہست تمناے گرچہ

در پیش نہادہ کلۂ کیکاوس
کسکی سبزی یہ برق خاطر مانوس ہے
کیا ہی ملک دم راہ کیسی زمین لوس ہے
ال ہامروال کی جھجل پر پڑا دہنے کے ساتھ
تو جو ایسا آج قیہ آز کا مجبوس ہے
ز نشین جو دتین دکھلا کے مجے لگی
کچھ بھی آگے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

با کلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس
جو شر دل سے اٹھا وہ جلوۂ فانوس ہے
گر میسر ہو تو کس نشتر سے کیجے زندگی
شب ہوئی تو ماہ بدر سے کنار دوس ہے
لیکن اکبارگی گر دیر زبان کی طرف
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کل تو جراءت پانچ تھی آج فسیح رہا

آج رستم جامہ ہوا حرف کا سا رہا جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے صفوں پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا اور پھر ایک بہادر اپنے اپنے حریف کو بنگاہ تیز و ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑوں کے یوزہ و باگ پر پڑ گئے باگیں اُٹھنے لگیں یہی قصد تھا کہ حریف پر جا پڑیں جب میدان پاک و صاف ہو چکا تو قہور نعرہ کرکے برآمد ہوا اور اپنا مرکب اُڑا کر میدان کارزار میں آیا سلح شوری دکھلا کر مبارز طلب ہوا اسطرف سے اسد نعرہ زنان ہو کر صف لشکر سے نکلا لعبہ گاہ ورزش سے عمود بازی و نیزہ بازی و تیغ بازی جملہ فنون حرب ضرب میں معرکہ ہوئی مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخر نوبت کشتی کی پہونچی دونوں بہادر دست گردان کر دست و گریبان ہو گئے غضب کے زور ہونے لگے طرفین کے بہادر کشتی کی کیفیت دیکھ رہے تھے صدائے تحسین و مرحبا ہر سو بلند تھی شور تحسین و آفرین سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرض کہ تین شبانہ روز کشتی ہوا کی ابھی یہ دونوں باہم مصروف کشتی تھے کہ دیو شیر رنگ کے ذہن میں یہ آیا کہ اس دیوانے قہور سے اسقدر جنگ کی ہے اسکا کمر بند پکڑ کے کسی جگہ اور پھینک آنا چاہیے یہ خیال کر کے اُٹھنے بالائے ہوا پرواز کی اور سر اسد پر آ موجود ہوا نور الدہر نے جو اس طرف سے اسے بغور دیکھا تو اُنکو ایک سایہ سا اُدھر محسوس ہوا تحقیقاً دریافت کیا کہ یہ کوئی دیو ہے شاید اسد کو اُٹھا لیجانے کا قصد رکھتا ہے یہ خیال کر کے نور الدہر نے یازدہ مشتی خدنگ بہرہ کمان میں رکھکر پوری قوت سے ایسا تیر سینۂ دیو پر مارا کہ پشت دیو کے پار نکل گیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ❊ مگر اسد و قہور اپنی دھن میں لڑا کیے انکو خبر بھی نہوئی اتفاقاً دیو تیر کھا کر قہور کے پاؤں پر آن گرا کہ بوجھ سے اسکے قہور گر پڑا اسد نے فوراً قہور کو باندھ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر میں آیا اور مردشاہ نے بھی طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو پھیر لیا اور بادشاہ اسلام بفتح و فیروزی اپنی بزدگاہ کو واپس آئے شادان و فرحان بارگاہ میں رونق افزا ہوئے اور اسد سے کہا کہ میں نے قہور کو تیرے حوالہ کیا جس طرح جی چاہے اُسے قید کر اب اس داستان کو تو یہیں چھوڑیے اور

دو کلمے داستان طہماس کے ملاحظہ فرمایئے لنظم

وہ جانا پھیر کر چتون کسی کا
زمانے کا چلن سیکھیں میں آنے
کہا غنچہ سے مرجھا کر یہ گل نے
کلیجہ تھام لوگے جب سنو گے
مرے ماتم میں وہ آ کر یہ کہنا
تجلی بدرن دل سے عیاں ہے

ہمارے ہاتھ میں دامن کسی کا
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
ہمیشہ کب رہا جوبن کسی کا
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا
کرین غم آپکے دشمن کسی کا
تجرو کے سے ہوا روشن کسی کا

غبار آلودہ میں پاکے حنائی
دل دیوانہ کو جب کھینچا تو بولے
پڑا تھا ہائے کس کمبخت کا ہاتھ
گئے وہ جانب گور غریبان
کسی کا دم نکلتا ہے کسی پر
وہ پہروں دیکھتے ہیں آئینہ آج

مٹا کر آئے جو مدفن کسی کا
یہ ہے اجڑا ہوا مسکن کسی کا
کہ جو نکلا ہوا دامن کسی کا
برابر ہو گیا مدفن کسی کا
کسی پر حال ہے روشن کسی کا
کسی کی سیر ہے گلشن کسی کا

مصوران تصویر مضامین کہن و چہرہ پردازان نقش دلفریب حسن چہرۂ شاہد مدعا کو موقلم تحریر سے تصویر فرماتے ہیں پہلوان کشتی کرتے ہیں کہ جب طہماس قلعۂ ذوالامان میں جا کر بعوض خون پدر اپنے لڑکے کو قتل کر کے نور الدہر کے سامنے آیا تو نور الدہر نے کہا کہ اے نامرد میں نے تجھ سے کب کہا تھا کہ تو جا کر ان سب کو قتل کر آ نور الدہر کی اس خفگی سے طہماس فقیر ہو کے نکل گیا اور ایک پہاڑ کے دامن میں جا کر اُس نے مسکن اختیار کیا اپنی تلوار سے شکار کر کے کباب بنا بنا کر کھایا کرتا تھا اور چند شیروں کو مار کے انکی کھال کا فرش بنا لیا تھا اور اُنہی کے کپڑے بھی بنا کرتا تھا اور نور الدہر کی یاد میں رویا کرتا تھا ایک روز نور الدہر کو اس طرح

خواب مین دیکھا کہ گویا نورالدہر کا دامن پکڑے ہوے تھا اور نورالدہر دامن چھڑا کر چلے گئے جب یہ
خواب دیکھکر بیدار ہوا تو بے اختیار ہو کر خوب رویا اور پوست شجر کے روئین توڑکے اُسکی ڈوری بنا کر
ایک درخت مین لٹکا دی اور اپنے گلے مین اس کا پھندا لگا کر پھانسی دے لی تا اینکہ پھڑک پھڑک کر سب
جسم کا دم نکل گیا فقط آنکھون مین دم رہ گیا کہ یکا یک بیابان سے ایک گرد پیدا ہوئی جب وہ گرد
شق ہوا تو سامنے سے ایک شہسوار پیدا ہوا کہ گرد و پیش اُس کے گروہ گروہ ملائک حلقہ کیے ہوے تھے
اُن ملائک نے اُس شہسوار کو نہایت ادب سے گھوڑے پر سے اتارا اُس شہسوار نے اپنا ہاتھ طہماس کے گلے
پر رکھدیا فوراً پھانسی ٹوٹ گئی اور طہماس کے کل جسم مین جان آگئی طہماس نے اس شہسوار کو مودب ہو کر
سلام کیا اس شہسوار نے طہماس کو اپنے سامنے بلا کر طہماس کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ مین نے
تجکو نظر کردہ کیا سوائے حمزہ کے کوئی تجھے زیر نہ کر سکے گا اور عنقریب مجھ سے اور نورالدہر سے ملاقات
ہوگی طہماس نے عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک ارشاد فرمایا کہ میرا نام مرتضیٰ علی ہے جو کوئی تجھ سے
پوچھے تو کہدینا کہ مین شاہ اولیا کا نظر کردہ ہون یہ کہکر آپ تشریف لے گئے اب جو طہماس خیال کرتا
ہے تو اپنے مین پہلے سے دونی قوت پائی بھاری سے بھاری پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کیے کہ یکا یک
ایک جانب سے آواز سرود کی سنائی دی طہماس اُس آواز کی جانب روانہ ہوا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک
نازنین زہرہ جبین صاحب حسن و جمال بیٹھی ہوئی ہے اور گرد و پیش کنیزان مہر طلعت حلقہ کیے ہوئے ہین طہماس
اُس نازنین کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ایسا تیر عشق جگر کے پار ہوا کہ دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا ؎

تھی نظر یار جی کی آفت تھی	وہ نظر ہی وداع طاقت تھی	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
دل کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرے سے گر گیا پرواز	ہاتھ جانے لگا گریبان تک	چاک کے یار ان پھیلے دامان تک

غرضکہ اُس نازنین کی نگاہ جو طہماس پر پڑی تو دیکھتے طہماس کو اُس حالت پر دیکھکر خیال کیا کہ شاید دیو ہے
بڑے بڑے ناخن دو دو بالشت بڑھے ہوئے قد ایک درخت کے برابر مارے ڈر کے گھوڑے پر سوار ہو کے
اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر بھاگی بعد چار گھڑی کے جب طہماس کو ہوش آیا تو اُس نازنین کو وہان نہ پایا ایک آہ پر
دل پر درد سے کھینچکر ایک درخت کو کوے مین لیکر اکھیڑ لیا اور لکڑیان اُسکی توڑکے ایک گٹھا بنا کر اپنی گردن
پر رکھا اور جستجو مین اُس نازنین کے روانہ ہوا تھوڑی دور چلکر ایک قافلہ معلوم ہوا طہماس نے خیال کیا کہ شاید میرا
محبوب اس قافلہ مین ہو یہ سوچکر داخل قافلہ ہوا اور وہان قافلہ یہ شکل و شمائل دیکھکر سمجھے کہ شاید یہ دیو ہے
دیکھتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے طہماس نے کہا کہ اے لوگو کیون بھاگے جاتے ہو مین آدمزاد ہون دیو نہ
نہین ہون ان سب نے کہا کہ ہم نے تو آجتک ایسا آدمزاد نہین دیکھا طہماس نے کہا کہ قدرت خدا سے کچھ
بعید نہین ہے حق تعالیٰ نے مجھے اسی شکل و شمائل پر مخلوق کیا ہے یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ قافلہ کسکا ہے اور میر قافلہ کون
شخص ہے لوگون نے کہا کہ یہ قافلہ اعظم بازرگان کا ہے طہماس نے کہا کہ وہ کہان ہے لوگون نے جواب دیا کہ اپنے
خیمہ مین ہے طہماس نے دریافت کیا کہ اُسکا خیمہ کہان ہے لوگون نے پتہ خیمہ کا بتا دیا طہماس نے در خیمہ پر پہونچکر سقف
کیا کہ مالک تمہارا کہان ہے تمام دربان طہماس کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مودب ہو کر سلام کر کے
عرض کرنے لگے کہ مالک ہمارا بال بچہ دار ہے اُسکے کھانے کا قصد نہ کیجیے گا طہماس نے کہا کہ مین آدم خور
نہین ہون مثل تمہارے مین بھی انسان ہون دربانون نے کہا کہ ایسا انسان تو ہماری نظر سے کہین نہین گذرا

طہماس نے کہا کہ خیر اب دیکھو تو یہ کہکر داخل خیمہ ہوا جونہی نظر سوداگر کی طہماس پر پڑی رنگ مارے
خوف کے متغیر ہوگیا اور بیتاب ہوش وخرد ہاتھ سے جاتا رہا گھبرا کر ادب سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ قسم دیوزاد سے
ہیں طہماس نے کہا کہ نہیں میں آدم زاد ہوں تم کچھ خوف نکرو سوداگر نے دل مضبوط کرکے کہا پھر تشریف رکھیے
طہماس بیٹھ گیا سوداگر نے آب وطعام شراب وکباب منگوا کر طہماس کے آگے رکھا طہماس نے بعد طعام
تھوڑی سی شراب نوشجان کی جب نشہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پردرد سے کھینچکر کہا کہ اے تاجر میرا معشوق تو تیرے
قافلہ میں نہیں آیا ہے سوداگر نے کہا کہ میں اپنے یہاں کی کل عورتوں کو طلب کرتا ہوں انمیں سے جو آپ کا
معشوق ہو اُسے لیجائیے اور نہیں تو اُن میں سے جسے پسند فرمائیے وہ حاضر کی جائے یہ کہکر اُس سوداگر نے
کل عورتوں کو طہماس کے روبرو طلب کیا طہماس نے انھیں دیکھ کر کہا کہ ان میں سے تو کوئی نہیں ہے
جب طہماس نے کسی کو پسند نہ کیا تو وہ سوداگر طہماس کو بارگاہ میں لایا اور سامان اکل وشرب مہیا کیا
طہماس نے اور تین جام مے گلرنگ کے نوش فرمائے بعد ازاں خواب نے غلبہ کیا وہ تکیہ پر ہاتھ رکھ کے
سو رہا جب طہماس نشۂ شراب میں خوب غافل ہوگیا تو اس سوداگر کے اہلکاروں نے اُس سے آکر کہا
کہ اے اعظم بازرگان اگر یہ شخص دیو نہیں ہے تب بھی دیو سے کچھ کم نہیں ہے بڑا مرد زبردست قوی ہیکل
معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کس غرض سے یہاں آیا ہے اور انجام کار کیا ہو بہتر ہے کہ راتوں رات یہاں سے
بھاگ چلنا چاہیے سوداگر کو یہ رائے کارندوں کی پسند آئی اور شباشب کل مال واسباب اور خیمہ و
خرگاہ بار کرا کے راہی ہوا جبکہ تاجر ماہ نے متاع انجم کو صندوق مغرب میں پوشیدہ کیا اور بازرگان خورشید
جہان تاب نے قافلہ مشرق سے نکل کر گرمی بازار رونق قائم کی صبح کو جو طہماس کی آنکھ کھلی تو اپنے تئیں
تنہا پاکر خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوق میرا ضرور اس قافلہ میں ہے اس سوداگر نے سب عورتوں کو دکھلایا
اور اُسے پوشیدہ کر دیا اگر ایسا نہوتا تو وہ سوداگر کیوں راتوں رات یہاں سے بھاگ نکلتا دیکھا چاہیے کس طرف
چلا گیا یہ سوچ کر اپنی لکڑیاں بغل میں دبا کر ایک جانب کو روانہ ہوا حسب اتفاق یہ اُسی راستہ پر چلا جس راہ
سے وہ سوداگر جا رہا تھا اب سنیے کہ وہ سوداگر بھاگا بھاگ چلا جا رہا تھا کہ طہماس بھی برابر اُسکے جا پہونچا اور
کہنے لگا کہ میرے معشوق کو تو لائیے سوداگر نے کہا میرا کل قافلہ موجود ہے آپ ڈھونڈھ لیجے جہاں ہو نکال لیجیے
طہماس نے کہا کہ اگر تمھارے پاس نہیں ہے تو تمھیں بھاگنے کی کیا وجہ تھی سوداگر نے کہا خیر اگر یہی ہے تو ہم ہٹے جاتے
ہیں آپ خود تلاش کر لیجے طہماس نے تمام کجاوہ اور محافہ ڈھونڈھ مارا مگر مطلق پتہ نہ لگا غرض سوداگر نے وہاں سے
کوچ کیا طہماس بھی اُسکے ساتھ ساتھ ہوا جہاں جہاں وہ سوداگر جاتا ہے وہاں وہاں یہ بھی جاتا ہے غرض سات
دن تک طہماس نے کچھ نہ کھایا تا اینکہ سوداگر ایک شہر میں داخل ہوا اور کاروان سرا میں مقیم ہوا یہ بھی سرا
میں داخل ہوا شہر کے لوگ اُسے دیکھ کر خائف ہوئے طہماس نے کہا کہ تم لوگ ڈرو نہیں میں دیوزاد نہیں ہوں
آدم زاد ہوں غرض طہماس جس بھٹیاری سے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی کوئی جگہ دو وہ خائف ہو کر کہتی ہے کہ کوئی
جگہ خالی نہیں ہے سب لوگ بھرے ہوئے ہیں تم خود جا کر دیکھ لو شاید تمھارے خوف سے لوگ بھاگ نکلیں تو
جگہ خالی ہو جائے طہماس نے اکثر حجروں کو جا جا کر دیکھا کوئی پسند نہ آیا دیکھتے دیکھتے ایک طرف کیا دیکھا
کہ ایک سوداگر ایک مقام پر اترا ہوا ہے مسند تکیے فرش پلنگ کل اسباب راحت موجود ہیں طہماس نے
اپنے دل میں کہا کہ یہی جگہ اچھی معلوم ہوتی ہے یہیں قیام کرنا چاہیے یہ خیال کرکے اُس حجرہ میں آیا غلامان تاجر نے

جو طہماس کو دیکھا سب کے سب باہر نکل آئے اور سوداگر کی نظر جو طہماس پر پڑی دیکھتے ہی رنگ اسکا متغیر ہو گیا اور مارے خوف کے اپنی جگہ سے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ آپ کون صاحب ہین طہماس نے کہا کہ مرد مسافر ہون تم کچھ خوف نہ کرو آج شب کی شب ہم تمھارے مہمان رہین گے صبح کو چلے جاینگے سوداگر نے کہا بسم اللہ تشریف رکھیے خانۂ من خانۂ شما است ارے صاحب ہم بھی مسافر آپ بھی مسافر دونون ایک ہی حال مین ہین آخر آدمی ہی کے پاس آدمی آتا ہی بشر کا کام بشر ہی سے نکلتا ہو کیا مضائقہ ہی اور اُسی وقت اپنے ہاتھ سے ایک پلنگ کھینچکر قالین اور چادر اُسپر بچھا کے طہماس کو بٹھلایا اور شراب و کباب سامنے طہماس کے حاضر کیا طہماس بھی اپنے دل مین نہبت خوش ہوا کہ واقعی یہ کیا معقول شخص ہی اور کھانا کھاکر شراب پیکر خوب چین سے سویا مگر وہ سوداگر مارے دہشت کے رات بھر بیدار رہا جب صبح ہوئی اور طہماس کی آنکھ کھلی تو اُس سوداگر سے کہا کہ اے بھائی سوداگر مین چند طومان بھی قرض دیدو تو ہم حمام کر آئین اور جو عنایات تمنے ہمارے ساتھ کی ہی اسکا شکریہ ہم کہان تک ادا کرین بیت

اگرچہ موئے من گردد زبانے	ز تو رانم بہر یک داستانے
نہ شاید گوہر ثنا تو سفتن	یکے از حرف تعریف تو گفتن

حق تو یہ ہی کہ اگر کوئی مراعات کرے تو ایسی تو کرے واقعی تم نہایت کریم النفس آدمی ہو یہ سنکر اُس سوداگر نے اسیوقت پچاس طومان نکال طہماس کے نذر کیے طہماس کاروان سرا سے نکلکر حمام مین آیا اور چند طومان حمامی کو دیکر غسل کیا بعد غسل کرنیکے اب انھین بھوک معلوم ہوئی حمام سے بھر کر نان بز کی دوکان پر پہونچے چند طومان اُسے دیکر خوب نہاری اور شیر مالین نوش جان کین اتفاقاً اُسکی دوکان پر ایک برہمن بھی ننگا بیٹھا ہوا تھا آپکو اسکے حال زار پر ترحم آیا آپ تو ننگے ہو گئے اپنی لنگی اُس برہمن کو دیدی حسن اتفاق ادھر سے ایک سوار چلا آتا تھا اُسنے جو طہماس کی یہ کیفیت دیکھی کہ آپ ننگے ہو گئے اور لنگی اپنی برہمن کو دیدی اُس جلدی سے مرکب سے کود پڑا اور طہماس سے آکر کہا کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے طہماس نے کہا مین تمھین نہین پہچانتا تم کون شخص ہو میرے تمھارے کبھی کی صاحب سلامت بھی نہین ہی اور قبل اس کے کبھی اس شہر مین نہین آیا تھا جو تمنے مجھے دیکھا ہوگا اُس سوار نے کہا کہ آپ مجھے نہین جانتے ہین تو آپ کو خوب پہچانتا ہون غرض بہ لجاجت و منت و سماجت تمام طہماس کو وہ سوار اپنے مکان پر لے گیا اور مسند زرین پر لاکر بٹھلایا اور خیاط کو طلب کر کے نہایت عمدہ بیش بہا جوڑا سلوا کر طہماس کو پہنایا اور انتہا سے زیادہ تعظیم و تکریم کی جسطرح کوئی غلام وفادار اپنے آقا سے پیش آتا ہی جب طہماس نے اُسے اپنے حال پر ایسا شفیق پایا تو اُس سے کہا کہ بھائی اب تو تم اپنا نام و نسب بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور میری اسقدر مدارات کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ شہریار میرا نام صادق ہی مین آپ کے پدر بزرگوار کا وزیر ہون جسوقت سے عنقریل مارے گئے ہین اُس وقت سے اسی جگہ قیام پذیر ہون ابتو طہماس نے بھی اسے پہچانا اور کہا کہ اہا ارے تو صادق ہی آ ذرا میرے گلے سے تو لگ جا یہ کہکر صادق کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آفرین اے صادق صد آفرین بعد اسکے صادق نے صحبت عیش و عشرت آراستہ کی شراب و کباب سامنے طہماس کے حاضر کیا طہماس نے خوب شراب و کباب نوش جان کی جب دماغ طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو طہماس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ ہاے افسوس صد افسوس یہ کہکر طہماس کے چہرہ پر ایک اُداسی چھاگئی صادق نے کہا کہ کیون شہریار آپ اسقدر اُداس کیون ہوے طہماس نے ایک ہاے کا نعرہ مارکر کہا کہ اے صادق کیا بیان کرون سہ

مراد رو بیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

یہ پاپی جیا رونا جلے کہتے میں آہ سماے
جگر تو جل چکا یا ہے مگر اب تن کی باری ہے

آہ کرون تو جگ جلے اور چپ رہوں تو جل جائے

ارے صادق میری یہ داستان عجیب تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے تم بھی سنو گے تو کف افسوس ملو گے اپنا غم دوسرے کو لگانا میرے نزدیک خلاف عقل ہے تم اس امر کے استفسار میں اصرار نکرو صادق نے کہا کہ نہیں شہریار میں نہ مانونگا آپ بیان کیجیے شاید میں کچھ تدبیر کرسکوں جب طہماس نے دیکھا کہ صادق بہت مصر ہے تو کل قصہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا صادق نے بھی سنکر نہایت تاسف کیا اور از بس ملول ہوا اور طہماس کی پرسوز آہ نے صادق کے دل پر بھی پورا اثر کیا اور اسکے آنسو بھی نکل آئے طہماس نے کہا کیوں صادق میں تم سے نہ کہتا تھا کہ تم یہ قصہ جان سوز نہ سن سکو گے صادق نے عرض کیا واقعی آپ عجیب درد میں مبتلا ہوے ہیں کہ جو بہت ہی قابل افسوس ہے مگر خیر مجھے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل صدمات نے اپنا کام کر لیا ہے اتنا سننے سے طہماس بیخود ہو گیا اور کہا کہ جلد بیان کرو صادق نے کہا کہ اس شہر کا نام شہر نگارستان ہے بادشاہ یہاں کا سلیمان شاہ عادل ہے مگر زر پرست سپہ سالار اسکا مرجان شست زن ہے اور اتنا بڑا قوی ہیکل جوان ہے کہ اگر ایک گھونسا ہاتھی کے مارے تو وہ ہاتھی اسیوقت پھڑک کر مر جاتا ہے اور وزیر اسکا اعظم کاروان ہے اور عیار اسکا تمام ہے جو بڑا زبردست عیار غرضکہ ایک روز کسی سوداگر نے ایک تصویر کسی شاہزادی کی لا کر خدمت شاہ میں پیشکش کی بادشاہ اس تصویر کو دیکھ کر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اس سوداگر سے کہا کہ ای سوداگر اس مصور کے حسن و جمال نے میرے دل پر پورا پورا قبضہ کر لیا جب یہ تصویر ایسی خوبصورت ہے تو صاحب تصویر کس درجہ حسینہ و جمیلہ ہوگی اور کس مرتبہ خوبی پر فائز ہوگی جلد بیان کر کہ یہ کس حسینہ دلربا اور جمیلہ پر وفا کی تصویر ہے اس سوداگر نے عرض کیا کہ حضور بادشاہ خرم مالک کوہ محیط کی دختر کی تصویر ہے نام اُس شہزادی کا ملکہ دلربا ہے اور خداوند یہ تصویر تو بعجلت تمام کھینچی گئی ہے اسکے حسن عالم آرا کے مقابلہ میں تو نصف بھی نہیں ہے اور میرے نزدیک تو اسکے سوا دنیا میں کوئی مصور ایسا معلوم نہیں ہوتا جو اُس ملکہ قمر طلعت کی اتنی بھی تصویر کھینچ سکے اگر کوئی مصور اسکے حسن دلفریب پر نظر کرے گا تو خود ہی عالم تصویر ہو جائے گا اُس کے رعب حسن سے دست و پا میں رعشہ پڑ جائیگا کانپ کر رہ جائیگا یہ سنکر بادشاہ نے اُس سوداگر کو بہت سا زر و جواہر دیکر رخصت کیا اور اپنے سپہ سالار کو مع فوج ظفر موج بادشاہ محیط کے پاس واسطے پیغام شادی کے روانہ کیا جب سپہ سالار بادشاہ محیط کوہ کے پاس پہونچا اور پیغام شاہی بقید ادب عرض کیا شاہ محیط کوہ کو یہ پیغام سنکے غصہ آگیا اور مرجان شست زن کو جھڑک دیا آخر کار نوبت بہ جنگ پہونچی تین شبانہ روز متواتر جنگ و جدل رہی کہ فوج مرجان شست زن کی قریب شکست پہونچی مرجان اپنی آبرو بچا کے طبل امان بجوا کر رات ہی کو وہاں سے چل کھڑا ہوا اور وہان سے آکر سارا حال سلیمان سے گذارش کیا بھلا سلیمان شاہ کو کب تاب تھی تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا اسیوقت اپنے وزیر اعظم کاروان کو بلا کر کہا کہ ای اعظم اب تو جا اور جس طرح ممکن ہو سکے اُس نازنین مہ جبین کو جا کر لا ہر چند سپہ سالار نے اصرار سے گذارش کیا کہ خداوند وہاں کسی کی کچھ نہ چلے گی وہ جو جائیگا مثل تیر بے نیل و مرام واپس آئے گا کسی کا دسترس نہ چل سکے گا انتظام اُس سلطنت کا اسقدر مضبوط اور اس درجہ بیدار مغزی کے ساتھ ہے اور فوج ایسی جرار و آزمودہ کار ہے کہ وہاں کے نظم و نسق کی تعریف نہیں ہو سکتی جا بجا وہ چوکی پہرا ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا کیا ممکن ہے بھلا بلا اجازت کوئی شخص غیر داخل شہر تو ہو سکے

اب کسی قسم کی تدبیر پیش رفت ہونا بالکل فضول معلوم ہوتی ہی مگر سلیمان شاہ کب سماعت کرتا ہی اُس پردہ دیدۂ
عشق کا تسلط ہی کہ کسی کی نہیں سنتا ع رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار فی الجملہ سلیمان نے اپنے
وزیر کو حکم دیا کہ تم ہشام عیار کو ہمراہ لیکر اسیوقت روانہ ہو وزیر بحکم المامور معذور اسیوقت کچھ لوگ اپنے
ساتھ لیکر مع ہشام عیار کے روانہ ہوا اور مثل قافلہ تجار کے قافلہ مرتب کرکے خرم کوہ کی راہ لی اور بعد
چند روز کے طے مراحل و قطع منازل کرکے خرم کوہ میں جا پہونچا اور کاروان سرائے تجار میں مقیم ہوا اور ہشام
عیار کو تفحص کے لیے روانہ کیا یہ تو پہلے ہی گذارش ہو چکا ہی کہ یہ بڑا تیز دست اور بلا کا عیار مکار ہی یہ کوئی
کوئی فکر کرکے دوسرے ہی دن اُس ملکۂ نیک خصال سرمایۂ حسن و جمال معشوق دلربا صنم زیبا کو بفن عیاری
چرا لایا اعظم کاروان نے جھٹ پٹ ملکہ کو صندوق میں بند کرکے رات ہی رات وہاں سے کوچ کردیا اور بعجلت تمام
راہ کوہ و صحرا طے کرکے داخل شہر ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کیا کہ حضور فدوی ملکہ
لایا پس اے شہریار اب میں بادشاہ کی خوش وقتی کا اندازہ نہیں کرسکتا اور اس وقت کیحالت بیان سے باہر ہی جو فرط
خوشی میں سلیمان شاہ عادل پر گذر گئی خلاصہ یہ کہ شادی مرگ کی نوبت پہونچ گئی تھی اور یہ خیال کرتے تھے کہ
جب صرف یہ سنکر کہ ملکہ آگئی اسقدر مسرت ہوئی کہ شادی مرگ کی کیفیت ہوا چاہتی ہی تو جب یہ اُس معدن حسن و خوبی
کو دیکھیگا تو دیکھیے کیا حالت ہو گی شاید زندہ بھی رہے یا نہ رہے ارکین سلطنت اور مشیران مملکت نے یہ حالت
دیکھکر عرض کیا کہ حضور اب تو آپ کے قبضۂ اختیار میں آگئی اب کس امر کی بیقراری ہی ذرا دل کو سنبھالیے اور
اسقدر مضطرب نہو جیے ایسا نہو کہ دشمنوں کو کچھ ہو جائے پس اے شہریار عجب نہیں کہ وہی ایک معشوق ہو میرے ذہن
ناقص میں تو یہی آتا ہی اس لیے کہ دل بادل رغبت اسکے آتے ہی آپ بھی کس آفت شدیدہ کو طے کرکے یہان
پہونچ گئے ورنہ اسقدر راہ دور سے یہان آنا اور اسقدر مصائب اٹھانا بستر کا کام نہیں ہی سات سات روز کا فاقہ
کھنے کی بات ہی انسان زندہ بھی رہ سکتا ہی اور طرفہ برین یہ کہ نہ لیے نہ ہمنے نہ صاحبے نہ لگ [illegible]
نہ صاحبے نہ مرتبہ نادر [illegible] دیکھی [illegible] اے شہریار سچ تو یون ہی کہ فدوی کی عقل ناقص
تو اس مقام پر حیران و دنگ ہی اور کوئی بات میرے ذہن میں نہیں آتی بجز اسکے جو میں عرض کر چکا ہوں یہ سب
باتیں سنکر طہماس نے کہا کہ اے صادق یہ تو سب کچھ ہی سوائے ذہنی امر کے اور بھی کوئی امر ہی یا نہیں صادق نے
عرض کیا کہ خداوند خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب سلیمان شاہ عادل اس سے طالب وصل ہوا تو اُسنے کسی طرح قبول نہ کیا اور
کہا کہ میں سلیمان کو قبول نہیں کرتی ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہ بال اسکے اس قطع کے ہیں اور قد اسکا اسطرح
اور صورت اسکی ایسی ہی طہماس نام اُسکو میں قبول کرونگی اور وہی میرا عاشق ہی طہماس نے کہا کہ یہ خوب
بات ہمارے جی میں نے تو تم سے کہا کہ وہ تو میری صورت دیکھکر بیحال ہو گئی تھی کہ مجھ سے تو رغبت اسکے میری
جانب رغبت کیونکر ہوئی اور میرے نام سے اُسے واقفیت کسطرح ہوئی یہ تو کچھ مفصل بیان کرو ہمارے ذہن
میں نہیں آتا صادق نے کہا کہ حضور میں کیا آپ سے دروغ کہونگا طہماس نے کہا کہ بھائی یہ تحسین
جھوٹ نہیں بناتا نام ہی تمھارا صادق ہی تم جھوٹ ہرگز نہ بولو گے اسم بامسمی ہو بلکہ میری سمجھ میں نہیں آتا
تم شرح بیان کرو صادق نے کہا کہ حضور کل حقیقت تو بالتفصیل آپ سے میں نے بیان کردی اب اور
کیا کہوں مگر یہ کہ اسے شاید بشارت ہوئی ہو گی جب تو اس کا یہ قول ہی بہر طور سلیمان شاہ نے منادی کرادی
ہی کہ اگر کوئی شخص اس شکل و شمائل کا طہماس نام کسی کو مل جائے تو وہ ہمتک اُس کو لائے اور انعام عظیم کا مستحق ہو

یہ منادی سنکر مرجان مشت زن نے آپ کے قتل پر جامہ اپنا لیا ہو بہتر یہ ہے کہ آپ چند روز کے لیے یہان سے
کسی جانب نکل جایئے بعد اسکے دیکھا جائیگا طہماس نے کہا کہ اچھا صادق ایک گھوڑا مجھے لا دو صادق
نے اسیوقت ایک گھوڑا مع ساز و یراق لاکر حاضر کیا طہماس اُس مرکب بادرفتار پر سوار ہوکے در دیوان عام
سلیمان شاہ عادل پر آیا اور چوبدار کو مار کے مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور آتے ہی ایک دنگل کا غاشیہ
اُلٹ کے بیخوف و خطر اُسپر بیٹھ گیا سلیمان اُسکی اس بیخوفی سے سمجھ گیا کہ یہی طہماس ہے اس لیے کہ بجز
عشاق شوریدہ سر کے اسطرح کوئی اپنی جان پر نہین کھیلتا طہماس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میں طہماس
ہون آپ کی بہادری کی تعریف سُنکے آیا ہون آپ کے یہان محیط کوہ کی بیٹی آئی ہوئی ہے سلیمان شاہ نے کہا
کہ ہان ہے طہماس نے کہا کہ اب آپ اسکو بلاکے اپنی دختر کے ملاحظہ فرمایئے کا سلیمان شاہ تو یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا
اور کچھ دلمین سوچنے لگا مگر یہ دنگل جسپر طہماس جا بیٹھا تھا مرجان مشت زن کا تھا ہرکارون نے یہ خبر
مرجان مشت زن کو پہونچائی کہ کوئی شخص طہماس نام آج دربار شاہی مین مع مرکب چلا آیا اور آپکے
دنگل پر تنہا ہوا بیٹھا ہے اور بادشاہ سے نہایت گستاخانہ سوال و جواب کر رہا ہے مرجان نے یہ سنکر فوراً تیغ
تیغہ اپنی کمر مین باندھ لیا اور اُسی وقت جانب دربار روانہ ہوا اور برابر طہماس کے آکر کہا کہ او طہماس اگر
نہین تو ایک تیغ الماس سے تیرا سر جدا کرونگا کہ مع دنگل چار پارچے ہو جائیگا طہماس نے یہ سنکر کہا کہ او مرد کے سامنے سے دور ہو
نہین تو قرار واقعی اپنی سزا کو پہونچے گا یہ سنکر مرجان نے بقصد سر طہماس آکر تیغ اُسکے مارنے کو اُٹھایا طہماس
نے اُسکی آہٹ پاکر دنگل سے اُٹھ کے کلائی اُسکی پکڑ لی اور ہاتھ مروڑ کے تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین کے ایک طمانچہ
اس زور سے مارا کہ مرجان چکر کھا کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا سلیمان شاہ نے جو دست طہماس کی یہ قوت
دیکھی ہوش اُسکے باختہ ہوگئے خدمتگارون سے کہا کہ اس مرجان کو یہان سے اُٹھا لیجاؤ اور وزیر سے کہا کہ
جلد اس شہریار کے لیے صحبت عیش آراستہ کرو حسب الحکم اُسی وقت سازندے اور گویے حاضر ہوے ساقیان
سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق نے آکر صحبت عیش و طرب کا رنگ جما دیا جام مے گلگون گردش مین آیا
نغمۂ چنگ و رباب چھڑنے لگا سلیمان کے اشارے سے کہ پہلے سے کہی بدی تھی ساقی مہوش نے طہماس کے جام
مین بیہوشی ملا دی اور طہماس کو پلایا تھوڑی دیر کے بعد بیہوشی کا اثر طہماس کو معلوم ہوا سلیمان سے کہا کہ کسی مرد
کو بیہوشی دینا مردون کا کام نہین ہے سلیمان نے کہا کہ اے شہریار بیہوشی کیسی آپ نے مدت کے بعد جو شراب نوش کی
ہے اس وجہ سے سر چکر گیا ہے بہتر ہو کہ تھوڑی دیر استراحت فرمایئے طہماس سلیمان کے کہنے سے بستر راحت پر لیٹے
اُٹھا اُٹھنا تھا کہ بیہوش ہوگیا طہماس کے بیہوش ہوتے ہی سلیمان نے کہا کہ جلد کوئی صندوق لاؤ بموجب حکم
اسی وقت صندوق حاضر کیا گیا سلیمان نے فی الفور طہماس کو صندوق مین بند کرکے پہرہ دارون صندوق نکلوا
کر اسی پہر بار رکھا کنارۂ دریا کے لایا اور بجلدی تمام صندوق کو دریا مین ڈلوا دیا اب طہماس کو دریا مین بہتا ہوا چھوڑیئے

دو کلمہ بقیہ داستان تہمور کے ساحت ولایت کے جسے اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ
اسلام نے اسد کے حوالہ کر دیا تھا کہ جسطرح مزاج مین آئے اُسے قید کرو

اُس سے کیا خاک ہمنشین بنتی	بات بگڑی ہوئی نہین بنتی	وہ بنی ابتداے الفت مین
دم یہ جو وقت واپسین بنتی	آدمی سب فرشتے بن جاتے	آسمان پھرا اگر زمین بنتی
میری صورت بنی تو خاک بنی	قسمت اوصورت آفرین بنتی	وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے

رات بھر زلف عنبریں بنتی
تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہیں
کیوں تری چاند سی جبیں بنتی
بزم دنیا تھی قابل جنت
نازنینوں میں نازنیں بنتی

کاش شتابہ کوئی شور و فغاں
ایک کی ایک سے نہیں بنتی
پارۂ جیب سے مرے اے کاش
خوب بنتی اگر آستیں بنتی

دل کی جا چشم سرمگیں بنتی
نہ چلتی جو حسن کی تقدیر
دست وحشت کی آستیں بنتی
طبع نازک کا لطف جب تھا داغ

اسیران زندانخانۂ سخن و گرفتاران سلسلۂ مضامین کہن قیدی کو تحریر کو زنجیر تحریر میں یوں مسلسل کرتے ہیں کہ جب اسد نوجوان نے قہمور کو اپنے خیمہ میں لا کر قید کیا اور خود چلے گئے تو نورالدہر نے بدیع الزمان سے کہا کہ اے برادر عالی قدر چلکر دیکھنا چاہیے کہ اسد اپنے خیمہ میں کیا کر رہا ہے اور قہمور کو کس طرح قید کیا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے واقعی چلکر دیکھنا تو ضرور چاہیے یہ سنکر داراب نے کہا کہ میں بھی چلونگا ایرج و تورج نے کہا کہ ہم بھی ساتھ میں غرض سب کے سب ساتھ ساتھ خیمۂ اسد کیجانب روانہ ہوے ادھر اسد نے اپنے دربانوں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی ہماری ملاقات کو آئے تو خبردار بغیر ہماری اطلاع کے کسی کو آنے نہ دینا غرض جب یہ لوگ اسد کے خیمہ پر پہونچے تو دربانوں نے کہا کہ حضور آپ حضرات تھوڑی دیر توقف فرمائیں ہم اطلاع کرلیں تو پھر آپ تشریف لیجائیں گستاخی معاف ہو ہمکو حکم سرکار یہی ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا ہم کھڑے ہیں تم جا کر اطلاع کرو کیا مضائقہ ہے اسد نے جو یہ گفت و شنید سنی آواز دی کہ کیوں یک بک لگا رکھی ہے ہماری نیند میں خلل پڑتا ہے بدیع الزمان نے اسد کی آواز سنکر کہا کہ اے اسد اور کوئی نہیں ہم ہیں تو ہیں اسد نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لائیے آپ کھڑے کیوں ہیں آپ کو کسنے منع کیا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ نہیں اگر آپکے آرام خاص میں خلل پڑے تو ہم پھر جائیں ہم آپ کے آرام میں خلل کے خواہاں نہیں ہیں اسد نے کہا کہ اب تو میری نیند خود ہی اچاٹ ہو گئی آپ آئیے بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ خیریت اچھا یہ کہکر سب داخل خیمہ ہوے اسد نے اپنی جگہ سے اٹھکر ان سب کی تعظیم کی اور کرسیوں پر بٹھایا یہ سب بیٹھ گئے قہمور کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا ہوا بیٹھا ہے غرض اسد نے اسی وقت صحبت عیش آراستہ کی جام گلفام گردش میں آیا بیان کا حال سنیے کہ لقا نے بلا شور سے کہا کہ اے بلا شور کسی طرح قہمور کو اسد کی قید سے چھڑا لا یہ سنکر بلا شور نے کہا کہ بہت اچھا ابھی جاتا ہوں یہ کہکر اسی وقت لباس شب رنگ زیب جسم کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر میں پہونچکر دیکھا کہ گرد لشکر تیس ہزار قزاق پہرا دے رہے ہیں بہر تقدیر کسی طرح بنا اپنے تئیں خیمۂ اسد تک پہونچایا کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کہ صدائے نوشا نوش و شادی بلند ہے سب بیٹھے ہوے ہیں جام گلگون گردش میں ہے اپنے دل میں اس نے کہا کہ اے بلا شور جب میں قہمور کو اس مجمع میں سے لیجاؤں تب میرا نام بلا شور ہے یہ سوچ کر خیال کرتے کرتے ذہن میں آیا کہ خنجر سے نقب کرنی چاہیے جسوقت یہ صحبت برخاست ہو اسی وقت جلدی جلدی پانچ چار خنجر مار کے داخل خیمہ ہو کر قہمور کو چھڑا کر اسی نقب کے راستہ سے لیجانا چاہیے یہاں تو خیمۂ اسد میں صحبت عیش و عشرت برپا ہے اور بلا شور اس تدبیر میں ہے کہ نقب لگائے اور ادھر بادشاہ اسلام کو یہ خیال گذرا کہ خیمۂ اسد کی نگہبانی اچھی طرح سے ہونی چاہیے ایسا نہو کہ یہ بلا سے بد بلا شور کسی طور کوئی آفت برپا کرے یہ خیال کرکے اسی وقت عمرو اور فتاح اور شاپور سے کہا کہ تم سب اسد کے خیمہ کی نگہبانی کرو مبادا بلا شور کوئی

آفت برپا کرکے قہور کو چُرا لیجائے یہ حکم سنکر شاپور اور عمرو اسد کے خیمہ کی جانب چلے بارگاہ کے باہر نکل کر
شاپور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آپ چلیے مین ذرا پیشاب کرلون تو آتا ہون عمرو آگے بڑھے
اور شاپور اس طرف اتفاق سے پیشاب کرنے چلا آیا جس طرف بلاشور نقب لگا رہا تھا تازی تازی
کھودی ہوئی مٹی دیکھ کر شاپور کے دل مین کچھ خدشہ گذرا پیشاب کرکے چپکا کھڑا ہو رہا اور کمند نقب پر پھیلا دیکا
اور خیال کیا کہ اگر بلاشور آئیگا تو اسی راستے سے آئیگا کمند مین جا پھنس لینگے یہ خیال کرکے سرا کمند کا پکڑے
بیٹھا رہا ایک دو گھڑی کے بعد نقب مین بیٹھے بیٹھے بلاشور کو یہ خیال گذرا کہ ذرا دیکھ تو لون ایسا نہو کہ کوئی
شخص میری تاک مین بیٹھا ہو یہ تصور کرکے نقب کے دہرے پر آکے سر نقب سے باہر نکالا جیسے ہی کہ بلاشور
نے نقب سے سر نکالا ویسے ہی شاپور نے کمند کو حرکت دی بلاشور کا سر حلقہ کمند مین پھنس گیا بلاشور
نے جست کرکے چاہا کہ حلقہ کمند کا کاٹ کے نکل جائے بس جیسے ہی اُسنے ہاتھ اٹھایا ویسے ہی شاپور نے اُس کی
بغلون مین ہاتھ دیکے کھینچ لیا اور گردن رسّی باندھکر آواز دی کہ ارے دوڑو مین نے بلاشور کو گرفتار کرلیا یہ
آواز سنتے ہی عمرو اور فتاح دوڑ پڑے اور بلاشور کو مضبوطی سے باندھ لیا اب بلاشور اپنے دل مین سخت متحیر
ہے کہ یہ خدا پرست کس بلا کے لوگ ہین کہ کس ترکیب سے مجکو گرفتار کیا ہے لیکن عمرو نے اسکا تمام ساز و سامان
اور کپڑے اُترواکر نذر زنبیل کیے اور شاپور اسے باندھکر سامنے اسد کے لایا نورالدہر نے کہا کہ اسکے
کپڑے کسنے اُتروا لیے شاپور نے کہا خدا جانے مین معلوم نہین کہ اسے کسنے برہنہ کردیا نورالدہر یہ سنکر
مسکرائے اور سمجھے کہ یہ کارستانی عمرو کی ہے سواے انکے اور کسی کا یہ کام نہین یہ سوچکر شاپور سے کہا کہ اچھا
بات پھر تو اُسے نہین رہنے دو صبح کو بادشاہ کے روبرو لیجائینگے غرض شب بھر تو بلاشور کو قید مین رکھا صبح کو
جب ارنگ آرائے چرخ چہارم خیمۂ زنگاری افلاک سے نکل کر سپہر برین پر نمودار ہوا بادشاہ اکبر تخت شاہی پر
جلوہ افروز ہوے اور تمام سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر متمکن ہوے تو اسد بھی بادشاہ کے سامنے آیا اور بعد
سلام عرض کیا کہ حضور ہمنے رات کو ایک جنگلی موش گرفتار کیا ہے بادشاہ نے کہا ارے موش کیسا اور
کون موش اسد نے کہا کہ وہ موش جسنے تمام لشکر مین خوب سرنگین کھودی تھین اور زندان عمرو کا
جگر نوش جان کیا تھا بادشاہ نے کہا ارے بلاشور تو نہین اسد نے کہا کہ جی حضور بادشاہ نے کہا ابھی پیش
ہو اسد نے شاپور کو آواز دی کہ لانا بھئی شاپور سنتے ہی بلاشور کو باندھے ہوئے بادشاہ کے سامنے لایا
بادشاہ نے جو دیکھا تو بلاشور سر سے پاؤن تک برہنہ ہے پوچھا کہ اسے ننگا کسنے کردیا شاپور نے کہا کہ حضور یہ ہمین نہین
معلوم مگر اے جہان پناہ اسکا قتل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ نہین ابھی قتل مناسب نہین
ہے اسکے قتل نکرنے مین مصلحت یہ ہے کہ زمرد شاہ امیر کو کوئی چشم زخم نہ پہنچا سکیگا اور اگر اسے قتل کیا تو یہی
خیال ہوتا ہے کہ مبادا زمرد شاہ امیر عالی جاہ کے دشمنون کو کوئی ضرر نہ پہونچائے اس سے بہتر ہے کہ ابھی
اسکو مقید رکھو غرضکہ بلاشور کو قید شدید مین مقید کیا نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تمنے
دست راستیون کی بہادری دیکھی کہ اسد نے قہور کو کیونکر قید کیا ایرج نے کہا کہ قہور کی گرفتاری تو آپکی
حِت سے ہوئی نہ آپ دیو کو تیر مارتے نہ وہ گرتا اور نہ قہور گرفتار ہوتا ہان مردمان دست چپ کی بہادری
قابل دید ہے کہ ہمارے عیار شاپور نے بلاشور کو کیونکر گرفتار کیا نورالدہر نے کہا کیسے بیہودہ ہو کام تو عیار کا
ہے اور عیاری دوسری چیز ہے بہادری اور شے ہے ایرج نے غصہ ہو کر کہا کہ اچھا پھر ہماری بہادری دیکھ لے تب

اگر ہم سوار ہو کر امیر کو قید سے چھڑا لائیں جب تو بہادری ہی یہ کہکر ایرج اٹھ گیا اور اپنے سامان مین
مصروف ہوا اب ایرج تو خلاصی امیر کے لیے جاتا ہے وہ برآب

دو کلمہ بقیہ داستان طہماس کے بیان کرتے ہیں

بیا بشنو ای ہمدم داستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ کہ جب سلیمان نے طہماس کو بیہوشی دے کر
صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا تو ملکہ سے آکر کہا کہ ای ملکہ طہماس کو تو مین نے دریا مین ڈالدیا آپ
کیا کرو گی بہتر یہ ہی کہ اب مجکو قبول کرو طہماس کے ملنے کی امید دل سے بھلا دو ملکہ نے کہا کہ ای سلیمان تحقیق تو
مین بجائے اپنے باپ کے خیال کرتی ہون اگر میرے پاس آوگے تو ایسا خنجر اپنے مارونگی کہ کام تمام ہو جائیگا
اور زیر مسند سے خنجر نکالکر دکھادیا کہ یہی خنجر ہی اور مین ہون ارے ہمیں بزرگ نے مجکو بشارت دی ہی وہی
طہماس سے ملوا بھی دینگے تم اپنے دل سے ارمانوں کو جھینکو یہ سنکر سلیمان نے خیال کیا کہ تریا ہٹ مشہور ہی اگر
ہو کر جب مین اس سے زیادہ مصر ہون تو یہ خنجر مار لے خیر جب خود ہی ڈھیلی پڑجائیگی تو سمجھا جائیگا یہ سوچکر
باہر چلا آیا اور کل حقیقت حال اپنے وزیر سے بیان کی وزیر نے کہا کہ خداوندا تو اضطراب کی کیا بات ہی
ملکہ آپکے گھر مین ہی طہماس دریا برد ہو گیا پھر جلدی کی کیا بات ہی اب نہ سہی دو دن بعد سہی آخر رام
ہووے ہی گی عورت کا دل کتنا جائیگی کہان غرض میان تو یہ باتین ہین ادہر طہماس کا یہ حال ہی کہ دریا
مین بہتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ بعد دو دن کے انہین ہوش آیا اپنے کو صندوق مین بند پایا خیال کیا کہ
مجھے بیہوشی دیکر سلیمان نے اس صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا ہی دلمین کہا کہ خیر جو خدا کی مرضی
رضائے دوست ہمہ نیکوست یہ کہکر درگاہ الٰہی مین مناجات کرنا شروع کی کہ خداوندا تو ہی اس حال مین کفیل
ہی اور ای کس بیکسان و فریادرس دادخواہان اس وقت بیکسی مین سوائے تیرے کس سے التجا کرون نظم

او مقصد ہمت بلندان	مقصود دل نیازمندان	از آتش ظلم و دود مظلوم	احوال ہمہ تراست معلوم
ہم قصۂ نانمودہ دانی	ہم نامۂ نانوشتہ خوانی	منقل آبلہ و کوہ تاریک	درگاہ بی چہ بود باریک
توفیق تو گر نہ رہ نماید	این عقدہ بعقل کی گشاید	عقل از در تو بصر فروزد	گر پای درون نہ بسوزد
ای عقل مرا کفایت از تو	سبق ز من و ہدایت از تو	کس بیدل تو رہ بجایست	چون ابہر تو کی چہ باکست
عاجز شدم از گرانی بار	طاقت نہ چگونہ باشد این کار	از ظلمت خود رہائیم دہ	با نور خود آشنائیم دہ
تا طرق شد غمدہ ز آب	رحمت کن و دستگیر دریاب	بردار مرا کہ اوفتادم	وز مرکب جہد خود پیادم
تا چند کشم ز رگ فریاد	کز مرگم از دست رگ پندار		

اس طرح بلبلا کر اسنے استغاثہ کیا کہ تیر دعا ہدف اجابت
پر پہنچا اور دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہوا ہنوز مناجات طہماس تمام ہونے پائی تھی کہ یکایک ایک
سوداگر کے جہاز اس دریا مین نمودار ہوے سوداگر کی نظر جو اس صندوق پر پڑی اپنے ملازمون سے کہا کہ جو
کوئی اس صندوق کو لے آئے ہزار طومان انعام کا مستحق ہو یہ سنکے لنگر ڈالکر چند جہاز ران اسوقت دریا مین کود
پڑے اور تیر کے اس صندوق کے برابر پہونچے اور لکڑی لگا کر رسیان اس صندوق مین باندھکر اپنی کمر مین
رسیان لپیٹ کے اس صندوق کو نکال لائے طہماس کو جو صندوق کھینچتا ہوا معلوم ہوا تو اپنے دل مین
کہا کہ چپکے چلے چلو دیکھو خدا کیا کرتا ہی غرض جب وہ صندوق سوداگر کے پاس لائے تو اسنے کہا کہ اچھا ابھی صندوق
کو یون ہی بند رہنے دو جب منزل پر پہونچینگے تو اسکو کھولینگے اور ان ملاحون کو ہزار طومان دیکر جہازون کے لنگر

اُٹھوا دیے مگر اس دریا کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے نام اُس قلعہ کا قلعہ افلاک
ہے اور چار زنگی سب سے بہ افلاک زنگی اور لولاک زنگی اور مقناک زنگی اور سواک زنگی مع بارہ ہزار
زنگیون کے اُس قلعہ مین قیام پذیر ہین جب اُس سوداگر کے جہاز قریب اُس پہاڑ کے پہونچے تو دیدبانون نے دور
سے دیکھکر خبر دی کہ کچھ جہاز آرہے ہین افلاک زنگی نے حکم دیا کہ حسب دستور جاکر محصول لے آو چند زنگی
غراب پر بیٹھکر اُن جہازون کے قریب آئے اور پکار کے کہا کہ جہاز ٹھہراو جب جہازون کا لنگر ڈالا گیا تو اُن زنگیون
نے کہا کہ محصول لاو سوداگر نے کہا کہ آخر مالک تمھارا کون ہے زنگیون نے کہا کہ مالک ہمارا افلاک زنگی ہے ہمارے
مقررہ محصول کو ادا کرو اور بآرام تمام چلے جاو سوداگر نے کہا کہ اچھا محصول تم کسقدر چاہتے ہو زنگیون نے
کہا کہ اپنے مال کے چالیس حصہ کرو ایک حصہ تم لے لو اور انتالیس حصہ ہمین دیدو سوداگر نے کہا کہ معلوم ہوا غرض
تمھاری صرف لوٹ مار ہے اچھا بہتر لوٹ لو یہ تقریر سوداگر کی سنکر اُن زنگیون نے اپنے سردارون سے جا کر بیان
کیا افلاک نے حکم دیا کہ اچھا اُس سوداگر کو تو پکڑ کے درخت سے باندھ دو یا لٹکا دو اور مال و اسباب لوٹ لو
یہ حکم سنکر وہ زنگی گئے اور سوداگر کو بجبر جہاز سے اُتار کر درخت مین لاکر لٹکا دیا اور عرض کیا کہ اسباب مین ایک
صندوق بھی ہے اجازت ہو تو اُسے بھی کھولکر مال و اسباب نکال لین افلاک نے حکم دیا کہ اچھا اُس صندوق کو
ہمارے سامنے لے آو چنانچہ بہزار خرابی چالیس پچاس زنگی اس صندوق کو کھینچ کھانچ کر لائے افلاک نے خود جھک کر
قفل اس صندوق کا کھولا جیسے ہی افلاک نے ڈھکنا اُسکا اُٹھایا ویسے ہی طہماسپ نے ہاتھ بڑھا کر گلا اُسکا پکڑ کر
دبوچ دیا اور اللہ اکبر کہکر اُٹھ بیٹھے بھائی کا یہ حال دیکھ کر لولاک دوڑ پڑا کہ بھائی کو چھڑائے طہماسپ نے دونون کو
اُٹھا کر زمین پر دے مارا تا اینکہ جو اُٹھا طہماسپ نے پٹڑا کیا آخر کار طہماسپ نے سبکو زیر کر کے مسلمان کیا سبھون نے
کلمہ طیبہ پڑھا اور اطاعت طہماسپ کی قبول کی طہماسپ نے حکم دیا کہ جلد سوداگر کو کھولکر لاو اُسیوقت زنگی گئے اور
سوداگر کو درخت سے کھولکر سامنے طہماسپ کے لائے سوداگر نے طہماسپ کو سلام کیا طہماسپ نے کہا کہ کیون تاجرین نے
کیسا تجکو قید سے رہا کرایا سوداگر نے کہا کہ اچھا آپ نے چھڑایا تو چھڑایا مین نے بھی تو آپکو خرید کیا ہے طہماسپ
نے کہا کیا خوب مین تو صندوق مین بند تھا اُس صندوق کو کسنے کھولا اور کسنے نکالا سوداگر نے کہا کہ ملاحون
نے طہماسپ نے کہا کہ اگر آپ نے ملاحون کو بطریق انعام کچھ دیا تو کیا وہ میری قیمت ہو سکتی ہے ہرگز نہین اور
خیر اس سے کچھ بحث نہین اب بہتر و انسب یہ ہے کہ اسلام قبول کرو سوداگر نے کہا بہتر طہماسپ نے کلمہ طیبہ تعلیم
کیا سوداگر بھی از سر صدق مشرف باسلام ہوا طہماسپ نے کچھ زر و جواہر مال سوداگر سے زنگیون کو دلوایا اور
باقی مال اُس سوداگر کو دیکر رخصت کیا سوداگر نے تو اپنا مال و اسباب لیکر جہازون پر لدوا کے خوشی خوشی اپنی
راہ لی اور طہماسپ نے ان زنگیون سے پوچھا کہ کیون بھائیو یہان سے شہر نگارستان کتنے فاصلہ پر ہے زنگیون
نے کہا کہ اگر بسواری کشتی تشریف لیجائیے گا تو البتہ کوئی دس دن مین وہان پہونچیے گا طہماسپ نے کہا کہ اچھا
خدا حافظ ہم تو وہین جائینگے زنگیون نے کہا کہ پھر ہم بھی آپکے ساتھ ہین ہرچند طہماسپ نے انکار کیا مگر
زنگیون نے نمانا بہت مصر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور یہ ممکن نہین کہ ہم آپکو تنہا چھوڑ دین آپ ہمارا آقا جسنے ہمکو
اس دین مبین سے مشرف کیا کہان رہیگا ہم آپکے قدم ہمت لزوم کو نہین چھوڑ سکتے جہان پر آپ جائیے گا ہم آپکے
ہمراہ جائینگے جب طہماسپ نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح نہین مانتے تو کہا خیر چلو میرا کیا نقصان ہے تمھین کو تکلیف
ہوگی غرضکہ کشتیان تیار ہوئین اور طہماسپ مع پانسو زنگیون کے روانہ ہوئے جلدی جلدی کشتیان

کھیتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ بعد تین شبانہ روز کے ایک جھونکا باد مخالف کا اس زور سے چلا کہ کشتی طہماس کی ٹوٹ گئی اور یہ دریا میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے چلے ایک آن واحد میں دریا کے تھپیڑے سے کوئی دس بیس کوس کے فاصلہ پر نکل گئے ایک لکڑی بہتی ہوئی مضبوط سی انکے ہاتھ لگ گئی اب یہ اس لکڑی کے سہارے سے ذرا سنبھلے اور اسی لکڑی پر بیٹھ کے چلے جس طرف کی ہوا ہوتی ہے اسی طرف وہ لکڑی بہ نکلتی ہے تا انیکہ تین روز تک اس دریا میں بہے گئے سوائے فقط پانی کا سہارا تھا نہ غذا طہماس پر گرسنگی نے غلبہ کیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ اب جھونکے کھا کھا کر گرنے لگے درگاہ الٰہی میں دست مناجات بلند کر کے دعا کرنی شروع کی کہ خداوندا تو بڑا ارحم الراحمین ہے جس طرح تو نے اس بلا سے نجات دی اور دوبارہ زندگی عطا فرمائی اسی طرح اس عذاب و گرداب اضطراب سے رہائی دے تجھی بجز ایاز نگاہ ہیہ اللہی شعر

چو عاجز ہا شدہ والہی ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا	اگر بود بلند ست سیلاب سخت	مپیچان عنان من از داد بخت
ازین سیل کہ ہم جان ما نگہدار	کہ بی لشکند برسر این و دو بار	عقوبت مکن عذر خواہ آدم	بدرگاہ تو رو سیاہ آمدم
سیاہ و ہراسم تو گردان سپید	اگر درانم از در رحمت نا امید	رہے بیشتر از او کہ انجام کار	تو خوشنود باشی ز من بیشتر
امیدم بہ تو ہست نہ از دو جا	بکن نا امیدم ز درگاہ خویش		

اس طرح از جرما قلب سے طہماس نے مناجات کی کہ بحر رحمت الٰہی موجزن ہوا ہنوز دعا انکی تمام ہونے پائی تھی کہ وہ لکڑی ایک کنارہ پر جا لگی طہماس نے شکریہ ناخدائے حقیقی بجا لا کر اس لکڑی سے اتر کے پہلے اسی دریا سے وضو کیا اور دو رکعت نماز شکریہ ادا کی بعد ازاں حمد و ثنائے الٰہی میں رطب اللسان ہو کر کچھ جنگلی میوہ اور پھل توڑ کر نوش جان کیے پانی پیکر شکر خدا کیا اور ایک پتھر اٹھا کر اپنے سرہانے رکھکر خوب ٹانگ پھیلا کر چین سے آرام فرمایا مست مئے بیدار گرد و نیم شب و ست ساقی روز محشر با مدام جھکے ہوئے تو از جد تھے ہی کئی دن کی صعوبت کے بعد جو یہ آرام ملا تو خوب ہی غافل ہو کر سو گئے صبح کو جب انکی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہت سے گھوڑے صحرا میں چر رہے ہیں طہماس نے انمیں سے ایک گھوڑے کو پکڑ لیا اور اسکی پشت پر سوار ہوئے طہماس کے بیٹھتے ہی وہ گھوڑا بھی زمین پر بیٹھ گیا طہماس اتر پڑے اور گھوڑا پھڑک کر مر گیا اسیطرح سات گھوڑے طہماس نے ہلاک کیے جب طہماس نے دیکھا کہ سات گھوڑے برابر مر گئے اور کوئی گھوڑا ایسا نہ نکلا جو بوجھ اٹھا سکا تو یہ بیچارے مجبور ہو کر ایک جانب یاد خدا میں بیٹھ رہے جب ان گھوڑوں کا محافظ آیا اور اسنے سات مرکبوں کو مردہ پایا تو گویا اسپر کوہ الم ٹوٹ پڑا متحیر ہو کر چار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک طرف ایک پہلوان سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اس شخص نے طہماس سے پوچھا کہ کیوں جناب آپ یہاں کتنی دیر سے تشریف رکھتے ہیں طہماس نے کہا کہ بڑی دیر ہوئی اسنے کہا کہ آپکو کچھ خبر ہے کہ ان گھوڑوں کو کیا ہوا طہماس نے کہا کہ ان گھوڑوں کو ہم نے مارا ہے اسنے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا میں تو ایک غریب آدمی ہوں اور یہ گھوڑے طویلہ سلطانی کے ہیں اب میں کیا کروں طہماس نے کہا کہ تم کیوں ڈرتے ہو جا کر اسیوقت بادشاہ سے اطلاع کر دو وہ محافظ حضور بادشاہ حاضر ہوا اور کل کیفیت من و عن عرض کی بادشاہ نے فی الفور کوتوال کو روانہ کیا کہ ابھی جا کر اس شخص کو گرفتار کر لاؤ کوتوال اسیوقت لپکا ہوا طہماس کے پاس آیا اور کہا کہ چلو تمہیں بادشاہ یاد کرتا ہے طہماس نے کہا کہ وہ بادشاہ تمہارا ہے کیا اور تم کیا قیدی ہو جاؤ کہہ دو کہ ہم نہیں آتے پہلے تو کوتوال سمجھا کہ یہ کوئی مصیبت زدہ شخص ہے اس سے بہ نرمی کہنا چاہیے یہ سوچکر اسنے بہ لجاجت کہا کہ عبا لی

چپکے چلے جاؤ مبادا ایسا ہو کہ مستوجب عتاب بادشاہی ہو طہماس نے جھلا کر کہا کہ جاؤ کہدو نہیں آئیں گے
اگر مرتبہ تم سے کہدیا کہ نہیں آئیں گے اب کہاں تک تمہارے ساتھ کے جائیں کیوں خواہ مخواہ دماغ پریشان
کرر کہا ہے اب جو زیادہ غصہ ہوئے تو کوتوال کو بھی غیظ آگیا جھنجھلا کر ایک کوڑا اٹھایا طہماس نے اٹھکر کوڑا
تو چھین لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ کوتوال بیہوش ہوکر گر پڑا جب اُسے ہوش آیا تو دوڑا ہوا
بادشاہ کے پاس گیا اور کل حقیقت معرض بیان میں لایا کہ حضور وہ تو ایسا قوی ہیکل شخص ہے کہ مجھکو ایک ہی
طمانچہ میں بیہوش کردیا اُسکا طمانچہ کیا کہ ایسا چکر آیا کہ پھر قیام مشکل ہوا لاکھ سنبھلا مگر کسی طرح میرے
ہوش و حواس بجا نہ رہے یہ سنکر بادشاہ اُٹھ کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ ہماری اردلی کی فوج تیار ہو ہم خود جا کے
دیکھیں تو وہ کون ایسا زبردست شخص ہے یہ کہکر اُسیوقت سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو طہماس
نے دیکھا کہ یکایک گرد عظیم جانب صحرا سے بلند ہوئی طہماس سمجھا کہ بادشاہ مع فوج آتا ہے یہ سوچ کر اپنی جگہ سے
اُٹھکر ایک بڑے سے درخت کو کولے میں لیکر اکھیڑ لیا اور سر راہ اُس درخت کو کاندھے پر لیکے کھڑا ہوا
بادشاہ نے جو دور سے طہماس کی یہ قوت دیکھی گویا ہزار جان سے اُسپر عاشق ہوگیا اور سمجھا کہ یہ شخص کسی
بڑے ہی بہادر قوم کا معلوم ہوتا ہے اور خود بھی نہایت بہادر ہے یہ سوچ کر بادشاہ نے کل فوج کو پیچھے چھوڑا
اور خود یکہ و تنہا طہماس کے پاس آیا اور کہا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے طہماس نے کہا کہ مرد مسافر
ہوں سیاحت کناں ادھر بھی آنکلا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے بلانے سے کیوں نہ آیا طہماس نے کہا کہ مجھسے ایک تقصیر
ہو گئی ہے اس سبب سے حاضر ہونے میں تامل کیا سات گھوڑے بادشاہی مجھسے ہلاک ہوگئے اگرچہ میں نے دیدہ و
دانستہ نہیں مارے میں چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوں جب میں ایک گھوڑے پر سوار ہوا تو وہ بار نہ اٹھا
سکا کمر اُسکی ٹوٹ گئی مر گیا اے بادشاہ اسی طرح سات گھوڑے آپکے مجھسے ہلاک ہوگئے یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اچھا
مر گئے تو مر گئے جہنم واصل کل طویلے کے گھوڑے تجھپر تصدق ہیں تم ہمارے ساتھ ہماری بارگاہ میں چلو یہ کہکر ایک
فیل زبردست پر طہماس کو سوار کر کے بارگاہ میں لایا اور اپنے برابر دنگل پر جگہ دی اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آ
ہوا اور پوچھا کہ اے جوان بندہ کیست طہماس نے کہا کہ بندۂ خدا بادشاہ نے کہا کہ بھئی ہم بھی بندۂ خدا ہیں
طہماس نے کہا کہ حضور کس خدا کے بندہ ہیں بادشاہ نے کہا کہ تم کس خدا کے بندہ ہو آیا بندۂ لقا ہو یا
کسی دوسرے کے بندہ ہو طہماس نے کہا کہ لقا ایک مرد گمراہ ہے امیر کشورگیر کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے ایک
بھگوڑا آدمی ہے اللہ اسکی خدائی مخلوقات سے ہے جس خدا کے ہم اور آپ دونوں بندہ اور مخلوق ہیں اے بادشاہ
اسوقت آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جو مثل ہم اور آپکے ہے اور ہماری جنس کی ایک فرد ہو وہ کسی عقل کے
نزدیک بھی لائق خدائی ہو سکتا ہے اے بادشاہ ہمارا خدا ہمارے اور کل مخلوقات کے نوع اور جنس
سے علیحدہ ہونا چاہیے اور مرتبہ اور شان اُسکی ہمارے مرتبہ اور شان سے مفوق ہو نہ کہ ہمسے مساوی اور کم اے
بادشاہ اُسکا مرتبہ ہماری عقول اور ادراکات سے مستبعد ہونا چاہیے کیونکہ جب وہ ہمارا خالق ہے اور عدم سے
عالم کو وجود میں لایا ہے تو ہماری عقل کا اُسکی حکمت و مصلحت و ماہیت و حقیقت سے مطلع ہونا بھی عقل کے خلاف
ہے نہ کہ جیسا کہ تشا ہمارے اور آپ کے سامنے مثل لقا بے بقا کے موجود ہو جائے العیاذ باللہ اے بادشاہ خدا ایسا
ہونا چاہیے کہ کسی مخلوق کے ساتھ اُسے تعبیر نہ کر سکیں نہ کہ لقا سا شخص کہ جسے ہر ایک عاقل بلکہ بیوقوف بیوقوف
بھی مثل ہماری جنس کے بتادے کہ مثل تمہارے یہ بھی آدمی ہے مثلاً اگر خدا کو ہم نور کہیں تو نور و ضیا بھی

نور

نہین کہہ سکتے اسلیے کہ یہ بھی منجملہ مخلوقات ثابت ہونگے اور علاوہ اسکے یہ دونون تنہا نہین پائے جاتے بجز
اسکے کہ کسی دوسری شی مین ہوکر پائے جائین قائم بالذات نہین ہین اور جب کسی دوسرے مین ہوکر پائے گئے
تو لا محالہ محلیت اور مکانیت ثابت ہوگی تو یہ شان تو ہماری ہے لہذا پہلے ہی مین گذارش کرچکا ہون او ثابت کرچکا
ہون کہ ہماری شان سے اُسکی شان ارفع اور اعلیٰ ہونی چاہیے نہ ہمارے برابر اور مثل ہمارے اور جب وہ مثل
ہمارے نہوا اور ہماری جنس و نوع سے علیحدہ ہوا تو ادراک اُسکے کنہ حقیقت کو نہ دریافت کرسکے جیسا کہ پہلے التماس
کیا تو ہم اُسے دیکھ بھی نہین سکتے نہ لقا جیسا شخص کہ جب چاہین دیکھ لین اور اے بادشاہ جب ہم مین سے
اور مثل ہمارے نہین ہے تو مثل لقا حوادثات فلکی اور رفتار زمانہ کا تابع بھی نہونا چاہیے وہ اپنے کسی
مخلوق سے مغلوب نہو سکے بلکہ ہر اک کی زمام اختیار اُس کے ید قدرت مین ہو نہ لقا جیسا کہ ہر ایک غالب سے
مغلوب ہوا اور ہوسکتا ہے پس اگر معاذ اللہ لقائے بے بقا ہی خدا ہو تو حضرت امیر حمزہ کا اُسپر غالب ہونا چہ
معنی دارد اور علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ تمام عالم امکان مین ایک ہی خدا کی ضرورت ہے یا دو کی اگر ایک
سے زیادہ کی ضرورت ہو تو ہرگز ثابت نہوگی اسلیے کہ ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک مقام یا ایک شہر مین اس عالم
امکان کے دو حاکم یا دو بادشاہ نہین رہ سکتے اور دو شخص مساوی الاختیار اور مساوی القوۃ کا گذر یکجا ہے اور اگر
ہو تو فساد رکھا ہوا ہے اور واقع ہوتا ہے تو اب ایک مقام پر ایک ہی کی ضرورت ہوئی تو پھر اتنے بڑے منکا تو بدرجہ
اولیٰ ایک ہی حاکم ہونا چاہیے اور وہ ایک بھی ایسا ایک ہو کہ لقا کی طرح بختیارک سے شیطان درگاہ
اور اسکے شعبدہ اور بختیار کی اُسے ضرورت ہو کیونکہ درصورت ضرورت دوسرے کی محتاجی ہوگی اور ایسا محتاج
لقا جیسی قدرت والا خدائی کے قابل ہرگز نہین ہوسکتا اور وہ ذات تو ایسی وحدہ لا شریک ہونی چاہیے کہ نہ وہ
کسی کا زوج ہوسکے نہ باپ نہ بیٹا نہ کسیکا مخلوق اسلیے کہ اگر ہمارے مثل اُسکا بھی کوئی خالق ثابت ہو تو تسلسل لازم
آئیگا اور یہ عقلاً محال ہے اور یہ سب نقائص بلقا مین موجود ہین اور خدا ان نقائص سے مبرّا ہونا چاہیے تو اب لا محالہ
خدا وہی خدا ہے جسے ہم اور تمام مسلمان خدا کہتے ہین اور لقا کی خدائی باطل ہوئی اے بادشاہ بموافق مضمون نظم

سر رشتۂ راز آفرینش	نتوان دیدن بچشم بینش	این رشتہ قضا نہ آنچنان تافت	کو را سر رشتہ دان توان یافت
عاجز شدہ عاقلان شیدا	لیکن رقم بگوہر گرد پیدا	کو داند کس کہ چون جہان کرد	عکس نتوان کہ آنچنان کرد
چون صنع جہان کمال است	خورشید برون ز تر انخیال است	در پردہ راز آسمانے	سریست ز چشم ما نہانے

پس اے بادشاہ یہ سب باتین جو مین نے مختصراً بیان کی ہین یہ ایسی باتین ہین کہ اگر کوئی عاقل اُنکی نسبت
غور کرے تو بجز اسکے کہ اُسے ہمارے خدا کی خدائی کا اقرار اور لقا کی خدائی کا بطلان کرنا پڑے اور مذہب
حقہ اسلام کو قبول کرنا پڑے اور کوئی چارہ نہوگا اور اے بادشاہ وہ ذات مستلزم الصفات تمام
نقائص سے مبرّا اور منزہ ہے اُس کی کنہ حقیقت کو بشر کی کیا مجال ہے کہ ادراک کرسکے

هندسہ لیے چو پیماند نشان	نباید کہ چون کردی نازشان	نباید زنا جز نظر کردنی	در حقیقت باز با خوردنی
زبان تازہ کردن بہ اقرار تو	نہ گنجیدن علت از کار تو	حسابے ازین بگذرد گمرہی ست	زیادہ تو اندیشہ بے آگہی ست
بہر چہ آفریدی و ہستی طراز	نیازت نہ او از ہمہ بے نیاز	جنان آفریدی کہ زمین و زمان	جہان گردش انجم و آسمان
گر چندان کہ اندیشہ گردد طلبگار	سر خود بر حرف نادر دین کمند		

عقل البشر عاجز و فہم انسان ضعیف للبیان قاصر ہے
القصہ یہ سب تقریر طماس کی سنکر بادشاہ بڑی دیر تک کچھ سوچا کیا اور بعد فکر و تامل بسیار طماس سے

کہا کہ اے طہماس واقعی تمہارا مذہب حق ہے اور لقا ہرگز لائق خدائی نہیں ہے میں نے تمہارا مسلک اختیار کیا اے طہماس جو تمہارے مذہب میں آئے وہ کیا کہے طہماس نے کلمۂ طیبہ بادشاہ کو تعلیم کیا اور وہ کلمہ پڑھکر ازسر صدق شرف اسلام سے مشرف ہوا اور اسیوقت طہماس کے واسطے سامان عیش و عشرت بہم پہونچایا اور کہا کہ اے طہماس اب تو میں نے تمہارا مذہب بھی قبول کر لیا اب مجھ سے کاہے کی پوشیدگی رہی اب تم اپنی مفصل کیفیت مجھسے بیان کرو کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے اور کس غرض سے نکلے ہو اور یہانتک کیونکر آ گئے یہ سنکر طہماس نے کہا ؎

چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون گل	سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم	گھر سے مین گل نے غم سے اگر حشر کا ہی ہم
ہم تو شبنمی کسے عوض پائیگا تکلیف فغان مجھسے	کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ زار و ناتوان کی	رگ رگ مین طپش غم ہو کیسے قرار کہان کی

اے بادشاہ سلامت حال اس برگشتہ مال کا یہ ہے کہ میں ایک سپاہی ہوں لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا پس بادشاہ نے کہا کہ نہیں طہماس میں سنا تو نگا کل حال صاف صاف بیان کر جب طہماس نے بادشاہ کو مصر پایا تو اپنی کل کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کرنی شروع کی تا اینکہ بیان کرتے کرتے قصۂ تخت ملکہ کو لیکر اڑ جانا اور عشق میں ملکہ کے اپنی برگشتی اور شہر نگارستان تک پہونچنا اور حال دریا میں ڈالدینے کا اور اس قہقہہ تک مبتلا ہوتے آنے کا سب بیان کیا پس جیسے ہی بادشاہ نے ملکہ کا نام سنا بے اختیار ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر رو دیا طہماس نے کہا کہ حضور کو اسقدر ملال کی کیا وجہ ہے بادشاہ نے کہا کہ اس قصہ کو نہ پوچھو کہ سر اسر دل دکھاتا ہے کوئی دکھ اور ہی چھڑو ؎ یہ خانہ بد دشمن سے نہ پوچھو آشیانے کا ؎ جب طہماس نے بہت اصرار کیا تو بادشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے طہماس ملکہ دلربا میری ہی بیٹی ہے اور میرے پاس سے اسطرح غائب ہو گئی اور کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے طہماس شاہ محیط کوہ میں ہی ہوں اور یہی شہر خرم محیط ہے میں نے اس لڑکی کو تمہاری کنیزی میں دیا اب یہاں سے کوچ کر کے شہر نگارستان کو چلنا چاہیے اور اسی وقت سے تیاری کوچ کی شروع کی دو تین روز کے عرصہ میں کل سامان درست کر کے طہماس کو اپنے ہمراہ لیکر شہر نگارستان کا رستہ لیا بعد طے مراحل اور قطع منازل کے جب شہر نگارستان میں پہونچے تو خیمہ اپنا نصب کرا دیا اور بارادۂ جنگ لشکر کو مرتب کرنا شروع کیا جب یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی اس نے بھی قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجنے کا حکم صادر کیا ادھر سے اسکی فوج میں طبل جنگ بجا اور ادھر شاہ محیط کوہ نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا وہ شب تو تیاری سامان جنگ میں بسر ہوئی ہر ایک بہادر اپنے اسلحہ کی نگہداشت کرنے لگا چاروں طرف شور تلواروں کی جھنکاروں کا بلند ہوا تا کل جنگ و نبرد ہر ایک گرد ارجمند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگیں مریخ کا دل خون ہوا کہ اب تیغ کی موجیں بڑھنے لگیں زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب ہر شخص تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری ننگ بجز ان تھا موذی کے لیے مار آستین دشمن تھا غرض کہ رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب میں مصروف رہی پچھلے سے غازیان ستورشعار نے غسل کر کے کفن سر سے باندھا ہتھیار زیب جسم کر کے سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر میں ہم سر جھکائیں لب جو نرم نہیں ہے جی چرا میں اس طرف تو یہ عجز و انکساری تھی ادھر فوج اعدا میں لقا پرستی اور کفر شعاری تھی اس طرف نعرہ و زاری ادھر لاف زنی و نخوت کی گرم بازاری ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؎ دونوں طرف ہنگامۂ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ کو ساخرے مثل جبین اہل اسلام تھی اور درخشنده سفیدی سحر پیدا انجم

نے مشعل دار صبح گردش فلک کی سحر
خبر دی صدائے آمد صبح
وہ آئی مشعل خورشید لیکر

سجا خورشید نے عمامۂ نور
بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح
ہوا سینہ فلک کا تا گریبان چاک

ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
سحر کا دانت ٹوٹا ہی شب کے اوپر
ہوا اُس سے نمایاں مہر افلاک

صبح کے ہوتے ہی سواروں کے پرے پیادوں کے غول لشکر وشان تمام جانے لگے صحرا میں اس فوج کے مہوے مجھے سے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سر سبز طائران خوش الحان کا حمد معبود میں زمزمہ سرائی کرنا فوجوں کا زرق برق در دریاں بہیت کرنا طرح طرح کے پھولوں کا گویا صحرا میں کھلنا شفق سحر اپنا رنگ دکھاتی نسیم صبح دلوں میں سوز و گداز بڑھاتی خلاصہ یہ کہ اسی طرح سے دونوں لشکر وارد روضۂ سبز ہوئے نقارچیوں نے نقارہ کو دم دیا صفیں جمیں تیغیں چمکیں شور شجار للکارے بہادروں نے نعرۂ ہل من مبارز بار ہے نقیب آگے بڑھکر پکارے کہ عالم میں سدا کون رہا ہے دلاوروں کا نام بہادروں کا کیا ہے کام زندگی ہو جانا تمام دیکھو اب نریمان رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے والوں کے حوصلے بڑھے اُس طرف سے مرجان شمشیر زن سلیمان سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی ادھر سے طہماس اپنا مرکب بڑھا کر مرجان کے مقابلہ کو نکلا جیسے ہی طہماس نے آکر اپنے منہ سے جھلم اٹھائی اور مرجان کی نگاہ طہماس پر پڑی مارے دہشت کے کانپنے لگا اور میدان سے پھر کر لرزاں و ترساں بادشاہ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ خداوندا یہ تو وہی شخص ہے جسے آپ نے دریا میں ڈلوا دیا تھا میں بھلا اس سے کب تاب مقاومت لا سکتا ہوں یہ سنکر بادشاہ سلیمان طہماس کے قریب آیا اور کہا کہ اے شہریار آپ وہی شخص ہیں جسے میں نے دریا برد کر دیا تھا طہماس نے کہا کہ ہاں میں تمہارا ہی مجرم ہوں سلیمان نے کہا کہ پھر کیونکر برآمد ہوئے طہماس نے کہا بقدرت خدا یہ سنکر بادشاہ نے کچھ سوچکر کہا کہ اے شہریار واقعی آپکا دین برحق ہے اور خدا برحق ہے میں نے آپکا دین اختیار کیا اور دختر محیط کوہ سے ہاتھ اٹھایا اور جیسا آپ نے فرمایا تھا کہ اے سلیمان اب تو بجائے میری کے اسیر نگاہ کر تو اب میں اُس ملکہ کو ایسا ہی جانتا ہوں اور اب تک میں نے اُسے ہاتھ نہیں لگایا وہ آپکو مبارک ہو اور آپ اُسے مبارک ہوں بسم اللہ تشریف لیجائیے اور سامان شادی میں مصروف ہوجیے یہ سنکر طہماس نے سلیمان شاہ کو کلمۂ طیبہ تلقین کیا اور خوشی خوشی لشکر محیط کوہ میں مراجعت کی اور کل حال محیط سے بیان کیا محیط بھی سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ شہریار خدا مبارک کرے طہماس نے کہا کہ میں اور آپ دونوں کوہ زمرد کو چلیں وہیں شادی کی تیاری ہوئی اور خوشی با صد ارمان و آرزو طہماس اور ملکہ دلربا کی شادی ہوئی طہماس نے در مقصود حاصل کر کے شکر بجناب درگاہ الٰہی میں بصد عجز ادا کیا بعیش و عشرت شب و روز بسر کرنے لگا صدمۂ مفارقت اور شام غربت کے جسقدر مصائب سہے تھے وصل دلربا سے وہ سب مبدل بعیش و سرور ہوئے القصہ ایک روز طہماس اور محیط بارگاہ سلیمان شاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارہ نے آکر سلیمان شاہ کو ایک نامہ دیا سلیمان شاہ نے اس نامہ کو پڑھکر طہماس کے ہاتھ میں دیا طہماس نے جو اس نامہ کو پڑھا تو سلیمان شاہ کو منجانب لقا لکھا ہوا تھا کہ اے سلیمان شاہ بیٹھے بار گرمیں ہم سے جنگ ٹھہر گئی ہے نامہ کے دیکھتے ہی میری امداد کو جلد آؤ طہماس نے ہرکارہ سے حال ایرج و تورج اور سعدان کا دریافت کر کے از طرف سلیمان شاہ لقا کو جواب لکھا کہ او لقا ہم کو اپنے پاس پہونچا ہی سمجھنا ہرکارہ تو اُدھر جواب لیکر گیا اور یہاں طہماس نے محیط اور سلیمان کو

ہمراہ لیکر بیشۂ بارگر کی جانب ارادہ کوچ کیا اب انھیں تو یہیں چھوڑ دیجیے اور

اب و کلمہ بقیۂ داستان لندھور اور مالک کے ملاحظہ فرمایئے

بچھڑے راہ سے وہ یہاں تھکتا آتے آتے — اجل مری بھی تو کہاں آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی — بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
چلے آتے ہیں دل میں ارمان لاکھوں — مکاں بھر گیا میہماں آتے آتے
سنانے کے قابل جو تھی بات انکو — وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے
کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا — نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
بنا ہے ہمیشہ یہ دل باغ صحرا — بہار آتے آتے خزاں آتے آتے
سنیں کیل ای داغ یاروں سے کہہ دو — کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
سازندۂ ارغنون این ساز — از پردہ چنین برآرد آواز

سمجھے یاد کرنے سے یہ پایا تھا — نکلتے دم ہچکیاں آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں — انھیں آئینگی شوخیاں آتے آتے
یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی — مرے منھ میں تیری زباں آتے آتے
مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے — چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اسکے — مگر رہ گئی ہمعناں آتے آتے
کلیجہ مرا منہ کو آئیگا اک دن — یوں ہی لب پہ آہ و فغاں آتے آتے
صاحب خبرے فسانہ پرداز — زین قصہ چنین دہد خبر باز

کہ جب لندھور سے آسمان پری نے کہا کہ مین نے تمکو قہقہہ کے مقابلہ کے لیے طلب کر لیا ہے تو لندھور و مالک نے کہا کہ اُسے تو ہمنے قید کر لیا تھا کیا وہ کوہ بلور سے رہا ہو کر چلا گیا بہتر ہو کہ کوچ کر کے اُسکے مقابلہ کو چلیے یہ سنکر آسمان پری نے وہانسے قصد کوچ کیا جب قہقہہ کو یہ خبر پہونچی کہ آسمان پری لندھور اور مالک کو لیکر آتی ہین تو یہ خبر سنکر قہقہہ کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی اور کہنے لگا کہ یہ خدا پرست تو بڑے ہی زبردست ہین اُنسے کون مقابلہ کر سکیگا مین دو دیوون کو بھیجتا ہون کہ جا کر لندھور کو گرفتار کر لائین یہ کہکر جھنجان دیو اور غنجان دیو کو واسطے گرفتاری لندھور و مالک کے روانہ کیا اور یہان سینے کہ آسمان پری نے لندھور اور مالک کے لیے صحبت عیش و عشرت برپا کی تین پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط بلند رہا جب صحبت برخاست ہوئی اور مالک و لندھور اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے تو دیو بھی آپہونچے اور راستہ ہی سے ان دونون کو اٹھا لیگئے جب یہ دونون بالائے ہوا بلند ہوے تو بیہوشی ان پر طاری ہو گئی تا اینکہ اسی حالت سے سامنے قہقہہ کے پہونچے قہقہہ نے ان دونون کو طوق و زنجیر مین سلسل کر کے گرفتار کیا اور حکم دیا کہ ان دونون کو طلسم گلزار سلیمانی مین قید کرو اور یہان جو صبح ہوئی تو ہرکارون نے آسمان پری سے بیان کیا کہ شب کو لندھور اور مالک غائب ہو گئے آسمان پری نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ کہ یہ واقعہ اصل مین کیونکر گذرا اسی وقت ہرکارہ دیو گیا اور جا کر تحقیق کر کے واپس آیا اور عرض رسا ہوا کہ حضور شب کو جب لندھور و مالک آپکے پاس سے اُٹھ کر گئے تو بحکم قہقہہ جھنجان دیو اور غنجان دیو دونون کو قہقہہ کے پاس اٹھا لیگئے اور قہقہہ نے ان دونون کو مقید کر کے طلسم گلزار سلیمانی مین قید کرنے کو روانہ کر دیا آسمان پری نے یہ سنکر کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی ہم جاوینگے ہم بھی طلسم گلزار سلیمانی کی جانب روانہ ہوتے ہین یہ کہکر اسی وقت سامان سفر درست کر کے طلسم گلزار سلیمانی کی راہ لی بعد طے مراحل و قطع منازل طلسم گلزار سلیمانی کے قریب پہونچین تو گھوڑے کو تیز کرنے کا قصد کیا کہ اپنے تئین طلسم گلزار سلیمانی مین پہونچائین یہ ارادہ دیکھ کر عبدالرحمن جنی آگے آیا اور لگام فرس کو تھام کر عرض پیرا ہوا کہ حضور خوب واقف ہین اور اچھی طرح ماہر ہین کہ امیر کشور گیر اور اُنکے فرزندان باتوقیر نے اکثر طلسم کشائیان کی ہین اور بڑے بڑے معرکون پر فتحیاب ہوے ہین ابھی تک قہقہہ بہت دور ہے آپ طلسم مین جانے کا ابھی قصد نکرین تا وقتیکہ مین بذریعہ تو عبداللہ کی حلوم کر لون

کہ طلسم کشا کون ہے کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا ملکہ آسمان پری کو بھی یہ رائے پسند آئی اور
عبدالرحمٰن جنی سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے چلو بارگاہ بریانزرائین اور اطمینان سے قرعہ پھینک کر حال
طلسم کشا کا دریافت کر لو کہ یہ طلسم کون شکست کریگا اور کیونکر شکست ہوگا اب انکو مصروف قرعہ اندازی چھوڑ کے چند

چند کلمہ حال لشکر اسلام کے گوش ہوش سے سنیے

مرادیں مان رہا ہوں قضا کے آنے کی
کہ پھر کبھی نہیں یہ رات جا کے آنے کی
دم اخیر سمجھے اسکی کیا خوشی کم ہے
کہ اور راہ کھلی ہے بلا کے آنے کی
کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت
یہی تو وجہ ہے خلق خدا کے آنے کی
وہ سادہ دل ہوں کہ تا وقت پسین مجھکو
ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی
مری جلا رہے فرقت میں رات بھر ناشاد
نہ آگے جانے کی طاقت نہ جا کے آنے کی
ابھی تو کمسن ہیں باوجود شوخیاں انکی

بڑی گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی
تمہارے در پہ قیامت اٹھائے بیٹھے
کہ دیکھی چال تری مسکرا کے آنے کی
لگائے بیٹھے ہو مہندی ابھی تو شب وعدہ
کہ عادت آپکو ہے دن چڑھا کے آنے کی
خیال وصل سے کیونکر نہ ہو شادی مرگ
ابھی ہوئی ہے خبر بیوفا کے آنے کی
شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا
مجھے تو صبح ہے روز جزا کے آنے کی
رہی ہے منزل مقصود اے فقیری دور
پھر آرزو میں کرو گے حیا کے آنے کی

شب وصال نہ ٹھہرے حیا کے آنے کی
تمہاری عمر ہے ناز و ادا کے آنے کی
شگاف چرخ سے آہ و کیا ہوا حاصل
تمہیں امید ہے رنگ حنا کے آنے کی
وہ میری قبر پہ آتے ہیں خوب بن ٹھن کر
خوشی بھی اور خوشی دلربا کے آنے کی
مرا خیال تو آنے دیا دم آنے نگر
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی
بتا رہی ہیں نفس آہ میں نقاہت سے
خبر نہ تھی مجھے [illegible] کے آنے کی
رہ نوردان [illegible] تعالیٰ کی [illegible]

انجمن قصہ خوانی بساط قرطاس پر مسند سخن کو یوں گستردہ کرتے ہیں کہ جب ایرج نے یہ کلام کہا کہ اچھا ہماری
بہادری دیکھو گے اگر ہم جا کر امیر کو قید سے چھڑا لائیں جب تو بہادر ہیں اور یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر تیاری
میں مصروف ہوا اور بعد تیاری خدمت شاہ میں کہ حاضر ہوا لندھور [illegible] نے کہا کیجیے ہماری بہادری کا ظہور
فرمائیے ای ایرج اگر دست چپ کے ذہن میں آجائے تو زمرد شاہ کو مع اسکے وزیروں کے قتل کر آئیں [illegible]
نے کہا کہ اگر دست راستی چاہیے تو ایک حلقہ کمند میں زمرد شاہ مع اسکے وزیر اور کل سرداروں کے باندھ لائیں
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر اس سے کیا بحث ہے اب ہم جو کچھ کرینگے وہ سب بھی دیکھ لیں گے یہ کہکر شاپور کو
آواز دی کہ ای شاپور لاؤ ہمارے اسلحہ اور مرکب کہ اگر ہم ذرا ابھی تا ہی غلامی امیر میں کریں تو اپنا نام
ایرج نہ رکھیں یہ سنکر علم شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلیں گے اسلحہ اسباب تیار کرو لندھور [illegible] نے یہ
آمادگیاں دیکھ کر کہا کیا خوب کیا آپ ہی سب بہادر ہیں اور ہم نامرد ہیں ارے بیٹے [illegible] جو بعقاب [illegible] کاٹ کر
پھینک دیگا وہ میں ہوں ارے ہمارے سلاح اور مرکب بھی حاضر کر دار سے [illegible] آگاہ ہو کر ہم میں
شاہ جوانان روزگار جب بدیع الزمان نے بیٹے کو اسقدر مستعد پایا تو فرمایا کہ پھر ہم بھی چلیں گے ہم
کیوں یہاں رہجائیں غرضکہ تمام دست چپ اور دست راستی آمادہ و مستعد ہو گئے اور سب نے اسلحہ اور
پوشاکیں زیب جسم کرنے لگے اور ہر ایک کا یہ عزم ہے انشاءاللہ ہم ہی [illegible] کو سر کرینگے اور ہمیں امیر کو
چھڑا لائینگے دست چپ یہ قصد کر رہے ہیں کہ انشاءاللہ ہم ہی سبقت کرینگے دست راستی یہ کہہ رہے ہیں کہ دست
چپ کیا مجال رکھتے ہیں جو ہم سے سبقت کرینگے اس نیکنامی کے ہم بانشاءاللہ العزیز مستحق ہونگے غرضکہ جب
یہ خبر زمرد شاہ کو پہنچی کہ دست راستی اور دست چپ سب کا سب مسلح و مکمل ہو کر آتے ہیں تو زمرد شاہ

نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی ہی کہ حمزہ میری قید سے رہا ہو جائیگا وہ میرا مغضوب و مقہور بندہ ہی
قابل عفو نہین ہی کہ جو مین اسکی خلاصی کی تقدیر کرون بلکہ مین نے یہ تقدیر کی ہی کہ جو سب کے سب میرے
بندگان مغضوب میرے مقابلہ کو آتے ہین تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچے اور میرے مطیع اور
خاص الخاص بندے اُن سے اسطرح مقابلہ کرین کہ اُن کا نشان صفحہ زمین پر باقی نہ رہے اور یہ بھی مین
نے تقدیر کی ہی کہ آج جو بندہ میرا ان بندگان مغضوب سے فراری ہوگا اُسے مین کندہٴ دوزخ بناؤنگا
اور وہ میرے عقاب عظیم کا مستحق ہوگا یہ کہکر اپنے سردارون کو حکم دیا کہ سب کے سب جلد تیار ہو اور
ان بندگان مغضوب سے آج ایسا مقابلہ کرو کہ ان مین سے ایک بھی باقی نہ رہے اور تم اس امر مین
اطمینان رکھو کہ تم اُن کے ہاتھ سے مارے نہ جاؤگے مین نے آج ایسی تقدیر کی ہی کہ تم مین سے ایک شخص بھی
نہ ہلاک ہو اور یہ بندگان مغضوب سب کے سب ہلاک ہون ورنہ تو جب میرے عقاب عظیم کے ہون چنانچہ
غضنفر روئین تن نعیم خون آشام مطوش ملک قیصر ناوک انداز وغیرہ نامی آدمیون کو حکم دیا کہ تم میرے
ستون قدرت ہو جلد جلد تیار ہو بس جس وقت دیکھنا کہ یہ خدا پرست سوار ہوئے بس اسیوقت تم بھی تجمل
تمام سوار ہو جانا مین نے تقدیر کی ہی کہ تم فتحیاب ہوگے بختیارک نے کہا کہ اے لقا تم تو ابھی ابھی کچھ تقدیر
کیجا رہے ہو مگر خدا پرستون کی تدبیر کے آگے تمھاری تقدیر بیکار ہی زمرد شاہ نے کہا کہ نہین آج تمھاری
تقدیر انکی تدبیر سے بڑھ جائیگی بختیارک نے کہا کہ ہم تو یہ اکثر سن چکے ہین کوئی نئی بات فرمایئے لقا نے کہا کہ
اچھا آجکی بھی تقدیر دیکھ لینا بیان تو یہ سامان اور گفت و شنید ہو رہی ہی اور سامان لشکر اسلام کا حال سنیے کہ
اب بیان عیاران دست چپ اور عیاران دست راست مین مباحثہ شروع ہو گیا اور سب عیار بھی
مستعد جنگ ہو کر قتل کفار پر آمادہ ہو گئے بادشاہ اسلام نے جو یہ غل غپاڑا سنا عمرو سے فرمایا کہ
جاؤ خواجہ دیکھو تو یہ کیا ہی غضب شب کیسی مچی ہوئی ہی عمرو وہانسے اُٹھکر بدیع الزمان کے پاس آیا
اور عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے اس غضب شب کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا ہی حضور جا کر جو حال بیان
کیجیے دیتا ہون قران نے یہ سنکر کہا کہ دیکھیے ہم تو جب مین ملک قاسم کیا دق کر رہے ہین عمرو نے کہا کہ تمھین یہ سبب
کیا بحث آخر ارادہ کیا ہی قران نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا مطلب آپ اپنا ارادہ بیان کیجیے زرا آپکا کیا قصد ہی عمرو یہ
سنکر خاموش ہو رہے اور سامنے بادشاہ کے آکر بیان کیا کہ حضور عجب طرح کی غضب شب اور گٹ پٹ بھی ہو رہی ہی کوئی کسی کی
سماعت نہین کرتا تا اسلیے اس بحث مین استادی اور شاگردی بھی جاتی رہی کچھ عجب طرح کا ہر رنگ مچا ہوا ہی کہ مین
اتنا ضرور جانتا ہون کہ آج امیر ضرور رہا ہو جائینگے اس لیے کہ چاہے جو کچھ ہو مگر ارادہ سب کا واحد ہی ہر ایک
آج جان پر کھیلے ہوئے ہی کہ جان چاہے جائے خواہ رہے مگر امیر رہا ضرور ہو جائین یہ سنکر بادشاہ نے
کہا کہ اچھا نقارخانہ مین حکم ہو کہ بج جائے کہ لشکر مین طبل جنگ بجا دو اور تخت ہمارا برآمد ہو جب یہ خبر کارون
نے زمرد شاہ کو پہنچائی زمرد شاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی ہمارا تخت خدائی بھی نکالو غرض
ادھر سے بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہو کے تشریف لائے اور اُدھر سے لقا بے لقا
تخت چار فیل پر سوار ہو کے برآمد ہوا بختیارک عقب زمرد شاہ مورچل جھلنے لگا غرض کہ بطرے
کروفر سے دونون لشکر برآمد ہوئے اور سامنے صف بہ صف بیٹھے کھیٹے تماشا دیکھا کہ دونون جانب سے عیار
پیدا ہوئے اور نقارہ ہائے رزمی نوازش مین آئے پھر ہرے نشانون کے کھل گئے تو امیر نے اپنے دلمین

کہا کہ دیکھا چاہیے کیا انجام ہوتا ہے کہ یکایک دونوں لشکر مقابل ہوئے ادھر سے جوانان اسلام نے گھوڑے
مہمیز کیے اور ادھر سے زمرد شاہ نے آواز دی کہ ہان او ستونتانٹے و قریت حملہ آور ہو پس سنکر دی یہ آواز
سنکر فوج لقا سے مرزبان برآمد ہوا اور لشکر اسلام سے ایرج نوجوان باہر آیا بعد تگادرزنی کے مرزبان
نے ایرج پر عمود مارا ایرج نے عمود اسکا سپر پر روک کے ایک تیغہ اس زور سے مارا کہ مع راکب و مرکب
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے نورالدہر سے پکار کر کہا کہ اے نورالدہر دست چپون کے ہاتھ کی ضرب ملاحظہ
کی یہ سنکر نورالدہر نے بھی مرکب آگے بڑھا کر کہا کہ اے جناب دست راستیون کے بھی ہاتھ کی صفائی
مشاہدہ فرمائیے یہ کہکر نعرہ کیا کہ لشکر لقا میں اگر کوئی اور پہلوان ہو تو وہ بھی آوے یہ نعرہ سنکر
غضنفر روئین تن لشکر سے باہر آیا نورالدہر نے کہا کہ بڑھو آگے غضنفر روئین تن نے آگے بڑھکر کہا
کہ اے نورالدہر روک تو میری ضربت کو یہ کہکر ایک عمود نورالدہر کے مارا نورالدہر نے عمود اُس کا
روک کے کمر بند غضنفر کا پکڑ کے اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ سر اُس کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سر اُسکا
کاٹ کے نعرہ کیا کہ اے ایرج تو ایک ہیجڑے کو مار کے بہادری کا دعوے کرتا ہے ہمارے ایسے روئین
تن کو مار کے اگر کوئی دعوے کرتا تو بجا تھا یہ سنکر قاسم نے آگے بڑھکر قمطوش کو للکارا قمطوش صف لشکر
سے نکل کے باہر آیا اور آتے ہی گھوڑا قاسم کا ذبح کر ڈالا قاسم نے پیادہ پا ہو کر مع مرکب قمطوش کو
اٹھا لیا قمطوش مرکب سے کود کر بھاگ نکلا قاسم نے گھوڑے کو زمین پر دے مارا گھوڑا توفی الفور
پھڑک کر مرگیا اور قمطوش کو بھاگتے دیکھکر کرب نے آواز دی کہ بس اسی برتے پر قاسم کا مقابلہ کرنے
نکلے تھے اے لعنت ہو تجھ پر اور تو کچھ نہیں یہ آواز سنکر بھاگتے بھاگتے قمطوش نے ایک تیغہ کرب کے
رسید کیا کرب نے تیغہ اسکا خالی دیکر لپک کے ایک عمود جو مارا تو قمطوش زمین پر منہ کے بل گر کے
دم توڑنے لگا یہ رنگ دیکھ کر داراب بھی نکل آیا اور آواز دی کہ ہے کوئی پہلوان ایسا جو ہمارا مقابلہ
کرے یہ آواز داراب کی سنکر ایک پہلوان عظیم الشان لشکر لقا سے سامنے آیا اور ایک نیزہ
داراب کے رسید کیا داراب نے نیزہ اس کا رد کر کے لپک کر کمر بند تھام کر خانہ زین سے اٹھا کر بالائے
زمین پھینک دیا کہ کمر بند اُس کا ٹوٹ گیا اور بیچارا لٹ پٹ کے پیدل اپنے لشکر کی جانب بھاگا اب
امیر با توقیر قفس میں سے بیٹھے بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں اور ادھر بادشاہ
اسلام مسکرا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ واقعی آج تو یہ سب ضدم ضدا میں ایک دوسرے سے
عجب کارنمایاں کر رہے ہیں لڑائی کا ہر کو جانبازی ہو رہی ہو الغرض بعد اسکے جمشید و اسد سے
مقابلہ ہوا اسد نے جمشید کو زخمی کیا اور وہ زخمی ہو کر اسد کے سامنے سے بھاگا بعد اُس کے
بھاگنے کے ایرج نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کر کے ایسی جست کی کہ زمرد شاہ کے تخت پر ہو جگیا اور
جاتے ہی ایک لات اس زور سے زمرد شاہ کے رسید کی ملعون تخت سے ڈھلک کے نیچے گر پڑا اگر نہیں ایرج
نے آواز دی کہ دیکھو نورالدہر بہادری اسے کہتے ہیں بس جلدی سے ایک سائیس گھوڑا لیکر خدمت زمرد شاہ
میں پہونچا زمرد شاہ بعجلت تمام اُس گھوڑے پر سوار ہوا نورالدہر نے آواز دی کہ اے زمرد اگر مرد ہو تو
ذرا ڈٹ تو جا پھر مردوں کے ہاتھ کی صفائی اچھی طرح دیکھ یہ سنکر زمرد شاہ نے آگے بڑھکر نورالدہر
کے ایک تیغہ مارا نورالدہر نے وار تیغہ کا رد کر کے کمر بند زمرد کا تھام کر کے پوری قوت سے اچھال دیا کہ گر

اسکا ٹوٹ گیا اور منھ کے بھل زمین پر آیا اسکے گرتے ہی سائیس نے دوسرا مرکب حاضر کیا زمرد شاہ مرکب پر
سوار ہوا توریج نے آواز دی کہ او زمرد کجا رہ زمرد نے کہا کیون طرفے رمین بھتین بڑھو توریج نے کہا
اچھا ہم ہی آتے ہین یہ کہکر زمرد شاہ کے قریب آیا زمرد شاہ نے تیغہ مارا توریج نے تیغہ اسکا رد کر کے اس
زور سے ایک تلوار اسکے سر پر ماری کہ تا دو ابرو اتر آئی زمرد شاہ نے کہا کہ ارے افسوس مین نے
یہ تقدیر یون کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر کیسی تقدیر کی تھی اسنے کہا کیا معلوم بختیارک بولا کہ آپنے یہین
تقدیر کی مسلمانون نے تو یہ تدبیر کی ارے صاحب یہی دو باتین ہین تقدیر تدبیر آپ کی تقدیر نہین چلتی انکی تدبیر
پیش رفت ہوتی ہے اس اثنا مین ضیغم آپہونچا اور گردن مرکب توریج کی کاٹ ڈالی توریج جست کر کے میدان
مین آیا زمرد شاہ کو اتنی فرصت غنیمت معلوم ہوئی بختیارک اور فرامرز و ضیغم کو ساتھ لیکر بھاگ نکلا اور
در بند بارگر کی راہ لی توریج گھوڑے کے مرجانے سے مجبور ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ ایک کافر کا گھوڑا
انھین پسند آیا ایک ہی ہاتھ مین کام اسکا تمام کیا اور اس گھوڑے پر سوار ہو کے قتل شروع کیا جنگ مغلوبہ
واقع ہو گئی مسلمانون نے میمنہ کو میسرہ پر الٹ دیا اور قلب کو جناح پر باپ کو بیٹے کی خبر اور بیٹے کو
باپ کی اطلاع نہ تھی جو سوار مرتے تھے پیدل انکے گھوڑون پر بیٹھ جاتے تھے اور دریا کی طرف منھ کر کے
تیغ تیغ دیتے تھے جب گھوڑے بھاگتے تھے تو یہ ناکردہ کار سوار بے استوار دھڑادھڑ گر گر کے راہ جہنم
اختیار کرتے تھے غرض ایک ہنگامہ عظیم نمونہ قیامت صغری برپا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی
دشت نیر دھوائے رستخیز معلوم ہوتا تھا نگہدرون کے سر گھوڑون کی ٹاپون مین پامال تھے بھاگنے
راہ نہ ملتی تھی اس درجہ مسلوب الحال تھے غرض کہ لشکر کفار سے جسکی جان بچی اسنے سیدھی مقرہ
کی راہ لی اور وہان سے جا کر گولے برسانا شروع کیے مگر ایرج اور توریج تمام توپ خانون کو روندتے
پہاڑ کے قریب پہونچ ہی تو گئے ایرج گھوڑے کو مہمیز کر کے دروازہ پر پہونچ گیا نور الدہر نے یہ دیکھکر
رکھکر جو ایک جست کی تو دروازہ سے تجاوز کر کے اندرون قلعہ پہونچ ہی تو گئے اور خوب سا قتل و قمع
کیا جو بچ رہے قتل ہوے اور جو بھاگ گئے قلعہ سے مراجعت کرتے زیر عقاب بن ہوئے مگر نور الدہر
اور ایرج برابر ہی پہونچے تھے ایک قدم کا بھی آگا پیچھا نہین ہوا اور جب عقاب بن ہلانا شروع کی تو ایک نظر
اونچی کر کے جو دیکھتے ہین تو قفس امیر کا ندارد ایرج و نور الدہر نہایت ملول دلتنگ خدمت بادشاہ
مین آئے اور عرض کیا کہ اے جہان پناہ ساری محنت برباد ہوگئی امیر بلا لائے جو نہین ہین ہر چند کہ بادشاہ
کو بھی بہت صدمہ ہوا مگر ضبط کر کے کہا کہ خیر امیر کا تو حافظ حقیقی نگہبان ہے مگر ان مردکون کی فکر کرنا
چاہیے کہ زمرد ہاتھ سے جانے نہ پائے ذرا تجسس تو کرو کہ یہ مردود کس طرف بھاگا ہرکارے فورا آگئے اور آکر
اطلاع دی کہ حضور وہ بیشہ بارگر کی جانب چلا گیا بادشاہ نے اسی وقت ایک جام شربت طلب کر کے
آواز دی کہ ہے کوئی جوان ایسا جو تعاقب زمرد مین جائے ایرج یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ مین یہ جام
کو پیکر اس کام کو انجام دونگا اودھر سے نور الدہر آگے بڑھا کہ مین اس کام کا سرانجام کرونگا نتیجہ یہ ہوا
کہ دونون مین بحث ہونے لگی اور مناقشہ ہوتے ہوتے نوبت بجنگ و جدل پہونچی بادشاہ نے کہا کہ بھی
عجب طرح کی کس مپرسی کا عالم ہے کوئی سنتا ہی نہین کبھی ہم تو تخت سے دست بردار ہو ستم مین اب دونون کو
دیکھتے ہین کہ یہ کیا کرتے ہین مین نے بعد امیر کے اس لیے اس امر کو قبول کیا تھا اور دست بردار ہوا تھا کہ

استظام گرنے نہ پائے مگر جبکہ کوئی کسیکی ساعت ہی نہیں کرتا اور طوائف الملوکی کی کیفیت ہو رہی ہے تو ہم کیا کہیں جو جسکا جی چاہے وہ کرے ہم اس خود سری کو پسند نہیں کرتے جب بادشاہ نے متغیر ہو کر یہ کلام ارشاد فرمایا تو یہ دونوں سر جھکا کر خاموش ہو رہے اور تیغیں میانوں میں رکھ لیں کہ اس اثنا میں خواجہ عمرو آپہونچے بادشاہ نے کہا کہ خواجہ کہاں سے عمرو نے کہا کہ حضور ہم تو دورتے دوڑتے ہلاک ہو گئے بادشاہ یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب سوال از آسمان و جواب از ریسمان کہو طبیعت کی شستہ میں کھلیاں کی واہ واہ ان باتوں سے ذرا غصہ بادشاہ کا فرو ہوا اور کہا کہ دیکھئے ہو خواجہ یہ سب آپس ہی میں لڑے مرتے ہیں کوئی سنتا ہی نہیں اور سعادی سے کہو اگر بڑے دن تن میں تو پہلے مجھ سے تو مقابلہ کریں دیکھیں تو کیسے بہادر ہیں عمرو نے کہا کہ جہاں پناہ آپ کیوں غصہ کھاتے ہیں مجھے فرمائیے میں ابھی اسے اٹھا کر زنبیل میں ڈال لوں سارا جھگڑا پاک ہو جائے میں ایک مرتبہ رستم زمان کو زندہ زنبیل کر چکا ہوں جب سے وہ میری بہت کچھ پاسداری کرتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اچھا پہلے دست رستیون میں اس جام کو لیجاؤ بعد ازاں دست چلیو میں لیجانا عمرو پہلے دست رستموں میں نے گئے داراب نے جام اٹھا کر پی لیا اور دست چپیون میں تو پہچے اور دونوں اڑتالیس اڑتالیس ہزار سوار ساتھ لیکر تعاقب زمرد شاہ میں روانہ ہوئے بادشاہ نے لشکر میں طبل شادمانی بجوایا اور بلقیح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئے اب اس داستان کو تو یہیں چھوڑ دیا اور

دو کلمہ داستان لقاے بے لقا کے ملاحظہ فرمائیے

راہ پیا نکو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
آزمایا ہی نہیں ہم نے کئی باتوں میں
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا تا ہم
روشنی جسکی ہو ان تارے جڑی باتوں میں
دور گرد دست دعا ساتھ دعا کے چلتے
تو رقیبوں نے سمجھا لاہو مجھے باتوں میں
ہم سے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
کونسا دشمن عشاق ہے ان ساتوں میں
دل کبھو آگاہ تو ہو شیوہ عیاری سے
شام سے صبح ہوئی انکی مداراتوں میں

اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں
غیر کے سر کی بلائیں جو نہیں لیں ظالم
خاک رگڑنے کبھی دیکھی نہ [illegible] تو نہیں
تمہیں انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو
ہائے پیدا انہوں نے یاؤں رہے آنکھوں میں
ایسی ملاقات پہ رسنی بھی نہ کبھی شوخ و شریر
فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتوں میں
ہمنے دیکھا نہیں لوگوں کو تو لوم بھرتے
اسلئے آپ ہم آتے ہیں تری گھاتوں میں
وہ گئے دن جو رہی یاد بتوں کی اے داغ

یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتوں میں
کر رہے قتل کو بھی جان بچو باتوں میں
لے رسائی چاہنے لگے کو کہا نسے لاؤں
لطف ان باتوں میں آتا ہے کہ ان باتوں میں
جلوہ یار سے جب بزم میں غش آیا ہی
تری آنکھوں کبھی فتنے میں تری باتوں میں
ہفت افلاک میں لیکن نہیں کھلتا یہ حجاب
جنکی شہرت بھی یہ ہرگز نہیں ان باتوں میں
وصل کیسا وہ کسی طرح بہلتے ہی نہ تھے
رات بھر ابتو گذری کی ہے مناجاتوں میں

رہروان منازل نکتہ دانی و مسافران مراحل سحر زبانی ابلق سخن کو صحراے معانی میں یوں جولان کرتے ہیں کہ لقاے بے لقا کا بھاگا راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر ایک صاف و شفاف پتھر ملا بختیارک و زمرد شاہ اس پتھر پر بیٹھ گئے زمرد شاہ سنبھلکر اپنے حال زار پر رونے لگا بختیارک نے کہا کہ روتے کیوں ہو اچھا میں اپنی کتاب تمدی دیکھتا ہوں کیوں تو میں کیا نکلتا ہے یہ کہکر کتاب کھولکر حساب نجوم کل حال معلوم کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے لقا مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص اہل اسلام سے پیدا ہوگا اور تمھیں خون کے آنسوؤں سے رلوائیگا زمرد نے کہا کہ آیا کیا حال ہوگا ابھی بختیارک جواب دینے نہ پایا تھا کہ ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا اور آواز گھوڑوں کی سنائی دی نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک فوج عظیم چلی آتی ہے

اور چار آسمان معلق زمین پایا ستادہ ہین بختیارک آگے بڑھا اور وہان لشکر سے پوچھا کہ یہ کسکا جاہ و جلال
ہے اور کون صاحب اقبال ہے لوگون نے کہا کہ خداوند زمرد ہند شقاق واسطے طرفداری لقا کے آتا ہے یہ سنکر
بختیارک تو ناچنے لگا اور لقا بہت خوش ہوا اور یہ آسمان اصل مین چار فرسخ کے طویل و عریض ہین
اور ایک گز وہ زمین سے اونچے ہین اور ایک ایک زنجیر انمین لٹک رہی ہے اور آواز آتی ہے کہ لقا زنجیر
کو ہلاوے جب لشکر قریب آیا تو لقا نے آگے آکر اسکی زنجیر کو ہلایا زنجیر کے ہلاتے ہی نیزا سا آتا ہین ایک ہی مرتبہ بیدم ہوگئین
اور کوئی شخص مگر زنجیر لقا کی پکڑ کر اٹھا لیگیا اور آنکھین زمرد کی بند ہوگئین اسیطرح تھوڑی دیر کے بعد
آنکھین کھلین تو اپنے کو گویا آسمان چہارم پر پایا فرعون شاہ ثانی کو تخت پر متمکن دیکھا اسطرح کہ وہ خود بیچ
مین بیٹھا ہوا ہے اور اسکے فرزندان سپہ سالار اسکے گرد و پیش بیٹھے ہوے ہین زمرد شاہ نے اپنے دل مین کہا کہ
بختیارک ہوتا تو دیکھتا اور حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ ناگہان نظر اسکی بختیارک وغیرہ پر پڑی زمرد شاہ
نے کہا کہ ترتیب بیان کیونکر آئے بختیارک نے کہا کہ جسطرح آپ تشریف لائے اسیطرح سجدہ کیجیے لقا نے کہا کہ
مین نے یہ تقصیر نہین کی ہے فرعون نے کہا اے لقا سن اصل یہ ہے کہ بالکل خدائی مین ہین نصف خدائی تجھے
دیدی تھی اور نصف اپنے واسطے باقی رکھی تھی جب تیری خدائی مین بٹہ لگ گیا اور وہ جاتی رہی تو تو بندہ ہوگیا
اور سجدہ تجھپر لازم ہوا مین نے تجھے سجدہ معاف کیا اسلیے کہ کسی کو مرتبہ بزرگ دیکر ذلیل کرنا چاہیے یہ کہکر
تخت خاص زمرد شاہ کو عنایت ہوا اور دیگر اشخاص ہمراہیان زمرد شاہ کو کرسیان رحمت کی گئین زمرد
بکروفر تمام تخت خاص پر جا گزین ہوا فرعون ثانی نے بختیارک کو شیطان صفت دیکھکر لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہے
لقا نے کہا کہ میرا عزازیل قدرت نام ہے فرعون نے کہا کہ مین نے بھی اسے اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور یہ
کہکر بختیارک کو اپنے برابر تخت پر جگہ دی اور کہا کہ اے بختیارک یہ مسلمان تو تخت بدلا مین یہان ہوچکا ان
لوگون نے کیا کیا آفتین برپا کین بختیارک نے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کرنا شروع کیا ابھی کلام بختیارک
کا تمام نہ ہوا تھا کہ یکایک نعرہ داراب و توریج کا سنائی دیا بختیارک نے آواز داراب و توریج کی سنکر کہا کہ
صلوٰۃ بر محمد و آل محمد فرعون نے کہا کہ کیا ہے بختیارک نے کہا کہ شاید مبارزان اسلام سے کوئی آیا ہے جواب
جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو داراب اور توریج کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگاتے چلے آتے ہین بس جیسے
ہی قریب پہنچے فرعون نے آواز دی کہ جلد ان دونون کو ریسمان قدرت مین جکڑ لیو یہ سنتے ہی چارطرف
سے چار سو کمندین داراب و توریج پر پڑگئین اور یہ دونون گرفتار ہوگئے تیمرا ہی انکے ہزیمت خوردہ لشکر
اسلام کی جانب روانہ ہوے اور داراب و توریج کو مطوق و مسلسل کرکے سامنے فرعون کے لیگئے کہا اچھا
ان دونون کو لیجاؤ اور قندیل آتش مین قید کرو غرض یہ تو قندیل آتش مین جو آسمان سے باتین کرتی تھی
لٹکا دیے گئے اور فرعون نے اپنے لوگون مین منادی کرادی کہ جو کوئی جوان الیاس اسلامیون تک پہنچی گری
کرے یہ سنکر ایک گبر فیل پیکر قہرش نامے سامنے آیا فرعون نے دبیر عطارد تحریر کو بلا کر نامہ لکھوایا اور
اپنے مہر و دستخط سے مزین کرکے نامہ اسکے حوالہ کیا اس نے نامہ لیا اور سلام کر کے روانہ ہوا ادھر بیان بادشاہ
اسلام اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک آواز فریاد و الغیاث کی بلند ہوئی بادشاہ نے کہا دیکھو
تو یہ غل کیسا ہے وہ گئے اور بعد تحقیق آکر حال گذارش کیا کہ حضور ایک گبر آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین خداوند
فرعون کا نامہ دار ہون اور کہتا ہے کہ ہمارے خداوند کے پاس چار آسمان معلق ہین چار فرسنگ کے طول و عرض کے جنین

آفتاب بھی نکلتا ہے ماہتاب بھی فروزان ہوتا ہے ستارے بھی نکلتے ہیں ابر بھی آتا ہے بجلی بھی چمکتی ہے مینہ بھی برستا ہے
فوج اسکی زیر زمین رہتی ہے اور خود فلک چہارم پر جلوہ افروز رہتا ہے اُسنے لقا کو بھی اپنے پاس بلوا لیا ہے اور
تورج و دارابُ کو بھی قید کرلیا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا ملعون و نابکار ہیں اپنی اپنی جگہ معاذ اللہ خدا بنے
ہوئے بیٹھے ہیں خیر بھی اُسے بلاؤ جب وہ بارگاہ کے اندر آیا نامہ بادشاہ کے حضور میں پیشکش کیا بادشاہ نے نامہ
ملاحظہ فرمائے جواب جنگ تحریر فرمایا اور اُسے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اب کوچ کرنا چاہیئے یہ فرماکر پہلوان عادی
کو حکم دیا کہ بارگاہ لیکر چلے عادی نے اُسیوقت کل اسباب سفر درست کیا اور پیش خیمہ و بارگاہ وغیرہ لدوا کر
روانہ ہوا چار فرسنگ کے فاصلہ پر لشکر فرعون سے بارگاہ برپا کردی گئی اور خیمہ ہائے سرداران نصب ہوگئے
بادشاہ اسلام بھی نہضت فرما ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
جب کہ فرعون کو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ اسلام بہ ارادہ جنگ آپہونچے تو اُسنے پھر قہرش کو ایک نامہ بہ تعین
روز جنگ دیکر روانہ کیا ابھی بادشاہ اچھی طرح مطمئن ہوکر نہ بیٹھے تھے کہ ایک ہرکارہ نے آکر عرض کیا کہ حضور
فرعون کا ایلچی پھر آتا ہے بادشاہ نے عادی سے کہا کہ ایلچی کو آنے دینا پہلوان عادی دروازۂ بارگاہ پر آکے
قیام کیا کہ ایک تھوڑی دیر بعد ایلچی سامنے آیا دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ آہن کے بیٹھا ہوا ہے اسلیے کہ عادی
مسافت راہ طے کیے ہوئے بیٹھا ہوا تھا عادی کا رعب و دبدبہ اُس شخص پر ایسا چھایا کہ گھوڑے سے اُتر کر دوڑ
کے عادی کو سلام کیا عادی نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ نامہ بر فرعون عادی نے کہا کہ اچھا
ٹھیرا رہ ہم اطلاع کرلیں تو پھر جواب دیں یہ کہکر عادی بارگاہ کے اندر آیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا
بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ آنے دو ہمنے تو پہلے ہی سے کہہ رکھا تھا غرضکہ عادی نے آکر اُس شخص سے
کہا کہ جا تجھے ہمارا بادشاہ تحسین طلب کرتا ہے یہ سنکر وہ شخص بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ عظیم الشان و رفیع المکان کو
دیکھکر ہوش اُسکے جاتے رہے مودب ہوکر سامنے بادشاہ کے ٹھیر رہا جب بادشاہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو وہ
باآداب تمام بادشاہ کو تسلیم بجا لایا بادشاہ نے عمرو کو اشارہ کیا عمرو اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس ایلچی کے پاس آیا
اور کہا کہ نامہ لاؤ قہرش نے جو شکل عمرو کی دیکھی متحیر ہوگیا پوچھا کہ آپ کون ہیں عمرو نے کہا مجکو عمرو عیار کہتے ہیں غرضکہ
قہرش نے وہ نامہ عمرو کے حوالہ کیا کہ بادشاہ کی خدمت میں پہونچا دو عمرو اس نامہ کو لیکر حاضر خدمت شاہ ہوا
اور نامہ حضور میں شاہ جمجاہ کے پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو بغور تمام پڑھکر اپنے منشی سیف ذوالیدین کے
حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ جواب اس نامہ کا جنگ تحریر کرو منشی نے وہ نامہ لیکر جواب لکھا اور بادشاہی مہر
ثبت کرکے لفافہ کیا اور حوالہ نامہ بر کردیا قہرش اس نامہ کو لیکر تسلیم بجا لاکے مرخص ہوا اور نمرود
کے پاس پہونچکر جواب نامہ کا حوالہ نمرود کیا نمرود نے نامہ پڑھکر فرعون کے سامنے پیش کیا فرعون نے نامہ
پڑھکر حکم دیا کہ بہتر طبل جنگ بجایا جاوے یہ حکم سنکر عرش بن فرعون باپ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار میں چاہتا ہوں کہ حضور میرے نام سے طبل جنگ بجوائیں فرعون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے
اس مقام پر یہ بات بھی عرض کرنا ضروری معلوم ہوئی کہ فرعون کے چالیس بیٹے ہیں ناظرین کو یاد رہے
غرضکہ لشکر فرعون میں عرش بن فرعون کے نام سے طبل جنگ بجوایا گیا جب یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی تو
لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری سامان جنگ میں بسر ہوئی دونوں لشکر میں
صدائے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی اب ان دونوں لشکروں کو تو تہیۂ جنگ میں اس مقام پر چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان حال غائب ہونے امیر با توقیر کے قفس کا اور کیفیت رہائی امیر کشور گیر ملاحظہ فرمائیے

انقلاب کشش عشق جو پیدا ہوتا
کیا برا تھا مرض عشق جو اچھا ہوتا
شرم توبہ مجھے میخانہ میں رسوا کرتی
آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا

دست یوسف میں گریبان زلیخا ہوتا
طاق تھا شغلۂ ناز حسینان افسوس
زہر تھا سبب خندۂ مینا ہوتا
میں وہ مجنون ہوں اگر نقش قدم سے کھینچے

جی بہلتا تھا سیماب سے ورنہ مجھکو
زندہ ہوتا تو ہزاروں کا تقاضا ہوتا
جل کے مقتل ہی میں اس ترک کا دامن اٹھتا
دامن گلشن فردوس بھی صحرا ہوتا

محبوسان قفس داستان کہن و اسیران سلسلۂ زلف سخن قیدی مضمون کو قفس تحریر سے رہائی دیکر میدان بیان میں اسطرح قدم انداز کرتے ہیں کہ جب ایرج نے زمرد شاہ کو تخت پر سے لات مار کے گرا دیا تو اسی وقت دیو گیر نگ درمیان جنگاہ سے قفس امیر کامیاب عقابین سے جدا کر کے جانب جا ئیلقاے بھاگا امیر اس پنجرے میں بیٹھے ہوئے سیر صحرا دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک علم اژدہا پیکر سامنے سے نمودار ہوا اور آواز یا **صاحبقران** کی پیدا ہوئی امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ علم میرا ہی ہو مگر جب بہ نظر غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کا علم ہے اور زیر سایہ علم ایک **نقابدار** تخت جواہر نگار پر متمکن ہے اور چار دیوان زبردست اس تخت کو اپنے سر پر اٹھائے ہوئے اور بارہ ہزار دیو گرد و پیش اس تخت کے آ رہے ہیں اب ادھر تو امیر اپنے دل میں کہ رہے ہیں کہ یہ کون شخص ہے اور ادھر آسنے جو دور سے ایک دیو کو آتے دیکھا اور اسکے سر پر کوئی چیز دکھائی دی ایک دیو سے پوچھا کہ سر پر اس دیو کے کیا شے ہے اس دیو نے عرض کیا کہ حضور ایک آدمی قفس میں بیٹھا ہوا ہے اس تخت نشین نے حکم دیا کہ اچھا اس دیو کو پکڑ لاؤ یہ سنتے ہی تین چار دیو اس دیو کے پیچھے دوڑ پڑے وہ دیو تین چار دیوون کو آتے دیکھکر پنجرا امیر کا زمین پر رکھکر بھاگ نکلا دیو اس قفس کو اٹھا کر سامنے لائے **نقابدار** نے کہا کہ اچھا ہمارا تخت بھی زمین پر رکھ دو اور دروازہ قفس کا کھولو اسیوقت تخت **نقابدار** کا زمین پر رکھ دیا اور دروازہ قفس کا کھول کے امیر کو **نقابدار** کے سامنے لائے **نقابدار** نے پوچھا کہ تم کون ہو امیر نے فرمایا کہ **صاحبقران** یہ سنکر **نقابدار** نے امیر کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور دیوون سے کہا کہ قید انکی کاٹو امیر نے فرمایا کہ قید کاٹنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود قید توڑ ڈالونگا یہ کہکر کل قید کو امیر نے توڑ ڈالا **نقابدار** نے کہا کہ میں بھی **صاحبقران** ہوں اور دعوی صاحبقرانی رکھتا ہوں آپ کو لازم ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور مرکب اور تبرکات انبیا علیہم السلام میرے حوالہ فرمائیے اور اگر نہ دیجئے گا تو میں بزور شمشیر لیلونگا امیر نے فرمایا کہ اس طرح تو بہت سے لوگون نے دعوی صاحبقرانی کیا ہے مگر میں نے بحکم خدائے لایزال سب کو حلقہ بگوش کیا اور کوئی مجھسے مقابل ہو کر سرسبز نہوا **نقابدار** نے کہا کہ اچھا چلو ہم ابھی آپ سے آپ کے لشکر میں آکر مقابلہ کرینگے امیر نے ارشاد کیا کہ بہتر کیا مضائقہ ہے یہ سنکر **نقابدار** تخت سے نیچے اترا اور دیوون سے حکم دیا کہ بہت جلد آپ کو لشکر اسلام میں پہونچا دو ہر چند امیر نے استفسار نام و نشان میں اصرار بلیغ کیا مگر **نقابدار** نے انکار ہی کیا اور مطلق اپنا نام و نشان نہ بتایا دیو امیر کو لیکر لشکر امیر کی طرف روانہ ہوئے اور راہ لشکر اسلام اختیار کی اب امیر کو راستہ میں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لشکر اسلام سماعت فرمائیے

راویان خوش تقریر و محرران اخبار صداقت پذیر اس مضمون بے نظیر کو صفحہ قرطاس بلاغت اساس پر یون

تسطیر کرتے ہین کہ رات بھر لشکر فرعون و لشکر اسلام مین طیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عرش پسر فرعون شاہ نے صف لشکر سے باہر نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی
پہلوان ایسا لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ کے لیے لشکر سے باہر آئے پس یہ نعرہ سنکر مہلیل جنگ عراقی لشکر
اسلام سے باہر آیا بعد تلوار زنی کے نوبت نیزہ بازی آئی بعد سو دو سو طعن کے عرش بن فرعون نے نیزہ عراقی
کا ہوائی کیا عراقی نے تلوار ماری عرش نے تلوار اسکی رد کر کے پوری قوت سے ہاتھ عراقی کا اسلحہ پکڑ کر
گھسیٹا کہ عراقی خانہ زین سے اکھڑ کر زمین پر آیا فرعون کے بیٹے نے مہلیل کو کمند مین گرفتار کر لیا اور اسکی
خدمت فرعون مین روانہ کیا بعد اسکے پھر عرش نے نعرہ کیا کہ اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے آواز اسکی سنکر
عراقی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل مہلیل اسیر کمند عرش ہو کر گرفتار کیا گیا پھر اسنے نعرہ کیا کہ اور جو
باقی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے پہلوان و مغنی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل اول و ثانی گرفتار ہوا الغرض
شام کے قریب تک پانچ چھ پہلوان لشکر اسلام کے عرش نے باندھ کر باپ کے پاس روانہ کیے کہ ان سب کو قید کرو
بعد اسکے نعرہ کیا کہ واہ کیا ایسے ہی لشکر اسلام مین سب بزدل جمع ہین کہ دو ہی چوٹون مین گرفتار ہو گئے اور ایک
ایک لحظہ مین مین نے باندھ لیا ارے اگر کوئی جوان قوی ہیکل تمہارے لشکر مین ایسا ہو کہ جو گھڑی دو گھڑی تو ہمارے
سامنے ٹھہر سکے اسے بھیجو کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے اور نہین تو کہدو کہ اب ہمارے یہان کوئی مبارز باقی نہین ہے
اطاعت ہماری قبول کرو پس یہ سنکر اسد کو غیظ آگیا اور مرکب کو مہمیز کر کے عرش بن فرعون کے مقابل آیا
اور پکارا کہ بڑھ آگے پس عرش نے آتے ہی ایک تیغہ اسد کے حوالے کیا اسد نے تیغہ اسکا رد کر کے کمربند اسکا پکڑ کے
مرکب سے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اپنے مرکب سے اتر کر اسے قید کر کے جانب لشکر مراجعت کی قریب تھا کہ
جنگ مغلوبہ واقع ہو جائے کہ فرعون نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کو واپس آئے
فرعون نے اپنے تخت پر بیٹھکے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام جو مقید ہو کر آئے ہین انکو ہمارے سامنے طلب کرو بموجب
حکم اسی وقت مہلیل جنگ عراقی وغیرہ پانچ سردار جو عرش کے ہاتھ سے زیر ہو کر قید ہو گئے تھے سامنے فرعون
کے حاضر کیے گئے فرعون نے انسے کہا کہ سجدہ کرو یہ سنکر سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا کہ تو کون نابکار ہے جسے ہم سجدہ
کرین ہمارا مسجود اور معبود وہی ایک خدائے یگانہ و بیگانہ ہے جسکی ہم سب پرستش کرتے ہین اور ہم اور تو دونون اسی کی
مخلوقات سے ہین اگر وہ چاہے تو ابھی تجھکو اس دریدہ دہنی اور اس دعوے خدائی کی دنیا ہی مین ایسی سزا دے کہ
مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر ملال پر گریہ کنان ہون پس یہ سنکر فرعون کو غیظ آگیا اور حکم کیا کہ ان
سب کو تہ تیغ کرو یہ سنکر قہرش عرض پذیر ہوا کہ اے خداوند غلام کے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ حضور انھین قتل نہ
کرین اور سوائے قتل کے ہر ایک سزا جو حضور تجویز فرمائین یہ سب دریدہ دہن اسکے مستوجب و مستحق ہین کیونکہ
خداوندزادہ مسلمانون کی قید مین ہے اگر خداوند نے انھین قتل کیا تو پھر اس صورت مین خدشہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمانون
کے ہاتھ سے کوئی چشم زخم خداوندزادہ کو نہ پہونچے یہ سنکر فرعون کچھ دیر تک دریائے فکر مین غوطہ زن رہا اور بعد فکر و
تامل گویا ہوا کہ اے قہرش رائے تیری صائب ہے مین نے تدبیر کی کہ ان مسلمانون کو قندیل آتش مین قید کرو
بموجب حکم یہ سب قندیل آتش مین مقید ہوئے اب لشکر اسلام کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ اسد جو عرش کو
باندھ کے خدمت شاہ مین واپس ہوا تو بادشاہ اسلام بھی اسد سے بہت خوش ہوئے اور نہایت تعریف کی
اور بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ اسد نے واقعی بڑا کار نمایان کیا کہ اتنے بڑے کافر عنید کو اس پھرتی اور

چالاکدستی سے ایسا جلد باندھ لیا اسد نے یہ سنکر اپنی جگہ سے اٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ جہان پناہ اب
اس قیدی کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد قتل کرنا اسکا ابھی مناسب نہین ہے
امیر والا تدبیر بھی نہین ہین اور سردار ہمارے فرعون کی قید مین ہین ای اسد تم اسے اپنے ہی پاس قید رکھو
مین نے اسے تمہارے ہی حوالے کیا اسد سلام کرکے خوشی خوشی عرض کو لیے ہوئے اپنے خیمے مین آئے اور اسے بھی
قمور کے ساتھ قید کیا ؎ قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو ۔ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔
یہان تو یہ کیفیت ہی اور وہان فرعون نے بعد مقید کرانے سرداران اسلام کے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا
یہ خبر جاسوسون نے بادشاہ اسلام کے سمع اقدس مین گذرانی کہ فرعون نے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا ہے
کہ کل کے روز میدان مصاف مین نکلکے آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کرے بادشاہ نے فرمایا کہ پھر کیا حرج ہے
بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے قاسم نے عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو
تو میرے نام سے طبل رزم بجوائیے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر کیا مضائقہ ہی نقارخانہ مین حکم بھیجا کہ قاسم کے
نام سے طبل جنگی نوازش پاین کے بموجب حکم اسیوقت لشکر اسلام مین بنام قاسم طبل جنگی نوازش مین آیا ؎
نقارہ آواز آمد عجیب ۔ کہ نصر من اللہ و فتح قریب ۔ نوبت بایںجا رسید کہ شب بھر دونون لشکرون مین آلات
حرب و ضرب کی صفائی سامان جنگ کی درستی ہوا کی کمانین گوشہ چشم سے دشمن کے نشانہ بازی کے لیے لیس
تھین تیرون کے دل سے دشمن کے جگر کے پار ہونے کی خلش تھی نہ تھی پیکانین لیلی جانستانی کی کھٹک مین غیرت
آہ ولدوز قیس تھین کلاہ خود تیشہ فرہاد سے بڑھکر جان شیرین عدو لینے پر آمادہ تیزہ جگر خراش مرگ دشمن پر دلدادہ
شمشیر جانستان خم ابرو جانان کی طرح خون کی پیاسی بزدلون مین عجب طرح کی اداسی غرض کہ رات بھر
دونون لشکرون مین یہی شور و نشور برپا رہا جب آثار صبح نمایان ہوئے دونون لشکر میدان مین کئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال اس طرف سے نمرود اپنے اسپ قدرت پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا ہی کوئی بہادر
لشکر اسلام مین جو میرا مقابلہ کرے یہ آواز سنکر قاسم اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ ہم تم سے مقابلہ
کرینگے غرض دونون جوان پہلے نگاہ و رزن ہوے بعد نگاہ رزنی کے نمرود نے نیزہ اٹھایا قاسم نے نیزہ اسکا
رد کرکے اپنا نیزہ اٹھایا غرض دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بلبلین گتھی ہوئی ہین یا دو
زلفین کسی محبوب کی باہم پیچیدہ ہو گئی ہین غرضکہ بعد نیزہ بازی کے نمرود نے عمود اٹھایا قاسم نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا وار اسکا خالی گیا پس قاسم نے مرکب اپنا جھکا کر اسکے پہلو مین آکر چاہا کہ عمود اسکا چھین لین
مگر ممکن نہوا نمرود نے پلٹ کر قاسم کو پشت زین سے اٹھاکر باندھ لیا اور نعرہ کیا کہ اگر اور کسی پہلوان مین دم
دعوے ہو تو وہ بھی میدان مین نکل کر اپنا حوصلہ پورا کرے یہ سنکر بدیع الزمان میدان مین آئے نمرود نے
بدیع الزمان کو دیکھکر مرکب اپنا بڑھایا اور بعد نبرد خورد بدیع الزمان کو بھی مثل قاسم گرفتار کر لیا اور طبل بازگشت
بجوا کر اپنی فرودگاہ کی طرف مراجعت کی قاسم ابھی دعا کر رہے تھے کہ خدایا بدیع الزمان بھی مثل میرے میرے
ساتھ قید ہو جائے کہ یکایک بدیع الزمان بھی مطوق و مسلسل سامنے سے نمودار ہوے قاسم نے کہا کہ چچا جان دعا
میری خوب قبول ہوئی ہمارا اور آپکا یہان بھی ساتھ ہوا بھلا چچا جان رفاقت ہو تو ایسی ہو اور کسی ساتھ ہو تو ایسا
تو ہو کہ قید مین بھی باہم رہے بدیع الزمان نے کہا واہ بھتیجے واہ تم یہی چاہتے تھے کہ مین بھی تمہارے ساتھ
مستوجب بدنامی ہون اور مبتلائے عتاب جس ہون ثمرہ رفاقت تو یہ تھا کہ تم میری فتح و فیروزی کی دعا

کرتے نہ کہ برخلاف اسکے یہ کہکر بدیع الزمان ہنس دیے ابھی ان دونون مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مرتبہ
کسی نے قاسم اور بدیع الزمان کا کمربند پکڑکے اٹھالیا اور زمرود کے پاس آسمان چہارم پر حاضر کیا اب قاسم و
بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک کافر بدبخت تخت پر بیٹھا ہوا ہے حسب عادت بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا مگر غیب سے آواز آئی کہ علیکم السلام زمرود نے کہا اے بندگان مغضوب سجدہ کرو قاسم و بدیع الزمان نے کہا
کہ تو کون نابکار ہے جسے ہم سجدہ کرین ہم سوائے خداوند یگانہ و فرزانہ کے اور کسی کو سجدہ نہین کرتے وہی معبود ہے اور
وہی لائق پرستش اور سجود ہے اور تو بھی مثل ہمارے ایک بندہ آسی کا ہے مگر صالح اور طالح کا فرق ہے یہ سنکر زمرود مغلوب الغضب
ہوگیا اور حکم دیا کہ ان دونون کو بھی قندیل آتش مین قید کرو یہ بھی بحکم زمرود قندیل آتش مین مقید ہوے جب یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی کہ قاسم و بدیع الزمان بھی آسمان چہارم پر قندیل آتش مین گرفتار ہوے تو بعد فکر و تامل بسیار
شاہ جمجاہ نے عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ مجھے عجب طرح کا تحیر ہے کہ یہ آسمان اس مردود نے کس طلسمات کے بنائے
ہین اور اسمین کیا بھید ہے کہ فوج اسکی تو زمین مین اور خود بالائے آسمان ہے اور جسے لشکر مین قید کرتا ہے اسے کچھ
دیر کے بعد آسمان پر کھینچ بلاتا ہے اے خواجہ جو اس طلسمات کو جا کر دیکھ آئے اور بعد تحقیق حال مجھسے آکر راست راست
بیان کر دے تو تین ہزار طومان اسے نقد انعام دونگا عمرو نے کہا ہان حضور بات تو معقول ہے پھر
کسی کو تجویز کیجیے بادشاہ نے کہا یعنی تمھین کسی کو تجویز کرو عمرو نے کہا کہ مین آپ سے بہتر تجویز نہین کر سکتا ہون
بادشاہ نے کہا کہ اچھا ہم تو تمھین کو تجویز کرتے ہین عمرو نے کہا حضور مین بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ جی ہان آپ عمرو نے
کہا کہ حضور مین نہین جاؤنگا مجھمین اب قوت نہین ہے بڈھا ہوا اب نہ ویسی فکر نہ ویسے ہاتھ پاؤن بادشاہ سمجھے کہ
عمرو کے جی مین مدنظر یہ ہے کہ کچھ اور بڑھین فرمایا کہ اچھا بھئی دو ہزار طومان دینگے غرض دو ہزار طومان کا نام سنکر کچھ
عذر معذرت کرتے نہین ہان کرنے لگے آخر کار کہا کہ ؎ ہرچہ از دوست میرسد نکوست یہ کہکر صورت اپنی تبدیل کی
اور بانائے عیاری سے چست و چالاک ہو کر سمت لشکر زمرود شاہ روانہ ہوے اور لشکر مین داخل ہوکے کل حال
رتی سے ریزہ تک دریافت کرکے چلتے تھے کہ لشکر اسلام کی جانب مراجعت کرین کہ یکایک کوئی کمربند
عمرو کا پکڑکے اڑا لیگیا عمرو نے شور کیا کہ ارے تو کون ہے اور کیون مجھے لیے جاتا ہے اے اگر عمرو کے دھوکے
لیے جاتا ہے تو مجھے چھوڑ دے مین عمرو نہین ہون مجھے کس علت مین گرفتار کیا ہے مگر وہ کب سنتا ہے عمرو کو اڑا
لیے چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے اور آنکھ عمرو کی کھلی دیکھا کہ امیر با توقیر ایک
تخت جواہر نگار پر متمکن ہین اور چار دیو دست بستہ سامنے کھڑے ہوے ہین عمرو آگے بڑھکر شرف قدمبوسی سے
مشرف ہوے امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ عمرو اچھی طرح تو ہے عمرو نے کہا کہ حضور شکر خدا کہ بعد
ایک مدت کے حضور کو صحیح و سلامت دیکھا لیکن آپ کو کیونکر خبر ہوئی جو آپ نے دیو کو بھیجکر اٹھوا لیا اور اگر
دیو مجھکو کھا جاتا تو کیا ہوتا امیر نے فرمایا کہ بھئی اتنی مجال نہ تھی یہ سب ہمارے تابعدار ہین کھانا ایسا ہنسی کھیل
ہے اچھا خیر کچھ حال زمرود شاہ کا بیان کرو کہ اس سے کیا ٹھہری عمرو نے کل روداد تا حال زمرود بیان کی امیر نے
ارشاد کیا کہ اچھا ہمارا مرکب اور اسلحہ جلد لاؤ اور خبر میری لشکر مین پہونچاؤ عمرو نے کہا بہت مناسب اسیوقت
امیر نے ایک دیو کو حکم دیا کہ عمرو کو پہونچا دے اور پھر لے آئے غرضکہ عمرو گئے اور سبھون کو خیر مقدم امیر کی
خبر دیکر گھوڑا اور ہتھیار لیکر خدمت امیر مین روانہ ہوے جب خدمت امیر مین پہونچکر گھوڑا اور اسلحہ حاضر کیے
تو امیر نے دیوون کو رسید دے کر رخصت کیا اور خود سوار ہو کر داخل لشکر ہوے سرداران لشکر اسلام

پیشوائی کر کے امیر کو لے گئے امیر لشکر مین داخل ہو کر بارگاہ مین جلوہ افروز ہوے اور منشی کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ
نمرود کو لکھو منشی نے اسی وقت نامہ لکھکر پیشکش کیا امیر نے نامہ لیکر حکم دیا کہ جام کا عفریت اور بیڑا لاکر جلد ایک
کرسی پر رکھو اسی وقت جام اور بیڑا لاکر کرسی پر رکھ دیا گیا امیر نے آواز دی کہ ای بہادرو تم مین سے کوئی پہلوان
ایسا ہی کہ اس جام کو پیئے اور یہ نامہ اپنی پگڑی مین مضبوط باندھکے بارگاہ سے نکل کر بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
لشکر نمرود کی جانب روانہ ہو یہ کلمہ سنکر ایرج اپنی جگہ سے اٹھے اور جام پیکر بیڑا اٹھا لیا اور اس نامہ کو امیر کے
ہاتھ سے لیکر عرض کیا کہ حقیر اس خدمت کو انجام دیگا امیر نے فرمایا بارک اللہ یعنی خدا برکت دے چنانچہ ایرج
عازم روانگی بارگاہ نمرود ہوے بعد ازان امیر نے عمرو کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای خواجہ تم تو بیٹھے ہوے ہو
وقت لڑائی کے کون جائیگا ہمراہ ایرج کیون نہین جاتے یہان بیٹھے ہوے کیا کروگے غرض عمرو بھی بعد حجت بسیار
اسباب عیاری اور گلیم حضرت ابراہیم سر پر رکھکے ساتھ جانے پر مستعد ہوے غرض ایرج بارہ ہزار سرخ
پوشون کو ساتھ لیکر خرگاہ یا خوت پوش ہو کے لشکر نمرود کیجانب روانہ ہوا اور عمرو حیل حجت مین رہگئے بعد
روانگی ایرج امیر نے باصرار تمام عمرو کو بھی روانہ کیا عمرو جلد راہ طے کر کے پوشیدہ طور پر ایرج سے ملحق ہو گئے مگر
ایرج کو مطلق خبر نہ ہوئی القصہ جب قریب لشکر نمرود پہونچے تو ایک سپہ سالار ملک ہیجان کوہ پیکر نام شکار
کے واسطے آیا تھا اُسنے ایرج کو دیکھکر اپنے ہمراہیون سے پوچھا اُن لوگون نے بعد دریافت عرض کیا کہ
امیر حمزہ صاحبقران کا ایلچی ہے نمرود کے پاس نامہ لیے جاتا ہے ملک ہیجان کوہ پیکر یہ سنکر آگے بڑھا مرکب کرزون
اشقر کو دیکھکر بہت پسند کیا ایرج کے برابر آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ای جوان تو مجھے پہچانتا ہی کہ مین کون ہون ایرج
نے کہا کہ ہم نہین پہچانتے اُسنے عرض کیا کہ مین نمرود کا سپہ سالار ہون ملک ہیجان کوہ پیکر میرا نام ہے آگاہ ہو کہ خداوند
ہمارا خداوند نمرود آسمان چہارم پر ہے اور تو زمین پر ہے اور مقصود تیرا یہ ہے کہ امیر کا نامہ نمرود تک پہونچا کے
جواب لے یہ بتا کہ اُن تک تو کیونکر پہونچیگا تیرا پہونچنا وہانتک غیر ممکن ہے مین تجھپر یہ احسان کرنے کو موجود
ہون کہ تیرا نامہ نمرود تک پہونچا کے جواب لادونگا مگر اس شرط سے کہ اگر تو بھی میرے ساتھ اسکا نعم البدل
جو مین تجویز کرون بجا لائے ایرج نے کہا کہ بیان کر اُسنے کہا کہ ای جوان وہ نعم البدل یہ ہے کہ یہ مرکب تیرا مجھے
بہت پسند ہے مجھے دیدے اور عوض مین اسکے تجھے دو مرکب لیلے ایرج نے کہا کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہے مین خود
نامہ پہونچاؤن یا نہ پہونچاؤن تجھے اس سے کیا گھوڑا میرا ایسا نہین ہے کہ تجھے دو سٹریل گھوڑے لیکر اپنا نایاب
مرکب تجھے دیدون جا اپنی راہ لے یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اگر نہ دیگا تو مین تجھے مار کر لے لونگا کیون اپنی
جان گنوانے کی فکر کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ گھوڑا میرے حوالے کر دو یہ سنکر ایرج کو طیش آگیا جھنجھلا کر کہا کہ دور ہو سامنے
سے کیا بکتا ہے بس جاتا ہے تو جا ورنہ بہت معقول سزا پائیگا یہ سنکر اُسے بھی غصہ آگیا اور غصہ مین آکر پوری قوت
سے ایک تلوار ایرج کے گھوڑے کی ایرج نے تلوار اسکی رد کر کے جو ایک ہاتھ مارا تو مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوے ایرج صلوات خوان جانب لشکر نمرود روانہ ہوے داخل لشکر ہو کر پوچھا کہ اے
لشکریان نمرود تم مین سے بھی کسی کو مرکب کی ہوس ہو تو آئے اور مثل اپنے سپہ سالار کے جو مرکب کا خواہان ہو
تماشا دیکھ جائے لشکریون نے کہا کہ نہین صاحب یہان کسی کو مرکب کی ہوس نہین ہے آپ شوق سے جہان [illegible]
مین آئے تشریف لیجائیے کوئی آپکا مانع وہان نہین ہے اور نہ ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ ایلچی سے مزاحمت
کرین اس سپہ سالار نے بطمع مرکب خلاف دستور ایسی مزاحمت کی ویسی ہی سزا پائی جیسا کچھ [illegible]

خواہ مخواہ آپ سے مخاصمت و منازعت کریں ایرج نے کہا کہ جی نہیں جسکا جی چاہے آوے لشکریوں نے کہا
کہ جی نہیں آپ سے تو عرض کیا کہ تشریف لیجائیے ایرج نے کہا کہ خیر یہ کہکر بخط مستقیم روانہ ہوے مگر ناظرین کو
خیال رہے کہ عمرو پوشیدہ طور پر انکے ساتھ ساتھ ہین فی الجملہ یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران
کا آتا ہی اور راہ مین آپ کے سپہ سالار ملک ہیجان کوہ پیکر سے مقابلہ ہوا اُسے اُسنے قتل کیا نمرود نے کہا کہ وجہ
مخاصمت کیا ہوئی لوگون نے عرض کیا کہ حضور اُسنے خلاف دستور ایلچی سے مزاحمت کی اور اُسکے مرکب کو دیکھکر
رال ٹپک پڑی گھوڑا اُس سے طلب کیا اُسنے نہ دیا تکرار ہوتے ہوتے نوبت بجنگ آئی آخر الامر کار بد کردہ را
سزا اینست پر نمرود مردود نے کہا کہ نام اس ایلچی کا کیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ حضور نام اس ایلچی کا ایرج
نامدار ہی یہ جوان بڑا صاحب وقار ہی انتہا کا بہادر زور مند کمال جری و چالاک ہی یہ سنکر نمرود نے بختیارک
سے کہا کہ ای شیطان درگاہ لوگ کہتے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ایلچی نے ہمارے سپہ سالار ہیجان کوہ پیکر
کو مار ڈالا بختیارک نے کہا کہ ہم خداوندا اسمین تعجب کی کون سی بات ہی یہ تو داخل قواعد اہل اسلام ہی ای خداوند
یہ تو انھون نے اپنا نمونہ دکھایا ہی ابھی کے آدمی کے پیر شدی کا معاملہ ہو لو ابھی دیکھیے کون کون زخمی ہوتا ہے اور
کس کس کی قضا آئی ہی نمرود نے کہا کہ یہ کیون نہین کہتے کہ یہ سب بلاے ہیں مین بختیارک بولا کہ خداوند مین نے
تو پہلے ہی عرض کیا کہ ان سب کے کاٹے کا منتر نہیں ہی کوئی کام انکا مصلحت سے خالی اور حکمت و فراست سے
سوا نہین ہوتا جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی بات کرتے ہین انکے مقابلہ مین زمرد شاہ تدبیر کرتے کرتے آخر اس
حال پر ملال کو پہونچ گئے یا نہین ان کی تدبیر ایسی سخت ہوتی ہی کہ زمرد شاہ کی تقدیر کچھ نہ بنا سکی بھاگنے
کے سوا کچھ چارہ نہ ہوا اور خداوند کو معلوم ہوا ہوگا کہ پہلے دو لڑائیون مین امیر نہ تھا اب وہ بھی آ گئے ہین اب
دیکھا چاہیے کہ کیا آفت برپا ہوتی ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک ایرج نے آکر آواز دی کہ ای نمرود
آگاہ ہو کہ مین ایرج نامدار ہون امیر حمزہ کا نامہ فیض شمامہ تیرے پاس لیکر آیا ہون جلد مجھے اپنے پاس طلب کر
اور نامہ امیر پڑھ کر جواب تحریر کر ورنہ مین یہ سمجھونگا کہ تجھسے زیادہ بودا اور نامرد بھگوڑا دنیا مین کوئی نہین ہی
کہ معاذ اللہ خدائی کا تو دعوے کرے اور کمترین بندگان معبود برحق اور خدا مطلق سے اس طرح دب چلے جب
آواز ایرج کی نمرود نے سنی قہرقش سے کہا کہ ای قہرقش روے زمین پر کسی کو سجدے کر دین جا کر نامہ پڑھکر جواب
لکھدے ایسے جنگلی آدمی کو کون بیاق بلاے معلوم نہین کہ کیا انجام ہو قہرقش نے کہا کہ ای خداوند ایرج نامدار
امیر حمزہ عالی وقار کا نامہ لا کر عرض کرتا ہی آفت کا آدمی ہی ایسا ویسا نہ سمجھیے اس لایق نہین ہی کہ یون اُس سے
بے اعتنائی کیجائے ای خداوند مین نے ایسا کچھ سنا ہی کہ یہ ایرج وہ ایرج ہی کہ گیارہ برس تک سرداران امیر حمزہ
سے کہ جگا آج یہ نامہ دار ہی مقابلہ عظیم کرتا رہا بس یہ ایک بات کافی و وافی ہی کہ جو امیر حمزہ سے گیارہ
برس تک برابر لڑتا رہا وہ ایسی بے اعتنائی کا تحمل نہ ہوگا آپ یہ تو خیال فرمائیے کہ اس نے کس ہیبت کی
اور دبدبہ دہنی سے آواز دی کہ اس طرح کوئی شخص بیدھڑک نہین آ سکتا اور قاعدہ ان خدا پرستون کا یہ ہی
جبتک اصل مکتوب الیہ کا سامنا نہ ہو تب تک وہ کسی دوسرے کو نامہ نہین دیتے اور وہ قطعی ظاہر ہو اگر
خلاف معلوم ہوتا ہی کہ تحریر کسی کے نام کی اور لیوے دوسرا شخص آپ جیسے ایرج کے پاس روانہ کیجیے گا وہ بے
تامل مارا جائیگا ایسی بے اعتنائیون کا تحمل کہین صاحب عزم سے ممکن ہی اولو العزم لوگ ایسی بے اعتنائی کا تحمل کرنا
اپنے عزم و مرتبت کے خلاف جانتے ہین بہتر یہ ہی کہ ایرج کو اپنے پاس طلب کیجیے اور با عزاز تمام امیر کا

نامہ اُس سے لیکر جواب تحریر فرمایئے نمرود نے کہا کہ اچھا ملائک زرین بال سے کہو کہ رسید اسکا پکڑ دے کے
اُٹھا لائین قہرش نے کہا کہ خداوند یہ سب باتین خلاف مصلحت ہین نمرود نے کہا کہ اچھا پھر تجھہ کو تو کیا چاہیئے
قہرش نے کہا کہ خداوند میرے نزدیک تو مصلحت یہ ہی کہ ایک تخت مرصع کار زنجیرون مین باندھکر لٹکایا
جاوے اور دریچہ ہاے آسمان سے ملائکہ اُسے کھینچ لائین اور کوئی پہلوان نامی اُسکا اس تخت پر بیٹھکے بطریق پیشوائی
جاوے اور بعزت تمام واکرام مالاکلام ایرج کو تخت پر بٹھاوے و ملائکہ آسمان دوم اس تخت کو کھینچ لائین اور اسیطرح
سے ملائکہ چہارم آسمان تعمیل کرین اور چاروں جاکر ایرج کا استقبال کرین اسیطرح چارون آسمانون کی سیر
کراکے خداوند کے سامنے لائین اگر اس ترکیب سے ایرج کے ساتھ برتاؤ کیا جائے اور عظم و شان رفعت و قدرت
خداوندی دکھائی جائے تو کچھ عجب نہین ہی کہ ایرج آپ کو لائق خدائی تسلیم کرے اور آپکو سجدہ کرے یہ سُنکر
نمرود نے کہا کہ ہان واقعی سچ ہی یہ راے تیری صائب ہی مین نے ایسی ہی تقدیر کی ہی اور حکم دیا کہ
شہپال زرین بال بار بر ملائکہ مقربین تخت کو لیجاے اور وزیر تبدیل زرین رقم خسرو بلند اختر عون شاہ
اُسکی پیشوائی کے لیے جائین غرضکہ شہپال زرین کے ساتھ چند ملائکہ آئے اور بہ تعظیم تمام ایرج سے پیش آئے
ایرج نے کہا کہ تم کون ہو ہر ایک نے اپنا نام بتلایا اور عرض کیا کہ ہمارے خداوند نے آپکی پیشوائی کے لیے
ہمکو ارسال کیا ہی آپ اس تخت پر جلوہ افروز ہون اور شوق سے ہمارے خداوند کے پاس تشریف لے چلین
ایرج اس تخت پر رونق فرما ہوے اور عمرو نے اپنے تئین پوشیدہ کرکے اس طرح کہ ایرج نے بھی نہ دیکھا
پایہ تخت کو پکڑ لیا اور ملائکہ نے تخت کو آسمان اول پر کھینچا ایرج نے فلک اول پر پہونچکر دیکھا کہ ہر ایک اپنے اپنے
کار و بار ضروری مین معروف ہی اور جابجا انواع و اقسام کے کھلے رنگین طرح بطرح کے نقش رنگین
لگے ہوے ہین عجائب و غرائب صنائع سے اُس آسمان اول کو گویا اپنے زعم مین معاذ اللہ نمونہ سپہر برین بنایا
ہی وزیر تبدیل آسمان دوم سے پیشوائی کے لیے آسمان اول پر آیا اور اپنے زعم ناقص مین صنائع عجیبہ اور
بدائع غریبہ دکھا کر کہنے لگا کہ آپ نے ہمارے خداوند کی قدرت اور حکمت ملاحظہ فرمائی اب تو آپ کو سجدہ
لازم ہی ایرج نے کہا کہ نمرود کیا مردود ہی جسے ہم سجدہ کرین وہ ہرگز سجدہ کا سزاوار نہین لائق تعظیم و پرستش
وہی خداے یگانہ و فرزانہ ہی جسکی ہم پرستش کرتے ہین اور لائق عبادت وہی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے
جسے ہم معبود حقیقی کہتے ہین خاموش رہ غرض کہ وزیر تبدیل آسمان دوم پر لیگیا وہان خسرو بلند اختر
نے آسمان سوم سے اُترکر مراسم پیشوائی ایرج کے ادا کیے اور عجائب و غرائب صنائع و بدائع آسمان سوم کا
معائنہ کرایا سیر کرتے کرتے ایرج نے ایک جانب دیکھا کہ ایک شخص نہایت طویل القامت ایک سو چالیس گز
کا قلم ہاتھ مین لیے ہوے اور ایکسو چالیس من کی دوات سامنے اُسکے رکھی ہوئی اور ایک سو چالیس من
کی لوح کلان طلائی اپنے سامنے رکھے ہوے خدائی نمرود کا حساب لکھ رہا ہی جب ایرج اُسکے برابر پہونچے تو
اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین ستارہ عطارد ہون اور نام میرا مشتغال زرین رقم
ہی ریحان زہے نصیب تیرے کہ تو اس مقام پر پہونچا جو لیس برین لوح تعریف خداوند نمرود ایرج نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی دوات قلم لا اُس شخص نے قلم دوات سامنے ایرج کے حاضر کی ایرج نے قلم اٹھا کر اس لوح پر
رقم کیا کہ نمرود بڑا مردود مخذول ہی ابدالآباد لعنت خدا اُس پر ہو اور ایزد متعال اپنا قہر اُس پر نازل کرے یہ الفاظ
لکھکر اُس شخص سے کہا کہ دیکھ مین نے کیا خوب تعریف تحریر کی ہی جب نظر اُسکی اس کتبہ پر پڑی بہت

برہم ہوا اور دوات اٹھا کر ایرج کی پیشانی پر کھینچ ماری ایرج نے دوات کو تو چپکی دیکر پھینک دیا اور اس کے
گریبان مین ہاتھ ڈال کے ایک گھونسا اسکے سر پر ایسا مارا کہ کاسہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا جب وہ ملعون
تمام ہوا تو ایرج نے کہا کہ الحمد للہ کہ ہمین فال فال خوب ست * خسرو یہ سر کر دیکھکر لرز گیا اور کانپتا ہوا ایرج
کے سامنے آکر گویا ہوا کہ ای جوان تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند نمرود کے ملک مقرب منشی لوح کو تو نے مار ڈالا
ایرج نے کہا چپ رہ کیا بکتا ہی کیسے خداوند اور کیسا منشی لوح ہر ایک گستاخ اسی انجام کو پہونچتا ہے
کار بد کردہ را سزا اینست * ابھی خسرو سے اور ایرج سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ خواجہ عمرو کو یہ ترکیب
سوجھی کہ لاؤ یہ لوح ہاے طلائی اور دوات و قلم ایک قیمتی مل ہاتھ آے اٹھا دو یہ دونون تو مصروف گفتگو
رہے خواجہ صاحب نے آنکھ بچا کر کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی لوح و قلم دوات داخل زنبیل کر لی اب جو مڑ کر
خسرو نے دیکھا تو قلم دوات ندارد ہی حیران ہو کر کہنے لگا کہ قلم دوات کیا ہوئی دیکھیے یہ بھی خداوند نمرود کی
قدرت نمائی ہی کہ لوح قلم دوات خود بخود غائب ہو گئی ایرج نے کہا چپ رہ مردک کیا بے تمیزی کی باتین
کر رہا ہی بس بہت بیہودہ گوئی اچھی نہین ایسا نہو کہ تو بھی دریدہ دہنی کی سزا پاے غرض بعد سیر و سیاحت
خسرو آسمان سوم پر لیگیا وہان بھی سیر و سیاحت کرائی کہ آسمان چہارم سے فرعون شاہ آسمان سوم کے
واسطے استقبال کے آیا اور آسمان سوم سے وہ فلک چہارم پر لیگیا اور وہان کے عجائبات کا مشاہدہ کر کے
نمرود کے پاس لے آیا اب یہان آکر ایرج نے دیکھا کہ ایک شخص دراز قد بد ہیئت بصد کبر و نخوت تخت خداوندی
پر بیٹھا ہوا ہی اور تاج سر پر رکھے ہوے ہی اور گرد و پیش اسکے کنیزان ماہ پیکر و غلامان زرین کمر دست ادب بستہ
بصد اہتمام حاضر اور براے تعمیل احکام استادہ ہین اور چالیس کنیزان خوش جمال عقب سر اسکے کھڑی
ہوئی مروحہ جنبانی کر رہی ہین اور ایک جانب لقا اور دوسری جانب بختیارک بے بقا جاگزین ہی خسرو
نے کہا کہ سجدہ کر ایرج نے کہا کسے سجدہ کرون خسرو نے کہا کہ خداوند کو ایرج نے کہا کہ خاموش او مردود
اور عوض سجدہ کے بطریق اہل اسلام سلام کیا ان لوگون مین سے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر غیب سے
صدا بلند ہوئی کہ علیکم السلام یا ایرج نمرود نے پوچھا کہ تو کون ہی ایرج نے کہا کہ نامہ دار امیر ہون نمرود نے
کہا کہ نامہ لاؤ ایرج نے کہا کہ پہلے میرے واسطے دنگل لا تھوڑی دیر مین بیٹھ لون راہ دور سے آیا ہون
ذرا استالون تو تیرے سوال کا جواب دون نمرود نے کہا کہ ہم کوئی دنگل ساز نہین ہین یہ سنکر ایرج
نے چہار طرف ملاحظہ کیا ایک جانب دیکھا کہ ایک پہلوان اجلال روئین تن نام نمرود کے قریب بیٹھا
ہوا ہی اور اسکا ایک ہاتھ ہی اور اسی ہاتھ مین کئی ہاتھ نکلے ہوے ہین اور ہاتھون پر بکلے کی طرح بال
آگے ہوے ہین اور کل پہلوانان نمرود سے زیادہ قوی ہیکل ہی بڑے کبر و نخوت سے آنکھین بند کیے ہوے
نشہ بدماغی مین سرشار بدمست بیٹھا ہوا ہی اسے دیکھکر اسکے برابر آیا اور کہا کہ او پہلوان انڈھو دنگل پرے سے
اسنے مطلق نہ سنا دوسری مرتبہ پھر ایرج نے کہا کہ ای پہلوان انڈھو دنگل پرے ہٹ مین تجھے کہتا ہون ہٹ جا اسنے کچھ
جواب نہ دیا اب تو ایرج کو غصہ آگیا اور تیسری بار آواز سخت سے ڈانٹ کر کہا کہ ابے او مردک پہلوان انڈھو
دنگل پرے دو مرتبہ تجھے کہہ چکے کسی طرح تو سماعت نہین کرتا ابھی اسنے آنکھ کھول کر کہا کہ کیا تجھ سے کہہ رہا ہے
ایرج نے کہا کیا خوب دو مرتبہ تجھکو پہلوان پہلوان کہکے آواز دی اب جب اپنی سزا کو پہونچا اور تجھے مردک
کہکر آواز دی تو تیری آنکھ کھلی معلوم ہوا کہ نام تیرا مردک ہی یہ سنکر اسے غصہ آگیا اور اپنے ہاتھ کو دراز کیا

اور چاہا کہ گردن ایرج کی پکڑے ایرج نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند کہ بالون کے چھپنے سے سخت
تکلیف ہوئی مگر جی کڑا کر کے نام مبارک حیدر کرار قاتل عمرو و اژدر کُشندہ اژدر غالب کل غالب حضرت علی
ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ ہاتھ اُسکا شانہ سے ٹوٹ کر جدا ہو گیا اور
تھو کے بل ڈنگل کے نیچے آ رہا ایرج نے وہ ٹوٹا ہوا ہاتھ نمرود کے سامنے پھینک دیا بختیارک نے کہا کہ
خداوند یہ دست تو خوب فربہ ہی اسکو سر دست حفاظت سے رکھ چھوڑیے نمرود کو بختیارک کے اس کلام
سے ہنسی آ گئی اور ہنسکر اُس نے کہا کہ ارے چپکا نہیں بیٹھتا خواہ مخواہ کی بے تکی ہانک رہا ہی بیکار بڑ بڑ لگائی ہے
غرض ایرج اس پہلوان کو گرا کے اُسکے ڈنگل پر جا بیٹھے بھائی اُسکا مہیل روئین تن بھی سامنے نمرود کے
بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو بھائی کا یہ حال دیکھا خون اُسکی آنکھوں میں اُتر آیا اپنی جگہ سے اُٹھکر ایک تلوار ایرج
کے ماری ایرج نے ضرب اُسکی خالی دیکر جست کر کے اُسکے سینہ پر اس زور سے لات ماری کہ وہ دھم
سے زمین پر گر پڑا اُسکے گرتے ہی ایرج نے اور ایک لات اُسکے گردہ پر ماری کہ گردے اُسکے پھٹ گئے
اور ایک ہاتھ اُسکا پاؤن کے نیچے دبا کر ایک ٹانگ اُسکی پکڑ کے جو ایک جھٹکا دیا تو جبڑے سے دو حصہ ہو گئے
ایرج نے دونون ٹکڑون کو چرخ دیکر بالائے ہوا اُچھال دیا دونون ٹکڑے اُسکے بالائے ہوا سے چرخ
کھاتے ہوئے زمین پر گرے اور ایرج نے اُسی کرسی پر بیٹھ کے نعرہ کیا کہ منم نامہ دار از امیر حمزہ
عالی شان یہ سنکر نمرود نے کہا کہ اے اب آگے بڑھو اور نامہ ہمارے امیر کا لے نمرود آتے بر بست
نامہ دست ایرج سے طلب کیا ایرج نے کہا کہ تعظیم اس نامہ کی بجا لاؤ استادہ ہو کر اس نامہ کو لو نمرود
نے یہ سنکر لقا کی طرف دیکھا لقا نے اشارہ سے کہا کہ اچھا کھڑے ہو جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور آفت تازہ اگر
دامن گیر ہو ابھی دو شخصون کا کام تمام ہو چکا ہی نمرود لقا کا اشارہ پا کر کھڑا ہو گیا اور نامہ ایرج سے طلب
کیا ایرج نے نامہ دیا اُسنے لیکر پہلے سر پر رکھا پھر لفافہ چاک کر کے پڑھنا چاہا مگر بسبب رعب و جلال کے
نہ پڑھ سکا اور بختیارک کے حوالہ کیا بختیارک نے اُس نامہ کو بہ آواز بلند پڑھا نمرود نے مضمون نامہ
سماعت کر کے بختیارک سے کہا کہ جواب اسکا جنگ تحریر کر دے بختیارک نے اُسی وقت جواب
نامہ جنگ لکھکر ایرج کے حوالہ کیا جب بختیارک نامہ ایرج کے حوالہ کر چکا اور اتنی دیر میں حواس نمرود
کے درست ہوئے اور رعب ایرج کا برطرف ہوا تو جی کڑا کر کے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تو نے یہ کسقدر
بے اعتدالی کی اور ہماری جناب مین کسقدر گستاخی کا مرتکب ہوا ہر چند کہ مین نے تجھے یہ عزت دی تھی کہ اپنے تخت
کے برابر طلب کر لیا تھا اب دیکھون کہ تو کیسا مرد ہی جب یہ سنکر نمرود خاموش ہوا تو ایرج نے کہا کہ خاموش
رہ کیون بیکار سمع خراشی کرتا ہی زیادہ دون کی لے گا تو ایک تیغہ تیرے سر پر ایسا رسید کرونگا کہ سر ترا دھڑ
سے جدا ہو جائیگا اور اپنے تمام افعال بد کی سزا پائیگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نمرود فرط غضب سے آپے مین
نہ رہا ساری مصلحتون کا خیال جاتا رہا ایک دیو قوی ہیکل شمالدیو نامی نمرود کے پاس کھڑا تھا اُسے اشارہ
کیا کہ مار اس آدمزاد کو اب اسکی گستاخیاں حد سے زیادہ تجاوز ہوتی جاتی مین اور بہت سخت کلامیان
کر رہا ہی یہ سنکر وہ دیو آگے بڑھا اور ایرج کی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنے لگا ایرج نے دیو سے کہا کہ ہاں
ابھی تو بھی اپنا حوصلہ اچھی طرح نکال لے تیرے دل مین بھی ہوس باقی نہ رہجائے یہ کہکر ایرج اس لیے کہ
جب وہ خوب زور کر چکا اور کچھ بنا نہ سکا تو ایرج نے کہا کہ لے بس اب سنبھل مین بھی اپنا زور کرتا ہون یہ

لیکر ہاتھ دیو کا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بل ایرج کے پاؤن پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا کہ
ای آدمزاد مجھسے قصور ہوا مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا کہ اچھا اس شرط سے چھوڑتا ہون کہ تو ابھی مجھے
زمین تک پہونچا دے دیو نے کہا کہ بہت خوب آپ ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے اور میری پشت پر بیٹھ لیجیے مین
ابھی تعمیل ارشاد کرتا ہون یہ سنکر ایرج نے اُسے چھوڑ دیا اور اسیوقت دیو کی گردن پر سوار ہوا عمرو تو
پیچھے بیٹھے ہی ہوے تھے جیسے ہی ایرج اُسکی گردن پر سوار ہوے ویسے ہی میان عمرو بھی اُس دیو کے ایک
شانہ پر گنڈلی مارکے اس طرح آہستہ سے دبے پاؤن آکر بیٹھ رہے کہ مطلق ایرج کو معلوم نہ ہوا کیونکہ
دیو کا شانہ تھا اُسکی گردن کی آڑ مین بالکل محسوس نہ ہوا اور نہ اُس دیو کو کچھ گرانی ثابت ہوئی کیونکہ عمرو کا
بوجھ ہی کیا تھا مگر کچھ آہٹ سی پائی گئی جب دیو گھبرا کر منھ اُٹھا کر دیکھتا ہو تو یہ اور دبک جاتے ہین غرضکہ وہ
دیو ایرج کو لیکر چلا عمرو نے دیو سے اشارہ کیا کہ اُسے یہانسے لیجا کر کسی دریا مین یا پہاڑ پر پھینکدینا
دیو نے اشارہ سے کہا کہ بہت اچھا ایسا ہی ہوگا غرض دیو وہان سے پرواز کرتا ہوا چلا جاتے جاتے ایک
مقام پر چاہا کہ ایرج کو ادھر اُدھر پھینک دے ایرج نے یہ قصد دیکھکر ایک ہی گھونسا دیو کے سر پر مارا کہ
سر اُسکا گردن مین گھس گیا اور کہا کہ دیکھ خبردار اب اگر ایسی کڑائی کی تو اُس زور سے گھونسا دونگا کہ تو یہین پر
مردہ ہوکے گر پڑیگا پھر میرے لیے چاہے جو کچھ ہو جائے دیو نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ادھر اُدھر نہ کرونگا بھی
نہین خداوند یہ قصد میرا تھوڑا ہی تھا کہ مین آپ کو پھینکدون ایرج نے دوسرا گھونسا اُٹھایا اور کہا کہ
دیکھ لے اس گھونسے کو اور چپکا چلا چل غرض جب وہ دیو دوسرا قصد کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتے ہین
القصہ اسی طرح ایرج بالائے زمین آئے عمرو تو کود کر ایرج سے پہلے ہی لنبے ہوے اور ایرج نے
کمربند اُس دیو کا پکڑ کر بالائے سر چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ سر دیو کا پھٹ گیا ایرج کمربند اسکا لیکر خدمت
امیر مین روانہ ہوے اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیا جب عمرو خدمت امیر مین پہونچے تو فرد وقائع امیر کو دیکر علحدہ
ہو رہے امیر نے ایرج کے کارنمایان دیکھکر بہت مدح و ثنا کی اور چند سردارون کو پیشوائی کے واسطے روانہ
کیا جب ایرج شرف قدمبوسی امیر سے مشرف ہوے اور اپنی جگہہ پر متمکن ہوے کمربند دیو کا امیر
بانوقیر کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ حضور یہ آخری کارستانی تھی اور اسکے علاوہ جو جو کامیابیان
ہوئی ہین وہ مجھے بالتفصیل یاد بھی نہین رہین مگر مختصر آ گزارش کرونگا افسوس ہی کہ وقائع نگار کوئی ہمراہ
نہ تھا عمرو کسی طرح جانے پہ راضی نہ ہوے اسکا بڑا تاسف ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ بھئی دیکھو ذرا اس فرد
کو تو معائنہ کرو اب جو ایرج دیکھتے ہین تو کل واقعات بالتفصیل قلمبند ہین ایرج نے کہا کہ حضور یہ
کون ایسا میرے ساتھ گیا تھا جسے مین نے کسی وقت نہین دیکھا واقعی حالات تو سب من و عن بے کم و کاست
صحیح صحیح مرقوم ہین کہ سر مو فرق نہین امیر نے مسکرا کر عمرو کیجانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہی حضرت
تھے یہ کام سوائے انکے اور بھی کوئی کر سکتا ہی جب تم جاچکے تو عقب سے مین نے انہین بھی جس طرح بنا
روانہ کیا ہر چند کہ یہ تو اپنے معمول کے موافق بہ ظاہر انکار ہی کرتے رہے مگر مین نے بہ اصرار تمام انکو
روانہ کر دیا ایرج نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ بیان تو کیجیے کہ آپ کیونکر گئے اور کس طرح آپ نے میری ہمراہی
کی خواجہ نے کہا کہ آپ کے جانے کے بعد مین بھی بہ اصرار امیر آپ کے تعاقب مین روانہ ہوا پاے شاطری
مارکے آپ کے لشکر مین ملحق ہوگیا مگر آپ سے پوشیدہ رہا اپنے تئین ظاہر نہین کیا جب آپ تخت پر

بیٹھکے چلے تو مین نے بھی تخت کا پایہ پکڑ لیا تھا جب آپ واپس چلنے لگے تو مین دیو کے شانے پر سے اکو دکے آپ سے پیشتر یہان چلا آیا اس مین تعجب کی کون سی بات ہی ایرج نے کہا کہ واقعی خواجہ سلامت آپ سے تو کوئی عجب نہین ہی ای خواجہ حق تو یہ ہی کہ آپ خود ہی اپنی نظیر ہین دوسرا کوئی شخص تو مثل آپ کا نہین معلوم ہوتا ہم بھی تو آپ کے تربیت یافتہ ہین اور آپ ہی کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچے خواجہ نے کہا کہ یہ آپکی سعادتمندی ہی ورنہ مین تو اس قابل نہین ہون ایرج نے کہا کہ یہ آپکا انکسار ہی ورنہ آپ بہت بڑے شخص ہین خلاصہ اینکہ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ یکایک بدیع الجمال کے آنے کی خبر ہرکارون نے امیر کو پہونچائی

ذکر آمد بدیع الجمال و دیگر امور حسب حال بیان کیے جاتے ہین ۔

جنون مین تن پہ لباس غبار باقی ہی
ابھی زمانہ کا پا مدار باقی ہی
نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہی
رہی نہ بہر عدو دلمین کینہ جو کی جگہ
جو عشق ہی تو غم بیشمار باقی ہی
جنون کے ہاتھ سے تار نفس بچائے خدا
کہ دل مین اُن کے ہمارا غبار باقی ہی
بیان سوز جگر ہی یہ آپ گھبرا ئے
کہ زندہ بھی کوئی تیمار دار باقی ہی
پھر ابکی لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو
کہ زرد سیاہ ابھی اختیار باقی ہی

کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہی
خزان کو دیکھکے وحشت سی چھا گئی لیکن
غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہی
خرام ناز نے تھوڑی قیامتین کی ہین
جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہی
امید وصل بھی جاے ہان ان کا دامن
رہا سہا بھی لے دے کے تار باقی ہی
کرونگا مین بھی ترا ایک ہی لہو پانی
نکال لیا ابھی دل کا بخار باقی ہی
رکھینگے عمر بھر اس دل کو بس مین یو ظالم
کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہی

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہی
ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہی
وہ جسم زار کا سنتے ہی ماجرا گھبرائے
وہ دیکھے تو کسیکا مزار باقی ہی
جو یہ نہین ہی تو کچھ بھی علاج نہین باقی
بیت ابھی تو شب انتظار باقی ہی
صبا اڑا نہ سکی آسمان ستا نہ سکا
جو دم مین دم مرے اے تیغ یار باقی ہی
مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو
اگر بقا ہی تو کل اختیار باقی ہی
دم اخیر ہی اے داغ توبہ کر توبہ

منطقیان رموز حکمت سخن و متکلمان اسرار داستان کہن موضوع و محمول فسانہ سے شکل برہان سلمی قائم کرکے اس طرح نتیجہ نکالتے ہین اور اس قضیۂ اتفاقیہ اصغرا ے وکبری کو بشرح فصل بیان سے خامشؔ یون عرض عام کرتے ہین کہ جب امیر نے خبر آمد بدیع الجمال سنی تو کل باتون کو قطع نظر کرکے منتظر آمد بدیع الجمال کے تھے اور متفکر تھے کہ خیر باشد بدیع الجمال کے آنے کی کیا وجہ ہی کہ اس اثنا مین بدیع الجمال بھی آموجود ہوا اور امیر باتوقیر کو بصد ادب سلام کرکے نامہ آسمان پری کا امیر کے حوالہ کیا امیر نے اُس نامہ کو پڑھکر اسی وقت جام طلب کیا اور بیچ بارگاہ مین اُس جام کو رکھواکر آواز دی کہ کوئی جوان ایسا ہی کہ اس جام کو پیے اور سر قہقہہ سہ چشمی کا لائے اور طلسم گلزار سلیمانی کو شکست کرے نور الدہر اپنے دل مین یہ سوچے کہ ایرج نے ابھی اتنی بڑی ایلچی گری کی ہی اور ایسا کار نمایان بروے کار لایا ہی اب تم جلد اس کام کو انجام دو طلسم کو توڑ دو اور قہقہہ سہ چشمی کو مارو یہ تصور کرکے اپنے دخل سے اُٹھے اور سامنے امیر کے حاضر ہو کر دست ادب باندھ ہوے گزارش کیا کہ حضور اگر مناسب تصور فرمائین تو غلام اس کار اہم کا سر انجام عمل مین لائے یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ بارک اللہ ای شاہ جوانان یہ سب کام تیرے ہی واسطے ہین پھر امیر نے خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل پسران خواجہ بزرچمہر کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ زادو دیکھو تو کہ طلسم گلزار سلیمانی کو کون توڑیگا اور یہ نیکنامی کس کے حصہ مین ہی اور قہقہہ کو مار کر کون سرخرو ہی

حاصل کریگا خواجہ زادوں نے اصطرلاب نجوم کو آفتاب کی جوت سے لاکر تثلیث و تربیع سیارگان افلاک سبعہ کی مطابقت کرکے احکام پر نظر کی اور ہر ایک سیارہ سعد و نحس کی نظر کو بروج فلکی کی مناسبت سے ملاحظہ کرکے عرض کیا کہ حضور مرگ قہقہہ کی تو تیغہٗ عقرب سلیمانی سے معلوم ہوتی ہی جسکے ہاتھ میں وہ تیغہ ہوگا وہی قاتل اسکا معلوم ہوتا ہی امیر نے اسی وقت تیغہ عقرب سلیمانی نور الدہر کے حوالہ کیا نور الدہر نے مسلح و مکمل ہو کر جام نوش فرمایا بدیع الجمال نے دیووں کو اشارہ کیا کہ تخت حاضر کرو دیووں نے فی الفور تخت حاضر کیا نور الدہر تخت پر جلوہ افروز ہوے اور امیر کو سلام کرکے پردۂ قاف کی سمت روانہ ہوے اب انکو تو راستہ میں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان حال لشکر اسلام و لشکر نمرود کے ملاحظہ فرمایئے

چھوڑا ہی ساتھیوں نے پس کارواں مجھے
جان لیگیا کہ موت ہی جانان جہان مجھے
کیا دردِ دل کہوں کہ سراپا ہوں دردمند
جلتے ہیں اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے
افسانہ کہکے اسکو سلاؤں تمام رات
قاصد کا ہی سوال کرے تو زبان مجھے

لیجائے دیکھیے مری قسمت کہاں مجھے
چکر میں مثل سنگ فلاخن ہوں دیکھیے
آتی نہیں ہی بات سوے فغان مجھے
ہوتی نہ وہ گلی تو بہلتا نہ دل مرا
نوکر ہی رکھ لے کاش ترا پاسبان مجھے
ای درد تیغ انکے ہاتھ سے گر ہوں شہید میں

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان مجھے
پھینکا ہے تعب کی گردش کیہان مجھے
پڑتی ہی انکی آنکھ سر بزم جب کہیں
ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے
دل خط میں رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

سحابان رقوم نکتہ دانی و مسند سایان فنون قصہ خوانی زاویۂ قائمۂ سخن کو خطِ مستقیم بیان پر اس شکل سے رقم کرتے ہیں کہ ایرج دیو کو مار کر خدمت امیر باتوقیر سے مشرف ہوے اور یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر کا اس دیو کو مار کر صحیح و سلامت لشکر اسلام میں پہونچ گیا تو بختیارک نے نمرود سے کہا کہ کارستانی عیار پرستون کی ملاحظہ کی نمرود کو غیظ آگیا اور حکم نوازش نقارہ زرمی صادر کیا اسی وقت لشکر نمرود میں طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر صاحبقران والاشان کے حضور میں آکر عرض کی کہ لشکر نمرود میں طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی تا ئید ایزدی کوس حربی بجایا جاے چنانچہ فوراً لشکر امیر میں بھی نقارہ زرمی پر چوب پڑی صداے شر و فساد بلند ہوئی شب بھر دونوں جانب اسباب حرب و ضرب کا انتظام سامان جنگ کا اہتمام ہوتا رہا شجاعان روزگار و مردان آزمودہ کار اپنے اپنے اسلحہ کی صفائی و درستی میں مصروف ہوے بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست کردیا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے اسلحخانے کھلوائے مسل و رسل نقیبوں میں صدا بلند ہوئی آئینۂ تیغ پر صیقل دوچند ہوئی بانگ درا و شور قرناے جنگی مرأت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانۂ ہمت میں عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی تمناے ہم آغوشی عروس فتح و ظفر میں سیماب وار بیقرار آمادۂ مرگ و مہیاے کارزار تھے چشم شاہد ہمت کے اشارے ہونے لگے کہ دیکھیں کون مرأت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون کشندہ پیشانی رکھتا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی آج ہی تو مردی و نامردی کے جوہر کھلینگے و معرکہ گاہ میں جریدۂ شجاعت کے دفتر کھلینگے سب کی قلعی کھلجائیگی گرد کدورت رخسار شجاعت سے دھل جائیگی کل مقدمہ نام و ننگ ہی جسم مردانگی پر جامۂ حیات تنگ ہی اس کساسیمی میں بزدلوں کو عار سی ہی نوک سنان جانستان ملامت کی خلش نشتر مژگان کی بارسی ہی نیزے شاہد طنازی کی طرح سے تنے کہ مسعود محمود بنا کر بیٹھنے لگے تیغ آبدار کے سامنے سپر نے دل کی کدورت نکالی تھی برچھیوں کی آن بان دیکھی بھالی تھی کمند حلقۂ زلف گرہ گیر تھی لب سوفار سے گفتگوے راست بازی

پیر بھی پیادے محو صورت جنگ سواروں پر عرصۂ زیست تنگ گھوڑے فرط ہراس سے ششدر کھڑے تھے
پیل گجروی عدوے منصوبۂ حیرت میں پڑے تھے چار گیٹے اپنا رخ روشن دکھا رہے تھے خود بساط ممات
بچھا رہے تھے زرہوں پہ کڑی پڑی تھی کہ تیغ مخالف کے انتظار میں نگاہ حسرت لڑی تھی شمشیر صاعقہ بار کی
چمک کشت حیات دشمن پہ بجلی گراتی تھی مارے خوف کے قضا بھی گولی بچاتی تھی لغز زین و لگام کی درستی
میں آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ کہاں تک گذارش ہو چار پہر رات یہی غوغا بلند رہا جب مرقع
دہر نے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی ہے

جلائی دہر نے جب مشعل روز ‖ ہوا روشن چراغ عالم افروز ‖ ہو نکلا شہسوار اسپ افلاک ‖ اڑے تارے پتنگے مارے سوز کے

ہنگام سحر دونوں لشکر بعید گرد و فرو ارد دشت قتال ہوئے صبح ہوتے ہی صاحبقران عالی شان نے بھی بعد
ادائے فریضۂ سحری مثل آفتاب تابان کمر بارگاہ سے طالع ہو کر خانۂ زین مرکب خنگ سیقیطاس
کو منور و روشن فرمایا سرداران مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان کے رواں چالیس ہزار سواران
چلتہ پوش ہمراہ جوڑیاں نقارہ ہائے نقرہ و طلا کی بجیں بہ عظم و شان نے انجلا اس جاہ و حشمت
سے امیر با توقیر مع سپاہ وارد جنگاہ ہوئے دلاوروں نے صفوف جدال و قتال کو آراستہ کیا نقیبوں
نے کڑکا کہنا شروع کیا ہے

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید ‖ پگ آگے پت رہے اور پگ پیچھے پت جائے ‖ ایسے پوت کپوت کا کاگا ماس نہ کھائے
روز جنگ ست جنگ باید کرد ‖ کوشش نام و ننگ باید کرد
رستم رہا نہ زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ‖ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

اس کلام شجاعت التیام سے
آمادۂ شجاعت کا ہیجان ہوا صفوف افواج پر مثل صف مژگان سناٹا سا چھا گیا ہر ایک بہادر اپنی جانب
مخالف پر نگاہ قہر نگران تھا کہ صف لشکر نمرود سے مغیلان خارا شکن باہر آیا اور نعرہ کیا کہ ای فرقۂ منکر
درگاہ خداوند تم میں سے جسے دعوائے مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پی جائے
نمرود نے کہا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ مغیلان خارا شکن حمزہ کو قتل کریگا بختیارک نے کہا کہ بجا ہے اے
خداوند ہم یہ تقدیر کرتے ہیں کہ مغیلان اور اسکے بعد بہت سے سردار تمہاری فوج کے حمزہ کے ہاتھ سے
چاشنی گیر حلاوت مرگ ہونگے نمرود نے کہا کہ ای شیطان درگاہ یہ تو نے کیا کہا تو کیسی الٹی تقدیر کرتا ہے بختیارک
نے کہا کہ خداوند آج ہمارا یہی تقدیر کرنے کو جی چاہا بھلا دیکھیں آج کس کی تقدیر زبردست ہو جب نکلتی ہے
غلام کی یا خداوند کی نمرود نے کہا کہ تو بھی کتنا پاجی اور نالائق ہے تیری دل لگی ہر وقت چلی ہی جاتی ہے
غرضکہ نعرۂ مغیلان خارا شکن کا سنکر امیر با توقیر میدان میں تشریف لائے پہلے تو صاحبقران والا شان
نے اتمام حجت کے لیے بہت کچھ وعظ و پند زبان الہام بیان سے ارشاد فرمائے اور دلائل وحدانیت
و ربوبیت باری تعالیٰ عز اسمہ مغیلان سے بیان کر کے دعوت اسلام کے بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ
اگر تیرے پاس ان باتوں کا جواب ہو تو بیان کرو ورنہ بہتر یہ ہے کہ مذہب حقہ کو قبول کر مغیلان نے تیغ
کھینچکر کہا کہ جواب ان باتوں کا آپ کو یہ تیغ آبدار دیگی یہ سنکر امیر کو تاب ضبط باقی نہ رہی غیظ آ گیا اور
فرمایا کہ بہتر حملہ آور ہو مغیلان خارا شکن نے اس تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے تلوار اسکی رد کر کے
کلائی اسکی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر آ رہا نیچے ایک پتھر پڑا ہوا تھا
سر اسکا اس پتھر پر گر کے پاش پاش ہو گیا امیر نے اور ایک تلوار اوپر سے مارکے کام اسکا تمام کیا

اور نعرہ کیا کہ او رجسے تمنائے مرگ ہو اور خار مغیلان اجل پائے آرزو سے قتل مین چبھے کھٹک رہا ہو وہ میرے مقابلہ کو باہر آئے یہ نعرہ سنکر بابیل کوہ پیکر سامنے آیا امیر نے اُسے بھی علفِ تیغ بیدریغ کیا غرضکہ اسی طرح ستائیس کافران عنید کو راہی دار البوار کیا نمرود کے قریب شام طبل بازگشت بجوایا لشکر امیر مین بھی طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے لشکری بستروں پر آ کر آرام پذیر ہوئے سرداروں نے اپنے خیمون مین استراحت کی جبکہ طوق شعلع مہر گردن روزگار سے اترا اور ہیکل کہکشان شاہد شب نے زیب گلو کی ؎

چو در برج کوہ رفت آفتاب　　سپہ روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ　　زماہی بر آورد سر سوی ماہ
ز دور دید سپہ پاسبان داشتند　　گمش گرد خرگاہ نگذاشتند

امیر با توقیر بارگاہ مین آکر بیٹھے اُدھر نمرود بھی اپنی قیام گاہ پر گیا مجمع رفقا و مصاحبین ہونے لگا بختیارک نے نمرود سے کہا کہ کیون خداوند شیطان کی تقدیر کو ملاحظہ فرمایا اب شیطان کی تقدیر زبردست ہے یا خداوند کی نمرود نے کہا کہ اچھا ہمنے تقدیر کی کہ کل حمزہ کو گرفتار کرا لینگے بختیارک نے کہا کہ اچھا ایک تقدیر کو تو ہم دیکھ چکے اب اسے بھی دیکھتا ہون نمرود نے بختیارک سے کہا کہ ارے خاموش رہ تو ہر مرتبہ ایسی ہی دل لگی بازی کیا کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ اچھا دیدہ باید کہ چہ خواہد شد ع گر شب آبستنی فردا چہ زاید نمرود نے کہا بہت اچھا بہت اچھا اب زیادہ بک بک نہ کیجیے یہ کہکر نمرود نے مرزبان فیل خوار جادو کو طلب کرکے کہا کہ ای مرزبان جسطرح بنے آج حمزہ کو اٹھا لا تو ہم جانینگے کہ تو عیار ہے یہ سنکر مرزبان نے کہا کہ حضور بہت اچھا تعمیل ارشاد مین کچھ عذر نہین ہے چنانچہ مرزبان نے پہر رات گئے لباس شب روی زیب جسم کرکے بارگاہ سلیمانی کی راہ لی جب بارگاہ کے قریب پہونچا تو ہرچند چاہا کہ جست کرکے خیمہ کے اندر چلا جائے مگر ممکن نہ ہوا جس قدر یہ کوشش کرتا تھا کہ جست کرکے اندرون خیمہ چلا جائے اسی قدر سراچہ بارگاہ اور بلند ہوتے جاتے تھے آخر مجبور ہو کر بارگاہ کے دروازہ پر آیا دیکھا کہ مقبل مع چند عیارون کے پہرا دے رہا ہے یہ دیکھتے ہی اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کرنا شروع کیے ایک آن واحد مین مقبل اور سب ہمراہی بیہوش ہو ہو کر گر پڑے بس اب کیا تھا نمرود ستون کا مرزبان جھپٹ داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ امیر اپنے بستر استراحت پر غافل آرام فرما رہے ہین اُسنے چاہا کہ امیر پر بھی اسم سحر دم کرکے گرفتار کرے جیسے ہی مرزبان نے اسم سحر شروع کیا ویسے ہی حسن اتفاق سے امیر کشورگیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہوا جادو کر رہا ہے امیر سمجھے کہ یہ اپنے زعم مین مجھے غافل سمجھکر جادو کر رہا ہے امیر نے وہین سے پلنگ پر لیٹے لیٹے اسم اعظم آغاز کیا ادھر سے وہ سحر خوانی مین مصروف ہے اور پڑھ پڑھ کر امیر پر دم کر رہا ہے اور اُدھر امیر اُسکا توڑ اسم اعظم پڑھ پڑھ کے دم کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب اُسنے اسکم سحر کو تمام کیا اور امیر خاموش بے حس و حرکت لیٹے رہے تو وہ مردود یہ سمجھا کہ حمزہ بیہوش ہوگئے کہ اب انھین گرفتار کر لینا چاہیے یہ سوچکر قریب امیر آیا امیر بسم اللہ کہکے اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ کیون ای ساحر نابکار سحر کر چکا بس ایسے ہی ہمپر میری گرفتاری کے لیے آیا تھا ارے لعنت ہے خدا کی اور تو کچھ نہین یہ کلام سنکر عقل ساحر کی حیران ہوگئی اور عرض کیا کہ ای حمزہ معلوم ہوا کہ آپ نے کسی نہ کسی طور پر میرے سحر کو رد کر دیا امیر نے وہ لوح جو گلے مین پہنے ہوئے تھے جسپر اسم اعظم منقوش تھا اُسکو دکھائی کہ دیکھ یہ لوح جو میرے گلے مین پڑی ہوئی ہے اسی لوح کی

برکت سے مین نے تیرے سحر کو دفع کردیا ابھی امیر سے اور اس جادوگر سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حسب
اتفاق عمرو بھی اُس طرف آنکلے قریب دروازۂ بارگاہ آکر دیکھا کہ مقبل اور اسکے ہمراہی تو بیہوش
پڑے ہوے ہین اور اندر بارگاہ کے امیر سے اور کسی شخص سے باتچیت ہورہی ہی خواجہ سمجھے کہ ابھی کچھ
دال مین کالا ہی چلا چاہیے یہ سوچکر گلیم عیاری اوڑھکر اندرون بارگاہ آئے دیکھا کہ ایک جادوگر
امیر کے سامنے کھڑا ہوا ہی اور امیر سے اور اس سے گفت وشنید ہورہی ہی عمرو نے جاتے ہی امیر سے
کہا کہ کیون آج آپ بیدار کیون تھے امیر نے فرمایا کہ یہ حضرت میرے گرفتار کرنے کو آئے تھے اتفاقاً میری
آنکھ کھل گئی عمرو نے کہا کہ پھر ماریے مردود کو یہ کہکر اُس ساحر کی طرف لپکے دیکھا کہ وہ نابکار سمجھے کہ میرے
آتے ہی بھاگ گیا جلدی سے بیرون خیمہ آئے اور اُسکو چارطرف دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک سمت کو
بھاگا چلا جاتا ہی بس جھپٹ کر کمند اصفہانی باصفا کے حلقۂ اُسکے جانب پھینکے ہرچند کہ وہ عمرو سے بہت
فاصلہ پر تھا مگر چونکہ خاصیت اُس کمند کی یہ ہی کہ وقت ضرورت یہ کمند حسب حاجت بڑھ جاتی ہی مرزبان
کمند کے حلقون مین گرفتار ہوگیا اور عمرو اُسے کھینچتے ہوے جانب بارگاہ لائے اور پیچ ہاے داؤدی مین
کسکر اُسے باندھ دیا اور قصد کیا کہ جاکر امیر سے اطلاع کرین دیکھا تو امیر بھی دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہین
عرض کیا کہ حضور یہ ساحر حاضر ہی امیر نے فرمایا کہ بھی خواجہ تمھین اس امر کی خبر کس نے دی عمرو نے عرض
کیا کہ حضور تابعدار جو بالا روی کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا تو دیکھا کہ مقبل اور اسکے ہمراہی بیہوش پڑے
ہوے ہین اور آپ کی باتون کی آواز آرہی ہی مین سمجھ گیا کہ کچھ دال مین کالا ہی گلیم اوڑھکر داخل بارگاہ ہوا
دیکھا تو یہ مردود آپکے سامنے کھڑا ہوا ہی اسے دیکھکر مین تو آپ سے باتین کرنے لگا یہ مردود فرصت پاکر بھاگ
نکلا اب جو مین نے مُڑکر دیکھا تو اسے نہ پایا بیرون خیمہ تلاش کرکے اُسے کمند اصفہانی مین پھانس لیا اب کیا حکم ہوتا ہی
امیر نے فرمایا کہ قتل کرو عمرو نے بسم اللہ کہکر خنجر مارا کچھ اثر نہ ہوا سمجھے کہ کچھ اسکے پاس ایسی شی ہی کہ جس کے
باعث سے خنجر تاثیر نہین کرتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دیکھا کہ اُسکے بالون مین ایک تعویذ موم کیا ہوا چسپا ہے
عمرو نے اُس تعویذ کو نکال کر پھینک دیا اور پھر بسم اللہ کہکر ایک خنجر اُسکی گردن پر رسید کیا کہ دھڑ سے سر
اسکا جدا ہوگیا امیر نے حکم دیا کہ لاش اُس مردود کی ہاتھی کے پاؤن مین باندھ کے تشہیر کراؤ جب صبح
ہوئی تو لاش اُس مردود کی پاے فیل مین باندھ کے تمام لشکر مین خوب تشہیر کرائی گئی تھی کہ
نمرود کو بھی یہ خبر پہونچی کہ مرزبان مارا گیا تو اسے بہت ہی تاسف ہوا اور نہایت غیظ آگیا کہنے لگا کہ
جب تک کوئی بڑا آزمودہ کار نہ جائیگا امیر کا گرفتار ہونا امر دشوار ہی بختیارک نے کہا کہ کیون خداوند کیا ہوا
نمرود نے کہا کہ ارے شیطان تو نے سنا کیا مرزبان امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا بختیارک نے کہا کہ کیون
مارا گیا آپ نے تو تقدیر کی تھی کہ حمزہ گرفتار ہوجائینگے یہ کیسی الٹی تقدیر ہوگئی نمرود نے کہا کہ پھر تو اپنی شیطنت کی
لینے لگا بختیارک گویا ہوا کہ پھر کوئی تقدیر کیجیے گا نمرود بولا کہ ہان کرینگے تو کیا کرینگے بختیارک نے کہا کہ خداوند
آپ کی ایسی ہو وہی تقدیر کیجیے گا اس مرتبہ تو ذرا مضبوط سی تقدیر کیجیے گا ایسا تو نہو کہ ابھی سلطانون کی زیر سے آپکی
تقدیر پیش روی نہ کرسکے نمرود نے کہا کہ نہین ابکی بہت مستحکم تقدیر کیجائیگی یہ کہکر ایک تعویذ لکھا اور آگ منگوا کر اُس
تعویذ کو آتش مین ڈال دیا بس جیسے ہی وہ تعویذ جلا اور دھوان بلند ہوا ویسے ہی یکایک ایک تاریکی سی چھا گئی
اور ایک دیو سیاہ رو زشت خو سامنے سے پیدا ہوا اور نمرود کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

نمرود نے اُس سے کچھ اشارہ کیا دیو نے پھر پرواز کی اور بعد تھوڑی دیر کے سمندر جادو اور محیط جادو
کو لیکر نمرود کے حضور میں حاضر ہوا نمرود نے ان دونوں کو بہت تواضع و تکریم سے اپنے پاس بلاکر قریب تخت
اپنے جگہ دی بختیارک نے کہا کہ اے خداوند آپ نے اپنی خدائی کو بالکل بے حقیقت اور بے آب کر دیا کہ ایک
ایک بندہ کی یوں تعظیم و تکریم کرتے ہیں نمرود نے کہا کہ یہ سب میری خدائی کے ستون اور میرے بندگان
خاص ہیں اگر میں انکی مدارات اور دلداری نکروں تو پھر دوسرا کون ہے جو انکا حفظ مراتب کریگا پس نمرود
اُن دونوں ساحروں کی جانب متوجہ ہوا اُن ساحروں نے عرض کیا کہ خداوند نے ہمیں کسواسطے طلب کیا ہے
نمرود نے کہا کہ میں نے تم کو اس غرض سے طلب کیا ہے کہ خدا پرستوں نے میرے تینتالیس سرداروں کو قتل
کیا اور قمہور و بیلا شور اور عرش اُن کی قید میں ہیں اور چند سردار حمزہ کے میری قید میں ہیں اگر میں انہیں
قتل کرونگا تو حمزہ قمہور اور بیلا شور و عرش کو قتل کرڈالے گا اگر تم دونوں جاکر عرش اور قمہور و بیلا شور
کو رہا کرلاؤ تو میں اُن مسلمانوں کو تہ تیغ کروں سمندر جادو نے کہا کہ اُن مسلمانوں کو آپ نے کہاں قید
کیا ہے نمرود نے کہا کہ آسمان پر سمندر جادو نے کہا کہ کس جگہ نمرود نے کہا کہ قندیل ہائے آتشین میں سمندر
نے عرض کیا کہ لشکر میں کیوں نہ قید کیا بختیارک بول اُٹھا کہ اگر لشکر میں قید کرتے تو حمزہ کا عیار زبردست
خواجہ عمرو آکر چھڑا لیجاتا سمندر جادو نے کہا کہ بھلا اُسکی کیا مجال ہے میں اُسکو قتل کرڈالونگا میں تو اُسکے
خون کا پیاسا ہوں بختیارک نے کہا کہ بہت اچھا جب آپ عمرو کو قتل کیجیے گا تو تھوڑا سا خون اُسکا مجھے بھی
دیجیے گا نمرود نے کہا ارے شیطان خاموش رہ تو ہر جگہ دل لگی کیے جاتا ہے ہر بات میں مسخرہ پن کرتا ہے
غرض محیط جادو نے سمندر جادو سے کہا کہ تو جاکر قمہور وغیرہ کو چھڑا لا اور میں خود ان مسلمانوں کو لشکر میں
لیجاکر قید کرتا ہوں اور آپ چوکی دیتا ہوں دیکھوں تو میرے پہرے سے کون چھڑا لیجاتا ہے اور کسکی طاقت
ہمارے جو چھڑانے آئیگا خداوند کے اقبال سے اُسے قتل کرونگا نمرود نے کہا کہ اچھا لاؤ قیدیوں کو
اُسی وقت سرداران لشکر اسلام کو سامنے نمرود کے حاضر کیا بختیارک نے کہا کہ بدیع الزمان و قاسم
دونوں داماد لقا ہیں زمرد شاہ نے کہا کہ بختیارک تو مجھے ذلیل کرتا ہے تجھے کس نے کہا تھا کہ تو ایسی
باتیں کرا رے صاحب یہ سب جھوٹ ہے بختیارک نے کہا کہ خداوند ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جسکا
ہاتھی اسی کا ناؤں القصہ محیط جادو اُسی وقت بدیع الزمان وغیرہ کو لیکر آسمانوں سے اُترکر زمین پر
آیا اور لشکر نمرود میں ایک خیمہ علیحدہ نصب کراکے ان سب کو اس خیمہ میں لیجاکر قید کیا اور کل اہل لشکر میں
منادی کرادی کہ خبردار کوئی ان قیدیوں کی نگہبانی نکرے میں تنہا ان سبکی حفاظت کرونگا دیکھیں کون لیجاتا
ہے چنانچہ یہ خبر ہرکاروں نے میری خدمت میں جاکر عرض کی کہ محیط جادو نے سرداران لشکر اسلام کو لاکر
لشکر نمرود میں مقید کیا اور خود انکی حفاظت کر رہا ہے اور سمندر جادو نے اقرار کیا ہے کہ میں قمہور وغیرہ کو
لشکر اسلام سے چھڑا لاؤنگا پس امیر یہ خبر سنکر آبدیدہ ہوے اور ارشاد فرمایا کہ اگر اتفاق سے ایسا ہی واقع
ہوا اور سمندر جادو قمہور وغیرہ کو اگر چھڑا لے گیا تو بڑا ہی غضب ہوگا نمرود ہمارے سرداروں کو ضرور
قتل کریگا کیونکہ اس صورت میں پھر اُسے کوئی خوف تو رہیگا نہیں اور اگر میں پہلے ہی قمہور وغیرہ کو قتل
کرتا ہوں تو بھی وہ لوگ قتل ہو جائینگے اگر کوئی شخص جاکر ہمارے سرداروں کو چھڑا لاتا تو بہتر البتہ ہم سری
بن پڑتی ہم ان دشمنوں کو بے خوف و خطر قتل کرتے یہ سنکر شاپور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا ان مسعود زادوں

وہ پریشان ہوتے ہیں غلام ابھی جا کر آپ کے سرداروں کو چھڑائے لاتا ہے اوّل تو سمندر جادو یہاں آنے ہی نہ پائیگا کہ میں جا کر سرداران حضور کو رہا کیے دیتا ہوں اور اگر بالفرض وہ آ بھی گیا اور قہور وغیرہ کو چھڑا لیگیا تو قتل سکے کہ وہ قہور وغیرہ کو لیکر لشکر عمرو میں پہونچے میں آپکے سرداروں کو تب تک پہونچا دونگا بس پھر کوئی خوف نہیں ہے ورنہ آپ میرا نام شاپور نہ رکھئے گا یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ بارک اللہ جزاک اللہ بڑی ہمت کی اے شاپور اگر تو اس کام کو سرانجام دیگا تو مستحق انعام عظیم ہوگا اب اس داستان کو تو یہیں چھوڑیے اور اس طرف توجہ فرمائیے

پہونچنا نورالدہر کا طلسم گلزار سلیمانی پر اور قتل ہونا قہقہہ حبشی کا نورالدہر کے ہاتھ سے

دیکھتا جا او ادھر او قہر سے گذرنیوالے
ہمتو جاتے ہیں ٹھہر جائیں ٹھہرنیوالے
اس گذرگاہ سے پہونچیں تو کہیں منزل تک
سچ تو یہ ہے کہ برے ہوتے ہیں مرنیوالے
قتل ہو نگے ترے ہاتھوں سے خوشی اسکی ہے
سر ہو جائیں کسی کے یہ بکھرنیوالے
حشر میں لطف ہو جب ایسے ہوں دو عاشق
ہمسے لیتے رہے جو ہیں اترنیوالے
غسل میت کی شہیدوں کو ترے کیا حاجت
رات کی رات ٹھہر جائیں ٹھہرنیوالے
غنچہ و گل میں ہوا کیا ہے تباہی بلبل
اور ہو گئے تری محفل سے ابھرنیوالے

ابھی نظریں لیے محشر سے گذرنیوالے
قلزم عشق سے ای خضر ہمیں خوف نہیں
جیسی گذریگی گذاریں گے گذرنیوالے
ہو کے لبریز چھلکے گا مرا ساغر دل
آج اترائے ہوئے پھرتے ہیں مرنیوالے
آہ کے ساتھ فلک سے یہ زمین آئی ہیں
وہ کہیں کون ہو تم ہم کہیں مرنیوالے
ہر روز ہی قہر وہی جبر وہی کبر وغرور
بے بنائے بھی سمجھتے ہیں سنورنیوالے
نہ ملی روز قیامت بھی حیات جاوید
جمع ہیں جنید رق وہ بھی بکھرنیوالے

راہ دیکھیں گے نہ دنیا سے گذرنیوالے
بیٹھ کرتے ہیں ابھرتے ہیں ابھرنیوالے
شہر پھر اجڑے و دل نہ حسرت ترکانے
سیکڑے سو ہوں اگر لاکھوں ہوں بچھڑنیوالے
تیرے گیسو پریشان نکریں سودائی
جل گئے سایۂ طوبیٰ میں ٹھہرنیوالے
خوشنوائی نے رکھا ہم کو اسیر صیاد
بت خدا ہیں مگر انصاف سے ڈرنیوالے
منزل عشق نہیں ہوتے سر سے قلقی
بیٹھے دیکھے بہت اس شوخ پہ مرنیوالے
حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

سرمہ کشان دیدۂ انجام بین حقیقت و لنگار رنگین چشم نور آگین بصیرت کحل الجواہر مضمون سخن سے دیدۂ بے نور داستان کو اسطرح منور فرماتے ہیں اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر میں یوں سرمہ لگاتے ہیں کہ جب قہقہہ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ آسمان پری جانب طلسم گلزار سلیمانی آگئیں اور خیمہ انکا مع لشکر ظفر پیکر وہاں نصب ہو چکا تو یہ بھی بہ تعجیل تمام اپنے لشکر کو لیکر آ پہونچا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا جب یہ خبر آسمان پری کو دیووں نے پہونچائی کہ قہقہہ پہونچ گیا اور آتے ہی اسنے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوا دیا تو آسمان پری نے بھی اپنے لشکر میں کوس حربی بجانے کا حکم دیا چنانچہ اسی وقت آسمان پری کے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین و آسمان دہل گئے عالم کے تہ و بالا ہونے کی نوبت پہونچی شب بھر تیاری و درستی سامان جنگ ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف کشیدہ ہوئے آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے کوئی دم میں لشکر قہقہہ سے مبارز طلبی ہوگی عبدالرحمن جنی نے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھیں عنقریب کوئی شخص فرستادہ امیر آیا ہی چاہتا ہے گھڑیاں ٹلتی ہیں آپ کا نامہ پہونچتے ہی امیر با توقیر نے کسی سردار کو روانہ کیا ہوگا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قہقہہ نے میدان جنگ میں آکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی پہلوان لشکر آسمان پری میں جو میرا مقابلہ کرے پس یہ سنکر آسمان پری اور بھی مضطر و سراسیمہ ہوئیں کہ اب میں کیا کروں او پھر عبدالرحمن سے

کہا کہ خواجہ اب کیا ہونا چاہیے کہ یکایک نعرہ نورالدہر کا سنائی دیا خواجہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ شکر خدائے عزوجل
نورالدہر آپہونچے اب کوئی فکر و اندیشہ کا محل نہیں ہی غرضکہ نورالدہر نے آتے ہی مقابل قہقہہ نعرہ کیا سے

شہ عالم شجاع عصر نورالدہر عالیشان
کشند از فتح لشکر بر فوج اعدا صد پشیمانی

سپہر حشمت صاحبقرانی و جہانبانی
نہنگ بحر رزم و مست بر قبضہ چو بگذارم

مہ برج شجاعت آفتاب عز و تمکین
شود از آب تیغ لشکر کفار طوفانی

قہقہہ یہ نعرہ سنکے تاؤ پیچ کہانے لگا اور نورالدہر پر وار شمشاد کا وار کیا نورالدہر نے وار اسکا خالی دیکر نیزہ
اٹھایا قہقہہ نے بھی نیزہ اٹھایا نیزہ بازی ہونے لگی کامل دوپہر تک نیزہ بازی رہی کہ سنانیں بنانیں بالکل
ناکارہ ہوگئیں قہقہہ نے نیزہ پھینک کر تلوار علم کرکے نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے حملہ اسکا خالی دیکر
تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور تین مرتبہ خبردار خبردار کہکے اسکے سر پر تیغ مارا قہقہہ نے سپر کو تیر کی پناہ
کیا ہرچند کہ سپر اسکی بہت زبردست تھی مگر کیا ہو سکتا ہی یہ تیغ عقرب سلیمانی وہ بلا کی چیز ہی کہ سپر اور خود کو کاٹ
کر تا رکب دو ٹکڑے کے چار ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں در آئی نورالدہر نے قہقہہ کو جو کر تیغ کو میان میں کیا اور
صدائے اللہ اکبر جل جلالہ کی بلند کی بس قہقہہ کے قتل ہوتے ہی کل دیو نورالدہر پر ٹوٹ پڑے اور آتشبازی
لے لیکر نورالدہر پر حملہ آور ہوئے نورالدہر نے بھی تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور غول میں دیووں کے
در آئے آسمان پری نے بھی اپنے دیووں کو حکم دیا کہ قہقہہ کے دیووں پر جا گرو ادھر تو آسمان پری
کے دیو قہقہہ کے دیووں پر جا پڑے اور ادھر قمر نژاد و گوہر نژاد و فیروز نژاد بھی قید سے چھوٹکر آپہونچے جنگ مغلوبہ
واقع ہوئی اس طرح بھڑکے تلوار چلی کہ الامان خون کی ندیاں بہہ گئیں کشتوں کے پشتے بندھ گئے دیووں
کے لاشوں کے جا بجا انبار نظر آتے تھے ہر طرف کوہ سیاہ کا عالم تھا زمانہ درہم برہم تھا تین شبانہ روز
جنگ رہی نو لاکھ دیووں میں چار لاکھ دیو قتل ہوئے اور پانچ لاکھ بھاگ نکلے آسمان پری نے
بفتح و فیروزی مراجعت کی اور لندھور و مالک و نورالدہر کے واسطے بارگاہ نصب کرائی یہ سب آکر
داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سمن رو بادہ مشکبو لیکر حاضر ہوئے مطربان
شیرین ادا نے رقص و سرود کا رنگ جمایا تھوڑی دیر یہ جلسہ مسرت منعقد رہا نورالدہر نے بعد فراغت طعام
و شراب آسمان پری سے پوچھا کہ کیوں دادی جان وہ طلسم کونسا ہی اسکا مجھے نشان بتا دیجئے کہ جسکے لیے
میں نے اسقدر مسافت طے کی ہی میں جا کر اس طلسم کو فتح کروں آسمان پری نے کہا کہ اے فرزند جس طلسم کا نام
طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر نورالدہر کو سب پتہ و نشان اس طلسم کا بتا دیا اب یہ تو طلسم کشائی کے لیے
جانب گلزار سلیمانی نہضت فرما ہوتے ہیں دیکھیے کب پہونچیں جبتک

دو کلمہ داستان خلاصی بدیع الزمان وغیرہ کے بیان ہونے میں

کوئی کلمہ بھی ہرے منہ سے نکلنے نہ دیا
شمع کو تا یہ سحر میں نے پگھلنے نہ دیا
شوق نے راہ محبت میں بھٹکایا لیکن
شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا
بدگمانی نے مجھے چھوڑا نہ تنہا چھوڑوں
کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

وہ ستایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا
اس جفا پر یہ وفا ہی کہ تمہارا شکوہ
ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے نہ دیا
اے شب ہجر تری خلق پہ احسان ہوگا
میں نے قاصد کو الگ آہ پہ چلنے نہ دیا
مجھکو لقیا اسے میں حشر کے دن چند رکے

نفس سرد کی تاثیر عجب غم دیکھو
دل میں اے جنے نہ دیا منہ سے نکلنے نہ دیا
عقل کہتی تھی نہ لکھو دفتر مطلب انکو
حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا
کسی صورت نہ بچا عشق کی سوالی
کیا کروں مجھکو فرشتوں نے نکلنے نہ دیا

بزم اعیار مین اُس شوخ نے عیاری سے | کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا | محافظان زندان کو تہ داغ نگہبانان

مجلس رموز معانی قیدی مضمون کو زنجیر فکر سے رہائی دیکر یون کھلے بندون عرض تحریر مین لاتے ہین کہ
بدیع الزمان وغیرہ جو لشکر نمرود مین تھے انکی رہائی کے باب مین جب شاپور نے امیر باتوقیر سے عرض کیا
کہ آپ مطمئن رہین مین جاتا ہون تو امیر نے شاپور کو دعا دیکر انعام کا وعدہ کیا اور عمرو سے کہا کہ ای خواجہ
تم تو سرگروہ جادوگران اور سلطان عیاران ہو مگر اس مقدمہ مین کوئی کارروائی نہین کرتے مناسب ہے
کہ اس محل نزد مین تم بھی کوئی کام کرو عمرو نے کہا ای امیر یہ کام کوئی ایسا دشوار نہین ہے کہ جسمین مین بھی
شریک ہون یہ تو ایک مختصر کام ہے شاپور اسکے واسطے کافی ہے وہ جا کر اس امر کو انجام دیگا آپ گھبراتے
کیون ہین اور اگر کوئی کام میرے ہی کرنے پر منحصر ہوتا اور مین دیکھتا کہ بغیر میرے کام نہین چلتا تو مین خود
ہی سبقت کرتا اور انصرام کار کے لیے مستعد ہو جاتا آپ کے فرمانے کی کیا حاجت تھی اور ان چھوٹے چھوٹے
کامون کے لیے میرا جانا مناسب نہین ہے اور یہان مین حضور کا تابعدار ہی ہون جہان ورجس کام کی ضرورت ہو
مین ہر طور موجود ہون مگر آپ میری التماس کو غور کیجیے میرا جو کچھ خیال تھا مین نے گذارش کیا آیندہ حضور
کا جو ارشاد ہو فدوی بسر و چشم بجا لائے بسر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے آپ مالک ہین ادنی اشارہ کافی مجھے
کیا عذر میرے نجانے کو میری پست ہمتی اور تقصیر خدمت پر محمول نفرمایئے گا مین نے آپ ہی کے حفظ مراتب
کے باعث سے عرض کیا کہ علاوہ میرے آپ کی بھی کسر شان ہے اس لیے کہ یہ مشہور ہو جائیگا کہ بس امیر کے
لشکر مین ایک یہی ہے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اسی کی شکل دکھائی دیتی ہے امیر تو یہ سنکے خاموش رہے
شاپور نے عرض کیا کہ حضور بزرگوار بجا کہتے ہین غلام جاتا ہے اور اس کام کو بفضل ایزدی و اقبال
صاحبقرانی انجام دیتا ہے حضور یہ مرتبہ ہر کام پر خواجہ کا جانا واقعی غیر مناسب ہے آخر ہم غلام کس دن
کے لیے ہین یہ کہکر امیر کو سلام کرکے لباس عیاری زیب جسم کیا اور بانہاے عیاری سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر
نمرود روانہ ہوا شاپور تو اسطرف قطرہ زن ہوا اور یہان شبرنگ عیار نور الدہر نے بجاے خود یہ خیال کیا کہ ای
شبرنگ اگر تو شاپور سے پہلے پہونچکر اس کام کو انجام دے لائے اور سرداران لشکر اسلام کو رہا کرکے خدمت امیر
مین حاضر کردے تو تیری بھی دھوم مچ جائے اسواسطے کہ یہ کام بہت بڑا کام ہے یہ سوچکر مع ابو الفتح و خوردک بن
گردمرد اور اسلم پیادہ رو اندلس بن عمرو وغیرہ سات عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر اسنے بھی لشکر کفار کی
راہ لی اب سنیے کہ بعد جانے شاپور کے امیر نے لشکر مین منادی کرادی تھی کہ آج رات کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر
یہی ذکر کرے کہ امیر نے تمہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان اور سبائل مین روانہ کردیا ہے دو تو لشکر اسلام مین دن ہی
سے یہ چرچے ہونے لگے کہ ابھی امیر نے تمہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان مین بیکار بھیج دیا ہماری سمجھ مین نہین آتا
کہ یہان کیا خوف تھا اگر یہ کہیے کہ لشکر نمرود سے کوئی عیار یا جادوگر آکر خبر لیجاتا تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے لشکر
اسلام مین بھی ایسے ایسے عیار و سپاہی موجود ہین کہ باید و شاید امیر کو خواہ مخواہ خوف ہوا اور ادھر اسد نے کیا
کیا کہ اپنے خیمہ مین تہخانہ کھود کے تمہور وغیرہ کو اس تہخانہ مین بند کیا اور تہخانہ کا لکڑیون سے پاٹ
کے اسپر فرش کردیا اور چالیس آدمیون کو گرد خیمہ چوکی پہرہ کے لیے متعین کردیا غرضکہ سمندر جادو جو داخل
لشکر اسلام ہوا تو ہر ایک جگہ ہر ایک شخص سے یہی گفتگو سنی کہ امیر باتوقیر نے تمہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان و
سبائل مین روانہ کردیا یہ سنکر سمندر جادو بہت پریشان خاطر ہوا اور بیزار ہوکر ملک سبائل مین

پہونچاکر تمام ملک اور قلعہ بھر چھان مارا مگر کہین پتہ نہ پایا سمجھا کہ مسلمانون نے دل لگی کی اور مجھے فریب
دیا قہور وغیرہ سب لشکر اسلام ہی مین موجود ہین فقط مجکو دھوکا دینا منظور تھا شاید میرے آنے کی خبر ان
سب تک پہونچ گئی تھی اس سبب سے یہ مکر باندھ رکھا تھا چلنا چاہیے لشکر اسلام ہی مین قہور وغیرہ
ملینگے یہ سوچ کر سمندر سحر پھر اپنے تئین سائل سے لشکر اسلام مین پہونچایا اور تمام لشکر مین دیکھ بھال کے
خیمہ اسد پر پہونچا دیکھا کہ چالیس شخص چوکی پہرہ پر مامور ہین فوراً اسم سحر پڑھکر سبھون کو بیہوش کیا اور
داخل خیمہ اسد ہوا دیکھا کہ اسد چین سے اپنے پلنگ پر ٹانگ پھیلائے سورہا ہے پس سمندر جادو نے جاتے ہی
اسد کو بیہوش کر کے تمام خیمہ کو چھان مارا ہر ہر گوشہ مین ہر ہر جگہ دیکھ ڈالا کوئی جگہ باقی نہ رکھی مگر کہین
پتہ نہ پایا حیران ہوگیا اور کبھی تو اپنے دل مین یہ کہتا تھا کہ ارے سمندر یہ مسلمان کس بلا کے لوگ ہین عجب عجب
کارستانیان کیا کرتے ہین جو کسی طرح سمجھ مین نہین آتین کوئی تدبیر اکی تدبیر پیش رفت نہین جاتی ارے
ہم کیا ہین جب خداوند کی تقدیر پیش رفت نہین ہوتی تو ہماری تدبیر پیش رفت کیا ہو ہم ہی کیا اور ہماری تدبیر
کیا اور کبھی کہتا تھا کہ اگر آج قہور وبلا شور وعرش بن نمرود کو تو ہار کے نہ لیگیا تو بڑی ہی تیری کرکری
ہوگی ہر شخص یہی کہیگا کہ ارے پھر کیا تجھے دعوے کیا تھا اور کیا کر کے گیا تھا غرض کہ ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے ایک مقام کی زمین کچھ اونچی معلوم ہوئی بچھونا الٹ کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تہ خانہ کا
منہ ہے لکڑیان رکھکے اوپر سے مٹی ڈال دی ہے وہ مٹی اور لکڑیان ہٹا کے سمندر اس تہ خانہ مین اتر گیا
اور چارون طرف دیکھ ڈالا کسی کو نہ پایا مگر ایک جانب منہ نقب کا دکھائی دیا سمجھا کہ کوئی عیار بھائی اسی
نقب کے راستے سے قہور وغیرہ کو نکال لے گئے یہ سوچکر اس نقب کے اندر چلا گیا جاتے جاتے منہ نقب کا
دکھائی دیا سمندر نقب کے باہر آیا دیکھا کہ کوئی سیاہ پوش قہور وغیرہ کی قید کاٹ رہا ہے پوچھا کہ ارے تو
کون ہے اُسنے کہا کہ مین ہون عیار نمرود رضوان حاجب سیاہ پوش خیمہ اسد مین نقب لگا کر سبکو نکال لایا ہون
سمندر نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے جیسے مین نے کام کیا ویسے تونے کچھ ہیچ کی بات نہین ہے یہ کہکر سمندر جادو
بشکل عقاب بنکر ان سب کو اپنی پشت پر بٹھلا کے جانب آسمان نمرود کے اُڑا اور یہان لشکر نمرود مین میان شاپور
نے کہ اُس خیمہ مین نقب لگانی شروع کی کہ جنمین سرداران اسلام مقید تھے اور شبرنگ جو اپنے عیارون سمیت نمرود
کے لشکر مین آیا تو دیکھا کہ جس خیمہ مین سرداران اسلام مقید ہین گرد اُس خیمہ کے ایک بڑا بھاری جادوگر شل ناسی
اور اسم سحر پڑھتا جاتا ہے اور اُسکے چالیس شاگرد اُسکے ساتھ ساتھ ہین اور ہزار ہا سانپ بچھو وغیرہ جانوران گرد
زمین پر پھر رہے ہین یہ دیکھکر شبرنگ نے اُن سانپ بچھوون مین ایک اینٹ پھینکی اینٹ کے گرتے ہی ایک
بچھو نے بڑھکر اُس اینٹ پر ڈنک مارا کہ وہ اینٹ خاکستر ہوگئی شبرنگ نے اپنے دل مین کہا کہ العظمة لله
کیا سحر عظیم ہے مگر شاپور ضرور کوئی کارستانی کر جائیگا لیکن ہم بھی اپنا سا تو زور لگا لو خالی نہ پھرو شاید کوئی
کام بنجائے یہ سوچکر اپنی شکل بصورت رضوان حاجب شکل کر کے ایک شیشی کو لشکر نمرود سے اپنے ساتھ لیکر
محیط جادو کے قریب گیا محیط جادو نے پوچھا کہ تو کون ہے شبرنگ نے کہا کہ مین ہون رضوان حاجب
خداوند نے تمھارے واسطے شراب یاقوت رنگ بھیجی ہے وہ لیکر آیا ہون محیط جادو نے اسی وقت سجدہ کیا
اور کہا کہ لاؤ میان رضوان کیا رحمت خداوندی ہے یہ کہکر بوتل شراب کی رضوان کے ہاتھ سے لیکر خود بھی
پی اور اپنے شاگردون کو بھی خوب پلائی اُس شراب کے پیتے ہی سب کے سب بیہوش ہوگئے شبرنگ نے سر محیط

سب کے سر تنون سے جدا کیے اور داخل خیمہ ہوئے اتنی دیر مین میان شاپور نقب لگا کے سرداران لشکر اسلام کو لیجا چکے تھے یہ جو آکر اب دیکھتے ہین تو خیمہ خالی پڑا ہی کسی کا پتہ نہین سمجھے کہ شاپور چھڑا لے گیا اپنے دل مین کہا کہ خیر شاپور لے گیا تو لیجانے دو ہمارا آنا بھی خالی نہین گیا ان جادوگرون کا قتل بھی ایک امر عظیم تھا یہ سوچکر انھون نے بھی لشکر اسلام کی راہ لی یہان آکر سردارون کو خدمت امیر مین پہنچا کر اپنے خیمہ کی راہ لی دوسرے روز نمرود نے زمرد کو بلا کے کہا کہ اے زمرد شاہ قمہور وغیرہ تو لشکر اسلام سے رہا ہو گئے اب مین ان خدا پرستون کو طلب کرتا ہون اگر مجھے سجدہ کیا تو خیر ورنہ سب کو قتل کر دونگا کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ کل عیار لشکر اسلام کا محیط جادو کو مع چالیس جادوگرون کے مار کے سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لے گیا نمرود کو یہ سنکر نہایت تاسف ہوا اور امیر باتوقیر نے صحبت عیش و عشرت آراستہ کی کہ اس اثنا مین امیر کو اطلاع ہوئی کہ رات کو خیمہ اسد سے قمہور وغیرہ غائب ہو گئے کوئی عیار نقب لگا کر چھڑا لیگیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ خیر وہ سب رہا ہو گئے تو ہو جانے دو میرے سردار تو بچ گئے غرض جب کہ بعد فراغ جشن شب کو آرام کیا تو خواب مین دیکھا کہ آب تیرہ زمین سے جوش مار کے حرم محترم کو بہا لے گیا امیر باتوقیر یہ خواب دیکھکر چونکے تو نہایت پریشان خاطر ہوے صبح کو منجمون کو طلب کر کے تعبیر خواب کا استفسار کیا منجمون نے عرض کیا کہ حضور طالع حرم مین خرابی پائی جاتی ہی بہتر یہ ہی کہ حرم کو بہانے کسی اور طرف کو روانہ کر دیجیے امیر باتوقیر نے اسیوقت سامان سفر درست کر کے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام شیر خدا طرف ہفت دربند عجم کے روانہ کر دیا

اب یہان سے دو کلمہ داستان قتل بہرام کے از دست بدر زن زلزل ہیبی ملاحظہ فرمایے

ڈوب کر سینہ مین ہی رہ گئے پیکان نکلا
داد وحشت کی اچھون ہی کا وہ دامان نکلا
مین دکھایا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
خاک نکلا جو نہین زہر کچھ ارمان نکلا
ہم بھی دیکھین تو کہان تک ہین ترے ہمراہی
ایک شعلہ سا تہ دامن جو گریبان نکلا
سختی دل کا مزا اسکو چکھاتا کافر
دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا
داغ دل چپکے ابھی سب کو دکھا ہی رہا تھا

دل سے بیساختہ نکلا کہ ارمان نکلا
دل سوزان نے کہین آگ لگائی شب ہجر
دم تو نکلا مرے کشتہ کا پر آسمان نکلا
تول پورا تھا ازل سے جو عدم سے
قدم اپنا بھی ابھی گرد کف دوران نکلا
ناتوانون کی نگہ کر قضا سے جو مٹے
یہ کہا دل نے کیا خدا تیرا نگہبان نکلا
پاس خدا در قیامت کا نہین جز انصاف
آرزو دل کی تو نکلی مگر ارمان نکلا

لب پہ ہان مجھسے زبون حال کا ارمان نکلا
صبح خورشید کے بعد تابان نکلا
لحد تنگ مین کس کس کی سمائی ہوگی
تنگ نکلے ہو کر جن وعدہ و پیمان نکلا
شرمگین چشم مین ہی برق نگہ کا جلوہ
بجھنے جب تار نگہ تو گریبان نکلا
رونے والون کو بھی اب مجھ پہ ہنسی آتی ہے
دیکھیے کیا اگر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

خامہ بندان بہار رنگین شاہد سخن آرایش دہندگان عروس مضامین حسن زلف تقریر دلپذیر خوش بیانی مین شانہ کشی کر کے طرہ تابدار تحریر کا یون جلوہ نما کرتے ہین کہ جب یہ خبر بلاشور نے زمرد شاہ کو پہونچائی کہ امیر نے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام جانب دربند عجم روانہ کر دیا تو بدر ملعون اجازت حاصل کر کے ہمراہی بلاشور وغیرہ کے راہ دریا سے جزیرہ فندق مین آیا اس مقام پہ پہونچکر سد راہ ہوا جب بہرام سے اور بدر سے سامنا ہوا تو بدر بہرام کو روک کر آگے بڑھا اور بہرام سے نکلا ور زن ہوا بہرام نے تلوار ماری کہ بدر کے سر پر جا پہنچی مگر کوئی اثر نہوا تیغ بہرام کی پلٹ گئی بدر نے اپنے مرکب سے جھک کر مرکب بہرام کا پکڑ کر ڈالا بہرام مرکب سے کود پڑا بدر نے ایک تلوار گردن بہرام پر ایسی ماری کہ سر بہرام کا جدا ہو گیا ہمراہیان بہرام لشکر یان بدر پر ٹوٹ پڑے جنگ مغلوبہ

واقع ہوگئی دونوں لشکر ایسے لڑے کہ میدان جنگ کو نمونۂ روز محشر بنا دیا بیت

ز ہر گوشہ غارت گر جان شدہ	شدہ پرچم نیزہ ہا فتنہ بار	کمان خم چو ابروے جانان شدہ
کلہ خود ہا گشتہ گلگون ہمہ	چو دلہائے عشاق پرخون ہمہ	چو گیسوے کافر دلان تتار
چو دلہائے سنگین سیمین بران	گذر کرد تیر از زرہ ہائے سیم	ہر سیداد خو کرد گرز گران
		چو از حلقۂ زلف خوبان نسیم

غرضکہ خوب معرکہ کی لڑائی ہوئی مگر لشکر بہرام بے سردار تھا تاب مقاومت نہ لا سکا رو بفرار ہوا بدر نے سر
بہرام کا نیزہ پر چڑھا دیا لیکن چند سردار ہمراہیان بہرام سے حرم محترم کو لیکر ہفت صندوق عجم کی سمت
چل کھڑے ہوئے جب یہ خبر امیر عالیمقام کو پہونچی کہ بہرام بدر کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہمراہیان بہرام کچھ
مارے گئے اور کچھ حرم محترم کو لیکر ہفت دربند کی جانب چلے گئے ہیں اور بدر نے عزم ہمرکابی حرم محترم کا مصمم
کیا ہے بدیع الزمان امیر کے سامنے آئے اور عرض کیا کہ حضور کیوں متفکر ہوتے ہیں میں جا کر اس کا انتظام کرتا
ہوں امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر بہت متردد ہوئے بدیع الزمان کو خلعت دے کر رخصت کیا بدیع الزمان
ستر ہزار جوان ہمراہ لیکر سمت ہفت دربند عجم روانہ ہوئے جب بعد طے کل قطع منازل لشکر بدر کے برابر پہونچے
تو بدر نے طبل جنگ بجوایا بدیع الزمان نے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر درستی سامان جنگ ہوا کی صبح کو
دونوں لشکر میدان جنگ میں وارد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئیں مگر ابھی کوئی بہادر طرفین سے
میدان رزم میں نہ آنے پایا تھا کہ لاشور نے بدر سے کہا کہ اے بدر آج جنگ کو موقوف رکھو کہ ماندگی راہ کا
زائل ہوجائے کل بتائید خدا وند مقابلہ کرینگے بدر کو بھی یہ راے پسند آئی طبل بازگشت بجوا دیا لڑائی کو
ملتوی رکھا بدیع الزمان نے بھی طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ کی جانب واپس ہو خیمہ ایستادہ ہوگئے
کل اہل لشکر اپنی اپنی جگہ پر مقیم ہوے وقت شب لاشور کو یہ سوجھی کہ کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ
بدیع الزمان زندہ گرفتار ہو جائیں اور جنگ وجدل موقوف رہے کیونکہ بدیع الزمان سے مقابلہ کرکے
سربر ہونا امر دشوار معلوم ہوتا ہے سوچتے سوچتے یہ بات ذہن میں آئی کہ دو تین ہزار اونٹ میوہ کے لیکر
اور کل میوہ میں بیہوشی ملا کر جانب لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا اور قریب لشکر بدیع الزمان آکر خیمہ زن
ہوا اور اسمیں ذکر و اذکار کرنے لگا کہ کل صبح کو یہاں سے کوچ کرینگے یہ خبر بدیع الزمان کو بھی ہوئی کہ کچھ میوہ
فروش آپکے لشکر کے قریب آکر مقیم ہوئے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان نے مقبل سے ارشاد کیا کہ اے مقبل
تم جا کر ان سب کو گرفتار کر لاؤ مقبل اسی وقت تعمیلاً للارشاد ان تجار کی طرف روانہ ہوا جا کر دیکھا کہ سوداگر
جابجا بیٹھے ہوئے اپنی بکری کا حساب وکتاب کر رہے ہیں جیسے ہی مقبل انکے قریب پہونچے سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے انکا تعاقب کیا کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ لوگوں کو مقبل گرفتار کر کے
خدمت بدیع الزمان میں حاضر ہوے بدیع الزمان نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
سچ سچ بیان کرو ورنہ میں تم سب کو تہ تیغ کرونگا انھوں نے عرض کیا کہ بہت اچھا ہم سچ سچ بیان
کیے دیتے ہیں امان ملے بدیع الزمان نے کہا کہ ہاں صحیح صحیح حال بیان کروگے تو امان ملجائیگی
ان لوگوں نے عرض کیا کہ حضور سچ سچ تو یہ ہے کہ ہم لوگ تاجر ہیں بدر کے لیے یہ میوہ ساتھ لیے جاتے
تھے بدیع الزمان نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اچھا انھیں تو چھوڑ دو اور کل اسباب اور میوہ انکا
لوٹ لو یہ حکم سنتے ہی ان سب کو تو رہا کر دیا اور کل مال و اسباب و میوہ انکا لوٹ لیا اور حضرت شاہزادہ

بدیع الزمان مین حاضر کیا بدیع الزمان نے اس میوہ کو کل لشکر مین تقسیم کردیا اور خود بھی کچھ نوش فرمایا
میوہ کھاتے ہی بدیع الزمان اور کل اہل لشکر بیہوش ہو گئے بلاشور یہ خبر سنتے ہی فرودگاہ بدیع الزمان مین
داخل ہوا اور اکثر لوگون کو قتل کرکے مقبل اور بدیع الزمان کو زندہ گرفتار کرلیگیا بدر نے علم بدیع الزمان
اپنے سر پر بلند کرکے چاہا کہ شہر عجم کو تباہ کرے کہ عرجان تیز رفتار نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ الیاسا سانحہ واقع ہوا
امیر یا توقیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کمال متردد ہوے ایرج نے عرض کیا کہ حضور متردد کیون ہوتے ہین غلام کو اجازت
دیجیے فدوی جاکر انتظام کریگا غرضکہ ایرج امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اب انکو تو راہ مین چھوڑ یے اور تھوڑی دیر تک

ذکر دستان نورالدہر سے ساعت کیجیے

دراک سخن بلفظ چون ذرہ در رشتہ جنان کشید گوہر ہ کہ جب نورالدہر والا قدر قریب طلسم گلزار سلیمانی
کے پہونچ گئے تو قصد کیا کہ بخط مستقیم داخل طلسم ہون عبدالرحمن جنی نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ بلند اختر
غلام کے نزدیک تو یہ امر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مثل جناب حمزہ صاحبقران عالیشان کے
ایک عبادتگاہ برپا کیجیے اور درگاہ جناب احدیت مین مناجات کیجیے بفضل ایزدی انکشاف حال ہو جائیگا
موافق اسکے کار بند ہوجیے کا نورالدہر کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ایک خیمہ علیحدہ برپا کرکے دعا و عبادت
کرنا شروع کی مناجات کرتے کرتے کوئی پہر رات نہ گئی تھی کہ آنکھ لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت
سلیمان علی نبینا و علیہ السلام تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ اے نورالدہر جب صبح طالع
ہو تو تم دامن کوہ مین جانا وہان قریب طلسم ایک درخت بہت عظیم الشان واقع ہے ہمشاد رعنا کا مثل اس نخل
کا ہے اور سایہ مین اس نخل کے ایک شہریار بیٹھے ہونگے دو قاریہ سے تاج شاہی بر سر اور چار رفیق شہریاری اور چند رفیق
و مصاحب ہمراہ لیے مشغول ملینگے تم جاتے ہی اس درخت کو زور کرکے جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدینا وہ شہریار مع
رفیق و یار بستر چلا آویگا تم بلا تامل اسکو قتل کرنا اسکے قتل ہوتے ہی اس درخت سے ایک دریاے خون
جوش زن ہوگا تم بالکل اسکا خیال نہ کرنا اور جاتے ہی اس غار مین جو درخت کے اکھڑ جانے سے پیدا ہوگا
کود پڑنا وہان تمکین ایک صحراے لق و دق ملیگا اور ایک دیونی تمہارے داہنے ہاتھ کی جانب اس
لاش کو لیے ہوے نمایان ہوگی اور ایک وزنی اس لاش کو لیجائیگی اسکے بعد ایک دیو اس درخت کو
لیے ہوے پیدا ہوگا اور اس لاش کو دیکھ کر بہت گریہ و زاری کریگا بس تم بے تامل اس دیو سے وہ درخت
چھینکر اسی دیو کے مارنا وہ دیو اس درخت کی چوٹ سے گر پڑیگا تم اسکا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ اسکا نکال لینا
بعد ازان آگے بڑھ کر اس دیونی کا تعاقب کرنا زمین پھٹ جائیگی اور تم بہت جلد اس دیونی کے قریب
پہونچ جاؤ گے جاتے ہی اس دیونی کو اسی طرح قتل کرنا اور اسکا جگر بھی نکال لینا اور ان دونون کا
جگر لیے ہوے کھڑے رہنا کہ یکایک ایک مرغ عظیم مثل فیل لوح زمرد گلے مین ڈالے ہوئے پیدا ہوگا تم جاکر
اس مرغ سے صاحب سلامت کرنا وہ مرغ تمسے ان جگرون کا خواستگار ہوگا تم اس سے کہنا کہ اے مرغ
تجھے حضرت سلیمان ہی کی قسم ہے کہ یہ لوح مجھے دے دے جب وہ لوح تمہارے حوالے کرے تو تم وہ
جگر اسے دیدینا جب وہ کھالے تو اس سے کہنا کہ جسطرح مین نے تجھے بعد سات سو برس کے تیری مراد
کو پہونچایا اسیطرح تو بھی میری مراد پر مجھے پہونچا دے یہ سنکر وہ مرغ تمکین اپنی پشت پر بٹھلا کے
تمہاری مقصد گاہ تک پہونچا دیگا چنانچہ یہ خواب دیکھکر نورالدہر کی آنکھ کھلگئی بیت چون شاہ سوار چرخ گردان ٭

سپیدان ببستہ ز بیم برزوان | خورشید ز بیم اہل آفاق | قرابہ چو مہ شد بر طاق | صبح از سر شوخی کا گفت

قرابہ شکست و دیو ذریخت

صبح کو نور الدہر عبد الرحمن جنی سے یہ حال بیان کرکے اُس درخت کی جانب جسکا پتہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتا دیا تھا روانہ ہوئے اور جیسا کہ حضرت نے عالم رویا مین ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی عالم شہود مین دکھائی دیا نور الدہر نے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کل احکام حضرت کی تعمیل کی تا وقتیکہ اُس مرغ کی پشت پہ سوار ہوئے کہ یکایک چالاک سامنے سے آپہونچا اور عرض کیا کہ حضور آپ نے اس دیو کو مار کے مجھے رہا کر دیا مین اُسی کی قید مین تھا غرضکہ دونون اُس مرغ پر سوار ہو کر جانب ... روانہ ہوئے اور مرغ پرواز کرتا ہوا چلا دیکھیے کب پہونچتے ہین اب اس داستان کو یہین تک چھوڑ دیجیے اور بعد

دو کلمہ داستان جنگ قہور اور امیر با توقیر کے ملاحظہ فرمائیے مخمس

مدعی کون ہے یہان دخل کسی کا کیسا
جلد آجاتا ہے ہر شخص کا نقشا کیسا
اور فرہاد تھا مزدور کہ دھوے پتھر
کہتے ہین یہ بھی الکندر ہے سوچا کیسا
انکی سینے تو حقیقت ہے نہایت نادر
یون تو چیزین ہین جہان مین بہت ایسی ویسی
جلوۂ حسن بتان کی ہے نمایش کیسی
مین ہے بین وہ کہو موسی کیطرح لاؤن تاب
اٹھ گیا بیچ سے جب مین ہی تو پردا کیسا
ایسے سامان مین تو کس چیز کی ہو حیرانی
جوشش عشق [illegible] ابھی دیکھی کیا ہے
میرے بچون کی [illegible] ابھی دیکھی کیا ہے
مجکو کیا مجسے غرض اور الہی مطلب
مجکو بخشا ہے خدا صدقہ [illegible] کیسا
غیر سے کھیل سمجھتے ہین مرجانے کو
وداع کیا عرض کریگے یون ہی ہائے غلام
[illegible] مین کیا چاہیے نظر ایلم

اپنے سائے سے بھی بچتا تھا وہ کیا کیسا
سادہ دل ہے وہ بت آئینہ سا کیسا
میر چشمت ہی کھاؤن جو انھین داغ جگر
لوگ جہان کے سب جمع پریشان خاطر
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین [illegible]
دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شے ہے جیسی
اے دل اس باغ کا ہو گا چمن آرا کیسا
مجھے دیدار طلب ہو گئے جاؤن کیا اب
قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی
تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی
غیرت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
کنعان نوح کے طوفان مین ہے دریا کیسا
آسمان ٹوٹ پڑا ہائے ستم ہائے غضب
جھوٹے ہی جانتے ہین جس کے افسانہ کو
شمع پر دیکھکے گرتے ہوئے پروانے کو
ہے تعجب نہ رہے آپ کو فکر انجام
دیکھیے دل ہی تو ہے آپ نے تھا منا کیسا

دیکھتے دیکھتے پلٹا ہے زمانا کیسا
طعن کرتے ہین زلیخا پہ تھی جو کو نظر
مین تو کس گنتی مین ہون قیس کا تذکرہ کیا
لاش پہ روتے ہین ہم [illegible] ظاہر
پوچھتے ہین کہ مرے دم یہ ہے غوغا کیسا
کسنے دیکھی ہے بجز [illegible] تجلی ایسی
جو دکھاتا ہے دکھائی [illegible]
ذوق دیدار مین [illegible]
اس نگہ کو [illegible] تھا مجھ [illegible]
مجھ مین اب کچھ نہین ہے جو ہو جھگڑا کیسا
ہر گھڑی سیر دکھائی ابھی دیکھا کیا ہے
تھا مین [illegible] عیش طلب
اور گو [illegible] یا رب
جان دیتے نہین دیکھا کسی دیوانے کو
پوچھتے ہین کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا
لقد دل کشتہ یا حب کی طور انعام
ستمیان [illegible] خیز [illegible] حوالی و

ماشگران سخن فرحت آمیز معانی اس داستان لطف انگیز کے بیان مین ادائے سخن کو زمزمۂ تحریر سے یون زمزمہ سنج کرتے ہین کہ ایک روز قہور نے زمرد شاہ سے برسبیل تذکرہ کہا کہ اے خداوند بابا ہمارا کہان ہے زمرد نے کہا کہ اسکو تو حمزہ نے قید کر لیا ہے قہور نے کہا کہ اچھا اگر آپ میرے نام طبل جنگ بجوا دیجیے مین جا کر امیر سے مقابلہ کرونگا اور اپنے باپ کو چھڑا کر لاؤنگا اب اس مقام پہ ناظرین کو خیال رہے کہ چند روز کے عرصہ مین زمرد شاہ کے معاون اور کچھ لشکر اسکے پاس اجتماع ہو گیا ہے اور قریب لشکر و خیمہ ان ہے اور زمرد شاہ حسب ضرورت آسمان نمرود سے نیچے بھی اتر آتا ہے اور چپکے چپکے سامان درست کرتا جاتا ہے جب [illegible]

ادھر ایک ہی تلوار مین مرکب قمہور کو پے کر ڈالا اور مرکب اشقر کو جھٹکا دیکر زمین سے نکال لیا قمہور بھی گھوڑے کے
پے ہونے سے پیادہ ہو گیا اور چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پے کرے امیر نے مرکب کو پس پشت کر لیا اور آگے بڑھکر
قمہور سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی اور خوب زور ہوا ایک شام کو قمہور نے امیر سے
کہا کہ اب ہمارے کھانے کا وقت آگیا بھوکے ہین اب نہ لڑینگے پھر سمجھا جائیگا امیر نے کہا کہ یہ ہمارا قاعدہ نہین
ہے کہ ہم بے زیر کیے ہوے حریف کو چھوڑ دین قمہور نے کہا کہ ہمارا قاعدہ تو یہی ہے کہ جب ہم بھوکے ہوتے ہین تو
مقابلہ نہین کرتے آج جنگ ملتوی رکھو کل لڑینگے امیر بھی اپنے دل مین یہ سمجھے کہ اے امیر تم بھی اسے غنیمت
ہی سمجھو یہ سمجھ کر جنگ سے دست بردار ہوے دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے امیر نے عمرو سے
قمہور کی شجاعت کی بہت تعریف کی غرضکہ دوسرے روز زمرد شاہ اپنے لشکر مین بارگاہ برپا کیے ہوے بیٹھا
تھا اور زمرد شاہ کے پاس قمہور اپنے باپ کے پہلو بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک دیو اونگ زمرد شاہ
کے سامنے آیا اور پیش لقا سجدہ کیا زمرد شاہ نے استفسار حال کیا اس نے تمام سرگذشت اپنی اور
حقیقت نقابدار سبز پوش کی بیان کر کے عرض کیا کہ اے خداوند جب مین نے نقابدار سبز پوش کو
مسلمان پایا تو مین نے ملازمت اسکی ترک کر دی اور دامن کوہ پر آ بیٹھا اور قمہور کے واسطے رونے لگا کہ ناگاہ
بلاشور کا بیٹا بلاجو بھی میرے پاس آپہونچا اور مجھسے اپنے باپ کا احوال استفسار کیا مین نے کہا کہ بلاجو
باپ تمہارا ہمراہ عرش بن جمشید اور قمہور کے خداپرستون کی قید مین ہے بلاجو نے کہا کہ اچھا تم چلو ہم بھی
آتے ہین پس اے خداوند مین تو آگے بڑھ آیا ہون یقین ہے کہ کل تک بلاجو بھی آجائیگا اور آئیگا تو [illegible]
سے آئیگا زمرد شاہ نے اسی وقت طبل شادمانی بجوایا یہ خبر عیارون نے خواجہ عمرو کو پہونچائی کہ بلاجو
آیا چاہتا ہے خواجہ نے پوچھا کہ بلاجو کون ہے عیارون نے کہا کہ بلاشور کا بیٹا ہے خواجہ لوگ کہتے ہین کہ بلاجو
اپنے باپ کا بھی باپ ہے بلا کا عیار فتنہ روزگار ہے یہ خبر سنکر عمرو کو بھی اسکے دیکھنے کا اشتیاق ہوا صورت اپنی
تبدیل کر کے لشکر کفار مین آیا دیکھا کہ کئی ہزار عیار لشکر کفار بلاجو کی پیشوائی کو چلے جاتے ہین خواجہ عمرو بھی ہمراہ
ساتھ ہو لیے بعد طے کرنے چند مراحل کے دیکھا کہ یکایک دامن صحرا سے ایک گرد عظیم پیدا ہوئی اور آواز زنگ
کی سنائی دی جب برابر پہونچے تو دیکھا کہ بلاجو چار ہزار عیاران سیہ پوش کے ساتھ چلا آتا ہے جب بلاجو کی صورت
عمرو نے دیکھی تو اپنے دل مین کہا کہ واقعی عجب سج دھج کا عیار ہے دیکھا چاہیے کہ یہ کمبخت کیا آفت اٹھاتا ہے اور
کیا فتنہ و فساد برپا کرتا ہے آخر کار سب کے سب لشکر کفار مین آپہونچے ابھی یہ سب اطمینان سے بیٹھنے بھی نہ پائے
تھے کہ بلاشور بھی ہفت در بند سے آپہونچا اور اپنے فرزند کو دیکھکر بہت خوش اور شادان ہوا اور حال گرفتاری
بدیع الزمان کا زمرد شاہ سے گذارش کیا عمرو یہ حال سنکے بہت متاسف ہوے اور اپنے عیارون سمیت
اپنے لشکر مین واپس آئے اور کہا کہ اگر مین اس کمبخت بلاشور سے اپنے فرزندون کا عوض نلون اور جسطرح
کہ اسنے میرے فرزندون کے کباب کیے ہین مین بھی اسی طرح اسکے فرزند بلاجو کے بدلے کباب نہ کرون بلکہ
کباب کر کے اسے نہ کھلاؤن تو آج سے نام عیاری و دلاوری کا نہ لون اور مجھسے زیادہ پھر بردہ و نابکار کوئی
نامرد نہوگا یہ کہکر خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوے اور کل حال من و عن امیر سے بیان کیا امیر بھی حال
بدیع الزمان کا سنکر نہایت متالم ہوئے اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ اس مہم کی فکر بہت جلد کرنا چاہیے اس
لیے کہ اول تو تم خود ہی کہتے ہو کہ یہ اپنے باپ کا بھی باپ ہے خواجہ نے کہا کہ حضور یہان تو ایسا ہی ہے امیر نے فرمایا

کہ ہان کبھی صحیح ہوگا معلوم نہین کہ یہ بدبخت کیا آفت برپا کرے اور سعد سر سے یہ کہ اگر اپنے باپ سے بڑھا ہوا نہ سہی
تب بھی جب تو ایک ہی بلا شور قصاب اُسکا بیٹا اور وہ دو بلائین مجتمع ہو گئی ہین کیا ہوگیا ہنوز بہتری ہی ہو
کہ جلد کوئی فکر کرو عمرو نے عرض کیا کہ بہت خوب مین بہت جلد تعمیل حکم کرونگا اور خداوند نعمت علاوہ آپکے
ارشاد کے میرا دل بھی تو داغدار ہو رہا ہے میرے کیسے کیسے فرزند اس کمبخت نے ہلاک کیے مین حضور غلام نے تو پہلے ہی
تہیہ کر لیا تھا کہ اگر بلا شور کو اس بلا جو کمبخت ہی کے کباب نہ کھلائے تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر خدمت امیر سے
اُٹھکر بارگاہ عمرو مین آیا دیکھا کہ جشن ہو رہا ہے دور شراب گلگون چل رہا ہے بزم طرب آراستہ ہے نغمہ چنگ و رباب
ہے ہر شخص محو شراب ہے کثرت مے نوشی سے چور بیٹھے ہوئے ہین ادھر اُدھر کی غپ شپ اڑا رہے ہین اور بختیارک
نشہ شراب مین بلا جو سے کہہ رہا ہے کہ اے بلا جو لشکر اسلام مین خواجہ عمرو عیار زبردست عیار ہے کوئی عیار اُس سے
جیت نہین پاتا اور کوئی عیاری اُسکی عیاری کے سامنے پیش رفت نہین ہو سکتی ہرچند کہ تمھارے باپ نے اُس کے
کئی بیٹون کو مار مار کے کباب لگا ڈالے مگر اُسکی جوتون پر میل بھی نہ آیا اور اسیطرح اپنی تدبیر مین مصروف رہا اور
بدستور عیاریان کیا کیا ہے بلا جو عمرو بلا کا آدمی ہے مین تو کہتا ہون کہ آدمی کاہے کو ہے پریت ہے کل جادوان
لشکر اسلام کا اسی کی عیاری سے ہے بلا جو نشہ کی ترنگ مین تھا اس لگا ڈینگ ہانکنے کہ ارے بھئی بختیارک کیا کہتے
ہو عمرو کیا چیز ہے اور اسکی حقیقت ہی کیا ہے مین ابھی جا کر تن تنہا اُسے گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکر صحبت عیش سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور سامان عیاری اپنے ہمراہ لیا کہنے لگا کہ مین گیا اور لایا بلا شور کو بھی یقین ہو گیا کہ آج عمرو گرفتار
ہو جائیگا کیونکہ بلا جو میرا بیٹا ہے اور جوان ہے عقل بھی اُسکی جوان ہے اور مثل مشہور ہے کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند
میری تدبیر تو چلی نہ چلی مگر اسپر بھی عمرو کے دل کو داغدار کر کے لالہ زار بنا دیا یہ بلا جو ہی کوئی نکوئی پہلو دیکھ بھال
کے عمرو کو گرفتار کر ہی لیگا عمرو تو بلا جو کے اُٹھتے ہی وہان سے چل کھڑے ہوئے تھے اور بارگاہ امیر مین جا پہونچے
تھے اب بلا جو یہانسے اُٹھکر تلاش عمرو مین روانہ ہوا یہان عمرو نے امیر سے کل حال بیان کر کے عرض کیا کہ حضور
غلام جاتا ہے اور انشاءاللہ اس بلا جو مردود کو رستہ ہی سے گرفتار کرکے بلا شور کے پاس لیجائیگا اور اُسکے ہاتھ
سے اُسے ذبح کر کے کباب لگا کے کھلائیگا غرضکہ عمرو امیر سے رخصت ہو کر خدا کا نام لیکر چند عیارون کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے سامان عیاری درست کر کے جانب صحرا روانہ ہوئے مگر ناظرین کو یہ خیال لگا رہے کہ صورت اپنی
خواجہ نے ایک عورت کی قطع پر شکل کر لی تھی جا بجا خواجہ باے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راہ
مین انھون نے کیا دیکھا کہ بلا جو نشہ شراب مین چور سامان عیاری جسم پر بہت لیے ہوئے چلا آتا ہے یہ دیکھ کر
عمرو سن سے ہو گئے فوراً اپنے عیارون سمیت ایک درخت پر چڑھ گئے اور اُسکی شاخون مین چھپ رہے
جب بلا جو اُس طرف سے نکلا تو خواجہ اُس درخت سے اُتر کر آگے بڑھے تھوڑی دور جا کر ایک برات ترتیب
دیکے خود دلہن ڈولی مین سوار ہوئے اور اپنی صورت ایک نازنین حسین کی شکل پر کی چند عیارون کو براتی بنایا
اور چند عیارون کو قزاقون کی صورت بنا کر ادھر اُدھر کر دیا اور کہدیا کہ تم بلا جو کو دیکھنا تو آتے ہی اس برات کو
لوٹ لینا اور ان براتی عیارون سے کہدیا کہ تم سب مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ جانا الغرض خواجہ نے اس برات کو
دیہاتی برات بنا کر اُس جانب کی راہ لی کہ جس طرف بلا جو کو جاتے دیکھا غرض تھوڑی دور جا کر کیا دیکھا کہ
بلا جو حلقہ اے کمند ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھ کر وہ قزاق عیار چھرے ہاتھون مین لیے ہوئے برات
کے پیچھے ہوئے بلا جو نے جو باجے کی آواز سنی اپنی جگہ سے اُٹھکر برات کا تماشا دیکھنے لگا کہ یکایک قزاق بلند

آگرے اور کل اسباب جہیز لوٹنا شروع کیا براتی تو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے قزاقوں نے خوب لوٹا
کہاروں نے جو یہ نقشہ دیکھا تو وہ بھی دلہن کا محافہ رکھکر رفوچکر ہو گئے جب وہ قطاع الطریق برات لوٹ چکے تو
اب دلہن کو محافہ سے نکالکر ایک گوشہ میں لیچلے ہر چند کہ بلاجو کے ذہن میں یہ بات بار بار آئی کہ جاکر ان لٹیروں کو
مانع ہو کہ وہ غارتگری سے باز رہیں مگر پھر یہ سوچا کہ انھوں نے اتنے براتیوں کا تو کچھ خوف و خطر کیا ہی نہیں اور سب
کے سب براتی مارے ڈر کے بھاگ کھڑے ہوئے تو تو اکیلا ہی کیا بنا سکیگا اور یہ سفاک تجھ تنہا کو کیا مانینگے یہ خیال
کرکے چپکا کھڑا ہوا تماشا دیکھا کیا کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک عورت کے رونیکی آواز آئی کہ اسطرح بلک بلک کر رو
رہی ہے کہ گویا کسی نے اسے خوب مارا ہے اب تو اسکو تاب نہ رہی اور دوڑتے دوڑتے اسی گوشہ میں پہونچا کہ جسمیں وہ
دلہن بیٹھی ہوئی رو رہی تھی جاکر دیکھا کہ وہ عورت نہایت خراب حالت سے بیٹھی ہوئی ہے بلاجو کو دیکھکر گھونگھٹ
نکال لیا اور مارے شرم کے سمٹ بیٹھی بلاجو نے پوچھا ارے تو کون ہے اور یہاں کیا بیٹھی ہے اس عورت نے شرم
کے مارے کچھ جواب نہ دیا جب بلاجو نے کہا کہ ارے بدبخت تو اپنا حال مفصل بیان کر کہ تو کون ہے اجگر میں ہی ہوں
اور کوئی نہیں ہے شاید تو وہی دلہن ہے کہ جسکی ابھی برات لوٹی گئی تھی میں سب اجاڑ دیکھ رہا تھا مگر کیا کرون تنہا
تھا اس سبب سے نہیں بولا تو اپنا حال تو کہہ اب یہاں کوئی نہیں ہے اگر مجھسے کوئی کام ہو سکیگا تو میں کر دونگا
جب بلاجو یہ کہکر بہت مصر ہوا تو اس نو عروس نے کہا کہ ارے میاں کیا کہوں یہاں سے کوئی پانچ کوس پر
ایک گاؤں ہے میں اجڑی وہاں کی رہنے والی ہوں میرا باپ اس گاؤں کا زمیندار ہے شوہر میرا مجھے
بیاہے ہوئے لیے آتا تھا کہ یہ نگوڑے قزاق آپڑے اور سب برات کو لوٹ لیا شوہر میرا اور سارے براتی
جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے قزاق لوگ جب برات لوٹ چلے تو میری جانب متوجہ ہوئے
اور یہاں لاکر مجھے بیعزت کیا اے میاں اب میں کیا کروں اس ظلم اور اپنی تنہائی و بیکسی پر رو رہی ہوں اگر کوئی تدبیر
کرکے کسی پہلو سے کوئی ٹٹو کرایہ کا لاکر مجھے میرے گاؤں تک پہونچا دو تو تمھارا بڑا احسان ہوگا دین دنیا میں
خدا تمھارا بھلا کریگا کرایہ اسکا میں اپنے گاؤں پہنچکر دلوا دونگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بلاجو کو اس
عروس شب اول کی حالت بیکسی و تنہائی پر بہت تاسف ہوا اور کہا کہ ای بدبخت میں یہاں کا باشندہ نہیں ہوں
دیہہ و قریہ سے بالکل نابلد ہوں ٹٹو کہاں سے ڈھونڈھوں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تو میری پیٹھ پر بیٹھ جا میں خود
تجھے تیرے گاؤں تک پہونچا دوں دلہن نے کہا کہ میاں یہی احسان تمھارا کیا کم ہے کہ تمنے آکر میرا حال پوچھ لیا
مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ میں تمھیں اسقدر تکلیف شاق دوں بلاجو نے کہا کہ نہیں تو اسکا خیال نکر میری پیٹھ پر
بیٹھ جا اگر ٹٹو مجھے ملسکتا تو میں خود غیر عورت کو اپنی پیٹھ پر نہ بٹھاتا آ لے آ میری پشت پر بیٹھ جا دلہن نے
کہا کہ خیر میاں میں بھی مجبور ہوں چلنا کیسا اٹھا بھی نہیں جاتا ورنہ ایسی گستاخی کبھی نکرتی دونوں جہان
میں تم خوش رہو یہ کہکر اپنے دلمیں بسم اللہ کہکے بلاجو کی پیٹھ پر قیام کیا اور سوچا کہ خیر پڑھو تو اس مقام سے
یہاں تک تو نوبت پہونچی کہ میں تیری گردن پر سوار ہوا الغرض بلاجو دلہن لیے آگے بڑھا تھوڑی ہی دور
چلنے پایا تھا کہ اس عروس مزورہ جو حلقہ ہائے کمند نکالکر بلاجو کی گردن میں پھنسا دیے اور خوب زور
سے جھٹکا دیکر اوپر سے ایک دھپ بڑے زناٹے کی رسید کی کہ بلاجو زمین پر گر پڑا خواجہ نے اسکی گردن
پر سے اتر کے خوب اچھی طرح حلقہ ہائے کمند میں جکڑ کے داروے بیہوشی نکالکر بلاجو کو سنگھا دی بلاجو اسے
سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا خواجہ نے روغن جادی نکالکر اپنی صورت کو تو بلاجو کی صورت بنا دیا اور

بلا جو کو اپنی شکل پر تشکل کر کے گنبد عیاری کا اسکے گھر میں دیکے شیشہ باندھ کر اپنی پیٹھ پیچھے رکھ لیا اور لشکر
کی جانب روانہ ہو کر بارگاہ نمرود میں پہونچا یہاں بلاشور انتظار بلا جو میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک بلا جو سامنے
سے نمایاں ہوا بلاشور نے بلا جو سے کہا کہ کیوں فرزند لایا عمرو کو بلا جو نے کہا کہ جی ہاں خداوند کی عنایت
سے زندہ گرفتار کر لایا بھلا یہ بھی ممکن تھا کہ بلا جو جاتا اور عمرو کو نہ ڈھونڈھ لاتا مگر اور بیدہ بزرگوار سچی بھی صفت
سنی تھی اس سے بڑھکر عمرو کو پایا فی الحقیقت ایسا بلا کے بیدماں ہے کہ بغیر میرے گرفتاری اسکی کسی سے نہ
تھی بھلا کسی دوسرے کی تو کیا تاب و طاقت تھی کہ خواجہ کو گرفتار کر سکے آقا عبد رحالی مقدار رہ وہ گیا تین تجھے
بھی کی ہے کہ میرا ہی جی جانتا ہے مگر میں بھی خداوند ہی کی قسم کھا کر گیا تھا کہ جب تک عمرو کو گرفتار کر کے نہ لاؤنگا تب
بارگاہ کی طرف مراجعت ہی نکرونگا بلکہ کسی کو منہ بھی نہ دکھاؤنگا یہ سنکر بلاشور اپنی جگہ سے اٹھا اور بلا جو کو
گلے سے لگا لیا اور ایک کرسی پر خداوند کے سامنے بٹھایا بلا جو نے شیشہ کھول کر سامنے رکھا اور بلاشور
سے کہا کہ لیجیے اسکو خداوند اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے کباب لگائیے یہ سنکر زمرد شاہ نے ایک خلعت گرانبہا
اور دس ہزار تومان طلا بلا جو کو انعام دیا اور بلاشور نے عمرو کو اپنے ہاتھ سے حلال کیا اور آگ دہکا
سیخ منگا کے گوشت اسکا کاٹ کے کباب لگا کے خوب نوش جان کیے اور بلا جو سے کہا کہ اے فرزند واقعی کیا
مزے کے کباب ہیں اور کیا چرب گوشت تھا خوب بھیر کا ال جگہ جگہ کر موٹا ہوا تھا زمرد شاہ نے کہا
کہ خیر لاکھ لاکھ شکر کرنا چاہیے کہ امیر حمزہ جس کے بھروسے پر کودتے تھے اور لشکر اسلام کو جسپر ناز تھا
وہ مارا گیا دیکھیے کہ امیر کیا کرتے ہیں بلاشور نے کہا کہ خداوند اگر کباب ہمسکے نوش فرمائیں تو جانیں کسقدر
مزے کے کباب ہیں اور کسقدر گوشت اسکا نمکین اور باذائقہ تھا خوب ہی محنت کی دو کشتیں کھا کھا کر موٹا
ہوا تھا یہ سنکر بلا جو نے کہا کہ ہاں خداوند سچ ہے اگر ہر روز بلاشور اپنا ایک فرزند اسیطرح کا موٹا تازہ ذبح
کر دیا کریں تو خوب باذائقہ کباب بنا کریں اور خوب بیان بلاشور خوش ہوا کریں سچ ہے اگر عیاری کرے اور
مرد چالاک ہو تو اتنا تو ہو واقعی کیا چالاکی ہے میرے بھی چھکے چھوٹ گئے یہ سنکر بلاشور سن ہو گیا اور
کہنے لگا کہ ارے تو عمرو ہے خواجہ نے کہا کہ جی ہاں ہم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دیکھا و بلاشور عیاری
اور چالاکی اسے کہتے ہیں کہ تیرے فرزند کے کباب تجکو کس کس مزہ سے کھلائے ہیں اور تو نے خوش ہو کر کیا ہی
چٹخارے بھر بھر کے کھائے ہیں واہ واہ یہ کہکر عمرو کرسی پر سے کھڑے ہو گئے اور باہر جانے کا قصد کیا تب لوگ
عمرو پر ٹوٹ پڑے اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار کر لیں مگر یہ عمرو تھے کسکے ہاتھ لگتے تھے جو انکے سامنے آیا کمند اسکے
گلے میں ڈال کے گرا دیا اور ایک ہی ہاتھ میں کام تمام کیا تا آنکہ مارتے مارتے زمرد شاہ کے قریب ہو گئے
چاہا کہ اسکا کام بھی تمام کریں مگر وہ مردود اٹھکر بھاگ گیا عمرو داخل لعنت کے ستون کو مارتے نکل گئے اور
لشکر اسلام کی راہ لی بعد جانے عمرو کے بلاشور بہت رنجیدہ ہوا گریبان اپنا پارہ کیا اور منہ پر طمانچے لگا کر
خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دیا اور کہتا تھا کہ ہائے کیا غضب ہو گیا کہ اپنے فرزند کو اپنے ہی ہاتھ سے میں نے حلال
کیا اور کباب لگا کر کھائے ہائے میں ایسا چوکا کہ بالکل خبر نہ ہوئی افسوس صد افسوس عمرو نے فرزندوں کو مار کر مجھے
خود کھایا عمرو کو یہ سوجھی نہیں ہوئی اور بلا جو کے کباب تو عمرو نے خود مجھی کو کھلائے ہائے افسوس صد افسوس
زمرد شاہ نے کہا کہ اے بلاشور تو کیوں اسقدر بیقراری کرتا ہے اور ناحق اپنی جان پہ دیتا ہے اور اے ایک فرزند
کے عوض میں تجھے دس فرزند اس سے بہتر خوشتر عطا کرونگا تو خاطر جمع رکھ اور اسی قسم کے بہت سے کلمات

تشفی و تسلی آمیز بلاشور سے کہے کہ فی الحال اُسے تسکین ہوئی جب رقت اُسکی کم ہوئی تو زمرد شاہ نے کہا کہ اے بلاشور
اب عنقریب سمندر جادو چالیس ہزار ساحروں کی جمعیت سے آیا چاہتا ہے جب وہ آئیگا تو تو ان عیاروں کا
حال دیکھنا کہ ان سب کا کیا حال ہوا یہ سنکر بلاشور نے زمرد شاہ کو سجدہ کیا اور کہا کہ اے خداوند مجھے عمرو کو
عنایت کیجیے کہ میں اپنے فرزند کا عوض خون اُس سے لوں زمرد شاہ نے کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا کہ جس طرح
چاہے عمرو سے عوض خون بلاجو کا لے میں نے قضا عمرو کی تیرے ہاتھ پر مقرر کی اور تقدیر یہی ہے کہ عمرو تیرے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر بلاشور اپنا ساز و سامان درست کرکے تلاش عمرو میں روانہ ہوا جب وہ چلا گیا تو تمہور نے
زمرد شاہ سے کہا کہ اے خداوند میں اب چند روز سے جنگ و جدال نکرونگا آخر مقابلہ بطور جنگ بے جرأت کہاں تک
کام دے گی ایک نہ ایک دن انجام کار زک اٹھاؤنگا اب میں فنون سیاہ کے حاصل کرنے میں کوشش بلیغ کروں گا
اور بعد حصول فنون بطرق ساحرانہ جنگ کرونگا زمرد شاہ نے کہا کہ بہت خوب نہایت مناسب ہے یہ کہکر
مضراب فرخ کماندار کو طلب کرکے تمہور کو اُس کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بہت جلد اسے کل فنون سیاہ گری
تعلیم کر دے غرض تمہور نے مضراب فرخ کماندار سے اکتساب فنون سیاہ گری کرنا شروع کر دیا اور
دو ہفتہ تک جنگ موقوف رہی

اب داستان ایرج کے ہفت دربند عجم پر پہونچنے اور مقابلہ بدرین زلازل حبشی سے بیان کیجاتی ہے

رہے تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر
رقیب بیٹھ نہ گیا میری آبرو ہو کر
نگاہ شوق نے کیا خواب میں نہیں دیکھا
عجیب ہے کہ نہ ہو حسن خوبرو ہو کر
سوال وصل پہ وہ گالیاں سجا ہیں لیکن
کہ رہ گیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر

ملا ہوں تنگ میں رنگ اور بو میں بو ہو کر
دہان تنگ سے وہ نازیان یہ دعوی ہے
بنا حجاب ہے چھپتے ہو رو بہ رو ہو کر
لگی ہے تیغ نظر کان میں خون لیے حنا
کوئی تو بات ٹھہر جائے گفتگو ہو کر
ہوا ہوں میں بھی اب کہ داغ اپنا دشمن آپ

نہ رہی گی میں ترے دل کا نقش ہو کے بار
کرے گا بغل سے گفتگو ہو کر
ذرا سی ٹھیس پہ جاتے سے باہر آپ ہی ہے
ہماری آنکھ طلب سے سرخرو ہو کر
ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قائل
زمانہ دوست ہے اسکا عدو ہو کر

چاشنی گیران مذاق خوش بیانی و حلاوت دہندگان لذت قصہ خوانی حلوائے بے دود گن کو قند مکرر شیرین زبانی
سے یوں نقل کرتے ہیں کہ جب ایرج نامدار امیر با توقیر سے رخصت ہو کر ہفت دربند عجم پر جا پہونچے تو
دیکھا کہ بدرین زلازل سگ حبشی قریب خندق پہونچ گیا ہے اور قصد کر رہا ہے کہ خندق کو پھاند کر دروازہ کو
توڑے یہ حال دیکھکر تمام عجمی گریہ و زاری اور مناجات میں بدرگاہ باریتعالی مصروف ہوئے ایرج شاہ دوران حال
کے ایرج نے نعرہ بلند کیا کہ

گر ندانی نامم منو دل بست
منم ایرج با مہر دل بسند
یل نامور پیلتن منم
کہ شاہ جہانم و آفاق گیر
بدشت وغا شاہ شیر گیرم
کہ ہوا کہ بین بشیر صیدان ست

یہ نعرہ کرکے کہا کہ باش او
نا معقول کہاں کو جاتا ہے خبردار ہو جا اگر تجھے اپنی جان کی سلامتی منظور ہے تو جانب قلعہ سے مراجعت کر ورنہ یہ بات
خوب ذہن نشین کرلے کہ سر تیرے بدن پر نہ ہوگا یہ کلام سنکر بدرین نے خندق سے مراجعت کی اور دل میں خیال
کرنے لگا کہ پہلے ایرج کا کام تمام کروں تو پھر عجمیوں کی جانب متوجہ ہونگا یہ تصور کرکے ایرج کے برابر آیا اور حرف
مرتبہ ہوشیار باش کہکے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے کہا ارے بدرین تجھ نامرد کو تلوار سے
تو کیا مارونگا تجھ ایسے حیادار بیغیرت سے تلوار کرنا ننگ و عار کا باعث ہے یہ کہکر گھوڑا اُڑاتا بدرین کے برابر آیا اور اُس
نے زور سے ایک طمانچہ بدرین کے بناگوش پر مارا کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد آگیا ہوگا جگر کہا کہ قریب تھا غش آئے

ہوش زمین پر آئے مگر ایرج نے اُسے گرنے نہ دیا مگر بند اُسکا پکڑ کے تماش زین سے اٹھالیا اور بالاے سر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور فوراً اُسے باندھ لیا اور کہا کیوں بچا اسی دم خم پر یہ پہل کی لینا تھا اور مقابلہ کرنے کو آیا تھا ارے لعنت خدا کی تف ہے تیری اوقات پر اور تو کچھ نہیں تو سب کے ساتھ مکاریاں کر کے بہت مغرور ہوگیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ ہر فرعونے را موسٰے ایسے ذلیلے لوگوں کی طرح مجھ کو بھی بیکار ڈھلا اور خیال کیا ہے ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست * شاید کہ پلنگ خفتہ باشد * او مردود اب تیری سزا یہ ہے کہ تجھے قید سخت میں بھیجا شرا کر مار ڈالوں بدر نے کہا کہ اے شہریار گستاخی میری معاف زمانے میں مسلمان ہوتا ہوں ایرج نے کہا کہ ہاں میں تجھے ضرور مسلمان کرونگا خاطر جمع رکھ یہ کہکر بدر کو مقید کر کے اُسکے لشکر کو شکست دے کر بھگا دیا اور مقبل و شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہا کر ایا بدر کو قید میں گرفتار رہنے دیجیے آیندہ حال اُسکا لکھا جائیگا اور

چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے اور حالات طلسم گلزار سلیمانی ملاحظہ فرمایئے

ستم ہی کا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمھیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کبھی نہ کرنا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا

کہاں کا آنا کہاں کا جانا وہ جانتے ہی نہیں یہ رسمیں
وہاں ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

لیے تو چلتے ہیں حضرت دل تمھیں بھی اُس انجمن میں لیکن
ہمارے پہلو میں بیٹھکر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا

نہیں ہے کچھ قتل اُنکا آسان یہ سخت جان ہیں بڑے بلا کے
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غم جدائی میں خاک کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہے بات زہر انکو وہ اُنکے مطلب ہی کی نہ کیوں ہو
کہ اُنسے جو التجا ہے کہنا غضب ہے اُنکو وہی نہ کرنا

وہ اگر شوق آئینے سے تو رخ رہے راستی کی جانب
مثال عارض صفائی رکھنا پر رنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہی ہمارا طریق الفت کہ دشمنوں سے بھی ملکے چلنا
نہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اُسکی دکھا کے دل کو ہوے پشیمان
یہ حضرت خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہاں اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمھیں پر تمام اب اُنکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

بڑی ہے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھولکر دل لگی نہ کرنا

طلسم کشایان مراحل حکایات لطف انگیز و طے کنندگان مقامات حیرت خیز گلہاے رنگین سخن کا گلدستہ بناکر اس طرح زینت انجمن کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نورالدہر مع چالاک بن عمرو لشکر کے سوار ہوکے چلے تو جاتے جاتے ایک صحرائے تیرہ و تار میں پہونچے کہ چالیس فرسنگ کا عریض و طویل تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے ہمرہیوں نے نام اُسکا بتا کے آگے بڑھنا نہ چاہا تھوڑے سے عرصہ کے بعد کوہ میں پہونچا اور شاہزادہ سے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ ماہیہ کہتے ہیں اور یہ پانی جو اسکے گرد اگرد بہ رہا ہے اسکا نام دریاے رود آب ہے اور اس پہاڑ میں ایک غار ہے کہ اسمیں ایک پیر کبیر السن آصف بن برخیا کا بجا بجا قیام پذیر ہے جو کوئی اس کا ہمکلام ہو اس لوح کو وہی پڑھے گا اور وہی احوال طلسم سے واقف ہوگا غرض جب کہ شاہزادہ اس غار پر پہونچا تو ایک آواز پڑھنے کی سنائی دی نورالدہر سمجھے کہ واقعی کوئی شخص یہاں مقیم ہے یہ جو مشغول عبادت و مناجات ہونے کی حالت میں وہ پیر معمر اُس غار سے اُٹھ کر کسی ضرورت کے واسطے چلا جب شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ پیر اٹھکر کسی ضرورت

سے چلا آتا ہو تو نور الدہر سمجھے کہ وہ پیر مرد یہی بزرگ ہو آگے بڑھکر نور الدہر اُس پیر مرد کے عصا براہ ہولے
اور قدمبوسی کرکے مصافحہ کیا اور تمام احوال اپنا اُس سے اظہار کیا وہ پیر مرد یہ حال سُنکر رو دیا اور کہا کہ اے
جوان یہ کام بہت سخت و دشوار ہو نور الدہر نے کہا کہ اے پیر مرد میں تو اس کام کیواسطے بیڑا اُٹھا چکا ہوں پیر مرد
نے کہا کہ اچھا لوح طلسمی تجھے ہم پہونچائی ہو نور الدہر نے کہا کہ جی ہان اور وہ لوح نکالکر اُس پیر مرد کو دکھائی اُسنے
کہا کہ اے جوان واقعی اس پر چند دعائیں تو ایسی ہی لکھی ہوئی ہیں کہ جسکی ہیبت اور جلالیت سے کوئی پڑھے تو
ضرور وہ بلا دفع ہو جائے شاہزادہ نے کہا کہ اے پیر مرشد کامل جب میرے بخت رسا نے مجھکو یہانتک پہونچا دیا تو میں
اب کہان جاؤنگا آپ میری رہنمائی کیجیے اُس پیر مرد نے کہا کہ بابا خدا ہی اب چونکہ تو مصر ہو تو میں بھی بیان
کرتا ہوں سن اے جوان بیابان قاف میں ایک دیو رہتا ہو کہ اُس کے سات سر ہین اور وہ بھائی ہو دیو
سمندون ہزار دست کا جسے امیر نے پردۂ قاف میں قتل کیا تھا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام
نے اس بیابان میں ایک باغ تعمیر کر دیا ہو اور اس باغ میں چالیس قصر ہین اور ایک مرغ زرین بال اُس باغ میں
رہا کرتا ہو اور وہ دیو کہ جسکا حال مین نے تجھے بیان کیا وہ اس مرغ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہو جو شخص
اُس دیو کو مار کے اس مرغ زرین کو پا جائیگا وہی شخص اس طلسم کو توڑیگا اور وہی لوح کا مالک ہوگا پس اے جوان اگر
تو اس طلسم میں بخوبی پہونچ جاے اور کوئی مشکل تجھے درپیش نہ آئے تو اُس مرغ سے کہنا کہ اے مرغ تجھے قسم ہو حضرت سلیمان
کی کہ میری کارسازی کر جب وہ مرغ تجھسے یہ کلام سنیگا تو اپنی چونچ سے زمین پر لکھ دیگا کہ اے جوان یہ کام کر اور یہ نکر
بعد اسکے وہ مرغ تجھکو اس جگہ پر پہونچا دیگا یہ سب باتیں سنکر شاہزادہ اُس مرد پیر سے رخصت ہوکر مع چالاک
اس مرغ کی پشت پر سوار ہوا القصہ مرغ وہان سے اُڑا دو روز کے بعد ایک دریاے عظیم کے کنارہ پر جا پہونچا اور
شاہزادہ کو اپنی پشت پر سے اُتار کے گویا ہوا کہ اے شہریار کب یہان مقام کیجیے میں شکار کیواسطے جاتا ہوں
نور الدہر نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ باغ و قصر سلیمانی یہان سے کتنے فاصلے پر ہو اُس مرغ نے کہا کہ اے شہریار
یہان سے اتنے فاصلے پر ہو کہ آدمی برابر چلے تو چالیس ماہ میں وہ مسافت طی کرے اور دیو تیز رفتار
چھ ماہ میں اور مین پرواز کرون تو چار روز میں پہونچ جاؤن ابھی نور الدہر اور اس مرغ سے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ دیو ہفت سر پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ او حرامزادہ تو ہی نے میرے دشمن کو قتل
کرکے اُسکے جگر کھائے ہین اور اب ایک آدمزاد کو میرے قتل کرانے کے لیے لایا ہو یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ
او مرغ تو نے بڑی چالاکی اور غضب کیا اب پہلے شرط کہ سبھی پہلے تجھے ہلاک کرون یہ کہکر اُس دیو نے اُس
مرغ کو ایک گرز مار کے ہلاک کر ڈالا اور نور الدہر سے کہا کہ اے آدمزاد جا مین نے تجھے چھوڑ دیا تیری جوانی
پر مجھے رحم آتا ہو مگر دیکھوں تو مین کہ تو کیا کر لیتا ہو یہ کہکر وہ دیو غائب ہو گیا اور چالاک اس عالم تنہائی کو
دیکھکر رونے لگا نور الدہر نے کہا اے چالاک رونے کی بات نہیں ہو توکلا علی اللہ چل کر ٹھیک غرض یہ
دونون بادِ صبا مین جانب سمو ار روانہ ہوئے اب ہم کچھ حال کو یہین چھوڑتے اور

چند کلمہ داستان واپسی ایرج کے لشکر اسلام میں اور جنگ جدل کہموریکی ایرج سے حافظ فرماتے سے

تجھسے دل خال ملے دل سے بھی تو ملتا ہو
کیا لپٹ کرتے خنجر سے گلو ملتا ہو
نگیا دل سے پیکان یہ تیرے ضدفکار نگ

کوئی لیتے ہی بسے اے عمر بیوہ جو ملتا ہو
کیسے پھر قسمت برگشتہ تلاش دشمن
ورنہ بیگانے سے پہلو میں لہو ملتا ہو

اسکی جوئے من جانتے نہیں سکتا کوئی
دولت کو ڈھونڈھ مجھے میں تو عدم ملتا ہو
چیز تا کم مایہ سے تجھو ہونگے پانے ملے

یہ بڑی دولت دنیا ہی کہ تو ملتا ہی	دیکھ چلکر مرے ساقی کی سخاوت تا ہم	ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہی
گل کھلا ہیگا عجب رنگ کے یہ شاخ مژہ	اسکو پانی کی جگہ سوز لہو ملتا ہی	ارمغان دیتے ہین ہم پیر مغان کا جا کر
کوئی اچھا جو ہمین ناف وضو ملتا ہی	خاک مین دوغ ملاتے ہین جو حسرت تیری	مر بھی کمبخت کہ ایسین ہی سے تو ملتا ہی

سحابان دلبستان سخن سنجی و داستان دان رموز گرم و سرد مین سرائے سپنجی سبق حکایات نودکہن کو یاد کر ایکا املا
بیان کی تحریر مین اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب بلا شور زمرد شاہ سے رخصت ہو کر تلاش عمرو
مین روانہ ہوا تو بختیارک نے زمرد شاہ سے کہا کہ ای خداوند دیکھا چاہیے کہ کیا انجام ہوتا ہی اب
میان بلا شور زندہ بھی آتے ہین یا نہین زمرد شاہ نے کہا کہ نہین بختیارک یہ بلا شور بھی اپنے نام کا
ایک ہی ہی بختیارک نے کہا اچھا دیکھئے ہی تو ہین ابھی یہ باتین سب لوگون سے خوشی خوشی ہو رہی تھین
کہ کچھ لوگون نے آکر بیان کیا کہ ایرج نامدار نے بدر بن زلازل کو ہفت در بند میں گرفتار کر لیا اور انکی قید لیکر
لشکر اسلام مین آتا ہی یہ سنتے ہی قہور نے کہا کہ ای خداوند آپ کیون متردد ہوتے ہین مین جا کر بدر کو ایرج
کے ہاتھ سے چھڑا لاتا ہون یہ کہکر ساز و سامان سپاہ گری اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوا جب امیر
کو ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ قہور خبر آمد ایرج لشکر بدر کو رہا کرنے جاتا ہی اور ایرج سے مقابلہ کریگا تو
امیر بہت خفا ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ کیا خوب اب سرداران لشکر اسلام کو یہ کفار بد خصال ایسا بودا اور
ناکردہ کار سمجھے ہین کہ ایک ایک ادنے شخص کو مقابلہ کے لیے بھیجتے ہین خیر دیکھا جائیگا یہ حال اور خفگی امیر
سنکر سلیمان ثانی شکار کے بہانے سے بتعاقب قہور روانہ ہوئے تھوڑی ہی دور راہ طی کی تھی کہ سواری ایرج
کی نمودار ہوئی قہور نے دیکھا کہ ایرج بڑے ہی تزک و احتشام سے چلا آتا ہی اور بلا انتہا فوج ایرج کے
جلو مین رواں ہی بدر بن زلازل مقید و مسلسل ایک ارابہ پر بیٹھا ہوا ہمراہ ہی بس قہور یہ حال دیکھ کر
ایرج کے سد راہ ہوا جب ایرج کی سواری قہور کے برابر آئی تو قہور نے ایرج کو روک کے نعرہ کیا کہ او ایرج
بدر کو گرفتار کرکے نازان ہوتا اگر دعوی بہادری ہی تو آمیرا مقابلہ کر یہ نعرہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آگیا
اور مرکب اپنا آگے بڑھا کر ارشاد فرمایا کہ ای قہور بڑھ آگے اور حملہ کر سب یار انجے واری از مردی نشان
کمان کیانی وگرز گران وبس یہ سنتا تھا کہ قہور آگے بڑھا اور ایک نیزہ ایرج نامدار کے حوالہ کیا ایرج
نے نیزہ اسکا رد کرکے اپنا وار کیا قہور نے ایرج کا وار خالی دیا غرض خوب ہی نیزہ بازی ہوئی جب ایرج
سے قہور کا بس چل نسکا تو قہور نے بڑھکر گریبان ایرج کا پکڑ لیا ایرج مرکب سے گر پڑے اور دونون مین
کشتی ہونے لگی ابھی یہ دونون باہم کشتی مین مصروف تھے اور بلا کے زور دکھا رہے تھے کہ یکایک ایک ابر
آسمان پر پیدا ہوا اور برق کوندی اور درمیان سے برق کے دو پنجے پیدا ہوئے اور قہور کو اٹھا لیگئے جب
قہور غائب ہوگیا تو ایرج مع فتح و ظفر مع خرم و شاد لشکر اسلام کی جانب گئے اور داخل لشکر ہو کر خدمت فیضدرجت
امیر سے مشرف ہوئے اور بدر ملعون کو سامنے امیر کے قتل کا حکم صادر فرمایا بدر نے عرض کیا کہ یا امیر مین
دائرہ اسلام مین داخل ہوتا ہون مجھے امان دیجیے یہ سنکر امیر نے ایرج سے ارشاد کیا کہ ای ایرج اچھا آج شب
و روز اسے قید رکھو کل اسکا سر دیوان مجھا جائیگا اب اس داستان کو یہان ختم فرمائیے گا اسکو یہین چھوڑ دیجیے

دوسری داستان حقیقت حال مین اس تیجہ کے اور کیفیت قہور کی مشاہدہ کیجیے

محرران قصہ ہائے کہن و نازکی بندگان گلشن سخن صورتگران صداقت اساس یہ حقیقت اس قصہ کی

یون تسطیر کرتے ہین کہ کوہ زرافشان پر ایک ساحرہ زرافشان جادو نام قیام پذیر تھی اور قہور کو ایک مرتبہ
دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گئی تھی ہر روز وہ اسی فکر مین رہا کرتی تھی کہ کسی طرح کوئی موقع ایسا ہاتھ
لگے کہ مین قہور کو اٹھا لاؤن حسب اتفاق آج یہ اسی فکر مین بالاے ہوا چلی جاتی تھی کہ قہور کو ایرج سے
اڑتے دیکھ پایا اپنے دل مین کہا اے زرافشان اس موقع سے بہتر کوئی موقع ہاتھ نہ لگیگا بہتر یہی ہے کہ تو قہور
کو اٹھا لیجا یہ خیال کرکے وہ ساحرہ قہور کو اٹھالے گئی اور لیجا کر اپنے مسکن پر اتارا اور ایک نازنین مہ جبین
بنکر زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہوکے قہور کے سامنے آئی اور گویا ہوئی کہ اے قہور مین تجھپر ایک
مدت مدید سے عاشق ہون ہر روز تیرے لانے کی فکر کیا کرتی تھی مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا آج حسن اتفاق
سے یہ موقع مجکو مل گیا اس وقت کو غنیمت جان کر مین تجھے اٹھا لائی اب مناسب یہی ہے کہ تو مجھے قبول کر
اور دست شوق میرے گلے مین ڈال دے اے قہور مین اسکے عوض مین تجکو تمام عالم کا بادشاہ کردونگی اور اگر
تو نے میرے وصل سے انکار کیا اور میری [illegible] تو یہ بات خوب یاد رکھنا کہ مین تجھے بانواع عقوبت
مبتلا کردونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر گریان ہونگے یہ سنکر قہور نے کہا کہ اے جان جہان
ہوش ربائے عاشقان کون شخص ایسا بے مروت اور کج اخلاق ہوگا کہ تجھ ایسی نازنین مہ جبین اس سے
مواصلت کی خواہش کرے اور وہ قبول نہ کرے اے جان جہان مجھے تعمیل ارشاد مین کوئی عذر نہین ہے تمھارے
تیر حسن نے میرے دل کو خود ہی نشانہ بنا دیا ہے مگر تا وقتیکہ میرا باپ مجھتک نہ آئے اور مین اس سے نہ پوچھ لون
یہ امر وقوع پذیر نہ ہوگا والد بزرگوار سے اجازت لے لینا مین ہر امر پر مقدم جانتا ہون مین نے آجتک کوئی
کام بلا خوشنودی والد ماجد کے نہین کیا اور تم اس امر سے خاطر جمع رکھو کہ انھین منظور نہ ہوگا آج تک کوئی
بات میری خوشی کی میرے باپ نے رد نہین کی اور اگر بدون انکی اجازت کے یہ امر واقع ہوگا تو باعث
انکے ملال خاطر کا ہوگا زرافشان جادو نے کہا کہ تم ٹھہرو مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر ایک حصار گرد قہور
قائم کرکے کہ جس مین قہور چلا نجائے بالاے ہوا اڑ گئی اور ایک آن واحد مین دیو اورنگ کو
لا کر حاضر کردیا قہور اٹھکر اورنگ سے بغلگیر ہوا اور کل ماجرا اس کا من و عن بیان مین لایا اورنگ نے
زرافشان جادو سے کہا کہ زرافشان جادو خوشا نصیب میرے کہ تجھ ایسی حسین و نازنین مجھے بلابس
مل جاتی ہے مجھے کوئی اس امر مین عذر و حیلہ نہین ہے مگر اے زرافشان ایک شرط ہے زرافشان نے کہا کہ وہ بیان فرمایئے
اورنگ نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ تم حمزہ کو مع اسکے سرداروں کے گرفتار کر لاؤ تو مین ان سب کو لیکر زمرد شاہ باختری
کے پاس روانہ ہون اور ابھی دھوم سے قہور کے ساتھ تمھین کدخدا کرون یہ سنکر زرافشان نے کہا
کہ بہت بہتر یہ امر تو کچھ ایسا دشوار نہین ہے مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر کل سامان عیش مہیا کرکے اپنے
خدمتگارون کو انکی خدمت و حفاظت کے لیے معین کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئی اور یہان کا
حال سنیے کہ ایرج و تورج دامن کوہ مین مصروف صید افگنی تھے کہ یہ ناگاہ پہونچی اور آتے ہی
ایرج و تورج کو مع اکثر رفقاے اٹھا کر لیگئی جب رات ہوئی تو حارث بن سعد کو اٹھا لیگئی غرضکہ اسی
طرح اکثر سرداران لشکر اسلام کو اسی دن اور رات مین اٹھا لیگئی اور سامنے اورنگ کے حاضر کیا اورنگ
نے کہا اے زرافشان واقعی تجھے بڑا کام کیا اکثر سرداران لشکر اسلام کو اٹھا لائی مگر ابھی حمزہ اور
اسکے بڑے بڑے سردار جیسے حمزہ کو [illegible] اور [illegible] وہ ابھی باقی ہین زرافشان [illegible] سا ہوئی

کہ آپ مطمئن رہیں میں انھیں بھی لے آؤنگی اور اگر نہ لاؤں تو آپ میرا نام زر افشان نہ کہیے گا القصہ جب
امیر با توقیر وقت سحر بیدار ہوئے اور مسجد کرپاس سلیمانی سے عبادت پروردگار عالم بجا لا کر باہر آئے
تو ایک عجیب طرح کا غوغا اور شور و غل سنائی دیا کہ تمام لشکر میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہے کہ کل سے اسوقت تک
لشکر میں برابر پنجے گر رہے ہیں اور سرداروں کو اٹھا لیجاتے ہیں اور یہ کچھ ذہن میں نہیں آتا ہے کہ یہ پنجے کدھر
سے گرتے ہیں اور کس طرف کو لیجاتے ہیں یہ سنکر امیر بھی بہت پریشان خاطر ہوئے اور زبان فیض ترجمان
سے ارشاد فرمایا کہ آخر کیا تدبیر کرنا چاہیے کسی نے کچھ تجویز کیا کسی نے کچھ کہا کہ اسی اثنا میں ہاشم اور غضنفر کو
بارگاہ دادیابی سے پنجے اٹھا لے گئے لشکر امیر میں ایک شور محشر بپا تھا اور ایک آفت تھی ہو گئی تھی کہ
معاذ اللہ امیر سے آخر لوگوں نے عرض کیا کہ جیسے حضور ہاشم و غضنفر کو بھی پنجے اٹھا لے گئے جب یہ خبر
نمرود کو پہونچی تو اسنے کہا کہ ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ یہ کیسے پنجے ہیں اور کسکی یکارستانی ہے زمرد شاہ
نے کہا کہ یہ ہماری تقدیر کا کام ہے نمرود نے کہا کہ کیوں زمرد آج پھر تمنے تقدیر کا نام لیا اور پھر تقدیر
بگھارنے لگے اپنے عہد و پیمان اور اپنی حالت سابقہ کو بالکل فراموش کر گئے زمرد نے کہا کہ پھر اسمیں
نقصان ہی کیا ہے چند روزے میرے لیے یہ انقلاب ہو گیا تھا جب وہ بات رفع ہو گئی تو پھر میں خداوند ہو گیا
اور تقدیر میری کارگر ہونے لگی آپکا اسمیں اجارہ ہی کیا ہے یہ سنکر نمرود کو غیظ آگیا اور کہا کہ او بزدلے
اب گستاخیاں تیری حد سے گذر گئیں اور تیری شامتیں آگئی ہیں یہ کہکر ایک گھونسا زمرد شاہ کی پیشانی
پر اس زور سے مارا کہ وہ تیورا گیا قریب تھا کہ چکر کھا کر گر پڑے اور بھیجا ناک کے راستے بہ جائے مگر زمرد شاہ
نے جرأت کرکے ضبط کیا اور تان کر جو ایک گھونسا نمرود کے منہ پر مارا تو دو دانت اسکے ٹوٹ کر گر
پڑے ابتو لگا گھونسا چلنے اس اثنا میں جمشید وغیرہ آپڑے اور بیچ بچاؤ کرکے رفع شر کر دیا لیکن
نمرود کے دل میں زمرد شاہ کی جانب سے کینہ رہا اب اس قصہ کو یونہی چھوڑتے ہیں اور

دو کلمے داستان نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہیں نظم

یہ جو بیحکم مرے پاس نہ آئے کوئی
دل دکھانے کو اگر ہو تو دکھائے کوئی
ہو جو جا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
بات وہ ہو جو ترے دل کو لگ جائے کوئی
کیا وہ ہو دخل جو عیش میں بیجا ہو وہ غلط
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی
آپ نے ذوق کو منہ بھی نہ لگایا افسوس

اسلیے روٹھ رہے ہیں کہ منائے کوئی
تاک میں ہے نگہ شوق خدا خیر کرے
آپ کی طرح سے جان جلائے کوئی
درد الفت کے زمانے میں ہیں قسمت والے
مہربانی سے بلا کر جو بٹھائے کوئی
سرد مہری سے زمانے کی ہو دل سرد
اسکو رکھتا ہے کلیجہ سے لگائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر میں کیسی گذری
سامنے سے مرے کھنچتا ہوا جائے کوئی
حال افلاک و زمین کا جو بتاتا ہو تو کیا
خون دل زہر میں ہو کے کھائے کوئی
وعدہ وصل مجھے جان کے خوش ہو جاؤں
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

غواصان دریائے معانی و شناوران
بحر نکتہ دانی اس داستان نادر بیان کی تحریر میں در مضمون کو اس طرح غلطان کرتے ہیں کہ جب
وہ مرغ اوس دیو کے ہاتھ سے مارا گیا یعنی قفس جسم اوس کا طائر روح سے خالی ہوا تو نور الدہر اور
بالاک متوکل علی اللہ ہو کر بفضل خداوند ذو المنن کرتے ہوئے جانب صحرا چل کھڑے ہوئے رات بھر
چلا کیے صبح کو پھر اسی جگہ پہونچ گئے غرض یہ دیہ پیمائی کرتے رہے شام کو بھی مقام پر اپنے تئیں پایا غرض جب
راہروی کرتے ہیں پھر کے وہیں آ نکلتے ہیں اور تھک کر بیٹھ جاتے ہیں گردش تقدیر سے مثل پرکار

پھر اسی حلقہ مین گام فرسا ہوتے ہین اسے مین چالاک نے کہا کہ اے شاہزادۂ عالی وقار اب تو چلا نہین
جاتا نورالدہر نے کہا کہ بھئی اپنا بھی یہی حال ہے بیٹھ رہو جو کچھ تقدیر دکھاوے گی وہ دیکھین گے ع
پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے ٭ سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرم یا نصیب یہ کہکر
شہزادہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک سیمرغ سامنے سے
نمودار ہوا اور نورالدہر کے سامنے آکر کھڑا ہو رہا نورالدہر نے متعجب ہو کر اُس سے پوچھا کہ تو
کون ہے اُس سیمرغ نے زبان فصیح سے جواب دیا کہ شہریار بلند اقتدار مین آپ کا خانہ زاد ہون جب
امیر حمزہ عالی شان پردۂ قاف مین تشریف لائے تھے تو اُس زمانہ مین ایک سیمرغ اُس پہاڑ کے دامن
مین قیام پذیر تھا اور وہین رہا کرتا تھا کہ ایک مرتبہ ایک اژدہاے سیاہ پیکر اُس کوہ مین پیدا ہوا اور
اُس کے بچون کے کھانے کا قصد کیا بلکہ ایک آدھ کو کھا بھی گیا جب امیر با توقیر کو اس امر کی اطلاع
ہوئی تو انھون نے آکر اُس اژدہے کو قتل کیا اور اُس سیمرغ اور اُسکے بال بچون کی جان بچائی تو اے
شہریار عالی وقار مین اُسی سیمرغ کی اولاد سے ہون اور آپ کا دعاگوے قدیم ہون جب وہ سیمرغ مر گیا تو
مین وہان سے چلا آیا اب مین جس مقام پہ مقیم ہون وہان بھی ایک ویسا ہی اژدہاے سیاہ پیکر پیدا
ہوا ہے اور میرے بال بچون کے کھانے کا عزم رکھتا ہے اب تک تو مین نے اُنکی حفاظت کی ہے مگر آخر
کار تا بکے ایک نہ ایک دن اُسکا وار مجھ پر چل جائیگا مین کہین کا نہ رہونگا اور اے شہریار وہ اژدہا
ایسا سخت ہے کہ کسی طرح کا حربہ اُسپر اثر پذیر نہین ہوتا پس اے شہزادۂ والا تبار اگر آپ تکلیف فرما کر
اُس اژدہے کو قتل کرین اور میرے بال بچون کی جان اُسکے شر سے بچائین تو آپکو جبل قمر سلیمانی تک
پہونچا دون نورالدہر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر اس سیمرغ کے ساتھ ہو لیے اور اُس
اژدہے کے سامنے آئے جب اژدہے نے نورالدہر کو آتے دیکھا تو قلابہ ہاے آتشین نورالدہر
کی جانب پھینکنا شروع کئے نورالدہر نے آگے بڑھ کر تین تیر متواتر اُس اژدہے کے مارے کوئی اثر نہ ہوا
جب یہ حالت دیکھی تو نورالدہر اللہ اللہ کہکے آگے بڑھے اور ایک دو دستی گرز اُس اژدہے کے سر پر
رسید کیا کہ سر اُسکا کوفتہ ہو گیا اُس اژدہے کے مرتے ہی وہ سیمرغ چالاک کو اٹھا کر لے بھاگا
اور سامنے سے دیو ہفت سر پیدا ہوا اور قریب شاہزادہ کے پہونچ کر شمشاد کا وار کیا نورالدہر
نے وار اُسکا رد کر کے ایک تلوار اُسکے ایسی ماری کہ ایک ہاتھ اُس دیو ہفت سر کا قلم
ہو گیا دیو نعرہ کر کے یہ کہکے بھاگ گیا کہ خیر اے جوان تو نے ہاتھ تو میرا قلم کیا ہے دیکھ تو مین بھی
تجھے کیا سزا دیتا ہون اے تو سہی جو مرغ زرین بال کو ایسی جگہ نہ چھپا دون کہ اگر تو تمام عالم مین
ہزار سال تک بھی گردش کرے تب بھی اُس کا ایک پر تک نہ پاوے یہ سنکر شاہزادہ حیران کھڑا ہوا تھا
کہ سیمرغ سامنے آیا نورالدہر نے کہا کہ چالاک کہان ہے سیمرغ نے کہا کہ گھبرائیے نہین چالاک موجود ہے
نورالدہر نے کہا کہ اچھا مین نے تو تیرے کام سے فراغت پائی اب مجھے جبل قمر سلیمانی مین پہونچا دے
اب یہ تو اُس طرف کو روانہ ہوتے ہین ان کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان امیر بابو فر کے ملاحظہ فرمائیے

بتان ماہوش اجڑی ہوئی منزل مین بستے ہین ٭ کہ جسکی جان جاتی ہے اُسی کے دل مین رہتے ہین

زمین پہ پاؤں نخوت سے نہیں دھرتے پری پیکر　　یہ گویا اس مکان کی دوسری منزل میں رہتے ہیں
ہزاروں حسرتیں وہ ہیں کہ روکے سے نہیں رکتیں　　بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دل میں رہتے ہیں
میاں تک تھک گئے ہیں چلتے چلتے تیرے ہاتھوں سے　　کہ اب جو چھوٹے ناوک سینۂ بسمل میں رہتے ہیں
نہ دیکھے ہونگے زندوں سے بھی تونے پاک ای ناصح　　کہ یہ بیداغ میخانہ کی آب و گل میں رہتے ہیں
محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ایسی ہی　　وہ ہیں گرداب میں جو اس ساحل میں رہتے ہیں
خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونوں گھر　　میں انکے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں
فلک دشمن ہوا گردش زدوں کو جب ملی راحت　　زیادہ راہ سے تھک کے منزل میں رہتے ہیں
نہ آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی　　خدا یہ خوب روشن ہی کہ ہر مشکل میں رہتے ہیں
کوئی نام و نشان پوچھے تو ای قاصد بتا دینا　　تخلص داغ ہی وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

رہ روان مناظل قصہ خوانی و سالکان طریق نکتہ دانی اس داستان شوکت نشان کو یوں جلوہ افروز بیان کرتے ہیں کہ جب ہاشم و جعفر کو پنجہ اٹھا لے گیا یعنی وہ دن تو جوں توں کرکے کٹ گیا اور شام ہوئی تو امیر نے وضو کر کے نماز پڑھی بعد فراغ نماز درود وظائف میں مصروف تھے کہ عادی نے امیر کے سامنے آکر سلام کیا امیر نے عادی سے پوچھا کہ کیوں عادی آج کس کے طلایہ کا دن ہی عادی نے عرض کیا کہ خداوند آج تو حضور ہی کے طلایہ کا دن ہی یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ اچھا سامان ہمارے طلایہ کا درست ہو بموجب حکم اسی وقت سامان طلایہ درست ہوا امیر مرکب پر سوار ہوکے مصروف طلایہ ہوے ابھی کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ دفعتہً ایک پنجہ آکر گرا اور امیر کو اٹھا لے گیا لشکر میں ایک غلغلہ عظیم برپا ہوگیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو کہنے لگا کہاں میں نے ایسی ہی تقدیر کی تھی اب میں عنان تقدیر یوں منعطف کرتا ہوں کہ کل صبح کو میں خود جنگ کرونگا طبل جنگ بجا دیا جائے چنانچہ کوس حربی نوازش میں آیا جب یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی تو یہاں بھی طبل جنگ بجا غرضکہ شب بھر طرفین میں تیاری جنگ کی رہی بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف رہے تلواریں صیقل و مصیقل ہونے لگیں کمانیں چوخانہ کرکے گوشہ گیر بنا کر لیس ہوئیں خنجر آبدار مصفا ہوئے اژدہاے کمند نے دشمنوں کے گلے کے لیے منھ کھولا تیر و تبر و خنجر و شمشیر ہر ایک اسلحہ حرب و ضرب کی درستی شب بھر رہی جب سفیدہ صبح چمکا اور ستارہ سحری نمودار ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر صف آرا ہوے نقیبوں نے کڑکا کہنا شروع کیا کڑکیت مذمت دنیاے فانی میں اشعار عبرت خیز پڑھنے لگے شجاعوں کے دل بڑھنے لگے

قطعہ

دنیا خوابیست کس ازو کامیاب نیست	صید اجل است گر جوان گر پیر است	ہم دستہ زین پرست ہم تہ بیان	این صیغہ خاک ہر دو را مقصود است
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید		روز جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

کوئی رہا ہی نہ رہیگا مردوں کا نام صفحۂ گیتی پر قائم رہیگا　　رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا　　ای بہادران زمانہ و شجاعان یگانہ آج معرکہ کارزار میں وہ سرخروئی حاصل کرو کہ رستم و سہراب کو لوگ بھول جائیں دشمن کا نام مثل حرف غلط صفحۂ دنیا سے مٹا دو

کانوں پہ دغا کی نظر جما دو سب	نام دشمن کا مٹا دو آج ہی وہ معرکہ	بھول جائیں لوگ ستان کو اور چلی تلوار کا

الحاصل بعد نقابت نقیباے بلند آواز زمرد شاہ میدان مین آیا اور نعرہ ہل من مبارز بلند کر کے کہا کہ ہے
کوئی بہادر کہ میرے مقابلہ کے لیے آوے یہ نعرہ سنکر عمرو معدی کرب میدان مین آیا تھوڑی دیر تک
تو کچھ ردوبدل رہی آخر کار عمرو معدی کرب زمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا بعد ازان عمرو معدی کرب
کے بھائی اپنے بہادر کا یہ حال دیکھ کر صف لشکر سے میدان مین آئے وہ بھی مجروح ہوئے غرضکہ لڑائی
کا بیان ہو کر شام تک اکثر لوگ سرداران لشکر اسلام کے زخمی ہو گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے ہ

دو لشکر کشادہ کرچون دہ کوہ　　شدند از نبرد آزمائی ستوہ
بمنزل گہ خویش گشتند باز　　بہ بزم دگر روزہ کردند ساز

زمرد شاہ نے میدان سے شادان و فرحان
مراجعت کر کے مجلس عیش کی آراستگی کا حکم دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر لاف و گزاف کرنے لگا
کہ اب مین ایسے ہی کارنمایان کیا کرونگا تاکہ لوگ میری خداوندی سے واقف ہون یہ
فقرہ سنکر عمرو مردود اپنے دل مین بہت رنجیدہ ہوا اور مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب
کھا کر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل مین کہتا تھا کہ خیر سمندر جادو ہی سے اسے درست
کراؤن جب کی سند الحاصل دوسرے دن زمرد شاہ پھر میدان مصاف مین آیا ہ

دگر روز کین ساقی صبح خیز　　زہر کرد بر خاک یاقوت ریز
دگر بارہ در کارزار آمدند　　بشیر افگنی در شکار آمدند
دو لشکر چو دریاے آتش دمان　　اشادند بازو از کین کمان

آج زمرد شاہ کا نعرہ سنکر زنگ بن مرزبان
میدان مین آیا اور بعد تھوڑی ردوبدل کے زخمی ہوا بعد اسکے مظفر بن بہرام عرصہ نبرد مین آیا وہ بھی
زخمی ہوا آج بھی چند سردار لشکر اسلام کے ہاتھ سے اس نابکار کے زخم رسیدہ ہوئے شام کو طبل
بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنے اپنے جاے آسایش پر جا کر قیام پذیر ہوئے **شعر**

چو روز دگر صبح ازرق سوار　　الو ہلہ بر من زد زرین عذار

یعنی خسرو خاوری نے تخت زنگاری افلاک پر
جلوس فرمایا اب تیسرا دن ہے آج بھی زمرد شاہ پھر میدان مین آیا اور نعرہ کر کے ابکی مرتبہ سعد بن قباد کو
کو طلب کیا سعد بن قباد لشکر سے نکلکر مقابل زمرد شاہ ہوئے اور بعد نیزہ بازی و گرز بازی کے سعد
نے اس زور سے ایک تلوار زمرد شاہ کے سر پر لگائی کہ سپر اور خود کو کاٹ کر تا دوا پہونچی آئی طبل بازگشت
بجوا کر اپنے اپنے آرامگاہ کو واپس ہوئے زمرد شاہ نے اپنے خیمہ مین سامان عیش و نشاط کا رنگ جمایا
اور ادھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے جب بلاشور تلاش عمرو سے واپس آیا تو
زمرد شاہ کی خدمت مین گیا زمرد شاہ نے اس سے پوچھا کہ کہان گیا تھا بلاشور نے کہا کہ تلاش
عمرو مین مین تو یہ سمجھا تھا کہ یہ موقع غنیمت ہے عجب نہین کہ اس ہنگامہ مین عمرو ہاتھ لگ جائے مگر کمبخت ہاتھ
نہ لگا آخر مجبور ہو کر بے نیل مرام پھر آیا زمرد شاہ نے کہا کہ خیر عمرو تو ملا یا نہ ملا اور ملے یا نہ ملے صبح جیسے
جا کر سعد کو پکڑ لا بلاشور نے کہا بہت خوب مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر سازو سامان عیاری درست
کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اتفاقاً خواجہ عمرو کہین گئے تھے لشکر اسلام مین نہ تھے بلاشور کو یہ
موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور جانب خیمہ سعد چلا دیکھا کہ یہان نہایت ہوشیاری ہے سپاہی
پہرہ پر مسلح بیٹھے ہوئے ہین خدمتگار اپنے اپنے کام مین سرگرم ہین حاجب و دربان میاول و پاسبان
اپنے موقع و محل پر چست و چالاک ہین یہ تو بشکل سعد ہی تھا ہی کسی طرح ان لوگون مین مل ملا کے

خیمہ کے اندر پہونچ گیا خدمتگارون کی آنکھ بچا کر پردانہ ہاے بیہوشی اڑا دیے وہ شمعون پر جا کر جلے اور دود بیہوشی خیمہ مین پیچیدہ ہوا خادم اور خدمتگار چھینکین لے لے کر بیہوش ہوئے سب پر خواب غفلت کا غلبہ ہوا اس نے جھٹ بیلہ عیاری کسوت سے نکال کر ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی نوک پر رکھکر سعد کے تختے کے قریب سے گیا جیسے ہی نفس کشی کی اور نیچے کو اوپر کھینچا سب بیہوشی ناک مین چڑھ کر دماغ مین سرایت کر گئی فورًا ترطاق سے چھینک آئی اور بالکل غفلت طاری ہو گئی بلا شور نے سعد کا پشتارہ باندھا اور خیمہ سے نکل کر جانب لشکر کفار روانہ ہوا اب اس ذکر کو تو یہین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان امیر والاشان کے سماعت فرمایئے

دنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
میری جگہ نصیب سے تو ہو تو کیا کرے
کیون اے ستم شعار یہ کہنا بھی یاد ہے
تھوڑی سی زندگی ہے کہان تک وفا کرے
روز جزا ارکین یہ سوال و جواب مین
جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کرے
منظور کسکو ہے جو اٹھائے بلائے عشق
تیری خوشی سے کام کوئی کیا کیا کرے
اس عشق مین کسیکا جانا نہین دروغ

جب مین نہین بلا سے مری مجھ بلا کرے
آتے ہی آنکھ مین قیامت بپا ہوئی
تجھسے دغا کرے تو خدا سے دغا کرے
گو وعدہ دو دن کا بھی عہد ہو گئی
کچھ گفتگو ہمارے تمھارے ہوا کرے
دل کی طرح سے جان بچا لگی عشق مین
جب سر پہ آ پڑے تو کوئی کیا کرے
دل کھل تن مین ایک بحر خونخوار ہے
پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے

اس جور پہ وفا نکرے یا وفا کرے
آنکھین بھی نہین ہوتی ہین کہ دین خدا کرے
لذت کو عشق کی غم جاوید چاہیے
امید ہے نہین جو کوئی التجا کرے
اس التجا کے ساتھ کہا ہے حال دل
پھر مجھ سے وفا کرے تو یہی ہو وفا کرے
مجکو پسند آ گئی دیوانگی مری
اے کاش تیغ یار ہی یہ حل بنا کرے

گلبندان گلشن معانی و گلچینان باغ قصہ خوانی اس حکایت پر لطافت کو اس طرح پر معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب زرافشان جادو امیر کو قمہور کے سامنے لے گئی تو امیر نے ملاحظہ کیا کہ سرداران لشکر اسلام موجود ہین امیر والاشان نے استفسار حال کیا ان لوگون نے بیان کیا کہ اے امیر ہم لوگ مبتلائے سحر ہین امیر عالیمقام نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کیا جب اسم تمام ہوا سحر بھی برطرف ہو گیا اور تمام سردار قید سحر سے رہا ہو گئے جب زرافشان جادو نے یہ سانحہ دیکھا کہ امیر نے سحر میرا رد کر دیا اور کل سردار رہا ہو گئے تو اس نے جھنجھلا کے امیر پر تیغ سحر مارا امیر نے اسم باطل السحر پڑھ کے سحر اس کا رد کیا اور بسم اللہ کہہ کے ایک ہاتھ تیغ بے دریغ کا ایسا مارا کہ اس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہو گئے جب قمہور نے یہ ماجرا دیکھا تو بہت ہی گھبرایا اور زنگ سے کہا دیکھیے وہ ساحرہ تو ماری گئی اب کیا کرنا چاہیے اور زنگ نے کہا تو مطمئن رہ بجز خیر کوئی آفت نہین آئے گی یہ کہہ کر قمہور کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کے لے اڑا امیر با توقیر نے کل مال و اسباب اپنے قبضہ مین کیا اور خدا کا نام لیکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد کئی روز کے بھوکے پیاسے یاد خدا و تذکار غفار کرتے ہوئے پایہ تخت زال زرد کو ہی مین پہونچے دیکھا کہ اسکے لشکر مین کوچ کی تیاریان ہو رہی ہین امیر وہان کھڑے ہو کر تماشہ لشکر کا دیکھنے لگے کہ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ مرکب دوڑاتے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس شخص نے کہا کہ مین قارن کا نوکر ہون امیر نے

پوچھا کہ قارون کون شخص ہے اُس نے جواب دیا کہ قارن زمرد شاہ باختری کا ایلچی ہے ابھی یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ سواری قارن کی بھی آپہونچا قارن نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ میرے رفیق کو
چند شخص گھیرے ہوئے کھڑے ہین اُسکو غصہ آگیا اور اُن لوگون سے مباحثہ کرنے لگا انجام کار
قارن مع اپنے رفقا کے امیر کے ہاتھ سے مارا گیا ہمراہیان امیر نے اسلحہ وغیرہ اُسکے لوٹ لیے جب
یہ خبر زال کو پہونچی کہ کچھ مردان نو وارد نے زمرد شاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور جتنے لوگ اُس کے
ساتھ تھے اُنھین بھی قتل کر کے مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا یہ خبر سُنکے زال کو نہایت ہی
غصہ آیا اور مثل مار دم بُریدہ پیچ و تاب کھا کر سوار ہو کے امیر کے پاس آیا اور نعرہ کر کے
ان سب پر جا پڑا ایرج نوجوان نے آگے بڑھ کے ایک تلوار اُسکے حوالہ کی زال نے تیغ
ایرج کی رد کر کے اپنا وار کیا اب کی مرتبہ ایرج نے وار اُسکا رد کر کے بند دست سے ہاتھ
اُسکا پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ زال تا قش زین سے زمین پر آرہا ایرج نے زال کو بجائے
سپر ہاتھ مین اُٹھا کے بلند کر لیا جب زال نے یہ زور ایرج کا ملاحظہ کیا تو بخوف جان مکر سے ایمان لایا
قدمبوسی امیر کشور گیر سے مشرف ہو کے اپنے ساتھ اپنی بارگاہ مین لایا اور بہت عمدہ طور سے
امیر اور ہمراہیان امیر کی ضیافت کی کھانے عمدہ اور لذیذ تیار کرائے اور کل سامان اکل و شرب اعلی
درجہ کا مرتب کیا ناچ اور راگ رنگ کا جلسہ منعقد ہوا عین گرمی صحبت مین شراب بیہوشی آلود
پلا کر سب کو بیہوش کر کے گرفتار کر لیا اور رات بھر سب کو قید رکھا صبح کو پھانسی کا حکم دیا ہنوز
پھانسی دینے نہ پائے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ و خیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور
گرد نے مارا ہوا کو جب دامن گرد کا شق ہو گیا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا
چلا آتا ہے کہ خبردار او نالائق دست خود نگہدارید کہ باہم رسیدیم آتے ہی اس نقابدار نے ان سب
کو اس بلا سے نجات دی اور آگے بڑھ کے زال کو ایسی تلوار ماری کہ اُسکے دو پر کالے ہوئے

اس قصہ کو تو یہین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان نور الدہر کے ملاحظہ فرمایے

لے کے دل کہتے ہو کیون دین اسے جلنے کے لیے ❊ ل گیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لیے ❊ باغ عالم
مین ہین سب پھولنے پھلنے کے لیے ❊ ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے ❊ تیرا غصہ ہو
کہ ہو میری طبیعت ظالم ❊ یہ بلائین نہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے ❊ اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بھجوا دین
مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے ❊ چارہ گر زندہ رہیگا تو کرے گا تدبیر ❊ چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کیلیے
وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال ❊ ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لیے ❊ غم کی دیوار کھڑی ہو گئی
دل کے اندر ❊ میرے ارمان ترستے ہین نکلنے کے لیے ❊ خاک ٹھہرے ترے کوچہ مین کوئی
اے قاتل ❊ مستعد نقش کف پا بھی ہین چلنے کے لیے ❊ کھائے جاتا ہے مجھے خنجر خونخوار ترا ❊ یہ اُگلتے
کیلیے ہے کہ نگلنے کے لیے ❊ تو مری لاش کو ٹھکرا کے چل اے مست شباب ❊ ٹھوکرین کھاتے ہین
انسان سنبھلنے کے لیے ❊ بزم اغیار مین تم چھپکے نہ بیٹھو اے داغ ❊ چاند چھپنے کیلیے ہے کہ نکلنے کے لیے
چہرہ پردازان پیکر تصویر معانی دہر ہفت سالان شاہد رنگین بیانی اس داستان مسرت عنوان کو اسطرح

زیب و زینت دیتے ہیں کہ جب نورالدہر نے دیو ہفت سر کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور وہ بھاگا تو نورالدہر نے
سیمرغ سے کہا کہ اب تو مجھے چہل قصر سلیمانی میں پہونچا دے سیمرغ نورالدہر کو اپنی پشت پر بٹھا کے
طرف باغ چہل قصر سلیمانی کے لیچلا جو طے مراحل و قطع منازل کے نورالدہر دروازہ چہل قصر سلیمانی
پر پہونچ گئے اب جو باغ کے اندر جا کر دیکھا تو باغ ویران پڑا ہے چمنوں پر اداسی چھائی ہوئی
نرگس بیمار نگاہ حسرت سے ہر سو نگران سوسن وہ زبان خاموش آبشار پرندہ جوش و خروش زلف
سنبل سے پریشانی ظاہر تھی غنچۂ سربستہ سے دل بستگی نمایان لالۂ صحرا با دل داغدار خرمردہ خاطر ناشاد
شاخ گل سوکھکر کانٹا ہوگئی تھی گل اخیری پر زردی کا عالم سرو آزاد پا بگل ہر ایک نخل نخل ماتم کی صورت
شبو کی اداسی اگر رقم کروں شاخ نرگس کو قلم کروں ہر تختہ باغ تختہ مشق اندوہ و یاس تھا وہ پھولا پھلا
باغ بالکل اداس تھا نورالدہر یہ حال دیکھکر حیران و پریشان خاطر ہوئے اپنے دل میں سوچنے لگے کہ
خداوندا یہ کیسی صرصر حادثہ چلی کہ ایسا ہرا باغ اس طرح پامال خزان ہو گیا — **شعر**
ہائے کیا بدلی زمانہ کی ہوا ✤ غنچۂ تصویر تک مرجھا گیا ✤ ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوئے سوچ رہے
تھے کہ اب بیان پر کیا کرنا چاہیے کہ یکایک ایک پیک سبز پوش نمودار ہوا دیو ہفت سر کا سر اور مرغ
زرین بال کو نورالدہر کے حوالہ کیا نورالدہر شکر خدائے ذوالجلال بجالائے اور مرغ زرین بال کو لیکر
پایۂ تخت گلزار سلیمانی پر آئے لندھور اور بدیع الجمال اور مالک سامنے سے نمودار ہوئے
نورالدہر ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر کنارۂ طلسم پر آئے اور اس مرغ سے کہا کہ اے مرغ تجھے
قسم ہے حق حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہ جلد اس طلسم سے آگاہ کر اب اگر تو اس گفت و شنود میں چھوڑ دیجئے اور

دو کلمہ داستان عمرو اور بلاشور کے ملاحظہ فرمائیے

کہتے ہیں جسکو حور وہ انسان تمھیں تو ہو
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمھیں تو ہو
پچھتاؤ گے بہت مرے دل کو اجاڑ کے
ہم جانتے ہیں جان کے خواہان تمھیں تو ہو
کرتے ہو داغ دور سے بتخانہ کو سلام

جاتی ہے جس پہ جان وہ جانان تمھیں تو ہو
آتا ہے بعد ظلم تمھیں کو تو رحم بھی
اس گھر میں اور کون ہے مہمان تمھیں تو ہو
دلدار و دو فریب دل آزار و دلستان
اپنی طرح کے ایک مسلمان تمھیں تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہیں جو دانا ہیں تو ہیں
اپنے کیے سے دل میں پشیمان تمھیں تو ہو
اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیاں
لاکھوں میں ہم کہیں گے کہ احسان تمھیں تو ہو

غواصان دریاے بے پایان
سخن و آشنایان بحر مضامین نو و کس اس داستان رنگین کو یون گوہر بیان سے آبدار کرتے ہیں کہ جب
بلاشور بادشاہ لشکر اسلام کو چرا لے گیا اور سامنے زمرد شاہ باختری کے حاضر کیا تو زمرد شاہ نے
حکم قتل دیا تو تنزیل زرین قلم اور سہیم تیغہ بکف ہو کر کہنے لگے کہ جب تک حمزہ اور عمرو کی خبر نہ ہوگی
اسوقت تک ہم سعد کو قتل نہ ہونے دینگے بہتر یہ ہے کہ ابھی سعد کو مقید رکھو زمرد شاہ یہ سنکر مجبور
ہو گیا اور سعد کو ایک کنوئیں میں جو اسکے تخت کے نیچے تھا مقید کیا جب خواجہ عمرو کو اس حال سے
آگاہی ہوئی کہ سعد کو کوئی چرا لے گیا تو خواجہ تلاش سعد میں روانہ ہوئے ہر چند فکر و تجسس کیا
مگر کچھ سراغ نہ ملا آخرکار عمرو و بختیارک کو چرا لے گئے اور اس سے ڈرا دھمکا کر حال سعد کا معلوم کیا اور
خواجہ بشکل بختیارک متشکل ہوکے دربار زمرد میں پہونچے اور بجائے بختیارک متمکن ہوئے اور بیان

بلا شور تلاش میں خواجہ عمرو روانہ ہوا تین پہر رات تو عمرو بختیارک کے پلنگ پر اینڈ کیے اور پہر رات رہے جب سمجھے کہ سب خواب غفلت سے خفتن غافل ہیں تو عمرو پلنگ پر سے اٹھکر قید خانہ سعد کے قریب آئے اور سعد کو قید سے رہا کرکے صورت سعد کی تبدیل کردی کہ کوئی پہچان نہ لے اور بارگاہ زمرد شاہ سے نکال لے گئے ادھر بلا شور جو تلاش عمرو میں گیا تو اسکو عمرو کا سراغ تو نہ معلوم ہوا مگر بختیارک کا حال دریافت ہوگیا یہ نقب لگاکے بختیارک کو نکال لے گیا اور صبح کو بارگاہ میں حاضر ہوا اور بختیارک کو حاضر کیا بختیارک نے کل حال من وعن بیان کیا غرضکہ ادھر تو عمرو سعد کو لیکر داخل لشکر اسلام ہوئے اور ادھر اور تنگ دیو قمہور کو لیکر داخل لشکر کفار ہوا زمرد شاہ نے طبل جنگ بجوایا رات بھر طیاری جنگ میں گذری جبکہ ستارہ سحری چمکا دونوں لشکر میدان میں آئے کفار کی جانب سے قمہور نے نعرہ کیا لشکر اسلام سے بادشاہ جہجاہ نے برآمد ہوکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک برابر ردو بدل ہوتی رہی آخر شام کو سعد قمہور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس گئے رات کو کفار لشکر اسلام پر شبخون کرے اور لشکر اسلام شکست کھاکر ملک سبا نیل کی جانب روانہ ہوا بارگاہ سلیمانی اور قیدیان لشکر اسلام کفار کے ہاتھ آئے بختیارک نے کہا تم سب ٹھہر جاؤ جب یہ تھک کر کسی جگہ دم لیویں تو پھر یلغر کرکے ان سب کو گھیر لو یہ رائے سب کو پسند آئی اور توقف کیا جب لشکر اسلام دس پانچ کوس کے فاصلے سے ہوگیا تو ان سب نے جب دور سے لشکر کفار کو آتے دیکھا تو اہل اسلام سب امیر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے مگر لشکر کفار نے بعجلت تمام ہوکر گھیر لیا ضرغام اور شاپور اور شہر تنگ تو امیر کے تجسس میں نکل گئے اور یہ لوگ عمرو کی فکر میں مشغول ہوئے

اب بیان سے دوگلہ داستان نور الدہر اور طلسم کے بیان ہوتے ہیں نظم

روکہ دل کو کرشوق زلف دلبر پھیلا
سانپ کے منہ میں مجھے مر بستور پھیلا
ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوے دلبر پھیلا
دل کی باتیں دل ہی جانے بیخودی ہر شوق میں
نامہ بر جب حسرتوں کا میرے تقریر پھیلا
سیکڑوں سر شمادت ہیں سر سے داغ گناہ
جیب حسرت کا نور کو میں دل میں چھپا کر پھیلا
کوئی دامن گیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
پیکر ادیگا جو اتنا بوجھ سر پر پھیلا
اسکی جوتوں پھرتے ہی محفل میں پھیل پڑگئی
ضعف نے آکر بٹھایا شوق اکثر پھیلا

تھامنا مجبو کہ یہ سودا مرا سر لے چلا
جلد یا وہ شعبدہ گر میری کہتا رہا
سوے دوزخ میں جو اپنا لو اسکا سر پھیلا
رشک دشمن نے مجھے کھینچا کہان بھی در پھیلا
کس طرح لایا خدا جانے یہ کیونکر پھیلا
کیا ہوا کس بخت جان ہوگئی قاتل کی
میں عدم کو خود بنا کر اپنا محضر پھیلا
کاتب اعمال سے محشر میں ہوگی گفتگو
اسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر پھیلا
آنسوؤں کا قافلہ چلنے لگا نالے کیسا تھا
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر پھیلا

باندھکر شکلیں خیال زلف دلبر پھیلا
اسکو لینا وہ کوئی دل کو چرا کر پھیلا
وہ سدھالے اپنے گھر مجکو یہی ہے کشمکش
شوق نظارہ جو سوے روزن در پھیلا
پھر بلایا پھر کہا کچھ پھر اسے رخصت کیا
چھانٹ کر دس بیس میں جو ایک خنجر پھیلا
خوب رضوان سے دنغر دوس جھگڑا ہوا
اس لیے میں آپ اپنا حال لکھکر پھیلا
بار عصیان کس قدر ہی آدمی جو ضعیف
یہ جرس آواز پر اپنی لگا کر پھیلا
منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم

رہروان منازل طلسم و پیرپیچ و ناظمان ممالک فسادی ورنج اس داستان رنگین بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے یوں مورخ بیان میں لاتے ہیں کہ جب نور الدہر نے لندھور اور مالک اور بدیع الجمال کو دیکھا تو اسوقت اس مرغ سے کہا کہ اے

مرغ بحق حضرت سلیمان علیہ السلام مجکو حال طلسم سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی چونچ سے زمین پر
تحریر کیا کہ اے نورالدہر دریا کے کنارے جا کر کھڑا ہو وہان تجھے ایک کشتی ملے گی تو اُس کشتی پر
بیٹھ جا اور مجھے اپنے سے جدا نہ کر اور لوح کو پڑھ جب تو کشتی پر بیٹھ جائے گا تو پانی دریا کا تلاطم مین
آئے گا اور چار سو نہنگ سر اپنے دریا سے نکالین گے اور ایک نہنگ اُن سب نہنگون مین بہت سیاہ
رنگ ہوگا تو اپنے کو اُس نہنگ کے منہ مین ڈال دینا اور بہت ہوشیار و خبردار رہنا یہ عبارت
پڑھکر شاہزادہ نے اُسکی تعمیل کی بخوشی تمام اور بعجلت بسیار اپنے کو اُس نہنگ غضب ناک کے
منہ مین ڈال دیا اور جاتے ہی بیہوش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد اُس نہنگ بحر جلاوت کو اُسی وقت یہ
معلوم ہوا کہ کوئی شخص نورالدہر کی گردن مین ہاتھ ڈالے دیتا ہے بس یہ فوراً ہوشیار ہوگئے
اور لرزہ کرکے اُس نہنگ کے منہ سے نکل گئے اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحراے تیرہ و تار مین پایا
لوح بدستور گلے مین پڑی ہے اور مرغ بھی ساتھ ہے اب جو نورالدہر وہان سے آگے
بڑھے تو ایک دروازے کی پشت پر پہونچے وہان ایک روشنی معلوم ہوئی غور سے جو دیکھا تو وہ
دروازہ سونے کا اور مرصع کار ہے اور قفل زرین اُس دروازے مین لگا ہوا ہے اور
ایک کرسی جواہر نگار اس دروازہ کے آگے بچھی ہوئی ہے اور اُس کرسی پر ایک دیو بیٹھا ہوا ہے
جیسے ہی اس دیو نے نورالدہر کو دیکھا نعرہ کیا کہ او آدم زاد تو یہان کیون آیا ہے جا چلا جا
یہان سے ورنہ تو اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی یہان سے صحیح و سالم نہ لے جائے گا
یہ کہکر وہ دیو وہان سے اُٹھ گیا شاہزادہ نے مرغ سے کہا کہ اے مرغ تجھے قسم ہے حق حضرت
سلیمان علیہ السلام کی مجھے اس مقدمہ سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی منقار سے
زمین پہ تحریر کیا کہ اے نورالدہر اُس کرسی کو اُٹھا نیچے اس کرسی کے ایک تختہ سنگ سفید کا ملے گا
جب اُس پتھر کو اُٹھائے گا تو ایک کنوان تجھے دکھائی دے گا فوراً اپنے کو اس کنوین مین
ڈال دینا شاہزادے نے موافق اُس تحریر کے تعمیل کی اُس کنوین مین گرکے جو آنکھ کھولی تو ایک
مکان عالی شان مثل قصر شاہی کے نظر پڑا بارگاہ کے اندر جاکے دیکھا کہ ایک جوان تاج شاہی بر سر
جار لقب شہر یاری در بر ایک تخت مرصع کار پر بیٹھا ہوا ہے زنجیر اُسکی کمر مین پڑی ہوئی ہے اور
چالیس دیو گرداگرد اُس تخت کے بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے ہین اور اُس جوان کو مسخرہ
بنا رہے ہین جو درد جام شراب مین رہجاتی ہے وہ اُس جوان پر پھینکدیتے ہین نورالدہر کو
اُس کے حال زار پر رحم آیا اور اُس جوان نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار مجھے ان
دیوون کے ہاتھ سے رہائی دلوایئے یہ سنکر نورالدہر نے اُس مرغ سے پوچھا کہ اے مرغ
تجھے قسم ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجھکو بتلا کہ مین اس مقام پر کیا کرون مرغ نے بدستور
سابق اپنی منقار سے زمین پہ تحریر کیا کہ اے نورالدہر اس جوان کو مار ڈال پہلے تلوار کھینچکر اس
جوان کی جانب جا اور کہہ کہ مین تجھے دشمنون کی تیغ سے ہلاک کرتا ہون اور ان دیوؤن کی
جانب منہ کرکے ایک تلوار اُس جوان کے ایسی مار کہ کام اُس کا تمام ہو جائے نورالدہر نے
بموجب تحریر مرغ کے تعمیل کی اس جوان کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی کہ گویا ایک طوفان سا

آشکار ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی کہ اے جوان کشتی مرا نام من ابرہہ جادو بود جب
تھوڑے عرصے کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوئی اور آندھی کو سکون ہوا تو نورالدہر نے آنکھ کھولی
دیکھا تو دیوون کو نہ پایا اور اُس مکان کے درمیانی ستون مین سات دروازے نظر پڑے
ہرچند بہ تعمق نظر دیکھا کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی مرغ سے سوال کیا مرغ نے اپنی چونچ سے
تحریر کیا اے نورالدہر گرد اس ستون کے گردش کر تو تجھے ایک لوہے کی تصویر معلوم
ہوگی کہ سر اُسکا جانب سقف ہوگا تو اُس ستون پر ایک ہاتھ مارنا ہاتھ کے مارتے ہی
ایک دروازہ پیدا ہوگا اُس دروازہ کو دیکھکر موافق نوشتۂ لوح عمل کرنا نورالدہر موافق
تحریر مرغ کے جب دروازہ پر پہونچے تو دروازہ خودبخود کھل گیا اور خوشبو عنبر و مشک کی
مشام مین نورالدہر کے پہونچی دروازے کے اندر جاکر سوا ایک چاندی کے صندوق کے
اور کوئی چیز نہ دکھائی دی غور سے دیکھا تو اُس صندوق کو مقفل پایا اور کنجی کو کنڈے مین
آویزان دیکھا اور سامنے ایک حوض مصفا دکھائی دیا اور اُس حوض مین ایک سونے کا پتل
تھا اُس مین مور کی شکل دکھائی دی نورالدہر نے مرغ سے سوال کیا مرغ نے تحریر کیا
کہ اے نورالدہر اُس صندوق کو اسی کنجی سے کھول چنانچہ اُس صندوق کو اُسی کلید سے کھولا
اُس مین سے ایک دست بقچہ سلیمانی نکلا جس مین تلوار و پیرہن اور جامہ اور جریب لپٹی ہوئی
تھی مرغ نے تحریر کیا کہ ان سب چیزون کو نکال کر پہلے لوح کو گردن مین ڈال کے اس
حوض مین غوطہ لگا بعد ازان حوض سے نکلکر وہ کپڑے پہن نے اور تلوار لگانے کہ تجھے ایک دیو سے
مقابلہ کرنا ہوگا بعد کپڑے پہننے کے اُس مور کو حوض مین سے اُکھاڑ ڈال بعد ازان ایک جانب اُس
حوض کے ایک دروازہ ملے گا اُس دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو اور داہنے ہاتھ کی سمت چلا
کھڑا ہو شاہزادہ نے موافق تحریر کے عمل کیا اُس دروازہ کے اندر جاتے ہی قریب تھا کہ بیہوش ہوجائے
یکایک ایک روشنی معلوم ہوئی اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک باغ پُرفضا دکھائی دیا اور ہر درخت
کی جڑ مین ایک پری ناز نجیب بتہ بیٹھی ہوئی دکھائی دی قریشیہ کو دیکھا کہ مع کل پری زادون
کے مقید ہین نورالدہر نے آگے بڑھکر قریشیہ سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے اور سامان اکل و
شرب تم کو کیونکر میسر ہوتا ہے یہ سنکر قریشیہ رونے لگین اور کہا کہ اے نورالدہر کیا بیان کرون
کئی ہزار مرغ اس طرف سے اُڑتے ہوئے جاتے ہین اور ہر ایک مرغ اپنی اپنی چونچ سے ایک ایک
دانہ گندم پھینکتا جاتا ہے دانہ اُسے گندم مجتمع ہوکر کئی سو من گیہون ہوجاتا ہے میدہ اُن گیہون کا
نکال کر دیو کھا لیتے ہین اور اُسکی بھوسی کی روٹیان پکوا کر ایک ایک روٹی ہم سبکو دے جاتے ہین
یہ سنکر نورالدہر نے مرغ سے سوال کیا مرغ نے حسب دستور منقار سے تحریر کر دیا کہ اے
نورالدہر تیر کو چلہ کمان مین جوڑے کھڑا رہ یہ جو مرغ صبح کے وقت آتے ہین اُن مرغون مین ایک
زرد مرغ بھی ہوتا ہے نہایت تیز و چالاک نام اُسکا کپاس جادو ہے جب اُس مرغ کو دیکھنا تو دیکھتے
ہی تیر اُسکے سینے پر مارنا اگر تیرا تیر پورا جا بیٹھا تو مراد تیری حاصل ہوئی اور اگر خطا کی تو پتھر کا
ہوجائیگا اور جب تیر اُس کے لگ جائے گا تو یہ عمارت سب کی سب تباہ اور برباد ہوجائیگی اور کل دنیا

تیری نظر مین تیرہ و تاریک معلوم ہوگی عناصر دیو تیرے ہاتھ آجاینگا مگر تو ہرگز مشوش نہونا اور جو اسم کہ
لوح پر لکھا ہوا ہے اُسے پڑھے جانا چنانچہ شاہزادہ نے بموجب تحریر کے تعمیل کی مرغ کے مارتے ہی ایک طوفان عظیم
پیدا ہوا اور باغ تمام ویران و عمارت تہس نہس ہوگئی اور ایک دیو مہیب صورت سامنے سے نمودار ہوا اور دار شمشاد
پکڑ کے شاہزادے پر حملہ آور ہوا نورالدہر نے وار اُسکا رد کرکے ایک ہی تلوار مین کام اُسکا تمام کیا پھر ایک شور
محشر پیدا ہوا اور اُس طوفان عظیم مین زمین کو زلزلہ ہوا اور درخت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے اور درختون کی
جگہ گنج پڑ گئے اور ایک صندوق مرصع کار مقفل سامنے سے معلوم ہوا شاہزادہ نے چاہا کہ اس صندوق پر
قبضہ کرے کہ یکایک ایک سبز پوش آسمان سے نمودار ہوا اور لوح و مرغ زرین کو لے کر چلا گیا شاہزادہ
وہ لوح اور مرغ زرین اُس سبز پوش سے نہ لے سکا مگر اور اسباب طلسم اور لندھور اور مالک کو
اپنے ہمراہ لیکر طلسم سے باہر آئے آسمان پری اور عبدالرحمٰن جنی کو اُسی طرح مع فوج بیٹھا ہوا پایا قریشہ
کو آسمان پری کے حوالہ کرکے خود خدمت امیر مین روانہ ہوئے اب نورالدہر کو تو راستہ مین چھوڑیے

اور چند کلمے حال لشکر اسلام و لشکر کفار کے ملاحظہ فرمایئے

کہ ابھی لشکر کفار بلی ہامہ پر لشکر اسلام کا محاصرہ کیے ہوے پڑا تھا اور عمرو جستجوے امیر مین بادیہ پیمائی
کر رہے تھے کہ یکایک بالائے آسمان سے ایک تخت نمودار ہوا عمرو اُس تخت کو دیکھکر کھڑے ہو رہے
کہ دفعتہً وہ تخت زمین پر آیا اور امیر مع سردارون کے اُس تخت سے زمین پر تشریف لائے خواجہ عمرو
امیر باتوقیر کو دیکھکر ہنستے ہوے دوڑے اور پابوسی امیر سے مشرف ہوے تمام ماجراے گذشتہ خدمت
امیر مین من و عن گزارش کیا امیر باتوقیر نے پہلے ذوالامان کیجانب تشریف لے چلنے کا قصد کیا خواجہ عمرو
نے زنبیل سے نکال کر گھوڑے حاضر کیے امیر نے عنان عزیمت کو جانب ذوالامان منعطف کیا اور
عمرو کو اپنے ساتھ لیا بختیارک نے یہ خبر مژدہ دادر زمرد شاہ کو پہونچائی مژدہ نے زمرد شاہ سے
کہلا بھیجا کہ اے زمرد اب تو خداوندی کر رہے ہو اور قبل اُس کے تمنے کہا بھی تھا کہ حمزہ آئے تو مین کوئی
تدبیر ان مسلمانون کی کرون تو اب کوئی تدبیر کر دیہ سنکر زمرد نے بدر کو طلب کیا اور کہا کہ اے بدر اگر تم
امیر سے پہلے ذوالامان پر پہونچ کر کوئی کار برآری کر لاؤ تو کیا اچھی بات ہے بدر نے عرض کیا کہ
بہت بہتر اور لباس سپاہگری سے درست ہوکر قلعہ ذوالامان کی جانب روانہ ہوا اور مرکب کو مہمیز
کرکے امیر کے پہونچنے سے قبل ذوالامان مین پہونچ گیا ابھی کوئی کارستانی نہ کرنے پایا تھا کہ
یکایک نعرہ امیر باتوقیر کا سنائی دیا بس امیر کا نعرہ سنتے ہی اُسکے حواس باختہ ہوگئے ہاتھ پانون مین
تھرتھری پڑ گئی داہنی جانب سے نعرہ امیر کا سنائی دیا تھا بدر بائین سمت سے بھاگ کھڑا ہوا اور
جلد جلد راہ طے کرکے زمرد شاہ کے پاس پہونچ گیا اور تمام حال گذارش کیا اور وہان کا
حال سنیے کہ جب امیر باتوقیر قلعہ ذوالامان مین پہونچے تو مردمان قلعہ قلعے سے نکلکر پابوسی
امیر سے مشرف ہوے اور زر و جواہر امیر پر نثار کرکے تمام حال گذشتہ بیان کیا امیر عالی مقام نے وہان کا
انتظام درست کرکے بلی ہامہ کی راہ لی اور یہان زمرد شاہ نے قمہور سے کہا کہ اے قمہور اب بہت
ہوشیاری کرنا چاہیے یہ عرب آپہونچا ہے دیکھیے کیا آفت برپا کرے اور اے قمہور مین تو اُسکے اطمینان کا

قائل ہو گیا کہ لشکر کو ہمارے محاصرہ مین چھوڑ کے انتظام قلعہ ذوالامان کے لیے چلا گیا بختیارک نے
کہا کہ اے خداوند یہ عرب بڑا مرد انجام بین ہے واقعی قلعہ ذوالامان کا انتظام ضروری اور بہت
ضروری تھا کیونکہ وہ ان مسلمانون کی امن کی جگہ ہے غرض دوسرے دن زمرد شاہ نے پھر مسلمانون پر
یلغار کیا قریب تھا کہ پل ہاے قبضۂ کفار مین آجائے اور مسلمانون کو شکست ہو کہ یکایک آوازۂ امیر اور
سردارون کی گوش زد ہوئی اور امیر باتوقیر تھوڑی دیر مین نمایان ہوے کفار نے پل کی طرف سے
مراجعت کی امیر اور کفار مین جنگ مغلوبہ واقع ہوئی شام تک لڑائی ہوا کی قریب تھا کہ لشکر کفار کو
شکست ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ و خیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے
مارا ہوا کو جب دامن گرد شق ہوا تو دیکھا مرزبان شاہ اپنے چالیس بھائیون مثل الماس شاہ
اور یاقوت شاہ اور خاور شاہ و فیروز شاہ و رونق شاہ و مروارید شاہ و زبرجد شاہ و گوہر شاہ وغیرہ کے
پچاس ہزار آدمی کی جمعیت سے زمرد شاہ کی مدد کے لیے آیا ہی شام تو ہو ہی چلی تھی زمرد شاہ نے
طبل امان بجوا دیا امیر اپنے لشکر مین چلے آئے اور زمرد شاہ نے اپنے لشکر مین مراجعت کی اور
اپنا تخت نمرود کے تخت سے مقدم رکھا اور چار پایہ نمرود کے تخت سے بہت کاری گری
کیساتھ مرصع اور جواہر نگار اپنے تخت مین زیادہ کیے نمرود نے یہ دیکھکر زمرد شاہ سے
کہا کہ ذرا ان باتون کو دیکھتے جایئے زمرد شاہ نے کہا کہ خاموش رہ ورنہ ابھی تجھے اپنی آتش
غضب سے جلا دون گا نمرود اور سب ہمراہیان نمرود نے خاموشی کو بہتر جان کر سکوت کیا آخر
مین زمرد شاہ نے بلا شور سے کہا کہ اے بلا شور امیر کا مرکب قہور کے ہاتھ مین ہے اور عمرو کا مرکب
تیرے ہاتھ مین ہے اگر ہو سکے تو عمرو کو لے آ بلا شور نے کہا کہ بہتر گیا اور لایا یہ کہکر لباس شب روی
ترتیب جسم کر کے لشکر اسلام مین آیا اور صورت اپنی تبدیل کر کے دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور عمرو کو
دیکھکر عیارون مین مل گیا اور ہاتھ بڑھا کر گردن عمرو کی پکڑ کے بھاگا سمک شیر دل نے جو مڑ کے
دیکھا تو عمرو ندارد اس نے غوغا کرنا شروع کیا کہ لے کوئی عمرو کو چرائے گیا شاہ پور پڑا ہوا سو رہا تھا
اس نے جو یہ آواز سنی بے تحاشا ننگے پاؤن اپنے بستر پر سے اٹھکر تلوار لے کر دوڑا بلا شور عمرو کو
لیے ہوے بارگاہ زمرد مین آیا شاہ پور بھی جلدی سے اس کے پیچھے پہونچ ہی تو گیا اور ایسی تلوار
لگائی کہ بازو بلا شور کا زخمی ہو گیا بلا شور نے بھی پلٹ کر تلوار ماری کہ شاہ پور کا بازو بھی
زخمی ہوا بس جلدی سے شاہ پور نے تلوار اٹھا کر دوسرے حملہ کا قصد کیا بلا شور نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا شاہ پور نے نہایت پھرتی سے زیر بغل بلا شور ہاتھ لیجا کر بایان ہاتھ اسکا قلم کر ڈالا
بلا شور نے فریاد شروع کی لوگ دوڑے شاہ پور اپنی تلوار کا خون پونچھتا ہوا نکل گیا بلا شور نے
عمرو کو زمین پر رکھ دیا اور ہاتھ اپنا تیل مین تلوا ڈالا اور کفار نے عمرو کو چارون طرف سے گھیر لیا تھا تا کہ
عمرو بھاگ نہ جائے مگر یہ تو ایک ہی استاد بے بدل ہین سن ہی چکے تھے کہ نمرود اور زمرد سے چیخ گئی اور لگے
پکارنا شروع کیا کہ ای نمرود میری فریاد رسی کر زمرد نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو قسم ہے مجھے اپنی
خداوندی کی کہ اگر تو مجھ سے فریاد کرتا تو مین تجھے ابھی چھوڑ دیتا عمرو نے کہا کہ اب تو مین نے
دین نمرودی کو اختیار کیا زمرد نے جلاد سے کہا کہ ارے جلد اسکی گردن مارو جلاد نے

قتل عمرو کے لیے ہاتھ اُٹھایا عمرو نے پھر نالہ و فریاد شروع کی ابھی جلاد عمرو کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ یکایک
سمندر جادو چالیس ہزار جادوگروں سے آگیا اور نمرود کے برابر آکے متمکن ہوا نمرود بہت برہم ہوا اور جلاد سے
کہا کہ جلد گردن عمرو کی جدا کر عمرو نے پھر فریاد و زاری آغاز کی اور نمرود سے کہا کہ ای نمرود تو کیسا خداوند ہے اور کیسی
خداوندی کرتا ہی کہ میں فریاد کرتا ہوں اور تو میری فریادرسی نہیں کرتا یہ سنکر نمرود نے زمرد سے کہا کہ اے
زمرد چھوڑ دے عمرو کو اور سمندر نے جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور عمرو کو وہاں سے اُٹھایا اور کہا کہ خداوند کو
سجدہ کر عمرو نے بہت خوشی سے سجدہ کیا نمرود نے عمرو کو بہت سا انعام دیا اور صحبت عیش آراستہ کی اور عمرو سے
کہا کہ ای عمرو ہمنے سنا ہی کہ تم گاتے خوب ہو اسوقت کچھ اپنے لحن داؤدی کا نمونہ سناؤ ابھی عمرو کچھ گنگنا نے
بھی نہ پایا تھا کہ بختیارک نے نمرود سے آکر کہا کہ اے خداوند عمرو سے خبردار رہیے گا یہ بڑا بدمعاش اور پکا
چور ہی آخر کار دغا کرے گا نمرود یہ سنکر بہت خفا ہوا اور حکم دیا کہ اس مردک کو قید کرو اور عمرو سے مخاطب
ہوا کہ ہاں خواجہ تم کچھ گاؤ اس حرامزادہ کو بکنے دو مسخرہ ہی اس کی بات کا بُرا نہ مانو غرضکہ عمرو نے گانا شروع
کیا سبحان اللہ انکے گانے کی کیا تعریف کیجائے اول تو نظر کردہ ہفت پیغمبر ان دوسرے خداوند کریم نے
انکو لحن داؤدی عنایت کیا ہی گانے میں انکا عدیل و نظیر نہیں تان سین اگر انکا ایک ترانہ سن لیتا تمام عمر
سر دھنتا بجو باورا ہو جاتا شوری شور مچاتا بار بدون کیسا کا دم بند ہو جاتا خواجہ ایسا گائے ایسا گائے کہ
جملہ حضار مجلس پر عالم محویت طاری ہو گیا در و دیوار مست ہو گئے گاتے گاتے خواجہ نے جوڑی نے کی
نکالی اور نئے انداز سے اس غزل کو بجانا شروع کیا

غزل

وہ نگاہ شوخ کچھ پھرتی ہی گھبرائی ہوئی
بتکدہ میں سجدہ کرتا کیا ای واعظ نہیں
انگلیاں گھس گھس گئیں وہ خامہ فرسائی ہوئی
بس لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر میں
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی
اے ہجوم ناامیدی رکھوے شرم آرزو
صبح محشر بھی الٰہی شام تنہائی ہوئی

اڑ گئی کم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی
گر ہیں مقتول اپنی جبہ فرسائی ہوئی
دوست دشمن کو بنایا ہے ترے انداز نے
یہ نیا اعجاز یہ اچھی مسیحائی ہوئی
ہائے دنیا تو کہاں وہ ہیبت مستی کی اب
گو خدا دل میں الگ بیٹھی ہے شرمائی ہوئی

کس دل بیتاب کی یارب تماشائی ہوئی
بیوفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی
کاتب اعمال سے ضد تھی دم تحریر شوق
سب کو پہچانا اگر تجھ سے شناسائی ہوئی
تو بہ کر زاہد کروں میں تو ایسے وقت میں
روز محشر میں رسوائی سی رسوائی ہوئی
ہی عجب اندھیر کوئی حال کا پرساں نہیں

ایسا اس غزل نے رنگ جمایا کہ ہر شخص حاضرین محفل میں نقش دیوار
بن گیا اور نمرود کے قلب پر تو یہ کیفیت طاری ہوئی کہ بے اختیار اُسکی آنکھ سے آنسو نکل پڑے نہایت محظوظ
ہوا اور کمال درجہ معروف مزاح ہو کر اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا جب رات ہوئی تو قہور نے امیر سے کہلا بھیجا
کہ کل ہمارے تمہارے جنگ ہوگی کہ اسی اثنا میں اور چند ساحر نمرود کے سامنے آئے مثل سحاب جادو و صاعقہ
جادو و فیل پا سے جادو و گرگ جادو و بربرہ جادو وغیرہ کے اور پابوسی نمرود سے مشرف ہوئے نمرود نے
سبھوں کو خلعت دیکر اپنے پاس بٹھایا اور عمرو کیجانب اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو یہ ہمارا خاص الخاص بندہ
ہی اور کہا کہ ای عمرو پھر سجدہ کر عمرو نے پھر خداوند عالم کے سجدہ کی نیت کر کے سجدہ کیا نمرود نے خلعت گران بہا و
انعام کثیر مرحمت کیا تمام ساحر خوش و مسرور ہوئے القصہ جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد
صف آرائی قہور میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ اور کسی کو میرے مقابلہ کے لیے نہ بھیجنا اگر تمہیں بہادری کا
دعوے ہو تو میرے مقابلہ کو نکلو امیر نے چالاک کو اشارہ کیا اُسنے حق لفظ ہوا پر اڑایا لوگ پہچان گئے

کر امیر میدان مین جاتے تھے لشکر کے سوار اپنے اپنے گھوڑون پر درست ہو بیٹھے چودہ صفوف جدال
و قتال کی آراستگی و درستی ہوگئی امیر مرکب مہمیز کرکے قمہور سے مقابل ہوئے بعد سوال و جواب نیزہ بازی
شروع ہوئی چند طعنون کے رد و بدل کے بعد امیر نے نیزہ قمہور کا ہوائی کیا قمہور نے چوب دست آہنی کہ
اسکی بندھی چوٹ تھی امیر پر ماری امیر نے ضرب اُسکی رد کرکے گرز مارا ہر چند کہ قمہور نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا مگر صدمۂ گرز سے کرگینڈے کی ٹوٹ گئی قمہور کو دہ پڑا اور تلوار کھینچکر چاہا کہ اگلے پاؤن اشقر کے
قطع کرے پس امیر جلدی سے پیادہ ہوگئے تلوار قمہور کی امیر کے سر پر پڑکے ٹوٹ گئی قمہور دوڑ کر امیر سے
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی سات دن تک امیر نے قمہور کو نہ چھوڑا ساتوین روز شام کو امیر نے
قمہور کو زیر کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کی جانب لیچلے کہ اثنا سے راہ مین ایک پنجہ آکر گرا اور قمہور کو اٹھا
لے گیا امیر با توقیر نے جانب آسمان رخ کرکے ایک تیر پھینکا اور وہان قمہور کو سحاب جادو اٹھائے
لیے جاتی تھی وہ تیر اُسکے سینہ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کے نکل گیا اور قمہور اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین
پر گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی ایرج کی جانب جھپٹا اور خوب زور سے ایک گھونسا ایرج کے سر پر لگا
گیا لشکر اسلام کے لوگ دوڑے اور قمہور کو پھر گرفتار کر لیا امیر طبل شادمانی بجواتے ہوئے قمہور کو اپنے
ساتھ لیکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اس عرصہ مین برہمن آفتاب زنار خطوط شعاع گلے مین ڈالے
ہوئے جانب بحر ظلمات گیا اور دانۂ انجم کا مالا لیے ہوئے ماہ زنار دار بحر اخضر فلک پر اشنان کرنے آیا۔ نظم

ہوا ظلمت مین پھر خورشید تابان
نظر آیا عروج ماہ تابان
دکھائی شام نے پھر شکل آکر
کھلی ہر چار سو زلف معنبر

رات کو امیر عالیمقام نے آراستگی بزم مسرت کا حکم دیا الغرض صحبت عیش
منعقد ہوئی ساقی و مطرب حاضر ہوے دور جام مے ارغوانی چلنے لگا ناچ گانے کا سماں بندھا عین گرمی صحبت مین
امیر نے قمہور کو طلب کیا اور کہا کہ اے قمہور تو کہتا تھا کہ جو کوئی مجھے زیر کرے گا مین اسکی اطاعت قبول کرونگا
اب بتا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا قمہور نے کہا کہ اپنے باپ سے پوچھ لون تو کہون جو کچھ وہ کہے گا اُس پر
عمل کرونگا یہ سنکر امیر نے قمہور کو قید کیا جب کہ اسیر زندان خانۂ مغرب قید تاریکی شب سے نکلکر
در کہ مشرق سے نمودار ہوا نظم

اُٹھے زاہد کی صورت اہل محفل
بڑھانے کو قدم لیکن بمشکل
جو حسن صبح نے پھر منھ دکھایا
گئیں آنکھوں سے نیندیں ہوش آیا

وقت سحر امیر با توقیر آکر دربار مین رونق افروز ہوئے اور ایک دیو امیر کے
سامنے آکر حاضر ہوا امیر نے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے عرض کیا کہ یا امیر میرا نام اورنگ دیو ہے قمہور کو مین نے پرورش
کیا ہے اور اصل مین قمہور آپکا فرزند ہے امیر نے متعجب ہوکے استفسار کیا کہ میرا فرزند کیونکر ہے وہ تو تجھے اپنا باپ
بیان کرتا ہے پس اورنگ نے کہا کہ واقعی اس حال سے نہ آپ آگاہ ہین نہ وہ واقف ہے قمہور نے چونکہ آنکھ
کھولکر اپنے تئین میری آغوش مین پایا اس سبب سے وہ مجھے اپنا باپ خیال کرتا ہے اصل کیفیت اُسکی
یہ ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان نے فرد الفین بن اختم کو زیر کیا اور جمشید و خورشید
طلمانی کو شکست ہوئی تو انھون نے اپنی بہن ملکہ سرو قد گوہر پوش کو نذر امیر کیا تھا اور
پھر بھائی اُسکے جدا کرکے بھاگے اور جانورون پر سوار ہوکے جانب طلسمات چلے گئے تو اُس وقت
گوہر پوش حاملہ تھین اتفاقاً بھائی میرا گورنگ دیو دریاے شور کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا

کریکایک ایک باد مخالف ایسی چلی کہ جہاز اُن کا ٹوٹ گیا جمشید وخورشید اور تمام ساکنین جہاز غرق
بحر فنا ہوے مگر گوہر پوش ایک تختہ پہ بہتی ہوئی کنارے پر آ پہونچی میرے بھائی گورنگ دیو کو گوہر پوش
کے حال زار پر رحم آگیا اور اُسنے خیال کیا کہ یہ عورت اس جگہ پر تن تنہا کیا کر سکے گی یا تو
بھوک پیاس کر خود ہی مر جاے گی یا کوئی جانور درندہ اسے آکر کھا جاوے گا یہ خیال کرکے گورنگ گوہر پوش
کو اٹھا لایا اتفاقات روزگار گوہر پوش گورنگ دیو کے گھر میں آکر بیمار ہوئیں اور اسی علالت میں
قہور پیدا ہوا اور گوہر پوش بقضاے الٰہی فوت ہو گئیں جب وہ مر گئیں تو میں نے اس لڑکے کو اپنے
بھائی سے مانگ لیا اور اسکی پرورش و پرداخت میں معروف ہوا چونکہ میرے باپ کا نام
قہور تھا اس لحاظ سے میں نے نام اُسکا قہور دیو پرور رکھا اور ایک دایہ اسکے واسطے مہیا کی
اور اس دایہ نے اسکو دیونی اور پلنگ وغیرہ کا دودھ پلا کر پرورش کیا جب یہ لڑکا بڑا ہوا
تو بات نہ کر سکتا تھا اور کسی آدمی کی زبان نہیں سمجھتا تھا اور بال اسکے تمام بدن پہ بڑے
بڑے تھے میں اسکو اپنے ہمراہ دادبخش جنی کے آگے لے گیا سیمرغ نے اپنی زبان اُس کے
بدن پر ملی بال اُسکے جسم کے سب گر گئے اور اپنا دودھ قہور کو پلایا قہور کی زبان گویا ہوئی اور
سیمرغ نے مجھسے کہا کہ خبردار اے اورنگ اس طفل کو کبھی کو نہ دینا اور نہ اسکا حال کسی سے بیان کرنا
یہ حمزہ عرب کا فرزند ہے یہ حال سنکر امیر بہت ہی شاد و خرم ہوے قہور کو بلا کر کلمہ طیبہ تعلیم کیا
قہور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا امیر نے قہور کی دعوت کی اور تمام ملک وہاں قہقہہ کا اورنگ دیو کو
عنایت کیا اور برابر کرسی کے قہور کو دست چپ میں جگہ دی اور مجلس عیش آراستہ ہوئی
ایرج نے نقارخانہ اسکندری میں نوبت خوشی کی بجنے کا حکم دیا اور شہر فرنگوشیہ قہور کو
عنایت کیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو وہ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور پریشان ہوکر
بالاے آسمان نمرود کے پاس جا کر اسکے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ اے نمرود میری خطا سے درگذر
کر میں نے اپنے گناہ سے توبہ کی نمرود نے کہا کہ اچھا میں نے تیرے گناہوں کو عفو کیا یہ بتا کہ تو روتا
کیوں ہے زمرد نے کہا کہ اے نمرود نہ روؤں تو کیا کروں میرے لشکر میں قہور ایک ہی پہلوان تھا
کہ مجھے اُسپر بڑا بھروسا تھا آج معلوم ہوا کہ وہ حمزہ کا فرزند ہے حمزہ اُسے کل کے مقابلہ میں باندھ لیگیا
اور اُسے مسلمان کر لیا نمرود زمرد کا ہاتھ پکڑ کے آسمان پر لے گیا اور تخت جواہر نگار پر جو مثمن
ہوا زمرد زیر تخت بیٹھا ہر چند نمرود نے کہا کہ اے زمرد اپنی اصلی جگہ پر بیٹھو زمرد نے یہی کہا کہ اب میں
کسی منھ سے تخت پر بیٹھوں غرض نمرود نے عمرو سے فرمایش کی کہ خواجہ کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع
کیا اور سب شراب گذاری میں مشغول ہوے تھوڑی دیر کے بعد شراب پیتے پیتے پھر رو دیا نمرود نے
کہا کہ اے اب کاہے کی رقت ہے زمرد نے کہا کہ میں اس بات پر روتا ہوں کہ اب حمزہ سے مقابلہ کرنیوالا
کوئی باقی نہ رہا سمندر جادو نے کہا کہ اے زمرد تم مطمئن رہو میں بعنایت خداوندی ان خدا پرستوں سے
مقابلہ کروں گا اور حمزہ کو مع اسکے لشکر کے ماروں گا آخر یہ چالیس ہزار جادوگر میں لایا کس لیے ہوں بختیارک
نے کہا کہ اے سمندر جادو تم کہتے کیا ہو سحر حمزہ کل دنیا کے سحر سے بڑھا ہوا ہے آج پردہ دنیا پر
تو مجھے کوئی مدمقابل حمزہ کا معلوم نہیں ہوتا سمندر نے ہنسکر کہا کہ اے بختیارک میرے ساتھ چالیس ہزار

ساحر مین تیتمر مار مار کے مین ان خدا پرستون کا ناطقہ بند کرونگا بعنایت خداوندی آج ہی لات کو مین یہ کارستانی
کرونگا غرض اب یہان کا تو یہ حال ہے اور بارگاہ حمزہ کی یہ کیفیت ہے کہ امیر با توقیر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے
تھے کہ یکایک چالاک بن عمرو داخل بارگاہ ہوا امیر عالی مقام کو مجرا گاہ سے مجرا کرکے خدمت فیض درجت مین آمد نمرود لعین
کی خبر عرض کی امیر نے فرمایا کہ اچھا یہ تو سُنا نہیں عمرو کا بھی حال کچھ معلوم ہے چالاک نے عرض کیا کہ حضور یہان معلوم ہے
وہ آسمان نمرود پر ہین مین ابھی تو جاکر خبر لاتا ہون امیر نے فرمایا کہ مردانہ باشد بہ ہر چالاک آسمان نمرود
کیجانب روانہ ہوا جب زیر آسمان پہونچا تو دیکھا کہ چند ساحر تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور تخت جانب
آسمان کھنچا چاہتا ہے پس چالاک بھی اپنی صورت تبدیل کرکے شکل جادوگرون کی بنکر اس تخت پر
جا بیٹھا اور بالاے آسمان پہونچ گیا اور قریب عمرو کے جاکر چپکے سے کہا کہ کہو باوا جان کیسے ہو عمرو نے کہا کہ چپکے
رہو اور اپنی فکر کرے ■ فی ہنوز سمندر نے نمرود سے کہا کہ آسمان سے نیچے چلکر نقارہ زمین بجوائیے اور مستعد جنگ
ہوجیے مین ان خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اور جبکہ خدا پرست بیہوش ہو جاوینگے تو شمشیر آبدار سے سب کو
قتل کیجیےگا غرض بفرمایش سمندر جادو لشکر نمرود آسمان سے نیچے اُترا اور طبل جنگی بجوایا جب یہ خبر امیر کو
پہونچی تو لشکر امیر مین بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی اور دونون جانب تیاری ہونے لگی سمندر جادو نے
عمرو سے کہا کہ ای عمرو تو کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا سمندر جادو نے کہا کہ یہی خالی گانا تو ٹھیک نہین
ساقی گری بھی کرو عمرو نے کہا کہ بہت خوب یہ تو میری عین تمنا تھی کہ مین حضور کو اپنی ساقی گری کے کرتب بھی
دکھاؤن کہ شاہون اور شہریارون کی صحبت مین کیونکر ساقی گری کرتے ہین چنانچہ عمرو نے بچالاکی تمام اُلٹ پھیر کرکے
شراب مین دارو بیہوشی ملا دی اور سب حضار محفل کو وہی شراب پلا کر بیہوش کیا اور سمندر کو داخل
زنبیل کرا اور خود بصورت سمندر متشکل ہو کے لوگون کو طلب کیا اب سب کے سب حیران ہوے کہ
ایک سمندر تو بالاے آسمان ہے اور ایک زیر زمین یہ کیا معاملہ ہے عمرو نے کہا کہ تم سب حیران کیون ہوا ابھی اس سے
زیادہ عجیب تر دیکھوگے سب نے سجدہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ لحاف و پارچہ وغیرہ روغن مین تر کرکے آسمانون پر
کی لیجاؤ ان حکم دینا کہ آگ لیجا کر آسمانون مین لگا دو حسب الحکم آسمانون مین آگ لگا دی ایک ہنگامہ عظیم برپا
ہوگیا اُسی ہنگامہ مین چالاک عمرو کو نکال لے گیا جب آگ مشتعل ہوئی تو مردمان آسمان نے یہ تصور کیا کہ یہ
آتش سحر ہے غرض کہ اس شور و غل سے سب جادوگر ہوشیار ہوگئے اور فرعون و نمرود قیطولون کو جلد لیکر
ساحرون کی پشت پر بیٹھکر زمین پر آئے اور زمرد شاہ کو اپنے ساتھ لیکر ساحران سمندر جادو کے شریک ہو کر لشکر
اسلام پر ٹوٹ پڑے سرداران لشکر اسلام بھی فوج کفار پر تلوارین کھینچکر جا پڑے خوب تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم
ہوا جادوگر قتل ہونا شروع ہوے ایرج اور نمرود سے مقابلہ ہوا ایرج نے اُسکو باندھ لیا اور خدمت امیر مین حاضر
کیا فرعون یہ تلاطم دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا تقاتقا الا اللہ پھر بھی لندھور و مالک کو ہمراہ لیے اور اسباب طلسم سب
ساتھ تھا اُسی ہنگامہ مین آپہونچے اور دیکھکر شریک جنگ ہوے اور آتے ہی زمرد شاہ کو گرفتار کرکے خدمت امیر مین
حاضر کیا جمشید اور بلا شور اور زمرد کے چار بھائی جابلقا کیجانب بھاگ گئے اسد نے بیدر کا تعاقب کرکے چار فرسخ
پر جاکے اسکو گرفتار کیا اور خدمت امیر مین حاضر کیا امیر نے دیوالی کیا خوف جان سے اُسنے بکراہ اسلام
قبول کیا اور باقی ساحر جو گرفتار ہوے تھے اُنھون نے قبول اسلام مین انکار کیا امیر نے سب کو سولی دینے
کا حکم دیا اور فرمایا کہ مع لقا تیر باران کرو غرض لقا مع اپنے چارون بھائیون اور اکثر ساحرون کے قتل ہوا اور نمرود بھی تیر باران

کیا گیسا اختیار کہ بھی کسی سمت کو بھاگ گیا لقا بعد اسکے مجلس عیش و نشاط آراستہ ہوئی بعد فراغ جشن سات روز
معروف شکار رہے کہ اس اثنا میں خبر پہونچی کہ نقابدار نے اسباب صاحبقرانی طلب کیا ہے اور واسطے جنگ کے
مقابل لشکر ظفر اثر کے اُترا ہوا ہے کہ اتنے میں عیار نقابدار امیر کے پاس حاضر ہوا اور اسباب صاحبقرانی طلب کیا اور
عرض کیا نقابدار نے آپکو سلام عرض کیا ہے امیر باتوقیر نے جواب دیا کہ جو کوئی مجھپر غالب آئے اسباب اُسکا ہے آخر کار دونو
لشکروں میں طبل جنگ بجا صبحکو نقابدار مرکب سہ چشمی پر سوار باز سفید سایہ کیے ہوے نہایت شان و شوکت سے
میدان میں آیا امیر سے مقابلہ ہوا بعد گفتگو جنگ میں مشغول ہوئے نیزہ بازی و گرزبازی و شمشیربازی جملہ فنون
سپہگری کا رد و بدل ہوا مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخرش کشتی کی نوبت پہونچی دس شبانہ روز کشتی میں معروف رہے
گیارھوین دن دونوں بیہوش ہوکر گر پڑے مگر سر نقابدار پائے امیر پر تھا امیر نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ یا امیر یہ تمہارا فرزند ہے اور وہ صاحبقران ہے تمکو لازم ہے کہ کعبہ کو چلے جاؤ امیر نے قبول کیا
اُدھر نقابدار نے بھی خواب میں دیکھا کہ صاحبقران زمانہ تم ہی ہو مگر بالفعل یہاں سے چلے جاؤ نقابدار نے ہوش میں
آکر اسی وقت کوچ کر دیا امیر بھی بارگاہ میں آئے اور فرمایا کہ میں نے نذر کی تھی کہ بعد لقا کے ملنے جانے کے میں خانہ
کعبہ کو چلا جاؤں گا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مجھکو بادشاہی سے سروکار نہیں ہے لندھور نے کہا کہ میں ہندوستان چلا جاؤں گا
اور عادی اور مقبل و عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ہم ہمراہ رکاب ہیں امیر نے قبول کیا چنانچہ بعد فراغ شکار امیر نے بارگاہ میں
آکر فوراً بدیع الزمان اور نورالدہر کو طلب کیا اور قاسم و سرداران دست چپ کو بھی بلوایا اور وہاں تمام دست راستی نورالدہر
کے پاس گئے ہوے تھے اور کل دست چپی ملک قاسم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب حسب الطلب امیر کوئی نہ آیا تو امیر
آزردہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھکر حرم سرا میں چلے گئے اور ادھر خیمہ نورالدہر میں مجلس آراستہ ہوئی اور ادھر مالک قاسم
اور ایرج نے مجلس آراستہ کی ایرج نے شاپور کو با خفا دست راستیوں میں روانہ کیا کہ جاکر چھپکے سے دیکھ آئے کہ وہ کیا
کر رہے ہیں اور نورالدہر نے چالاک کو دست چپیوں میں روانہ کیا مالک و قاسم بارگاہ ایرج میں بیٹھے ہوے
کہہ رہے تھے کہ بھائیو اب عجیب طرح کی مشکل آپڑی ہے امیر نے یہ فرمایا تھا کہ جب لقا کو قتل کروں گا تو میں خانہ کعبہ
کو چلا جاؤں گا اور دنگل صاحبقرانی جسے مناسب ہوگا اُسے دیتا جاؤں گا اب لقا تو قتل ہو چکا دیکھا چاہیے
کہ کیا انجام ہوتا ہے ہمکو تو نورالدہر اور بدیع الزمان کی برابری بارگاہ امیر میں ناگوار تھی اور وہ چاہتے تھے کہ تم
دست چپیوں پر فوقیت ہے تمام سرداران دست چپ نے کہا کہ مستحق دنگل صاحبقرانی کا ایرج نوجوان ہی ہے ہم انشاءاللہ
کل دنگل صاحبقرانی پر ایرج کو بٹھا دیں گے اور اگر کوئی مزاحم ہوگا تو ہم بھی تلوار میان سے کھینچ یا ماریں گے یا مارے
جائیں گے ایرج نے کہا کہ اچھا تم سب اگر اپنے ارادہ میں سچے ہو تو مصحف ابراہیمی کو لا کر قسم کھاؤ سب دست چپیوں نے
مصحف ابراہیمی لا کر قسم کھائی چالاک نے نورالدہر سے کل واقعہ بیان کیا کہ خیمہ ایرج میں یہ مشورہ قرار پایا ہے دست
راستیوں نے یہ سنکر کہا کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ سوا نورالدہر کے دنگل صاحبقرانی پر کسی اور کو بٹھائے مستحق اس منصب
جلیل کا نورالدہر عالیشان ہے کیونکہ انھوں نے لقا کو گرفتار کیا ہے نورالدہر نے کہا کہ پھر اگر تم بھی صادق القول ہو تو مصحف
ابراہیمی لاکر سب لوگ قسم کھاؤ جملہ دست راستیوں نے مصحف ابراہیمی لاکر حلف کی جب یہاں بھی قسم و اقسام ہو چکی تو
شاپور نے جاکر یہ خبر ایرج کو دی ایرج نے عمرو کو بلا کر کہا کہ اے خواجہ میں چالیس ہزار جوان تعینات کروں گا اگر کل نورالدہر
کو صندلی امیر پر نہ بیٹھنے دو اور بعد اُسکے شاہ سلیمان کو بلا کر کہا کہ کل لشکر اسلام میں ایک ہمہ خون خنجر برس جائے گا اور بڑا جدال
و قتال ہوگا نورالدہر کا یہ خیال ہے کہ دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوں اگرچہ انھیں کوئی استحقاق نہیں ہے مستحق اس منصب کا میں ہوں یعنی ایرج

مطلع کر دیا میرے ہوتے صندلی امیر پر وہ نہیں بیٹھ سکتا ہے میں آپ کو چالیس ہزار طومان دوں گا آپ جاکر نورالدہر کو
سمجھا دیجئے کہ وہ اس ارادہ سے باز رہیں یہ سنکے شاہ سلیمان نورالدہر کے پاس آئے ہنوز کچھ کہنے نپائے
تھے کہ نورالدہر نے بھی ایسا ہی کچھ کہا شاہ سلیمان حیران ہو کر خدمت امیر میں حاضر ہوئے
اور امیر اُس وقت صنوبر بانو خواہر طہماس کے تفکر میں تھے غرض شاہ سلیمان نے امیر کو متفکر پاکر
پوچھا کہ کیوں حضور اسقدر آپ متردد کیوں ہیں امیر نے فرمایا کہ جبکہ لقا تو مارا جا چکا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ
میں کل ممالک کو اپنے فرزندوں پر بالمساوات تقسیم کر دوں کہ کسی کو کسی سے جلنے پر خاش باقی نہ
رہے اور خود خانۂ کعبہ کو چلا جاؤں مگر فکر اسکی ہے کہ صندلی اپنی کسے دوں یہ سنکے عمرو نے کل حکایت
قسم واقسام دست راستیوں اور دست چپوں کی خدمت امیر میں گذارش کی سلیمان شاہ نے
کہا کہ واقعی حضور یہ کل واقعہ سچ ہے ضرور بالضرور کل باہم لشکر اسلام میں بڑی گھنگھور کی تلوار چلے گی امیر
یہ سنکر بہت متغص ہوئے اور فرمایا کہ خیر ہم سوچیں گے کہ اس معاملہ میں صلاح وقت کیا ہے غرض
سلیمان اور عمرو رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمہ میں آئے تمام متفکر کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے غرض صبح کو امیر
بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے سوائے بادشاہ اور کسی کو نہ پایا پوچھا کہ آج کیا سبب ہے جو کوئی سردار نہیں
آیا بادشاہ نے کہا کہ دست راستی اور دست چپی کل سے نورالدہر اور ایرج کے خیمہ میں جمع ہیں
ہر ایک اپنی اپنی جگہ تن رہا ہے امیر نے یہ سنکر سلیمان شاہ کو بھیجا کہ تم بزرگ آدمی ہو دونوں کو سمجھا کر
لے آؤ ایرج نوجوان معیت قاسم و علمشاہ و تیمور و عجیل و سلیمان ثانی و حارث بن سعد و
تورج و مرزبان و مرزنگ و مالک و ابراہیم بن مالک وغیرہ حاضر ہوئے اور اپنی
اپنی جگہ پر متمکن ہوئے اور شاہزادہ نورالدہر معیت بدیع الزمان اور لندہور و عمرو و اسکندر و فرخ لقا
و اسد و داراب و غضنفر و عین الزمان و نورالزمان و مظفر و علقمہ اور ابوالفتح وغیرہ کے آکر
مسلح و مکمل اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے امیر نے نہایت اعزاز و احترام سے سب کو بٹھایا اور فرمایا
کہ جو مجھکو دوست رکھتا ہے اُس کو چاہیے کہ اپنے ہتھیار رکھدے غرض کہ سب نے اپنے اپنے ہتھیار
علیحدہ کر دیے مجلس آراستہ ہوئی عمرو نے گانا شروع کیا شاپور شیر دل دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا
تھا چالاک بن عمرو نے جو شاپور کو در بارگاہ پر دیکھا کہ اپنے ہمراہیوں معیت پاسبانی کر رہا ہے تو چالاک بھی
اپنے ہمراہیوں سمیت سامنے شاپور کے کھڑا ہو گیا شاپور نے کہا کہ او چالاک تو میری برابری پر
مرا جاتا ہے یہ نہیں جانتا کہ میری تیری کیا برابری ہے اگر ایرج بجائے امیر بیٹھے گا تو میں
بجائے عمرو کے متمکن ہوں گا چالاک نے کہا کہ او بے ادب کیا بکتا ہے شاہ جوانان نورالدہر عالیجاہ
کے سوا اور کوئی بھی امیر کی جگہ پر متمکن ہو سکتا ہے شاپور نے کہا کہ او نالائق خاموش رہ
چالاک نے کہا کہ تو چپ رہ شاپور نے کہا کہ معلوم ہوا اب تیری شامت ہی آگئی ہے چالاک نے
کہا کہ معلوم ہوا تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے شاپور نے کہا کہ خیر اگر قضا کھیل رہی ہے تو لے یہ کہکر
ایک پتھر چالاک کے شانے پر کھینچ مارا چالاک نے بھی ایک پتھر اُٹھا کر شاپور کی پیشانی پر کھینچ مارا
اسکا شانہ تو تمام اسکا سر پھوٹا ایک غل غپاڑا مچ گیا امیر نے یہ شور و شغب سنکر پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو تو عادی
کیا ہنگامہ بپا ہوا ہے عادی بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ چالاک اور شاپور میں پتھر چل رہے ہیں عادی نے

منع کیا اور کہا کہ ارے بے ادبو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے نہ پاس امیر نہ خیال بادشاہ جاؤ اپنی اپنی جگہ جا کر
بیٹھو یہ سنکر چالاک نے ایک پتھر اٹھا کے عادی کے سر پر دے مارا کہ ایک چھپیلتا سا زخم آیا عادی ہائے
ہائے کرتا ہوا پیچھے ہٹا شاپور نے ایک پتھر عادی کے پیٹ پر رسید کیا عادی وہاں سے بھاگ کر بارگاہ
امیر میں آئے اور عرض کیا کہ حضور وہاں تو کوئی سنتا ہی نہیں ڈھیلا پتھر چل رہا ہے ایک دو پتھر میرے
مار دیئے آخر میں بھاگ آیا امیر نے عمرو سے ارشاد کیا کہ خواجہ جاؤ ان سب مردودوں کو پکڑ لاؤ جب
سب عیار حاضر ہوئے تو امیر نے فرمایا کہ برب کعبہ میں ان میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا
عمرو نے جا کر اشارہ سے کہا کہ ارے بھاگو حمزہ عالی شان قسم کھا چکے ہیں وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیں گے
سب تو ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے مگر عمرو نے شاپور شیر دل اور چالاک کو پکڑ کے اس لیے
حاضر کر دیا کہ امیر کو یہ خیال نہ گذرے کہ عمرو نے اپنے لڑکوں کی حجت سے سب کو بھگا دیا امیر نے جلاد کو
طلب کر کے حکم دیا کہ پہلے ان دونوں کی گردن زدنی کرو کہ یہی بانی فساد ہیں بعد اسکے سمجھا جائیگا چالاک
اور شاپور میں اب اسوقت بھی منازعت شروع ہوئی چالاک نے کہا کہ رہ مردود پہلے تو ہی مارا جائیگا
شاپور نے کہا یہ بھی غنیمت ہے پہلے تیرے ہی ٹکڑے اڑائے جائیں گے یہ سنکر چالاک نے ایک گیند شاپور
پر کھینچ مارا شاپور نے چوٹ اسکی خالی دیکر ایک پتھر چالاک پر دے مارا امیر یہ ماجرا دیکھکر اور زیادہ مغضب
ہوئے اور تیغہ عقرب سلیمانی لے کر خود کھڑے ہوگئے کہ میں خود اپنے ہاتھ سے انھیں ماروں گا امیر کے اٹھنے سے
ایرج اور نور الدہر دونوں کو یقین ہو گیا کہ اب چالاک اور شاپور نہ بچیں گے ایرج نے عمرو کی طرف
دیکھ کر اشارہ سے کہا کہ دس ہزار تومان دوں گا اگر تم شاپور کو رہا کرا دو یہ اشارہ پا کر عمرو نے نور الدہر کی جانب
دیکھکر اشارہ سے کہا کہ کہو شہزادہ تم کیا کہتے ہو نور الدہر نے بھی اشارہ کیا کہ خواجہ میں دس ہزار تومان
دوں گا اگر چالاک بچ جائے عمرو نے ان دونوں سے یہ اقرار کر کے لندھور کی طرف اشارہ کیا کہ اے رستم زمان
اٹھیے اور اس آتش غضب کو بجھایئے لندھور نے اشارہ سے کہا کہ تم آگے بڑھکر سفارش کرو پھر ہم
سمجھ لیں گے عمرو تو پہلے ہی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جو کچھ ایرج و نور الدہر سے ملا ہے وہ تو لے ہی لیں ہم
انکو زر منت کر کے چھڑا ہی لیں گے غرض عمرو نے امیر سے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت یوں تو آپکو
اختیار ہے آپ مالک ہیں جان و مال گوشت پوست سب آپ ہی کا ہے مگر اب یہی دو شیر میرے باقی ہیں یہ
عمرو کے اتنا کہتے ہی سعد بادشاہ نے کہا کہ یا امیر اب انکی خطا معاف کیجیے عمرو کی پیری کے یہی دو
سہارے ہیں امیر بادشاہ کی سفارش سے ساکت ہوئے اور تیغ کو میان میں رکھ لیا عمرو نے
دونوں کو خلاص کیا شاہ سعد تخت سے نیچے اتر آئے اور امیر سے کہا کہ ابھی آپ لشکر میں موجود ہیں تو یہ
کیفیت ہے کہ میری حقیقت کوئی نہیں سمجھتا اور سب لوگ ایک دوسرے کی خونریزی پر آمادہ ہیں بعد آپ کے
تشریف لیجانے کے میری کیا قدر جانیں گے امیر نے ہر چند شاہ کو تکلیف سلطنت دی مگر شاہ نے قبول نہ کیا
آخر امیر نے حارث بن سعد کو تخت پر بٹھایا اور سلطان سعد سے بھی کہا گیا تھا مگر انھوں نے منظور نہیں کیا
آخر الامر سکہ بنام حارث جاری کیا گیا بعدہ امیر نے لندھور سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ خیر یہ تو معلوم ہو صاف
صاف کہو کہ آخر یہ جنگ و جدل کس امر پر لندھور نے کہا کہ امیر اور امیر کی جگہ پر یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ چہ خوش ابھی
تو نے کچھ کہا نہ سنا یہ سب خواہ مخواہ اپنی اپنی جگہ پر کٹے مرتے ہیں ان لوگوں کو ان امور میں کیا مداخلت ہے

جسے چاہین گے ہم حاکم کرین گے جسے چاہین گے محکوم کرین گے آخر یہ ہین کون یہ سنکر ایرج اور نورالدہر ناراض ہوکر
امیر کی آنکھ بچاکر بارگاہ سے اُٹھ آئے اور نورالدہر نے ایرج کیطرف دیکھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور ایرج نے بھی
نورالدہر کو دیکھکر دست بقبضہ کیا کہ اتنی دیر مین چالاک اور شاپور بھی بارگاہ سے باہر آئے شاپور ایرج کو ایرج کے
خیمے مین لے گیا چالاک نورالدہر کو انکے خیمہ مین لے گیا سب دستہچی بارگاہ ایرج مین اور کل دست راستی
بارگاہ نورالدہر مین آکر جمع ہوئے اب جو امیر نے مڑکر دیکھا تو کسی کو نہ پایا سمجھے کہ سب جھنجلا کر اُٹھ گئے
اور ایرج و نورالدہر مین قرار واقعی تو چاتی ہو گئی ہے اور ضرور لڑائی ہو گی یہ سوچکر عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر
ایرج اور نورالدہر کو سمجھاؤ اور منع کرو کہ یہ کیا واہیات حرکات ہین افعال امیر مین تمہین کیا داخلت ہے جسے
چاہین گے وہ حاکم کرین گے جسے چاہین گے محکوم کرین گے یہ خودرائی اور خودسری تمنے کیون اختیار کی ہے اسکا انجام اچھا
نہین ہے عمرو نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ سنکر بارگاہ امیر سے اُٹھکر پہلے نورالدہر کے پاس آئے دیکھا کہ نورالدہر بیٹھے
ہوئے رو رہے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون شہزادہ روتے کیون ہو نورالدہر نے کہا کہ مین ایرج کے واسطے
روتا ہون کہ کل وہ بابت دنگل صاحبقرانی کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عمرو نے ہرچند فہمایش کی مگر نورالدہر نے
ایک ساعت نہ کی مجبور ہوکر خواجہ ایرج کے پاس آئے ایرج کو بھی اُسی طرح روتے ہوئے دیکھا خواجہ نے
سبب گریہ دریافت کیا ایرج نے بھی مثل نورالدہر کے جواب دیا خواجہ نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر کچھ اثر پذیر
نہوا مجبور ہوکر خدمت امیر مین حاضر ہوکر عرض حال کیا امیر نے دونون کو اپنے پاس طلب کرکے ارشاد فرمایا
کہ اے یارو کیون آپس مین اسقدر جنگ وجدل کرتے ہو اور کیون خواہ مخواہ لڑتے ہو تم دونون یہ نہین خیال
کرتے کہ ہمنے کس محنت وجانکاہی سے دین اسلام کو رواج دیا اور کس محنت و مشقت سے ان ممالک کو مسخر کیا
اور کن مشکلون مین ان کفار ستم شعار کو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور تم ہماری اس محنت کو یون ضائع کیا
چاہتے ہو اور ساری میری مشقت کو خاک مین ملانے کی فکر کرتے ہو یہ کیا خیال خام ہے اس ہنگامہ اور فساد سے
درگذرو اور باہمی مصالحت سے کام لو یہ سنکر مالک نے کہا یا امیر مناسب یہ ہے کہ آپ مکہ معظمہ جاتے وقت جسکو مناسب
جانیئے اُسکو اپنی جگہ پر بٹھاتے جایئے امیر نے کہا کہ ہان انشاء اللہ ایسا ہی کیا جائیگا مالک اور پہلوان عادی
و خواجہ عمرو و مقبل کو امیر نے اپنی ہمراہی کے لیے مقرر کیا اور تقسیم ممالک کیجانب متوجہ ہوئے ہرچند
ان سب لوگون نے بھی ہمراہی مین اصرار کیا مگر امیر نے انکار کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے خواجہ بعد میرے
جانے کے آخر مین غوغائے عظیم پیدا ہوگا بہتر یہ ہے کہ ابھی آپ یہین تشریف رکھیے یہ کہکر تقسیم ممالک شروع
کی ظلمات سکندر فرخ لقا کو عنایت کیا خزانہ و دفینہ رضوان شاہ کو مرحمت ہوا دشت کافور اور بیابان شاق
اسکندر کو دیا اور دشت جان اور نہ طاق سکندری و قمرپہ تیمور کو دیا اور عشقلی آباد اور مربع حصار اور درہ
محکم حصار ایرج کو اور زرتاشیہ دخوانیہ و سعدانیہ و لالانیہ و شعالیہ و نیل کوہ و مراد کوہ قاسم کو
عنایت کیا اور علمشاہ و جمشید بن قباد کو ملک زنگ مرحمت کیا اور زرین لقا اور چشمہ کلنگان اور نوشاباد
و شتری حصار و دیبا حصار اور نقرہ حصار اور خضران کو نورالدہر کو اور بندر باختر و سنجان و قلعہ
حرمان اور قلعہ قرامان اور درہ خونریز شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور ہاشم کو زردیہ اور
دربند سیاکی مثال جالندریہ وغیرہ کے دیا اور سیقولیہ اور بارگاہ دارابیہ و شہر حشمت خورشید کو عطا
کیا اور کشوریہ و دہشت دربند باختر اور رومانیہ تورج کو مرحمت کیا اور کشوریہ داراب کشورکشا کو

اور سائل سعد بن عمرو کو اور سماک اور طلمان شاہ سلیمان کو اور کل ملک ترکستان سعد بادشاہ کو عنایت کیا
اور حارث بن سعد کو ایران کی جانب جانیکا ایما کیا اُنھون نے انکار کیا اور عرض کیا کہ میری موت زیست
نورالدہر کے ساتھ ہے مین کسی وقت اور کسی حالت مین نورالدہر سے جدا نہین ہو سکتا اور تمام
زمین بربر اور کوہ کرکرہ اور منزل درہ مغرب کرب کو مرحمت کیا اور یونان و مصر عمرو بن حمزہ یونانی کو دیا اور
جزیرہ قندق بدر بن زلازل یک چشمی کو عنایت کیا غرضکہ ہر ایک مستحق اور ذی حق پر از روے
عدل و انصاف جیسا مناسب معلوم ہوا کل ممالک کو تقسیم کر دیا عمرو نے پوچھا کہ ایرج و نورالدہر
کہان رہین گے آیا اپنے اپنے مقامات پر رہین گے یا اُن مین سے کسی ایک کو ڈنگل صاحبقرانی عنایت
کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ اگر اب کوئی وقت باقی ہو تو یہی ہو مین سخت حیران ہون کہ ان دونون مین کسے ترجیح دون
اگر ایرج نہوتا تو نورالدہر کو دیتا اور نورالدہر نہوتا تو ایرج کو دیتا اب دونون کی موجودگی مین کچھ ذہن مین
نہین آتا کیا کرون ابھی کوئی فیصلہ نہوا تھا اور کوئی بات قرار نہین پائی تھی کہ قریشہ سلطان و آسمان پری مع
ملکہ عالم آرا بانو و ایک لقا بدار ہمراہ اُن کے خدمت امیر مین آئین امیر نے لقا بدار کا حال پوچھا
آسمان پری نے کہا کہ دختر قاسم ملکہ خورشید چہر ہے جو کہ بطن دردانہ پری سے پیدا ہوئی تھی جسکا عشق
کوچک باختر مین ہوا غرض کہ سات روز تک کل انصرام امیر نے موقوف رکھا اور شادی قریشہ سلطان
کی سلیمان ثانی کے ساتھ جو کہ فرزند عجیل کے ہین کر دی اور عالم آرا ہمشیرہ دختر عجیل و نورالدہر کا ایرج کے
ساتھ منعقد کیا اور خورشید چہر کو نورالدہر کے ساتھ منسوب کیا غرض کہ ہر ایک کی شادی بیاہ سے فراغت پا کے
مقدمہ صندلی مین امیر کو بہت تفکر ہوا اور خلوت مین بیٹھ کر آب دیدہ ہوے آسمان پری نے سبب گریہ
استفسار کیا امیر نے فرمایا کہ مین صندلی کے مقدمہ مین بہت متفکر ہون ملک تو کل تقسیم کر دیے اب اسے
کس کے پالے نام کرون ایرج و نورالدہر دونون اس بات پر منازعت کرتے ہین نورالدہر چاہتے
ہین کہ مجھے ملے ایرج کی خواہش ہو کہ مجھے ملے اور میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کہ کسے ترجیح دون انجام
یہ ہونا معلوم ہوتا ہو کہ ایرج و نورالدہر مین خوب کشت خون ہوگا آسمان پری نے کہا کہ آپ اسقدر
فکرمند کیون ہین مین ایسی سہل سی ترکیب بتلائے دیتی ہون کہ کسی کو جاے گفت باقی نہ رہے اور یہ منازعت
برطرف ہو جاے امیر نے پوچھا کہ وہ کیا ترکیب ہو آسمان پری نے کہا کہ صندلی کو طلسم آصف بن
برخیا مین ڈال دیجیے اور کہہ دیجیے کہ جو کوئی اُس طلسم کو توڑے گا وہی صندلی کا مالک ہوگا امیر کو یہ راے
بہت پسند آئی اور خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ مقدمہ صندلی کا تو طے ہو گیا اب تم اپنی جگہ کی نسبت کیا
کہتے ہو عمرو نے کہا کہ حضور میرے یراق عیاری و کرسی ہدہد کا وہی شخص مالک ہوگا جو میرے فرزندون کے
خون کا عوض بلا شور سے لے اور اُسے قتل کرے یہ کہکر اسباب اپنا مع زنبیل و دروازہ سائل
بر آویزان کرا کے قران کے سپرد کیا بعد ازان آسمان پری نے صندلی امیر و طبل سکندر و علم اژدہا پیکر
وغیرہ کو اُٹھوا کر اپنے ہمراہ لیا اور روانہ ہو گئین اور اپنے مقام پر پہونچکر اس سب اثاثہ صاحبقرانی کو
طلسم مین ڈلوا دیا بعد ازان امیر با توقیر سب سے رخصت ہو کر اور خواجہ عمرو اور عادی و مالک و مقبل
وغیرہ کو ہمراہ لیکر بیابان قضا و قدر کی راہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے اور سعد ترکستان کیطرف تشریف لیگئے
بعد جانے امیر کے سرداروں نے بارگاہ شاہی مین جا بجا قرار لیا ایرج نے کہا کہ اب مقدمہ صندلی امیر

باقی تھا وہ بھی طے ہو گیا جو طلسم کشائی کرے گا وہی مالک ہوگا نور الدہر نے کہا ہاں واقعی اب کوئی نزاع نہیں ہے جو طلسم کشائی کرے وہی مالک ہو غرض لشکر اسلام میں ہر ایک نے اپنا ساز و سامان درست کیا اب ان سب کو تو یہیں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان وداع امیر و لندھور اور کچھ حال ہندوستان کا ملاحظہ کیجیے

جگر کو تھام کے میں بزم یار سے اٹھا
ترا ستم جو ذرا اک روزگار سے اٹھا
شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اٹھا
تمہارے جھوٹ نے بے اعتبار سب کیا
حجاب کب نگہ شرمسار سے اٹھا
کسی نے پائے حنائی جو ناز سے رکھا
میں اپنے ہاتھوں کو ملتا مزار سے اٹھا
ترے ہی ہاتھ سے دو پھول جھڑ کو چنکر

ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اٹھا
ہوا نہ پھر کہیں روشن یہ رشک تو دیکھو
جگر میں درد بڑے انتظار سے اٹھا
ہمارے خط میں وہ مضمون ہر گئی تھا
کہ جیسے ایک سے اٹھا ہزار سے اٹھا
ترس ہے تجھ شرر کی کہ انگلیاں اٹھیں
بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اٹھا
پھپھولا کہ اگر اٹھکے قدم وہ کیوں چلتے
یہ داغ کب دل امیدوار سے اٹھا

ہمارے دل نے وہ تمنا اٹھایا ظالم
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اٹھا
ہوا ہے خون کے چھینٹوں سے پیرہن گلزار
کہ ایک حرف نہ اس گلعذار سے کم اٹھا
گلہ رقیب کا سنکر جھپکی رہیں آنکھیں
وہ ابر رحمت پروردگار سے اٹھا
رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
مگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اٹھا

رہروان منازل خوش بیانی بیاجان اقلیم سخندانی ناظمان کشور فصاحت و چمن پیرایان گلزار بلاغت شاہد دعا سے گلے مل کے یون حرف رخصت مطالب زبان پر لاتے ہین اور درشاہوار مضمون کو جلوہ گاہ بیان مین لاکر اس طرح زیب گوش سامعین فرماتے ہین کہ جب امیر کشورگیر جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تو لندھور نے لشکر مین خود رونق دیکھا ہندوستان جانے کا عزم کیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ داغ مفارقت حمزہ صاحبقران نے ایسا دل پر اثر کیا ہے کہ مجھ مین طاقت دوستی دوست راستیون اور دشمنی دست چیپون کی باقی نہین رہی یہ کہکر آب دیدہ ہوئے اور اسی وقت بادشاہ سے رخصت ہوکر کشتی مین سوار ہوکے جانب ہندوستان روانہ ہوئے اب عنان خامہ عنبرین شمامہ جانب تحریر حال ہندوستان منعطف ہوتی ہے اور شمہ حال سواد ہند معرض بیان مین آتا ہے کہ لندھور نے جیپور ہندی کو بادشاہ ہند کیا تھا وہ ہر سال خراج خسرو ہند کو بھیجا رہتا تھا ایک روز محل مین دختر لندھور شیرین دخت کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور بہت سا روپیہ بطریق رشوت خواجہ عمرو کے پاس بھیجا کہ لندھور کو راضی کرکے شیرین دخت کی شادی میرے ساتھ کرا دیجیے چنانچہ خواجہ عمرو نے لندھور کو راضی کیا کہ اے خسرو ہند اگر عقد پر رضامند نہوگے تو جیپور کہ بیمار عشق شیرین دخت مین ہلاک ہوجائے گا چنانچہ لندھور نے جیپور کو شیرین دخت کے ساتھ منعقد کیا اس سے لڑکا پیدا ہوا کہ نام اسکا قہور بن جیپور رکھا گیا اور جبرائیل خان لقب اسکا مشتہر ہوا وہ نواسہ رستم ہند یعنے لندھور کا پسر جیپور ہندی قہور نامی جو کہ بطن شیرین دخت سے پیدا ہوا تھا وہ عمر چار دہ سالگی پہونچا سولہ من کا گرز بار رکھتا تھا ایک روز شکار کی جانب متوجہ ہوا اور اسکا گذر ایک دشت پر بہار رشک لالہ زار مین ہوا شکار کھیلتے کھیلتے اتفاقاً قہور ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا اس پہاڑ سے ایک پیرمرد کی آواز سنائی دی قہور نے جو جاکر دیکھا تو اس پہاڑ مین ایک نشیب ہے اور اس نشیب مین ایک پیرمرد بیٹھا ہوا ہے وہان ہی قہور بہت دوڑ کر اس نشیب مین اتر گیا

اب جو جا کر دیکھا کہ اُس نشیب مین ایک باغ لگا ہوا ہی سبحان اللہ باغ ہی یا نمونہ بہشت برین بہت ہرا بھرا و بلبل و گل کی ترانیان طوطی و قمری کی خوش بیانیان ہواے سرد و عطر آگین کا چلنا باد صبا کا مچلنا اُس باغ کی خود بہار عاشق زار و گلہاے رنگا رنگ سے مثل ارژنگ مانی اسین نقش و نگار ہر نخل نشۂ جوانی مین سرشار شبنم مین شراب ارغوانی کا لطف اظہار افسر گل تاج کاؤس گلبن ہر ایک نخل چتر طاؤس گلستان مین ہر گل مالک زر ہر تیا زبان شکر داور عطر سے بڑھ کے یاسمین کی بو غنچون مین نافہ ختن کی بو ابیات

ایسی روشین تھین صاف ہموار
خوبان جہان کی انجمن تھا
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
پر نور بسان برج مہتاب

خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
جلوہ بہ مصدر کا عیان تھا
جس طرح سے قصرہاے جنت

وہ تازہ چمن مین اک چمن تھا
کیا حسن فروش کا روان تھا
آراستہ سب مکان نایاب

وسط باغ مین ایک چبوترہ بنا ہوا تھا اور اُس پر ایک تخت بچھا ہوا تھا اور بالاے تخت ایک بت طلائی رکھا ہوا تھا اور ایک مرد پیر اُس بت کے پاس بیٹھا رو رہا تھا قمہور اُس بت کے قریب گیا اور اُس بڈھے کو بلا کر سبب گریہ استفسار کیا اور حقیقت اس بت کی دریافت کی اُس پیر نے کہا کہ مجھے آج پچاس برس کا زمانہ ہوا کہ مین بخوف لندھور بھاگ کر اس پہاڑ مین چھپ رہا ہون اور یہ بت میرا معبود ہے اسی کے حکم سے مین رزق بھی پاتا ہون جبرائیل نے کہا کہ مین نبیرۂ لندھور ہون جلد مسلمان ہو پیر نے کہا کہ مین ہرگز مسلمان نہونگا جبرائیل نے چاہا کہ اُسے قتل کرے کہ بت کے اندر ابلیس بیٹھا ہوا تھا اُس نے آواز دی کہ اے جوان ای قمہور مجھے سجدہ کر اور مجھ پر ایمان لا کہ مین تجھے تمام عالم کا بادشاہ اور حاکم کر دونگا اور دیکھ کہ تیرے بزرگ بھی بت پرست تھے قمہور نے جو بت کی آواز سنی ابلیس کے فریب مین آگیا اور دیکھا کہ پیر نے سجدہ کیا قمہور نے بھی سجدہ کیا کافر ہوگیا اور پیر سے کہا کہ تو اسی جگہ رہ بعد دو روز کے مین تیرے پاس آؤنگا اور سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر سے کہا کہ مجھے ایک فکر درپیش ہی سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپکے مطیع و فرمان بردار جان نثاری مین حاضر ہین یہ اپنے باپ جیپور کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ مین شکار مرزہ پر جاتا ہون اور اپنا نام جبرائیل خان رکھا جیپور نے کہا کہ جان پدر مطلب تمھارا کیا ہی کہا ملک گیری جیپور نے کہا کہ اگر خواہش سلطنت ہے تو مین تجکو بادشاہ کیے دیتا ہون القصہ جیپور نے اسے بادشاہ کیا اور سکہ بنام جبرائیل شاہ جاری کر دیا ایک روز وہ ملعون اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ آبا و اجداد ہمارے بت پرست تھے میرے بھی دل مین یہی خیال آیا کہ بت پرستی اختیار کرون اور مسلمانون سے جدال و قتال کرون جیپور نے ہر چند تعریف خدا بیان کی اور بت پرستی سے منع کیا اُس نے نمانا اور کہا کہ اے پدر تو بھی بت کو سجدہ کر جیپور نے لعن و طعن کی مگر قمہور کے دل سے زنگ کفر دور نہ ہوا اور ایک آدمی اُس پیر کے پاس روانہ کیا وہ اُس پیر کو لایا جبرائیل شاہ بہت عزت و احترام سے اُس سے پیش آیا اب یہ خبر عالم مین مشہور ہوئی القصہ دو برس مین ساٹھ ہزار بت پرست جمع ہوے جیپور نے کہا کہ جان پدر جو بت پرست ہونے وہ ہوے اور جنھون نے یہ طریقہ اختیار نہین کیا اُنسے کچھ مزاحمت نکر دُاس کافر نے کہا کل مین اسکا جواب دونگا شب کو گھر مین آیا جیپور اپنی بی بی کے ساتھ سو رہا تھا اُس حرامزادے نے سر جیپور کا کاٹ ڈالا صبح کو سر جیپور کا طشت طلا مین سے کر

بارگاہ مین آیا لوگ یہ حال دیکھکر لرزنے لگے کسی کی مجال بوجہ خوف کے یہ نہوئی کہ کچھ حال دریافت کرے قہور نے کہا کہ ایا انا س تم مین سے جو بت کو سجدہ نہ کرے گا مین اُسے قتل کرون گا کیونکہ کوئی باپ سے زیادہ مجھے عزیز نہین تھا. القصہ ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا اور مسجدون کو ویران کردیا شوالے برپا ہوئے اب اُس نے قصد کیا کہ لشکر اسلام پہ چڑھائی کرے کہ اس اثنا مین لندھور کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی جبرائل شاہ نے کہا کل عریضہ لکھونگا اور غنیمت وتحفہ لندھور کے واسطے بھیجا اور شب کو جاکر لشکر لندھور پہ شبخون مارا اور لندھور کو گرفتار کرلیا اور آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین اور لاکر قلعہ سرانڈیپ مین قید کیا اور سوائے الیاس کے کوئی لندھور کے پاس نہین جاسکتا تھا انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لاہوت غول کے سماعت فرمایے نظم

پھنسی ہوئی ہی یہ گردن بتونکے پھندون مین
پھنسا ہوا ہی یہ دن رات عمر کے دھندون مین
اُڑا جو پیکے خط شوق ہوگیا عنقا
پھنسا ہی ایک یہ نخچیر دو کمندون مین
نکال لیتے ہین رو رو کے ہم بھی دل کا بخار
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سربلندون مین

چھیڑا دے کوئی ہو اختلاط کے بندون مین
اُسی سے ہوتے ہین انداز بے نیازی کے
وہ تیز رو ہی یہ کچھ تو مزا ہے رندون مین
خدا کا ذکر تو اُس بت کے سامنے کرتے
جو بیٹھ جاتے ہین دو چار درد مندون مین
رہی ہی داغ محبت مین تھوڑی بینائی

جنون کی خانہ خرابی سے اب کہان فرصت
جو ہی قدیم تمھارے نیاز مندون مین
نکل کے جائے کہان اب اسیر زلفونسے
مگر وہ ایک ہی کافر ہی خود پسندون مین
چڑھ جائے نیزہ پہ سر میرا کا مگر قاتل
یہ منہ دکھانے کے قابل ہی درد مندون مین

راویان شیرین کلام اس داستان نمکین کو بہ ہوشیاری خامہ عجائب نگاریون رقم فرماتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری کو تارک غول نے خبر دی تھی کہ جب تو بیشہ تنگرگ مین غولون سے لڑا تھا مردان مادہ غولان کو پکڑ لایا تھا بعد مدت کے دختر بیتالک غول اور سروایہ غول کے بطن سے لڑکے پیدا ہوے ہین پسر زمرد شاہ مانند عقیق سُرخ کے اور آنکھین سبز اور منہ سفید اور پسر بختک زرد چشم منہ سفید و سیاہ تھا زمرد شاہ کے ہاتھ کی انگوٹھی اُس کی ماں کے ہاتھ مین تھی کہ اُسے زمرد شاہ نے دی تھی اپنے پسر لاہوت کے ہاتھ مین پہنائی تھی اور پسر بختک کا بختگان وبختگان نام تھا دونون ایک ہی جگہ رہتے تھے جب چار برس کے ہوے تو ایک روز لاہوت بختگان کے کہنے سے اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ مین غول کی صورت ہون اس کا باعث کیا ہی اُس نے کہا کہ پسر زمرد شاہ ہی باپ تیرا خداوند باختر یہ سُنکر اُس نے کہا کہ مین غولون مین نہین رہونگا اپنے باپ کی خدمت مین جاؤنگا اسکی ماں نے کہا کہ تیرے باپ کو خدا پرستون نے قتل کر ڈالا لاہوت نے کہا کہ مین جاکر اپنے باپ کے خون کا عوض لونگا چنانچہ ماں نے سب سامان زمرد شاہ کا مثل انگشتری وتاج وغیرہ لاہوت کو دیا اور رخصت کیا بختگان تو اس کا رفیق تھا اور ہر وقت اسکی رفاقت مین رہتا تھا یہ بھی اسکے ہمراہ ہوا جب کہ لاہوت زمرد شاہ کی طرف چلا ابلیس بشکل پیر مرد اسکے سامنے آیا اور کہا کہ ای لاہوت جلد جا اور اپنے باپ کی جگہ خداوند ہو اور بختگان کو شیطان بناکہ یہ کبود چشم ہی اور ایک یہ روایت ہی کہ بختیارک بھاگ کر یہان آیا ہی وہ بھی ان کے ہمراہ ہی لیکن ابلیس نے ان سے کہا کہ میرے دو فرزند ہین ایک کا نام

کناس ہے اور دوسرے کا خناس جب تو انکو پکارے گا کہ داہنی جانب سے جواب دیگا اور جب کہ تو خناس کو پکارے گا تو بائین جانب سے جواب دے گا اور یہ دونون تیری خدائی کو قائم کرین گے اور رونق دین گے پس یہ جو تاریکی کہ دور سے معلوم ہوتی ہے جاننا چاہیے کہ ایک کاروان سوداگرون کا کشتی پر آئیگا تو پہلے جا اور فلان وقت ایک نہنگ پیدا ہوگا تو اس سے سوال سجدہ کرنا چنانچہ لاہوت دونون شیطانون کو ہمراہ لیکر کنارہ کنارہ دریا کے آیا اور کشتی پر سوار ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے نہنگ بھی پیدا ہوا اور راستہ روک سدراہ ہوا منہ کھولے ہوے کھڑا تھا سوداگر بدحواس ہوے لاہوت ایک تاج مرصع سر پر رکھے ہوے تھا اور وہی انگوٹھی پہنے تھا اسنے کہا کہ اے بندگان من مجھے سجدہ کرو تو مین اس نہنگ کو اپنی قدرت سے دور کردون سوداگر تو سراسیمہ تھے ہی انھون نے گھبرا کر لاہوت کو سجدہ کیا اب لاہوت نے نہنگ سے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہے تو مجکو سجدہ کر اور میرے بندون کو امان دے اور غائب ہوجا نہنگ یہ کلمہ سنتے ہی سجدہ مین گرا اور باواز بلند اسنے کہا کہ بیشک تو معاذ اللہ خدا ہے یہ کہکر نہنگ غائب ہوگیا سوداگر یہ استدراج کفر کا دیکھکر معتقد ہوے اور مطیع و فرمان بردار ہوکر اسکی اطاعت اختیار کی سے

ازین قصہ یکدم فراموش کن | ز جاے دگر داستان گوش کن

داستان نورالدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا نظم

مٹتا ہے اضطراب دل بیقرار کب
ہوتی ہے دیکھیں رحمت پروردگار کب
دیتے فلک کے اہل زمین کیطرح ہے آہ
گرتے ہیں اشک دامن شمع مزار کب
مرنے کے بعد نشان الفت اثر گیا
دامان آذر ونہ ہوا تار تار کب
کرتا ہے شوخیان یہ ہر ایک شہسوار سے
لینے ہی دیتا چین یہ زیر مزار کب
زلفون کی بو سے تربتھا اشتغال ہے تنک
آتا ہے دیکھیں موسم فصل بہار کب

آتا ہے چین مر کے بھی زیر مزار کب
غفلت میں لیکے عمر دو روزہ بسر ہوئی
نکلا برنگ شیشۂ ساعت غبار کب
گذری شکایتون میں ہمارے شب وصال
رہتا ہے اس شراب کا باقی خمار کب
بعد فنا یہ بخت سیہ کا اثر رہا
ہوتا ہے رام الفت لیل و نہار کب
و مبا زبان ہیں آپکی یہ وعدہ وصال
واہوے غیر برزخ فرق یار کب

آتا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار کب
اب جیت پچھلی رات کا ہے اعتبار کب
سوز غم فراق کا ہے ضبط اسقدر
نکلی ہے دل سے حسرت بوس و کنار کب
سینے میں کب خلش نہ ہوئی خار یاس کی
جلنے دیا صبا نے چراغ مزار کب
ہوتا تر قیون پر اثر اضطراب دل
ہمکو تمہاری بات کا ہے اعتبار کب
گلشن میں خار تک نہ خزان میں بچا آخر

سرشاران بادۂ خوشگوار سخندانی و قلم کشایان گنجینۂ اسرار معانی اس داستان ندرت بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس طرح گلفشانی کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر جانب مکہ معظم منعطف زماہوے تو نورالدہر نے کہا کہ میری صندلی امیر کی جگہ پر بچھاؤ ایرج نے کہا کہ میری صندلی امیر کشورگیر کے مقام پر ممکن کی جاے غرضکہ ہر روز یہی تکرار رہا کرتی تھی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ بستر خواب سے دونون رات کو غائب ہوگئے جب صبحکو ایرج و نورالدہر کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک مکان تیرہ و تار مین مقید و محبوس پایا وقت معین پر ایک شخص آتا تھا وہ کھانا پانی دیجاتا تھا ایک دن ایک پیرمرد آیا اسنے دعا کی اور قیدان دونون کے بدن سے دور کردی نورالدہر نے پوچھا تم کون ہو اور ہمکو یہان کون لایا ہے اس پیرمرد نے زبان گوہرفشان سے یون ارشاد فرمایا کہ اس شہر کا نام ارزقیہ و صنوبریہ ہے اور مجکو ملک صفاے ازرق پوش کہتے ہین ایک لڑکا میرا ہے اسکا نام حارث شتر سوار ہے اسکو

دعوی صاحبقرانی تھا وہ ایکدن شکار کے واسطے جانب صحرا گیا تھا وہان ایک قلعہ تھا اور قلعہ کے اندر ایک چاہ تھا نہایت عمیق اور اُسپر ایک چرخ لگا ہوا تھا اور ڈول طلائی زنجیر مین آویزان تھا میرے لڑکے نے کیفیت اسکی دریافت کی لوگون نے بیان کیا کہ جو شخص اس ڈول مین بیٹھتا ہے طلسم آصف بن برخیا مین پہونچ جاتا ہے اور جو کہ صاحبقران وقت ہو وہ اس طلسم کو فتح کرے چنانچہ میرا لڑکا جاکر ڈول مین بیٹھا جون ہی ڈول مین بیٹھا تھا کہ وہ چرخ حرکت مین آیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور ہر چہار طرف تاریکی چھاگئی اُس ہنگامہ عظیم مین میرا لڑکا اُسی کنوئین مین گرکر غائب ہوگیا جب وہ لڑکا شکار سے واپس نہ آیا مجکو ایک تردد پیدا ہوا اور اُس ہنگامہ کی خبر مین نے سُنی کہ بیٹا ہمارا کنوئین مین گرکر غائب ہوگیا مین اُسی چاہ پر گیا اور بہت کچھ تدبیرین کین اور لوگون نے ڈول کنوئین مین ڈالا مگر کچھ اثر پذیر نہوئین اور اصلا حال معلوم نہوا کہ وہ لڑکا کہان غائب ہوگیا پھر مین نے مشورہ کرکے آدمی حمزہ عالیشان کے پاس بھیجا اُس نے واپس آکر کہا کہ وہ خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے ہین اور لوگ وہان ہین چنانچہ میرے دو عیار زہن زنبور و ماہور نام اُنکو مین نے بہر استمداد و انکشاف حال روانہ کیا وہ بھی یہی خبر لائے کہ امیر تو خانہ کعبہ کیجانب نہضت فرما ہوے مگر ایرج اور نورالدہر امیر کی جگہ پر جنگ کرتے ہین مین نے اُنسے حکم دیا کہ تم جاؤ اور اُن دونون کو لے آؤ وہ گئے اور بفنون عیاری تمکو لے آئے اگر تم یہ مشکل میری حل کرو اور میرے پسر کو مجھسے ملادو تو مین تمام شہر سے مسلمان ہوتا ہون نورالدہر اور ایرج نے قبول و منظور کیا پہلے ایرج ڈول پکڑکر اندر چاہ کے گیا جو ہین ڈول نصف چاہ مین گیا کہ زنجیر ٹوٹی اور ایرج چاہ مین گرتے گرتے ہی غائب ہوگئے نورالدہر یہ حال دیکھکر رونے لگے ہر چند کوشش کی مگر کچھ حال ایرج کا معلوم نہوا اب نورالدہر بھی ڈول پکڑکے چاہ مین گئے پھر اُسیطرح نصف چاہ تک پہونچکر زنجیر ٹوٹی اور نورالدہر بھی چاہ مین غائب ہوے سب آدمی جو چاہ پر موجود تھے یہ حال دیکھکر بھاگے اور کچھ نشان ان دونون شاہزادون کا معلوم نہوا اب انکو تو چندے اسی چاہ مین رہنے دیجیے اور

دوکلمہ داستان لاہوت کے ملاحظہ کیجیے

ہو مسیحائے اجل کو ترے بیمارسے ناز
اُٹھ سکین گے ترے کب تک کسی غمخوار سے ناز
کیون نہ عشاق کو پھر لطف و کرم ہو یکسان
ان تو کو ہی نہیں طالب دیدار سے ناز
کیون نہ بیکے خواہان شہیدی ہون ہزار

کسکو دنیا مین نہین اپنے طلبگار سے ناز
بنگیا ناز کی تصویر ہر یک نقش قدم
ناز سے پیار ہو تو نخرہ سترا او بیار سے ناز
اب ترے ناز بجا کو بھی وہ سمجھا بیجا
اُنکا ایک ایک ہے انمول خریدار سے ناز

ناز برداری رنجور را بد مشکل ہے
کیا ٹپکتا ہے پریوش تری رفتار سے ناز
لن ترانی کی صدا کوہ پہ اب تک ہے بلند
خط نمایان ہے مناسب نہین رخسار سے ناز
واقفانی کہ در سخن فــــرد دند

شرح این داستان چنین کردہ اند کہ جب لاہوت کو سوداگرون نے سجدہ کرکے تخت طلائی پر بٹھایا اور یہ کشتی پر سوار ہوکر چلا بعد چند روز ناخدا گریبان چاک روتا ہوا آیا اور کہا کہ راہ بھول کر جزیرہ آدم خواران مین آگئے ہین یہ حال سنکر سب اہل جہاز حیران و پریشان ہوے لاہوت نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین وہ سب میرے بندے ہین اُس پتھا مین ایک زورق نمایان ہوئی اُس زورق پر میوہ اور مرغ وغیرہ سب طرح کا سامان کھانے کا موجود تھا چند آدمی کشتی پر سے اُترکر آئے اور کہا کہ درمیان تمھارے خداوند کون ہے لاہوت نے کہا کہ مین ہون سب نے سجدہ کیا اور وہ اسباب ضروری سامنے لاہوت کے لاکر رکھا اور زنگیان سے کہا کہ تم پہلے سے ڈالے اُس نے عذر کیا القصہ کشتیان کنارہ دریا کے آئین سرہان آدم خوار حاضر ہوا اور لاہوت کی ملازمت حاصل کی یہ لوگ ماتحت شیطان

کے تھے کہ لاہوت کی طرف سے انکو اغوا کرکے لائے تھے غرضکہ سمان لاہوت کو اپنے جزیرہ مین لیگیا اور دعوت کی
سات دن تک وہان جلسہ عیش و عشرت منعقد رہا ایک روز سمان آیا اور عرض کیا کہ دو کشتیان فی الحال
آئی ہین اُن پر جو آدمی سوار ہین وہ کہتے ہین کہ ہم خداوند کے پاس آئے ہین لاہوت نے کہا کہ اے بندہ خاص
انکو پیشوائی کرکے لاؤ اُس کشتی پر ایک پہلوان تھا کہ نام اُس کا سہیلان بن سہیل نامدار تھا اُس کو
لاہوت کے پاس حاضر کیا اُس نے سجدہ کیا لاہوت نے اُسے خلعت سے سرفراز کیا جو آدمی لاہوت کے
ہمراہ تھے وہ حیران ہوے اور کہا کہ خدائی خداوند لاہوت کی برحق ہے راوی کہتا ہے کہ ابلیس پر تلبیس لشکر
مین موجود تھا لاہوت سے اُسنے پیشتر آکے خبر دی تھی لاہوت نے کہا کہ ملک مرواق کا کیا حال ہے اور
اُسکی دختر کس خیال مین ہے سہیلان نے سجدہ کیا اور کہا کہ سب تمھارے مشتاق قدوم نکبت لزوم کے ہین اور
مرواق نے جو نامہ دیا تھا وہ سہیلان نے پیش کیا اُس مین تحریر تھا کہ نو برس سے مین تمھارا مشتاق
ہون اور جب سے دختر نے عالم خواب مین تمھارا جمال مبارک دیکھا ہے اُسکے دل کو قرار نہین ہے اور جس دن سے
سنا ہے کہ تم ادھر آتے ہو اس مژدہ جانبخش کے سننے سے اور بھی شوق زیادہ ہوا ہے

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

لاہوت نے سہیلان کے ہاتھ خلعت گران بہا مرواق کو بھیجا اور زبانی
یہ کہلا بھیجا کہ مین ایک مہینے کے بعد جنگ حائل شاہ بن زبرجد شاہ سے فرصت کرکے آؤنگا سہیلان نے وہ خلعت جاکر
مرواق کو دیا وہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ خداوند لاہوت کا بجا لایا اور انتظار آمد لاہوت مین چشم براہ رہا ۔

نامہ لکھنا پسر زبرجد شاہ کا لاہوت کو

راویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کو صفحۂ قرطاس پر اسطرح رقم کرتے ہین کہ ایک روز سمان مردم خوار نے مجلس عیش و
نشاط آراستہ کی تھی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق کا جمگھٹا تھا اور ہو شا ہوش و نوشا نوش
بلند تھی کہ لاہوت بھی محفل مین آکر بیٹھا سمان نے چاہا کہ سکہ لاہوت کے نام کا جاری ہو جاے لاہوت نے
کہا کہ ابھی وقت نہین ہے کہ اس اثنا مین خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ایلچی حائل شاہ پسر زبرجد شاہ
کا آیا ہے لاہوت نے حکم دیا کہ اُسکو پیشوائی کرکے نہایت عزت و توقیر سے لاؤ جب وہ بارگاہ مین آیا
اُس نے بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ لاہوت کے حضور مین پیش کیا لاہوت نے منشی کو
طلب کیا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوا اُس مین لکھا تھا کہ اے لاہوت تو جو دعوی خدائی کرتا ہے یہ امر
محال ہے کیونکہ مین آج صاحب قیطول ہون اور لاکھ سوار و پیادے میرے ہمراہ رکاب ہین اور ملکہ اخضر بنت
دامہ ساحرہ بھی مائل ہے مین نے خروج کیا ہے اور مظفر ارمنوسی کو قتل کرکے مالک ملک ارمنوس ہوا ہون
تجکو لائق و لازم یہ ہے کہ میرے پاس چلا آ اور اس خیال کو اپنے دماغ سے نکال ڈال میری اطاعت کر در صورت
اطاعت خلعت اور تصویر اپنی تیرے پاس بھیجتا ہون اُسکو سجدہ کر دیکھ میرا کہنا مان نہین تو بہت پچھتائیگا
بے موت مارا جائیگا اور اگر میرے پاس چلا آئیگا تو ہم اور تم دونون متفق ہو کر کام خدا پرستون کا تمام
کرینگے لاہوت اس مضمون کو سُنکے بہت ہی برہم ہوا اور دود نخوت اسکے دماغ مین پیچیدہ ہوا ایلچی پر
سیاست کرکے بارگاہ سے نکلوا دیا یہ خبر حائل شاہ کو ہوئی کہ ایلچی سے لاہوت اسطرح بدعنوانی کے
ساتھ پیش آیا اسکے دماغ مین تو دود کبر و غرور پیچیدہ تھا ہی بس یہ برہم ہو کے مع لشکر چلا لاہوت
کی طرف روانہ ہوا لاہوت کو جب یہ خبر پہنچی اُس نے بھی اپنا ساز و سامان درست کرکے جانب

حائل شاہ کوچ کیا اب ان دونون کو تو کرچ دمقام مین معروف رکھیے جب تک ــ

دو کلمۂ داستان معظم خان کے نابینا ہونے کے سماعت فرمایئے نظم

کب ہو منظور کہ یون جنس دل آزار بکے
یارب اس عہد مین دردِ دل بیمار بکے
پرسش کیجیے کیا کم ہو اگر دل پہ ہے
لاکھ موتی کے عوض دو دُرِ شہوار بکے
جائے سو دست جنون اور کسا کے لائن
گل عوض منت جم سا غزر سر شار بکے
اثر گرمی رفتار ہے یہ بھی میرا
مفت ہی بلدون سالک ہو یہ انبار بکے
پر یہ وہ شی ہو نہ بیچو بھی تو سو بار بکے
ایک کے یوسف نے خریدا ہو وہ رنج نہ بیچو
جا بجا پیر اگر جان کا ہر اک تار بکے
ہو شب وصل صد اور زمانہ مجبور
نے رکھون دل اگر دامن کہسار بکے
ایک بلبل ہے کس کس کی نہ نیمائی مین
کہ بیابان مین بہت سوکھ کے اشجار بکے
ہون خلش دست دعا ہو کہ دوا کے بدلے
یہ ہی بکتا ہو تو ہم مفت ہی سو بار بکے
دیکھ کر اشک مسلسل کو وفا تو بولائے
کیون نہ بستر کے لیے گل کے عوض خار بکے
تم ہو ساقی تو عجب کیا ہو کہ میخانہ مین
ڈھیر جو ہون کا جب آ کر سر بازار بکے
بار عصیان کو اٹھائے ہوئے پھرتا کب تک

سرمہ کشایان چشم تعمۂ خوانی و نور فزایان دیدۂ معانی کحل البصر تحریر ہے

اس حکایت درد انگیز و عبرت خیز کے بیان مین میل قلم سے چشم بصیرت مین یون سرمہ لگاتے ہین کہ جب لندھور کو اُن کو رباطون نے نابینا کر دیا تو یہ خبر مشہور عالم ہوئی اور نور دیدۂ اسلام یعنی معظم خان بن بہرام و ملک شعیب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ چند ہزار آدمی لیکر کشتی پر سوار ہوے اور آکر کنارہ دریا کے پہونچے ہرکارون نے خبر حائل شاہ کو پہونچائی وہ سواد الوجہ فی الدارین تو ایک ہی مکار تھا اس نے ایک نامہ معظم خان کو تحریر کیا کہ مین اس حرکت سے نہایت نادم و پشیمان ہون اور آپکی چشمون مین منھ دکھانے کے قابل نہین ہون بہت سے کلمات معذرت آمیز اس نامہ مین مندرج کیے اور چشمداشت اس امر کی ظاہر کی کہ میرا قصور لندھور سے معاف کرا دیجیے ورنہ ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوگا ناحق مارے جائینگے ادھر تو اس نے نامہ بھیجا ادھر ان چالیس فیل پر زر اور چالیس خوان کھانے کے روانہ کیے اُن مین نہایت اطعمۂ لذیذ اور طرح طرح کی مٹھائیان اور کچھ ان آچار و مربہ وغیرہ تھے مگر سب بیہوشی آلود کہ اگر ایک لقمہ بھی انسان کھائے فنا بیہوش ہو جائے اس تدبیر کے بعد شبخون مارا ملک شعیب بھی ہمراہ معظم خان کے آئے تھے انکو اس ہنگامہ مین قتل کیا اور معظم خان کو گرفتار کر لیا اور ان کی آنکھون مین بھی نیل کی سلائیان پھروا دین اور لندھور کے پاس انکو بھی محبوس کیا

داستان نور الدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا مخمسہ

لازم ہے سلطنت کا دم بھر نہ غافل باشی
تو بہار ست دران کوش کہ خوشدل باشی
طبع انسان تو کیا ہے در و دیوار کو جوش
کلتو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
تو ہے یا نشے مین تو کہو نگا ہی صاف
تو کو دنیا نے تیرے ہوش اڑا ایکدست
جہد کن جہد کہ بخشش خود و عاجل باشی
کر ہے گل ہو از خار تو در گل باشی
عندلیبان چمن کرتے ہین ہر سمت خروش
جسکی خاطر سے ادا سامعی کر ہو افشا
نقد عمرت ہر وعقد دنیا بگزاف
بستہ کو قیمت سمجھتا ہی تو تو دیستہ کو
تا کجے در غم اندیشۂ باطل باشی
یہ وہ دن ہین کہ بجز عیش کیسکو نہین ہوش
من نگویم کہ کنون باکہ نشین و چہ بنوش
میری گفتار کو ہرگز وہ سمجھتا نہین لاف
گر شب و روز درین قصۂ مشکل باشی
نہ ہی چشم بصیرت تجھے اے دہر پرست

درچنین ہر دوئے صورت حال ہو گرست
جس سے پوچھا یہ کہا اسنے کہ کیا در دوست
زفلق آسان تو از و وقف منزل باشی
دل قسمت تقدیر سے اُنکو تو مدد

حیف باشد کہ نگارے ہمہ غافل باشی
آخرش بیٹھ رہے جبکہ نپایا در دوست
گوشہ نشین حضرت سالک نے بھی کی بہت سعی
حافظا اگر مدد از بخت بلندت باشد

ور تو نجا تیری طرح سے بھی ڈھونڈھا در دوست
گرچہ ما ہست پر از بیم لیا تا در دوست
کسی تدبیر سے لیکن نہ برآیا مقصد
صید آن شاہد مطبوع شمائل باشی

آدم برسر مطلب رہروان مراحل طلسم و نیرنگ سازی و رہ نوردان دشت شعبدہ پردازی اِس داستان حیرت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون مرتسم کرتے ہین کہ جب نور الدہر و ایرج چاہ مین غائب ہوئے تو بیہوش ہو گئے تھے جب کچھ عرصہ کے بعد نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہاتھ پیر بندھے ہوے ہین اور آواز آدمیون کی معلوم ہوتی ہی مگر کوئی آدمی نہین دکھائی دیتا آگے چلے تاریکی سے روشنی مین آئے ایک سمت کو رہروی کرنے لگے جاتے جاتے ایک سواد شہر دکھائی دیا جب شہر پناہ کے اندر داخل ہوے تو دیکھا کہ ایک شہر ہی نہایت آباد دکانین آراستہ و پیراستہ بزازہ صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا ہر قسم کے خریدار و بیپاری بیچ و شرا کر رہے ہین کہین مالنین کہین کنجڑین کہین سنگریان کہین تنبولنین ہر قسم کی دکانین لگی ہوئی ہین جو بزاز کی دکان تھی اُسکی خوبی کیا کہی جائے ادنے یہ بات ہی کہ جس کسی نے اُس کے قریب جالی جالی بوٹے کی طرح دل سوراخ دار ہوا جی لوٹ گیا لاہی دو دو آہ عاشقان کا پتہ دیتی تھی گلبدنون کی تن کی زیب بنی تھی جو گلرخسار اُس دکان کے کپڑے کو دیکھ پائے تو شبنم نمط اشک بہائے ہاتھ مل کے رہے کمخواب آئے اسی طرح صرافہ مقابل مین اُسکے آراستہ روپیہ اشرفی کوڑی پیسہ کا ڈھیر لگا ہوا بعض بعض دکانون پر گہنا سونے چاندی کا رکھا ہوا جسکو دیکھکر خازن طبیعت مالامال زر امید سے آسودہ حال اشرفی کو جو کوئی سیم بدن جیبری سے دیکھتا تو زرد روئی ہو جاتی مثل سیم سادہ سادہ وہی ہاتھ آتی ملک مفلس ہر چند للچاتا ہی مگر وہان نہ کے درم و دینار نہین پاتا ہی سکہ کو اک دور سے دکھاتا ہی اشرفی مہر و مہر نثار کرنے کو تیار ہی اس لیے نہین پاتا ہی صراف سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے نظر آتے تھے ٹاٹ کے نیچے اُنھیان جو تیان چھپائے بیٹھے تھے کسی طرف لباس عادی کی سجاوٹ لبعد انسبا طاقی ولایتی لطیف اسباب دکانون مین ڈھیر تھا چھریان ٹنگی تھین کہ سورج مکھی کو شرماتی تھین اُنکی دکانون کے نیچے علاقہ بند بیٹھے تھے جو ریشم کے کرن پھول بناتے اور گہنا گوندھتے تھے وہ کرن پھول جو گلرخسارون کے زیبا بناگوش ہی ول انکا کنول ہو جاتا باغ حسن مین بہار آجاتی دلہن کو بھاتا بساط خانہ کے برابر کسی طرف کو گلفروشون کی دکانین تھین کہین تنبولن کی آن بان تھی گلفروش بہت سے گلچین بنکر گل نظارہ سے دامن بھرتے تھے گویا بہار گلستان کا اُس دکان پر مقام تھا غنچہ لبون کا اژدحام تھا شمشاد قامت اگر وہان کے پھولون کو نام دھرتے باد صبا اُنکی الف قامت جھکا کر دون بناتے لالہ رو گلہائے بوقلمون کو دیکھکر اگر نہ پسند کرتے تو داغ دل حاصل ہوتا نسیم سحری اُنکا دل خون بناتی جب اُس دکان کی طرف سے بیرنگ بلبل عاشق ہو آتے فرط عشرت سے پھولے نہ سماتے ہزاردن دہان کے پھولون کی محبت مین گل کھاتے سورج مکھی کو دیکھکر آفتاب رشک سے جلا جاتا ہی گل چاندنی کو دیکھکر مہتاب داغ کھاتا ہی چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو قابل دید بہار شب بو بیلا سب البیلا جوہی کا ہار جو ہی اُسی کا خواستگار ادھر تنبولنون کی سرخروئی جسکے سامنے کوئی بات سرسبز نہوئے وہ اُنکا بانکپن کہ عشاق بے سان

ہر برگ اُنکی دُکان پر جان سپاری کرین پانون کی صفت مین زبان منھ مین لال ہے یا قوت کی طرح دل اگال رہے عشق مین خون دل قوت ہو جائے اُس پان کی سخا لعل احمر کہون یا لب رنگین جانان سے تشبیہ دون کہا تنک خون دل پیون اور ہر منھ چبا چبا کر رہون بہتر ہے کہ شفق آسمان کی طرح تنبولن عاشقون کے قتل پر بیڑا اُٹھاتی تھی ہزارون کا خون بہاتی تھی ایک عالم کو اُنکی گلوری نے چھپالیا تھا جو کوئی وہان گیا اُسکو خود جا دیا مرادآباد کا کتھا چین کی سپاری موہے کے پان ہر شہر کی جنس اُسکے پاس گران لونگ الائچی جوزجاوتری کابابچینی پر اکھانے سے اُسکے ہر رگ مین خون پیدا ایک طرف حلوائی اپنی دُکانین جائے تھے برنجی تھالون کو خوبصورتی سے لگائے تھے دہی بالائی کے کونڈے چنے ہوئے جو کوئی اُس کو کھائے نعمت بالائی اُس کے ہاتھ لگے وہ امرتیان مسلسل وپیچدار جلیبیان اور برفی ذائقہ مین خوشگوار تلخکامون کو شیرینی دہان حاصل دربہشت قوت دل موتی چور کے لڈو آبداری مین موتی سے زیادہ تر تقویت دل کے واسطے معجون مروارید سے بہتر ایک سمت بھنگیڑین جوڑے ترچھے باندھے تختون پر بیٹھی تھین آتشین رخسار بنی تھین عارض پر زلف پیچان تھی یا آہ عاشقان کا دھوان تھا رخسار پر خال سیاہ مثل سویدا ے دل سوختگان عیان تھا ایک طرف چپون دھرے تھے پینے والون کے دماغ مینا کو سے بسے تھے مارے کی آواز پیر زندگی کا دارو مدار تھا حقے کی آواز سے دل پہلو مین بیقرار تھا عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے تھے اور یہ شعر مضمون کے طور پر پڑھتے تھے

شعر

بزم توحید ست مینا کوی ما	بوی وحدت میدہد ہر موی ما	این جوانان یک تمنا کو کشند	او دلش اللّٰہ دو آخر ہو کشند

ایک طرف کنجڑین سنگترین سہ پارہ مگر ایک ایک حراف وعیارہ رنگترون کے رنگ سے باغ آرزو کا آب ورنگ پاتا میٹھا اُس شیرین دہن کا تلخکامون کو خوش آتا ناشپاتی کی خریداری سے مشتری کی روح راحت پاتی نارنگی کی رنگینی رنگین مزاجون کو بھاتی رام چپل کے کھانے سے دل کو آرام جسنے ایکبار کھایا تمام عمر اُسکے سیب ذقن کا رام اگرچہ معشوقان سبد شجر خوبی کے ثمر ہین مگر اُن شکر لبون کو دیکھکر زرد آلو کی طرح رنگ باختہ وبیخبر ہین انار پستان اگر اُنکے ہاتھ آتے تو عاشق اُنکو کھانے کے عوض چباتی ہے لگائے پونڈے کی گنڈیریان نایاب مصری کی ڈلیان جسے دیکھکر بیتاب عرض دُکانداروں کا ہر سمت مجمع

نظم

سراپا حسن وخوبی تھے وہ مہ رو
قیامت نور سینے کو چھپائے
گل وغنچہ رخ ولب سے خجل تھے
زبان تعریف مین جسکے ہوئی لال
کبابی کا کوئی دیکھے جو دیدار
کباب دل کو سوز تازہ دیجے
جو وہ شیرین دہن کرتا تبسم
نہ تھین آنکھین وہ تھے دو جام بادہ
وہ ساقی بنکے دیتا جام بھر بھر
ٹھہر رہتا تھا جرأت کے اثر سے

قتال غمزہ رکھی تیغ ابرو
وہ مالن رشک گل عاشق فراموش
ہزارون سر دھرے پا تگل تھے
لب نازک پہ اُنکے رنگ پان تھا
تنک ریز جاحت ہو یہ گفتار
ملاحت اُنکے رخ پر تھی نمودار
تو خوش آتا تھا اُس جا سب مردم
جو سبزی بیچنے والون کو دیکھا
کھڑے دُکان پہ اُسکی مست بیہوش
کوئی تھا گرم نظارہ بصد جوش

صفت بزاز کی خامہ جو لکھے
سخن سے جسکے ہر غنچہ بھی خاموش
تنبولن کا بیان کیا کیجیے احوال
دیا خون دل دل دادگان تھا
اگر اُس شعلہ رو کی مدح کیجیے
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار
نگہ سے نشہ ہوتا تھا زیادہ
قدح نوش اُسکی دُکان کے تھے جو یار
کوئی اُس آئینہ رو کی نظر سے
ہزارون آہ لب پر لیک خاموش

دکانیں تھیں عطاروں کی ہر سو
کہ نکہت دانکی نزہت بخش جان تھی
عجب گویا تھا اُسکا لعل مینوش
تو نقد ہوش اُس پیشکش سے لیتے
لب نازک جو تھا ہمرنگ بادہ
کہ نرگس اک نگہ سے ہوتی رنجور
غرض عالم غضب تھا اس پری پر
ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زرین لباسوں کا تھا شیدا

غضب تھی عطر مجموعہ کی خوشبو
جواہر پوش معشوقان زیبا
شفا بخش مریضان بلاکوش
شراب ایسی بھری شیشوں کے اندر
سخن سے مستی ہوتی تھی زیادہ
وہ مخمور سے شوخ آنکھوں میں وہ مستی
کہ یک عالم تھا دلدادہ اسی پر
کوئی زر دیکے سودا مول لیتا
برنگ زر تھی زردی رخ پہ پیدا

دکان اُنکی بھی مثل بوستان تھی
وہاں بیٹھے تھے مثل نقش دیبا
وہ ساقی وانکے جس کو جام دیتے
کر دیکھے سے ہوا قشقہ مستر
غضب تھی اُس پری کی چشم مخمور
وہ ہنسنا اُسکا اور وہ مے پرستی
کہیں مرافوں کا تھا گرم بازار
کوئی نقد دل وجان دونوں دیتا

اور علاوہ اُن دکانداروں کے

سڑک پر بازی گر تماشا کرنے اکابرین شہر چلتے پھرتے بیٹھے نقال وہاں بڑے مخرور ومہذب بنے ہوئے بیٹھے تھے الحاصل نورالدہر والا شان شہر کی سیر کرتے ہوئے خرامان خرامان چلے جاتے تھے مردمان شہر حسن وجمال شہزادہ نورالدہر دیکھکر حیران تھے کہ یا الٰہی یہ کس ملک کا شاہزادہ ہے مگر بیان اس طرح بے سروسامان یکہ وتنہا نہ خادم نہ خدمتگار نہ کوئی رفیق نہ غمگسار غرضکہ لوگ انکو گرفتار کرکے لے گئے اور چودہ دن تک قید رکھا پندرھویں دن دارالامارۃ شاہی کے قریب لے گئے سبحان اللہ اس مکان کی صفت کیا ہوسکے مکانات صفائی میں رشک بلور بلکہ سراسر نور جس پر حور وغلمان کا دل شیدا ہوا ہے واقعی رشک قصور آسمان ہے بلکہ اگر آسمان سے تشبیہ دوں تو زمین پر میرا احسان ہے اگر اُسکی محراب کا کاسہ ہلال سے مشابہ کروں یا کشکول شب سے مناسبت دوں تو ہلال ودست دونوں کو اس کے در کا گدا بناؤں لازم ہے کہ جام جہان نما قرار دوں جمشید کی روح پر احسان کروں عالم امکان نے چاہا کہ وسعت کو اُسکے صحن کی پیمائش کروں ہر چند کہ اندیشہ محال تھا لیکن مدت ازل کو ابد تک جریب بنا کے طول وعرض کو اُسکے ناپا مگر آپ ہی گذر گیا اور اُسکی درازی کو نہ پایا مہندس خیال نے چاہا کہ اُسکے ہر ایک طاق کو کہ خوبی جفت ہیں اور عمدگی میں طاق ہر چند فکر کو رخصت تلاش کرنے کی دی مگر اُس تکلیف مالا یطاق اُٹھانے سے بھی نظیر اُسکی ممکن نہوئی روبروئے سقف منقش صحن فلک مقرنس واژگون اور آفتاب سامنے اُسکے گنبد کے شرم سے دینار خزانہ قارون صفائی دیوار اور نزاکت طرح اُسکی اشارہ انگشت سے میلی ہو اور سرمہ غبار سے اُسکی چشم نابینا بھی ہو نظر تماشا بین اگر اُسکے غرفوں کو دیکھے تو منزل قمر تصور کرے ایک پایہ اُسکا کرہ ارض سے منطبق اور دوسرا عالم بالا سے ہمسبق

نظم

تھا برق قمر وہی ضیا میں
اس قصر کا ہے کہاں کہاں نور

مثل دل عارفان صفا میں
خود نور وزمین وآسمان قدر

وہ خرم ودلکشا تھا جیسا
اللہ رے علوئے قصر اقدس

کسری کا محل کہاں تھا ایسا
تھا پست یہ گنبد مقرنس

اور آگے اُس قصر عالیشان کے ایک باغ دلکشا فرحت افزا عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرا جوانان چمن کی نرالی ادا

نظم

نکہت گل نے ہر اک جا ہیں مثل عود دان
دار لستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار
ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

وجد کے عالم میں صف باندھے کھڑے تھے سرو گلشن
تاک کے خوشوں پہ ہے عقد ثریا کا گمان

ہر طرف اُٹھتی تھی ہر باد بہاری ہر طرف
یکطرف کیلے بشکل حلہ بوستان جنان
طرفہ تر سبزہ نے کی ہے ہر طرف کو سرکشی

بیچ میں ایک بنگلہ مرصع کار بنا ہوا ہے اور ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا اُس پر

ایک شخص لباس جواہر کار در بر کمال نخوت و غرور سے ایک تخت پر متمکن ہی لوگ نورالدہر کو گرفتار کیے ہوے
بادشاہ کے حضور مین لے گئے نورالدہر نے دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے یمین و یسار تمام
اراکین دولت کرسیون پر اور صندلیون پر بیٹھے ہوے ہین نورالدہر نے باواز بلند کہا کہ سلام میرا اُس
شخص پر ہو جو خداے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو غیب سے آواز علیکم السلام آئی مگر بادشاہ اس کلمہ سے
نہایت برہم ہوا اور جلاد سے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قتل کر جلاد آیا نورالدہر کو اُس نے لیجا کر بوریۂ ہلاکت پر
بٹھایا کہ اس اثنا مین آواز ساز کی آئی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک جوان چودہ پندرہ برس کا سن مگر کمال
لاغر اور چہرہ اُسکا زرد ہر سامنے آیا جب اُس تخت نشین نے اُسے دیکھا تو تخت پر سے اُترا اور اُسے گلے لگا کر
خوب زار و قطار رونے لگا اور اپنے پہلو مین بٹھا لیا اُس جوان لاغر کے ہمراہ ایک پیر مرد بھی تھا جوان لاغر نے
کہا کیون اس جوان غریب کو قتل کرتے ہو بادشاہ نے کہا کہ یہ میرے آگے خداے آسمان کا نام لیتا ہے
جوان لاغر نے نورالدہر سے کہا کہ اے جوان یہان تو کیونکر آیا نورالدہر نے اپنا نام بتایا اور سب حال
بیان کیا وہ سنکر خوش ہوا اور کچھ جھک کر بادشاہ کے کان مین کہا اور عرض کیا کہ اس جوان کو میرے قصر گلشن
مین قید کرو نورالدہر کو وہان لے گئے نورالدہر نے دیکھا باغ نہیں ہی نمونۂ بہشت بریں ہی روشین پڑی آراستہ
ہر ایک نخل سرو نوخاستہ بلبلین ہزار نغمہ خوان کہین طاؤس رقصان ایک طرف کبک دری قہقہہ زن ایک سمت کو
وطاقان چمن ایک جانب گل و بلبل مین ارتباط ایک سو قمری و شمشاد مین اختلاط ڈالیان آپس مین ہم آغوش
سوسن صد زبان خاموش سبزہ نوخیز نسیم عنبر بیز نرگس کی آنکھون مین چشم انتظار کا سمان حیرت ہر سو نگران
نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چیز بصفت موصوف نہرین جاری جنکے ہر قطرہ مین موتی کی
آبداری نسیم بہار کا چلنا اور جوانان چمن کا دیکھ کر کف افسوس ملنا وجد مین آنا اور خاموش ہو جانا باغبان
بیلچے لیے ہوے مصروف کار روش پٹری سب طیار شہزادہ باغ کی سیر مین بیگاہ مصروف تھا کہ بعد ایک لمحہ
کے وزیر آیا اور کہا کہ اے جوان جس سرزمین پر تو آیا ہی یہ سرحد ظلمات و پشتۂ تاریک ہی یہان پہاڑ ہی اسپر چار ہزار
چشمے جاری ہین اور باغات و شہرہاے عظیم آباد ہین اور اس قلمرو مین تین بادشاہ ہین اور ہر بادشاہ
صاحب لشکر کثیر ہی علیحدہ علیحدہ رہتے ہین اور ہر ایک کا مذہب جداگانہ ہی ایک پر ایک زبردستی کرتا ہی آپس مین
جنگ و جدال سے نفاق رہتا ہی جس بادشاہ کو لوند زنار بند نار پرست کہتے ہین وہ آتش پرست ہی ایک
بادشاہ ابر پرست ہی اُسکو ملک سموات ابر پرست کہتے ہین اور ایک جمشید خاک پرست ہی اور یہ پہلا بادشاہ ہے
اور سرحد ابر پرستون کی ہماری سرحد سے نزدیک ہی جمشید اور ملک سموات ان دونون مین آپس مین اتفاق ہے
ان مین لڑائی نہین ہوتی ہر سال جشن نوروز ہوتا ہی جمشید اور ملک سموات ایک دوسرے کی مہمانی کرتے
ہین اور یہ جوان ضعیف ہمارا بادشاہ زادہ ہی مگر آب پرست ہی یہ سموات کی دختر کو دیکھکر عاشق ہوا جب کئی روز
گذر گیا تو یہ ضعیف و لاغر ہوا جب اس شہزادہ کے عشق کا حال کھلا تو خواستگاری دختر کی گئی اُس نے قبول نہ کیا
بڑی لڑائی ہوئی ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوا قریب تھا کہ اُس کی شکست ہو آخر بمجبوری دختر کی شادی
کرنے پر راضی ہوا اور جس جگہ سے تم کو گرفتار کر کے لائے ہین وہ سرحد ہماری ہی اُس چاہ کی راہ سے اُس
پہاڑ کا راستہ جاری ہی اور یہان سے تین راہین گئی ہین ایک شہر ملک سموات کی طرف اور ایک طلسم آصف
بن برخیا کی جانب اور معمول یہ ہی کہ جو کوئی شخص کنوئین مین گر پڑتا ہی تو اُسکو گرفتار کر کے

خواہ ہماری طرف خواہ ملک سموات کیجانب لیجاتے ہین اس پہاڑ پر ایک شخص ہی کہ نام اُسکا صنوبر کوہ پرست ہی وہ آدمی کو ایک سو طومان کو فروخت کرتا ہی کیونکہ وہان رسم ہی کہ جب شادی ہوتی ہی شب زفاف عروس و نوشاہ آدمی کا گوشت کھاتے ہین کہ ایک دوسرے کی نظر مین اچھے معلوم ہون ملک سموات کے آدمی وہان گئے اور ایرج نام ایک جوان کو لائے اور اپنا حال اُس سے بیان کیا ایرج فوراً اُنکی طرف سے جنگ کرنے لگا اور بہت لوگون کو مارا ہم لوگ ایرج کے حریف نہین نور الدہر نے کہا خاطر جمع رکھو ایرج ہمارا بھائی ہی ہم اُسکو منع کردینگے وزیر نے یہ خبر ملک جمشید کو پہونچائی وہ خوش ہوا اور دیلون بادشاہی مین لایا نور الدہر نے نامہ لکھا کہ اے ملک ایرج دختر ملک سموات کو اس جوان بہار کوٹے اور تو سموات کو خدا پرست کر مین جمشید کو مسلمان کرتا ہون اور سب ملکر اپنے لشکر مین چلین گے ایرج نے نامہ پارہ پارہ کیا اور ایلچی کو سیاست کی اور پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک جمشید کو نہ مارون گا آرام نہ لونگا نور الدہر نے یہ پیغام سنکر کہا کہ مین اس دختر کو بزور جاکر لاؤن گا چنانچہ دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور صفوف جدال وقتال آراستہ و پیراستہ ہوئین باقی حال اسکا آگے معلوم ہوگا

داستان لاہوت کی اور حائل بن نمرود کی بیان ہوتی ہے

رنج و حسرت کے سوا حاصل دنیا کیا ہے
دل ہی بیدار تو پھر دیدۂ بینا کیا ہے
لب جان بخش کی اپنی وہ نہین جانتے قدر
اسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ تماشا کیا ہے
انسے کیون غیر کی تعظیم مین اُلجھے سالک

غافل اس کارگہ ہیچ مین رکھا کیا ہے
جی مین تھا منھ سے کہون حال دل زار کو مین
مجھسے کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہے
چیر کر سینہ دل اپنا ہی دکھانا بس تھا
[illegible]

بیٹھکر گوشہ مین منظور ہی کونین کی سیر
جانکر پوچھتے ہین تیری تمنا کیا ہے
وہ ہنگامہ ہوئی مرگ مری جسکے لیے
تہمت دامن صد چاک زلیخا کیا ہے

محرران تقریر عبرت آثار و مورخان تاریخ عبرت دثار ویران ملک ہمہ دانی و منشیان قصر خوش بیانی اس تقریر عدیم النظیر کو با آئین شائستہ و عنوان بائستہ یون تسطیر کرتے ہین کہ جب لاہوت برابر لشکر حائل شاہ بن نمرود کے پہونچا تو دونون لشکرون مین صف بندی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح آراستہ ہوے نقبائے بلند آواز نے اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے ہر ایک بہادر آمادہ رزم و پیکار ہوا نمونہ صحرائے رستخیز دشت کا رزار ہوا صفوف لشکر پرسناٹا چھاگیا کہ ایک جانب سے مغارہ کوہ تن میدان مین آیا بڑی چمک دمک سے اس نے اپنی سلحشوری کا رنگ جمایا اور آواز دی کہ لشکر مخالف سے جس کو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے فوج مخالف سے سہمان نے نکل کر نعرہ کیا دونون مین باہم جنگ ہونا شروع ہوئی کہ نفتہ مرکب مغارہ گرم ہوا اور یہ گھوڑے سے گرا فوراً سہمان نے اسے پکڑکے آدم خوارون کے حوالہ کیا وہ کھا گئے بعد ازان چند پہلوان سہمان نے پکڑکر آدم خوارون کو دیئے وہ اُن کو نوش جان کرگئے تمام لشکر پر ایک رعب چھا گیا ہر شخص خائف و ترسان ہوا حائل شاہ نے یہ حال دیکھکر فوراً طبل امان بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے اخضر جادو رات کیوقت لاہوت کو گرفتار کرنے گئی خود گرفتار بلا ہوگئی یعنی لاہوت پر عاشق ہوکر اُسکو سجدہ کیا اور حائل کے پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین لاہوت پر عاشق ہوگئی ہون تو بھی آکر اُسکی اطاعت کر حائل ناچار ہوکر آیا لاہوت کو سجدہ کیا تمام لشکر حائل شاہ کا

لاہوت پرست ہوا اس عرصہ مین ملک مرواق آیا لاہوت کی ملازمت حاصل کی لیکن ایک روایت مین ہے
کہ بختیارک یہان بھاگ کر آیا اور حال تھا کا سچ بیان کیا سب رونے لگے اور اخضر واسطے کسی کام کے
ظلمات مین گئی چنانچہ لاہوت نے بختیارک کو شیطان اور ملک مرواق کو وزیر اور سہان کو سپہ سالار کیا
اور کوچ کرکے روانہ ہوا جب برابر سعادت نگار کے پہونچا نامہ سعادت شاہ و کیامرز و مشتاق دہقان
کو لکھا کہ تم لوگ حاضر ہو کر مجکو سجدہ کرو جب کیامرز مضمون نامہ سے مطلع ہوا اُس نے مشتاق سے کہا کہ میرا وہان
جانا مناسب نہین ہے کیونکہ مین اسلام کو ترک نہین کرسکتا اور تاب مقاومت اس کی بھی نہین لاسکتا پس
ایلچی کو مار ڈالا اور مال و اسباب اپنا لیکر یحییٰ شاہ کے پاس شہامیہ ظلمات مین چلا گیا لاہوت نے سنا ایک
آہ سرد کھینچی اور کہا کیامرز نے ایلچی کو مارا اور یحییٰ شاہ کے پاس بھاگ کر ظلمات مین چلا گیا اخضر جادو
صورت اژدہے کی جزیرہ شہامیہ کی طرف گئی ہنوز کیامرز نے حکایت لاہوت یحییٰ شاہ کے سامنے پوری
بیان نہ کی تھی کہ آواز نعرہ مہیب اُسکے کان مین پہونچی کہ اے خیرہ سر تو نے سر ایلچی خداوند کا کاٹا اور یہان آکر پناہ
لی ہے غضب لاہوت سے کہان جائے گا غرضکہ وہ اژدہا اندر آیا اور نفس کشی کرکے کیامرز کو پکڑ لے گیا اور یہ
کہتا ہوا روانہ ہوا کہ جو خداوند سے دشمنی کرے گا اُسکا یہی حال ہوگا پس اخضر جادو کیامرز کو پکڑ کے لاہوت کے
پاس لائی بعد ازان لاہوت نے کیامرز کو قید کیا اور نامہ اسکندر اور یحییٰ و ذکریا کو لکھا کہ آؤ اور مجھکو
سجدہ کرو ان بادشاہون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اُسکو فریب دیکر بابل کی طرف چلے جائین اور بہت
کچھ تحفہ جات لاہوت کے واسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ہم بھی آتے ہین جب ایلچی آیا اور پیغام اُن بادشاہون کا
لاہوت سے کہا لاہوت نے سنا اور خندہ کرکے کہا کہ یہ چاہتے ہین کہ مجکو فریب دیکر بابل کی طرف بھاگ
جائین لیکن عقب تخت لاہوت کے ایک مکان تھا اُس مین دونون پسران شیطان کو جگہ دی تھی
وہ خبر ہر مقام کی لاہوت کو دیتے تھے اس سبب سے لاہوت خبر غیب کی کہتا تھا القصہ لاہوت
نے سہان آدم خوار کو چالیس ہزار آدم خوارون کے ہمراہ بھیجا وہ کنارے دریا کے آیا ادھر سے اسکندر
و یحییٰ نے اپنی فوج لیکر مقابلہ کیا باہم دونون مین جنگ ہوئی بعد جدال و قتال سہان نے اسکندر و یحییٰ
کو گرفتار کیا اور لاہوت کے پاس مقید کرکے لایا لاہوت نے اسکندر کا مع کیامرز پوست کھچوایا اور نہایت
عذاب الیم سے اُنکو قتل کیا القصہ جب لاہوت مردمان ظلمات کا کام تمام کرچکا تو فرنگیہ کی جانب متوجہ
ہوا اسکا حال آیندہ معلوم ہوگا

داستان روانہ کرنا حمزہ ثانی کا سعد کو طرف ترکستان کے

ساقی مے بیخودی پلادے
مشتاق کو شکل پھر دکھادے
میخانہ مین ہوگیا تلاطم
ساقی نے شراب کردی جیب گم

ہر دن کو جلال مہر افزا
پھرتا ہے بہ جستجو فلک پر
راتون کو بہ ماہ عالم افروز
ہر گشت مین تا سحر بعد سوز

ہر چیز مین انقلاب پایا
گردش مین فلک کو روز دیکھا

راویان خوش تقریر کا بیان ہے اس طرز پر یہ داستان
ہے کہ جب امیر طواف خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے تھے تو سعد کو ترکستان کی طرف روانہ کیا تھا اور حارث کو
سمت ایران جانے کا حکم دیا تھا لیکن پسر ارسلان شاہ کہ افراسیاب ثانی اُسکا نام تھا ہر چند کہ اس
امر سے راضی نہ تھا مگر ناچار اُس نے اطاعت اختیار کی اور دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر امور سے آیا جب

رات ہوئی اور مشعل ماہ فلک اول پر روشن ہوئی قندیلیں ستارون کی چمکنے لگیں پرتو ماہ سے تمام صحرا مین گویا فرش
چاندنی کا بچھا ہوا تھا ہر طرف عالم نور نظر آتا تھا ہوائے خوشگوار چل رہی تھی گلہائے صحرائی کی خوشبو دماغ جان کو معطر
کر رہی تھی ؎ این سبزہ و این صحرا و بوئے زجنون دارد ✦ دیوانگی و مستی این وقت فسون دارد ✦ شہزادہ سعد کا
شکار کھیلنے کو جی چاہا تمام عالم مشعلون کی روشنی سے روشن تھا گویا دن ہو رہا تھا شہزادہ معروف صید افگنی تھا
اتنے مین عمیری عیار خبر لایا کہ صلصال غار افراسیابی سے باہر آیا ہے یاقوت شاہ کو اُس نے مارا ہے
اور خاقان بن خاقان کو قتل کیا ہے دوسرے روز افراسیاب کو جب خبر سعد کے آنے کی پہنچی اُن سے
آکر ملا اور اُن کے لشکر کے ہمراہ ہوا سعد نے دریافت کیا کہ صلصال کا لشکر کسقدر ہوگا افراسیاب نے بیان
کیا کہ چار صد ہزار شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہوا لیکن صلصال نے جب خبر پائی کہ سعد آتا ہے تو اس نے
اپنے لشکر کی ترتیب کی اور طبل جنگ بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی سامان جنگ ہوا کی جب کہ
یکہ تاز چرخ چارم افسر گروہ انجم اس ہنگامہ کی خبر سنکے بیتابانہ نکل آیا اور خوف سے کانپتا ہوا آسمان کے
کنارے سے جھانکنے لگا یعنی دوسرے دن وقت صباح لشکر صلصال میدان مین آکر صف کشیدہ ہوا سعد بھی
مع لشکر میدان مین آکر ترتیب صفوف جدال و قتال مین معروف ہوا کہ اس عرصہ مین صلصال نے
صف سے نکلکر نعرہ کیا کہ ہر کوئی بہادر لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ کو نکلے سعد یہ نعرہ سنکے صف لشکر سے
برآمد ہوے بعد نگاورزنی دونون مین فنون سپاہ گری کی رد و بدل ہونے لگی نیزہ بازی عمود بازی ناوک
افگنی جملہ فنون کے خوب جوہر دکھلائے آخر نوبت بہ شمشیر زنی آئی صلصال کے ہاتھ سے سعد زخمی ہوکر مع
افراسیاب ایک سمت کو نکل گئے بدر بھی چالیس ہزار سوار سے صلصال کے ہمراہ تھا صلصال نے
سعد کا تعاقب کیا شہر کو آکر گھیر لیا مگر سعد کو نہ پایا بہت برہم ہوا تمام شہر کو تاراج کیا بعد ازان نامہ لکھکر
خراسان کی جانب روانہ کیا کہ جو شخص سعد کو گرفتار کرکے میرے پاس لاوے گا حکومت خراسان کا وہ مالک ہوگا سعد و
افراسیاب مع چالیس ہزار ہمراہیون کے چلے جاتے تھے کہ صلصال کا عیار ارزق زرد ہنگ اثنائے
راہ مین ملا سعد نے کچھ خیال بھی نہ کیا برابر رہبری مین معروف رہے حتی کہ سعد مع اپنے ہمراہیان لشکر
کے نیشاپور مین پہونچا اور چندے وہان توقف کرکے دبیر خوش تحریر کو طلب کرکے نامہ لکھوایا اور اپنی مہر
اُس پر ثبت کرکے تورج نیشاپوری کے پاس روانہ کیا مضمون نامہ مین یہ تحریر تھا کہ مین تیرے پاس آیا ہون
اور پریشان ہون مجکو اس مقام پر قیام پذیر ہو لینے دے جب تک کہ میرا زخم اچھا ہو اور جب تک کہ مین یہان
مقیم رہون میرے واسطے مع کل ہمراہیان کے آزوقہ بھیجتا رہ تورج ہنوز جواب لا و نعم دینے نہ پایا تھا
کہ اس اثنا مین صلصال نے بھی نامہ بھیجا کہ یوسف شہر نیشاپور مین چالیس ہزار سے آتا ہے اگر دروازہ شہر کا
کھلوا دیا اور یوسف پر آشتی پیش آیا تو فبہا بادشاہی بدستور تورج کی ہے اور اگر شہر کا دروازہ نکھولا اور
تردد اختیار کیا تو یہ سمجھ لینا کہ یوسف بادشاہ ہوگا جب تورج اس مقدمہ سے بھی آگاہ ہوا تو پہلے اس نے
اپنے لڑکے کو سعد کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ جب تک آپ کوہستان مین رہین مین یوسف کو یہان سے
دور کرتا ہون اور تورج نے بسبب خوف کے بت کو سجدہ کیا یوسف نے صلصال کو نامہ لکھکر ان
حالات سے مطلع کیا صلصال نے پھر یوسف کو نامہ لکھا کہ بجبر شہر مین داخلہ کر اور
تورج سے جنگ وجدال کرکے اُسکو قتل کر اور سر اُسکا میرے پاس روانہ کر جب یوسف کے پاس

یہ نامہ پہونچا فوراً اس نے مع لشکر کوچ کر کے شہر میں داخلہ کیا اور اُسوقت پہونچا کہ تورج پوشاک پہن رہا تھا یوسف نے پہونچتے ہی سر تورج کا جدا کیا دو چار آدمی جو وہان سے بھاگ کر آئے اور سعد کو خبر کی سعد بیابان کی راہ سے جو عقب پہاڑ کے میدان تھا وہان آکر مقیم ہوا وہان ایک جوان تھا کہ نام اُسکا بدر تھا اُسکے مکان مین آکر قیام پذیر ہوئے دیکھا کہ ایک غل و شور ہو رہا ہے اور ہنگامہ عظیم برپا ہے سب آدمی پریشان خائف و ترسان ہین اور آپس مین یہ چرچا رہے ہین کہ بڑا غضب ہوگیا قہر لیسر رومکین تن لیسر سہم نے کابل و رزابل سے خروج کیا ہے صدف نوش و اسفیا نوش یونانی شکار کھیل رہے تھے اُن پکڑ کر دار پر کھینچ دیا اور انواع و اقسام ظلم و بدعت کر رہا ہے اور پرویز بن ہرمز کو بادشاہ بنا کر تخت کیخسرو پر بٹھایا ہے اور اُن کی جانب سے چارون طرف آدمی روانہ کیے ہین اور اطراف و جوانب کے حاکمون اور فرمانرواؤن کو نامے تحریر کیے ہین اس خبر وحشت اثر کو جب سعد نے سُنا تو کہا کہ جب میرا یہ حال ہوچکا تو اُن کا فزون کے موقع پا کر خروج کیا اب صلصال بھی آئے گا اور یہ سب فرار مجتمع ہو کر فساد عظیم بپا کرینگے آتش جدال و قتال مشتعل ہوگی خیر جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا ؎

سر بزی تیغم ز ششیر حبیب		ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

افراسیاب کوچک نے کہا مجھے میری جگہ پر جانے دیجیے چندروز مین وہان رہ کر انتظام کرون اور فوج ولشکر کی درستی کر کے اُن کے قتل کی فکر عمل مین لاؤن سعد نے کہا کہ میرا اُس شہر مین کوئی دوست نہین ہے کہ اسکو جوان بدر کے پاس بھیجون مگر بدر یہ خبر سنکر خود سعد کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے مکان پر تشریف لے چلیے چندروز وہان قیام فرمایئے تدبیر دفعیہ کفار نا ہنجار کیجیے آئندہ جو کچھ پیش آئے گا ویسی اُسکی تدبیر کی جائے گی ؎

رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان		ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیون

بعد چندروز کے یہ خبر مشتہر ہوئی کہ صلصال آپہونچا اور پرویز بن ہرمز بھی اُسکے پاس آگیا ہے صلصال نے پرویز کا آنا غنیمت جانا اور اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا۔

کچھ ذکر کیکاؤس کا بیان کیا جاتا ہے

نقشہ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق	پاؤن پھیلانے مین لیتا ہون زنجیر فراق	دیکھ اے تا صبح اے کتنے ہین تاثیر فراق
خواب وصلت مین جو دیکھون ہاؤن تعبیر فراق	رسم و راہ شہر ذلت کے ہین سب کوچے الگ	خضر کو رستہ بتا دیتے ہین رہگیر فراق
ترکش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہین	ہوگیا ہے کب لب معشوق یہ تیر فراق	گنجینہ کشائے این خستہ بند
سہم باز کند ز گنج سینہ		

جب کہ کیکاؤس امیر کے ہاتھ سے بھاگا اور تاب مقاومت نہ لاسکا تو بادشاہ عالم پناہ نے اُسکا ملک شاپور کو عنایت کیا شاپور کے دل مین تمنائے ملازمت امیر تھی اس لیے ولادبجہ گیر کو اپنی طرف سے حکومت شہر سپرد کر کے آپ خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا یہان فولاد ظلم و بدعت پر کمر باندھی اور مردم آزاری کرنے لگا عدالت بالکل چھوڑ دی تمام ملک مین بد انتظامی پھیل گئی رعایا وہان کی ازبس مضطر و پریشان تھی اس بات کو چار برس کا زمانہ گذر گیا کیکاؤس کوہستان مین رہا کرتا تھا ایک دن اُسکے دل مین یہ خیال آیا کہ کوہ ہزارہ پر ایک پیر مرد رہتا ہے اُسکے پاس چل اور اپنا عرض حال اُس سے کر شاید اُس مرد بزرگ کی برکت انفاس سے تیرا مطلب دلی بر آئے غرضکہ کیکاؤس اپنے ذہن مین یہ تصور کر کے کوہ ہزارہ پر گیا اور

اُس مرد پیر کی خدمت مین حاضر ہو کر کل حال اپنا بیان کیا پیر روشن ضمیر نے رمل مین دیکھکر کہا کہ اگر کوئی
آدمی تیرے پاس ہو تو اُسے عروج بن بیروج کے پاس روانہ کر اُسکی استمداد سے ملک تیرا تیرے
ہاتھ آجائیگا وہ تیرا کام بہت اچھی طرح سرانجام کر دیگا وزیر خواجہ بختیار نے بھی کہا کہ تو عروج بن بیروج
بن عروج بن عنق کے پاس جا کیکاؤس وہان گیا دیکھا کہ بہت بڑا شہر آباد ہزارہا مکانات اور عمارتین
پختہ و بلند بنی ہوئی ہین لکھو کھا مرد و زن بستے ہین اس نے دیکھا کہ باہر شہر کے عروج کھڑا ہو اُس نے جو
کیکاؤس کو دیکھا پوچھا کہ تو کون ہو کہان سے آیا ہو اور کیا مطلب رکھتا ہو کیکاؤس نے کہا مین عروج کے پاس آیا ہون
عروج قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ منم ملک عروج کیا کہتا ہو اس نے عرض کیا کہ میرا نام کیکاؤس ہو
فولاد پنجہ گیر نے میرا ملک چھین لیا ہو اور مجھے نکال دیا امیدوار ہون کہ آپ مدد کر کے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے
آپ کا بڑا احسان ہوگا اور مین کمال شکر گذار و فرمانبردار آپکا ہونگا عروج یہ حال سُنکر بہت رویا اور چوب جو
کاندھے پر لیے ہوے تھا سامنے رکھکر ایک نعرہ کیا لوگ جمع ہوے عروج نے پوچھا کہ تم لوگ اس کو پہچانتے
ہو سب نے کہا ہان ہم جانتے ہین بس عروج اُسکے ہمراہ روانہ ہوا فولاد کو یہ خبر پہونچی وہ مارے خوف کے
قلعہ بند ہوا عروج نے قلعہ کو بضرب ہاے چوب توڑ دیا اور قلعہ کے اندر داخل کیا اور فولاد کو گرفتار کر کے کہا
کہ تو نے اسکے باپ کو کیون مارا فولاد نے کہا کہ اُسکو امیر حمزہ صاحبقران نے قتل کیا ہو اور وہ سبائل
مین ہین عروج نے فولاد کو کیکاؤس کے حوالہ کیا اور دریافت کیا کہ سبائل کی راہ کونسی آسان ہے
کہ جلد اُس راستے سے پہونچین چنانچہ کیکاؤس اور عروج انتظام فوج و لشکر کا درست کر کے اور جم غفیر
سپاہ کا مجمع کر کے سبائل کی جانب جاتے ہین کہ انکا ذکر آگے مذکور ہوگا۔

چند کلمے اورنگ دیو پدر قمہور اور جنگ ہونا پسر قہقہہ سے مذکور ہوتے ہین

حاکیان حکایت دلپذیر اس داستان رنگین بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر نے قمہور
کو جگہ قہقہہ کی بخشی تو اُسکی طرف سے اورنگ وہان مقیم تھا اب پسر قہقہہ کا سن چودہ برس کا ہوا اور اسنے
ہاتھ پاؤن نکالے بیانک کہ بیس برس کی عمر اسکی ہوئی غرور جوانی نے یہ خیال اُسکے دماغ مین تخیل کیا
کہ مین خروج کر کے ملک و مال اپنے باپ کا لون ہر چند اسکی مان نے منع کیا اور اسکو بہت کچھ فہمایش کی کہ
سیاملک وادی ایمن سے آئیوے تو ایسا قصد کرنا پسر قہقہہ نے کہ اسکا نام شعشعہ تھا اپنی مان کے نصایح کو
کچھ خیال نہ کیا اور کہا کہ مین ضرور خروج کرونگا اُسکی مان نے پھر منع کیا اور کہا کہ تو توقف کر مین
کوہ رخام پر جو قلعہ ہو اور ملک حارث وہان رہتا ہو اور بہت بڑا منجم ہو اُسکے پاس جاتی ہون جب
وہان سے واپس آؤن تب تو ارادہ خروج کرنا چنانچہ یہ ملک حارث کے پاس کوہ رخام پر گئی اور اُس سے
کہا کہ اے حارث اولاد قہقہہ مین صرف ایک یہی پسر نور نظر ہے مین ڈرتی ہون کہ اسے کوئی گزند نہ پہونچے
اُسکا ارادہ خروج کرنے کا ہو تم اسکے طالع دیکھو تا کہ مجکو اطمینان ہو حارث نے نجوم و رمل مین دیکھکر کہا
کہ یہ پسر نہایت پر زور ہوگا اور بڑے بڑے کارنمایان اس سے ظہور مین آوینگے بڑا نصیبہ ور
اور کمال صاحب شوکت و جرات ہوگا وہ عورت یہ احکام سُنکر بہت خوش ہوئی اور اپنے مکان پر
واپس آئی جب چالیس روز منقضی ہوے تو شعشعہ روئین تن نام رکھا اور لشکر جمع کر کے اس نے

شروع کیا محاوش جب یا ملک کو اپنا وزیر مقرر کیا اُس نے بخوف ملازمت منظور کی مگر رات کے وقت بھاگ کر ہفت گلشن ارم میں چلا گیا خوشہ نے جب یہ خبر سُنی کہ محاوش بھاگ گیا تو یہ بھی اسکے تعاقب میں گلشن ارم کی طرف روانہ ہوا

اب بدر کا حال بیان کیا جاتا ہے

کہ جب بدر بخوف جان مسلمان ہوا تو امیر نے اُسے جزیرہ فندق میں بھیجدیا وہ اُسی جزیرہ میں بسر کرتا تھا مگر خروج کرنے کی فکر اُسکو ہمیشہ رہا کرتی تھی ایک دن اُس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اگر ایک شہر میرے ہاتھ آجاوے تو کام میرا بنجائے خدا پرستون سے جا کر مقابلہ کرون اور اُنکو شکست دون بدر کا وزیر تھا فضل انجم شناس اُس نے عرض کیا کہ تھوڑا تھوڑا لشکر قلعہ عجم میں بھیجیے اور آپ سوداگر کی صورت بنکر کمانہ میں سوار ہوکر جایئے چنانچہ بدر نے ایسا ہی کیا اور قلعہ میں داخل ہوا کسی کو اسکے آنے کی خبر نہ ہوئی بعد ازان بدر نے ایک آدمی فرزبادو کے پاس بھیجا وہ یہ حال سُنکے اُسی وقت روانہ ہوئی لیکن گوہر ملک و یاقوت ملک ملک عجم میں تعین اور قارن لبنکان حاکم عجم تھا اُسکو خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ شہربانو ملک عجم لینے کو آتی ہے ملکہ گوہر ملک نے قارن سے کہا کہ قلعہ بند ہو اُس نے اس امر کو قبول نہ کیا میدان میں آیا شہربانو کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر شہربانو بھی بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوئی اُسی شب کو بدر نے شہر سے خروج کیا اور قارن پر آیا قارن ہر چند کہ زخمی تھا مگر اُس نے بدر کا مقابلہ کیا ہنگام جنگ تلوار بدر پر کارگر نہ ہوئی لیکن بدر نے ایک ہاتھ قارن کا قلم کیا قارن نے کہا ای بدر اتنی رخصت دے کہ میں اپنا منہ قبلہ کی طرف کر لون یہ کہکر قارن نے کلمہ پڑھا اور کہا اے بدر اب جو تیرا جی چاہے وہ کر بدر نے سر قارن کا جدا کیا یہ حال دیکھکر مارے خوف کے اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے گوہر ملک اور یاقوت ملک نے پوشاک مردانہ پہنکر سنجان کی راہ لی بدر محل کے اندر داخل ہوا خواجہ سراؤن سے استفسار کیا انھون نے کہا کہ سنجان کی طرف گئی ہیں بدر یہ حال سُنکر سوار ہوا اور اُنکے تعاقب میں چلا جب گوہر ملک اور یاقوت ملک چلتے چلتے زنگوشیہ میں پہونچین اور ایک چشمہ آب دیکھا کہا کہ تھوڑی دیر یہان ٹھہرین کہ ناگاہ بدر بھی آن پہونچا پھر سوار ہوکر چلین کہ ایک طرف سے دو ہزار سوار پیدا ہوئے مرجان جو گوہر ملک کا عیار تھا وہ خبر لایا کہ ملوک عجم آتا ہے ملوک جب قریب پہونچا دیکھا کہ یہ گوہر ملک ہیں پس اُنکو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔

داستان ایرج اور نورالدہر کی جو طلسم میں گئے ہیں

طلسم کشایان گنجینہ راز سربستہ و واقفان گنج اخبار نہفتہ نقد سخن کو محک بیان پر یون کامل العیار کرتے ہیں کہ جب دونون لشکرون میں صف آرائی ہوئی نورالدہر اور ایرج نے میدان میں نکلکر مقابلہ کیا باہم فنون جنگ کی رد و بدل ہونے لگی نیزہ و گرز سے کچھ کار برآری نہ ہوئی مرکب کمزور ہوگئے آخر نوبت بکشتی پہونچی سات روز برابر کشتی ہوتی رہی مارے بھوک کے بُرا حال ہوا معمول یہ تھا کہ ہر صبح و شام ایک ایک کاسہ شیر پی لیتے تھے مگر اس مرتبہ دونون نے مارے غصہ کے دودھ بھی نوش نہ کیا آخر بیہوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ کل تلوار سے لڑین گے لوگ دونون کو میدان سے اُٹھا کر اپنے اپنے مقام پر لے گئے جب نورالدہر ہوشیار ہوئے پھر آدمی ایرج کے پاس بھیجا کہ دختر اس جوان لاغر جیسے پسر سموات کو نے اور وہ دونون

کافرون کو مسلمان کرا ایرج نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مین نے شرط کی ہی کہ داماد کو مارونگا لیکن ایرج کو سات
روز کی کشتی سے حرارت ہو آئی تھی ملک سموات نے کہا کہ خاک پرست کل غلبہ کرینگے بہتر یہ ہی کہ عیار کو
بھیجکر نورالدہر کو جو واسنگا ہی ایرج نے قبول نہ کیا اور کہا کہ کل دیکھنا کہ مین کسطرح نورالدہر کو زیر کرتا ہون
لیکن ملک سموات نے ایرج سے پوشیدہ اپنے عیار رہبت شہال کو بھیجا وہان نورالدہر کو سات روز کی
کشتی کے تکان سے صدمہ پہونچا تھا فقط زنگار مین سو رہے تھے کہ شہال نے نورالدہر کو بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھکر چلا گیا سموات نے اپنے آدمیون کے حوالہ کیا کہ وہ نورالدہر کو ایک مکان مین لے گئے اور
وہان نظربند کیا جب یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی کہ نورالدہر کو بستر خواب سے عیار لے گیا جمشید نے فرمایا کہ اس
راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ لشکر مین جب یہ خبر مشتہر ہوگی تو تمام فوج بیدل ہو جائیگی دوسرے دن پھر
صفین آراستہ ہوئین ایرج میدان مین آیا اور نورالدہر کو طلب کیا جمشید نے اپنے بیٹون سے کہا
آج نورالدہر کسلمند ہی تم ایرج کا مقابلہ کرو چنانچہ جبل حبشی میدان مین آیا ایرج نے اسکو زخمی کیا اور
چند آدمی مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر واپس گئے ملک سموات نے
ایرج پر زر نثار کیا ادہر جمشید گریان ہوا اور کہا کہ نورالدہر کا کچھ حال معلوم نہین منجمون کو طلب کیا اور نورالدہر
کا حال دریافت کیا اُنھون نے بقاعدہ نجوم بیان کیا کہ نورالدہر کو ملک سموات ابر پرست نے
چرا منگایا ہی مراق حبشی کو یہ بھی جمشید کا بیٹا ہی اُس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو عیاری مارتا ہون چنانچہ
مراق بصورت بیادل دربار ملک سموات پر آیا اور دروازہ کھولنے لگا نصف شب گذری تھی کہ ایرج
باہر نکلتے تھے اور اپنی خوابگاہ پر جاتے تھے کہ مراق نے پشت سے ایرج کو زخمی کیا مگر ایرج نے اسی حالت
زخمداری مین اُسے بھی مارا لیکن دختر ملک سموات ملکہ مشتری شمائل نے جب سُنا کہ نورالدہر کو لاکر
میرے قصر کے قریب مقید کیا ہی وہ بھی لباس عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیا اور جاکر زندان بان کو مارکر نورالدہر کو
رہا کیا اور اپنے محل مین لائی اور عرض کیا کہ مین جمشید کے تیسرے بیٹے پر عاشق ہون جسکا نام شبرنگ حبشی ہی اور
بیچارا لاغر جاتا ہی بعد ازان مینوشی کا شغل ہوا جب پہر رات باقی رہی تو مشتری شمائل نے کہا کہ اب نکل چلنا
چاہیے اسوجہ سے کہ صبح کو جب ملک سموات کو یہ حال معلوم ہو جائیگا تو اسوقت سخت مشکل ہوگی چنانچہ
نورالدہر اور مشتری شمائل دونون چودہ عورتون کو لیکر اور دربان کو قتل کرکے نکل گئے جب خبران کے
آنے کی ملک جمشید کو پہونچی تو اس نے طبل شادمانی بجوایا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور
نورالدہر نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پسر جمشید کی شادی کر دون

داستان بلاشور کا ہاتھ کٹا ہوا درست ہونا

راوی شیرین زبان اس حکایت نادر بیان کو اسطرح زیب رقم کرتا ہی کہ جب امیر حمزہ عالیشان نے لقا
اور نمرود کو گرفتار کر لیا تو جمشید اور بلاشور بھاگا اور فرار ہو کر شہر جابلقا مین پہونچا بلاشور کا ہاتھ کٹا
ہوا تھا ایک روز اُس نے کہا کہ اگر ہاتھ میرا درست ہو جائے تو انتقام خون خداوندون کا مین عہاکر
اہل اسلام سے لون ایک شخص نے کہا کہ یہان ایک حکیم رہتا ہی درہ کوہ مین کہ اُسکو زال خردمند
کہتے ہین اگر وہ چاہے تو ہاتھ تیرا درست کر سکتا ہی چنانچہ بلاشور اُس حکیم کے پاس گیا کہ آپ کو جمشید نے
یاد کیا ہی حکیم بزم جمشید مین حاضر ہوا بلاشور نے اُس سے کہا کہ تو میرا ہاتھ درست کر دیگا اُس نے کہا

کہ ایک برس مین تیرا ہاتھ درست کردون گا بلاشور نے کہا ہزار طومان مین پیشکش کرون گا جمشید نے بھی حکیم
سے کہا کہ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجھے اپنا وزیر کرون غرضکہ حکیم زال خردمند نے منظور کیا اور بلاشور کے
دست بریدہ کے علاج مین معروف ہوا حکیم نے کیا تدبیر کی کہ ایک گنہگار واجب القتل کا ہاتھ تازہ کاٹا
اور بلاشور کو بیہوش کر کے اسکا زخم بھی تازہ کیا اور حمام مین لیجا کر اس گنہگار کے ہاتھ کو بلاشور کے
ہاتھ مین پیوند کر دیا اور سر کے بال سوزن مین پرو کر ٹانکے لگائے اور بلاشور کو ایک تختہ مین باندھ دیا کہ
جنبش نہو حکیم نے کہا کہ اسی طور پر اسکو آب و طعام دیا جائے اور اسکے ہاتھ کو جنبش نہو چنانچہ چار روز کے بعد بلاشور
کو ہوش آیا اسکو بالکل ہلنے تک کی طاقت نہ تھی شوربا مرغ اسکو دیا اور روغن روز لگا جاتا تھا بعد چالیس
دن کے زال نے کہا کہ ذرا ہاتھ کو حرکت دے کہ انگلیان حرکت مین آئین بلاشور نے ہاتھ کو حرکت دی رات کو
روغن سفید اور دوائین ملین جب چالیس روز گذرے تو بلاشور کا ہاتھ پختہ ہوا زال نے بلاشور کے
پنجہ کیا کہ حکم ہوا اب بلاشور کا ہاتھ خوب استوار ہو گیا اور سب کام کاج کرنے لگا بلاشور بہت
خوش ہوا ایک روز کچھ تاجر دربار جمشید مین آئے اور فریاد و زاری کرنے لگے کہ ہمارا مال و اسباب
تجارت وہ جو قلعہ ہے اور اکوان چہار دست وہان رہتا ہے اس نے لوٹ لیا زال خردمند نے کہا کہ کوئی عالم
مین ایسا نہین ہے جو اکوان کا مقابلہ کرے بلاشور نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اسکے پاس جاؤن اور سلطانون
لوٹنے پر آمادہ کرون جمشید نے کہا صد آفرین تیری ہمت اور جرأت پر چنانچہ بہت کچھ بلاشور کو دیا اور نامہ
اکوان کو لکھا کہ خداوند تو عرش اعلی پر تشریف لے گئے ہین مناسب ہے کہ آپ انکے خون کا انتقام مسلمان سے
لیجیے یہ نامہ لکھکر بلاشور کے ہاتھ روانہ کیا جب بلاشور قلعہ کے دروازہ پر آیا تو حاجب اور دربانون نے روکا
اس نے کہا کہ مین جمشید کے پاس سے آیا ہون غرضکہ بلاشور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور نامہ اکوان کو دیا بلاشور
نے دیکھا کہ اکوان کے چار ہاتھ ہین اور ہشتاد ارش کا قد ہے ایک ہاتھ مین قدح شراب اور ایک ہاتھ مین کباب
اور ایک ہاتھ کی مٹھی بندھی ہوئی ایک زانو پر رکھا ہوا ہے بلاشور سامنے آیا اور نامہ گذرانا اس مین بعد مضمون
مرقومہ بالا کے یہ بھی تحریر تھا کہ خدا پرستون سے میرے دل مین داغ پڑے ہوئے ہین انھون نے ہاتھ بھی بلاشور
کا قلم کیا اور لقاے بے لقا نے فرمایا تھا کہ مین نے تقدیر کی ہے کہ اکوان چہار دست طبل جنگ خدا
پرستون کے نام پر بجوائے اور ان سے مقابلہ بہادرانہ کرے اکوان چہار دست ہنسا اور کہا کہ مین مرد نہین
ہون اگر بھیجا خدا پرستون کا سر سے نہ نکالون اور ایک کو زندہ چھوڑون جا اور جمشید کو میرے
آنے کی خبر کر غرضکہ بلاشور کو خلعت دے کر رخصت کیا بلاشور خلعت پہنکر بہت خوش و خرم روانہ ہوا
اور جمشید کے پاس آکر سب حال بیان کیا جمشید نے طبل شادمانی بجوایا اور شہر جابلقا کو آئینہ
بند کیا اور کمال آراستگی سے شہر کی رونق پاکیزہ کی اور مکانات شاہی کو فرش فروش و شیشہ آلات
سے آراستہ کرایا اور نہایت شان و شوکت سے اکوان کے استقبال کو گیا اور نہایت عزت و احترام سے
اکوان سے لاکر دار الامارۃ شاہی مین بٹھایا اکوان نے جمشید سے ملاقات کی جمشید نے اسکو
اپنا سپہ سالار بنایا اور لشکر جمع کر کے طرف سبائل کے روانہ ہوئے آئینہ دیکھیے کیا ہوتا ہے

دو کلمہ داستان طلسم و حال شاہزادہ زمان ایرج نوجوان مین بیان ہوتے ہین خمسہ

کنم سپاس عبادت مرا طاقت نیست | بگفت و گوی نمی گوش آن عدو نیست | زبان ز رنج رسید است لطف صحبت نیست

کسے بدین حسن گرمیاکہ منت نیست
عدوۂ وصل کا وعدہ کیا ہو تونے کہین
مرد کہ وقت چنین رفتن از مروت نیست
اب اتفاق سے تو آگیا تو سنتا جا
یہ رعب حسن کی تیرے ہے فتنہ گر خوبی
زیبوکائی خود گرچہ شرمسار نی
یہ جانتا ہو سب اُسکے رموز نیک و بد
تماشے کہ کم از صد نگاہ حسرت نیست

مرا بحال چنین دیدن از مروت نیست
یہ حال اور یہ رخصت کہو اسکی شرح نہین
بھرے ہین دل مین خدا جانے کیا کیا
شکایتین ہوے گفت دگر حکایت ما
کہ بات دل کی نہ آئی مری زبان پہ کبھی
ہنوز با تو مرا جرأت شکایت نیست
سوا اسکے تماشے سے کسکو ہے مقصد

عتابتین وہ تری کیا ہوئین جو بے تقصیر
کیونکہ جان بلب آمد مرادے بخشین
بڑھا ہوا ہو بہت اشتیاق کہنے کا
کہ تاب خامشیم با وجود حیرت نیست
کبھی نہ اور کسی سے تجھی سے کہنی تھی
ہوئی ہین رشک کی ساتھ اپنے کہتین بعید
تو با رقیبی و میلے تماشے دارد

براہ معشگران لنز رقصہ خوانی و زمزمہ سنجان لطائف خوش بیانی اس داستان لطیف کی ترنم سرائی مین یون خوش آہنگ ہوتے ہین کہ جب ایرج کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ نورالدہر رہا ہوا اور دختر سموات کو بھی لے گیا نہایت پریشان ہوا کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ اسکی شادی کا بھی سامان ہو رہا ہے یہ مضمون سنکے اور بھی برہم ہوا اور چند آدمی ہمراہ لیکر کمین گاہ مین جا بیٹھا کہ راستے مین دیکھا کہ برات چلی آتی ہے سب سے آگے ہاتھی نشان کا ہو لیبہ ماہی مراتب جلوس سواری رتھین بردار جھنڈی بردار ڈھول کے غول بعد اسکے باجے انواع و اقسام کے بجتے ہوے شہنا نواز و نقارچی نوبت شادمانی بجاتے بڑی دھوم سے برات چلی آتی ہے پیچھے سب کے محافہ عروس کا کہاریان پریوش بالباس پسندیدہ پایۂ محافہ کا پکڑے ہوے خوشی خوشی چلی آتی ہین بس یہ دیکھنا تھا کہ ایرج مع ان آدمیون کے آگے آگے اور دو چار محافظون کو قتل کیا اور محافہ لیکر ایک سمت کو چلا بھی ہوا اس عرصہ مین ملک سموات بھی پہونچا بعد ازان شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو ہوئی کہ غضب ہوا ایرج محافہ عروس کا لیکر چلا گیا اور بہت آدمیون کو اُس نے قتل و قمع بھی کیا بس نورالدہر بھی یہ کیفیت سنکر تعاقب مین چلے لیکن ایرج جو محافہ لیکر روانہ ہوا تھا جب دور نکل گیا تو عروس کو نقصان جبی سے سالار ملک سموات کے سپرد کیا کہ تو اسکو اُس دوسرے محل مین پہونچا اور خود شب بھر صحرا مین قیام پذیر رہا صبح کو ارادہ کوچ کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی اور دل گردے شاہزادہ نورالدہر پیدا ہوا اور کہا کہ کیا غضب کیا تونے کہ عروس کو لے گیا معلوم یہ ہوتا ہو کہ تو اپنے دین قدیم پر ہو بلکہ لامذہب اور بیدین ہو کیونکہ پرائی زوجہ کا قبضہ مین لانا کسی ملت و مذہب مین جائز نہین ہو پس بہتر اسی مین ہو کہ عروس کو میرے سپرد کردے ورنہ بڑا فساد ہوگا اور انجام اچھا نہوگا یہ سننا تھا کہ ایرج کو نہایت غصہ آگیا اور لغیظ و غضب کہا کہ تو مجھکو ہم بیدین بتاتا ہو تو بڑا دیندار ہے کہ میری معشوقہ کے ساتھ شادی کرنے چلا ہو مین ہرگز عروس کو نہ دونگا دیکھون تو کس طرح تو لیجاتا ہو نورالدہر نے غصہ مین آکر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چنگاریان آگ کی نیزہ کے پھلون سے اُڑنے لگین جب ایرج بند باندھتا ہو کہ نیزہ اسکا ہوائی کرے نورالدہر اُسے کھول دیتا ہو جب نورالدہر کوئی بند باندھتا ہے ایرج اُسے نہایت صفائی سے کھول دیتا ہے یہانتک کہ تا دیر نیزہ بازی رہی تین سو ساٹھ طعن نیزہ کی رد و بدل ہوئی مگر کوئی کسی پر غالب نہین ہوا سنانین بنا نین نیزون کی بیکار ہو گئین چوب پر چوب پڑنے لگی جب وہ آخرین بھی بیکار ہو گئین تب گرز اٹھا کر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تڑاق گرز کا بلند ہوا معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا کمرین مرکبون کی شکست ہو گئین سوار غرق زمین ہوے گرز دونو بھی معطل برکاری نہوئی آخر تلوارین کھینچ گئین وہ بجلیان تھین کہ کوندنے لگین دونون برابر کے پھکیت ہین

قیامت کی چوٹین چل رہی ہین شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے چشم تماشائیان خیرہ ہوئی جاتی ہی جو تلوار پڑتی ہے کسی قدر خود و سپر کو کاٹتی ہی غرضکہ تا شام تلوار چلی چشم خورشید بھی ان بہادرون کی تیغ کی چمک سے چکاچوند ہونے لگی مارے خوف کے نہانخانۂ مغرب کی سمت چلا اور سپہر شب نے اپنی سیہ بختی کا دامن فراخ کیا ہر سمت اندھیرا چھا گیا اتنے مین یہ خبر آئی کہ کنور قان جنی دختر سموات پر عاشق ہوا اور اسکو لیکر ملک ریوند و نار بند نار بہ است کی طرف روانہ ہو گیا نور الدہر نے جب اس خبر کو سنا ایرج کو چھوڑ کر اسکے عقب مین چلے جمشید نے بھی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا اور ایرج بھی یہ حال سنکے تعاقب مین روانہ ہوا اور ان کے ہمراہ سموات بھی ایک لاکھ جن ہمراہ لے کر چلا اب انکو تعاقب مین جانے دیجیے جب تک

دو کلہ داستان بدیع کے ملاحظہ فرمایئے

ہون تیرہ روز کیا ہو ضیا گستر آفتاب
ان گردشون پہ تونے بنایا مگر آفتاب
اک داغ لیگیا ہی فلک مجھسے مستعار
کب سینۂ سپہر کو ہی دو بھر آفتاب
کرتا نہین کسی کی نمایش پسند دہر
اس رشک سے ہو سکے نہ کبھی ہمسر آفتاب
گردش نصیب رہتے ہین اہل ہنر تمام
ہی سادہ روئی تیری ترا زیور آفتاب
اس بت کے ہجر مین کوئی کھایا نہین ہی داغ
بت کی جگہ بنائے اگر آذر آفتاب
ڈر کر جو کام کرتے ہین پورے ہین کام مین
بھیگا ہوا نہ پائے اگر بستر آفتاب
کیا ذکر آفتاب ہی لے دل کر اسکی مدح
آنکھی نظر مین ذرہ سے ہی کمتر آفتاب
شکل انکی دیکھکر عرق انفعال سے
کسطرح بنگیا ہی شہ خاور آفتاب
دیکھے نگاہ مہر جو اسکے حسود پر
ابو آجے انکے لطف کا ہی مظہر آفتاب
کافی ہی انکے دست سخاوت نشان کو جب
ہیلون مشورت ہین ہر سرو قد آفتاب
[illegible]
کب چار چین فلک پہ بناتا مگر آفتاب
روشن خرد بنائے جہان مین ترے سوا

جاتا ہی تیرے سایہ سے بچ بچ کر آفتاب
کیا کیا ہی دیکھنے کی شب ہجر مین ہوس
لایا کہان سے ورنہ یہ بدگوہر آفتاب
یارب نگاہ دیکھ کے ہوتی ہی خیرہ کیون
گردش مین کسطرح نہ رہے دن بھر آفتاب
گرداب حادثات محیط جہان کو دیکھ
کیا جانین تجھ مین کون سے ہین گوہر آفتاب
پوا نہین تلاش مین تو ورنہ ایک سا
چھپے گا پھر سامنے کیا تیرے آفتاب
آہ شرر فشان مری جاتی ہی متصل
لرزان ہی مثل صبح تن لاغر آفتاب
ہر خاکسار مہبط انوار حق ہی یان
قربان جسکے نام کو ہو سنکر آفتاب
مالک ہین کارخانۂ مطبع کے وہ رئیس
ہو جائے کیون نہ جسکے قدم تک ترا آفتاب
مطبع کو روشنی یہ ہوئی انکی ذات سے
دے چشم روزگار مین کی نشتر آفتاب
انکی عطا نے بخشی ہی رونق جہان کو
آجائے انکے خود ہی جو کان زر آفتاب
ہی علم انکی بزم مین سرگرمی نشاط
تاکید جسکی آپ کرے سنکر آفتاب
یون حال پر طلا زدون کے ہی نگاہ مہر
ڈھونڈھے چراغ ڈرا کر لیکر آفتاب

اس خاندان سے کچھ تو ہی بہتر کہ چرخ کو
گویا کہ ہی جمال رخ دلبر آفتاب
انسان کو صبر ہو تو اٹھائے ہزار داغ
کس کے ظہور حسن کا ہے مظہر آفتاب
اس زلف کی رہ مشک سے ہوگی برابری
ہر روز ایک سا ہی تجھے چکر آفتاب
جب حسن ہو تو حاجت مشاطگی نہین
ہی خط استوا و خط محور آفتاب
گر چشم حق نگر ہو تو اسکو بھی تو دیکھ
ہے راہ لامکان کی منظر اکثر آفتاب
آنین سگے ہمہ جوشش طوفان اشک کو
دیکھو ضمیر ذرہ مین ہے مضمر آفتاب
بابر جو ہین پر آگ نزاین فلک شکوہ
مردم شناس مثل جہان پرور آفتاب
کیا انکی حضور سے اسکو بھی اک سند
کسطرح زینت فلک اخضر آفتاب
اللہ نے دیا ہی وہ خلق و عطا و حلم
سیمین لباس ماہ ہی زرین سر آفتاب
ظاہر ہی انکی رائے سے ہر نکتۂ خفی
بنتا ہی انکے ہاتھ مین یان ساغر آفتاب
پاتا جو کچھ جگہ بھی ترے در پر آفتاب
گویا کہ جلوہ ریز ہی ذرون پر آفتاب
ہے اور ترے عارض تابان سے ہمسری

کہد و قدم نہ حد سے رکھے باہر آفتاب
مہر سپہر میں یہ ستارہ نہیں آسمان پہ
اب کیا عروس دہر کو ہو زیور آفتاب
کیا مدح ہو سکے گی آخر وہ دعا کرو
جب تک ہی زینت فلک لخضر آفتاب

ہر ایک ماہتاب کو فیض آفتاب ہے
رکھتا ہی بندگی کا یہی محضر آفتاب
اُس فرد پہ ہو لوح خرد کی صفت رقم
آمین جس دعا کہے لشکر آفتاب
نکلے نہ کام چرخ سے ترے حسود کا

بنتا ہی تیرے جلوہ سے ہر اختر آفتاب
رونق ہر ایک علم کو دی ہی حضور نے
تار شعاع سے جو کرے مسطر آفتاب
جب تک ہی ایک داغ قمر کو لگا ہوا
احباب کے نہ علم سے ہو باہر آفتاب

بنیشان عطار و تحریر ومورخان جادو تقریر اس داستان سحر بیان کو خامہ عنبر بن شمامہ سے یون تسطیر کرتے
ہین کہ جب بدر سرحد عجم مین پہونچا تو چند روز وہان قیام کیا ایک دن قصد آگے چلنے کا کیا تھا کہ پردہ بیابان سے
ایک گرد تیرہ و تار اُٹھی کہ گرد با سمان رسیدہ وپاے غبار بزمین دو زیدہ ہوا نے مارا گرد کو اور
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کوہیار بن ماہیار پچاس ہزار سوار سے بجلال
خان و شوکت نمایان ہوا بدر استقبال کے لیے بڑھا بڑی گرمجوشی سے دونون ملاقی ہوئے اور بفرط اخلاص
سے بغلگیر ہو کر حرف وحکایت زبان پر لائے غرض کہ کمال ذوق شوق سے ملاقات ہوئی سے خیمے برپا
ہو گئے بارگاہین استادہ ہوئین کوہیار مع اپنے لشکر اور افسران فوج کے خیمون مین مقیم ہوئے بدر نے
کوہیار کی دعوت کی سامان ضیافت ترتیب دیا گیا اکل وشرب کا چرچا ہوا بعد ازان صحبت عیش وطرب
گرم ہوئی جام بادہ ناب گردش مین آیا دف دائرہ الغوزہ چنگ ورباب بجنے لگا عین گرمی صحبت مین
دونون بگیر بزم لقا کو یاد کرکے بہت روئے گوہر اشک صدف چشم سے نکال کر تار مژگان مین پروئے
بعد ازان یہ مذکور زبان پر لائے کہ پہلے ملک باختر پر قبضہ کرین بعد اسکے ماتم خداوند کا برپا کرین تاکہ ہر ایک
عقیدت کیش مطلع ہو کر شریک بزم عزاے خداوند ہو اظہار رنج والم بادل دردمند ہو باہم یہ صلاح کرکے
بدر نے کہا کہ وہ گیسو بریدہ شو خدیدہ یعنی ملکہ گوہر ملک کہین فرار ہو گئی ہے اُسے سے آئین کوہیار نے
کہا بہتر یہ ہی کہ پہلے اس قلعہ کو لے لو پھر آگے چلنا کہ اتنے مین ان دونون کی خبر شہربانو کو ہوئی
آتش غضب بھی آکر دونون سے ملاقات کی غرضکہ باہم مشورہ کرکے شہربانو کو سمت عجم روانہ کیا اور آپ ملک سجان کی
جانب گرم خیز ہوئے جسوقت شہربانو ملک عجم مین آئی اُس نے یہ اظہار کیا کہ مجکو کسی کے مذہب وملت سے
سروکار نہین ہے اس پر تو یہ چلی اور درستی شہر مین مصروف ہوئی اب حال بدر کا سنیے کہ بدر
جسوقت چار باغ ملک حرمان دیوکش مین پہونچا باغ کو دیکھکر نہایت افسوس کیا بدیع الزمان نے بیان
بہت بڑی عمارت بنوائی تھی اور باغ کو نہایت آراستہ وپیراستہ کیا تھا گنجاب نے اُس باغ کو برباد
کر دیا تھا بدر بربادی باغ کو دیکھکر ازبس متاسف ہوا کہ حیف ہی ایسا ترو تازہ باغ صرصر حوادث سے
اسطرح ویرانہ ہو جائے یہ تاسف کرتا ہوا جانب سجان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر کامل خان بن گنجاب
کو پہونچائی کہ بدر مع فوج ولشکر آپہونچا ہی یہ سنکر کامل خان اور ترک جوشن پوش وعلقمہ اصطرلابی ودرجان
درباری وغیرہ یہ سب سردار نہایت پریشان ہوئے شہر مین حفاظت کا انتظام کیا اور آذوقہ بکثرت
جمع کر لیا اور شہر سے لشکر کو لیکر باہر آئے خیمہ برپا کیا اس عرصہ مین تتق گرد جانب صحرا سے بلند ہوا اور
آواز نقارون کی آنے لگی جب قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ بدر مع کوہیار پچاس ہزار
سوار کی جمعیت سے نمایان ہوئے اور سامنے آکر میدان مین خیمہ وخرگاہ برپا کیے مگر طبل جنگ نہین بجوایا دوسرے

روز جب کہ شہسوار مہر سوارے اخضر فلک پر نمودار ہوا بدر نے نامہ کامل خان بن گنجاب کو لکھا کہ بہتر اس مین ہے کہ تم پیغمبر
قدرت کے بیٹے ہو دین سے اپنے برگشتہ ہو کر عزت اپنی بہت روز تک کھو چکے اب لازم ہے کہ ساتھ اہل اسلام
کے جا کر گرو اور اطاعت ما بدولت کی اختیار کرو ورنہ خون کے دریا بہا دون گا یہ نامہ کوہیار لیکر طرف
کامل خان کے روانہ ہوا ہنوز کامل خان کے لشکر تک نہ پہونچا تھا کہ قضا کار و اتفاقات روزگار جانب
صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی تو ہزار سوار سفید پوش نمودار ہوئے جو ٹریان ہرکارون
کی واسطے خبر کے روانہ ہوئین انھون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ یموت بن سارنج جس کو ملک
قاسم خاور سیاہ نے زیر کیا تھا وہ اشرافیہ سے پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہے کہ اتنے
مین یموت بن سارنج کا لشکر قریب آ پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان مسلح و مکمل مع چند سواران ہمراہی کے
کہ وہ بھی سب سلاح و سنجوگ سے دریائے آہن مین غرق ہین طرف ملک سنجان کے جاتا ہے اسنے پوچھا تو کون
ہے اور کہان کا عزم رکھتا ہے کوہیار نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون بدر بن زلال یک چشمی کا پاس کامل خان کے
جاتا ہون یہ سنتا تھا کہ یموت کو نہایت غصہ آیا اور کہا او حرامزادے بدر کیا مسخرا ہے کہ جس کا تو ایلچی بنا ہے دور
ہو سامنے سے اور پلٹ جا یہ سنکر اُس نے تلوار ماری یموت نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی
اور ایک طمانچہ مارا کہ کوہیار کی آنکھون مین دنیا اندھیری ہو گئی یموت نے اسے اسیر کر لیا وہ
چند لوگ جو ہمراہ آئے تھے روتے پیٹتے ہوئے سامنے بدر کے پہونچے اور تمام احوال بیان
کیا بدر نہایت غصہ مین آیا اور کہا کہ خیر کل اُس سے سمجھون گا طبل جنگ بجا دو اسی وقت نقارہ زری پر چوب پڑی
اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر کامل خان بن گنجاب کو ہوئی یموت کو استقبال کر کے لے گیا
بعد اس کے خود کوس حربی بجوا دیا تمام رات نقارہ گرد گرمانے لگے جوان تیاری جنگ مین مصروف
رہے کہ یکایک پردہ شب سے گریبان سحر چاک ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طیور درختون پر چہچہہ زن ہوئے
کفار بعد بت پرستی میدان جنگ مین آئے صف آرائی کی ادھر اہل اسلام نمازون سے فارغ ہو کر عازم
میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ بدر بن زلال
مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا بعد سلیح شوری مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بھائی یموت کا
حوت بن سارنج نکلا اور مقابل ہوا ادھر یموت نے کوہیار کو دار پر کھینچا وہان تلوار چلی
اور حوت زخمی ہوا ترک جوشن پوش نکلا بدر نے نیزہ مارا ترک نے نیزہ اسکا خند طعن مین
ہوائی کیا بدر نے غصہ مین آ کر تلوار ماری گھوڑے نے ترک کے سکندری کھائی تیغہ سر پر سنبھالا تا دو بارہ
تیر آیا دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی وجہ با ہر آئی غش طاری ہوا ترک
گھوڑے سے گرا بدر نے اسیر کر کے اپنے لشکر مین بھیج دیا یہ حال دیکھکر زرین جنگ میدان مین
آیا بڑی دیر تک لڑا کیا آخر ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور کہا کل پھر مین بدر سے لڑون گا شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے باقی داستان فردا

اب چند داستان شاہزادگان ایرج ولور الدہر سے بیان ہوتے ہین

کہ جب درقان شہر ریونند مین آیا تو سنا کہ ملک ریونند واسطے شکار کے گیا ہوا ہے پاس آ کے
پہونچا کہا تو کون ہے اُس نے حال اپنا بیان کیا اور بہت عاجزی کی اُس نے کہا اگر تو امیر مراد بخش کو

سجدہ کر تو مین تجھے پناہ دیتا ہون بلکہ تیری طرف سے خود لڑون گا اور یہ نہایت زبردست سردار ہو ذرقان نے
کہا بچشم و دل قبول ہو اور سجدہ کیا ریوند شاہ نے اُسے سپہ سالار کیا اور شہر مین آیا ذرقان کی نہایت
عزت کی دنگل اسکو سبسے بالا دست دیا صبح کو خبر آئی کہ ایرج اور نورالدہر عقب مین ذرقان جنی کے
آتے ہین ریوند نے کہا کچھ پروا نہین ہو اور مع لشکر شہر سے باہر آیا بارگاہ استادہ کرائی کہ اتنے مین
صحرا سے گرد اُڑی اور ایرج و نورالدہر پہونچے ریوند نے انکو آتے دیکھکر طبل جنگ بجوا دیا تمام
رات نقالے سر پٹیا کیے آخر صبح کو شاہ خاور واسطے فریادرسی کے برآمد ہوا ریوند صفین آراستہ
کرکے خود میدان مین آیا برچھے کے ہاتھ نکالے جب پسینے مین غرق ہوا نیزہ زمین پر گاڑکر مبارز
طلب کیا ایرج نے مرکب بڑھایا نورالدہر نے بھی گھوڑا آگے بڑھایا یہ کہتا ہی میرا شکار ہو وہ کہتا ہی میرا صید ہے
دونون غصہ مین بڑھتے چلے جاتے ہین نہ اپنی جرأت کا خیال ہو کہ ایک سے دو کو لڑنا نہ چاہیے کچھ
ہوش نہین ہے عشق مین دختر سموات کے مبہوت ہین نورالدہر کہتا ہی کہ دختر کو مجھے دے ایک کا نوہ
ہی کہ خبردار مجکو دینا ورنہ مار ہی ڈالون گا ریوند نے پکارا کہ مین تم دونون کو شکار کرون گا کہ اتنے مین نورالدہر
نے قریب پہونچکر سر پر ریوند کے تلوار ماری تلوار نے خود کو کاٹا عرق چین زرہ توپ وغیرہ سے اُترتی
ہوئی چلی تھی کہ کمر پر وار ایرج کا ہوا ریوند کے چار ٹکڑے ہوے ذرقان نے جو یہ حال دیکھا دختر کو لیکر
طرف طلسم آصف کے روانہ ہوا ایرج و نورالدہر بسبب سردار کے مارے جانے کے تمام فوج ٹوٹ پڑی
تھی انھون نے بہت لوگون کو مارا آخر کار فوج بھاگی ایرج و نورالدہر نے ہرچند شہر مین تلاش کیا
ذرقان کا پتا نہ لگا بعد تفحص بسیار معلوم ہوا کہ بھاگ کر طرف طلسم آصف کے گیا ہی ایرج نے نورالدہر سے
کہا کہ چلو امیر کی صندلی بھی اُسی طلسم مین ہی یہ دونون بھی مشورہ کرکے طرف طلسم کے روانہ ہوے جمشید و سموات
نے ہرچند منع کیا مگر ایک نے نہ مانا مجبور ہوکر یہ تو دونو کوہ مین اُترے اور طرف طلسم آصف روانہ ہوے

اب دو کلمہ داستان جنگ بدر کے لشکر اسلام سے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدر نے طبل بجواکر دوسرے دن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو بہوت بن سارنج مقابل ہوا نیزہ
بازی ہوئی بہوت نے نیزہ اسکا ہوائی کیا لیکن تلوار سے یہ بھی زخمی ہوکر پھر گیا کامل خان اپنے مرکب کو
چمکا کر مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کامل خان نے نیزہ ہوائی کیا تلوار چلی آخر یہ بھی
زخمی ہوے شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ پر آئے کامل خان مع
زخمی سردارون کے رات کو قلعہ بند ہوا اور مہتر سنجانی عیار کو پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے
روانہ کیا اور عرض کرا بھیجا کہ بدر نے آکر نہایت پریشان کیا ہی سب سردار زخمی ہین آخر کو قلعہ بند
ہوے عیار پیغام لیکر روانہ ہوا یہان علاج زخمیون کا ہونے لگا کہ اتنے مین دیکھا کامل خان نے ازدحام
بیابان گرد ... برخاست ... تیرہ تیرہ علامت کفر و ضلالت جب گرد شق ہوئی تو دو سو علم فیلان مست پر
دکھائی دیے ... سوار کا تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شعبہ ظلم کوہی نے پسر آیت شاہ
زیور شاہ کو بادشاہ کیا اور خدا پرستون سے لڑنے جاتا ہی یہ لشکر کامل خان ... بھی پریشان
ہوا لیکن دوسری راہ سے طرف ملک حیران کے چلا کیونکہ اسطرف محمط تھا عیار زنبور مکذب بن کذاب
ہی اس نے آکر بدر کو خبر دی کہ نبیرہ خداوند چاتا ہے آکر خدمت مین زمین کو بوسہ دو

بعد یہ خبر سنکر لشکر کو چھوڑ کر پاس زیور شاہ کے روانہ ہوا کامل خان کو جب یہ معلوم ہوا کہ بدر لشکر مین
نہین ہی شہر سے نکلکر لشکر بدر پر اس کے شبخون مارا اور خزانہ بدر کا لوٹ لیا ترک جوشن پوش کو رہا کیا
اور پھر قلعہ مین چلا آیا وہان لشکر مین غدر ہو گیا رات بھر کفار آپسمین لڑا کیے اک ہنگامہ محشر انگیز برپا رہا
باپ کو پسر نے بھائی کو بھائی نے قتل کیا جب صبح ہوئی کچھ لوگ روتے پیٹتے پاس بدر کے پہونچے اور تمام
حال بیان کیا کہ لشکر آوارہ گیا کامل خان نے شبخون مارا خزانہ لوٹ لے گیا ترک جوشن پوش کو رہا کیا
یہ سنکر بدر نہایت غصہ مین آیا اور زیور شاہ سے اجازت لے کر پھرا اور یہ قصد کر لیا کہ کل اسی
شہر کو ضرور لے لون گا اور لشکر مین آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا قلعہ پر بھی طبل بجا سامان جنگ درست ہونے لگا
کامل خان نے قلعہ کو آراستہ کیا

اب یہان سے دو کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت عیار سنجانی فرستادہ کامل خان در بند جالندر یہ پر پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے پہونچا
بعد دعا و ثنا بجا لانے کے سب کیفیت بیان کی کہ یون بدر آیا اور سرداروں کو زخمی کیا آخر سب قلعہ
بند ہوئے قریب ہے کہ قلعہ فتح ہو جائے اور سنجان مین عملداری کفار پھر ہو جائے یہ سنکر شاہزادہ
بدیع الزمان نے سامان کوچ کر کے آگے عیار کو روانہ کیا عیار طرف سنجان کے گیا لیکن بدیع الزمان
جو کوچ بکوچ قریب ملک عجم کے پہونچے قیام پذیر ہوئے لیکن کوئی واسطے استقبال کے نہ آیا شب کو
کچھ لوگ آئے اور بیان کیا کہ بدر نے عجم لے لیا اور شہربانو بھی عجم مین ہے جب بدیع الزمان عجم مین داخل
ہوئے یہ خبر شہربانو کو ہوئی اُس نے لشکر کشی کر کے نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر سے شہربانو نکلی مبارز طلب کیا جب ادھر سرداروں نے
عورت کے مقابلہ کو نکلنا عار سمجھا تو شہربانو لشکر سمیت آگر گری جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی آخر کار
شہربانو شکست کھا کر بھاگی اور شہر سے نکلکر درہ کوہ مین قیام پذیر ہوئی بدیع الزمان نے آگے
چلنے کا ارادہ کیا مردمان شہر اس سے بہت ڈرے ہوئے تھے شاہزادے کو روکا بدیع الزمان نے فضل بن
کیا ہور خون آشام کو وہین چھوڑ چالیس ہزار سوار اطاعت مین دیے اور آپ سرحد عجم مین آئے داخل
محل ہوئے گوہر ملک کو دیکھا گوہر ملک بدیع الزمان کو دیکھکر رونے لگی بدیع الزمان نے گلے سے
لگایا اور ایک شب وہان رہے صبح کو کوچ کر کے چار باغ مین آئے اسکو ویران دیکھکر نہایت افسوس کیا
جوان مرد قصاب کو دو ہزار آدمی سے چار باغ مین چھوڑا اور آپ آگے روانہ ہوے لیکن بدر بن
زلازل نے طبل بجوا ہی دیا تھا صبح کو قلعہ پر یورش کیا کامل خان خود فیل بند دروازہ سے پھر
دور بین لگا کے بیٹھا دیکھا کہ کفار ہلا کیے چلے آتے ہین جسوقت زد پر آگئے گولنداز وں کو اشارہ کیا توپین
چلنے لگین جگر زمین کا ہول سے شق ہونے لگا جتنے زد پر آگئے تھے ایک ہی باڑھ مین سب اڑ گئے باقی کفار
بھاگ کر چلے بدر کو نہایت غصہ آیا اور بیٹھکر مرکب پہ تنہا طرف قلعہ کے متوجہ ہوا گرز ہاتھ مین استوار کیا گھوڑے
کو اڑا کر طرف قلعہ کے چلا یا تو اہل قلعہ خوش تھے کہ یلغز کفار کا توڑا اب جو دیکھا کہ بدر آتا ہی نہایت پریشان ہوے
لیکن جسوقت بدر زد پر آیا گولے مارنا شروع کیے لیکن بدر خالی دیتا ہوا چلا آتا ہے جب خندق پر
پہونچا گھوڑے کو ایڑ کی مرکب جست کر کے خندق کو پھاند کر برابر دروازہ قلعہ کے آیا دیکھا اہل قلعہ نے

بدر زیر دیوار قلعہ کھڑا ہو دست بدعا ہوئے کہ ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز بچا تو اس حرامزادے سے
ادھر بدر نے گرز مارا کہ دروازہ قلعہ کا ٹوٹا بدر نے اندر جانے کا قصد کیا تھا کہ اہل اسلام کی بیچارگی سے
دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا ادھر وہ بیابان سے تق گرد بلند ہوا جسوقت گرد شق ہوئی شاہزادہ
بدیع الزمان کئی لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا بدر یہ حال دیکھکر افسوس کنان طبل بازگشت بجواکر پھر گیا
تمام شہر میں اور قلعہ پر طبل شادمانی بجا زخمی سوار واسطے استقبال کے قلعہ سے باہر آئے اپنے مالک کے تصدق ہوئے

لیکن اب حال فضل خان بن کیا ہو رکا بیان ہوتا ہے کہ جسے بدیع الزمان حفاظت عجم کیلیے چھوڑ آئے ہیں اب وہ حال سنیے

فضل خان عجم میں تھا کہ ایک روز ہرکاروں نے شرربانو کو خبردی کہ بدیع الزمان طرف سیستان کے
روانہ ہوا فضل بیگیا ہو رکو عجم میں چھوڑ گیا ہے وہ یہ سنکر شب کو مع فوج چلی اور آکر لشکر کیا ہو رپر
شبخون مارا قتل کرنا شروع کیا غلغلہ برپا ہوا فضل شور سنکر خیمہ سے نکل آیا سنا کہ شرربانو شبخون کری
ہے یہ سنکر جلدی سے مرکب پر بیٹھکر تلوار کھینچی اور جسمین شرربانو کے چلا راہ میں مقابلہ ہوا تلوار
چلی مرکب فضل خان کا مارا گیا فضل پیدل ہوا شرربانو نے دوسری تلوار ماری کہ سر فضل کا بھی
زخمی ہوا لوگ فضل کو سامنے سے لے گئے اور لشکر نے فضل کے شکست کھائی فضل نے عیار کو اپنے
ملوک عجم کے پاس بھیجا کہ اگر تم کہو تو میں چلا آؤن اس نے قبول نہ کیا فضل مجبور و ناچار مع لشکر
بھاگ کر چار باغ میں پاس جوان مرد قصاب کے آیا دوسرے روز شرربانو نے لشکر جوان مرد پر بھی
شبخون مارا جوانمرد نے مقابلہ کیا زخمی ہوا آخر شرربانو فضل و جوانمرد دونون کو گرفتار کرنے گئی
لیکن جسوقت یہ خبرین پیہم گوہر ملک کو پہونچین نہایت غصہ آیا اور پروردگار پر تکیہ کرکے لباس مردانہ پہنا
اور ہتھیار لگائے نقاب چہرہ پر ڈالی نیزہ ہاتھ میں لیا گھوڑے پر سوار ہوکر چلی ہرچند ملوک عجم نے منع کیا
مگر نہ مانا اور لشکر شرربانو پر شبخون کری قتل کرنا شروع کیا یہ خبر شرربانو کو ہوئی کہ ایک نقابدار لشکر کو قتل
کررہا ہے سنتے ہی شرربانو مرکب پر سوار ہوکر طرف نقابدار کے چلی اور آواز دی کہ او نقابدار بدکردار کیون
میرے لشکر کو قتل کررہا ہے نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جسوقت شرربانو قریب نقابدار پہونچی نیزہ مارا
گوہر ملک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شرربانو نے تلوار ماری پس تلوار کو پشت شمشیر پر روک کر خود وار
کیا شرربانو نے سپر بلند کی مگر تلوار جو گرتی ہے سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا دوابرو تراکی اوس نے
سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہوگئی شرربانو اور مرکب دونون
غلطان و پیچان زمین پر آئے لوگ اسے لیکر بھاگے گوہر ملک نے فضل خان اور جوانمرد
قصاب کو بھی رہا کیا نقارہ ظفر بجا شرربانو شکست کھا کر بھاگی یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی گوہر ملک تھے
یون نقابدار جنہے شرربانو کو شکست دی اور اپنے سردارون کو رہا کیا نہایت خوش ہوے
وہان بدر کہ بدیع الزمان کے آنے سے طبل بازگشت بجواکر قلعہ پر سے پلٹ آیا تھا جب
رات ہوئی آکر بارگاہ میں بیٹھا جام مے ناب گردش میں آیا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی جب خوب
نشہ ہوا بدر نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو دی فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ حربی

پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال بدر مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف سے
شاہزادہ بدیع الزمان مقابل ہوا بدر رنگاور کو بچا گیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن
مین شاہزادہ نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اُس نے غصہ مین آکر تلوار ماری بدیع الزمان نے
چاہا تھا کہ بند دست پر ہاتھ ڈال دون کیونکہ تلوار مارنا بدر کو بیکار ہو کر بسبب خفتان مرصع بند کے
تیغ اس پر اثر نہین کرتی لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار
بدر کی سر پر بیٹھی بدیع الزمان نے فوراً داستانہ مارا کہ تلوار جھنا کر سر سے نکلی شاہزادہ بدیع الزمان نے
اسی حالت مین ایک ہاتھ کمر بند مین بدر کے ڈال دیا بدر نے دوسری تلوار ماری بدیع الزمان نے
سپر پھینک کر کلائی پکڑ لی جس سے شانہ بھی زخمی ہوا مگر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور زین سے اٹھا لیا
سر پر چیخ دے رہے تھے کہ فوج کفار دوڑ پڑی یکایک کمر بند بدر کا ٹوٹا اور یہ زمین پر گرا لوگ اس کے
آگئے تھے اسے بچا لے گئے بدر گریزان ہوا اہل اسلام داخل قلعہ ہوئے علاج وغیرہ بدیع الزمان
کا ہونے لگا کہ دوسرے روز بدر نے آکر پھر قلعہ کو گھیر لیا انھین اسی حالت مین چھوڑے ۔

اب چند کلمہ داستان طلسم آصف بن برخیا کے اور جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب ایرج و نور الدہر وادہ طلسم مین در تے ایک صحرا اطلس صحرا مین جاتے جاتے قریب کوس بھر کے
پہونچے ہون گے کہ ایک میدان سبز و خرم نظر آیا اور اُس میدان مین ایک قلعہ دکھائی دیا کہ ہزار برج
اُسکے تھے اور ہر برج مین غول بیٹھے تھے کہ آنکھین جنکی مانند مشعل کے روشن تھین اور
ہر برج مین ایک ایک طاق تھا اور ہر طاق مین دو زنگ آویزان تھے اور ایک کرسی رکھی تھی اُس پہ
ایک بندر اندھا گردن بندھا ہوا بیٹھا تھا اور دروازے پر ایک زاغ سیاہ کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا اور ایک طرف
طلسم کے میدان مین پانچ سو درخت چنار سر بفلک کشیدہ نظر آتے تھے اور ہر درخت کے نیچے کماندار تیر و
کمان جوڑے ہوئے تیس بیٹھے تھے یہ رنگ دیکھکر ایرج و نور الدہر آگے بڑھے کہ کمانداروں نے
کمانین کھینچین اور وہ زاغ اُڑکر بلند ہوا اور اُس بندر نے عمود ہر زنگ پر مارا کہ صداے ہولناک
پیدا ہوئی اور قلعہ چرخ کھانے لگا اور غولون نے تالیان بجائین جس سے اور شور و غل پڑ گیا کہ یکایک
ایک اژدہا قلعہ سے باہر آیا دو نقارہ اسکی پشت پر رکھے ہوئے تھے اور ایک دیو اُس پر سوار تھا اُس
دیو نے نقارہ پر چوبین ماریں کہ دوسرا اژدہا قلعہ سے باہر آیا ایرج و نور الدہر بیہوش ہو کر اُس کے
شکم مین چلے گئے بعد چند عرصہ کے جب ہوش آیا تو اپنے کو ایک باغ سبز و خرم مین پایا کہ گلہاے
بوقلمون کھلے ہوئے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی مین مصروف ہین صدہا آدمی کام مین مشغول ہین
کوئی کیاریان درست کر رہا ہے کوئی قلمین لگا رہا ہے کوئی پانی سینچ رہا ہے میوہ گوناگون پھلا ہوا ہے کہ ایرج
و نور الدہر کے جی مین آیا کہ کچھ میوہ کھانا چاہیے دور ہاتھ شاخ درخت کی طرف دوڑایا وہ شاخ بلند ہوگئی
دوسری شاخ پکڑنا چاہی وہ بھی اونچی ہوگئی اسی طرح جس شاخ کے پکڑنے کا قصد کیا وہ اونچی ہو گئی مجبور
ہو کر بیٹھ رہے یونہین تین روز کا عرصہ گذر گیا جب تیسرے روز بھوک کے مارے بہت مضطر و پریشان

ہوئے درخت پر چڑھنے کا قصد کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ خبردار درخت پر نہ چڑھنا ورنہ پچھتاؤ گے اور یہاں
کھانا بغیر مزدوری کے ممکن نہ ہوگا یہ کسی کی نہ سنتے تھے درخت پر چڑھنے لگے جس درخت سے لپٹے وہ نظروں
سے پنہاں ہوگیا جب اُس سے علیحدہ ہوئے پھر نظر آنے لگا اسی اثنا میں ایک دیو پیدا ہوا کہ تین
شاخیں اُسکے سر پر تھیں اور دو بیل فولادی اُس کے ہاتھوں میں تھے وہ ایرج و نورالدہر کو دیے اور
کہا کہ دن بھر روڑے کوٹ کر شہر میں جاؤ شام کو کھانا نصیب ہوگا ورنہ مارے بھوک کے مر جاؤگے ناچار
یہ بھی اپنے کام میں مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو وہی دیو دو روٹیاں لے کر آیا ایک ایک دونوں کو
دے کر چلا گیا اُن شاہزادوں کو کہ جو ہمیشہ غذائے لطیف کھایا کیے تھے ایک ایک روٹی تیسرے دن
نصیب ہوئی شکر پروردگار بجا لا کر کھائی چشمہ سے پانی پیا سو رہے جب صبح ہوئی پھر کام میں مصروف
ہوئے شام کو حسب معمول دیو آکر روٹی دے گیا اسی طرح ایک ہفتہ کا زمانہ گذرا ایک روز ایرج کام میں مصروف
تھا کہ نورالدہر نے کہا کیوں ایرج اسوقت تو تم اپنی جگہ تخت صندلی پر بیٹھے ہوتے ہو واہ کیا شان
و شوکت تھی اسی پر ایرج نے کہا میں تو نہیں مگر شاید تم بیٹھے ہو جو مجھ پر طعن کرتے ہو نورالدہر نے
جواب دیا کہ بیٹھے تو نہیں ہیں مگر بیٹھیں گے ایرج نے کہا کیا مجال نورالدہر نے بیل فولادی خبردار کہکر
ایرج پر مارا ایرج نے بیل کو بیل پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آسمان کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہوگیا تیغ گرد بلند ہوا ایرج نے بھی جواب میں ایسی ضرب ماری کہ وہی حالت نورالدہر کی بھی ہوئی
جو ایرج کی ہوئی تھی بیانک پیہم کی ضربیں چلنے کی نوبت آئی تمام قلعہ گونج گیا غولوں نے
یہ رنگ دیکھکر تالیاں بجائیں کہ زمین میں زلزلہ پیدا ہوا و زاغ سیاہ غضب خوردہ آیا اور ان دونوں کو
زمین باغ پر گرا کر چلا گیا

اب یہاں سے چند کلمہ داستان آمد نقابدار سبز پوش کے فتح کرنا طلسم آصف کو اور لینا صندلی صاحبقران کا اور رہا کرنا ایرج و نورالدہر کو بیان کرتے ہیں۔

کہ جب وہ زاغ ایرج و نورالدہر کو زمین پر گرا کر چلا تو سامنے سے ایک نقابدار سبز پوش نظر آیا لوح
گلے میں اُسکے پڑی ہوئی تھی اُسکی شکل دیکھکر بیتاب ہوا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤں نقابدار نے
بزودی تمام تیر مارا زاغ بچکر چلا تھا کہ تیر سینہ پر بیٹھا زاغ قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر گرا زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں زاغ جادو بود یکایک ایک دیو مہیب پیدا ہوا
کہ رو میں تن و آہنی بدن تھا گرز ہاتھ میں استوار کیے ہوئے نزدیک نقابدار کے آیا اور اس زور سے چنگھاڑا کہ تمام قلعہ
تھرا گیا اور گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز کو سپر پر روکا اور ہاتھ کلائی پر ڈال دیا لیکن ضرب سے دیو کی ایک
تلک پڑ گیا تھا اور تمام عمارت باغ کی گر پڑی تھی کہ نقابدار نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر کمربند
دیو کا پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور چرخ دے کر جو زمین پر مارا تو استخوان پارہ پارہ ہوگئے اسی
اثنا میں غبار تاریک بلند ہوا اور آواز غولوں کی آئی دیکھا نقابدار نے کہ صد ہزار غول تالیاں بجاتے
ہوئے چلے آتے ہیں بجلی آتے آتے نظروں سے غائب ہوگئے بعد اسکے صد ہزار درختوں پیڑ دو رستے
نظر آئے کہ کبھی باہم لڑتے ہیں اور قلابازیاں کھاتے ہیں قلقاریاں مارتے ہیں کہ ناگاہ نقابدار
کے گلے میں جو لوح پڑی ہوئی تھی اُس لوح کو درمیان غولوں اور بندروں کے پھینک دیا اور نقارہ

سلیمانی کے ہمراہ تھا پھوا دیا پس بمجرد لوح پھینکنے کے غول ریگ طرف سے اور بندر ایک طرف سے دوڑے اور
باہم لڑنے لگے کہ دریاے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ ایک غول اور ایک بندر باقی رہ گیا سب مر گئے وہ بھی
باہم لڑا کیے یہاں تک کہ بندر نے غول کو مارا اور لوح لینے چلا تھا کہ نقابدار نے تیر مارا وہ تیر بندر کی
پیشانی پر پڑا نقابدار نے لوح اٹھالی کہ یکایک شور و غل برپا ہوا ہواے تند چلی ابر ہفت
رنگ پیدا ہوا صداے رعد کے گرجنے کی آئی ابر سے برق باری ہونے لگی ہزار بجلیاں کوندھکر ہر
طرف گرنے لگیں اور ایک جانب سے ایک اژدر قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا نمودار ہوا اور نقابدار پہ
حملہ آور ہوا نقابدار نے ایسی لکد ماری کہ سر اژدھے کا بخش زمین ہو گیا یکایک ابر شق ہوا اور
اُس میں سے ایک ساحرہ نمودار ہوئی کہ ہاتھ میں اُس کے ایک گلدستہ سحر تھا وہ اُس نے نقابدار
پر کھینچ مارا جسکا ہر پھول ایک برق چالہ ہو کر طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا پھول
کمھلا کر گر پڑے اُس نے جب یہ دیکھا کہ اتنا بڑا سحر میرا خالی گیا جس کے تیار کرنے میں ایک عمر صرف
کی تھی گھبرا گئی اور بھاگنے کا قصد کیا کہ نقابدار نے تیر بہرہ کمان میں پیوستہ کیا اور اُس ساحرہ پہ
لگا تیر کلیجہ پر اُسکے پڑا تڑپ کر زمین پر آئی اور ایک دو پیر زمین پر مارے کہ ایک زنگی پیدا ہوا کہا
اے حرامزادے مجھے نکال لیجل میں نے تجھکو کس دن کے لیے پالا تھا یہ سنتا تھا کہ وہ زنگی کہ ایک ہاتھ میں اُسکے
بوتل شراب کی تھی اور ایک میں جام تھا دونوں کو نقابدار کی طرف لڑا کر پھینکا یا وہ دونوں چور
ہو گئے اور چھینٹے اُنکے جو جسم نقابدار پر پڑے تو آبلے پڑ گئے چکر آ گیا اور زنگی اُس ساحرہ کو
لیکر بھاگا کہ عیار نقابدار کے ساتھ تھا اُس نے آواز دی کہ اے شہریار ہوش میں آئیے حریف نکلا جاتا
ہے نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحرہ جسے تو نے تیر مارا تھا زمین پہ نہ گرنے پائے
کہ چو رنگ ہوائی کرا اگر شاید اتفاق سے تا زمین پہنچ جاوے اور زنگی پیدا ہو تو لوح آگے اُس کے
پھینکدے جب وہ لوح اُٹھانے چلے تو تیر سے کام اسکا تمام کر اور خون زنگی کا علاج آبلہ جسم کا ہے یہ
دیکھکر نقابدار نے آواز دی کہ ارے لوح لیتا جا یہ کہکر لوح پھینکی زنگی خوشی خوشی دوڑا جیسے ہی قریب
لوح کے آیا نقابدار نے تیر مارا کہ گلے پر زنگی کے بیٹھا اور فوارہ خون کا گردن سے جاری ہوا پس نقابدار
قریب پہونچا اور خون اُس کا آبلوں پہ ملا فوراً صحت ہو گئی وہ زنگی اور ساحرہ دونوں تڑپ تڑپ کر دم توڑ
رہے تھے کہ نقابدار نے ایک ایک ہاتھ تلوار کا چھوڑ کر دونکی مشکلیں آسان کیں فوراً آندھی چلی خاک اُڑی
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازیں عجیب پیدا ہوئیں کہ کشتی مرا نام میمونہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہے نہ وہ درخت ہیں نہ باغ ہے ایک
میدان وسیع ہے کہ اتنے میں آسمان کی جانب سے چند ہزار دیو و پری تخت نقابدار کا لیے ہوئے زمین
پر آئے نقابدار تخت پر جلوہ افروز ہوے طبل سلیمانی کہ جس کی آواز دوازدہ فرسنگ تک جاتی تھی بجا اور
علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار کے کھلا ایرج و نور الدہر دونوں زخمی کھڑے دور سے تماشا دیکھ رہے
تھے اور حیران تھے کہ اتنے میں نقابدار نے کہا اے جوانو تم کون ہو اور کیوں متحیر ہو شاہزادوں نے کہا تم
امیر کی جانشینی کے لیے بڑی محنت و مشقت کی ہے اگر تم اولاد ابراہیم نہ ہوتے تو میں تم کو بہت ذلیل کرتا
ایرج و نور الدہر از بسکہ اُسکی بہادری دیکھ چکے تھے کچھ جواب نہ دیا جدا ہوئے نقابدار نے کہا کہ

میری اطاعت تم کو قبول کرنا لازم ہی کہ مین نے تمکو اس بلا سے چھڑایا کہ تم قید تھے اور اساسہ صاحبقرانی بھی اس وقت میرے قبضہ مین ہی دونون نے جواب دیا کہ جو ہمین زیر کرے ہم اُسکی اطاعت کرتے ہین ورنہ اطاعت کی امید نہ رکھو نقابدار نے کہا خیر بہتر ہی سباتل مین سمجھا جائیگا القصہ ذرقان جنی سے سوال اسلام کیا اُس نے انکار کیا نقابدار نے ذرقان کو قتل کیا جمشید و سموات دونون مسلمان ہوئے دختر سموات پسر جمشید کو دیا نورالدہر وایرج کا معالجہ کیا بعد اُسکے دونون کو طرف سباتل کے یہ کہکر روانہ کیا کہ مہم ملک مصفائے ازرق پوش کو سر کر کے ہم بھی بعد تمھارے آتے ہین اور دیو و پری اپنے ہمراہ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوا

چند کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدیع الزمان زخمی ہو کر شہر مین آئے تھے مرجان کو طرف سباتل کے روانہ کیا تھا جب وہ سباتل مین پہونچا تمام حال بیان کیا قاسم اپنے فرزندون سمیت باسطے مدد بدیع الزمان کے روانہ ہوئے لیکن یہان بدر نے طبل جنگ بجوا دیا بدیع الزمان درد زخم سے بیہوش تھے اہل قلعہ نے سامان اپنا درست کیا جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روئے سحر ظاہر ہوا جہونکے نسیم بہار کے چلے طائر باغون مین چہچہہ زن ہوئے مسجدون مین آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مندرون مین سنکھ پھکا آفتاب عالمتاب برآمد ہوا کہ یکایک بدر بن دلازل ایک چشمی مع فوج یلغر کیے ان نعرے چلا ادھر کو لنداز دن نے سیدھ باندھی جب دیکھا کہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین ہتنے گولے مارے اتنے گولے ملے کہ صفین بچھا دین لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ بدر برلب خندق کھڑا ہوا ہے اور نات زنی کر رہا ہی ایک پتھر قلعہ پر سے پھینکا کہ جو چالیس من کا تھا وہ پتھر قریب سر بدر کے پہونچا بدر نے سر اپنا تو بچایا لیکن پشت سے رگڑتا ہوا گھوڑے کے پیچھے پڑا کہ بدر گھوڑے سمیت خندق مین گرا اب لوگ بھی اُسکے آگئے تھے بدر کو نکال لے گئے اور دس ہزار آدمی بدر کے کام آئے بدر تو بیمار ہو گیا دوسرے روز بدر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آمد لشکر شاہزادہ خاور سیاہ کی پہونچی بدر نے سعید قلم کوہی کو بلا کر کہا کہ قاسم آنے نہ پائے اُس نے اگر راہ روکی تو قاسم نے غصہ مین طبل بجوا دیا سعید نے بھی طبل بجوایا تمام رات نقارے سرہانے کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سعید بھی میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اُدھر سے قاسم نکلے نگا ور چلی گھوڑا سعید قلم کوہی کا پس پا ہوا اُس نے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ ہوائی کیا گرز مارا گرز بھی چھین کر پھینک دیا سعید قلم کوہی نے تلوار ماری قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر جو وار کیا تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو رد کرتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی سعید نے لشکر نیچے کھینچا تلوار سر سے نکلی مگر غش آگیا لوگ اُسے لے گئے قاسم مع لشکر مقابل مین بدر کے لشکر آرا ہوا انھین تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک جزیرہ لباب مین پہونچا آخر شرزجل پیشانی خدمت مین لاہوتک کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس جزیرہ مین ایک درخت نہایت عجیب ہی کہ اُس نخل پر ہزارون جانور اپنے پرون کا سایہ کیے رہتے ہین اگر اُسکا حال معلوم ہو جاوے تو مین جانون کہ آپ خداوند ہین اور سجدہ بھی کرون لاہوتک نے کہا کہ بے اسکے تو سجدہ نہ کرے گا اُس نے کہا نہین یہ لاد خداوندی ہی کسی وقت مین جب مصلحت ہوگی بتا دونگا

آخر اُس نے نہ مانا لاہوتنک نے آدم خوروں سے کہا کہ اسے کھا لو سب ٹوٹ پڑے اور حصہ بانٹ کر لیا اب لاہوتنک پاس اُس درخت کے آیا دیکھا کہ واقع میں ہزار ہا جانور سایہ پروں کا کیے ہوئے ہیں لاہوتنک نے تلوار سے درخت کو قلم کیا جڑ کھدوائی تو ایک انگوٹھی نکلی کہ وہ خاتم سلیمان تھی اُسنے ہاتھ میں پہنا دیکھا کہ سب جانور سر پہ لاہوتنک کے سایہ کیے ہوئے ہیں بہت خوش ہوا کہ یہ سامان تو بڑے خداوند لقا کو بھی نہ نصیب ہوا ہوگا اتنے میں چار دیو سامنے آئے سلام کیا اور کہا کہ ہم تیرے فرمانبردار ہیں جسکے پاس یہ انگوٹھی ہو لاہوتنک نے کہا جو کہیں وہ کروگے کہا ضرور اس نے کہا بہتر وقت پر سمجھا جائیگا لیکن وہ دونوں شیطان نیچے جو اسکے ساتھ تھے اور خبر نیک و بد کی دیتے تھے اُنھوں نے لاہوتنک سے کہا کہ ہم اب رخصت ہوتے ہیں لاہوتنک نے کہا کیوں کہا یہ انگوٹھی جب تک تمھارے پاس ہے ہم رہ نہیں سکتے لاہوتنک نے کہا اچھا میں بعد چندے کے اسے جدا کر ڈالونگا غرضکہ وہ دونوں روانہ ہوئے اور لاہوتنک کشتی پر سوار ہو کر طرف فرنگوشیہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے دیو تند آیا خدمت میں شاہ اسلام کے حاضر ہوا اور خبر خروج شعشعہ بن قہقہہ کی بیان کی اور کہا کہ اور نگ قلعہ پور سے بھاگ کر آیا ہے قرلیشیہ سلطان آج لڑائی ہوئی اور لیکہ شعشعہ دین بھی ہے قرلیشیہ نے شکست کھائی قلعہ بند ہے ملکہ آسمان پری نے فرمایا ہے کہ قمور دیو پرور کو واسطے مدد کے روانہ کرو میں انھیں لیے جاتا ہوں شاہ اسلام نے اجازت دی تند کہ قمور دیو پرور کو لیکر روانہ ہوا

اب کچھ حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کا سنیئے

کہ جب یہ دونوں طلسم سے چھوٹ کر اپنے لشکروں میں آئے تو بدیع الزمان اور قاسم عالیشان کو نپایا حال پوچھا قارن نے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر کرب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ والد بزرگوار کی مشکل سے کہ قاسم روانہ ہوئے یہ اچھا نہوا کرب نے کچھ جواب نہ دیا نورالدہر بھی خاموش ہو رہے کہ ایک روز شاہ اسلام نے فرمایا کہ اے کرب غازی امیر نے فرمایا تھا کہ تم تین روز سے زیادہ مبائل میں نہ رہنا دو برس گذر گئے ہیں کہ میں خواب پریشان دیکھتا ہوں دوسرے روز کرب و حارث و سعد ہفت در ہند کی طرف روانہ ہوئے

اب چند کلمے لاہوتنک غول کے بیان ہوتے ہیں

کہ جب اس نے انگشتری سلیمانی پائی تو تین ہزار آدمی کا لشکر لیکر طرف شہر فرنگوشیہ کے روانہ ہوا لیکن حال فرنگوشیہ کا یہ تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور خواجہ فرخ بازرگان باہم بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے تھے کہ یکایک صحرا کی طرف ہزار ہا چراغ روشن دیکھے شعلہ بن دیو جیر کو واسطے خبر کے روانہ کیا جب شعلہ کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اترا ہوا ہے شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ باہم بیٹھے ہوئے مصروف شراب خواری ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں نے جس بیدردی سے خداوند کو مارا دیکھنا کہ لاہوتنک خداوند زادہ کیسا انکو بھی مزا چکھاتا ہے ایسی شے اُسکے ہاتھ لگی ہے کہ تمام دیو و پری فرمانبردار ہیں یہ خبر سنکر شعلہ عیارہ خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اور سب حال لاہوتنک کا بیان کیا مالک بن ملکوت شاہ یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا کہ دوسرے روز خبر آمد لاہوتنک کی ہوئی مالک نے قلعہ کو آراستہ کیا آپ فیل بند دروازے پہ بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوا دیکھا کہ آگے آگے تین سو ہاتھی

جعدہ تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف لاہوتنگ ولقائی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گرد اسپر دیکھا کہ تخت لاہوتنگ کا چار ہاتھیوں پر کسا ہوا ہے اور ملک عرواق اور
سمائل شاہ دست راست پر اور لشکر آدم خواروں کا دست چپ کی جانب اس شان و شوکت سے یہ
جلوس آکر سامنے قلعہ کے اترا بارگاہیں استادہ ہوئیں یہ رنگ دیکھکر فرخ نے مالک بن ملکوت شاہ سے
کہا کہ کسی کو واسطے خبر کے شاہزادہ ایرج نوجوان کی خدمت میں روانہ کیجیے یہ سنکر مالک نے شطر کو نامہ
دیکر روانہ کیا لیکن لاہوتنگ نے دوسرے دن شہر میں آنے کا قصد کیا اہل قلعہ مانع ہوئے اس نے طبل
جنگ بجوایا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی قلعہ پر بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ میں
بسر ہوئی صبح کو لاہوتنگ نے آدم خواروں کا لشکر واسطے قلعہ گیری کے روانہ کیا وہ یلغار کر کے سوا روی میں جمعیت
کثیر چلے آتے تھے جب اہل قلعہ نے دیکھا بہت گھبرائے لیکن خدا کو یاد کیا اور جب آدم خوار زد پر آئے
گولے مارنا شروع کیے بیانک گولے مارے کہ ستراو کر دیا دو ہزار آدم خوار مارے گئے اور قلعہ تک رسائی
نہ ہوئی پس یہ رنگ دیکھکر لاہوتنگ نے غصہ میں آکر دیووں سے کہا کہ اس قلعہ کو توڑ ڈالو دیو حکم
پاتے ہی چلے اہل قلعہ خوش خوش لڑائی سر کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ دیوار قلعہ کی اڑ اڑا کر گری
بہت سے اہل اسلام دب کر مر گئے کچھ لوگ جلدی کیا یک دوسری دیوار گری سب قلعہ سے نکل نکلکر بھاگے
کہ یہ کیا بلائے عظیم ناگہانی ہے کہ ایسا مستحکم قلعہ یوں گرتا ہے آن واحد میں دیووں نے تمام قلعہ کو برباد کیا
لاہوتنگ مع لشکر داخل قلعہ ہوا اور قتل عام ہونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان
مصلحت جانکر مطیع ہوئے لاہوتنگ ملعون کو سجدہ کیا بہت سے بہادران اہل اسلام زخمی ہوئے
بہت سے مارے گئے القصہ لاہوتنگ کا قبضہ ہو گیا بعد اس کے لاہوتنگ نے ایک نامہ پاس
قاآن قرمین اور ایک نامہ مہران گنجوری کے پاس روانہ کیا جب نامہ دار پہنچا قاآن نے زائچہ کیا
اور علم نجوم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جنگ میں لاہوتنگ سے سرسبز نہ ہونگا لیکن مہران نے نامہ
کو چاک کر ڈالا اور نامہ بر کا منہ کالا کر کے شہر سے نکال دیا وہ بحال پریشان خدمت لاہوتنگ میں حاضر
ہوا لاہوتنگ اسکا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اسی وقت طبل تیاری کا حکم دیا کہ میں کل ان
بندگان بے ادب کو سزائے معقول دونگا غرضکہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی بلند
ہوئی ہرکاروں نے خبر مہران گنجوری کو دی کہ قصد ہے لاہوتنگ کا کہ کل بلا کرے کہا کچھ پرواہ نہیں
خدائے بزرگ دست اور تیاری میں قلعہ کے مصروف ہوا کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر لاہوتنگ سے سہمان آدم خوار
نکلا اور مبارز طلب کیا مہران گنجوری مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا سہمان لنگا ورزن ہوا مرکب
برابر سے ہٹے سہمان نے کہا اے مہران خداوند کو تو نے سجدہ نہ کیا دیکھ تجھے کیسی سزائے معقول
دیتا ہوں یہ کہکر نیزہ کو مارا مہران نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگیں بعد کچھ دیر کے مہران نے
نیزہ سہمان کے ہاتھ سے ببرکت اسلام ہوائی کیا سہمان نے خشمناک ہوکر گرز مارا مہران نے
گرز کو گرز پر روکا تولنگے کی صدا بلند ہوئی شرارے آگ کے نکل گئے لیکن گرز خود پر سے اچٹکر شانہ پر
مہران کے گرا کر شانہ کھڑک گیا وہاں سے مان پر آیا کولا بھی ٹوٹا مہران بیہوش ہو گیا لوگ اسکے

دوڑ پڑے اور مہران کو نکال لے گئے اور بھاگ کر قلعہ بند ہوئے خندق میں آگ روشن کرادی پل تختہ اٹھا لیا گیا تو دیون
نے منہ سیدھے کرکے گولے مارنا شروع کردیے سہمان مع چالیس ہزار آدم خوارون کے چلا تھا کہ لاہوتک سے
منع کیا اور کہا کہ مفت بندگان خاص میرے ضائع ہوتے ہین اور دیون کو حکم کیا کہ قلعہ کو ویران کرو اُسی وقت
دیون نے قلعہ کو برباد کرنا شروع کیا کچھ لوگ مہران کو لیکر نکل گئے باقی سب از ترس جان لاہوتک پرست
ہوگئے قلعہ سالار بیچ ویران و برباد ہوا القصہ وہان سے رخ قلعہ قمریہ کا کیا قارن قمر بین نے علم نجوم سے دریافت
کیا تھا کہ میں لاہوتک سے سرنگون ہونگا کچھ تحائف لیکر شہر سے باہر آیا اور اطاعت لاہوتک کی اختیار کی اس قلعہ
پر بھی لاہوتک کا قبضہ ہوا چند روز لاہوتک نے جشن کیا بعد اُس کے ایک روز کہا کہ اے بندگان خاص
میرے دیکھا تم نے میں کیسا خداوند ہوں کہ ظالم میرے سر پر ہر وقت سایہ فگن رہتے ہین اور دیو پری میرے
فرمانبردار ہین اب چلو طرف نطاق اسکندریہ کے وہان دیکھو کیا رنگ ہو اور ہرکارون کو واسطے خبر کے
روانہ کرکے خود بھی طرف نطاق اسکندریہ کے روانہ ہوا وہان اسکندر شاہ جو مالک شہر تھا اُس نے
خبر خروج لاہوتک کی سنی اور برباد ہونا قلعین کا بھی سنا سمجھا کہ وہ ملعون اس طرف بھی ضرور آئیگا تمام
قلعہ کو آراستہ کر رکھا ایک روز فیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر صحرائے سبزہ زار کی کر رہا تھا شب کا وقت تھا
چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ ایک جانب سے صدا گرد اٹھنے کی پیدا ہوئی اور ابر غلیظ نمودار ہوا
اور کچھ روشنی سی بھی اس ابر میں تھی جب صدا قریب آکر تحقیق ہوا تو معلوم ہوا کہ کوئی لشکر عظیم آتا ہے اور گرد نقارون
کی ہے اور روشنی بخشاخون کی ہے ابر و برق نہیں ہے اتنے میں ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا بجا لانے کے
عرض کیا کہ لاہوتک پانچ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا ہے اُس کا یہ قصد معلوم ہوا ہے کہ
نطاق اسکندری کو کفرستان لاہوتی قرار دے یا برباد کرے اور کئی قلعے تاخت و تاراج کیے آتا
ہے غرضکہ وہان بارگاہ لاہوتی باہر شہر کے استادہ ہوئی لشکر اسکا اتر پڑا تمام رات یونہی صحرا میں بسر کی جب
شاہ خاور افق مشرق سے نکلکر عرصۂ افلاک پر تابان ہوا اُسوقت لاہوتک نے نامہ اس مضمون کا اسکندر شاہ
کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم اطاعت خداوند کروگے تو یہ ملک و مال تمھارا ہے اور اگر سجدہ خداوند بجا نلاؤگے
اور حلقۂ اطاعت گلے میں ڈال کر حاضر نہوگے سرتابی کروگے تو یاد رکھنا کہ تمام قلعہ برباد کردونگا اینٹ سے
اینٹ بجادونگا بیخ و بنیاد سے قلعہ کو مسمار کرکے گدھے کے ہل پھروادونگا اسی طرح سے کلمات تہدید نامہ
مین لکھوا کر نامہ دار کو روانہ کیا ایلچی جب نامہ لے کر دروازہ قلعہ پر آیا چوبدار نے آکر سکندر شاہ کو اطلاع کی
کہ ایک ایلچی لاہوتک کا حاضر ہوا ہے اور نامہ لایا ہے حکم ہوا کہ ایلچی کو حاضر کرو چنانچہ ایلچی حضور میں سکندر
شاہ کے حاضر ہو کر آداب شاہی بجا لایا اور نامہ لاہوتک پیش کش کیا اسکندر نے دبیر کو نامہ دیا اُس نے
نامہ کو آواز بلند پڑھا اسکندر کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی نہایت غصہ میں آیا اور آثار غیظ و غضب کے
نمایان ہوے منشی سے حکم دیا کہ پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کرو منشی نے حسب الارشاد نامہ لکھکر ایلچی
کے حوالہ کیا ایلچی نامہ لے کر روانہ ہوا اور لاہوتک کو لاکر نامہ دیا اُس مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اور غصہ میں
آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے معلوم ہوا کہ ان سب کی شامتیں آئی ہین چنانچہ اُسی وقت کوس حربی پر
چوب پڑی صدائے شور و غوغا بلند ہوئی ہرکارے جو بطور جاسوسی مین تھے وہ خبر سنتے ہی لیکر روانہ ہوے
اور جا کر سکندر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر لاہوتک میں طبل رزم بجا ہے کل کے روز وہ میدان کارزار میں

نکلکر آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کریگا باقی خیر و عافیت ہے اسکندر شاہ نے یہ سنکر کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے خداے
بابزرگ ہست یہ کہکر اور اپنا مختصر لشکر لے کر میدان میں آیا بارگاہ برپا کی اور نقارۂ جنگ بجوا دیا تمام رات
دونون لشکرون میں طیاری رہی بہادر اسلحۂ جنگ درست کرنے لگے جو دلاور کہ عرصے سے مشتاق دیدار
شاہد تیغ تھے اُن کو تو گویا وہ رات شب عید ہو گئی تھی دل اُن کے نہایت بشاش تھے کہ کل روز وصل
شاہد شمشیر بران ہے مدت سے ہمکو اسی کے وصل کا ارمان ہے ایسے معشوق قاتل کے منہ دیکھنے سے دل کو
شگفتہ ہے آنکھیں اسکی چال ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہیں اب وقت سحر جلوۂ معشوق شمشیر دیکھیں گے
سر میدان خون زخم بہادران غازۂ رخسار شجاعت ہو گا گلشن آرزو میں بہار آئے گی نخل تمنا بارور ہو گا سرا
سردار پر ٹھکانے خوشنما ہو ... ثمر لائے گا نخل آرزو آج ... باغبان قضا گلچینی کرے گا جو گل خوش رنگ گلشن شجاعت
تیغ کا پھل کھا کر لبان غنچہ مسکراتا ہوا باغ جہان سے بوے گل کیطرح جائے گا مرکر نقش زندگی پائے گا قیام
قیامت تک اسکا نام صفحۂ دہر پر قائم رہے گا ہر ایک بہادر دنیا میں اُسکی بہادری کا معترف و مداح ہو گا حیات جاودانی
اسی کا نام ہے مردون کا یہی کام ہے کہ میدان وغا میں زخمی ہو کر سرخرو جانب عدم جائیں افتخار کی سند شجاعان
دہر سے پائیں یہ خیال کر کے اکثر بہادرون نے غسل کر کے بخیال وصل شمشیر تیز پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن میں عطر
سہاگ ملا آنکھون میں سرمہ لگایا کہ کل معشوقۂ اجل سے ہمکنار ہون گے بعضے بولے کہ کل قصاب اجل
خون ریزی پر کمر باندھے گا تیغ تیز سے حلال کرے گا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہے اور کون غازی ہو کر جان
سلامت لیجاتا ہے یہ وقت غنیمت ہے ... غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس کا ... ورنہ دگرگون حال ہو جاتا ہے
الکسم میں لانے کا ... بعض بہادرون نے اپنی تلوار میں ڈورا ڈلوایا تاکہ حریف کی گردن کا ڈورا کاٹیں جلد رشتۂ حیات
قطع ہو جائے بعضون نے چار آئینے صیقل کیے کہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے کسی بہادر نے دستانون کو اپنی
قوت بازو سے درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہے دعا کرو کہ
آبرو رہجائے قدم میدان جنگ میں ... نہ ہٹے خداوند عالم عرصۂ کارزار میں ثابت قدم رکھے صاعقۂ شمشیر
شرربار کی چمک سے بڑے بڑون کی آنکھیں جھپک جاتی ہیں عرصۂ کارزار میں قدم جما کر تلوار کھانا کچھ
منہ کا نوالا نہیں ہے اچھے اچھون کے جی چھوٹ جاتے ہیں بڑے منچلون کا کام ہے کہ تلوار کی آنچ کو ہواے
سرد فرحت افزا خیال کرتے ہیں حریف کے سامنے سے بھاگنا ننگ و عار سمجھتے ہیں کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے
کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس جری کی تیغ سے کون کون ہلاک ہوتا ہے کون زندہ رہتا ہے کون گوشۂ
عدم میں ٹانگ پھیلا کر سوتا ہے مقابلہ حریف سخت ہے خدا آبرو رکھے امید ظفر و خیال شکست دونون توام
ہیں کیونکہ جنگ دو سرا ... قول مشہور ہے اے برادر دعاے فتح و ظفر خالق اکبر سے مانگو یہ شب دعا و
مناجات میں بسر کرو تاکہ خالق بحر و بر ... ہمکو حریف پر مظفر و منصور کرے دامن مراد گوہر آرزو سے بھر دے
کوئی تیر انداز گوشہ میں بیٹھکر تیرون کو ترکش میں بھرتا تھا کمانیں جو خانہ کر گئی تھیں انکو سیدھی سانگ
ساتا تھا ... ناوک فگنون سے چلا کے کہتا تھا کہ ای نامدار دم نے پر لیس ہو میں ان تیرون سے اپنے حریف
کو تاک تاک کے ہلاک کرون گا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرون گا تیراندازی میں ذرا خطا نہ کرون گا
مالک کا حق نمک ادا کرون گا اُن کے قدم پر اپنی جان قربان کر دون گا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ
مرد میدان اور نمک حلال ایسا ہی کرتے ہیں ہم بھی سرفروشی اور جانبازی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے وقت صبح تو ہماری

دلاوری میدان میں دیکھنا جبتک جسم میں روح رہے گی قتل حریف سے باز نہ رہیں گے اکثر سوار اپنے برچھے کو دیکھکر
کے باہم کہتے تھے کہ یہ برچھا سینہ حریف پر تان کر اس طرح ماریں گے کہ وہ جانبر نہوگا جب گھوڑے سے گرے گا اسکو
پامال سم اسپان کریں گے بعض بہادران نامی گرامی گرز گران سر کو اٹھا کر اور گردش دیکر تیغ زنوں سے
کہتے تھے کہ ہم تو کلہ عمود سے دشمن کو جواب دیں گے جو ہمارے منھ چڑھیگا تو گرز گران سر سے اسکا چہرہ
بگاڑ دیں گے غرضکہ ہر ایک بہادر نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے سرشار رجان دینے پر تیار تھا آلات حرب وضرب کی
درستی میں ہر نامدار ذی وقار تھا لیکن جو بزدل و نامرد دونوں لشکروں میں تھے انکی یہ کیفیت تھی کہ خوف جان و
جنگ وجدال سے اپنے بستر پر پڑے ہوئے لحاف اوڑھے کانپ رہے تھے دمبدم آہ و نالہ لب پر جاری خوف جان سے
انتہا کی بیقراری جب کوئی پیدل یا سوار انکے پاس آ کے پوچھتا ہے کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمہارا کیسا ہے آج بستر پر کیوں پڑے
ہو اسقدر آہ وفریاد کیوں کرتے ہو تو وہ کیا جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ سردی سے آگئی ہے تمام اعضا میں
درد ہے تپ کی شدت سے اعضا مثل شمع کافوری جل رہے ہیں تشنگی سے حلق خشک ہے کلیجہ جلا جاتا ہے الٰہی
دہن کا مزہ تلخ ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا دشوار ہے تکیہ سے سر اٹھانا
محال ہے کیونکر اٹھیں اور تم سے باتیں کریں وہ پیدل یا سوار کہتا ہے کہ بھئی ذرا لحاف کے باہر اپنا ہاتھ تو
نکالو ذرا ہم بھی تمہاری نبض تو دیکھیں کہ یہ کیسی تپ ہے کہ ایک روز کیا بلکہ پہر ہی بھر میں تمہاری یہ کیفیت
ہوئی کہ صاحب فراش ہوگئے شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے ہم سے باتیں کر رہے
تھے جس وقت سے کہ طبل جنگ بجا ہے اس وقت تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آ لیٹے ہو اسوقت ہمکو
معلوم ہوا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہوگئی ہے وہ بزدل بخیال اسکے لحاف سے باہر ہاتھ نہیں نکالتا نبض
اپنی سواروں کو نہیں دکھاتا ہے کہ سوار و پیدل نبض دیکھکر کہیں گے کہ تمکو تو مطلق تپ نہیں تپ و درد کا کوئی اثر
ثابت ہوگی غرض اس طرح کے خیالات کر کے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی اسقدر قوت نہیں کہ لحاف سے
باہر ہاتھ نکالیں اور تمکو نبض دکھائیں علاوہ اسکے تمکو نبض دکھانا ہی بیکار ہے تمکو تیر و شمشیر دیکھنے میں البتہ دخل
ہے نبض کا حال تم کیا جانو یہ حکیم کا کام ہے تم حکیم نہیں ہو جو تمکو نبض دکھاؤں بیکار سردی میں اپنا ہاتھ باہر نکالوں
مثل تمہارے احمق نہیں ہوں بس جاؤ اپنے بستر پر بیٹھو مجھسے زیادہ گفتگو نکرو مجھسے بات نہیں کیجاتی ہے اگر
خدا چاہے گا صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہیں سوار و پیدل بیمار کی تقریر سنکے بے اختیار ہنسنے
لگے ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب واقف ہیں جب کبھی طبل جنگ بجا ہے اور خیال حریف کا تونے کیا ہے
اسی طرح تو زبردستی بیمار پڑا ہے کیوں مجھسے دروغ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے اصل تو یہ ہے کہ تو مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے
وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی و شجاعت ظاہر ہے دیکھو میں ایسا جری ہوں کہ تپ سے لڑ رہا ہوں تمسے باتیں کر رہا ہوں
حواس بیجا درست ہیں تم سب کو پہچانتا ہوں سب کے نام جانتا ہوں کہو تو بتا دوں اگر میری طرح اور
کسی کو ایسی تپ آتی تو منھ سے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا حواس خمسہ تمام زائل ہو جاتے ابتک مر جاتا قبر میں دفن ہو جاتا
میں ہی ایسا بہادر ہوں جو ابتک زندہ ہوں اور تم سے باتیں کر رہا ہوں سوار و پیدل نے ہنسکے کہا کہ واہ واہ تمہارا
شجاعت و بہادری میں مثل نہیں تم عجب بہادر ہو اوندھے پڑے ہوئے خوف جنگ سے بید کی طرح
کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بیٹے کو خوف کا رعشہ سے مرض اسہال ہو گیا دمبدم دست آنے لگے رنگ رخ
زرد و چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی [illegible] یہ دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو میں عہد کرتا ہوں کہ

بابا دار صاحب متعلقے مزار پر چیزیں چڑھاؤں گا کوئی نام رکھنے لگا کہ اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ
ہوگا تو کبھی سوارون مین نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کیا کرون کدھر نکل جاؤن کیونکر جان اپنی
دشمنون سے بچاؤن خوف زدہ سوار سائیس سے کہتا تھا کہ بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح ضرور میرا مرکب زین
و لگام سے درست کرنا ہم تو آخر شب تارون کی چھاؤن مین ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کی طرف بھاگ
جائینگے ہرگز وقت سویرے یہان نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہین ہین کہ لشکر مین رہین اور ہنگام مقابلہ
کسی حریف نابکار کے ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین شاہ و شہریار تو ملک و مال کی ہوس پر لڑتے
ہین انکا باہم جنگ و جدال کرنا بجا و درست ہے اور ہمکو تو کسی طرح کی امید نہین اگر لڑائی فتح ہوئی تو ہمکو کیا
فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو تو وہی پندرہ بیس روپیہ مہینہ عمر کے بھر ملینگے
بس پندرہ بیس روپیہ کے لیے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا کہ حضور ایسا تو نہ فرمایئے آپ سپاہی ہوکر
ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین آپ کو ایسی گفتگو کرنا زیبا نہین بس اب خاموش رہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی
جری سن لے تو آپ کو باعث ذلت و رسوائی کا ہو اگر آپ چلے جایئے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے
کوئی آپ کو ٹکے کو نہ پوچھے گا دو کوڑی کی آبرو ہو جائیگی اگر ایسے ہی آپ بزدلے تھے تو رسالے مین کیون
اپنا چہرہ لکھوایا تلوار کیون باندھی اپنے تئین بہادرون مین کیون شامل کیا بقول شخصے ؎ ہم بھی ہین پانچون
سوارون مین ؎ ہان اگر آپ نے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھایئے حریفون سے
مقابلہ کرکے بہادرون مین اپنی آبرو بڑھایئے برسون سے آپ نے اوقات بسری بفراغت کی ہے آج وقت پر
آپ بھاگے جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے اہل لشکر آپ کو کیا کہینگے اور یہ آپ کو کیونکر یقین ہوگیا
کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جائینگے زندہ نرہینگے ہر چند کہ ہنگام وغا بازار اجل گرم ہوتا ہے کوئی تیر سے
کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادرون کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ ہی رہتے ہین تلوار اور تیر و
تفنگ کوئی حربہ حریف اپنر کارگر نہین ہوتا پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی
حفاظت کرتی ہے بقول شخصے ؎ گرچہ میدان وغا مین خطرۂ جان ہے مگر ؎ بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین ؎
اس سوار نے تقریر سائیس کی سنکے کہا کہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہین مرتا سچ ہے لیکن تو نے
شاید یہ شعر نہین سنا ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ؎ تو مرو در دہان اژدرہا ؎ انسان کو لازم ہے کہ
جہانتک ہو سکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی نہ کھڑا ہو جہان خیال ہلاکت ہو جان بچانا
فرض ہے حکم خدا قل سیروا فی الارض ہے بس مین داناے دہر ہون میدان وغا مین ٹھہرنا کیسا جاؤنگا
بھاگ نہین مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا
خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر خائف ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپ کے کسی کو ایسا ترسان
نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہون ؎ جس طرح سے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین ؎
بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین ؎ بس نے خداوند واسطے آپ کو اپنے دین و ملت کا اسوقت جنگ جدال
سے خائف نہو جیے لشکری آپ کو بزدل کہینگے اگر آپ کی قسمت مین تلوار سے دو ٹکڑے ہونا نہین
ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا ہی آگئی ہے تو گھر مین
ہلاک ہو جایئے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے اگر آپ معرکۂ وغا مین کار نمایان

کرینگے اور وہ لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپکا عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو و عزت یوماً فیوماً
بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر سائیس سے کہا اپنے تو بڑا بیہودہ ہی ہمکو نصیحت کرتا ہی ہمارا اتالیق بنتا ہی جو ہم کہتے
ہین اُسے قبول نہیں کرتا اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو ہمارے حکم کی تعمیل کرو ورنہ پچتاے گا تو ہمارا تابعدار ہی ہم تیرے
فرمانبردار نہیں ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین میدان جنگ مین جائین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل
ہو جائین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنون کے ہاتھ سے دور پار خیطان کے کان بہرے قتل
ہو جائین لڑائی مین کام آئین تو ہمارا لباس پہنکے اور ہتھیار لے کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف چلا
جائے یہی تیرا قصد ہی ہمکو تیری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی بابا جی یہ تیری آرزو کبھی نہ بر آئے گی ہم
تیرے اس فقرے مین کبھی نہ آئین گے اور تیرے دام مکر و فریب مین کبھی نہ پہنسین گے ہم عقلمند ہین اپنے دوست
و دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدوے جان ہی یہی چاہتا ہی کہ ہم کسی طرح ہلاک ہو جائین لیکن ہم تیرے
کہنے پر کب عمل کرین گے تو ہمسے زیادہ عقلمند نہیں ہی ہم ہر چند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین اور تو لاکھ دانا ہی
مگر بیوقوف ہی ہماری اور تیری عقل مین زمین و آسمان کا فرق ہی ہمنے دنیا دیکھی ہی جو ہم جانتے ہین وہ تو نہیں
جانتا ارے ہم وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہی مدت تک سایہ سے دھوپ مین
نکلنے نہیں دیا ہی اور بیاہون کی صحبت مین بیٹھنا کیسا ہمنے ہمیشہ شطرنج اور گنجفہ ستار وغیرہ کے
شغل مین اپنی زندگی بسر کی ہی اب تھوڑے زمانہ سے اُس شخص کی خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جہنم واصل کرے
اُنھون نے ہماری والدہ صاحبہ اور بابی صاحبہ کو ورغلا کر اور اُنکا زیور طلائی و نقرئی بکوا کر ہمکو گھوڑا
لے دیا اور رسالہ مین نوکر رکھوا دیا ہم ہر چند ہمنے اُن سے کہا کہ ہم گھوڑے پر سوار نہون گے ہتھیار نہ باندھین گے
نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے چاقو بھی کمر مین نہیں رکھا ہی گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر بھی سوار نہیں ہوے ہین
ہمین گھوڑے کی سواری سے ڈر معلوم ہوتا ہی ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے گرین گے پامال سم اسپ ہو جائین گے
لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا آپ تو مر گئین ہمکو اس نوکری کی آفت مین
مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزارون پیدل و سوار علف تیغ بیدریغ ہو نگے کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار جا بجا ہون گے بازار اجل گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت ہوگا
ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار و پیدل قتل ہون گے میدان
مصاف مین جوے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلے گی سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے
پامال سم اسپان ہو جائین گے خاک مین مل جائین گے سیکڑون تیرون سے ہلاک ہو جائین گے ضرب گرز گران سے
پیوند خاک ہو جائین گے صدہا شمشیر بران سے قتل ہو کر سوے عدم جائین گے بہت سے کفن بھی نہ پائین گے
لاشین اُنکی بے گور و کفن رہین گی طعمہ زاغ و زغن ہونگی کتے اُڑا لے جائین گے دن بھر لاشین دھوپ مین
پڑی رہین گی رات کو شبنم مین زیر فلک رہین گی چادر گرد اُنکی لاشون پر اُڑ اُڑ کے پڑے گی شامیانہ افلاک اُنکی لاشون پر
سایہ فگن ہوگا اجل اللہ اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے یہ معرکہ دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آ جائے گا
گھوڑے سے گر پڑین گے پامال ہو جائین گے روح جسم سے نکل جائے گی بے لڑے موت آ جائیگی لڑنے کا
ارمان دل ہی مین رہ جائے گا اے سائیس عہد طفلی سے تو ہماری یہ کیفیت ہے کہ جب ہمارے سامنے کسی فصاد نے
ذرا رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آ گیا بارہا امتحان کیا ہی کہ اگر کہین

یہ فکر کہ ہمارا دل دہل گیا روح جسم میں خوف سے بیقرار ہو جاتی ہے حواس خمسہ بجا نہیں رہتے قصہ کوتاہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہے تو ہمسے میدان جنگ میں حریف سے کیا لڑا جائیگا ابھی چار مہینے کا زمانہ ہوا کہ ہماری شادی ایک نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہے وہ ہمسے نہایت محبت کرتی ہے اگر ہم تیرے کہنے سے صبح کو میدان رزم میں جائیں اور قتل ہو جائیں تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہے مرنے کی خبر سنکے رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی پس ای ساتھیو ہم انہیں خیالات سے میدان جنگ میں نہ جائینگے تو ہماری عوض ہماری وردی پہنکر اور ہتھیار لگا کے میدان رزم میں جانا ہم گھوڑے کے دانہ گھاس کی تدبیر کرینگے کوئی سوار اگر تجھے پہچان کر کچھ پوچھے تو کہدینا کہ وہ علیل ہو گئے ہیں اسوجہ سے مجھے بھیجدیا ہے تو میدان رزم سے اگر زندہ پھر آوے اور لڑائی فتح ہو گئی تو جو کچھ خلعت و انعام ملے گا وہ تو ہی لے لینا ہمیں ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو گیا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونوں لشکروں میں جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک میں لشکروں سے نکل گئے آخر شب گذر گئی اور وہ وقت آیا کہ

ہوئی شب خون کھا کر جلد کافور | سیاہی شب کی لیکر ہو گئی دور | لڑائی کی جو سب نے دلمیں ٹھانی
تو نکلا شہسوار آسمانی

صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں دونوں طرف سے تبردار نکلے درختوں کو کاٹ کر جھاڑی جھنڈی صاف کی بیلداروں نے منگلر زمین کو ہموار کیا سقوں نے آبپاشی کرکے میدان کو مثل آئینہ کے کر دیا بعد اسکے نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا گایا جس سے خون نے بہادروں کے جسم میں جوش مارا اور لشکر کفار سے حمران آدمخوار بھائی سہمان کا میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو گیا گرگدن کو روک کر نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور پکارا کہ ای گروہ خداپرستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے یہ سننا تھا کہ بھائی اسکندر شاہ کا دارا کے فلک مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اسکندر کے آیا اجازت چاہی کہا جاؤ حافظ حقیقی مالک و مختار ہو دارا نے سلام کیا بار دیگر مرکب پر بیٹھکر میدان کارزار کا راستہ لیا جونہی بمقابلہ حمران پہونچا وہ ملعون گاؤدم گرز ہوا دارا نے تلوار خالی دی گھوڑے نے حمران سے سکندری کھائی حمران اونٹ سے منھ چلا تھا کہ دارا نے گرز مارا سر پہ حمران کے پڑا ایک سر سے ہزار سر ہو گئے یہ دیکھکر کافروں میں غل بلند ہوا ہوشان بن حمران تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے تو نے غضب کیا کہ دھوکا دیکر میرے باپ کو مار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے لیکن دارا نے جو دیکھا کہ یہ غصہ میں اندھوں کی طرح چلا آتا ہے حقہ سے کمند بجھا دیے اور آپ جھکا کھڑا ہو رہا جیسے ہی ہوشان وہاں پہونچا دارا نے جھٹکا دیا کہ گھوڑے کے پاؤں ٹیکے اور ہوشان سر کے بل گرا دارا نے بزودی تمام اسکا سر بھی گرز سے پارہ پارہ کیا اسی طرح کئی آدمخواروں کو واصل جہنم کیا یہ دیکھکر سہمان ملعون کو نہایت غیظ آیا اور گرگدن سیاہ اڑا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ غضب کیا تو نے میرے بھائی بھتیجوں کو میرے مارا اب میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جائیگا دارا نے جھپٹ کر دے بھی گرز مارا سہمان نے کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے سہمان دارا سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی قریب شام سہمان نے لنگر دارا کا توڑا اور سر پر جسے رخ دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا کلیجہ نکال کر کھا گیا اور طبل باز گشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نہایت اداس کمال پریشان سکندر غم میں دارا کے گریبان چاک کیے ہوئے پلٹا داخل بارگاہ ہو افکر

میں بیٹھا تھا کہ کیا کروں کہ آواز طبل جنگی کی کان میں آئی از بسکہ اپنی زندگی سے غم برادر میں تنگ تھا
خود بھی حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی مردان جنگ آزما مصروف تیاری جنگ
ہوئے سلاح جنگ درست کرنے لگے تمام رات یونہی بسر ہوئی جبکہ سفیدہ سحری چمکا اور شاہ خاور زرہ
خط شعاعی پہنے ہوئے میدان افلاک میں برآمد ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے بعد آراستگی
صفوف جدال وقتال سہمان پھر میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ زمین لرز گئی آواز اس ملعون کی بہت گران تھی
اس طرف سے اسکندر شاہ اجازت خواہ ہوا منصور بن اسکندر نے کہا اے فرزند بھائی کا غم میرے لیے کم نہیں
ہے کہ تو بھی جدا ہوتا ہے بہتر یہی ہے کہ مجھے جانے دے اس نے کہا یہ نہ ہوگا کہ جوان فرزند زندہ رہے اور ضعیف باپ
لڑنے جائے ماسوا اس کے اب تو میں قصد میدان کر چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھکو کیا کہینگے
اسکندر رونے لگے لگا کر ناچار اجازت میدان دی منصور عرصہ مصاف میں آیا بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی
ہوئی منصور نے نیزہ ہاتھ سے سہمان کے ہوائی کیا سہمان نے خشمناک ہو کر تیر سہ پر کمان میں
جوڑ کر مارا منصور نے خالی دیا تیر کی چوٹ میں سہمان جھک گیا منصور نے تیغ مارا کہ سر سہمان کا زخمی
ہوا سہمان نے سنبھل کر پھر تیر مارا گھوڑا منصور کا کام آیا اور منصور پیدل ہو گیا سہمان مرکب چمکا کر
طرف منصور کے چلا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اژدر نے سر نکالا اور منصور کو نگلکر غرق زمین ہو گیا
سہمان منھ دیکھکر رہ گیا یعنی اسکندر نے جو دیکھا کہ منصور کو اژدہا نگل گیا بس اس نے ہاے کا نعرہ
مارا اور کہا کہ ایک آفت سے بچا تھا تو دوسری آفت آئی اے نور نظر تو کہاں گیا زمانہ میری نظر میں
تیرہ و تاریک ہے ہاے اسی لیے تو میں منع کرتا تھا اجازت میدان نہ دیتا تھا ہاے پسر تو نے
یہی جوان مرگی کا داغ مجھ ضعیف خستہ جگر کو دیا کاش تیرے ساتھ ہی مجھکو بھی نہنگ قضا نے طعمہ اجل
کیا ہوتا تو یہ داغ غم فرزند میرے دل پر نہ ہوتا پس اسکندر روتا ہوا غصہ میں تلوار کھینچکر طرف سہمان
کے دوڑا سہمان از بسکہ زخمی تھا میدان سے بھاگ گیا مگر ہورتک آدمخوار کرہ پشت نہنگ پیکر
مقابل اسکندر ہوا اور گرز سر پر چرخ دیکر مارا اسکندر نے سپر بلند کی بچاؤ ضربہ سپر کو کب مانتا تھا ڈھال
کو کاٹتا ہوا سر پر بیٹھا ہورتک نے جھٹکا مارا کہ آرہ تا جگر کام کر گیا یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ دوڑ پڑے
اور لاش اسکی نکال لے گئے جنگ مغلوبہ ہو گئی آدمخوار بہت سے اہل اسلام کو مار کر کھا گئے لیکن فوج
بے سردار لاشہ اپنے مالک کا لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی کند شہر میں گھس آئے رعایا قتل ہونے لگی
ہنگامہ عظیم ہو گیا جس نے اطاعت لاہوتک اختیار کی وہ تو بچا باقی سب مارے گئے تمام نطاق
اسکندریہ میں کفرستان ہو گیا لاہوتک ملعون نے جشن کیا اور بڑی خوشی کی اپنی فوج کو خلعت و انعام دیا

اب حال منصور کا بیان ہوتا ہے

کہ اسکو مقابلہ سہمان سے اژدہا لے گیا تھا وہ اژدہا اک ساحرہ تھی جو منصور بن اسکندر پر عاشق ہو گئی
تھی آئی تھی واسطے مدد لاہوتک کے مگر اس جوان کا حسن و جمال اور اسکو لڑتے دیکھکر عاشق ہو کے لیگئی
غرضکہ آنکھ جو منصور کی کھلی تو دیکھا کہ میں ایک باغ پربہار میں ہوں کہ میوہ گوناگون پھلا ہوا ہے آبشاریں
جاری ہیں جانوران خوش الحان درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ایک جانب ایک قصر ہے اس طرف
سے ایک ماہ وش چند سہیلیوں کو ساتھ لیے چلی آتی ہے اور قریب آ کر بے تکلفی سے ہاتھ گردن میں

منصور کے ڈالدیا منصور کو حیرت ہوئی کہ مین یہان کیونکر آیا اور یہ نازنین کون ہی کہ اس نازنین نے کہا
مین تمکو یہان لائی ہون نام میرا خیابان جادو ہی چیلی تھی لاہوتک کے پاس مگر تجکو دیکھکر عاشق ہوئی اور
آزور جنگ سے آئی اب تو وصل میرا قبول کر اور منصور کو قصر مین لائی شراب وکباب حاضر کیا صحبت رقص
گرم ہوئی کنیزین ناچنے گانے مین معروف ہوئین اک مرتبہ اُس نے مزے مین آکر منصور کو لپٹ کر
ایک بوسہ لے لیا کہ دہن سے اسکے بو سے بد آئی منصور نے طمانچہ مارا پس اُس نے غصہ مین آکر منصور کو
ستون قصر سے بزور سحر باندھ دیا اور خود دیگر جا کر چلی گئی قریب شام کے آئی اور کہا کہ اگر اب بھی مجھے قبول نہ کریگا
تو تجھے قتل کرون گی منصور نے کہا مرنا قبول ہی یہ نہین قبول ہی خیابان جادو نے منصور کو
قید کیا دوسرے روز صبح کو بولی کہ اے میری تو جان تجپر فدا ہی اور تو التفات بھی نہین کرتا تجھے بھی مارڈالونگی
اور اپنی بھی جان دیدونگی اور تلوار کھینچکر اس نے اپنے گلے پر رکھی منصور نے کہا اگر تو دین اسلام اختیار
کرے تو کیا مضائقہ ہی یہ تجھ سے خفا ہو کر چلی گئی لیکن ایک جادوگنی ہی اسکی کہ نام اُسکا سمن اندام جادو ہی
بعد اُسکے جانے کے وہ پاس حجرہ کے آئی اور کہا اے شخص کیون مفت جان دیتا ہی بہتر یہ ہی کہ اس سے ملتفت
ہو کر اسے مار اور اپنے گھر کا راستہ لے کہ اس نے بہت سے آدمیون کا خون کیا ہی جو اس سے صحبت نہین کرتا
اُسے قتل کرڈالتی ہی جو صحبت کرتا ہی وہ بھی مرجاتا ہی مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور سمن اندام سحر
نہین جانتی مگر نہایت حسین ہے منصور نے کہنا اسکا قبول کیا اور اصل مین سمن اندام بھی منصور پر
عاشق ہو گئی تھی غرضکہ آج جو خیابان جادو آئی تو منصور نے اُس سے اچھی طرح کلام کیے جب
رغبت منصور کی خیابان کی طرف ظاہر ہوئی پس اس نے منصور کو سحر سے رہا کر کے پہلو مین
بٹھایا شراب خواری مین معروف ہوئی منصور نے بھی مجبوراً اسکے ہاتھ سے شراب پی جب اسے خوب
نشہ ہوا اور لپٹنے لگی منصور نے اسے دہنہ کے خنجر سے کام لیا کہ یہ ملعونہ پھڑک پھڑک کر مرگئی شور وغل برپا
ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من خیابان جادو بود حیف مردیم
وجان دادیم و بر مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ قصر ہی نہ باغ ہی نہ نہرین
ایک درہ کوہ ہی اور چند عورتین کھڑی ہین اور سمن جادو بھی کھڑی ہی سمن اندام کو مسلمان کیا اور اپنا
عقد پڑھا اور جب کہ اپنے لشکر کا دھیان آیا اور باپ کا خیال آیا کہ نہین معلوم مقابلہ لاہوتک ملعون سے کیا پیش آیا
آخر کو سمن اندام سے رخصت ہو کر طرف رنطاق کے روانہ ہوا کچھ دور چلا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ غوغا کرتے ہوئے
چلے آتے ہین آواز واویلا و مصیبتا کی بلند ہی لباس سیاہ پہنے ہوئے ہین پیچھے بہت سا لشکر ہی خاک اُڑاتے
چلے آتے ہین منصور نے پہچانا کہ یہ تو تیرے باپ کے ملازم معلوم ہوتے ہین آگے بڑھ کر پوچھا یہ کس کا
جنازہ ہی کہ اُنھون نے کہا اسکندر رنطاقی کا پس منصور نے گریبان چاک کیا اور روتا پیٹتا ہوا کچھ
دور ساتھ جنازے کے چلا بعد اسکے کہا اچھا سب ٹھہر جاؤ لوگون نے بھی منصور کو پہچان لیا تھا سب
ٹھہر گئے منصور نے حال قلعہ کا اور لشکر لاہوتک کا پوچھا لوگون نے کہا کہ رنطاق قبضہ مین کفار کے
آگیا بعض بہادران اسلام مارے گئے بزرگون نے تعزیت کیا منصور نے کہا خیر دیکھا جائیگا اور لاشہ
اپنے باپ کا دفن کیا بعد اسکے مع لشکر کوہ مین رہنا اختیار کیا کہ جہان اُسکی محبوبہ سمن اندام تھی غرض جب
ماتم داری سے فراغت ہوئی تو ایک روز شب کو حکم دیا کہ ابھی لشکر آراستہ ہو اور فوج کو تیار کر کے

بارادۂ شبخون چلا۔ یہان لشکر لاہوتک غافل مصروف آسایش تھا کہ منصور گرا اور قتل کرنا شروع کیا
فوج مین غوغا مچا جنگ ہونے لگی یہ مارتا ہوا ایک سمت نکلا چلا گیا قضائے کار اُس طرف سے ایکجوان جسکو
لاہوتک نے واسطے رسد لینے اور خزانہ لانے کے طرف قلعہ سالادیہ کے بھیجا تھا وہ آتا تھا منصور نے
اُسے ٹوکا وہ مرکب کو جھپکا کر سامنے آیا کہا تو کون ہے منصور نے کہا ملک الموت اُس نے تیر مارا منصور نے تیر اُس کا
ہوائی کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے اور خزانہ و رسد لیکر طرف کوہ کے روانہ ہوا رات بھر لشکر لاہوتک
مین تلوار چلی خوب کشت و خون ہوا بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیٹے نے باپ کا سر کاٹا جب
صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو پہچان کر علیحدہ ہوے ایک ایک اپنے اپنے عزیزون کو لے کے رویا لاشین
اُٹھا کر سامنے لاہوتک کے لائے اور کہا کہ یا خداوند یہ کونسی بلاے سماوی تھی اُس ملعون نے کہا کہ تم سب کو
غرور ہوگیا تھا اس سبب سے خداوند نے ملک الموت کو بھیجکر ان سب کو قتل کرایا کہ اتنے مین کچھ روتے پیٹتے ہوے
اور حال مارے جانے خشخال آدمخوار کا بیان کیا اور کہا کہ ایک شخص خزانہ و رسد سب چھین لے گیا کچھ
لشکر بھی اُسکے ساتھ تھا لاہوتک نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا اور سبب اسکا یہ تھا کہ وہ کمبخت
شیطان بچے جو اسکو خبر دیا کرتے تھے جبسے انگوٹھی لاہوتک نے پائی بہ سبب برکت انگشتری کے دور بھاگ گئے
اب پوشیدہ خبرین اسکو ملنا موقوف ہوگئین عمر نے عیار واسطے تفحص کے روانہ کیے یہان انکو اسی حال مین چھوڑیے

چند کلمہ شاہزادہ بدیع الملک بن نورالدہر کے سنیے

کہ ایک روز لاہوتک بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی جانب سے
آئے ہین لاہوتک نے کہا بلاؤ جب وہ سامنے آئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے
لاہوتک انسے بہت خوش ہوا اور خلعت و انعام عطا کرنے کے بعد احوال ہفت منظر کا پوچھا انھون نے
بیان کیا کہ مہر چہر زوجہ نورالدہر کی جو بیٹی ہے کیوان فلک رفعت کی اُسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا
ہوا ہے جو نہایت خوبصورت ہے نام اُس کا بدیع الملک رکھا ہے جب وہ پیدا ہوا تو نجومیون سے
زائچہ دکھوایا انھون نے یہ بیان کیا کہ اس لڑکے کے ہاتھ سے خداوند لاہوتک کو بہت صدمے پہنچین گے
لاہوتک یہ سنکر برہم ہوا اور اسی وقت طرف ہفت منظر روانہ ہوا جب قریب قلعہ تخت نشین کے
پہونچا بارگاہ برپا کی اور نامہ قارن بلند کمان کو لکھا کہ بدیع الملک پسر نورالدہر کو لے کر حاضر خدمت
ہو ورنہ جان لینا کہ قلعہ ایک آن مین چھین لونگا اور تم سب کو غارت کردونگا ایلچی نامہ لے کر پاس قارن
کے آیا قارن نے نامہ کو چاک کیا اور ایلچی کا منھ کالا کرکے ناک کان کاٹ کر قلعہ سے باہر نکالدیا وہ بیچارہ خراب
لاہوتک کی خدمت مین آیا لاہوتک ایلچی کا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اُسی وقت طبل جنگی بجوادیا
قارن کو خبر ہوئی کہا کچھ پروا نہین ہے اور قلعہ کو آراستہ کرکے خود تھوڑا سا لشکر لیکے باہر قلعہ کے آیا اور اُس نے بھی
کوس حربی بجوادیا دونون طرف نقارے گرد گرجنے لگے تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ہوشنگ مردم در ایک سردار ہے ملک مرواق کا اُس نے اپنے کمیت گردون
دست کو بڑھایا جب وہ میدان کارزار مین پہونچا تو ایک مقام پر لاہوتک مع چند دیوان اپنے کے تشریف
فرما تھے اُس نے دیکھتے ہی تخت لاہوتک کے سامنے آکر سجدہ کیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا
لاہوتک نے کہا جا تجھے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا ہوشنگ میدان مین آیا خوب گینڈے کو

جولان کیا سراپا میدان کا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا روک کر مرکب کو نعرہ کیا کہ باشی ای گروہ خدا پرستان
جیسے تمنائے مرگ ہو آرزوئے قضا ہو وہ نکلے کہ ادھر لیس کماندار قارن سے اجازت لیکر میدان میں آیا
اور تیر مارنا شروع کیا کہ ہوشنگ کا مرکب زخمی ہوا اور ہوشنگ مرکب پر سے گرا کود کر الگ ہوا مرکب
تڑپنے لگا لیس نے مہلت نہ لینے دی ہوشنگ نے قریب آکے ایک تیر ایسا مارا کہ گلے پر ہوشنگ کے
پڑا اور ہوشنگ مارا گیا بھائی اسکا فرہنگ مردم در نکلا اور لیس سے تیر چلنے لگا اتفاقاً دونوں تیر برابر
چھوٹے اور فرہنگ کا تیر ماتھے پر لیس کے بیٹھا اور لیس کا تیر سر پر فرہنگ کے پڑا دونوں پار گذر گئے
اور لیس و فرہنگ ہلاک ہوئے بعد اس کے قصیر سخت تعب میدان میں آیا مبارز طلب ہوا لشکر
قارن سے سوحان نیزہ باز نکلا قصیر نے نیزہ مارا سوحان نے ایک ہی طعن میں نیزہ اسکا
ہوائی کیا اور ایک نیزہ ایسا مارا کہ مرکب قصیر کا ہلاک ہوا دونوں غلطان پیچان زمین پر گرے کولا قصیر کا
ٹوٹ گیا لوگ اسے اٹھالے گئے یہ حال دیکھکر سہمان آدم خوار نکلا اور مقابل سوحان ہوا سوحان نے
نیزہ مارا سوحان نے نیزہ اسکا بھی ہوائی کیا اس نے ارہ پشت نہنگ مارا سوحان نے سپر بلند کی چرچرہ سے کمان
ترکتا ہی تا جگرگاہ پہونچا تھا کہ سہمان نے جھٹکا مارا سوحان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ مرد مومن شہید ہوا اس کے
قتل ہوتے دیکھکر قارن دوڑ پڑا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار کہ منم قارن بلند کمان
غضب کیا تونے کہ ایسے پہلوان کو مارا اب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچکے سہمان نے اسے بھی ارہ
مارا قارن نے خالی دیا سہمان جھونک میں اپنے ضرب کی جھکا تھا کہ قارن نے سر پر وار کیا تیغہ خود پر
بیٹھا ہوا تھا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا اسے زخمی ہوتے دیکھکر کفار نے یلغز کر دیا تمام مردم خوار دوڑ پڑے ادھر سے
اہل اسلام آپڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ دار و گیر ملتہب ہوا جنگ مغلوبہ ہوئی دریا لہو کے بہنے لگے ابر دھاوں
کے بلند ہوئے بجلیاں تیغوں کی چمک چمک کر گرنے لگیں دو پہر یہی ہنگامہ برپا رہا اتفاقاً اس طرف سے
سرشار مست چشم سردار لاہوتنگ کا آتا تھا ادھر سے قارن جاتا تھا ایک نے دوسرے کو ٹوکا رد و
بدل ہونے لگی قارن سرشار سے لڑنے میں مصروف تھا کہ پشت کی جانب سے مدہوش مست چشم
بھائی اسکا آیا اور نیزہ سینہ پر قارن کے مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قارن نے پلٹ کر ایک ہاتھ
ایسا مارا کہ مدہوش کے سر پر پڑا تا جگرگاہ تیغہ اتر آیا اور ادھر سرشار نے جو دیکھا کہ اس نے حالت
زخمداری میں بھائی کو میرے مارا مہلت پاکر تیغ کمر پر قارن کے لگائی کہ یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ لاش
اسکی لے کر نکل گئے اب لاہوتنگ نے آواز دی کہ ہاں قلعہ کو لے لو یلغز کر کے طرف قلعہ کے چلے وہاں قلعہ خوب
آراستہ تھا کیوان فلک رفعت قلعہ میں موجود تھا ملک مسعود نے خوب انتظام کیا تھا جب قارن
قتل ہوگیا سب ہوشیار ہو بیٹھے جیسے ہی کفار زد پر پہونچے گولے مارنا شروع کر دیے بہت سے کفار
مارے گئے لیکن دو ایک سردار مثل سہمان آدمخوار وغیرہ کے یہ قریب خندق کے پہونچ گئے جب اہل قلعہ نے
یہ دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی اب نہ بچے گا ملک مسعود نے کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب لازم
ہی کہ دوسرے راستے سے نکل چلیے قلعہ نہ بچے گا کیوان کو رائے مسعود کی پسند آئی اور وہاں سے
طرف ہفت منظر کے روانہ ہوئے جب لاہوتنگ داخل قلعہ ہوا مردمان شہر رونے لگے سبب زیادہ
کی کہ لڑنے والے تو چلے گئے پھر کیوں ظلم کرتے ہو اور خبر بھاگ جانے کی کیوان کے دی شام تک قتل

عام رہا شام کو پناہ ملی تمام قلعہ تخت نشین کو آباد ہوا لیکن جب لاہو تنگ نے یہ سنا کہ کیوان بدیع الملک
کو لیکر طرف ہفت منظر کے گیا ہے اُسی وقت حکم کوچ کا دیا کہ بغیر اس لڑکے کو قتل کیے ہوئے نہ رہون گا منزل
بمنزل قریب غروب آفتاب ہفت منظر کے پہونچا یہ خبر کیوان فلک رفعت کو ہوئی کہ لاہو تنگ عقب
مین آپ کے یہان ہی آگیا کیوان مع لشکر باہر آیا اور قمر چہر کو مسعود کے سپرد کیا کہ شاید لڑائی بگڑے
تو تم اسے لیکر نکل جانا غرض لاہو تنگ نے طبل جنگ بجوادیا یہ خبر کیوان کو ہوئی اُس نے بھی کوس حربی بجوادیا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روے سحر طالع ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان درختون پر چہچہہ زن ہوئے بت پرست پرستش مین معروف
ہوئے عابدون نے عبادت سے فراغت کی مجاہدین نے پٹکے جنگ کمر ہمت کو باندھا متوجہ میدان کارزار
ہوے اور اُدھر سے تخت لاہو تنگ نمودار ہوا دست راست پر ملک مرواق اور حمائل شاہ جانب
چپ سہمان آدمخوار اور سرداران نامی وگرامی پشت پہ چالیس ہزار آدمخوارون کو لیے ہوئے میدان مین
آکر صف آرا ہوے اسطرف سے کیوان ملک رفعت مرکب پہ سوار اور چند سردار تھوڑا سا لشکر لیے کر
مقابلہ لاہو تنگ صف آرا ہوا لحداً راستگی صفوف قتال وجدال گرد بلند قد میدان مین آیا اور پکارا کہ
ای کیوان کیون خداوند سے لڑتا ہے اگر وہ چاہین گے تو تجھے خاک سیاہ کردین گے۔ تیرا کوشل بڑے
خداوند کے بندون پہ رحم آتا ہے تو غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا دیکھ پچھتائیگا کیوان نے سخت سست
کہا اور یلان فیل منور کو واسطے مقابلے بھیجا یلان آتے ہی جنگاور زن ہوا گرد بلند قد کا مرکب چار قدم
اور یلان کا مرکب تین قدم پست پا ہوا گرد نے نیزہ مارا یلان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعن پر طعن چلنے لگی چنگاریان
آگ کی نکلنے لگین ایک مقام پر یلان نے بند باندھکر نیزہ ہاتھ سے گرد کے ہوائی کیا گرد نے غیظ
مین آکر تلوار ماری یلان نے نشین شمشیر بپر روک کر سر کو تاکر چوکر کا وار کیا گرد کے دو ٹکڑے ہو گئے
اہل اسلام مین نعرہ تکبیر بلند ہوا اور یلان نے پکارا کہ آج تم کافرون کو یونہیں مارون گا غرضکہ بعد
مارے جانے گرد کے اور ایک پہلوان واسطے مقابلے کے آیا کہ نام اُسکا ببر شکار تھا یلان سے کہا کہ میرے
جوڑ سے فقط گرز چلے اور کوئی لڑائی نہ ہو یلان نے کہا بہتر ہے اور تیغ نیام مین کرکے گرز بوس زمین
گرز اُٹھایا اور کہا کہ وار کر ببر نے خبردار خبردار کہکر گرز شیر سر مارا یلان نے گرز کو گرز پر روکا جھنکارے کی
آواز بلند ہوئی شرارے آگ کے نکلے موج گرد بلند ہوا ببر نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم کہ ایک مرتبہ
یلان گرد سے باہر آیا اور پکارا کہ کراز دی وکرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور ہوشیار
ہوا اور یہ کہکر وار کیا ببر نے بھی گرز پر گرز کو روکا اسکی آنچ سے زیادہ حالت ابتر ہوئی اسی طرح کئی ضرب
کی نوبت پہونچی جسمین گھوڑے دونون کے کام آگئے پیدل ہوکر لڑنے لگے از بسکہ گرز کی لڑائی کا عہد
ہوچکا تھا تلوارین نہ کھینچین اتفاقاً ایک مرتبہ ببر نے گرز مارا اور یلان نے پینترہ بدل کر خالی دینا
چاہا وہان تھا ہوش خانہ پاون یلان کا اُس مین جا پڑا گرز آکر کولے پر بیٹھا یلان بیہوش ہوکر گرا ببر نے
چاہا تھا کہ سر کاٹ لون کیوان بیتاب ہوکر خود دوڑ پڑا ببر نے کیوان کو آتے دیکھکر تیر مارا کہ ران پر
کیوان کے پڑا کیوان زخمی ہوا لیکن کیوان نے اُس حالت مین اپنے کو برابر ببر کے پہونچایا اور نیزہ سینہ
پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا کیوان نے ہکا مار کر بلند کیا یہ دیکھکر فوج کفار یلغار کرکے چلی اُدھر سے

اہل اسلام دوڑے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار گھمسان سے چلنے لگی ہر طرف زمین خون سے گلنار لاشوں کا انبار
آواز تکبیر و بزن بلند ہوئی یلان کو وگ اٹھانے لگے کیوان کس بہادری سے اس قلت لشکر پر لاہوت تک
دو ہاہو لیکن مسعود وشاہ نے جو قلعہ پر سے یہ رنگ دیکھا یقین کامل ہوا کہ یون مارا جائے گا پس پورگھوڑے
پر قمر چہرہ و بدیع الملک نکل کر طرف قلعہ منصوری کے روانہ ہوا کہ ملک وہان کا منصور کوہستانی ہے
قلعہ بھی نہایت مستحکم ہے لیکن یہان شام تک لڑائی رہی ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا جب شب ہوئی تو اہل اسلام
نے ملکر ایک سمت دھاوا کر دیا اور لڑتے بھڑتے نکلتے ہوئے طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور کیوان نیک
رفتہ بھی نکل گیا لیکن لاہوت تک نے کہا کہ خبردار دم نہ لینا اسی وقت قلعہ بھی لے لو لشکر طرف قلعہ کے
متوجہ ہوا وہان کون تھا قلعہ بچا تک بند تھا کفار دروازہ توڑ کر اندر قلعہ کے گھسے وہان کسی کو نہ
پایا ناچار لاہوت تک سے بیان کیا لاہوت تک پریشان تھا کہ کیا کرون اور کس طرف تلاش بدیع الملک
میں جاؤن کہ مخزون نے پھر کہا کہ بدیع الملک تفحص کرنے سے نہیں ہاتھ آنے کا آپ طرف سبائل کے چلیں وہ
خود آئے گا لاہوت تک یہ سنکر طرف سبائل کے روانہ ہوا

اب حال شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نامدار کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جب قاسم نے صفدر قلعہ کو ہی کو زخمی کیا اور مقابلہ مین بدر بن زلازل یک چشمی کے لشکر آرا ہوا بدر نے
طبل جنگ کا حکم دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرہی یہ خبر شاہزادہ ملک قاسم کو
ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل بجے اسی وقت یہان سے نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی جب دامن شب کا
برطرف ہوا اور صبح نمودار ہوئی دونوں لشکروں نے رخ میدان کارزار کا کیا اور باہم مقابل یکدیگر
صفین آراستہ کین نقیب نقیب دیکر نکل گئے تھے بدر بن زلازل یک چشمی میدان مین آیا اور
پکارا کہ اے خاوری کیون شامتین تیری آئی ہین نہین پہچانتا ہے کہ مین کون ہون دیکھ ابھی تیرے ہمراہ کو
زخمی کر چکا ہون کہ وہ قلعہ بند ہوا ہے تو اگر میری اطاعت کر تو تجھے چھوڑ دون قاسم کو یہ سنکر تاب کہان مرکب
کو جولان دیکر مقابل بدر ہوا بدر نے مکاوربہائی قاسم نے کہا بس یہی جرات کا دعوے تھا بدر نے
نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اسکا بقوت سپہ گری ہوائی کیا بدر نے غصہ مین آکر تلوار ماری قاسم نے سپر
چہرہ کی پناہ کیا بدر نے بھی سپر بلند کی تلوار نے قاسم کی سپر کو تو کاٹا مگر بدر حبا گرز کی گئی کچھ اثر نہ کیا
کیونکہ پاس بدر کے خفتان مریخ بند ہے اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی ایک مرتبہ قاسم نے خیال
کیا کہ اس ملعون پر تو حربہ کارگر نہین ہوتا لہذا اس سے کشتی لڑنا چاہیے پس اب کی جو بدر نے
تلوار ماری قاسم نے سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ گردہ ڈھال پشت پر جا لگی خود چاہا کہ گھوڑے کو ملا کر بند دست پہ
ہاتھ ڈال دون کہ قضائے کار اتفاقات روزگار وہان موشخانہ تھا پاؤن مرکب کا اس مین جا رہا اور گھوڑے نے
سکندری کھائی تیغہ سر بدر بیٹھا تا دوابرو کاٹ گیا قاسم نے واستانہ مالا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر
خون کی سر سے باہر آئی الا قاسم نے اس حالت غصہ مین آکر تلوار بدر کے ماری کہ اگر کوہ گران بھی ہوتا
تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر بدر کو کچھ اثر بسبب خفتان مریخ بند کے نہ ہوا بدر نے دوسری تلوار ماری کہ شانہ
بھی قاسم کا زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ ملک ہمارا زخمی ہے اور حریف دست اندازی سے بھی باز نہین
آتا تمام لشکر قاسم کا بدر کی طرف چلا ادھر سے نے اپنے لشکر کو بھی آواز دی تمام لشکر بدر کا

بھی یلغار کر کے چلا دونون لشکر ل گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لیکن قاسم بسبب کثرت زخم کے بیہوش
ہو گئے انکو بھی قلعہ مین پاس بدیع الزمان کے بھیجدیا اہل لشکر رطلبیے قاسم کے سردارون نے
جانین اپنی لڑادین یہانتک کہ تا شام جنگ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر جدا ہوئے اپنے
اپنے فرودگاہ پر آئے رات کو تمام لشکر قاسم کا قلعہ بند ہوا یہ خبر بدر کو پہونچی اُس نے اُسی وقت قلعہ کا
محاصرہ کر لیا مگر مہر فند عیار بعد زخمی ہونے قاسم کے طرف سبائل کے چل چکا تھا جسوقت سبائل مین
پہونچا اور دربار مین بادشاہ اسلام حارث بن سعد کے داخل ہوا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے جانب دست راست
و سوئے دست چپ سرداران نامی نگلوان جلادہ فروز مین بادشاہ اسلام تخت پر زینت آرا ہین کہ مہر فند
نے حال زخمی ہونے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا بیان کیا اُسی وقت شاہ اسلام نے فرمایا
کہ کوئی سردار واسطے مدد کے جائے یہ سنکر داراب کشور کشا اور اسکندر فرخ لقا
اپنے اپنے دنگلون سے کود پڑے اور واسطے مدد کے روانہ ہوئے بادشاہ آزوقہ جمع کرنے مین معروف ہوئے

اب یہان سے حال اسد دلاور اور سلطان سعد کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ ایران کی طرف روانہ ہوئے تھے جسوقت قریب شہر عجم کے پہونچے قصد کیا کہ کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہون کہ
چند سوم عجم آئے اور حال ظلم بدسرشت شہربانو کا بیان کیا اسد نے کہا دیکھو تو اُس نجیبہ کو کیونکر مارتا
ہون کہ یہ بھی یاد کرے اور اُسی جگہ قیام پذیر ہوئے اتنے مین کچھ لوگ بحال پریشان گریان و
نالان آئے اور حال مارے جانے قارن بلندکمان کا بیان کیا اسد قارن کے لیے رویا
اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شہربانو کو ہوئی یہ بھی مع لشکر قلعہ سے باہر آئی اور کوس حربی بجوا دیا رات
بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو ہر کہ آراستے جلال ہوئے شہربانو مرکب کو چمکا کر میدان مین
آئی مبارز طلب کیا ادھر سے اسد نامدار اسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی اسد
نیزہ شہربانو کا ہوائی کیا اُس نے غصہ مین آکر تلوار ماری اسد نے کہا ای مردار کر تلوار چھین کے
پھینک دی اور کمر بند پکڑ کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر مرکب سے
ایک پاؤن اُسکا ہاتھ مین پکڑا ایک پاؤن کو پیر سے دبا کر چیر ڈالا اور سر کاٹ کر نوک نیزہ پر بلند
کیا لاش کو پائے فیل مین بندھوا کر ساتھ لیا لشکر اسکا بھاگ کر قلعہ بند ہوا اہل اسلام نے تعاقب نہ چھوڑا
ہر چند کفار نے گولے مارے بہت سے اہل اسلام کام آئے مگر اسکندر فرخ لقا خندق کو پھاند کر دروازہ
قلعہ پر جا پہونچا اور گرز سے چھاٹک قلعہ کا توڑا تمام اہل اسلام تیغ زن گھس آئے کفار قتل ہوئے آخر
پناہ مانگی سب مسلمان ہوئے جو بھاگ کر نکل گئے تھے وہ بچے بعد اسکے طرف سنجان کے روانہ ہوئے

اب حال بدر بن زلازل یک چشمی کا بیان ہوتا ہے -

کہ یہ قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا لیکن دسترس نہ ہوتا تھا ایکروز آفت بن سکذبہ عیار سے کہا کہ تو
جا کر قاسم اور بدیع الزمان کو چرا لا اُس نے کہا بہتر اور اُسی وقت صحرا کی طرف جا کر نقب کھودنے مین
مصروف ہوا اتفاقاً یہان بدیع الزمان نے اپنے عیار سے کہا کہ قلعہ مین فلکم ہے لہذا نقب کھود کر نکل چلو

کہ از وقت جمع کرکے واسطے قاسم کے بھیجدین یہ سنکر امیہ بن عمرو چند عیاروں سے نقب کنی مین مصروف ہوا
اب اس طرف سے عیاران اسلام نقب کھودتے چلے جاتے ہین اور اسطرف سے آفت بن مکذبہ آتا ہو
کہ امیہ کو نقب مین آہٹ معلوم ہوئی پس حلقہ کمند کا مہرہ نقب پر چڑھاکر آپ ایک طرف دب رہا کہ اتنے مین
آفت نے نقب توڑی اور سر اپنا نکالا امیہ نے جھپکا مارا کہ گردن آفت کی کھینچی امیہ آفت کو گرفتار
کیے ہوئے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع نے کہا ابھی اسے قید رکھو صبح کو سمجھا جائے گا
امیہ نے آفت کو قید کیا جب صبح ہوئی پھر سامنے شاہزادہ بدیع کے لائے بدیع الزمان نے حکم دیا
کہ اسکو فیل بند دروازے پر لیجاکر بدر کو دکھاکر دار پر کھینچو لوگ بالاے قلعہ لائے بدر نے جو اپنے عیار کو
گرفتار دیکھا اور عیار نے فریاد کی نہایت مضطرب ہوا اہل قلعہ کو بہت دھمکایا ڈرایا یہ کب ڈرتے ہین مگر
آفت نے موقع پاکر اپنے کو قلعہ پر سے نیچے گرا دیا بدر کے لوگوں نے اسے بالاے ہوا روکا بدر نہایت
خوش ہوا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان جلادوں پر بہت خفا ہوئے کہ کیوں اس غفلت سے مجرم کو رکھا
ہو کہ وہ رہا ہو گیا فرہنگ دوسری شب کو بدیع الزمان نقب کے راستے سے طرف سرحد عجم کے روانہ ہوئے
یہ خبر شاہزادہ خاور سیاہ نے جو سنی کہ بدیع الزمان چلے گئے بہت ہنسے اور فرمایا بموجب منزل طاقت مہمان
ساخت خانہ بمہمان گذاشت ۔ اور خود بھی اسی راستے سے طرف سرحد عجم کے روانہ ہوئے بدیع الزمان
کوئی بیس کوس پہونچے ہوں گے کہ شاہزادہ خاور سیاہ مع لشکر پہونچے بدیع الزمان سمجھے کہ بدر
تعاقب مین آتا ہے کہا کہ ہرچہ بادا باد مین ہیراودوں کا زخمی ہوں سامنے سے اس ملعون کے بھاگنے کا نہین
کہ اتنے مین عیاروں نے خبر دی کہ شاہزادہ ملک قاسم آتے ہین بدر نہین ہے کہ اتنے مین قاسم پہونچے
ہنوز کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بدیع الزمان نے کہا تم کیوں چلے آئے مین تو تمہارے واسطے رسد بھیجے آیا
تھا پھر مین بھی چلا آتا قاسم نے کہا کہ پھر مجھے اطلاع کیوں نہ کی چوروں کی طرح کیوں آئے بدیع خاموش
ہوئے لیکن وہان بدر نے قلعہ پر یورش کیا گولندازوں نے گولے مارنا شروع کیے لشکر سیاہ
بدر کے ستھراؤ کر دیا ہزارہا کفار مارے گئے لیکن جب بدر خندق کو عبور کر دروازہ قلعہ پر پہونچا تو سب نے
سب قلعہ کو چھوڑ کر نقب کی راہ سے روانہ ہوئے اور بدر پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہوا تو کسی کو نہ پایا اور
نقب دیکھی سمجھا کہ سب اسی راستے سے چلے گئے خود بھی عقب مین روانہ ہوا اور راستے مین بدیع الزمان
و قاسم کو گھیرا یہ دونوں دلاور اسی حالت زخمداری مین کمر ہمت باندھکر لڑنے پر آمادہ ہوئے زخم
سروں کے باندھے لشکر کو صف آرا کیا بدر مع فوج آپڑا اور لڑنے لگا جنگ مغلوبہ ہوئی قاسم بدیع الزمان
لڑ رہے تھے زخموں پر زخم کھاتے تھے بدر روندتا ہوا چلا آتا ہے حربہ کسی کا اسپر کارگر نہیں کسی کے
روکے نہیں رکتا چلا ہی آتا ہے قریب ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہید ہوں کیونکہ بدر پہونچ
چکا ہے اور حال شاہزادہ بدیع کا یہ ہے کہ زخموں سے چور ہو رہے ہین قاسم مرکب اٹھائے ہوئے
لشکر کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے مگر وہی حالت یہاں بھی ہے اہل لشکر مین شور و غل ہے لوگ دعائیں مانگ رہے
ہین کہ پروردگار ہمارے آقاؤں کو اس حرامزادے کے ہاتھ سے بچا بدر قریب پہونچ چکا ہے اور کہہ رہا
ہے کہ تم دونوں کے سر لیکر زنبور شاہ کی خدمت مین جاؤنگا کہ یکایک از پردۂ بیابان غبار نے برخاستگی
گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین چسپیدہ ہوائے مارا گرد کو اور گرد و غبار ا

ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے اسکندر فرخ لقا اور داراب کشور کشا مع فوج حاضر
ہوئے یہاں یہ ہنگامہ دیکھکر لشکر بدر گرے اور مارنا شروع کیا بدر نے جو دیکھا کہ یہ بہادر آگئے اور لشکر کو
پامال کیے ڈالتے ہیں اُسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا کیونکہ شام بھی ہو چکی تھی غرضکہ دونوں لشکر علیحدہ
ہوئے بدر ایک طرف خیمہ آرا ہوا دوسری جانب اہل اسلام نے بارگاہ میں برپا کین اسکندر و داراب
شاہزادگان قاسم و بدیع سے ملے لیکن بدر نے بارگاہ میں پہونچکر طبل جنگ بجوا دیا
خبر اہل اسلام کو ہوئی اسکندر نے کہا کل میں اس سے مقابلہ کرونگا میرے نام پر طبل جنگ بجے اسیوقت
کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکروں نے میدان میں مقابل ہو کر
صفیں آراستہ کیں بدر مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا اے اسکندر کل تو میرے ہاتھ سے بچ گیا کہ
شام ہو چکی تھی آج کہاں جائیگا دیکھ تو کیسا زخم تجھے بھی دیتا ہوں اسکندر نے کہا کیا بکتا ہے اور مرکب کو اُٹھا کر
تگاور زن ہوا کہ بدر کو گرد برد کر دیا گھوڑے پسے گھٹنے رکتے تھے آخر غصہ میں آکر برچھا سینہ بے کینہ
اسکندر کو تاک کر مارا اسکندر نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھ کر جو تکان دی تو نیزہ ہاتھ سے بدر کے
نکال دیا لشکر اسلام سے آوازِ تحسین بلند ہوئی بدر نے غصہ میں آکے تیغ مارا شاہزادہ اسکندر فرخ لقا
نے سپر بدر کا تیغ سپر میں کسی قدر در آیا تھا کہ جھٹک دی تلوار ٹوٹی بدر نے نصف تلوار مع قبضہ کھینچ
ماری اسکندر نے خالی دیا بدر نے دوسری تلوار نیام سے کھینچ اور وار کیا اسکندر نے پشت شمشیر پر
روک کر وہ ہاتھ دوال کمر پہ مارا کہ کوہ گران ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو جاتا لیکن بدر پر بسبب
خفتان کے کچھ اثر نہ ہوا بدر نے پھر تلوار ماری اسکندر نے چاہا کہ ہاتھ بند دستی پر ڈالدوں کہ یکایک گھوڑا سوخت
ٹھوکر لی تلوار شانہ پر بیٹھی کہ شانہ اسکندر کا زخمی ہوا بدر نے دوسری تلوار ماری ہاتھ اسکندر کا زخمی تھا سپر
نہ اُٹھ سکی سر بھی اسکندر کا زخمی ہوا داراب یہ حال دیکھکر دوڑ پڑے اسکندر کو میدان سے پھرا خود بدر سے
مقابلہ کرنے کو بڑھے کہ یکایک جانب صحرا سے تق گرد بلند ہوا اور آواز گھوڑوں کے ٹاپوں کی کان میں آئی
جب پردہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دو مرکبوں پر اسد و کرب وال اور بیٹھے ہوئے سرپٹ دوڑاتے چلے
آتے ہیں ساتھ تمام فوج نیزہ پہ سر شیر ربانو کا بلند لاشہ پلے طبل میں بندھا ہوا یہ رنگ دیکھکر بدر پر
ہیبت طاری ہوئی اور میدان سے پھر گیا طبل بازگشت بجوا دیا اسد و کرب قاسم و بدیع سے
ملے اور خیمے پر پلکیے باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبی ہرکاروں کی بارگاہ پر آئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض
کیا کہ بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہاں آج داراب کشور کشا نے اپنے نام پر طبل بجوایا رات بھر
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بدر حسب دستور میدان میں آیا اور لاف زنی
کرتا تھا کہ داراب کشور کشا نے مرکب اُٹھایا اور بدر کے مقابل ہوئے بدر نے تگاور داراب کی خالی
دی کیونکہ کل اسکندر کی تگاور اُٹھا کر سنبھلنا دشوار ہو گیا تھا داراب اپنے گھوڑے کے زور میں
دور تک نکل گیا وہاں سے پلٹ کر بدر کا سامنا کیا بدر نے کہا نیزہ بازی ہم لوگوں سے بیکار ہے
ہم تو تلوار کے دھنی ہیں اور وار کیا داراب نے جھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس بند دستی پہ ہاتھ
ڈالدیا دوسرا ہاتھ کمر میں بدر کے ڈالکر جھٹکا مارا کہ تا تسمہ زین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دیا کہ زمین پر
ماریں کہ کمر بند بدر کا ٹوٹا بدر زمین پہ گرا چوٹ بہت آئی مگر بجلدی تمام اُٹھکر تلوار

کھینچکر دوڑا چاہتا تھا کہ گھوڑے کو داراب کے پی کرے کہ داراب گھوڑے سے کودا لیکن کودنے
مین پاؤن ایک رکاب مین الجھا داراب الجھکر زمین کی طرف چلا تھا کہ بدر نے سر پہ تلوار ماری داراب
بھی زخمی ہوا بدر چاہتا تھا کہ سر کاٹے لون کہ اسد دلاور دوڑا پکارا او ابن یک چشمی تیرا عیب چھپ نہین
چھپتا اور تلوار کھینچکر آپڑا اور بدر پر برس پڑا کہ اُسے دم لینا مشکل ہوگیا لوگ داراب کو تو اٹھا لیگئے
لیکن اسد و بدر سے شام تک رد و بدل رہی آخر کار ستارہ ازبسکہ بدر کا زور پر تھا
اور مقدر اہل اسلام کا برگشتہ تھا اسد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا
لیکن کرب دلاور نے آواز دی کہ او بدر اگر کل تیرا علاج معقول نہ کیا ہوگا تو نام اپنا کرب نہ پایا ہوگا
یہ کہکر میدان سے پھرے بدر لشکر لڑگیا باوصفیکہ اہل اسلام زخمی تھے یہانتک کہ بارگاہ مین آیا
کھانا تک نہ کھایا بستر پر لیٹا آفت بن مکذبہ عیار نے جو یہ کیفیت دیکھی اُس نے کہا آپ نہ گھبرائین
مین جاکر کرب کو چرا لے لاتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے کیونکہ کرب نے کچھ نہ کچھ تدبیر سوچی کی
تھی جب تو سر میدان ایسا کلمہ کہا تھا کیونکہ وہ عیار بھی ہین شاید خفتان کی فکر مین کسی کو بھیجا ہو یہ کہکر
طرف لشکر اہل اسلام کے روانہ ہوا اتفاق اُدھر کرب دلاور نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ جاؤ اور
خفتان اس حرامزادے بدر کا چرالاؤ ضرغام شیر دل اُسی وقت روانہ ہوا بارگاہ سے نکلا تھا
کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک شیر کو گرفتار کیے ہوے آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے بہت لوگون کو ایذا
پہونچائی تھی ضرغام کا دل کھٹکا کہ شگون بہت برا ہے مگر روانہ ہوا اور صورت اپنی تبدیل کرکے داخل
لشکر بدر ہوا سنا کہ آج بدر بارگاہ مین نہین بیٹھا کرب دلاور کے ترسان سے بارگاہ مین لیٹا ہوا
ہے ضرغام نے شکل اپنی آفت بن مکذبہ کی بنائی اور بے تکلف داخل بارگاہ ہوا کسی دربان
پاسبان نے پوچھا بھی نہین لیکن جب پاس پلنگ کے پہونچا جس پر بدر لیٹا ہوا تھا دیکھا کہ آنکھیں
بدر کی بند ہین اُسوقت یہ ذہن مین آیا کہ اسے بیہوشی سنگھاؤ اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر جیسے ہی
قریب بدر کے لے گیا آنکھ بدر کی کھلگئی بس جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آفت بن مکذبہ ہے
بدر سمجھا کہ کوئی عیار اہل اسلام کا ہے کہ آفت کی شکل بنکر آیا ہے پکارا تو کون ہے ضرغام نے کہا آپ
اتنی جلدی مجھے بھول گئے مین عیار ہون آپکا کہا تو گرفتاری کرب کے لیے گیا تھا مجھے کیون بیہوشی
سنگھا رہا تھا کہا بیہوشی نہ تھی بلکہ داروے دفع بیہوشی تھی کہ اگر آپ کو کوئی بیہوش کرے تو نہ بیہوش ہوجیے
بدر اس مکر کو سمجھ گیا اور ضرغام کو پکڑ لیا لوگون کو بلاکر ضرغام کو قیدخانہ مین بھیجدیا اور منتظر آفت
بن مکذبہ کا بیٹھا لیکن آفت نے ضرغام کو آتے دیکھا تھا خود پوشیدہ ہوگیا جب ضرغام بدر کے
لشکر مین وارد ہوا تو آفت نے شکل اپنی ضرغام کی بنائی اور نقلی خفتان مرصع بند لیکر کرب کے خیمہ مین داخل
ہوا دیکھا تو کرب دلاور خاموش بیٹھے ہوئے ہین ضرغام نقلی نے قدمون کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ
آپ کے اقبال سے مین خفتان بدر کو چرا لایا اور یہ حاضر ہے یہ کہکر آگے رکھدی کرب دلاور نے
کہا دیکھو تو کل اسکی کیا حالت کرتا ہون اور خفتان ہاتھ مین اٹھائی کہا اسپر یہ گرد کیسی چھڑکی ہوئی
ہے ضرغام نے کہا مین نقب کے راستے سے گیا تھا تو نقب کی مٹی بھرگئی ہوگی کرب نے
اس گرد کو جھاڑا تو دماغ چکر مین آیا فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوگئے ضرغام نقلی نے نعرہ کیا کہ

منہ مہتر آفت بن مکذب بن کذاب اور چھارہ کرب دلاور کا باندھ کر راہی ہوا قریب صبح لشکر میں پہونچا اور
بدر کے حوالے کیا بدر نے آفت کو بہت سا انعام عطا کیا اور کہا اسے بھی زندانخانہ بھیجو کل تمام اہل اسلام کے سامنے
قتل کرونگا لیکن صبح کو لوگ کرب کے گریان و نالان پاس قاسم و بدیع و اسد کے آئے اور کہا
کہ آقا ہمارا بستر خواب پر سے غائب ہو گیا اتنے میں چھ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ بدر نے میدان
خونی کی تیاری کی ہر دار بھی استادہ ہو رہی ہے یہ سنکر سب بہادر مع قاسم و بدیع الزمان و اسد
واسکندر و داراب اُسی حالت زخمداری میں مرکبون پر بیٹھے آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوے کہ ہم کرب
دلاور کے ساتھ اپنی جانیں دینگے یا کرب کو چھڑا لینگے اور رخ لشکر بدر کا کیا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی
اور عرض کیا کہ کرب و ضرغام زندانخانہ بدر سے بھی غائب ہو گئے تمام بہادر اپنے ارادون سے باز رہے
اور پلٹے لیکن متردد کہ کون لے گیا مگر بدر نے جو دیکھا کہ کرب و ضرغام غائب ہو گئے پوچھا کہ کون لیگیا
کیا کچھ پتا نہیں چلتا لشکر اسلام میں بھی نہیں ہیں بس اُس نے اُسی وقت نامہ نزد نور شاہ بن یاقوت شاہ کو
لکھا کہ آپ قلعہ کا انتظام کرکے جلد آیئے کہ اچھی طرح علاج ان غداروں کا ہو جائے اور خود باوصفیکہ سردار
زخمی تھے شبخون کی تیاری کرکے رات کو آ کر گرا قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہوا قاسم بدیع نے
کہا معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا لبریز ہو چکا ہے اور سلاح تن پر آراستہ کرکے زخمون کو باندھکر مرکبون پر
بیٹھکر لڑنے لگے تا صبح نہایت کشت و خون ہوا بہادر آگاہ ہیں اُدھر سے بدر لڑتا ہوا چلا آتا تھا ادھر سے
بدیع الزمان چلے تھے کہ راستے میں سامنا ہوا بدر نے تلوار ماری بدیع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا
اور تلوار اپنی گردن پر بدر کے ماری خطا بھی نہ ہوئی بدر نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر بدیع الزمان کا جو باندھا ہوا تھا کھل گیا قاسم
حالت بدیع کی دیکھکر دوڑ پڑا کہا دوراز انصاف غضب کیا تو نے کہ میرے عمو کو میرے سامنے زخمی کیا لہو
اسکا کن آنکھون سے دیکھون اور قریب ہو کر سر تا کر ایک ماری کہ گردن مرکب بدر کی قلم ہوئی بدر غلطان
و پیچان گرا اور پانچ چار تلواریں ماریں اس ملعون پر تو کوئی حربہ اثر نہیں کرتا آخر کار قاسم بھی بدر کے
ہاتھ سے زخمی ہوے لوگ بیچ میں آگئے قاسم و بدیع کو لے کر طرف کوہ خونریز کے روانہ ہوے بدر کا
مرکب مارا جا چکا تھا چوٹ بھی بہت کھائی تھی تعاقب نہ کر سکا اہل اسلام بالائے کوہ قیام پذیر ہوے اور سیارہ دُم
مرجان کو خدمت میں شاہ اسلام کے روانہ کیا دوسرے روز بدر نے آکر پھر محاصرہ کوہ خونریز کا کیا آپس میں چھیڑ رہے

اب حال سنیے تہمور دیو پرور کا کہ واسطے مدد آسمان پری کے روانہ ہوا ہے

تخت پر سوار ہو دیو تخت اُڑائے ہوے سنسناتے جاتے ہیں کہ ایک مقام پر پہونچکے دیوون نے تخت تہمور کا زمین
پر اتار دیا اور کہا کہ ہم کچھ کھا پی آئیں تو آپ کو لے چلیں اور ایک دیو واسطے خبر کے خدمت آسمان پری میں
روانہ ہو چکا ہے تہمور سیر بیابان میں مصروف تھے کہ یکایک سناٹا ہوا ہوا تیز چلی دیکھا کہ ہزارہا دیو و پری
زیب صحرا ہوے کہ تمام صحرا مملو ہو گیا اور ایک دیونی کو دیکھا کہ لباس فاخرہ پہنے ہوے تخت پر بیٹھی ہے
آگے آگے اس کے پریان ناچ رہی ہیں یکایک نگاہ اس دیونی کی تہمور پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی دیوون
سے کہا کہ جاکر اس آدمزاد کو لے آؤ دیو پاس تہمور کے آئے اور کہا چلو تمکو شاہزادی نے ہماری بلایا ہے تہمور نے
کہا کہ میں نہ جاؤنگا وہ خود کیون نہیں آتی دیوون نے کہا اگر ساتھ نہ چلوگے تو ہم تمکو زبردستی لے چلینگے
وہ شاہزادی ہے خاقان تاتار قمقمہ حبشی کی زوجہ ہوئی ہے کیا غرض ہے کہ آئے اسکی شان کے خلاف ہے اور

ارادہ کیا کہ قہور کو پکڑ کر لیجائیں لیکن جو دیو قہور سے لپٹا قہور نے گھونسا منہ پر مارا کہ کلا پھٹ گیا اور آکر تجالہ
بانو سے بیان کیا کہ وہ نہیں آتا ہے ہمنے چاہا تھا زبردستی لے آئیں تو یہ حال ہماری یہ حالت کی تجالہ بانو
خود پاس قہور کے آئی اور جام شراب بھر کر پیش کیا اور کہا اے جان جہان ہمسے بیرخی کرتے ہو تو یہ جام
محبت ہمارے پی لو اور پیام وصل قبول کرو قہور نے ہاتھ مارا کہ جام شراب کا جو گلی کا سہ کے تھا ٹوٹ
تجالہ بانو کے گر گیا تجالہ کو غصہ آیا اور کہا اے شخص تو بڑا بیمروت ہے نہیں جانتا مجھے کہ مین کون ہون
اگر چاہون تو تیری ہڈیان پسلیان توڑ کر کھا جاؤن مگر تجھپر اسقدر مہربانی کرتی ہون اور تو مجھ سے
بیرخی کرتا ہے قہور نے کہا دور ہو یہان سے وہ اجل رسیدہ قہور سے لپٹ گئی اور بوسہ قہور کا لے لیا
قہور نے طمانچہ مارا کہ کلہ تجالہ بانو کا پھٹ گیا بس اس نے کہا ارے لیٹا اس سرکش کو دیکھتے ہو کہ اس نے
میری کیا حالت کی دیو دارین پکڑ کر قہور کی طرف چلے تھے کہ قہور نے بھی تلوار کھینچی اور جھپٹ کر پہلا
وار تجالہ پر کیا کہ سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا دیو قہور پر ٹوٹ پڑے وارین مارنے لگے لیکن قہور نے سیکڑون
کو مارا وارین چھین چھین کر پھینکدین آخرکار دیو بھاگے اور خدمت مین شعشہ روئین تن کے روانہ
ہوے اتنے مین وہ دیو جو تخت قہور کا اُتار کر گئے تھے وہ آئے راستے مین خبر پائی کہ قہور نے مادر
شعشہ کو مار ڈالا آکر عرض کیا کہ آپ نے غضب کیا مادر شعشہ کو مارا اب دیکھئے کیا آفت برپا ہوتی ہے
قہور دیودن پر بیٹھا ہوا کہ کیا بکتے ہو اگر وہ ملعون ہوتا تو اُسے بھی مارتا غرض کہ دیو تخت قہور کا لے کر طرف
آسمان پری کے روانہ ہوے وہان دیو تندک نے آسمان پری کو خبر دی تھی کہ قہور واسطے مدد کے
آتا ہے راہ مین ہے آسمان پری نے ازرق پری اور سلاسل پری و سیامک وغیرہ کو ملکہ
قریشیہ کے ساتھ کر کے واسطے استقبال کے روانہ کیا راستے مین ملاقات ہوئی ازبسکہ قہور قریشیہ سے
چھوٹا ہے سلام کیا قریشیہ نے بہت شفقت کی اور ہمراہ لیے ہوے خدمت مین آسمان پری کے
آئی آسمان پری نے قہور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ یہ فرزند میرا عجب پہلوان ہے
مگر شعشہ ملعون روئین تن ہے قہور نے کہا انشاء اللہ تعالی چیر کر پھینکدونگا کہ اتنے مین آواز طبل جنگ کی
آئی اور چند دیوون نے آکر بیان کیا کہ شعشہ نے طبل جنگ بجوایا ہے قہور نے کہا آپ بھی کوس حربی
بجوا دیجیے اسی وقت حکم سے قہور کے یہان بھی طبل جنگ بجا تیاری جنگ ہونے لگی شعشہ اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا ناچ دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کل صبح کو مین وہ کارزار کرونگا کہ آسمان پری
کو بھاگتے رستہ نملیگا کہ اتنے مین کچھ دیو روتے ہوے آئے اور لاش تجالہ بانو کی آگے شعشہ کے
ڈال دی شعشہ چیخ مار کر رویا پوچھا کس نے قتل کیا لوگون نے نام قہور کا لیا شعشہ نے کہا خیر کل کھجا
جائے گا اور لاش تجالہ بانو کی اٹھوا دی جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ شعشہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے قہور دیو بعد ملکہ
آسمان پری سے اجازت لے کر میدان مین آیا شعشہ قہور کو دیکھ کر پکارا کہ کل تو ہی نے میری مادر مہربان کو
قتل کیا تھا قہور نے کہا ہان مین ہی نے اس فاحشہ کو مارا اور تجھے بھی قتل کرونگا شعشہ نے کہا تجھے
عورت سے لڑتے شرم نہ آئی قہور نے کہا مین اُس سے کب لڑا وہ تو مجھسے خواہان وصل تھی اسی جرم پر
مین نے اسکو مارا شعشہ اس کلام پر جھینپ گیا اور وار شمشاد قہور پر ماری قہور نے وار خالی دی

شوشہ جھونک میں وار کے جھکا وار زمین پر پڑی خاک اڑی دونوں لشکروں کو یقین ہوا قہور مارا گیا اور
شوشہ نے پکارا کہ افسوس ہے کہ گوشت تیرا اگر آرا ہو گیا ہوگا ورنہ میں کس مزے سے کھاتا قہور نے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ حریف تیرا میں موجود ہوں اور تلوار سپر شوشہ کے ماری الغرض یہ دونوں تن تھا تیغہ قہور کا
پہنچ گیا لیکن چوٹ شوشہ کے آئی پکارا او آدم زاد تو ابھی زندہ ہے لے یہ ضرب پیام اجل ہے اور پھر وار ماری
قہور نے بھی وار اس کا سپر پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مگر زمین جل سے شق ہو گئی تحت گرد بلند ہوا شوشہ
پکارا اے آدم دست برد کرم عیار دوڑ کر آیا گرد کے چرخ مارکر گھس کر دیکھا کہ قہور بیہوش پڑا ہے اور اس کے منہ سے
پسینہ جاری ہے آنکھیں بند مگر ہاتھ دونوں مثل ستون آہنی کے بلند ہیں عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا قہور
کو ہوش آیا جلدی سے گرد کے باہر آیا اور دوسرا تیغہ نہایت غیظ و غضب میں کر شوشہ پر مارا جسم پر تو
کچھ اثر نہ ہوا مگر تیغہ ٹوٹ گیا شوشہ نے پھر ضرب ماری قہور جست کر کے ہاتھ سے لپٹ گیا اور وار چھین لی
شوشہ نے جھپٹ کر دوسری وار ہاتھ میں لی قہور نے اسی وار کو چرخ دیکے سر پر شوشہ کے وار کیا شوشہ نے
وار کو وار پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی معلوم ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا شرارے آگ کے نکل گئے شوشہ چیخ اٹھا
اور بیہوش ہو گیا دیو دوڑ پڑے اور شوشہ کو اٹھا لے گئے قہور میدان میں سے پھرا آسمان پری نہایت خوش
ہوئی اور بہت تعریف قہور کی کی طبل شادمانی بجا صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی دور بادۂ ناب کا چلا کہ
اس طرف دیو شوشہ کو لیے ہوئے اپنے مقام پر آئے کچھ بوٹیاں قاف کی سنگھا کر ہوشیار کیا شوشہ نے کہا بلا کی
ضرب ماری اس آدم زاد نے مگر کل معجون کھا کر پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر آسمان پری کو ہوئی یہاں بھی کوس
حربی نوازش میں آیا آلات حرب تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب
دیگر نکل گئے کہ شوشہ میدان میں آیا ادھر سے قہور دیو پر سوار ہو کر گردن پر ایک دیو کی سوار ہو کر مقابل ہوا شوشہ
نے چوب چماق ماری قہور نے وار پر روکی اور پھر وار کو چرخ دیکر مارا شوشہ سامنے سے دور بھاگ کے
در چقماق چادر لے کر دوڑا یہ عجب حربہ ہو کر سات سلیں بڑی بڑی پتھر کی مثل جال کے زنجیروں میں بندھی
ہوئی ہیں قریب آکر قہور پر وار کیا وہ سات بلائیں متفق ہو کر سر قہور پر بجانب چلیں ہر چند قہور نے چاہا
کر خالی دیں ممکن نہ ہوا ایک پتھر سر قہور پر اور ایک اس دیو کے سینہ پر کہ جس پر قہور سوار تھا پڑا قہور کا غش
ہو گیا دیو کا کلیجہ پھٹ گیا دونوں مارے زمین گرے شوشہ نے قصد کیا کہ سر قہور کو قلم کروں آسمان پری نے
شور کیا کہ ارے لینا دیو دوڑ پڑے اور قہور کو لے کر علیحدہ ہوئے شوشہ سے لڑائی ہونے لگی تمام
دیو شوشہ کے بھی آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی وار شمشاد و ساطور چوب چماق چقماق چادر سیل فولادی چلنے
لگی ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا گویا پہاڑ لڑ رہے تھے ایک آفت برپا تھی شوشہ کی یہ حالت تھی کہ اس کے
جسم پر کسی دیو کا وار کارگر نہیں ہوتا ہے جسے مارتا ہے وہ بچتا نہیں بس لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے آسمان پری نے
حکم کیا کہ قہور کو شفاخانہ لیجاؤ دیو قہور کو لے کر چلے تھے کہ شوشہ نے تعاقب کیا آسمان پری نے
شور کیا کہ ارے یہی وقت ہے جانیں لڑا دینے کا قہور بیہوش ہے بچاؤ شوشہ کو روکو مگر وہ ملعون
کسی سے رکتا ہے کیونکہ روئیں تن ہے قتل کرتا ہوا قریب قہور کے پہنچ گیا آسمان پری یہ حالت
دیکھکر بیتاب ہو گئی منہ پر اپنے طمانچے لگانے کہ میں نے کیوں قہور کو واسطے مدد کے طلب
کیا تھا اگر یہ قتل ہو گیا تو میں امیر کو کیا منہ دکھاؤں گی لیکن دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

ملتجی ہوئے اور عرض رسا ہوئی کہ ای کارساز بے نیاز تو ہی ایسے وقت میں حامی و مددگار ہے کہ یکایک
تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور آواز طبل اسکندری کی کان میں آئی اور اسایۂ صاحبقرانی
دکھائی دیا نقابدار زرین پوش باشوکت وحشم پہونچا اور شعشہ کو للکارا کہ او ملعون کیا کرتا ہے
شعشہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار آتا ہے پکارا تو بھی آ ہے پہلے تیرا شکار کروں تو اس سے
سمجھوں اور قریب پہونچ کر وار ماری نقابدار نے وار خالی دی اور جھپٹ کر ہاتھ کا آنکڑا لگا دیا کہ
شعشہ گرا بس کود کر چھاتی پر ایک ہاتھ گدی کے نیچے دیا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور چکر
دیکر جھٹکا مارا کہ سر دھڑ سے علیحدہ ہو گیا دیو شعشہ کے دوڑ پڑے نقابدار پر حملہ آور ہوے نقابدار نے
دیووں کو قتل کرنا شروع کیا اتنے میں کئی ہزار تخت نمودار ہوے ہر تخت پر ایک ایک جوان سبز
پوش بیٹھا تھا تخت جواہر نگار تھے علم اژدہا پیکر کا پھریرا ہوا میں اڑتا ہوا سب جوان مسلح
و مکمل تھے دیووں سے جنگ کرنے لگے آخر کار دیو شکست کھا کر لاش شعشہ کی لیے ہوے
بھاگے نقابدار نے سر شعشہ کا لاکر سامنے آسمان پری کے ڈال دیا آسمان پری نقابدار
کو بڑی عزت و حرمت سے قلعہ میں لے گئی اور نام پوچھا نقابدار نے کہا بہت جلد ظاہر ہو جائیگا
اور بسر پہر قمہور کے مرہم سلیمانی لگایا کہ فوراً زخم قمہور کا اچھا ہو گیا بعد اسکے کمان اپنی قمہور کو دی کہ
زہ کرو قمہور نے کمان کو اس زور سے کھینچا کہ منہ سرخ ہو گیا مگر نصف سے زیادہ نہ کھنچی نقابدار نے
کمان ہاتھ سے لے لی اور خود کھینچی اسقدر کہ قریب تھا کمان ٹوٹ جائے قمہور نہایت شرمندہ
ہوا اور عرق جبین پر آ گیا قریب تھا کہ اپنے کو مارے غیرت کے ہلاک کرے کہ نقابدار نے کہا اے
برادر فضلنا بعضکم علی بعض میں کوئی غیر نہیں ہوں جیسے تم نے کمان کھینچی ویسے میں نے کھینچی
قمہور نے نام پوچھا کہا بہت جلد ظاہر ہوا چاہتا ہے مگر ابھی نہیں یہ کہکر رخصت ہوا قمہور نے
(آسمان پری) سے کہا کہ اب مجھے بھی طرف پردہ دنیا کے بھیجیے آسمان پری نے تخت پر قمہور کو
سوار کر کے طرف سائل کے روانہ کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک ہفت منظر سے پھرا اور بدیع الملک کا پتا نہ لگا کوچ بکوچ قریب قلعہ [illegible] کے
پہونچا نوفل زرین درفش قلعہ بند ہوا جب یہ خبر لاہوتک کو ہوئی اس نے دیووں کو حکم دیا
کہ قلعہ کو ویران کرو دیووں نے تمام قلعہ برباد کیا نوفل نے جب یہ آفت دیکھی مع مال و خزانہ قلعہ کے
باہر آیا اور لاہوتک ملعون کو سجدہ کیا لاہوتک نے خلعت دیکر رخصت کیا اور طرف زریخ آباد کے
متوجہ ہوا جب قریب قلعہ کے پہونچا نامہ اسفندیار زریخ آبادی کو لکھا کہ باعبودت تشریف
لائے ہیں آ اور قدمبوسی کر جب نامہ شاہ زریخ آباد کو پہونچا جواب میں لکھا کہ آج قابل حاضر ہونے
کے نہیں ہوں کل حاضر ہوں گا اور ہما عیار کے ہاتھ کچھ تحائف روانہ کیے ہما مع تحائف پاس لاہوتک
کے آیا سجدہ کیا تحفے پیشکش کیے لاہوتک نے ہما کو خلعت دیا جب ہما پلٹ کر آیا تو دیکھا اسفندیار
سر در پیش ہے ہما نے باعث تفکر پوچھا اسفندیار نے بیان کیا کہ میں نے عشرت عیار کو واسطے گرفتاری
لاہوتک کے بھیجا ہے اگر وہ لے آیا تو میں اُسے قید کروں گا لیکن عشرت عیار جو روانہ ہوا صورت اپنی تبدیل کر کے

داخل لشکر لاہوتک ہوا جب دربار لاہوتک نے برخاست کیا اور بارگاہ مین اپنی داخل ہوا کھانا زہر مار
کرکے پلنگ پر لیٹا عشرت عیار نے پشت کی جانب سے خیمہ کو چاک کیا اور پروانے بیہوشی کے شمعون پر
مارے کہ خدمتگار وغیرہ جو اُس وقت موجود تھے دود بیہوشی اُن کے دماغ مین گیا چھینکین مار
مارکر گرے اُس وقت عشرت قریب لاہوتک کے گیا اور کفچہ عیاری مین بیہوشی لے کر قریب
ناک کے لے گیا جب لاہوتک نے اُوپر کا دم کھینچا عشرت نے تمام بیہوشی دماغ مین
پھونک دی لاہوتک بیہوش ہوگیا عشرت نے پشتارہ باندھکر پشت پر لگایا اور وہان سے
چل نکلا تمام لشکر خواب مرگ مین تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا اُن لوگون کی نگاہون سے بچکر صاف
نکل گیا قریب صبح قلعہ زریخ آباد مین داخل ہوا اسفندیار ٹہل رہا تھا اُسے شب بھر نیند نہ آئی
تھی کہ عشرت پہونچا اور پشتارہ لاہوتک کا آگے ڈال دیا وہان صبح کو ملازم لاہوتک جو بیدار
ہوے پلنگ پر لاہوتک کو نہ پایا شور کیا کہ ہاے خداوند واے خداوند بختگان و تختگان نے
سُنا دوڑے آئے جب کچھ نشان نہ ملا کہا جس جگہ خداوند قید ہونگے وہان جانور سایہ فگن ہونگے اور یقین آیا
کہ اسفندیار شاہ زریخ آبادی نے خداوند کو قید کیا ہی اور طرف شہر زریخ آباد کے روانہ
ہوے لشکر زیر قلعہ اُترا کچھ عیار تفحص مین روانہ ہوے یہان اسفندیار پشتارہ لاہوتک کا دیکھکر
نہایت مسرور ہوا عشرت عیار کو پانچہزار اشرفی اور خلعت ملبوس خاص عنایت کیا انگوٹھی کیوڑے
گلاب سے دھوکر اپنے ہاتھ مین پہنی لاہوتک کو زنانخانہ مین بھجوادیا دیوون نے آکر سلام کیا اور کہا
الحمدللہ کہ ہاتھ سے کفار کے نجات پائی لیکن صبح کو اسفندیار نے دربار مین کہا اور حکم کیا کہ لاؤ
لاہوتک کو داروغہ زندان خانہ لاہوتک کو لےکر حاضر ہوا اس وقت تک لاہوتک بیہوش تھا
اس قدر بیہوشی عشرت نے پھونک دی تھی اسفندیار نے کہا اسے ہوشیار کرو جب لاہوتک
ہوشیار ہوا پکارا ای بندگان سجدہ بکنید اسفندیار نے کہا او قرساق دیکھا تو نے قدرت پروردگار
عالم کو کہ آج اُس نے مجھے تجھ پر مسلط کیا ہی اور قید گران ڈالکر زندان خانہ مین بھجدیا وہ عیار جو کہ
بختگان و تختگان کے بھیجے ہوے صورتین بدلکر داخل شہر زریخ آباد ہوے تھے
اُنھون نے دیکھا کہ جانور مکان شاہی پر سایہ فگن ہین اور کل کیفیت گرفتاری لاہوتک کی سنکر
واپس آئے اور بیان کیا حائل شاہ نے کہا ایک نامہ اسفندیار کو لکھو کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے
خداوند کو رہا کردے نہین تو تمام قلعہ کو ہم درہم برہم کر دینگے اس مضمون کا نامہ بختگان و
تختگان کی جانب سے پاس اسفندیار کے روانہ کیا جب ایلچی نے نامہ اسفندیار کو پہونچایا
وہ دیکھکر نہایت ہنسا اور جواب مین لکھا کہ تمھارا خداوند کیسا ہی جو قید مین ہوجاتا ہی اور میرا اپنے کو
چھڑا ابھی نہین سکتا یہ جواب دندان شکن جو کفار کو پہونچا پھر کچھ نہ لکھا لیکن آدم خوارون نے کہا
کل ہم اس قلعہ کو لے لینگے اور خداوند کو بھی رہا کرا لینگے اور اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا
یہ خبر اسفندیار شاہ کو ہوئی اُس نے بھی خوب قلعہ کو آراستہ کیا رات بھر نقارہ زنی دونون طرف بجا
جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب سے روے سحر طالع ہوا ہواے سرد چلنے لگی مرغان چمن
نے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخون درخت پر بیٹھکر صوت تسبیح و تہلیل پروردگار عالم ہوے کفار

بت پرستی مین معروف اہل اسلام نماز سحر بجالائے کہ یکایک لشکر کفار سے ارماق آدمخوار بارہ ہزار
آدمخوارون کی جمعیت سے یلغر کر کے طرف قلعہ کے چلا اسفندیار خود فصیل دروازے پر دوربین لگائے
ہوے بیٹھا دیکھ رہا تھا جب دیکھا کہ اب کفار زد پر آگئے ہین حکم دیا کہ ہان مارو گولے توپین مانند
رعد کے گرجنے لگین دھوئین سے ایک ابر غلیظ چھا گیا جب دھوان برطرف ہوا دیکھا کہ ارماق آدمخوار
زیر دیوار قلعہ موجود ہے گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑا چاہتا ہے اسفندیار نے دیوون سے کہا
اسے خندق مین ڈالدو دیوون نے ارماق کو خندق مین پھینک دیا ارماق وہان سے نکلکر گرتا
پڑتا ہوا بھاگا پانچ ہزار آدم خوار کام آئے طبل بازگشت بجا قلعہ پر نقارہ شادمانی نوازش مین آیا
اہل اسلام خوش و مسرور بیٹھے تھے کہ اتنے مین شعبان بن عمرو آیا اور اسفندیار سے بیان
کیا کہ شاہزادہ سلیمان ثانی اور عجیل ماہرو بھائی ماحقر ان کے آتے ہین قلعہ پر نقارہ شادمانی
بجا کفار نے خبر منگائی کہ کیا ماجرا ہے اتنے مین گرد اڑی اور عجیل ماہرو مع شاہزادہ سلیمان ثانی
آکر پہونچے اور دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مع لشکر باہر قلعہ کے مقیم ہوے اسفندیار شاہ باہر قلعہ کے آیا
اور استقبال کر کے عجیل و سلیمان کو قلعہ مین لایا اور شکل لاہوتک ملعون کی دکھائی عجیل نے کہا
عجب حرام زادہ معلوم ہوتا ہے اور ہزار آدمی واسطے نگہبانی کے مقرر کیے وہان سے آکر بارگاہ مین
پہونچے وتکل پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کیا اشراق آدمخوار فرستادہ حمائل شاہ حاضر ہے برسم
ایلچی گری آیا ہے عجیل نے فرمایا بلالو جب اشراق سامنے آیا پکارا منم نامہ دار و منم نامدار ایک فولادی کرسی
اسے بیٹھنے کو ملی سلیمان ثانی نے نامہ ہاتھ سے اشراق کے لیکر پڑھا جسمین یہ لکھا تھا کہ اے کور نمکو تمنے
ایک خداوند کو مارا اب اسکے بیٹے کو جو دوسرا خداوند ہے قید کیا بس بہتری اسی مین ہے کہ خداوند کو
سجدہ کرو اور تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ ورنہ ایک دم مین خداوند تم سب کو برباد کر دینگے
سلیمان ثانی نے یہ لغویات دیکھکر نامہ کو چاک کر ڈالا اشراق نہایت برہم ہوا اور پکارا مجھے
کچھ خوف نہ آیا کہ یہ نامہ کس کا ہے اور مین کون ہون اب عوض نامہ کے تیرے جسم کو پارہ پارہ
کرونگا یہ کہکر سلیمان ثانی سے لپٹ گیا سلیمان نے آن واحد مین اٹھا کر دے مارا اور دونون کان
اکھیڑ لیے اشراق وہان سے بھاگا اس طرف کفار نے دربار آراستہ کیا یہ باتین ہو رہی تھین خستگان
و خجستگان کھڑے تھے انھون نے کہا کہ عجیل و سلیمان نے آکر اسفندیار کو مدد دیوون سے منع
کر دیا ہے اب وہ دیوون سے کام نہ لیگا سہمان آدمخوار نے کہا اگر ایسا ہے تو مین ان سب خداپرستون کو
کھا جاؤنگا ابھی طبل جنگ بجواؤ حمائل شاہ نے کہا جواب نامہ کا آلینے دو کہ اتنے مین اشراق بحال
پریشان بیٹھا ہوا تا ملتے ہوئے کان ندارد آیا اور تمام ماجرا بیان کیا حمائل شاہ نے طبل جنگ بجوایا یہ
خبر اہل اسلام کو پہونچی وہان بھی نقارہ رزمی بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال اشراق آدمخوار حمائل شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور سلیمان ثانی کو ٹوکا ادھر سے سلیمان ثانی مرکب چمکا کر مقابل ہوا اور پکارا
تجھے کچھ حیا بھی تو کتے ہوئے نہ آئی کہ کل مین نے تیری کیا حالت کی تھی اشراق نے کہا وہ وقت
گذر گیا اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ اشراق کا ہوائی کیا اور کمربند پکڑ کر اشراق کو اچھال دیا زمین پر گرا

ستہ پایا کہ جو رنگ ہوائی کا تھا لشکر اسلام سے آواز تحسین وآفرین کی بلند ہوئی لشکر کفار میں غزنوی
اٹھا مرواق آدمخوار نے مقابلہ کیا شاہزادہ سلیمان ثانی نے نیزہ اسکا بھی ہوائی کیا اس نے تلوار
ماری سلیمان نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور کمر بند پکڑ کر قاش زین سے بلند کرکے زمین پر مارا اور
پھر چیر کر پھینک دیا سلیمان ان دونوں کے واسطے رویا اور طبل بازگشت بجوادیا گرشاسپ
آہن کلاہ نے حمائل شاہ سے کہا کہ یہ آدمخوار اپنے آگے کسی کو موجود نہیں جانتے تھے یہ
اسکی سزا ہے کل میں مقابلہ کرونگا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور دونوں لشکر میدان میں آئے
گرشاسپ حمائل شاہ سے اجازت لے کر آدمخواروں سے چشمکیں کرتا ہوا میدان میں آیا اور
مبارز طلب ہوا اس طرف سے پھر شاہزادہ سلیمان ثانی میدان میں آیا گرشاسپ تگاور زن ہوا
ادھر سے سلیمان ثانی تگاور زن ہوا مرکب سلیمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے ہٹا اور گرگدن
گرشاسپ کا پانچ قدم پسپا ہوا باگوں کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا گرشاسپ نے
نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اس کا ہوائی کیا گرشاسپ نے تبر مارا سلیمان نے
بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا کودکے چھاتی پر باندھکر مشکین
عیار کے سپرد کیا قنطور بن کلاب آہن کلاہ میدان میں آیا چوبدست شاہزادہ پر ماری
سلیمان نے چوبدست خالی دی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چند ساعتیں گذری ہونگی سلیمان نے
لنگر قنطور کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور باندھکر مشکین عیار کے سپرد کیا
یہ حال دیکھکر فولاد زنگی ملک مرواق کا سردار میدان میں آیا مقابل ہوا اژدہ پشت نہنگ سلیمان
ثانی پر مارا سلیمان نے اسکو تیغ سے قلم کیا اور فولاد کو باندھکر لشکر میں بھیجدیا ملک مرواق نے
سلیمان ثانی کی بہت تعریف کی اور کہا کل حال مردی ومردانگی کا معلوم ہوگا یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا جب شام ہوئی طبل جنگ اپنے نام پر بجوا دیا
یہاں اہل اسلام خوش وخرم بارگاہ میں بیٹھے ہیں اسفندیار شجاعت سلیمان کی تعریف کر رہا
ہے کہ آواز طبل جنگ کی کان میں پہونچی بعد کو یہ خبر بھی معلوم ہوئی کہ آج ملک مرواق نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے خود نکلکر مقابلہ کرے گا سلیمان نے کہا خدائے بزرگ سے انشاء اللہ
اس کافر کو بھی ماروں گا غرضکہ رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
صفوف قتال جدال آراستہ ہوئیں نقیب نقیب دیکر نکل گئے کہ علم لشکر مرواق کے جلوہ گری
پیدا کئے اور مرواق شاہ مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب خوب
عرق عرق ہو گیا گھوڑے کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور آواز دی کہ کہاں ہے سلیمان ثانی آئے میرے
مقابلہ کو یہ کل تھے پہلوانوں کی لڑائی نہو کہ اس نے زیر کر لیا ہے یہ کلمہ سنا تھا کہ سلیمان ثانی مرکب کو چمکا کر
میدان میں آیا سلیمان کو آتے دیکھکر ملک مرواق تگاور زن ہوا کہ سپر سے سپر لڑی چنگاریاں آگ
کی نکلیں پانچ قدم مرکب ملک مرواق کا پسپا ہوا اور تین قدم گھوڑا سلیمان ثانی کا مرواق نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے کینہ سلیمان پر مارا سلیمان نے لفنوں سپہ گری نیزہ کو نیزہ پر روکا بند بدھنے
کھلنے لگے تا دیر طعنیں چلا کیں آخر ایک مقام پر سلیمان نے نیزہ ہاتھ سے مرواق کے ہوائی کیا

بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ دنیا سیاہ ہوگئی مرواق نے گرز گران سر کو سنبھالا اور دو دستی گرز سر سلیمان پر مارا
سلیمان نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرزوں سے چنگاریاں آگ کی نکل گئیں ہر طرف گرد بلند ہوا
سلیمان نے گرد سے نکل کر گرز مارا مرواق نے گرز کو سپر پر روکا مگر ہاتھ تھرتھرائے لنگر ضرب کا نہ اٹھا سکا سر نیچے
کو کھینچا گرز سلیمان کا سر مرکب پر پڑا کہ مرکب بخش زمین ہو گیا مرواق مع مرکب غلطان پیچان زمین پر گرا ایک
ٹانگ اسکی مرکب کے نیچے دبی ہوئی تھی گھوڑے کے گرتے ہی کواہ مرواق شاہ کا اتر گیا رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا
سلیمان ثانی نے کمند زدی کہ لیجاوے کفار دوڑے میں ڈال کے مرواق کو اٹھا لے گئے طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر میدان میں آئے سہمان نے تختگان و تختگان سے کہا کہ اگر کل ان خدا پرستوں کو نہ کھایا
ہوگا تو نام ہما سہمان نہ ہوا ہوگا غرض کفار داخل بارگاہ ہوئے زخمیوں کا علاج ہونے لگا جام مے ناب گردش
میں آیا سہمان نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی
آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ سہمان آدمخوار نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے سلیمان نے
کہا کچھ پروا نہیں ہے جو خدا کرے گا وہ ہوگا غرض نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر معرکہ لے دشت قتال ہوئے لشکر کفار سے سہمان آدمخوار میدان میں آیا فوج اسلام سے
سلیمان ثانی نے نکل کر سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار چلی مطلب حاصل ہوا آخر کار
نوبت کشتی پہنچی تا دیر کشتی رہی دونوں لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک دن اور ایک
رات کشتی رہی دوسرے دن قریب صبح سہمان نے زور کیا کہ سلیمان ثانی کو دس قدم دور لے گیا اور جھٹکا مارا
کہ ایک گھٹنا آشنا زمین ہو گیا شاہزادے نے سنبھل کر زور کو اسکے روک کر ہاتھ کمر زنجیر میں ڈال کر نعرہ اللہ اکبر
کا کرکے کھینچ کر زور کیا تو پچیس قدم سہمان کو دوڑا لے گیا وہاں سے بہ زور کیا تو زمین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دینا
شروع کیا یہ حال سہمان کا دیکھ کر تمام آدمخوار دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی آہ و داد
گیر و بزن بلند ہوئی کشت و خون ہونے لگا ہر طرف دھواں سا ابر سیاہ بلند ہوا مرکبوں کے سموں کی صدائیں بلند
بجلیاں تیغوں کی چمک چمک کر چاروں طرف گر رہی تھیں آج وہ جنگ عظیم ہوئی کہ تینوں دن کی لڑائیوں سے زیادہ
آدمی کام آئے یکایک گرد بند سہمان کا ٹوٹا وہ زمین پر گرا لوگ اسکے چاروں طرف سلیمان کو گھیرے ہوئے
ورہے تھے اسے لیکر سامنے سے لاہی ہوئے جب تختگان و تختگان نے دیکھا کہ سہمان ہاتھ سے خدا پرستوں کے
اسیر ہو گیا طبل امان بجوا دیا سہام دین نے ہاتھ روکا کفار اپنے مقام پر چلے گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے تین
دن تک میدان قتال سے لاشیں نہ اٹھا سکیں اسقدر کشت و خون ہوا کہ رنگ دشت جدال کا سرخ ہو گیا لیکن
سہمان نے حمائل شاہ سے کہا کہ ایسا بہادر و زور آور آدمی میں نے نہیں دیکھا حمائل شاہ نے کہا کہ اگر تو اندیشہ مند
ہو تو میں تدبیر سلیمان کی کیے لیتا ہوں سہمان نے کہا اگر ایسا ہو تو میں سب خدا پرستوں کو قتل کروں حمائل شاہ نے
اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام اسکا فیروزہ سنگ انداز تھا جب وہ سامنے آیا کہا ہو سکتا ہے کہ تو سلیمان ثانی کو گرفتار لاوے
فیروزہ نے کہا اگر گیا اور لایا حمائل شاہ نے کہا ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا فیروزہ اسیوقت قنطورہ زرہفتی اور
پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اہل اسلام نے جشن کیا تھا اور عشرت عیار
دعوت شان بہ عمرو کی کی تھی دونوں پیتے ہوئے معروف شراب خواری تھے جب شب نصف ہوئی اسلام کی گرد لشکر
لشکر کفار کی سیر کی کیا رنگ ہو دواب کیا ارادہ ہو دونوں رو بدہوے لاحق ہو گیا اسقدر پیچ و دبے دیکھ

گر پڑے بعد کچھ دیر کے جب نشہ کم ہوا دونون عیار طرف ایک کوہ کے گئے اور کہا کہ چلنا لشکر دشمن مین صلاح نہین شاید
گرفتار ہون اور دونون صورتین تبدیل کر کے بالاے کوہ مقیم ہوے وہان فیروزہ سنگ انداز نے شکل اپنی ایک
مرد عابد کی بنائی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوے داخل لشکر ہوا جس شخص نے دیکھا مسلمان سمجھکر مزاحم نہوا یہانتک کہ دربار
برخاست ہوا سلیمان ثانی اپنے خیمہ مین آیا سو رہا جب رات زیادہ گئی اور اہل لشکر مصروف خواب ہوے
گشت طلایہ کا پھرنے لگا فیروزہ پشت خیمہ پر آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر اندر جاؤن اور سلیمان کو گرفتار
کرون اتفاقاً ایک خدمتگار واسطے رفع احتیاج کے باہر آیا ایک مقام پر بیٹھکر پیشاب کرنے لگا فیروزہ
پشت کی جانب سے قریب اسکے گیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھا فیروزہ نے حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مار کر
بیہوش ہوا بعدہ اسے برہنہ کر کے وہین ڈالدیا اور کپڑے اسکے آپ پہنے صورت تبدیل کر کے داخل خیمہ
ہوا اور باری دار جو بیٹھے تھے انھین روغنی عطر کی کان سے نکال کوئی وہ سب سونگھکر بیہوش ہوے
بعد اسکے سلیمان ثانی کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر پشت خیمہ چاک کر کے روانہ ہوا لیکن وہان
شبان بن عمرو اور عشرت عیار کو جو کوہ پر صورتین تبدیل کیے ہوے بیٹھے تھے دیکھا انھون نے کہ ایک
عیار لشکر اسلام سے پشتارہ بدوش طرف لشکر کفار کے جاتا ہے یہ کھٹکے اور قریب گئے اس نے پوچھا تم کون ہو
اتفاقاً صورت تو شبان و عشرت تبدیل ہی کیے ہوے تھے کہا کہ ہم شاگرد ہین فیروزہ سنگ انداز کے
اس نے کہا مین ہی فیروزہ ہون پوچھا پشتارہ مین کون ہے کہا سلیمان ثانی بڑی کوشش سے ہاتھ آیا ہے شبان نے
کہا واہ استاد کیا کہنا ذرا ہاتھ بڑھاؤ کہ مین دست بوسی تو کرون فیروزہ نے ہاتھ بڑھایا پس شبان نے ہاتھ
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ فیروزہ زمین پر گرا رسن مار کر حلقے کمند کے اسے تو باندھ لیا اور پشتارہ چھین کر سلیمان کو
ہوشیار کیا سلیمان نے کہا اے شبان تو نے مجھے کیون گرفتار کیا مینے تیرے ساتھ کونسی برائی کی تھی شبان نے کہا
کیا مجال ہے غلام کی کہ آپکو اسیر کر سکے یہ فیروزہ عیار آپکو گرفتار کر کے طرف لشکر کفار کے لیچلا تھا ہم اتفاقاً
یہان موجود تھے اسے گرفتار کر لیا سلیمان بہت خوش ہوے اور طرف خیمہ کے چلے وہان صبح کو وہ
خدمتگار ہوش مین آیا اپنے کو برہنہ پاکر متحیر ہوا لنگی باندھکر خیمہ مین سلیمان ثانی کے آیا اور سلیمان
کو نہ پایا اپنے ساتھ والون کو بیہوش دیکھا پس شور کیا کہ کوئی ہاے آقا کو لے گیا یہ خبر عجیل ماہر و کو پہنچی
انھون نے گریبان کو پارہ پارہ کیا کہ اس اثنا مین سلیمان مع پشتارہ فیروزہ پہونچے الغرض تمام کیفیت
بیان کی فیروزہ کو قید کیا اور شبان و عشرت کو مخلع کیا

اب بیان سے داستان صلصال بن دال جادو بن شمامہ جادو کی بیان ہوتی ہے

کہ جب صلصال نے سپہر دیز کو تخت پر بٹھا کے جوہریون کو طلب کیا اور جواہر نفیس دیا کہ اسکا تخت
ہو اور ایک جوہری کہ نام اسکا خواجہ بیدر تھا اس نے ایک یاقوت نکال کر صلصال کو دکھایا اس نے پوچھا اسکی قیمت کیا
ہے خواجہ نے پانچ ہزار طومان قیمت کہے صلصال نے قبول نہ کیا خاموش ہو رہا اور دوسرے وقت اپنے
عیار ازرق بن زرد ہنگ سے کہا کہ اگر شب کو یہ یاقوت چرا لاؤ تو ایک ہزار طومان تجھے دون ازرق بوقت
شب روانہ ہوا جب زیر مکان خواجہ پہونچا کمند مار کر چھت پر گیا کوٹھے سے جھانک کے دیکھا تو خواجہ کے گھر مین
سعد اور افراسیاب کو چک اور سام بن نوح نیشاپوری اور فیروزہ عیار کو باتین کرتے پایا
پس فوراً وہان سے پلٹا اور تمام کیفیت آکر صلصال سے بیان کی صلصال نے زنجار ترک کو

پانچ ہزار سوار دیگر روانہ کیا زنجار نے آتے ہی تمام مکان کو گھیر لیا لوگون نے خبر شاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار کو دی بادشاہ مع افراسیاب کوچک اور سام بن نوح و خواجہ بدر و فیروزہ عیار یہ
سب مسلح و مکمل ہو کر نکلے زنجار ترک نے شاہ کو ٹوکا کہ یہی دعوے بہادری ہے کہ چھپکے بیٹھے ہو شاہ نے
کہا مین چھپکر نہین بیٹھا بلکہ زخمی تھا علاج اپنا کر رہا تھا زنجار نے کہا اب مین علاج کیے دیتا
ہون یہ کہکر نیزہ مارا شاہ نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا زنجار نے غصہ مین آکر تلوار ماری شاہ
نے بیتفت سقف شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا چار ٹکڑے ہوئے فوج بھاگی شاہ بھی مع افراسیاب
و سام وغیرہ ایک طرف راہی ہوئے لوگ لاشہ زنجار کا لیے ہوئے پاس صلصال کے آئے
صلصال غضب مین آیا اور حکم دیا کہ پتا لگاؤ کہ سب بھاگ کر کس طرف گئے ہین عیار واسطے
خبر کے روانہ ہوئے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جدائل خان ہندی نواسا
لندھور بن سعدان گرد کا بارہ ہزار فیل جنگی تیار اور فوج کثیر ہمراہ با شوکت و شان آتا ہے
صلصال نہایت خوش ہوا اور مع پریزاد بن ہرمز اور قہر بن ترد بہمن واسطے استقبال کے گیا
دیکھا آگے بارہ سوار ہاتھی کہ جھولین انکی مرصع کار علم زرنگاری کھلے ہوئے جنپر پیمبر دین بت پرستی
لات و منات کی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو بارہ لاکھ سوار مسلح و مکمل دکھائی دیے بعد انکے جلوس
سواری کا گذرا اسکے بعد بارہ ہزار فیلان مست کہ سونڈون مین ان کی تلوارین بندھی ہوئی تھین بصد
جوش و خروش نمایان ہوئے کہ صلصال دیکھکر شان و شوکت اسکی لرز گیا بعد سب کے ایک فیل زبردست پر
جدائل خان کو دیکھا کہ گرز گران سر ہاتھون مین لیے چلا آتا ہے جدائل خان صلصال کو دیکھکر فیل
سے اترا بغلگیر ہوا صلصال نے حال لندھور کا پوچھا کہ کہان ہے جدائل خان نے بیان کیا کہ مین نے
لندھور اور مظفر خان بن بہرام کو اندھا کر دیا وہ قید مین ہین صلصال نے آفرین کی اور
ساتھ لیے لایا دعوت کی بعد اسکے کوچ طرف باختر کے کیا جاتے جاتے کنارے دریا کے پہونچا وہان
خبر سنی کہ بدر بن زلازل ایک حبشی نے بڑے بڑے علم خدا پرستون پر کیے ہین بس اسی وقت
نامہ بدر کو لکھا کہ اے بدر آگاہ ہو کہ ہم تم ایک دین رکھتے ہین اور جو اعزاز وہ تمھارا ہے وہی ہمارا بھی ہے
بس بہتر یہی ہے کہ ہم تم ملکر خدا پرستون کا استیصال کرین یہ نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا اور مع زیور شاہ
کے آیا صلصال کو استقبال کرکے لے گیا اور خوشی کا جشن کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لشکر ضلالت نشان لاہوتک غول سے آنا اخضر جادو کا ظلمات سے اور چھڑانا لاہوتک کا بیان ہوتے ہین

جب یہ خبر کلکار کو ہوئی کہ فیروزہ سنگ انداز عیار نے سلیمان کو گرفتار کیا تھا پتھارہ بدوش
آتا تھا کہ عیاران اسلام ملے اور پتھارہ چھین لیا فیروزہ کو بھی گرفتار کر لے گئے نہایت محزون ہوئے
اور قریب تھا کہ مارے خوف کے رو نزار ہون کہ یکایک آسمان پر کالا ابر خضری نمودار ہوا اسمین
ہزارہا بجلیان چمکتی تھین صدا گڑگڑاہٹ کی آتی تھی کہ پردے کانون کے پھٹے جاتے تھے یکایک وہ لشکر
کلکار کی جانب نیچا ہونے لگا دیکھا حائل شاہ اور ملک مرواق نے کہ ابر شق ہوا اور ایک
تخت نمایان ہوا اسپر اخضر جادو بیٹھا ہوا تھا سب استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے سلام کیا اخضر

تخت سے نیچے اُترا حائل شاہ نے اپنے پہلو مین جگہ دی اخضر نے حال لاہوتک کا پوچھا حائل شاہ نے
تمام کیفیت گرفتاری لاہوتک کی اور لڑائی مین مارے جانے سرداروں کا بیان کیا پس آتش غیظ و غضب
شعلہ زن ہوئی اور اُسی وقت سحر غائب کرکے روانہ ہوا لاہوتک زندان خانہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ
دیکھا اس نے ایک برق سی چمکی کہ آنکھین لاہوتک کی جھپک گئین دیکھا کہ اخضر جادو کھڑا ہی لاہوتک اخضر
کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای اخضر انگشتری سلیمانی مجھے لادے پھر مجکو رہا کرنا اخضر نے کہا
کہ انگشتری کہان ہی اور کس کے پاس ہی لاہوتک نے کہا کہ اسفندیار شاہ کے پاس ہی اُس نے تمام لشکر کو
میرے آزار دے رکھا ہی اخضر جادو یہ سنکر طرف بارگاہ اسفندیار کے روانہ ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا
دیکھا کہ اسفندیار شاہ تخت پر بیٹھا ہی انگشتری ہاتھ مین ہی طرز رتبہ بارگاہ پر پایہ فلک ہی سلیمان ثانی
اور عجیل ماہرو بیٹھے ہوے ہین شراب خواری کر رہے ہین پس اُسی وقت اخضر جادو نے سحر کیا کہ ہوا سرد
چلی جتنے پاسبان تھے سو گئے اخضر نے سب کے سر کاٹے اور داخل بارگاہ ہوا اور سحر کیا کہ ایک ایک
گلدستہ گود مین سب سرداروں کے مع اسفندیار کے رکھا یہ گلدستہ نہایت عمدہ معلوم ہوا سب نے
حیرت سے دیکھا اور اُٹھا کر سونگھا جس نے سونگھا وہ بیہوش ہوگیا بس فوراً اخضر جادو قریب اسفندیار
کے آیا اور انگوٹھی ہاتھ سے اسفندیار کے اتاری اور اسفندیار کو لیکر پر پرواز پیدا کیے اور طرف لشکر
کفار کے روانہ ہوا یہان قضاے کار ایک رفیق اسفندیار کا جو اس وقت بارگاہ مین موجود نہ تھا
اپنے خیمہ مین تھا کہ اُسکا دم گھبرایا خیمہ سے نکلکر اسفندیار کی بارگاہ مین آیا جب دروازہ بارگاہ پر
پہونچا تو دیکھا کہ پاسبانون کے سر کٹے ہوے پڑے ہین اندر بارگاہ کے گیا تو دیکھا عجیل و سلیمان
ثانی بیہوش پڑے ہین بس یہ دیکھکر اس نے شور اور واویلا کیا کہ کوئی اسفندیار کو اور پاسبانون کو قتل
کر گیا یہ غل اور شور سنکر لوگ دوڑے اور بارگاہ مین آئے سلیمان و عجیل کو ہوشیار کیا کہ
اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے یہ سنکر
عجیل ماہرو نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ ندی بجے صبح کو ان کفارون سے سمجھا جائے گا
غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نکلکر کفار سے مہروق شیر گردن میدان مین آیا مبارز طلب کیا
لشکر اسلام سے عجیل ماہرو نے نکل کر مقابلہ کیا بعد گفتگوے بسیار مہروق نے نیزہ سینہ
عجیل پر مارا عجیل نے نیزہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہی نیزہ گردن پر مارا کہ پار ہوگیا نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ تاشش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا کہ پیوند خاک
ہوگیا یہ حال مہروق کا دیکھکر تمام کفار لرز گئے اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گئے دوسرے روز
حائل شاہ اور ملک مرواق نے صلاح کی کہ اسفندیار کو قتل کرو اور اُسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری ہو فوراً دارین استادہ ہونے لگین یہ خبر ہرکارون نے عجیل ماہرو اور شاہزادہ سلیمان ثانی
کو دی اُنھون نے کہا ہمارے یہان بھی دارین استادہ ہون اور تیاری میدان خونی کی کرکے لاہوتک
غول کو زیر دار بٹھایا اور جو اسیر تھے مثل گرشاسپ اور قنطورا ہن کلاہ و فیروزہ عیار وغیرہ کے
سب کو زیر دار بٹھایا اور کہا کہ اگر ایک بال بھی اسفندیار کا بیکا ہوا تو ہم سبکو قتل کرینگے یہ حال دیکھکر

بختگان دنجتگان نے حائل شاہ سے کہا کہ قتل کرنا اسفندیار کا مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسا نہو یہ
خدا پرست ہیں ہم خداوند ثانی کو بھی قتل کر ڈالیں پہلے خداوند کو مار لیں اسکے بعد سمجھا جائیگا غرضکہ کفار
قتل اسفندیار سے باز رہے اور دارین اکھڑوا ڈالیں لیکن اخضر جادو نے جو یہ حال دیکھا کہا دیکھو مین
ابھی تدبیر کرتا ہون اور اُسی وقت کچھ پڑھکر ایک جانب پھونکا دیکھا سب نے کہ ایک غبار تیرہ بلند
ہوا اور اُسنے آکر تمام لشکر اسلام کو گھیر لیا اور غبار اس قدر غلیظ تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بعد
اسکے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ سب کے دل لرز گئے جب غبار برطرف ہوا تو دیکھا کہ لاہوتک اپنے
سرداروں سمیت دار کے نیچے سے غائب ہے یہ حال مشاہدہ کرکے سلیمان ثانی اور عجیل ماہرو نہایت
پریشان ہوئے سلیمان ثانی نے کہا کہ یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور شبان بن عمرو کو خبر کے لیے
طرف لشکر کفار کے روانہ کیا جب شبان بن عمرو قریب لشکر کفار کے پہونچا صورت اپنی تبدیل کرکے
داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پہونچا آواز طبل شادمانی کی سنی ایک خدمتگار کی شکل بنکر
اندر بارگاہ کے گیا خدمتگاروں کی صف میں کھڑا ہو رہا اگر کسی نے کہا کہ ہمنے تو تمہیں کہیں دیکھا تھا
تم کون ہو اور کس نے تمہیں ملازم کیا ہے شبان نے دیکھا کہ لاہوتک تخت پر بیٹھا ہے انگشتری گلے
مین پڑی ہے طائر سایہ افگن ہین اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہین جواب دیا کہ مجھے خداوند
لائے ہین علم پنہان سے یہ سنکر وہ چپ ہو رہا یکایک لاہوتک کون نے کہا کہ ہان لاؤ اس
بندہ بے ادب یعنی اسفندیار شاہ کو یہ سنکر کفار مسلسل و مطوق کیے ہوئے اسفندیار شاہ کو
لائے اسفندیار نے بطریق خداپرستان سلام کیا اسفندیار کے سلام کا جواب غیب سے آیا
کفار نے منہ پھیر لیا لاہوتک نے کہا کیون اے اسفندیار تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی کہ تو نے اپنے
خداوند کے ساتھ بے ادبی کی اسفندیار نے کہا تمہا قصور ہوا مجھ سے تجھ ایسا کافر میرے ہاتھ آیا
اور پھر مین نے زندہ چھوڑ دیا اگر ایسا جانتا کہ تو رہا ہو جائے گا اور مین اسیر ہون گا تو فوراً قتل کرتا یہ
کلام سنکر لاہوتک برہم ہوا اور حکم کیا کہ زبان اسکی گدی سے کھینچ لو شبان یہ حال دیکھکر مضطرب
ہوا لیکن جلاد آیا اور زبان اسفندیار کی گدی سے کھینچ لی وہ مرد اسی وقت راہی جنت ہوا
شبان نے ایک پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور وہ بھی مرگیا اور شبان بارگاہ سے نکلکر بھاگا
بارگاہ میں غلغلہ ہوا لاہوتک نے کہا لینا اسے کہ سامنے خداوند کے اس نے بے ادبی کی یہ کوئی
عیار لشکر اسلام کا تھا لوگ دوڑے شبان بھاگا جاتا تھا جو کہ قریب آیا یا سامنے سے روکنے
قصد کیا کسی کو خنجر مار دیا کہیں دو تین حقۂ آتش بازی کے مارے فوراً آگ لگی اندھیرا ہوا شبان
صاف نکل گیا اور سلیمان و عجیل سے سب کیفیت قتل اسفندیار کی بیان کی عجیل و
سلیمان اسفندیار کے واسطے رونے تمام لشکر میں ماتم اسفندیار کا برپا ہوا قریب شام
یہ خبر پہنچی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے اہل اسلام نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر تیاری حرب
میں پہر کا پہین بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے سحان آدمخوار لاہوتک سے
اجازت لے کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے قصد کیا تھا کہ واسطے مقابلے کے
نکلے کہ عجیل ماہرو نے کہا اے فرزند کچھ سازش سحر کی ضرور ہے تم نجاؤ سلیمان نے نہ مانا

اور مرکب کو جھکا کر مقابل ہوا سہمان نے نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اُس کا ہوائی کیا اتنے مین جانب
صحراے ایک اژدر نمایان ہوا اور قریب سلیمان کے آکر دم کھینچا کر سلیمان اُسکے شکم مین سے چلے
گئے یہ حال فرزند کا دیکھکر عجیل کو تاب نہ رہی اور بعجلت تمام خنجر کھینچکر طرف اژدہے کے چلے کہ مارین
اسے اژدر نے پھر دم کشی کی کہ عجیل کو بھی نگل گیا اور جانب صحرا روانہ ہوا کفار نے جو دیکھا کہ میدان
بہادرون سے خالی ہے کوئی پہلوان نامی لشکر اسلام مین نہین ہے بس آکر گرے اور
اہل اسلام قتل ہونے لگے لشکر اسلام نے بھی مرنے پر کمر باندھی اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا
جنگ مغلوبہ ہوئی دریاے خون زمین پر رواں ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے
شام تک جنگ رہی آخر فوج بے سردار کہان تک لڑے قدم لشکر اسلام کے اُٹھ گئے کفار نے
تمام مال و اسباب مجاہدان دیندار کا لوٹ کر قبضے مین کیا اور نقارے فتح کے بجاتے ہوئے
پلٹے دوسرے روز لاہوتک نے حکم دیا کہ ان آج شہر زنج آباد کے برباد کرو کفاران سنگین
دل نے شہر کو لوٹنا شروع کیا مسلمان بے گناہ قتل ہونے لگے گھر لٹنے لگے بعد تین روز کے
امان ملی لاہوتک نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر زنج آباد کا حاکم کیا اور خود کوچ کر کے
طرف شہر اختم کے روانہ ہوا کوچ بہ کوچ چلا جاتا تھا جب قریب چبوترہ مازندران کے پہونچا قیام
پذیر ہوا وہان کے باشندون سے دریافت کروایا کہ یہان کا حاکم کون ہے انھون نے بیان کیا کہ
الکن بن لکتات زنگی یہان زمان روائی کرتا ہے لاہوتک نے ایک نامہ الکن کو لکھا اور ایک
شخص کو ایلچی کر کے طرف الکن کے روانہ کیا لیکن ہرکارون نے وہان خبر الکن کو دی کہ
لاہوتک عزل بیٹھا تھا کہ اس طرف سے جاتا تھا اُس نے سنا کہ اس جزیرہ مین خدا پرستون کی
حکومت ہے بس یہین قیام کیا اور نامہ آن کو لکھا تھا اس اثنا مین نامہ دار بھی پہونچا الکن نے
سامنے طلب کیا جب نامہ بر سامنے گیا نامہ ہاتھ مین الکن کے دیا الکن نے کھولکر پڑھا مرقوم تھا
کہ اے الکن آگاہ ہو کہ تمہ ہے لاہوتک غلط خداوند جہان آفرین کی تجھے لازم ہے کہ دیکھتے ہی
اس نامہ کے آ اور مجکو سجدہ کر اگر موافق حکم کے کیا فبہا ورنہ ایک دم مین خاک سیاہ کردونگا
تقدیر تیری برگشتہ کردونگا اور شہر کو ویران مثل قلعہ سالٹلو اور نہ طاق اسکندریہ وغیرہ کے
یہ مضمون دیکھکر الکن نے نامہ کو چاک کر کے پھینک دیا اور نامہ بر کا منہ کالا کر کے نکال دیا وہ
باحال پریشان نامہ لیے ہوے سامنے لاہوتک کے آیا اور پھٹا ہوا نامہ سامنے لاہوتک کے
ڈالدیا اور کہا کہ آپ نے کیسی تقصیر کی تھی کہ اس بندہ بے ادب نے آپ کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا
نامہ چاک کر ڈالا یہ سنکر لاہوتک نہایت برہم ہوا اور جام بھر کر رکھوایا اور پکارا اے
بندگان من تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ الکن کو گرفتار کر لاوے یا سر اسکا قلم کرے یہ سن کے
سہمان آدمخوار اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا جام پیا لاہوتک کو سجدہ کیا اور کہا دیکھیے
مین ابھی اُسے گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر دو ہزار آدمخوارون سے طرف الکن کے روانہ ہوا جب
کنارے دریا کے پہونچا کشتیون پر سوار ہوا لیکن یہ خبر الکن کو بھی پہونچ گئی کہ سہمان زنگی واسطے
مقابلے کے آتا ہے سنکر الکن بھی کئی ہزار زنگی ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار ہو کر طرف لشکر لاہوتک کے چلا

اتفاقاً اس طرف سے کشتیان سہمان کی آتی تھین ادھر سے کشتیان لاہوتک کی جاتی تھین بیچ دریا مین
سامنا ہوا سہمان نے الکن کو ٹوکا الکن اپنی کشتی کو بڑھا کر طرف سہمان کے چلا جب دونون کشتیان قریب
آئین سہمان نے میل فولادی الکن پر مارا الکن نے خالی دیا میل کشتی پر پڑا کشتی ٹوٹی الکن نے
دیکھا کہ تو غرق ہوا چاہتا ہی اپنا گرز سہمان کی کشتی پر مارا کہ وہ بھی پارہ پارہ ہوئی دونون کشتیون مین پانی بھر
اور چرخ بدکر بیٹھ گئین لوگ غوطے کھانے لگے قریب تھا کہ الکن و سہمان بھی ڈوب جائین کہ ایک ہوا چلی
اور دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے سہمان کو اور دوسرے نے الکن کو اٹھایا اور طرف آسمان کے
راہی ہوئے جب دیکھا فوج نے کہ سردار غائب ہوے اور انکو پنجے نے لیگئے بس آپسمین جنگ
کرنے لگے آدمخوارون اور زنگیون مین ردوبدل ہونے لگی یکایک دو پیدا ہوے اور انھون نے کشتیان
زنگیون کی الٹ دین زنگی بیچارے غرق ہوگئے لوگ سہمان کے جزیرہ مین گھسے لوٹنا شروع کیا تمام مال و
اسباب الکن کا لوٹ کر قبضے مین کیا اور خدمت لاہوتک مین حاضر ہوے لیکن وہ پنجے جو سہمان و الکن
کو اٹھا لے گئے تھے وہ اخضر جادو تھا اور وہ دیو کہ جنھون نے کشتیان غرق کین ببرکت انگشتری
لاہوتک کے حکم سے آئے تھے کیونکہ وہ انگشتری کے مطیع اور فرمانبردار تھے الغرض لاہوتک نے
الکن کو سامنے طلب کیا جب الکن سامنے آیا بطور خدا پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا لاہوتک نے کہا او بندۂ گستاخ سجدہ کر الکن نے سجدہ نہ کیا لاہوتک نے کہا قید کرو اسے
اور طرف اختر کے روانہ ہوا جب سفر دریا طے ہوا اور قریب شہر اختر کے پہونچا سامنے قلعہ کے
اترا خیمہ برپا کیا یہ خبر خورشید اختری کو ہوئی اس نے اسی وقت سے قلعہ کا استحکام کرنا شروع کیا آذوقہ
جمع کر لیا خندق مین پانی بھروا دیا پل تختہ اکھڑوا لیا پھاٹک قلعہ کا بند کیا لاہوتک نے جو یہ خبر سنی کہا تمام
بیچارا بیکار ہے کیونکہ یہ بھی بجز فساد معلوم ہوتا ہی اور حکم کیا کہ نقارۂ جنگ کل اسی قلعہ کو بھی
ہونگا اسوقت نقارہ نہیں بجا یہ خبر خورشید کو ہوئی کہا خدا بزرگ است مجھے کچھ ان کا زور کا
خوف نہین ہی اور حکم طبل جنگ دیکر رات انتظام مین گذری جب صبح ہوئی خورشید مع رفقا دوربین
ہاتھ مین لیکر فصیل بند دروازے پر آکر بیٹھا دیکھا کہ لشکر کفار سے سہمان آدمخوار بارہ ہزار آدم خوار
سے لیکر کیے ہوے چلا آتا ہی جسوقت دیکھا کہ اب زد پر آگئے ہین حکم دیا گولندازون کو انھون نے
سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے لیکن وہان سہمان آدمخوار کرگدن سیاہ پہ بیٹھا ہوا ایک
ہاتھ مین گرز ایک مین سپر استوار گینڈے کو جولان کیے ہوے چلا آتا ہی جو گولا سامنے سے آتا ہی
اسے سپر گزار دیتا ہی جو داہنے پہلو کی طرف آتا ہی اسے بائین جانب دبکر جانے دیتا ہی جو بائین جانب
آتا ہی اسے داہنی طرف سے دب جانے دیتا ہی کبھی گھوڑے کے پیٹ سے لپٹ جاتا ہی کبھی ادھر
جھک جاتا ہی کبھی ادھر جھک جاتا ہی کسی طرح نہین مانتا یہانتک کہ سہمان برلب خندق جا پہونچا
اور گھوڑے کو ایڑ کی کہ ایک ہی جست مین وہ خندق کو پھاند گیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ سہمان
دروازہ قلعہ پر آگیا ہی قلعہ پر سے پانی کا مثل الاتیل کا کڑاہ پھینکا سہمان نے اسے بھی خالی دیا
اور دروازہ قلعہ پر گرز مارا کہ دروازہ ٹوٹ گیا بس فوراً اندر قلعہ کے گھس گیا اور قلعہ کو خوب خراب و برباد
کرکے پاس اہل قلعہ کے آیا اور اہل قلعہ کو قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام آدمخوار قلعہ مین آ گھسے

ایک ایک کو جا بجا پہاڑ کے تقسیم کرنے لگے لاہوتنک ملعون بھی مع فوج دیگر متوجہ ہوا قلعہ برباد
ہونے لگا خورشید اختمی نے جو یہ رنگ دیکھا اپنے چاروں محلون کو قتل کیا اور آپ
فقیر بنکر طرف سبائل کے روانہ ہوا یہان کفار نے تمام مال واسباب پر قبضہ کیا مسلمان قتل
ہوے جنھوں نے تقیہ کیا یا بھاگ گئے وہ بچ گئے ورنہ وہ بھی مارے جاتے لاہوتنک نے ایک کافر کو
یہان بھی اپنی طرف سے حاکم کیا اور خود طرف مرصع حصار کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شبان بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شبان بن عمرو نے دیکھا کہ عجیل و سلیمان کو زور نگل گیا اور اسفند یار قتل ہوا اشکر
تباہ و برباد ہوا پہلے کوشش کی کہ عجیل و سلیمان کو رہا کیجے جب بتا نہ لگا مجبور و ناچار طرف سبائل
کے روانہ ہوے وہان حارث بن سعد تخت پہ متمکن تھے سرداران دست راست و چپ
اپنے اپنے دنگلوں پہ بیٹھے ہوے تھے کہ بیارہ و مرجان پہونچے اور حال زخمی ہونے شاہزادہ
قاسم و بدیع کا اور غائب ہوجانا زندان خانہ سے کرب دلاور کا بیان کیا ہنوز شاہ نے
کچھ حکم نہ فرمایا تھا کہ شبان بن عمرو مع عشرت عیار کے پہونچا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دست بستہ
تمام حالات خروج لاہوتنک کے اور بربادی شہرون کی مارا جانا غازیان اسلام کا اور گرفتار ہونا
عجیل و سلیمان کا بیان کیا بادشاہ نے اسی وقت دو جام مرصع منگا کر مع دو خلعت کے رکھے
اور فرمایا کہ ایک بہادر واسطے مدد بدیع الزمان و قاسم کے اور ایک دلیر واسطے گردن زدنی
لاہوتنک کے روانہ ہوا فوراً ایرج و نورالدہر اپنے اپنے مقام سے کودے
اور جام شراب پی پی کر نورالدہر واسطے مدد بدیع الزمان کے روانہ ہوے اور ایرج نوجوان
بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر طرف لاہوتنک غول کے روانہ ہوا انکا حال وقت پر مرقوم ہوگا قطع مراحل
و قطع منازل کرتے جاتے ہین لیکن حال سنیے لاہوتنک غول کا کہ جب میدان مرصع حصار مین
پہونچا خیمہ برپا کیا اور ایک منادی کو شہر مرصع حصار مین بھیجا کہ اُسنے جا کر ندا کی کہ خداوند لاہوتنک
غول فرزند لقاے دانشمند نے خروج کیا ہے اور بہت سے شہرون کو برباد کرکے یہان تک آگیا
ہے لہذا اے باشندگان شہر مرصع حصار اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو چلو اور خداوند لاہوتنک
غول کو سجدہ کرو ورنہ وہ ایسا خداوند بیرحم ہے کہ تم سب کو غارت کردے گا یہ خبر سنکر شہر
مین تہلکہ پڑ گیا لیکن خبر سنکر شاہنشاہ مرصع حصاری نے اپنے اپنے رفقا کو طلب کیا اور مشورہ
کی کہ کیا کرنا چاہیے چند آدمیون نے کہا کہ بھاگ جایے شاہنشاہ نے کہا کہ یہ امر جلد مردی کے خلاف
مین لڑونگا اور جان دونگا لوگون نے کہا کہ اگر جنگ کیجیے تو یہ ضرور ہے کہ ہم اس سے سر بر نہ ہو سکینگے
کیونکہ فوج قلیل رکھتے ہین آخر انجام اسکا یہی ہوگا کہ شکست ہوگی اور کفار کا قبضہ ہوگا تو رعایا
قتل ہوگی یہ خون ناحق ہون گے شہنشاہ نے کہا کہ جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے ورنہ مین خبر دیتا ہون
کرتا ہون چلا جائے جب یہ خبر شہر مین عام ہوئی بس چار صد ہزار آدمی شہنشاہ مرصع حصاری کے ساتھ
ہوے اور شش صد ہزار آدمی چلے گئے شاہنشاہ مرصع حصاری نے جتنا مال و اسباب تھا دیا
باقی فقرا و مساکین کو تقسیم کرکے اپنے قبائل کو جانب شہر سبائل روانہ کیا اور گھوڑو نکی برذونون پر...

غسل میت قبل سے کر لیا تمام سامان مرگ مہیا کر لیا طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوئے قریب لشکر کے
پہونچے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے گئے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین لاہوتک لشکر مین نہین ہے
واسطے شکار کے گیا ہوا ہے شاہنشاہ یہ سنکر وہان سے پلٹا اور طرف شکارگاہ کے روانہ ہوا قضائے کار
لاہوتک ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے چلا آتا تھا لشکر اسکا چھوٹ گیا تھا اور وہ ہرن اس طرف سے
گذرا جدھر شہنشاہ مرصع حصاری مع چند آدمیون کے آتا تھا شہنشاہ نے اس آہو کے تیر مارا وہ گرا
شاہنشاہ نے اُسے ذبح کیا اور رفیقون سے کہا کہ شگون تو اچھا ہوا عجب نہین ہے جو مین لاہوتک کو
گرفتار کرون اتنے مین دیکھا کہ ایک غول بچہ بھورے بھورے بال نخل مثل بندر کے مرغ قد بہت
بڑا گھوڑا دوڑائے چلا آتا ہے شہنشاہ کو جو دیکھا پوچھا تو کون ہے شہنشاہ نے کہا آدمی ہون پوچھا تو کون
ہے لاہوتک نے جواب دیا کہ مین خداوند لاہوتک غول ہے سنتا تھا کہ شہنشاہ بہت خوش ہوا اور دل
کہا بویندہ و یابندہ کہان یہ ملعون بیٹھا ملا ہے یہی موقع ہے مار لینے کا بس جلدی سے
اپنے لوگون کو آواز دی ہان غازیو مارو اس کج کو کہ اسکے ہاتھ سے بہت بندگان خدا
ضائع اور برباد ہوئے ہین بجا ہران و شیدہ دوڑ پڑے اور چارون طرف سے لاہوتک کو گھیر لیا
لاہوتک نے شور کیا کہ اے بندگان بہ بینید کہ زمین شق میشود بر شما غضب نازل میگردد لیکن یہ
آواز لاہوتک کی کان مین سہمان آدمخوار کے پہونچی کہ چند پہلوانون سے عقب مین لاہوتک کے
آیا تھا بس گھوڑے کو جولان کرکے چلا یہان اتنی دیر مین شہنشاہ مرصع حصاری نے تلوار سر
لاہوتک پر لگائی اس نے سپر بلند کی تلوار نے شہنشاہ کی سپر کو مثل کرپاس کندہ کے دو کیا اور
سر پر بیٹھی شہنشاہ نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی لاہوتک نے دانستہ مارا تلوار سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی سر سے باہر آئی لاہوتک باگ موڑ کر بھاگا شہریار مرصع حصاری قریب تھا اس نے
تلوار ماری کہ جوڑون پر لاہوتک کے بڑی زخم آیا اور فوج کے لوگ جس نے لاہوتک سے لڑنے کا
قصد کیا وہ مارا گیا کیونکہ یہ ملعون بھی نہایت زبردست ہے القصہ لاہوتک نے دو زخم کھائے تھے
کہ سہمان آدمخوار مع فوج ونہ عیار کے پہونچا اور لشکر شہنشاہ پر گرا قتل کرنے لگا لوگ جو اسکے ساتھ
تھے وہ لاہوتک کو نکال لے گئے بعد اسکے گرد اٹھی اور ملک مرواق شاہ مع فوج اور حمائل شاہ
جلہ گردان زبردست پہونچے اور جنگ مغلوبہ ہوئی شہنشاہ کو افسوس ہوا کہ یہ کمبخت آج بھی
زندہ نکل گیا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ قضا اسکی نہ تھی غرضکہ اتنے بڑے لشکر سے چند اہل اسلام
جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے قریب تھا کہ شہنشاہ و شہریار گرفتار یا قتل ہو جائین کہ یکایک درہ
کی جانب سے ایک گرد اٹھی اور آن واحد مین وہ گرد قریب لشکرون کے پہونچ کر شق ہو گئی اور نقابدار سیاہ پوش
نو لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر حمائل شاہ نے اپنے مردانون کو
آواز دی کہ لے یہ بدمنع پوش کہان سے آیا ہے اس بیچ تو آفت برپا کر دی ہے مارو اسکو چنانچہ سرہنگ مردم دریا طرف
نقابدار کے چلا اور ارہ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے ارہ کو تیغہ آبدار سے قلم کیا اور سرہنگ کا کمربند پکڑ کے
اٹھا لیا اور سر پر چرخ دینے لگا یہ حال دیکھکر گیرنگ مردم دریائی اسکا دوڑا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ
میرے بھائی کو اٹھا لیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہتا ہوا چلا آتا تھا جب دیکھا نقابدار نے کہ اب وہ پہنچا

اور گیرنگ نے کھینچ مارا اُدھر سے وہ زور مین گھوڑا دوڑائے چلا آتا تھا اِدھر سے نقابدار نے زور سے
پھینکا اتفاقات روزگار و قضائے کار سر سنگ کا آکر سر گیرنگ پر پڑا کہ دونوں سر رہ کے پاش پاش
ہوئے نقابدار نے لپک کر ایک تیغ اُوپر سے رسید کیا کہ چار ٹکڑے ہو گئے لشکر کفار مین
ایک شور ہوا اس طرف اہل لشکر نقابدار نے لشکر لاہوتک کو پست کیا اتنے مین گھبرا کر طبل
بازگشت بجا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہو گئے لیکن سہمان طبل بازگشت کی آواز سنکر طرف
صحرا کے نکل گیا تھا کہ دیکھوں یہ نقابدار کہان جاتا ہی اور کہان سے آیا تھا اُدھر نقابدار مع
شہنشاہ و شہریار روانہ ہوا طرف کوہ کے جاتا تھا کہ سہمان آدمخوار نے راہ روکی کہا او نقابدار غضب
کیا تو نے کہ مجرمان خداوندگو بچایا اور ہمراہ اپنے لیے جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر قریب
نقابدار کے پہونچکر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اور سہمان نے غصہ مین آکر گرز
مارا نقابدار نے گرز چھین لیا اور تلوار ماری سہمان نے سپر بلند کی یہ تلوار سپر سے کب رکتی ہی صاف
کاٹتی ہوئی چلی گئی جام خود کو شکستہ کرکے کاسۂ سر مین لہو چاٹا سہمان نے سر نیچے کو کھینچا تلوار
سر گردان پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوئی سہمان مع مرکب زمین پر گرا مرکب جو تڑپا ایک پاؤن سہمان کا
گھوڑے کے نیچے دبا ہوا تھا ٹوٹ گیا نقابدار نے فوج آدمخواران کو آواز دی کہ لو اٹھا لیجاؤ
ہم اس زخمی سے نہین مزاحم ہون گے اور طرف کوہ کے چلا گیا آدمخوار سہمان کو اٹھا کر لیچلے وہان
لاہوتک غول شکست خوردہ زخم نصیب اپنے خیمہ مین پہونچا علاج زخم مین مصروف ہوا کہ اتنے مین
آدمخوار سہمان کو لیے ہوئے پہونچے اور کیفیت بیان کی لاہوتک نے کہا کہ کیون بغیر رضائے
خداوندی گیا تھا یہ سزا ہی اسکی ہم تقدیر پر برگشتہ کرچکے تھے کہ خود بھی زخمی ہوئے القصہ جب
لاہوتک اچھا ہوا شہر مرصع حصار پر قبضہ کیا اور وہان سے طرف مشتری حصار کے روانہ ہوا جب
قریب شہر مشتری حصار کے پہونچا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی اسیوقت کشتیان جواہر کی اور تحائف نایاب
مع نامہ اشتیاق پاس لاہوتک کے روانہ کین وہ تحائف پاس لاہوتک کے پہونچے بہت خوش ہوا
اور نامہ پڑھا تو نہایت شوق قدمبوسی مرقوم تھا لیکن بختگان و نجتگان نے کہا کہ اعتبار اس کا
نہ کیجیے گا کیونکہ یہ پسر خواندہ حمزہ کا ہی لاہوتک نے برائے امتحان سہمان کو روانہ کیا جب سہمان
داخل شہر ہوا اہل شہر کو تذکرہ کرتے دیکھا کہ سہیل خان یک بیک برگشتہ ہو گیا اور ایسی محبت لاہوتک
کی اسے ہوئی کہ فراق لاہوتک مین بیٹھا ہوا رویا کرتا ہی پس سہمان نے فیروزہ عیار کے ہاتھ لاہوتک
سے خبر کہلا بھیجی کہ مین سہیل خان کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون فیروزہ نے جاکر لاہوتک سے اطلاع
کی سہیل خان آپکے اشتیاق دیدار مین رویا کرتا ہی سہمان اُسے لیکر حاضر ہونے کو ہی پس
یہ سنکر لاہوتک بہت خوش ہوا اور پکارا اے بندگان من بدیدی قدرت مرا چہ قدرت کردہ ام کہ پسر
حمزہ مطیع من شدہ سب نے کہا یا خداوند تو ایسا ہی ہی اور تیری قدرت تمام عالم مین آشکارا ہے
اتنے مین یکایک ہرکارون نے خبر کی کہ سہمان سہیل خان کو لیے ہوئے آتا ہے لاہوتک نے
بہت خوش ہوکر اپنے سب سرداران ذی احترام کو واسطے استقبال سہمان و سہیل خان کے روانہ کیا
اور فہمائش کی کہ بہت اعزاز اور توقیر سے دونوں شخصوں کو میرے سامنے لانا جسوقت وہ آئے فوراً

لاہوتنک کو سجدہ کیا لاہوتنک نے سہیل کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور نہایت خوش ہوا بعد تین روز کے
سہیل خان نے عرض کیا کہ اگر خداوند میری دعوت قبول فرماینگے تو میری بہت عزت ہوگی لاہوتنک
کہا کیا مضائقہ ہے ہم آئینگے سہیل خان قبل سے واسطے انتظام دعوت کے رخصت ہوا
اور آکر قلعہ کو خوب آراستہ کیا شہر کو آئینہ بند کیا آتشبازی راستون مین نصب کی صحراے
مشتری حصار مین کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ جسمین روشنی نہ لگی ہو اور زربفت سے
منڈھوا دیے اور دروازہ شہر سے تا بارگاہ دونون طرف ٹھاٹر بندی تھی جب اس سامان کی
خبر لاہوتنک کو ہوئی نہایت خوش مسرور ہوکر مع سرداران نامی وگرامی داخل شہر مشتری حصار
ہوا تین روز تک یہان جشن سہیل خان نے کرکے ان سب کو جشن کی غفلت مین رکھا اور آپ
یہ انتظام کیا کہ ناموس وغیرہ کو اپنے اور لوگون کو پوشیدہ شہر سے نکال کر طرف سبائل کے
روانہ کیا اور خود شب کے وقت جب سب سو رہے تو آکر بند کاٹ دیا یعنی یہ قلعہ نشیب مین واقع
ہوا ہے اور گرد اسکے سمندر ہے بس بند کا ٹوٹنا تھا کہ پانی ابل کر قلعہ مین بھرنا شروع ہوا لوگ
ڈوبنے لگے ایک راستہ کھلا رکھا تھا اس جانب سے آپ نکل کر روانہ ہوا اور یہان لشکر لاہوتنک
غرق ہونے لگا ایک شور وغوغا بلند ہوا کہین ہاتھی غرق ہو رہے تھے کہین گھوڑے کہ بیچارے
بندھے ہوے تھے پیر کر نہ نکل سکے غرضکہ دو لاکھ کافر غرق ہوا لاہوتنک غوطے کھا رہا تھا کہ لوگون نے
جال ڈالکر اسے کھینچا اور وہی ایک راستہ جو کھلا ہوا تھا اس سے نکال کر لاے لاہوتنک کو الٹا
لٹکایا کہ پانی پیٹ کا نکل جائے بسبب پی جانے پانی کے پیٹ مثل مشک کے پھولا ہوا تھا جب
حواس درست ہوے بختگان وتختگان نے کہا کہ دیکھی دوستی سہیل خان کی لاہوتنک نے کہا
کہ یہ انگوٹھی مجھے سزاوار نہین ہے حمائل شاہ نے کہا آپ دیوون سے کام کیون نہین لیتے لاہوتنک
نے کہا دیو کہتے ہین کہ اسم جو انگوٹھی پر کندہ ہے اسے یاد کرو تو پوری فرمانبرداری کرینگے ورنہ ہرگز کہنے
پر تمھارے اب نہ چلینگے حمائل شاہ نے کہا اے قارن تم ہی ہو تم اس اسم کو کیون نہین تعلیم
کرتے ہو قارن نے کہا مین دیکھون انگشتری ایک بہت ہی دور سے دکھائی دینا مشکل ہے
لاہوتنک نے انگوٹھی قارن کو دی قارن نے کہا مجھسے بھی پڑھا نہین جاتا مجھے دیدیجیے مین
ایک روز غور کرون تو سمجھ مین شاید آئے لاہوتنک نے اجازت دی لیکن بختگان وتختگان نے کہا
کہ ہمین قارن کا اعتبار نہین کسی کو اسکی حفاظت کے لیے معین کیجیے لاہوتنک نے دو ہزار سوار واسطے
محاصرہ خیمہ قارن کے معین کیے کہ وہ ہر وقت مسلح دکمل گرد پھرا کرتے تھے لیکن قارن انگوٹھی لیکر
اپنے خیمے مین داخل ہوا اور گلاب سے دھوکر گلے مین پہنی دیو حاضر ہوئے قارن نے کہا کہ تم نے
خون مسلمانون کا عبث کیا دیوون نے عرض کیا ہم فرمانبردار صاحب انگشتری ہین اب آپ جو
کہیے وہ کرین حکم ہو سر لاہوتنک ملعون کا دھڑ سے کھینچ لائین قارن نے کہا اسکی قضا میرے ہاتھ
سے نہین ہے اگر ایسا قصد کرون معلوم نہین کیا آفت برپا ہو اب تم مجکو یہان سے اٹھا کر طرف قاف
کے لے چلو دیوون نے کہا بہتر اور قارن کو مع تخت اٹھا کر بلند ہوے جب قارن نے دیکھا کہ مین
تیر کی زد سے زیادہ بلند ہو چکا ہون پکار کر آواز دی کہ او گبر سیکے لاہوتنک غول تجہ نے میری حفاظت کیلیے

دو ہزار آدمی جیسے بیٹھے تھے آگاہ ہو کہ میں انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی لیے جاتا ہون کوئی بھی ایسا ہی
کہ مجھے روکے لاہوتک یہ آواز سنکر گھبرا گیا صحن بارگاہ میں آکر دیکھا کہ دیو تخت قارن کا لیکر
بلند ہو چکے ہیں لاہوتک نے تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھی چاہتا تھا کہ کھینچے اور اپنے کو ہلاک کرے کہ
ملک مرواق نے ہاتھ پکڑ لیا اور تختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ اگر اقبال تیرا ہے تو انگوٹھی پھر ہاتھ
لگے گی غرضکہ لاہوتک اپنے ارادے سے باز رہا لیکن قارن قمرجبین تخت پر سوار تمام عالم کی
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا یکایک تخت قارن کا طرف صحرائے ہفت منظر کے پہونچا دیکھا قارن نے
کہ تمام قلعے جسے اسکندر نے دیوون سے تعمیر کرایا تھا اب مسمار ہے قارن افسوس کرتا ہوا چلا جاتا تھا
کہ گذر اسکا جانب کوہستان ہوا دیکھا کہ قلعہ کوہ پر ایک صفہ سنگ ہے کہ طول اور عرض اسکا چار ہزار درعہ کا
ہے اور اسپر فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہے اور ایک طفل ہفت سالہ باشان وشوکت کیخسروی و فر فریدونی بیٹھا
ہوا ہے اور گرد اس کے گردان ہفت منظر دنگلون پر متمکن ہیں قارن نے دیوون سے کہا
کہ مجھے اس جلسہ میں اتارو دیوون نے تخت قارن کا اس مجلس میں اتارا سب قارن کو ہوا
سے اترتے دیکھکر متعجب ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے قارن نے جواب دیا کہ میں ایک غلام صاحبقران
ہون اس طفل کو دیکھکر یہان آیا ہون نام اس لڑکے کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ آفتاب جہانگیر
نورالدہر بن بدیع الزمان ہے نام اسکا بدیع الملک ہے ملک مسعود نے کہا اے قارن
زائچہ اس لڑکے کا کرو قارن نے علم نجوم سے دریافت کیا اور کہا کہ یہ فرزند نورالدہر جہانستان
و صاحبقران ہوگا اور منہ فرط مسرت سے قارن کا سرخ ہو گیا اور انگشتری گلے سے اتارکر
بدیع الملک کو پہنادی دیو فوراً حاضر ہوئے اور مجرا کیا سب سمجھے کہ بدیع الملک دیوون کو دیکھکر ڈریگا
ہوگا لیکن بدیع الملک نے مطلق خوف نہ کیا اور کہا انشاء اللہ تعالی تمام سرکشان قاف کو تہ تیغ کرونگا
مجکو دیوون کی مدد کی ضرورت نہیں ہے سب نے اس جرات پر شاہزادہ کی آفرین کی قارن نے
پوچھا کہ ملکہ آفاق اور شہزادہ کہان ہیں کیوان فلک رفعت نے کہا کہ یہان ہم واسطے سیر کے آئے
تھے ورنہ قیام فلان کوہ پر ہے یہ کہکر سب وہان سے اٹھے اور قارن کو ہمراہ لیے ہوئے
قلعہ منصوری میں آئے قارن نے ملکہ کو نذر گذرانی اور بدیع الملک سے کہا کہ دیوون کو
واسطے تیاری ہفت منظر کے روانہ کیجیے بدیع الملک نے اسم پڑھا دیو حاضر ہوئے حکم کیا کہ جاؤ
اور قلعہ ہفت منظر کو نہایت استحکام کے ساتھ تیار کر دو بعد اسکے قارن سب کو ہمراہ لیکر
قریب قلعہ قمر بخش کے آیا وہان کے حاکم کو اطلاع ہوئی جو از جانب لاہوتک متعین تھا کہ نام
اسکا راس زحل پیشانی تھا لشکر لیکر قلعہ سے باہر آیا طبل جنگ بجوا دیا ادھر قارن نے بھی طبل جنگ بجوایا
رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئیں
راس زحل پیشانی میدان میں آیا اور پکارا کہ او قارن مکار تو خداوند لاہوتک سے کب جدا ہوا
اور دین حق سے برگشتہ ہوا قارن نے کہا او نابکار لاہوتک کیا گیدی تھا کہ میں اسکے ساتھ
رہتا اور اسے سجدہ کرتا جیساکہ مصلحت وقت تھا میں نے ویسا ہی کیا بس بہتری اسی میں ہے کہ قلعہ کو
میرے چھوڑ کر چلا جا ورنہ برباد اور مسمار کردونگا یہ سنکر غصہ میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر نامس سے

مقابل ہوا راس زحل پیشانی نے نیزہ مارا قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اسنے گرز مارا قارن نے گرز اس کا سپر پر روکا اور تلوار ماری کہ مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے فوج اسکی دوڑ پڑی اور قارن کو گھیر لیا شاہزادہ بدیع الملک کو تاب نہ رہی گھوڑے کو دوڑا کر چلا تھا کہ ملک مسعود نیٹ گیا اور جانے نہ دیا لیکن کیوان فلک رفعت مع لشکر آ کر گرا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا فوج بے سردار کیا لڑتی سب لاشہ اُسی ملعون کا لیکر بھاگ گئے قارن با فتح و فیروزی مع بدیع الملک داخل قلعہ قمر بخش ہوا انکا ذکر اب وقت پر آئے گا

چند کلمہ داستان کرب دلاور کے بیان ہوتے ہین کہ نیچہ اُنکو زندانخانہ بدر بن زلازل سے لیکر غائب ہو گیا تھا

کہ جب آنکھ کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت جنت نظیر مین پایا اور دیکھا کہ ایک جانب فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہے بارگاہ فلک رفعت استادہ ہی غلامان زرین کمر مصروف اہتمام ہین ہر طرف بازار لگی ہوئی ہر کٹورا کھنک رہا ہے اتنے مین کچھ شتر پیران آئے کہ اُنپر نقابدار بیٹھے تھے اُن مین جو افسر تھا وہ پاس کرب کے آیا اور کہا ای جوان یہ بارگاہ تیرے لیے ہی تو سب سے علیحدہ متحیر کیون کھڑا ہی اس عرصہ مین دیکھا کرب دلاور نے کہ قریب ایک لاکھ شتر پران زمین پر اُترے کہ صحرا مملو ہو گیا کرب نے نقابدار سے پوچھا کہ مین حیران ہون تمام قاف کی سیر کی مگر مین نے شتر پران نہین دیکھے تھے اُس جوان مرصع پوش نے کہا کہ جو کوئی نامیر اور یافت کرے گا اُسکو حال ان شتران پران کا بھی معلوم ہو جائے گا کرب نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ تم اولاد امیر کشور گیر ہو لیکن امیر باوصفیکہ شکنندہ ہفت پردہ قاف ہین اُنھون نے بھی شتر پران آج تک نہین دیکھے اُس جوان نے کہا خیر چند روز مین جان جاؤگے اور لا کر کرب کو بارگاہ مین صحبت عیش برپا کی ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے جام بادہ ناب گردش مین آیا رقاصان پری چہرہ رشک زہرہ حاضر ہوئین اور بصد کرشمہ و ناز گانے بجانے مین مصروف ہوئین

غزل

مرے خون کے خار صحرا ہین پیاسے
یہان کچھ شکستہ پیالے پڑے ہین
کیا ہی جو قتل اُسنے مجھ دل جلے کو
وہ اب اُس ستمگر کے پالے پڑے ہین
ترا کوچہ جنت سے بڑھکر ہے اے بت
اسی طرح کچھ زخم آلے پڑے ہین
گلی مین تری ہم بھی اک بے نشان سے
ابھی جنکے کانون مین بالے پڑے ہین

ستمگار جو تیرے پالے پڑے ہین
کہ سوکھی زبانین نکالے پڑے ہین
اُبھر آئے ہین جسم پر داغ سودا
تری تیغ مین اُس سے چھالے پڑے ہین
یہ افسوس کیون ہی مجھ ایسے ابھی تو
یہان کتنے اللہ والے پڑے ہین
تباہ دیتے ہین بزم کی بیخودی کا
ترے نام کے لینے والے پڑے ہین

اُنھین اپنی جانون کے لالے پڑے ہین
جدائی مین ساقی پیمان شکن کی
یہ دھبے جو کچھ کالے کالے پڑے ہین
مرے دل جگر جو تھے راحت کے خوگر
بہت آپ پر مرنے والے پڑے ہین
نہ اچھے ہوئے گھاؤ تیغ ادا کے
جو لیتے ہوئے کچھ پیالے پڑے ہین
اُنھین کا تو حلقہ بگوش آرزو سے

غرضکہ اس طرح اُس نازنین نے اس غزل کو گایا کہ ہر ایک پر حالت غش کی طاری ہوئی تھی یہ صحبت تین روز ہی کر کرب نے کہا یہ تبلاؤ کہ یہان مجکو تمنے بلوایا ہی یا کوئی اور اُٹھا لایا ہی اور اگر تم نے بلوایا تو کس مطلب سے نقابدار نے ایک آہ سرد کھینچی اور دست افسوس ملکر عرض کیا کہ ابھی اس بات کا جواب نہین دے سکتا ہون غرض بہ اصرار تمام کہا کہ اے کرب دلاور مین

عاشق ہون ملکہ گلشن افروز پری دختر بہار پری کی جو رہنے والی پردہ پنجم قاف کی ہے نام اُس مقام کا
بہارستان قاف ہے ایک روز بہار پری کے یہان کسی شادی کی تقریب تھی مین بھی اُس مین
شریک ہوا وہین مین نے گلشن افروز پری کو دیکھا اُس نے مجھے دیکھا باہم نگاہین چار ہوئین سنانین
عشق کی دونون کے پار ہوئین محل گفتگو کا نہ ملا جب صحبت برخاست ہوئی مین نہایت ملول اُٹھا ملکہ
آسمان پری نے حال میرا پوچھا مین نے سب کیفیت اُن سے بیان کی آسمان پری نے پیغام میرا
بہار پری کو دیا اُس نے کہا کہ اگر امیر کشورگیر اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آپ شریک ہون تو مین
شادی کر دون تو ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان موجود ہین مگر امیر کو کہان سے لاؤن کہ وہ
مکہ معظمہ جا چکے ہین اور مین تم کو اسی واسطے لایا ہون کہ میری اس صحرانشینی پر رحم کرو اور چلکر بہار پری
کو شادی پر راضی کرو مین تمھارا نہایت احسان مند ہون گا کرانا گھر بھر بچھوڑے ہوے اس جنگل
مین پڑا ہون کرب نے کہا اچھا آپ مجکو وہان لے چلیے نقابدار کرب کو لے کر طرف پردہ پنجم قاف کے
روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر بہار پری کو ہوئی کہ نقابدار کرب دلاور کو لے کر آتا ہے
بہار پری واسطے استقبال کے آئی اور اپنے ہمراہ لے جا کر سامان دعوت مہیا کیا شراب و کباب
کی صحبت گرم ہوئی کرب دلاور نے بہار پری سے کہا کہ تمکو شادی کرنے مین کیا عذر ہے بہار پری
نے کہا مجھے کچھ عذر نہین ہے الا تمنا میری یہ ہے کہ امیر کشورگیر بھی بسبب آپ کے مجھے سرفراز کرتے اور
شریک شادی ہوتے تو میری عزت زیادہ ہوتی کرب دلاور نے کہا کہ امیر تو صاحبقرانی کو ترک
کر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور اب اُنھون نے گوشہ نشینی اختیار کر لی مگر ہان اور سب شریک
شادی ہو سکتے ہین اور اگر امیر کشورگیر نہ شریک ہون گے تو کیا زندگی بھر بیٹی کو بٹھلا رکھوگی بہار پری
اس گفتگو سے قائل ہوئی اور کہا بہتر ہے مجھے آپ کے فرمانے سے کچھ عذر نہین ہے اور اُسی وقت
سامان شادی کا ہونے لگا کرب دلاور و نقابدار رخصت ہو کے واسطے رسومات ادا کرنے شادی کے
دوسرے مقام پر اوترے غرضکہ رسومات دُنیوی سے فراغت ہوئی اور برات کا روز آیا
نقابدار نے بہت بڑا جلسہ کیا کہ جس مین تمام پردہ پنجم قاف کی پریان موجود تھین نغمات میں
صحبت رقص و غنا رہی۔ غزل

پہلے پہلے کا ارادہ ہی بت دلجو د تھا
کچھ نہ تھا پہلو میں جو وہ زینت پہلو نہ تھا
آنکھ ملتے ہی جو دل گیسو میں اُسکے پھنس گیا
اور اس زانو بدلنے کا کوئی پہلو نہ تھا
خار غم جب نکالے تھے زبان شوق سے
تجھ میں یہ اعجاز تو اے نرگس جادو نہ تھا
جسقدر زحمت اُٹھائی اتنی ہی ایذا سہی
یار تھا آغوش میں دل پھر مگر قابو نہ تھا
اسکی جتائی ہوئی کم قطع کر دی جب امید

دل لگا آیا تا قضائے کم کسی پہلو نہ تھا
جب ہم آغوشی ہوئی پھر قلب پر قابو نہ تھا
روبروے عقل میں اُسکی ہم تو سودائی ہو
ہیچ پرسن کا تھا اسکا نہ تھا جادو نہ تھا
بوسہ چشم حسن کی تھی ہوس جبتک ہمین
خون گو سودا سے دل میں ایک چلو نہ تھا
بات فرقت کی ہمیں پہلو بدلتے ہی کٹی
سنگ تھا جب سر کے نیچے تکیہ زانو نہ تھا
فلک ہے راتین ہوئی ہونگی میری حسرتین ہم
دلکی تسکین کا سودا سکر کوئی پہلو نہ تھا

قہر کی پھانسی تھی اُسکا حلقہ گیسو نہ تھا
ہجر میں بھی گو مہیا تھے ہمیں سامان عیش
تھا ڈبونے والا عزت کا ہر ایک آنسو نہ تھا
اٹھ گئے آخر نہیں تھا بیٹھنا پہلو میں ساقی
کو بہ مقصود تھا خال خم ابرو نہ تھا
آنکھ ملتے ہی مریض ہجر اچھا ہو گیا
دل کی آسائش کا لیکن کوئی بھی پہلو نہ تھا
کٹتے ہیں محرومی قسمت سے ہمیں ہر قوم
ساتھ بستی کے وہ بکھرے ہوئے گیسو نہ تھا
ہے یہی الفت کی بھی کیا چیز ہے آرزو

اسکے کہنے مین آکر دل حسن پر مرا آیا ہو نہ تھا الغرض رات بھر صحبت رہی دوسرے روز برات لیکر بہار پری
کے مکان پر گئے عقد نقابدار کا گلشن افروز سے ہوا لیکن وزیر زادی گلشن افروز کی کہ نام اسکا
بزم افروز ہے وہ کرب دلاور پر مائل ہوئی اور اپنی صورت کرب کو دکھائی کرب
اسیر و فریفتہ ہوئے عقد کرب کا بزم افروز سے ہوا دو تین روز مصروف
عیش و عشرت رہے ایک روز کرب نے نقابدار سے کہا ای برادر وہان بدر ملعون نہین
معلوم کر کیونکہ قاسم و بدیع الزمان کے ساتھ پیش آیا ہوگا نقابدار نے کہا چلیے اسی وقت
شتر پران پر سوار ہو کر طرف پردہ دنیا کے ارادہ ملک سبحان کا کرکے روانہ ہوئے بیان بدر لعین
مع صلصال و پرویز و جدائل خان ہندی محاصرہ کوہ کا کیے ہوئے تھے کہ ایک روز
بدر نے کہا کہ اب قتل ان خدا پرستون کا واجب ہے مبادا انکی مدد معقول کہین سے آجائے
اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر
قاسم شاہ و بدیع الملک کو ہوئی انھون نے کہا اچھا غرضکہ یہان بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی مگر دو تین روز جو لڑائی معطل اور موقوف رہی تھی سبب اسکا یہ تھا
کہ بدر دعوت و ضیافت خان اعظم و جدائل خان مین مصروف تھا الغرض زمانہ شب کا
بر طرف ہوا اور پردہ شب سے روے سحر طالع ہوا جو نکہ نسیم بہاری کے چلے طائران خوش الحان
نالان صحرا بہ زمزمہ سرا ہوے کلاونت ہستی سے فراغت کرکے میدان مین آئے اہل اسلام نے
خدا کو یاد کیا دیکھا قاسم و بدیع الملک وغیرہ نے کہ زیر کوہ یہ گبران نا ہنجار لشکر کثیر لیے ہوئے
آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ایک طرف بدر اپنا لشکر آراستہ کیے ہوے ایک جانب تخت پر
پرویز بن ہرمز ایک جانب صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو اور ایک طرف کو
جدائل خان ہندی بارہ ہزار فیلان جنگی آراستہ و پیراستہ ہمراہ فوج ہند اور خود ایک فیل
زبردست پر سوار گرز گران سر ہاتھ مین استادہ ہے یکایک بدر اپنا مرکب چمکا کر میدان مین مبارز
طلب ہوا لشکر اسلام مین کون تھا جو مقابلہ کو نکلتا لیکن ترک جوشن پوش بیٹا ترک توسن طمطاقی
کا رفیق قدیم شاہزادہ خاور سیاہ مرکب پر سے اتر کر سامنے قاسم کے آیا اور کہا کہ اے یار
شہریار اگر کوئی قصور مجھسے اتنی عمر مین سرزد ہوا تو اُسے بحل کیجیے کہ یہ سہارا اپنی بخشش کا موجب
آپ ایسا بہادر ہاتھ سے اس گبر کے زخمی ہوا بسبب اسکے کہ تلوار اسی پر اثر نہین کرتی تو مین کیا
کر سکتا ہون الا جان اپنی آپ پر سے نثار کرون گا شاہزادہ ملک قاسم کا دل ان باتون پر
ترک کے بھر آیا اور ترک جوشن پوش کو گلے سے لگا کر رونے لگا اور کہا اے
برادر مجھے تیری جدائی گوارا نہین کہ تو نے اپنے باپ کو چھوڑ کر میرا ساتھ دیا کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مین تجھے دیدہ و دانستہ ہاتھ سے کھودون ترک نے کہا کہ اے آقا میرے اگر قضا میری
آگئی ہے تو ضرور مر جاؤنگا کوئی روک نہین سکتا اگر زندگی باقی ہے تو کیا حقیقت اس مردار سے
کم بخت بدنصیب بدر کی ہے کہ میرا سامنا کرکے مجھے قتل کرسکے قاسم اس بات کو سنکر خاموش
ہو گئے ترک بار دگر مرکب پر بیٹھکر کوہ سے نیچے اترا اور للکارا کہ او نامرد یہی دعوی بہادری ہے

کہ زخمیون کے قتل پر آمادہ ہے اور محسن کش اُنھون نے ہزار جگہ تیری جان بچا دی اور امیر نے کیسی شفقت
فرمائی تیرے حال پر کہ جزیرہ لندق تجھے بخش دیا مگر تو اپنے پاجی پن پر گیا بدر یہ سخن سنکر برہم ہوا اور نیزہ
ترک پر مارا ترک نے نیزہ کو نیزہ پر روکا چند طعن چلے ہون گے کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے بدر
کے نکال دیا بدر نے خفیف ہو کر گرز مارا ترک نے گرز اُس کا سپر پر روکا اور اپنا گرز بدر پر مارا بدر نے
اپنا سر پیچھے کو کھینچنا چاہا کہ گرز مار دون کہ گھوڑا ابھی پیچھے ہے اتنے مین گرز ترک کا سر مرکب پر پڑا
کہ سر مرکب کا پاش پاش ہو گیا بدر گھوڑے سے کودا اور تلوار کھینچکر ترک کی طرف چلا ترک نے
جلدی سے ایک پاؤن رکاب سے نکالا تھا کہ مین بھی کود پڑون کہ بدر نے قریب پہونچکر وار کیا ترک
سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تلوار گردن پر پڑی سر ترک کا جدا ہو گیا مرکب لاش ترک کی لیکر بھاگا اور بدر کو
پہونچکر خیمہ کیا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا تو لاش ترک کی اُٹھا لائے اور بہت گریہ و زاری کی
قاسم نے سر اپنا زمین پر دے مارا کہ زخم سر شگافتہ ہو گیا اور قاسم بیہوش ہو گیا کیونکہ
ترک بچپن کا دوست تھا لیکن بدیع الزمان نے جو لاش ترک کی بے سر دیکھی اسی وقت
پیغام بدر کے پاس بھیجا کہ سر ترک کا ہمکو دیدو تو عوض مین اسکے آذر کوہ ہم تمکو بخشتے ہین
بدر نے قبول کیا اور سر ترک کا بھیجدیا بدیع الزمان نے یہ نامہ بدر کو بھیجدیا کفار نے
طبل شادمانی بجایا اور مجلس عیش آراستہ کی بدیع الزمان نے سر ترک کا بدن سے ملا کر دفن کر دیا
اور بہت گریہ و زاری کی بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ قاسم اور بدیع الزمان کو
ہوئی فرمایا رضینا بقضا اور نقارۂ رزمی بجوایا کفار مین تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام آپس مین
ایک دوسرے سے قصور بخشواتے تھے ایک ایک کے گلے مل رہے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا
تھا کہ اگر تم زندہ رہنا تو یہ کرنا اور ہم زندہ رہین گے تو یہ کرین گے غرضکہ سب کو یقین مرگ تھا غسل میت
کر کے سب نے نیچے کفن پہنے اوپر سے لباس جنگ آراستہ کیا اسی عالم مین صبح ہو گئی سب نے نماز پڑھی
اور دعا کی بعد اسکے آمادہ مرنے و جینے کے تھا بیٹھے کہ یکایک بدر بن زلازل یک چشمی بالشکر کثیر
نمودار ہوا اور کوہ پر یلغار کر کے چلا جو اہل اسلام گھات یون پر آگے بیٹھے اور تیر مارنا شروع کیے صدہا
کافر راہی دار البوار ہوئے مگر بدر لعین تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا آتا تھا اگر کوئی تیر اسپر پڑتا بھی تو اس پر
اثر نہین کرتا تھا قریب تھا بدر بالائے کوہ آجائے کہ اہل اسلام نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای کارساز مطلق اے عادل و بے نیاز تو دیکھ رہا ہے کہ یہ کافر کیسا
ظلم کر رہا ہے کسی خاص اپنے بندے کو میری مدد کے واسطے بھیج ہنوز سخن بیچ منہ کے تھا کہ آسمان پر سے
آواز نقارے کی پیدا ہوئی اور ہزارہا اختر پران نظر آئے آگے اُنکے نقابدار مرصع پوش اور
کرب دلاور تھا جب کرب دلاور نے یہ حال دیکھا کہ بدر قریب قلعۂ کوہ کے پہونچ چکا ہے وہین
سے نعرہ کیا کہ باقی او گبر کہان جاتا ہے بدر کرب دلاور کی آواز سنکر پھرا اور پہاڑ سے نیچے اُترا اور
پکارا اور کہا کہ اب مین تیرا بھی کام تمام کرون گا اور ان سب کو بھی قتل کرون گا یہ کلمہ سنکر بہت غضب مین
آ کے نقابدار مرصع پوش کہ کرب دلاور کا احسان مند ہو چکا ہے بڑے زور و شور سے میدان مین
آکر پکارا کہ او لعین گیدی مرد تو بکتا کیا ہے دیکھ تو تیرا حال چشم زدن مین کیا کرتا ہون اور اشتر کو بڑھا کر سامنے

بدر کے آیا بدر نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگیں تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا نقابدار نے
نیزہ بدر کے ہاتھ سے نکال دیا کرب دلاور نے تعریف کی بدر نے گرز مارا نقابدار نے گرز بھی روکیا
بدر نے تلوار کھینچی نقابدار بہت بڑا چابکدست زبردست تھا بہت وار بدر کے خالی دیے بہت سی
خود بھی لگائیں لیکن بسبب خفتان کے بدر کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا دن بھر تلوار چلی آخر قریب شام
نقابدار ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور شتر کو اشارہ کیا شتر نے پر کھولے اور طرف آسمان کے راہی ہوا
کرب دلاور نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بدر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور کہا
کل تجھے سمجھوں گا کرب دلاور کے آنے سے اہل اسلام کو تقویت ہوئی قاسم و بدیع الزمان
بہت خوش ہوئے محبت عیش آراستہ کی یکایک آواز طبل جنگ کی آئی کرب دلاور نے خود بھی
طبل جنگ بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو کرب دلاور کوہ سے نیچے اُتر کر صف آرا
ہوا یکایک بدر مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا کرب دلاور نے کہا او نامرد تو نے مجھے عیار سے
جبروا منگایا تھا دیکھ میرے خدا نے مجھے کس طرح سے بچایا ہے اسی پر تجھے دعویٰ بہادری کا ہے بدر نے
کہا اگر اُس دن تو بچ گیا تو آج سر میدان مارا جائے گا کرب دلاور برہم ہوا لیکن بدر نے کہا کہ نیزے
کی لڑائی تم خدا پرستوں سے بیکار ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور کرب دلاور پر وار کیا کرب نے
پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا بدر نے سپر اوچھی کی تلوار نے کرب دلاور کی سپر کو کاٹا خود کو
دو کیا لیکن کاسہ سر پر چرکا بھی نہ پہونچا کرب دلاور نہایت پریشان ہوا کہ کیا کیجیے کیونکر اس
ملعون کو قتل کیجیے غرضکہ تین شبانہ روز جنگ رہی ہزارہا آدمی کا کشت و خون ہوا اور قریب شام
مرکب بدر کا مارا گیا بدر اُس وقت بہت بیدل ہوا اور تیغ کھینچکر دوڑا کہ مرکب کرب کا پے کر دے کرب
گھوڑے سے کود پڑا بدر نے قریب پہونچ کے تلوار کرب دلاور پر ماری کرب دلاور نے بند دست
پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار چھین کر پھینکدی اور بدر سے لپٹ پڑا عیار نے بدر کو دیکھا کہ اب
بدر گرفتار ہو جائے گا تلوار لیے ہوئے پاس بدر کے آیا دیکھا کہ کرب بدر کو دبائے بیٹھا ہے
نکلنے نہیں دیتا عیار نے حباب بیہوشی کھینچ مارے کہ کرب دلاور و بدر دونوں بیہوش ہو گئے یہ گستاخی
عیار کی دیکھکر ضرغام دوڑا لیکن عیار نے اتنے عرصہ میں بدر کو کھینچا اور لاد کر طرف لشکر
کفار کے راہی ہوا ضرغام نے اُس کا تعاقب کیا جب عیار نے دیکھا کہ ضرغام قریب پہونچ گیا
ہی نقلہ رفع بیہوشی دیکر بدر کو ہوشیار کر دیا اور تلوار ہاتھ میں دیدی بدر تلوار کھینچکر ضرغام کی طرف
دوڑا ضرغام نے حقہ آتشبازی کا مارا کہ اس سے آگ نکلی بدر بھاگا ضرغام نے آکر کرب دلاور
کو ہوشیار کیا بدر دوسرے مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا کرب دلاور سے مقابل ہوا پھر
تلوار چلنے لگی قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤں مرکب کرب کا موشخانہ میں جاتا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی اُسی وقت تلوار بدر کے سر پر پڑی کہ ہڈی ناک تک اُتر گئی کرب نے زخم کاری کھایا
داستانہ مارا تلوار سر سے نکلی جلدی سے کرب دلاور گھوڑے سے کودا اور مرکب کو بدر کے پکڑ ڈالا
بدر نے دیکھا کہ اس زخم کو بھی نہ مانا بڑا بہادر ہے اور پیادہ مقابل آتا ہے فوراً بھاگا اور طبل بازگشت
بجوا دیا اپنے لشکر میں جاکر کہا کہ آج خداوند لقا نے میری جان بچائی ورنہ کرب مردود ہی گرفتار

گر پڑا تھا لیکن بد بھاگ جانے بدر کے کرب دلاور زخم کے صدمے سے بیہوش ہو گیا مسلمان کرب کو
اُٹھا کر بالائے کوہ لائے زخم مین ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا وہان بدر نے صحبت عیش برپا کی
اور کہا کل ان خدا پرستون کا استیصال کرون گا اور طبل جنگ بجوادیا یہ خبر کرب دلاور کو ہوئی کہا کل مین
پھر اسی حالت مین اس حرامزادے سے لڑون گا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا
کہ شاہزادہ نورالدہر با فوج کثیر آگیا ابھی ملک عجم مین ہے اُدھر آفت. بن مکذبہ بن کذاب
عیار نے خبر آمد نورالدہر کی بدر بن زلازل یک چشمی کو پہونچائی بدر نے زانو پیٹ لیا
اور کہا بڑا ہی غضب ہوا کہ کمک ان خدا پرستون کی آگئی جنڈائل خان ہندی نے کہا کہ اگر تمھین کچھ
خوف نورالدہر کا ہو تو مین بڑھکر سد راہ ہوتا ہون یہ کہکر جنڈائل خان ہندی مع بارہ ہزار فیل مست
اور صلصال بن دال بن دیو بن شمر جادو اپنے لشکر سمیت مع قہر بن ژوبین اور پرویز
بن ہرمز یہ سب کے سب واسطے مقابلہ نورالدہر کے طرف عجم کے روانہ ہوے شاہزادہ نورالدہر
نے منزل کی تھی اور چلنے کا قصد تھا کہ یکایک سامنے سے گرد عظیم نمایان ہوئی شاہزادے نے ہرکارون
کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہ مثل نظر جاکر پھر آئے اور بیان کیا کہ جنڈائل خان ہندی اور
صلصال اور قہر بن ژوبین اور پرویز بن ہرمز آپ کی راہ روکنے آتے ہین شاہزادے نے
فرمایا بس خیمہ ہمارا نہ کھڑے اب پہلے علاج ان کفار کا کرون گا تو پدر بزرگوار کی مدد کو جاؤن گا
اتنے مین جنڈائل خان نے آکر بارگاہ بپا کی اور تمام لشکر کفار بمقابلہ شاہزادہ نورالدہر اترا
جنڈائل خان نے آتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون طرف
تیاری جنگ کی ہونے لگی تلوار کو سان پہ کوئی چڑھاتا تھا کوئی تیرون کی سریان درست کرتا کوئی
بندوقون مین گولی بھرتا تھا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی وقت صبح دونون لشکر میدان
مین آئے اس طرف آگے آگے مرکب پری پیکر پر نورالدہر پیچھے تمام صف بستہ سرداران
نامی وگرامی ایک ایک قدم صف سے آگے بڑھاتے ہوے میدان قتال مین ایک طرف
قائم ہوے اس طرف بیچ مین تخت پرویز بن ہرمز کا فیلان کوہ پیکر پر کسا ہوا ایک جانب
جنڈائل خان ہندی با فوج کثیر دوسری طرف صلصال مع قہر بن ژوبین وغیرہ یہ
آکر صف آرا ہوے پہلے دونون طرف سے تبر دار نکلے اور تمام جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بعد اُسکے جلدارون نے نشیب و فراز میدان کا درست کیا سقون نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھایا قہر بن ژوبین مرکب چمکا کر سامنے تخت پرویز کے آیا اور اجازت لے کر
رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اور سردارون نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ نورالدہر نے منع
کیا اور کہا مجھے جلدی ہے چاہتا ہون کہ آڑ کے جاؤن کہ وہان پدر بزرگوار گھرے ہوے ہین تم لڑو گے تو
طول کھینچے گا اور عاد بن ثمود کو واسطے مدد کے طرف کوہ کے روانہ کیا وہ اپنے راستے سے گیا
کر کفار پر ثابت نہ ہوا غرض نورالدہر مرکب کو اڑا کر مقابل ہوا قہر نے نیزہ مارا نورالدہر نے اس
لطف سے نیزہ اس کا ہوائی کیا کہ دشمنون کے منہ سے بھی واہ واہ نکل گئی لیکن قہر نے خفیف ہو کر

تلوار ماری نورالدہر نے ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور جھٹکا دیا کہ یہ چپ کر آیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
زور کیا کہ قاش زین سے بلند کیا اور زمین پر ارا کہ چاروں شانے چت گرا نورالدہر نے مرکب سے کود کے
چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں اور شبرنگ عیار کے حوالے کیا یہ رنگ دیکھ کر سہیل ترک میدان میں
آیا اور شاہزادہ سے مقابل ہوا نورالدہر نے ایک وار میں مع مرکب اسکے چار ٹکڑے کیے سرخاب
ہندی جدائل خان سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور شاہزادے پر تیر مارا نورالدہر نے تیر کو تیغ سے
قلم کیا اور کمربند پکڑ کے اچھال دیا جب گرنے لگا چورنگ ہوائی کاٹا یہ حال دیکھ کر صلصال نے اپنا مرکب
بڑھایا اور سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آیا شاہزادہ تکاور زن ہوا مرکب صلصال کا سات قدم
اور گھوڑا نورالدہر کا چار قدم پیچھے ہٹا صلصال نے گرز گران سر نورالدہر پر مارا شاہزادے نے
اپنا گرز بلند کیا گرز سر گرز پر بیٹھا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی چنگاریاں نکلیں گھوڑا نورالدہر کا زانو تک
غرق زمین ہوگیا صلصال نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم اتنے میں نورالدہر نے گھوڑے کو
ایڑ کی کہ وہ طبقہ زمین کاٹ کے نکلا نورالدہر نے نعرہ کیا کہ گرا زدی و کرا بست کردی حریف تیرا میں موجود
ہوں اور اپنا گرز بر سر چرخ دیگر صلصال کے مارا صلصال نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ
پہاڑ پھٹ پڑا تڑاقے کی آواز آئی شعلے نکلے کمر مرکب کی ٹوٹی دونوں گھٹنے صلصال کے گرز کے لگنے سے
آشنا زمین ہوئے صلصال بیہوش ہوگیا اور تہہ گرد میں چھپ گیا لیکن کفار یہ سمجھے کہ صلصال
مارا گیا بس پرویز نے کہا ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس خدا پرست نبیرۂ حمزہ کو کہ
اس نے خان اعظم کو مار ڈالا تمام ترک دوڑ پڑے شاہزادہ نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا
اتنے میں نورالدہر کی فوج بھی آئی تلوار چلنے لگی جدائل خان ہندی نے بھی اپنے فیل کو آگے
بڑھایا پیچھے اسکے بارہ ہزار فیلان مست جنکی سونڈوں میں تلواریں بندھی ہوئی تھیں یہ اس جلال سے
کہ پامال کر دوں لشکر نورالدہر کو لیکن صلصال زندہ تھا جب عیار اسکے پاس گیا پانی کے چھینٹے دیے
تو صلصال ہوشیار ہوا دیکھا کہ مرکب مرا ہوا ہے دوسرے مرکب پر بیٹھکر یہ بھی معروف جنگ ہوا
کفار پکارے لات اعلی اور منات معلی نے خان اعظم کو دوبارہ زندہ کیا صلصال کو بھی اپنے اوپر
یہی گمان ہوا ادھر جدائل خان کے ہاتھیوں نے لشکر اسلام کو پامال کرنا شروع کیا بالغرض اگر کسی نے
ایک آدھ فیل کی سونڈ کو قلم بھی کیا تو وہ ہاتھی بھاگا جدھر کا رخ کیا کتنوں ہی کو پامال کر دیا ہر طرف
تیغوں کی بجلیاں چمک رہی تھیں دریائے خون زمین پر رواں تھا شاہزادہ معروف جنگ تھا
جس پر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے میں گرمی جنگ میں پھر نورالدہر اور صلصال کا سامنا ہوا
صلصال نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے بلا کی ضرب لگائی تھی لیکن مجکو لات و منات نے مضاعف
زور دیکر زندہ کیا اب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تلوار ماری نورالدہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر
جو تیغہ مارا سپر کو کاٹ کرتا دو دوار اتر گیا خان اعظم نے واستادہ مارا تیغہ سر سے نکلا لیکن خان کو
غش آگیا لوگ اسے لیکر بھاگے ادھر عیاران اسلام نے دو تین حقے آتشبازی کے مارے اُن سے آگ
بھڑکی ہاتھی جدائل خان کے تھے میں مار مار کر میدان سے بھاگے شبرنگ روتا چلا آتا تھا کہ دیکھا اس نے
ایک فیل ادھر بھاگا چلا آتا ہے سونڈ ہلتی جاتی ہے تلوار اس میں چمک رہی ہے اس نے حقہ آتشبازی کا سونڈ پر مارا کہ

وہ پچھاڑ اور آگ نکلی ہاتھی چنگھاڑ کر پلٹا اُدھر سے جزائیل خان آتا تھا یہ ہاتھی اُسکے ہاتھی پر گرا شیر رنگ نے
ایک حقہ اور مارا کہ جزائیل خان کا ہاتھی بھی بھاگا اور اسطرح بھاگا کہ پھر شیرزاد کا تمام فوج منتشر ہوگئی
صلصال زخمی ہوچکا تھا جزائیل خان گرتے گر ہاتھی طرف صحرا کے راہی ہوا کفار بے سردار
ہوئے اور ناامید ہوکر بھاگے نورالدہر نے فتح پائی لیکن شیر رنگ سے کہا کہ وہاں والد بزرگوار نے
نہیں معلوم کیا گزری اب زیادہ ٹھہرنا صلاح نہیں میں چلتا ہوں اور تھوڑا لشکر لے کر طرف کوہ آذر کے
روانہ ہوئے شیر رنگ بھی بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب حال بدر بن زلازل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ طبل جنگ بجا ہی چکا تھا دوسرے روز لشکر لیکر یلغر کیا اہل اسلام نے مناجات کی مردان جسمرا لم
جانوں پر کھیل کے تیر و کمان لے کر گھاٹیوں پر بیٹھے پتھر لڑھکانا شروع کیا جو نیچے گیا اسکو پیس ڈالا
لیکن کفار چلے ہی آتے ہیں ناگہان از پردہ بیابان گرد برخاست تمام آدمی متوجہ ہوئے کہ یہ گرد
کیسی اڑی ہے یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گردے عاد بن ثمود رفیق شاہزادہ نورالدہر
پہنچا اور للکارا کہ او بدر کہاں جاتا ہے پہلے مجھ سے سامنا کر بدر نے دل میں کہا ایک نہ ایک آہی جاتا
ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قضا ان خلاپرستوں کی نہیں ہے اہل اسلام نے شکر کے سجدے کیے اور
عاد بن ثمود کے لیے دعا کی کہ یہ بدر پر فتحیاب ہو ادھر عاد سے اور بدر سے سامنا ہوا بدر نے
عاد کے نیزہ مارا عاد نے نیزہ بدر کا نیزہ پر روکا نیزہ چلنے لگیں کوئی مطلب نیزہ بازی سے
حاصل نہ ہوا انیاں بھی بیکار ہوگئیں بدر نے نیزہ کو پھینک کر تلوار کھینچی اور عاد پر وار کیا عاد
تلوار کو بدر کے سیل فولادی پر روکا اور جواب میں اُسکے وہی سیل مارا اگر بدر خالی نہ دے
تو یقین ہے کہ نقش زمین ہو جائے لیکن سیل جو زمین پر پڑا خاک اڑی اور سیل دستے تک زمین میں اتر گیا
بدر چونکہ گرد میں پنہان تھا عاد نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم کہ بدر نے پہلو کی طرف سے آکر تلوار عاد پر
لگائی عاد غافل تھا یہ سمجھتا تھا کہ بدر کو میں نے مارا یکایک جو بدر نے آکر وار کیا عاد سنبھل نہ سکا
تلوار سر پر پڑی کرتا دو ابرو اتر گئی عاد نے دستانہ مارا تلوار تو جھنجھنا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی
سر سے باہر آئی عاد نے اسی عالم میں پھر سیل مارا بدر سامنے سے ہٹ گیا پھر سیل زمین پر پڑا
خاک اڑی لیکن صدمے سے زخم کے عاد بیہوش ہوگیا بدر اسی ارادہ سے چلا تھا کہ
سر عاد کا کاٹ لے کہ لوگ عاد کے دوڑ پڑے اور عاد کو اٹھا لے گئے بدر نے پھر رخ کوہ کا کیا اب
کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد برآسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گردے کئی سو علم نشانے فوج کثیر کے نمایاں ہوئے کہ ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اسکے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب پر سوار
گھوڑے کو سرپٹ ڈالے ہوئے چلا آتا تھا نہ جلوس سواری تھا نہ کچھ جمعیت نورالدہر کے فوج کثیر
اور جلوس نمایاں ہوا نورالدہر نے میدان میں پہنچ کر نعرہ کیا کہ او بدر کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ الونت
تیری جان کا آپہنچا بدر نورالدہر کو دیکھ کر کوہ سے اترا اور کوہ پر نقارہ شادمانی بجا بدر واسطے

نورالدہر کے ز گیا ہیبت طاری ہو گئی یہان تک کہ قریب شام لشکر نورالدہر کا آیا بعد سب کے دیکھا کہ
قہر بن تزروبین باغل و زنجیر ایک ارابے پر بندھا ہوا ہے اتنے مین دیکھا کہ گرد اٹھی ادھر جزائل خان
ہندی کی پہونچا فوج اسکی بدحواس ہوئی بعد اسکے صلصال کی فوج آئی اور صلصال زخمی
ایک عماری مین فیل پر سوار آیا اور تمام حال اپنی شکست کا بدر سے بیان کیا بدر نے
نہایت رنجیدہ تھا اور کہا کہ مجھے نورالدہر سے اندیشہ ہے جزائل خان نے مقابلہ کو نکلنے کا
قصد کیا تھا کہ بدر نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور کہا کہ ای نورالدہر کل سمجھونگا اور میدان سے
پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا سب سرداران کفار ایک جگہ جمع ہوے دور بادہ ناب چلا ناچ
ہونے لگا صحبت عیش گرم ہوئی جب خوب نشہ ہوا جزائل خان نے کہا کل میرے نام پر
طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے یہ خبر
شاہزادہ نورالدہر کو دی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے
اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ادھر نورالدہر
پہاڑ پر آئے اور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان کے مشرف ہوے اور سرداران
اسلام مثل داراب و اسکندر و کرب و اسد و قاسم وغیرہ کی سب سے ملاقات ہوئی قاسم نے
حال ترک جوشن پوش کے مارے جانے کا بیان کیا نورالدہر کو نہایت افسوس ہوا اور لشکر
ہمراہ لیکے زیر کوہ آئے بارگاہین برپا ہوئین لشکرون کے پڑاؤ پڑے طلایہ کا گشت پھرنے لگا
آواز ہاے خبردار باش و ناظر باش کی بلند ہوئی اسی عالم مین زمانہ دیو شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے
حور صبح با رخ پر نور نمودار ہوئی مردان شیر دل اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے متوجہ دشت پیکار ہوے
اس طرف سے شاہزادہ نورالدہر با فوج کثیر صف آرا ہوے اس طرف بدر بن زلازل تیغ چشمی
ایک طرف جزائل خان مع بارہ ہزار فیل جنگی جنمین دو چار سو کم ہو گئے ہین ایک جانب
صلصال کی فوج مع تخت پرویز شاہ ہرمز اور اسلحہ و مسلحہ جنگی ایک سمت جب صفوف
جدال و قتال آراستہ ہو چکین اسلحہ جنگی نے پرویز سے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا پکارا
اے نورالدہر قہر بن تزروبین نہین ہون جسے تو نے گرفتار کر لیا یہ بات قہر کو ناگوار ہوئی اور
اور کہا نورالدہر سے کہ اگر مجکو رہا کر دو تو مین اسے اس کلام سخت کی سزا دون نورالدہر نے کہا وہ تو
مجھے تو کتا ہے مین خود لڑونگا اور مرکب کو چمکا کر میدان مین آئے اسلحہ نے نیزہ مارا شاہزادہ نے
نیزہ اسکا ہوائی کیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زین سے اٹھا لیا مسلحہ نے جو یہ حال اپنے بھائی کا دیکھا
تلوار کھینچکر دوڑا کہ دیکھون تو کیونکر میرے بھائی کو گرفتار کر لیتا ہے اور قریب پہونچکر تلوار ماری نورالدہر نے
اسلحہ کو سامنے کر دیا تلوار مسلحہ کی اسلحہ پر پڑی تھوڑا سا زخم آیا کیونکہ مسلحہ نے فوراً اپنے ہاتھ کو
روکا نورالدہر نے دوسرے ہاتھ سے اسکا بھی کمربند پکڑا اور زین سے اٹھا کر دونون کو زمین پر مارا
اور ایک کمند سے دونون کو باندھکر عیارون کے سپرد کیا ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی دوست دشمن سب تعریف کر رہے تھے یہ رنگ دیکھکر جزائل خان ہندی نے اپنے فیل کو
آگے بڑھایا اور سامنے نورالدہر کے آیا اور پکارا کہ نبیرۂ حمزہ واقع مین تو بڑا بہادر اور نہایت زبردست ہے

لیکن میری ضرب کا سنبھالنا دشوار ہو جائے گا نور الدہر ازبسکہ حالات اُسکے سُن چکے تھے کہا تیرے
زبردست ہونے مین کوئی شک نہین ہی تو ایسا زور آور ہی کہ لندھور کو بہ مکر اندھا کرکے بٹھایا سر میدان
نہ زیر کیا واقع مین تیرے کمر کو بہت زور ہی جذائل خان یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور پکارا معلوم
ہوتا ہی کہ قضا ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ گیا زہ سو من کی
ضرب اُٹھائی اور سر پر چرخ دیکر نور الدہر پر وار سر کیا شاہزادہ نے اپنا گرز آڑا لیے پر سے
لیا اور گرز کو جذائل خان ہندی کے سر گرز پر روکا آواز تراقے کی بلند ہوئی جگر زمین پھٹ گیا
شق ہو گیا اور ایک شعلہ آگ کا فلک کو نکل گیا مرکب نور الدہر کا رکابون تک غرق زمین ہو گیا
خاک اُڑی کہ نور الدہر مع مرکب اُس مین پوشیدہ ہو گئے جذائل خان ہندی نے نعرہ کیا کہ دم
پست کردم دیکھو اگر کیا حال ہوا نور الدہر کا عیار شبرنگ دوڑ کر آیا اور گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے
داخل ہوا دیکھا تو نور الدہر سینہ سپر مین دوبا ہوا اور مرکب رکابون تک غرق زمین ہی مگر ہاتھ نور الدہر
کے مانند ستون فولادی کے قایم ہین شبرنگ نے پکارا ای شہریار حریف لاف و گزاف کرتا ہے
نور الدہر نے مرکب کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کاٹ کر اُوپر آیا کیونکہ طلسمی مرکب ہی ورنہ دوسرا مرکب
ہوتا تو ہلاک ہو جاتا تا نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای جذائل خان ہندی دیکھ یہ ضرب ہما تجھ پر ملک الموت
کا اور گرز اپنا سر پہ چرخ دے کر جذائل خان کے مارا جذائل خان نے بھی گرز کو سر گرز پر روکا مگر یہ
معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل چیخ مار کر بیٹھ گیا جذائل خان بیہوش ہو گیا نور الدہر نے نعرہ کیا زدم
و پست کردم عیار جھپٹ کر آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ جذائل خان بیہوش ہی عجب زور سے
کئی آوازین دین اور چھینٹے پانی کے آگئے تو ہوش آیا دیکھا تو فیل جان بحق تسلیم ہو چکا تھا جذائل خان
ہاتھی سے جدا ہوا اور تلوار کھینچکر نور الدہر کی طرف دوڑا کہ مرکب کو پی کرون نور الدہر گھوڑے سے کود پڑا
جذائل خان ہندی نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور نور الدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون
لشکر قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے اُدھر نور الدہر اور جذائل خان لڑ رہے تھے یہانتک کہ شام
ہو گئی کوئی کسی پر غالب نہوا دونون طرف سے افسران فوج لڑائی مین جانین لڑا رہے ہین
ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ دیکھیے کون زیر ہوتا ہی اسی عالم مین رات بھی بسر ہوئی صبح کو دیکھا تو دونون لڑ رہے
ہین یہانتک کہ تین روز کامل کشتی ہوئی تیسرے روز نور الدہر نے زور جذائل خان کو توڑا اور کمر
زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کیے ہوئے اپنے لشکر کی طرف لے کر چلا تھا کہ بدر نے کہا
اے دیکھتے ہو کہ نور الدہر جذائل خان ہندی کو لیے جاتا ہی مار ڈالنے نہ پائے یہ سننا تھا کہ
تمام کفار دست بقبضہ ہوئے اُدھر سے اہل اسلام چلے جنگ مغلوبہ ہوئی ایک ہاتھ مین نور الدہر کے
جذائل خان بلند تھا دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بدر لعین قریب
نور الدہر کے پہونچ گیا اور تلوار ماری نور الدہر نے بجائے سپر جذائل خان کو سامنے کیا تلوار کمر زنجیر کا
بند کاٹ کر کوئی چار انگل اُتر گئی کمر بند کٹتے ہی جذائل خان زمین پر گرا لوگ اسکے بیچ مین آگئے
اپنی جانین دین لیکن جذائل خان کو نکال لے گئے جذائل خان زخمی ہو چکا تھا لوگ اُسے
پھیر لے گئے لیکن نور الدہر نے جو دیکھا کہ جذائل خان رہا ہو گیا بدر کو للکارا کہ او نامرد تیری ذات سے

شکار میرا چھوٹ گیا تو کہاں جاتا ہے اب تجھکو شکار کرونگا یہ کہکر بدر کیطرف چلا بدر نے تلوار ماری نورالدہر نے
خالی شکار رد کر کے اُسکے جواب مین تلوار ماری کہ گردن پر پڑی تیغ نے بسبب خفتان کے اثر تو نہ کیا مگر
بدر چیخ اُٹھا اور دوسرا وار کیا نورالدہر نے سپر پر کا تھا کوئی چار اُنگل سپر مین اُتری ہوگی کہ بلچک دی
تلوار بدر کی ٹوٹی اپنے قبضہ کھینچ مارا نورالدہر نے اُسے بھی خالی دیا اور کمر بند بدر کا تھا ہر چند اُس نے
نعرہ کیا کہ اگر چھوٹ جاؤن تو بھاگون بھلا بھیڑا ہوا شیر شکار کو کب چھوڑتا ہے نورالدہر نے
زین سے اُٹھا کر اوپر زمین کے مارا اور باندھکر مشکین عیار کے سپرد کیا شبرنگ بدر کو بھی لیگیا
اور اسیر غل و زنجیر کیا ادھر نورالدہر نے دست بقبضہ ہو کر کفار کو قتل کرنا شروع کیا قریب تھا
کہ لشکر کفار کے پاؤن اُٹھ جائین صلصال نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام با فتح و فیروزی
پھرے بدر و اسلحہ و مسلحہ کو بھی مثل قیدیان زوبین کے قید کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک نے قلعہ مشتری حصار مین رہ کر دغا پائی بہت سا لشکر اس کا غرق ہوگیا بہت سا
بھاگ گیا لوگ منتشر ہوگئے چند آدمی اسکو بھی لے گئے سب کے سب ایک کوہ پر جا کر مقیم ہوے بعد چند
روز کے لشکر منتشر جمع ہوا تو اس حالت مین تھا لیکن حال خروج لاہوتک کا مجنون تیغ بند زریخ آبادی
نے سُنا کہ یہ سابق مین آفتاب پرست تھا خدا پرستون سے عناد قلبی رکھتا تھا اسی وقت سات لاکھ
سوار کی جمعیت سے واسطے مدد لاہوتک کے چلا قریب مشتری حصار کے پہونچا تھا کہ دیکھا چھ
سوار بھاگے آتے ہین کہا انھین بلا لاؤ عیار گیا اور اُنکو سامنے لایا جب وہ آئے پوچھا تم کون ہو اور
کہان سے بدحواس بھاگے آتے ہو اُنھون نے دیکھا کہ یہ سب بھی کافر وضع ہین زنار گردنون مین
پڑے ہوے ماتھے پر ٹیکے لگائے ہوے بخوف و خطر بیان کیا کہ ہم لشکر خداوند لاہوتک غول سے
ہین سہیل خان مشتری حصاری نے خداوند کی دعوت کی اور قلعہ مین لایا بعد اُس کے بند
سمندر کاٹ دیا بہت سی فوج غرق ہوئی ہم چند لوگ اس طرف سے بھاگے اور جس کو جدھر راہ ملی وہ
اُس طرف بھاگ گیا یہ سنکر مجنون نے اُن سے کہا کہ اچھا تم چلو خداوند کی خدمت مین اور انھین
تلاش کرو مین سہیل خان کا سر لے کر خدمت مین خداوند کے آؤنگا بعد اسکے اس نے لباس اپنا
مثل مسلمانون کے بنایا اور زیر قلعہ مشتری حصار آ کر نامہ سہیل خان کو لکھا کہ مین نے سُنا ہے تم نے
لاہوتک غول کو خوب سزاے مقتول دی بہت بہتر اور خوب کیا اب مین آیا ہون تم قلعہ مین
رہو لاہوتک کے لشکر پر شبخون مار مار کر ستھرا دکیے دیتا ہون ایلچی نے یہ نامہ سہیل خان کو
لا کر دیا سہیل خان کو اعتبار مجنون کے کلام کا نہوا جواب لکھا کہ اے مجنون جی تو میرا یہ چاہتا تھا
کہ تم لشکر لیکر قلعہ مین آئے مگر ازانکہ قلعہ میرا مختصر ہے اور تمھارے ساتھ فوج کثیر ہے لہذا فقط تم اگر
مناسب سمجھو تو براے ملاقات آؤ مجنون نے کہا بہتر اور انسب ہے یہ کہکر یکہ و تنہا طرف قلعہ کے چلا ہر چند
ہمراہیون اور سرداران ذی احتشام نے مجنون کو منع کیا کہ آپ تنہا نجائیے کسی کا کہنا نہ مانا اور
کہا مصلحت وقت یہی ہے ہمکو کچھ خوف و خطر نہین ہے سہیل خان نے جو آمد مجنون کی خبر پائی کہ مجنون
تنہا آتا ہے یہ سنتے ہی سامان دعوت مہیا کیا اور بہت سے لوگون اور سرداران ذی حرمت کو واسطے

استقبال کے بھیجا جب مجنون داخل ہوا سہیل خان نے نہایت عزت اور توقیر سے دعوت کی جام بادۂ ناب
گردش مین آیا بات صحبت عیش پر پارہی تھی کو مجنون نے کہا کیا کہون میرا جی یہ چاہتا ہے کہ ان کافرون
ملعونون کو دم نہ لینے دون مگر معلوم نہیین کہ یہ لاہوتک ملعون کہان بھاگ گیا ہے سہیل خان نے کہا
مین نے تو اسے ڈبو دینے مین کوئی دقیقہ باقی نہیین رکھا تھا مگر قضا نہ تھی کہ بچ گیا اب سنتا ہے
کہ قلعہ کوہ پر مقیم ہے مجنون نے کہا تو مین جاتا ہون یہ کہکر سہیل خان سے رخصت ہوا اور اپنے
لشکر مین آیا تھوڑے آدمی ہمراہ لیے اور شبخون کی تیاری کی جب رات ہوئی لاہوتک پر
شبخون مارا اور چند آدمیون کو برائے نام قتل کر کے ایک سمت نکل گیا اور صبح تک اپنے لشکر مین
آگیا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی کہ مجنون نے کل شب کو لشکر لاہوتک پر شبخون
مارا اب سہیل خان کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ مسلمان ہے دل مین سوچا کہ یہ سراسر مذہبی ہمدردی
کے خلاف ہے کہ ایک برادر مسلمان باہر قلعہ کے پڑا رہے اور ہم قلعہ مین بیٹھین اب ہمین
لازم و واجب ہے کہ کوئی آفت آئے تو اپنے سر پہلے لین یہ سوچکر حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا کھول دو
اور چند آدمی اپنے ہمراہ لے کر باہر قلعہ کے آیا یہ خبر مجنون تیغ بند کو ہوئی مجنون واسطے
استقبال کے آیا اور سہیل خان کو بارگاہ مین لے گیا صحبت عیش برپا کی سہیل نے
کہا کہ مین صرف اسواسطے تمھارے پاس آیا تھا کہ قلعہ حاضر ہے چلکر شوق سے مقیم ہو پہلے مجھے تمھاری
طرف گمان بد تھا اب اسکی بھی معافی چاہتا ہون مجنون نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین اور
دل مین سوچا کہ اب مار لیا سہیل خان سے کہا کہ آج تو دعوت میری قبول کیجیے کل مین
قلعہ مین چلون گا سہیل خان نے کہا جو تمھاری خوشی ہے غرضکہ دو پہر رات گئے
تک صحبت رقص و سرود کی گرم رہی دور بادۂ ناب کا چلا کیا بعد دو پہر رات کے مجنون نے
دست بستہ ہو کر سہیل خان سے کہا کہ نان خشک و آب گرم حاضر ہے سہیل خان نے کہا بہتر ہے
غرضکہ دسترخوان بچھا لیکن عیار سے کہدیا تھا کہ کھانا سامنے سہیل خان اور اُنکے رفقا
کے رکھا جائے وہ سب بیہوشی آلود ہو عیار نے ویسا ہی کیا جب سب نے کھانے سے فراغت پائی
ہاتھ منھ دھوئے تو سہیل خان نے کہا کہ آج کچھ دوران سر معلوم ہوتا ہے مجنون نے کہا یہان کچھ
کچھ مجھے بھی بسبب کشمکش کے زیادہ ہوگئی ہے آپ باہر ہوا مین سہیل خان اٹھا تھا کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا رفقا سنبھالنے دوڑے سب چلا دو گرا القصہ سب بیہوش ہوگئے تب
مجنون نے تلوار کھینچکر پہلے سر سہیل خان کا قلم کیا وہ مرد مومن شہید ہوا بعد اس کے اور رفقا کو
سہیل خان کے قتل کیا اور اسی وقت اپنے لشکر مین منادی کرا دی کہ مین مسلمان نہین ہون بت پرست
تھا بس مین نے سہیل خان کو مارا اب چلتے ہون قلعہ لینے اور طرف قلعہ کے چلا اہل قلعہ
بیچارے غافل تھے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا تھا سمجھے تھے کہ سہیل خان اور مجنون آتے
ہون گے کہ یکایک مجنون با چند ہزار سوار پہونچا اور قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام کفار قلعہ مشتری
حصار مین چلے آئے مال و اسباب اہل اسلام کا لوٹنا شروع کیا ایک دن رات قتل و غارت رہا دو
روز امان ملی ہزارہا مسلمان قتل ہوگئے جب اس نے قلعہ کا انتظام کیا اور حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا

کر چکا تو خود دست بستہ خدمت مین لاہوتک عزل کے آیا لوگون نے یہ خبر لاہوتک کو دی کہ مجنون آتا ہے
لاہوتک نے کسی کو واسطے استقبال بھی نہ بھیجا کیونکہ معلوم ہوگیا تھا کہ مجنون نے
شبخون مارا تھا لیکن جب مجنون سامنے گیا تو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند یہ امر مصلحت تھا
جو مین نے ایک شبخون آپ کے لشکر پر مارا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ مشتری حصار پر مین نے قبضہ
کیا اور مسلمانون کو قتل کیا اور یہ سر سہیل خان کا حاضر ہے یہ کہکر سر سہیل خان کا سامنے لاہوتک کے
پھینک دیا لاہوتک نے یہ بات سنکر بہت خوشی کی اونا چھل پڑا اور پکارا اے خاص بندے میرے
مین ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکا تھا کہ سہیل خان تیرے ہاتھ سے مارا جائے اور ساتھ
مجنون کے قلعہ مشتری حصار مین آیا وہان سے طرف جابلقا کے روانہ ہوا اب سات لاکھ فوج
مجنون تیغ بند کی بھی ساتھ ہوئی لشکر لاہوتک کا دونا ہوگیا طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا
جاتا تھا ایک صحرا مین پہونچکر منزل کی تھی صحرا بہت پر فضا تھا نجگان سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ واسطے
شکار کے جاؤن اس نے کہا آپ کو اختیار ہے غرضکہ حائل شاہ اور ملک مرواق اور سہلان آدمخوار اور
مجنون تیغ بند یہ سب ہمراہ لاہوتک کے ہوئے اور واسطے شکار کے گئے ایک ہرن نظر آیا کہ گلے مین
اسکے گھنٹی پڑی ہوئی تھی لاہوتک نے تیر مارا اور وہ ہرن بھاگا لاہوتک نے گھوڑا تعاقب مین اسکے
ڈالا یہانتک کہ وہ ہرن دور تک بھاگا ہوا چلا گیا لاہوتک بھی اسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور
سردار پیچھے رہ گئے کہ لاہوتک کا تیر ہرن پر پڑا اور ہرن ایک باغ مین جا کر گرا وہان ایک دیوانہ
رہتا تھا کہ نام اسکا غوغائی نخچیر شکار رہتا یہ ہرن اسکا پالو تھا جیسے ہی ہرن تیر خوردہ سامنے اس کے
پہونچکر گرا اور تڑپنے لگا یہ باغ سے نکل کر باہر آیا اتنے مین لاہوتک بھی قریب پہونچ چکا تھا دیوانے نے
جو لاہوتک کو دیکھا پکارا او خیرہ سر تو کون ہے کہ میرے ہرن کو تو نے شکار کیا لاہوتک شکل دیوانے
کی دیکھکر ڈرا اتفاقاً اس وقت دیوانے کے ہاتھ مین کوئی حربہ نہ تھا ورنہ لاہوتک کو مار ہی ڈالتا بس
غصہ مین آکر لپٹ گیا اور ایسی ایک چپت زبردست ماری کہ صاف ٹوپی اڑا لے گیا لاہوتک نے
شور اور غوغا کیا اور ایک گھونسا منہ پر دیوانے کے بڑے زور سے مارا دیوانہ چیخا اب یہ حال ہے کہ جب
دیوانہ چپت مارتا ہے تو لاہوتک شور کرتا ہے جب یہ گھونسا مارتا ہے تو دیوانہ چیخ اٹھتا ہے ایک ہنگامہ
برپا ہے اتنے مین ملک مرواق اور حائل شاہ اور مجنون وغیرہ سب کے سب پہونچے دیکھا
کہ لاہوتک سے اور دیوانہ سے جنگ ہو رہی ہے خون بدن سے لاہوتک کے بہ رہا ہے یہ حال
دیکھکر ان سب نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیا ہے ارے یہ خداوند ہے اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتا ہے
اس نے تجھے پیدا کیا ہے لیکن دیوانہ خون لاہوتک کا چاٹتا جاتا ہے اور کہتا ہے یہ کیسا خداوند ہے کہ
اپنے بندون کو آزار پہونچاتا ہے اس نے میرے پالو ہرن کو شکار کیا مین اسے شکار کرونگا فیروزہ
سنگ اعزاز عیار ساتھ تھا اس نے کہا اچھا اگر خداوند ہرن کو تیرے زندہ کردے تو تو ایمان لائیگا اس نے
کہا ہان فیروزہ نے کہا اچھا خداوند تو چھوڑ کے الگ ہو تو خداوند زندہ کردے دیوانے نے کہا یہ
نہ ہوگا جب خداوند میرے ہرن کو زندہ کر دینگے تو چھوڑ دونگا نہین تو بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤنگا
فیروزہ نے کہا دیوانہ بکار خود ہشیار کہا اچھا دیکھ کیونکر ہرن زندہ ہوتا ہے ہرن تیرا کہان ہے دیوانے نے کہا

باغ مین چلا ہی فیروزہ اندر باغ کے گیا اور گھسنے لگے اُس آہو مردہ کے کھولی ایک ہرن راستے
مین کمند مارکر پکڑا تھا اسکے گلے مین ڈالدی اور اُسے بیہوش کر کے سامنے لایا لاہوتک سے کہا یا خداوند
یہ گل قدرت ہی مین لیتا آیا ہون یہ اس ہرن کو سونگھایے اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تیار کیا تھا لاہوتک
نے وہ پھول جو آہو کو سونگھایا آہو فوراً اُٹھ بیٹھا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ فیروزہ نے پکڑ لیا دیوانے
کہا خداوند نے ہرن کو زندہ تو کیا مگر وحشت اسکی بڑھگئی فیروزہ سوچا کہ دیوانہ بڑا سیانا ہے کہا کہ
تمہاری روح جو پھونکی گئی ہی اس سے یہ وحشت کی لیتا ہی غرضکہ دیوانہ نے لاہوتک کو چھوڑ دیا اور
سجدہ کیا اور دعوت کی اس مین کچھ پھل درختون کے پیش کیے جو دیوانہ آپ کھایا کرتا تھا سب نے
پھل کھائے نہایت لذیذ تھے دوسرے روز دیوانہ نے جنگل مین آکر تیق ماری سیکڑون دیوانے چار
طرف سے پیدا ہوگئے صدا زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی ایک آن واحد مین تمام صحرا مملو ہوگیا
بارہ ہزار دیوانہ تھا اب عوغائی شیر شکار نے لاہوتک سے کہا کہ یا خداوند یہ سب تیرے
بندے میرے تابع فرمان ہین اور ان سب سے بیان کیا کہ یہ خداوند ہی اسے سجدہ کرو اسنے میرے
ہرن کو زندہ کردیا دیکھو وہ ہرن یہ موجود ہی لاہوتک کو ان سبنے سجدہ کیا لاہوتک نے کہا مین نے
خروج کیا ہی اسلیے کہ اپنے بندگان ناواقف کو اپنے سے آگاہ کرون جو اطاعت کرین انھین تو چھوڑ دون
ورنہ قہر اپنا اُنپر نازل کرون دیوانے کہا مین ہمراہ ہون غرضکہ دیوانہ لاہوتک کے ساتھ ہوا لاہوتک نے
غضب قدرت دیوانہ کو خطاب دیا اور اپنے لشکر مین آیا وہان سے کوچ کر کے جابلقا مین پہونچا
گلپاش و گلبن قلعہ بند ہوے لاہوتک نے محاصرہ کیا ازبسکہ یہ قلعہ قلہ کوہ پر
واقع ہی کئی حملے کیے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا جب یہ عاجز ہوکر بیٹھ رہا تو وہان گلپاش و گلبن نے
نجومیون سے پوچھا کہ یہ قلعہ ہمارے قبضہ مین رہے گا یا ہاتھ سے نکل جائے گا اُنھون نے کہا کہ ایک ہفتہ کے
اندر قلعہ سر ہوجائے گا یہ سنکر گلپاش و گلبن ازترس جان تلوارین گلون مین لٹکا کر سامنے لاہوتک کے
گئے کہ ہم فرمان بردار ہین لاہوتک نے کہا خیر تمہاری تو جان بخشی کرتا ہون کیونکہ تم میرے پاس
آئے ہو مگر خطا اتنی تمہاری ضرور ہی کہ پہلے سے کیون نہ آئے اس جرم کی سزا یہ ہی کہ قلعہ لوٹ لیا
جائے یہ سنکر تمام لشکر لاہوتک کا قلعہ مین داخل ہوا اور مال و اسباب لوٹنے لگا الیاس نے
اہل لشکر کو منع کیا کہ ہم تو مطیع ہین پھر کیون لوٹتے ہو سہان آدمخوار نے یہ کلمہ سنا آدمخوارون سے
کہا کہ کھا لو اسے وہ ٹوٹ پڑے اور پھاڑ کر کھا گئے الغرض قلعہ جابلقا بھی برباد ہوا اور لاہوتک
طرف کوہ آذر کے روانہ ہوا القاب و انقاب بھی ازترس جان سے کافر ہوے آذر کوہ بھی برباد
ہوا اب لاہوتک ملعون نے پوچھا کہ یہان سے کہان چلنا چاہیے لوگون نے بیان کیا کہ آگے
عنطلیا باد ہی مالک وہان کی مالک بن زردشت ہے زوجہ عمرو یقین ہی کہ یہان مال و اسباب
بہت ہوگا لاہوتک نے کہا تقدیر کوچ کی اُسی وقت طرف عنطلیا باد کے روانہ ہوے جب قریب
شہر کے پہونچے بارگاہین برپا کین اور نامہ لاہوتک کی جانب سے ملکہ کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ
اے ملکہ جادو تونے کیون اوقات مسلمانون مین خراب کی تو خداوند زادی ہوکر مالک بن زردشت
کی بیٹی اور صاحب طاقت کہ سحر مین ہے نیز یہ تھا اب ایک مجاور زادہ کے تونے ایمان کو خیال کیا او

عمرو سے نکاح کرلیا سراسر یہ بات تیری شان کے خلاف ہی اب تجھے لازم وواجب ہی کہ اپنے دین
قدیم پر آجا اور خدا پرستی کو ترک کردے تو مین تجھے زوجہ خاص خداوند بناؤن اور عورتون پر تیری
خداوندی قائم کرون ورنہ ایک دم مین تیرے شہر کو برباد وتباہ کردون گا سُنا ہوگا تو نے کہ مین نے
ہزارہا اہل اسلام کو قتل کیا اور بہت سے شہر میرے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوے جب یہ نامہ
ملکہ جادو کو پہونچا اور اُس نے پڑھا اور سوچی کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ جو عزت اور جان بچے اُسی وقت
نامہ کا جواب لکھا کہ او گبر تجھے تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے ساتھ نکاح کرے اور مجکو
دھمکائے اتنا خیال رہے کہ اگر اس طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک سحر مین مٹا دون گی کہ
تمام ہوا اور پانی دیوانہ رہے گا اور یہ محض دھمکی تھی ملکہ جادو سحر سے توبہ کرچکی تھی اور ایک عیار
کو خدمت مین حارث بن سعد شاہ اسلام کے روانہ کیا کہ کسی کو واسطے مدد کے بھیجے عیار
نامہ لے کر طرف مبائل کے روانہ ہوا اور نامہ بر مع جواب نامہ لاہوتک کے پاس آیا
لاہوتک جواب پڑھکر لرز گیا کہ واقع مین یہ ایسی ہی کہ اسکے سحر سے پناہ نہین ہی لیکن تخجگان نے
کہا کہ ملکہ جادو سحر سے توبہ کرچکی ہی کبھی سحر نہ کرے گی علاوہ اسکے اگر سحر کرے بھی تو جب ایک آدھ
چلہ کھینچے اور ریاض اور محنت کرے تو شاید کچھ کرسکے فی الحال سحر اسکے قبضے سے جاتا رہا ہی کیونکہ
مسلمان ہوجانے کے بعد پیر تابع دار نہین رہتے آپ اتنے عرصہ مین اُسے گرفتار کرلیجیے کہ وہ سحر تیار
نہ کرنے پائے لاہوتک نے کہا مین نے قبل خلقت دنیا یہی تقدیر کی تھی جو تو کہتا ہے اور طبل جنگ
بجوا دیا تخجگان نے کہا ای خداوند تو اپنے باپ کا بھی دادا معلوم ہوتا ہی وہ تو اسّی ہزار برس
پیشتر کی تقدیر کرتے تھے تم نے اُن سے بھی بڑی تقدیر کی لاہوتک نے ایک چپت رسید کی کہ او شیطان
تو بہت گستاخ ہوگیا ہے اِدھر یہ خبر ملکہ جادو کو ہوئی کہ لاہوتک نے طبل بجوایا ہے
ملکہ جادو نے کہا خداوند کریم حافظ و نگہبان ہی اور قلعہ کی آراستگی کا حکم دیا اور خود بالائے
قلعہ آئی دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جدھر نظر اٹھاؤ لشکر لاہوتک سے
صحرا مملو ہی ملکہ جادو نے کہا اللہ اکبر کس قدر کافر بہم ہوگئے ہین غرضکہ دونون طرف طبل جنگ کی
تیاری ہونے لگی انھین تو یہی حالت یہین چھوڑیے

اب چند کلمہ داستان شاہزادہ زمان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج شاہ اسلام سے رخصت ہوکر بیڑا قتل لاہوتک کا اٹھا کر چل چکا ہے طی مراحل و
قطع منازل کرتا چلا آتا ہی قریب شہر عنطلیا باد کے پہونچ چکا ہی منزل گزین ہوا ہی کہ دوسرے دن
شہر مین پہونچ جائین گے کہ یکایک ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا جب وہ بگولا قریب آکر شق ہوا تو آواز
زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا کہ ایک عیار لیے شادی مارتا ہوا چلا جاتا ہی ایرج نے شاپور سے
کہا اسے پکڑ لاؤ شاپور گیا اور سامنے ایرج کے لایا وہ ایرج کو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور عرض کیا کہ مین شہر عنطلیا باد سے آتا ہون لاہوتک غول نے تمام شہر کا محاصرہ کیا ہی ملکہ جادو
نے مجھے شاہ اسلام کی خدمت مین واسطے امداد طلبی کے روانہ کیا تھا ایرج نے کہا کہ اب تم پلٹ
جاؤ اور کہدو کہ غلام آپکا ایرج آتا ہی عیار سلام کرکے بہت جلدی سے روانہ ہوا اور ایرج نے

اسی وقت کو چار طرف عنطلیا باد کے کیا وہان لاہوتک ملعون نے صبح کو قلعہ پر حملہ کیا لوگ چار طرف سے
چلے ایک جانب سہمان آدمخوار دوسری طرف غوغائی شیر شکار دیوانہ تیسری طرف مجنون تیغ بند
چوتھی طرف ملک مرواق یہ سب کے سب چلے اور قلعہ پر سے گولے برسنے لگا ہنگامہ کارزار گرم
ہوا بہت سی فوج کام آئی مگر سہمان آدمخوار و غوغائی شیر شکار اور مجنون اور ملک مرواق
برلب خندق جا پہونچے قلعہ پر سے ماتے کا متوالا نیل کا کڑاہ پھینکا یہ لعین اُس سے بھی بچے قریب
تھا کہ پھاٹک قلعہ کا توڑین وہان اہل قلعہ مضطرب دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے
معروف دعا ہوے کہ ای کریم کارساز اے رب بے نیاز ایسے وقت مین تو ہی مدد کرتا ہے - ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پہ بیٹھا از پردہ بیابان گرد برخاست سب کی نگاہین لگ گئین
دیکھا کہ آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور ایرج نوجوان مع تورج بن بدیع الزمان پانچ لاکھ
سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا اور ان گبران نابنجار کو زیر قلعہ دیکھ کر دور ہی سے للکارا کہ خبردار ہو ہشیار
ہو کہ مین آپہونچا کفار نے جو آواز نعرہ ایرج کی سنی پلٹے قلعہ پر طبل شادمانی بجا لیکن غوغائی شیر شکار
دیوانہ جو بدست پکڑ کر ایرج کی طرف چلا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو ہماری محنت برباد کرنے آیا ہے
ذرا پیشتر سے آتا تو تجھکو مار کر قلعہ پر خوش ہو کر جاتے باش خبردار ہوشیار کہ منم غوغائی شیر شکار اور
قریب ایرج کے پہونچکر جو بدست ایرج پر ماری ایرج نے جو بے دیوانہ کی سپر پر روکی اور
جواب مین اسکے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر آئی دیوانہ نے سر پیچھے
کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن قلم ہو گئی غوغائی اُسی مع مرکب زمین پر غلطان پیچان آیا آواز
دی ایرج نے کہ اُٹھا لیجاو اسے یہ کہکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا پھر کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ تو کے سے
لاہوتک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر آیا دیوانہ کے زخم سر کا بہت کوشش اور سیردی سے
علاج ہونے لگا لیکن ایرج جو قلعہ مین داخل ہوا ملکہ جادو نے سینہ سے لپٹا کر پیشانی کو بوسہ دیا
ایرج نے تین ہزار اشرفی اور خلعت بے بہا نذر گذرانی اب ایرج نے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور
باہر قلعہ کے بارگاہ برپا کی بعد تمنے ایرج کے ایک دن تک فوج ایرج کی آیا کی بعد اسکے ایرج نے
دبیر باتوقیر سے نامہ لکھوایا اور کہا کہ مین اپنی ایلچی گری آپ ہی کرون گا اور نامہ کو سر سے باندھکر
طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوا جب کہ داخل لشکر ہوا لوگون نے جس شخص کو مسلح و مکمل پا کر
روکنا شروع کیا جس نے ذرا بھی ٹوکا ایرج نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا یونہین
مارتا پیٹتا تا بہ درگاہ پہونچا وہان یہ خبر لاہوتک کو ہوئی کہ ایرج نامہ لیے ہوے برسم
ایلچی گری آتا ہے لاہوتک نے تخشگان کی طرف دیکھا تخشگان نے کہا تھوڑی دیر مین دیکھیے گا
کہ کتنے لوگ قتل ہو رہے اور ایرج بارگاہ مین ہو گا لاہوتک نے کہا تو کیا لڑنے آتا ہے کہا لڑنے
تو نہین آتا ہے مگر جو ٹوکے گا اُسکی قضا آجائے گی اور یہان پہونچکر بہت بے ادبی خداوند کی جناب مین
کرے گا اور آداب نامہ کے لاہوتک سے بیان کیے لاہوتک نے کہا پھر مین اُسے آنے کیون دون فوج مین
نہ رکوا دون تخشگان نے کہا وہ یہان تک ضرور آئیگا اور جواب نامہ لے کر چلا جائے گا لاہوتک نے کہا
تو کیا جھک مارتا ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غل ہوا اور ایرج داخل بارگاہ ہوا اور بے سلام

علیک کی تخشگان نے صلواۃ پڑھی اور اٹھکر مجرا کیا ایرج نے دیکھا کہ کوئی ڈنگل خالی نہین ہے مگر سب سے
بالادست ایک ڈنگل کلان پر پیرقان آدمخوار بڑا بھائی سمہان آدمخوار کا بیٹھا ہوا ہے جو سمہان سے
بھی زیادہ قوی ہے ایرج نے قریب اُسکے جاکر کہا کہ ذرا اپنے ڈنگل پر سے ہٹ جا کہ مین نامہ پیش
کرون اور جواب نامہ لے کر چلا جاؤن پیرقان یہ کلمہ سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا او خدا
پرست تونے مجھے سب سے ذلیل سمجھا جو ایسا کلمہ مجھ سے تونے کہا حالانکہ مین افسر فوج ہون اور
کسی کے پاس جا اور لجاجت کر تو شاید تجھے کوئی ڈنگل دیدے ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا
وہ اوندھے منھ آرہا بس چاہا کہ ایرج سے لپٹ پڑے ایرج نے ایک گھونسا مارا اور پانچ
چار لاتین مارین کہ کلہ پھٹ گیا اور مغز پارہ پارہ ہو گیا ایرج نے لاش اُسکی علیحدہ پھینک کر ڈنگل پر
آبیٹھا کفار یہ جرأت ایرج کی دیکھکر رز گئے لاہوتک نے پکارا ای بیرہ معجزہ تو بڑی بدعت کرتا ہے نامہ کو
لا ایرج نے کہا پہلے شرائط نامہ کے ادا کر تو نامہ دون لاہوتک نے کہا وہ شرائط کیا ہین
ایرج نے جواب دیا کہ دس کشتیان نامہ پر سے تصدق ہون اور سات مجھپر سے کہ مین ایلچی
ہون بعد اسکے دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ
خداوند کہین کسی کا استقبال کرتے ہین خبردار اب ایسا کلمہ بے ادبی کا منھ سے نہ نکالنا ایرج نے کہا
او گبر اگر شرائط نامہ نہ بجا لائے گا تو تجھے بھی سزائے مقتول دون گا یہ سننا تھا لاہوتک نے کہا اے بندگان
دیکھو یہ ایلچی ہمارے خداوند سے گستاخانہ گفتگو کرتا ہے لینا اسے یہ سننا تھا کہ سب سردار دوڑے
ایرج نے جست کی اور تخت لاہوتک پر پہونچا اور ایک لات ایسے زور سے ماری کہ لاہوتک
تخت پر سے چت زمین پر گرا ایرج سینہ پر چڑھ بیٹھا اور پیش قبض سینہ پر نکالکر رکھدی
اور کہا کہ جو میرے قریب آیا مین اسے پہلے مار ڈالون گا لاہوتک نے شور و غل کیا کہ او بندے
بے ادب ارے یہ کیا کرتا ہے ایرج نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ ابھی کشتیان منگا کر نامہ پر
اور مجھپر سے نثار کر لاہوتک نے ناچار حکم دیا کشتیان جواہرات بے بہا کی حاضر ہوئین اور نامہ
پر سے نثار کی گئین لاہوتک نے کہا اب مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا پہلے استقبال کرلے پھر تجھے
چھوڑ دون گا لاہوتک نے کہا چھوڑ تو استقبال بھی کرون ایرج نے کہا تخت کو اٹھوا کر سترہ قدم
دروازہ بارگاہ کی جانب بھیج یہی استقبال ہے میرا اور نامہ کا لاہوتک نے حکم دیا کہ جلد تخت اٹھاؤ
کہ بدعت سے اس بندہ بے ادب کے نجات پاؤن ایرج نے آہستہ سے ایک تھپڑ رسید
کیا کہ اے گبر اب بھی تیرا سر نیچا نہین ہوا کہ مجھے بندہ بے ادب بکتا ہے غرضکہ تخت اٹھایا گیا اور
سترہ قدم آگے بڑھا کر پہنچایا گیا اب لاہوتک نے کہا کہ اتر میرے سینے سے کہ پسلیان میری ٹوٹی
جاتی ہین ایرج نے کہا تو کیسا بودا خداوند ہے اب ایک کسر رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ جواب نامہ بھی دیدے
لاہوتک نے پشت نامہ پر جواب جنگ لکھدیا ایرج سینہ پر سے لاہوتک کے اترا اور نامہ لے کر
دروازہ بارگاہ سے نکل کر مرکب پر سوار ہو کر چلا یہان تخشگان نے لاہوتک سے کہا کہ دیکھا آپ نے
ایلچی کو کہ آپکو ذلیل کر کے صاف نکل گیا اور ان سرداروں سے جب یہان کچھ نہو سکا تو میدان مین
کیا کر سکین گے غرضکہ لاہوتک نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ اے تخشگان دیکھ کہ یہ میدان اسیر کیا

غضب اپنا نازل کرتا ہوں اُس طرف ایرج اپنے لشکر میں پہونچا تورج بن بدیع الزمان کہ جو
ساتھ ایرج کے آئے ہیں لشکر تیار کیے ہوئے منتظر بیٹھے تھے دمبدم کی خبر منگا رہے تھے کہ اگر کچھ
بیکسی واقع ہو تو جا پڑیں اور لشکر لاہوتک کو درہم و برہم کر دیں کہ یکایک ایرج نوجوان پہونچا اور
آکر بارگاہ میں بیٹھا باتیں ہونے لگیں ایرج نے کہا مجھے تو ایک بھی لاہوتک کی بارگاہ میں
پہلوان نظر نہ پڑا کہ یکایک آواز طبل جنگ کی کان میں آئی ایرج نے کہا ہمارے یہاں بھی نقارہ
حربی بجے ادھر بھی کوس حربی نواز خس میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی لاہوتک نے جمال شاہ
و ملک مرواق وغیرہ سے بیان کیا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستوں کو خاک سیاہ کر دونگا تخنگان
نے کہا کہ ابھی نے آکر سر بارگاہ آپکے بڑے سردار یرقان کو مارا اور آپ کو ذلیل کیا تو کچھ نہ ہو سکا
لاہوتک خفیف ہوا اور طمانچہ تخنگان کو مارا پس تخنگان نے طوق لعنت گردن سے اُتار کر پھینک
دیا اور کہا کہ پھر مجھے شیطان درگاہ کیوں بنایا ہے جو میرے مزاج میں آیا وہ میں نے کہا یہ کہکر تخنگان
اپنے خیمہ میں چلا آیا قضائے کار اتفاقات روزگار تخنگان ابھی دروازے تک نہ پہونچا تھا کہ یکایک
بجلی کڑکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا تخنگان کو لیے ہوئے بر روے ہوا غائب ہو گیا یہ خبر لاہوتک
کو ہوئی نہایت رنج ہوا الغرض طبل جنگی تو بج ہی چکا تھا وقت صبح ایک طرف سے لاہوتک تخت پر
سوار داہنی جانب جمال شاہ بن زبرجد شاہ بائیں طرف ملک مرواق فوج کثیر لیے ہوئے صف آرائے
میدان کارزار ہوئے اس طرف سے شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار پہلو میں
تورج بن بدیع الزمان پشت پر لشکر صف آراستہ کرکے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر مثل
صاحبقرانی قائم ہوئے بعد اسکے دونوں طرف سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈ کی جنگل کی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بیلداروں نے زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کی جب میدان صاف مثل آئینہ
کے ہو گیا تو نقیب صفوں سے نکلے اور باواز بلند پکارے کہ اے بہادرو و اے دلاورو یہ
روز نام و ننگ کا ہے بموجب شعر رستم رہا نہ زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا ۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا ۔ بان
ڈوب جائیں لڑا دو اگر ہزار برس بھی جیے تو پھر ایک روز مرنا برحق ہے جیسے آج مر گئے ویسے کل مگر اسمیں نے
میں نام ہے یہ کہکر نقیب ہٹ گئے کہ دلوں میں بہادروں کے جوش پیدا ہوا اور رگوں میں لہو دوڑنے
لگا لشکر لاہوتک سے شغزالی شیر شکار دیوانہ بھائی غوغائی شیر شکار کا میدان میں آیا چوبدست
پکڑ کے پکارا کہ کہاں ہے وہ سرکش کہ جسنے میرے بھائی کو زخمی کیا تھا اُس وقت میدان میں آنے اور
اُس طمانچہ اجل بیضے چوبدست کو روکے یہ سنتا تھا کہ ایرج مرکب کو جھکا کر مقابل ہوا دیوانہ نے
ایرج پر حملہ کیا ایرج نے چوبدست اُسکی سپر پر روکی اور جواب میں اُسکے تلوار ماری دیوانہ نے
ہنسکر ہاتھ اونچا کیا کہ تلوار پکڑ کر چھین لے یہ بھی فعل ایک دیوانگی کا تھا ہاتھ دیوانے کا جدا ہوا
اور تلوار گردن پر پڑی کہ سر جدا ہو گیا ایرج وحشیانہ حرکت کو اُسکی دیکھکر نہایت افسوس
کناں ہوا کہ میں نے اس بیوقوف کو ناحق مارا اگر ایسا جانتا کہ وار سپر پر نہ روکے گا تو آتے
کشتی میں لڑکر زیر کرتا لیکن یہ حالت اپنے بھائی کی دیکھکر غوغائی شیر شکار نے اپنے کرگدن
کو جولان کیا اور میدان میں آکر ایک قیق بڑے زور سے ماری اور وار چوبدست کا سر پر ایرج کے

گیا ایرج نے گھوڑے کو ہٹا کر ہاتھ بند دست پر ڈالدیا دیوانے نے جو دست تو ہاتھ سے چھوڑ دی اور
گریبان میں ہاتھ ڈالدیا ایرج بھی دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے مرکب لشکروں کی تاب نہ لا کے
بیٹھ بیٹھ گئے دونوں شخص گھوڑے پر سے اُتر پڑے پھر زور ہونے لگا دونوں فوجیں آگے بڑھ آئیں
تماشا دیکھنے لگیں ایرج اور دیوانے میں کشتی ہو رہی تھی یہانتک کہ دوپہر کامل کشتی رہی اب
جو زور دیوانے کا گھٹا تو اسنے چلت ماری کہ بوٹی نوچ لے گیا ایرج نے کلے پر گھونسا مارا کہ سب دانت
حلق میں جا رہے دیوانہ چیخ اُٹھا بس ایرج نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زور کیا کہ سر سے بلند کر لیا اور
چرخ دینا شروع کیا دونوں لشکروں میں ایک غلغلہ ہوا ہنوز ایرج نے دیوانے کو زمین پر پٹکا
نہیں تھا کہ جانب شمال سے تتق گرد عظیم بلند ہوا جب وہ گرد قریب آئی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہے اور کس کا طرفدار ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے
چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایاں ہوا بعد اسکے فیل سوار کیٹا کوہی مع چالیس ہزار سوار کے پہونچا
اور لاہوتک کا شریک ہوا اور عرض کیا کہ الماس شاہ کوہی تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے
اور سپہ سالار اُسکا قاہر بن قہرمان دیو پیرہ بھی دو لاکھ سوار سے چل چکا ہے اور بہت قریب آ پہونچا
ہے یہی ذکر تھا کہ یکایک گرد اڑتی دیکھا کہ آگے آگے تین سو علم ہیں جنکے پھریروں پر تعریف لات و منات
ولقائے بے بقا وغیرہ مرقوم تھی بعد اسکے جلوس سواری کا گذرا اور الماس شاہ مع تین لاکھ سوار کے
پہونچا بعد اسکے قاہر بن قہرمان دیو پیرہ بھی دو لاکھ کی جمعیت سے آیا لاہوتک نے ان دونوں کا
خود استقبال کیا قاہر و الماس شاہ نے پوچھا کہ کون مقابلہ پر ہے لاہوتک نے نام ایرج کا لیا اور ہاتھ
سے بتایا دیکھا قاہر نے کہ ایرج ایک پہلوان قوی جثہ کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں اور وہ تڑپ رہا ہے لیکن
ایرج نے جوان گبرون کو دیکھا خون ہاشمی نے جوش مارا رگ جرأت جنبش میں آئی دیوانے کو زمین پر مارا
کہ چاروں شانے چت گرا بس ایک ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو پیر سے دبایا اور چیر کر پھینک
دیا کفار یہ زور دیکھکر لرز گئے اور لاہوتک طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا

اب یہاں سے چند کلمے داستان تخنگان کے بیان ہوتے ہیں

کہ لاہوتک نے اسے طمانچہ مارا تھا اور یہ بگڑ کے چلا تھا راستے سے پنجہ اُٹھا لے گیا جب آنکھ تخنگان کی کھلی
اپنے کو ایک صحرائے لق و دق میں دیکھا اور ایک شخص کو سامنے پایا کہ وہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا تخنگان نے
جو دیکھا کہ ایک جھولی کندھے پر پڑی ہوئی ہے اور ٹیکا ماتھے پر دیا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ساحر
ہے مگر نہایت ہی ہیبت ناک صورت ہے تخنگان نے پوچھا تو کون ہے اور کیوں مجھے اُٹھا لایا ہے
اُسنے کہا نام میرا مہیب جادو ہے میں آپ کو اس لیے اُٹھا لایا ہوں کہ آپ میری سی خداوند زادہ سے
کہیے کہ میں انکی مدد کو چلوں اور ان سب خدا پرستوں کو مٹا دوں تخنگان نے کہا کہ جس طرح میں کہوں
اُسطرح میرے ساتھ چلو تو خداوند زادہ مدد کو تمہاری منظور کریگا مہیب جادو نے کہا اسیطرح سے
چلونگا جسطور سے آپ ارشاد کریں تخنگان نے کہا کہ ایرج کو پہلے اسیر کرو بعد اُسکے میرے ساتھ
چلو اُسنے کہا کہ بہت اچھا گرفتار کیے دیتا ہوں ابھی اور تخنگان کو لے کے اپنے رہنے کے مقام پر لایا
کہ ایک گنبد بنا ہوا تھا اور گرد اُسکے کچھ درخت چنار کے لگے ہوئے ہیں مہیب جادو تخنگان کو اُس گنبد میں لیگیا اور

کہا آپ یہین ٹھہریے مین ایرج کو لے کر آتا ہون تختگان نے کہا ذرا عیارون سے بچے رہنا اُسنے کہا
اول تو بیہوشی مجھ پر تاثیر نہین کرتی دوسرے یہ کہ مین نے اپنے کو طلسم بند کر دیا ہی مجھ پر کوئی حربہ بھی کارگر نہین ہوتا
ہولے مجھے کوئی قتل کر سکے تختگان نے حال پوچھا مہیب جادو نے کہا یہان سے شمال کی طرف ایک کوہ ہی
جس کے چار طرف لالہ زار ہی جو مین نے سحر سے بنایا ہی کہ اگر انسان اُس لالہ زار مین پہونچ جائے تو ہر پھول
اُسکے واسطے اژدر جانسوز کا اثر رکھتا ہی جب اُسے بھی طے کرے تو درہ کوہ مین جائے اُس کوہ مین شیر
رہتا ہے وہ کھا لے گا اگر اُس سے بھی بچا تو ایک دریچہ نمودار ہوگا اُسکے اندر ایک میدان وسیع ہی
اُس مین ایک درخت نہایت بلند لگا ہوا ہی جس پر ہزار جانور مختلف شاخون پر بیٹھے رہتے ہین اور
انواع انواع طرح کی بولیان بولتے ہین اور وہ اپنی منقارون سے انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہین اُنھین
مین ایک طائر ہے وہی میرا طائر روح ہی جو اُسے پکڑ لے اور خون اُسکا نچوڑ ڈالے تو مین ہلاک ہوون اب
کسکو کون وہان پہونچ سکتا ہی اور کس کو ایسی جرأت ہی تختگان نے کہا اب مجھے اطمینان ہوا جاؤ اور
ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ مین تمھین خدمت مین لاہوتک کی لیچلون مہیب جادو نے اُسی وقت پر
پرواز پیدا کیے اور طرف لشکر ایرج کے روانہ ہوا اُس وقت پہونچا کہ ایرج بارگاہ سے اُٹھکر طرف خیمہ کے
واسطے سونے کے چلا تھا شاپور شیردل ساتھ تھا کہ ایکبار آسمان پر چمک پیدا ہوئی اور ایک پنجہ کرناک
گرکر ایرج کو لیکر بر روئے ہوا ماہی ہوگیا شاپور یہ دیکھکر گھبرایا اور دوڑ کر یہ خبر تورج بن بدیع الزمان
کو دی تورج نے کہا اے شاپور تمھین واسطے تلاش کے جاؤ تم سے بہتر کون عیار ہی جسے مین بھیجون
کل کی میدان داری مین ہم سمجھ لینگے القصہ شاپور بھی تلاش ایرج مین روانہ ہوا وہان مہیب جادو
ایرج کو لیے ہوئے پاس تختگان کے پہونچا تختگان اور مہیب جادو مع پشتارہ ایرج طرف لشکر
لاہوتک کے روانہ ہوئے جب قریب لشکر کے پہونچے تختگان نے کہا بس یہین ٹھہرو جب کوئی
لینے آئیگا تو آگے چلنا اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے وہان لاہوتک کا دم گھبرایا اور تختگان یاد آیا
کیونکہ بچپن کا ساتھی تھا اور مسخرے پن مین دل بہلائے رکھتا تھا ہرکارون کو بلا کر کہا تختگان
کو لے آؤ وہ مجھ سے خفا ہوکر چلا گیا ہے ہرکارون نے عرض کیا وہ اپنے خیمے کو جاتے تھے کہ ایک
پنجہ اُنکو اُٹھا لیگیا لاہوتک نے کہا تلاش کرو اور ابھی لاؤ ہرکارے روانہ ہوئے فیروزہ سنگ انداز
تلاش کرتا ہوا صحرا بصحرا چلا جاتا تھا کہ اُسنے ایک درخت کے نیچے دیکھا دو آدمی کھڑے ہین اور ایک پشتارہ
زمین پر رکھا ہی تختگان نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے فیروزہ کہان جاتے ہو فیروزہ نے جو تختگان کو
دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا ملک جی تمھاری ہی تلاش مین تھا خداوند نے یاد کیا ہے تختگان نے مہیب جادو
سے کہا کہ اب چلو فیروزہ نے کہا یہ دوسرا کون شخص ہی اور پشتارہ کس کا رکھا ہی تختگان نے اول سے
آخر تک سب ماجرا بیان کیا القصہ تینون آدمی لاہوتک کی طرف روانہ ہوئے جسوقت داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا کہ دربار عظیم آراستہ ہی رقص وسرود کا جلسہ ہو رہا ہی بادہ ناب کے پیالے
چل رہے ہین الماس شاہ محیط کوہی ایک جانب زنگل جواہر نگار پر بڑے کروفر سے بیٹھا ہی
اور گرد اُسکے مصاحبین باادب بیٹھے ہین اور خدمتگار وغیرہ مگس رانی کر رہے ہین اور حمائل شاہ اور
ملک مرداق اُسکی خاطرداری پر نظر کیے ہوئے ہین قاہر بن قہرمان دیو بردہ ہر ایک ایک سمت

بیٹھا ہوا ہی یہ آدمی کاہے کو ہی مجسم ایک دیو معلوم ہوتا ہی غرضکہ تختگان نے پہونچکر سلام کیا اور مہیب جادو
کو قدمون پر لاہوتک کے ڈالا اور کہاکہ یہ بندہ خاص اس غرض سے آیا ہی کہ آپ ان خدا پرستون
سے خود کیون مقابلہ کرتے ہین پہلوان قتل ہوتے ہین لشکر مارا جاتا ہی خود زحمت مین مبتلا ہوتے ہین
اگر مجکو ساتھ لے چلیے تو تمام عالم کو آپ کے قبضۂ اقتدار مین کرادون اس فوج کی کیا حقیقت ہی جسکا
بڑا خوف تھا اُسے تو اسیر کر لیا یہ کہکر پشتارہ ایرج کا پیش کیا لاہوتک بہت خوش ہوا اور پکارا
اے بندگان من وبندۂ قدرت ما اور کہا کہ ایرج کو ابھی قتل کرو مہیب جادو نے کہا کہ اسے ابھی قید
رکھیے بعد استیصال لشکر کے قتل کیجیے گا ورنہ سب لشکر اسکا آمادہ مرگ ہو کر آئیگا اور بہت کشت
وخون ہوگا لاہوتک نے یہ راے پسند کی اور ایرج کو زندانخانہ مین بھیجدیا لیکن مہتر شاپور
شیردل کہ تلاش مین ایرج کے چل چکا ہی پہلے تمام صحرا مین تلاش کیا بعد اس کے سوچا کہ شاید کوئی
ساحر آگیا ہو لاہوتک نے اُس کے ہاتھون شاہ ایرج کو اُٹھوا لیا ہو چل کے خبر لینا چاہیے صورت اپنی
تبدیل کر کے داخل بارگاہ ہوا اور یہ سب تماشے دیکھے بس فوراً ایک عیاری سوجھی اور نکل کر بارگاہ
سے بصورت مبدل اپنے لشکر مین آیا اور ایک ہزار پیک بچہ اور ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل
گیا وہان سب کو لباس کفار کا پہنایا اور اپنی شکل مبدل کر کے ایک پہلوان کی صورت بنائی کیونکہ
شاپور شیردل بھی نہایت قوی اور بہادر تھا اور نام اپنا یلغران قوی تن مشہور کیا اور ایک
عیار کو طرف لاہوتک کے روانہ کیا کہ ابھی جا کر خبر دے کہ یلغران قوی تن پہلوان نامی
بیابان پنہان سے آپ کی مدد کو آتا ہی عیار اسوقت پہونچا کہ جام شراب گردش مین تھا کفار خوش
وخرم بیٹھے تھے مہیب جادو کہہ رہا تھا کہ کیجیے تو کل ان سب کا کام تمام کرون قاہر قہرمان نے
کہا کہ ہم لوگ ایسے نامرد نہین ہین کہ ساحرون سے کام لین تو نے برا کیا کہ ایرج کو قید کر لایا باقی خدا
پرستون سے ہم لڑینگے اور اگر خداوند کو مدد ساحر کی منظور ہو تو ہم چلے جائین لاہوتک کو اربسکہ قاہر اور
الماس شاہ کی خاطر زیادہ منظور تھی مہیب جادو سے کہا کہ ای مہیب جادو تم اب جاؤ جب وقت
تمھاری مدد کا آئیگا تو تمھین اطلاع دینگے مہیب جادو ملول خاطر ہو کر چلا گیا تختگان نے کہا قید ایرج کی تو
بیجا ہوئی یہان سے عیار آکر چھڑا لیجائینگے مہیب جادو نے کچھ جواب نہ دیا اور چلا گیا اتنے مین کیا دیکھتا ہی
کہ ایک عیار پسینے مین غرق پیدا ہوا اور باادب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ یلغران قوی تن بیابان
پنہان کا رہنے والا آپ کی مدد کو آتا ہی سب نام بیابان پنہان کا سنکر حیران ہوئے کہ ہمنے آج
تک سنا بھی نہ تھا کہ بیابان پنہان کہان ہی وہ کس طرف ہی لاہوتک نے کہا کہ یہ خداوند کے راز دار
ہین انھین کون جان سکتا ہی اور سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار
آئے اور یلغران قوی تن کو استقبال کر کے لائے لاہوتک نے دست چپ کی جانب سے
بالادست جگہ دی اور بڑے اعزاز سے بٹھایا ساقی نے شراب پیش کی یلغران نے کہا مین شراب
نہین پیتا ہون لوگون نے سبب پوچھا یلغران قوی تن نے کہا کہ بیابان پنہان مین ایک
چاہ ہی کہ اسکا پانی نہایت شیرین ہی اور خاصیت شراب کی رکھتا ہی مین اُسی کو روز
پیتا ہون اور اسوقت بھی اُسی کو پیے ہوئے آتا ہون اگر یہ شراب مین پیون تو مجھے تلخ معلوم ہوگی

سب حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہے تھے کہ اس اثنا میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور حجاب شب سے
روئے سحر نمودار ہوا ہوائے سرد چلنے لگی طائر زمزمہ سرا ہوئے اشعار یک بیک چرخ میں چھپے تارے

صورت رعد گرجے نقارے
خواب میں جو جو تھے انھیں یکسر
شور سے جیسے سب کی آنکھ کھلی

شور اذان کا ہوا بلند کہیں
آئی آواز بانگ مرغ سحر

سنکھنے کی صدا بلند کہیں
دردی ہر سو سحر کی بجنے لگی

غرض لشکر دلاوران نامدار اور سرکشان خونخوار مسلح اور مکمل ہو کر عازم
میدان کارزار ہوئے باہر لشکر لاہوتک کے بڑے بڑے قشون غول کے غول غٹ
کے غٹ میدان میں آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے لشکر ایرج نمودار ہوا مگر فوج بے سردار فقط
تورج بن بدیع الزمان آگے آگے مرکب پری پیکر پر سوار تھا یک لشکر کفار سے یلغران قوی تن نکلا
اور لاہوتک سے اجازت لے کر میدان میں آیا گروہ خدا پرستان سے عوجان دریا باری
سردار ایرج نوجوان کا نکلا اور مقابل ہوا یلغران قوی تن نے چوبدست ماری اس طرح کہ سر پر
تو عوجان کے نہ پڑی زمین پر گری کہ خاک اڑی عوجان گرد میں آلودہ ہو گیا یلغران مرکب سے
کود کر عوجان سے لپٹ پڑا اور ہاتھ سے ناک مل دی کہ عوجان بیہوش ہو گیا یلغران نے عوجان
کو اسیر کر کے اپنے عیار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا مرجان دریا باری آیا اسے بھی یوں ہی
گرفتار کیا بعد اسکے نصر اول کشتی گیر نکلا وہ بھی گرفتار ہوا غرضکہ تین پہروں میں دس
سرداران نامی لشکر اسلام کے اسیر ہوئے یہ حال دیکھ کر تورج نے کہا اب کوئی نہ جائے مقابلے
کو میں خود جاؤنگا مگر سخت حیرت میں تھا کہ ان سرداروں کو اتنی جلد تو ایرج نے بھی اسیر
کیا تھا یہ کونسا زبردست پیدا ہوا ہے غرضکہ تورج مرکب کو چمکا کر یلغران کے مقابل ہوا ارادہ نگاورزی
کا کیا یلغران نے نگاہ وہ خالی دی اور نیزہ تورج پر مارا تا دیر نیزہ بازی رہی جب کام نہ برآیا تو وہی
چوبدست یلغران نے پھر سیدھی کی اور کہا کہ اے تورج یہ طمانچہ اجل ہے یہ کہکر وار کیا تورج نے ہاتھ
بندوست پر ڈالدیا یلغران مرکب سے کودا تورج بھی مرکب سے علیحدہ ہوا کشتی ہونے لگی ایک مرتبہ
لڑتے لڑتے یلغران نے ہاتھ سینے پر تورج کے رکھا تورج فوراً بیہوش ہو گیا یلغران نے
تورج کو کمند سے باندھا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام گریان و نالان اپنی فرودگاہ پر
آئے کفار شادان و فرحان یلغران پر سے زر نثار کرتے ہوئے اپنی طرف روانہ ہوئے ہر سردار یلغران
کی طاقت اور جوانمردی پر آفرین کر رہا ہے خستگان کو حیرت ہوئی کہ تورج بھی ایرج سے زور
میں کچھ کم نہیں ہے جسے حمزہ صاحبقران نے تین روز میں اسیر کیا تھا یلغران نے گھنٹے بھر کے عرصے
میں گرفتار کر لیا اگر ایسی ہی طاقت اور جرأت یلغران کی ہے تو اس سے کون لڑ سکتا ہے لیکن یلغران جو
بارگاہ میں پہونچا لاہوتک سے کہا خداوند یہ حال آپ نے دیکھا کہ کس طرح سے میں نے ان خدا پرستوں
کو گرفتار کر لیا اب ایرج ملعون اور شیطان کی کیا حقیقت ہے کہ میرا مقابلہ کرے اور مجھے روکے
یوں تو ایک امر بدنامی کا ہے کہ ساحر اسے گرفتار کر کے لایا ہے آپ ایرج کو قید سے رہا کر دیجئے
باقبال خداوند کل سر میدان ایرج کو چشم زدن میں باندھ لاؤں گا لاہوتک نے
کہا جو خوشی تیری اور اسیوقت ایرج کو زندانخانہ سے بلوایا یلغران نے کہا اے جادو

آج مین نے سب سرداردن کو تیرے اسیر کیا ہے تورج بن بدیع الزمان کو لیکر اب دل میرا یہ چاہتا
ہے کہ تجھے بھی سرمیدان زیر کرون اور جلادون سے کہا کہ قید کا ڈو ایرج نے فوراً جھٹکا مارا کہ ہتکڑی
اور بیڑی ٹوٹی یلغران نے مرکب واسطے ایرج کے سامنے حاضر کیا جب ایرج مسلح و مکمل ہوچکا تو یلغران
نے کہا کہ آیا مجھکو بھی جانتا ہو کہ مین کون ہون کفار نے کہا آپ پہلوان نامی زبردست یلغران قوی تن
ہین یلغران تغل نے نعرہ کیا کہ یا شیر کا فرزند محمد غاتم نے میرے آقا کو ساحر سے گرفتار کردیا تھا تو مین نے
یون رہا کیا ہم متنفر شاپور شیر دل یہ نعرہ سنکر ایرج تو خوش ہوگیا لیکن شاپور نے کہا ہی کوئی
ایسا کہ اب روک سکے لاہوتک نے کہا ارے لینا جانے نپائے تمام سردار تلوارین کھینچ کھینچکر
چلے ایرج نے بھی تیغہ ہاتھ مین لیا جنگ ہونے لگی اُدھر وہ دو ہزار آدمی جو شاپور کے ساتھ
تھے اہل اسلام انھین کے قید مین تھے جلدی سے سب کو رہا کرکے گھوڑے سواری کو دیے سب سوار ہوکر
مصروف جنگ ہوئے ایرج و شاپور لوگون کو قتل کرتے ہوئے باہر نکلے شاپور نے چار پانچ حقہ
آتشبازی کے مار کر بارگاہ مین آگ لگادی لاہوتک بارگاہ سے نکلا اُدھر سے نعرہ تورج
یزدان پرست دمرجان دریا باری دحوجان دریا باری و نصر طرادل
کشتی گیر کا بلند ہوا جنگ عظیم برپا ہوئی گو کفار بہت ہین مگر اہل اسلام سب چیدہ لوگ ہین تلوار برس
رہی ہے لہو کی ندیان جاری ہین گرمی جنگ مین ایرج کا سامنا سمان آدمخوار سے ہوا سمان
نے ارد پشت نہنگ مارا ایرج نے ارد کو قلم کیا اور تیغہ مارا کہ سمان کا سر زخمی ہوا گرکر مارا گیا یہ غلطان
و پیچان گرا لوگ اُسے اُٹھالے گئے تورج کا سامنا زرباق آدمخوار سے ہوا اُسنے جنگل بارہ کر زرہ تک
تورج کی نوبت گیا تورج نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاپور سے
فیروزہ ناوک انداز کا سامنا ہوا پیچھے چلنے لگا ایک مقام پر فیروزہ نے ایک خنجر شاپور کے
اس زور سے مارا کہ شاپور زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا وہ بہت جلد قریب شاپور کے آیا اس
نیت سے کہ ایک اور خنجر مار کر کام اسکا تمام کردون قدرت خدا سے شاپور نے وہین سے حلقہ
کمند کا مارا کہ گلے مین پڑا شاپور نے فیروزہ کو پکڑ لیا پہلو مین ایک عیار کہ شاگرد تھا فیروزہ کا
ہوا کھڑا تھا اُس نے کہا لائیے مین اسے بچاؤن شاپور نے دیدیا وہ لیکر راہی ہوگیا مگر ایرج نے
کئی پہلوان نامی مارے اور قریب تخت لاہوتک کے پہونچ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ لاہوتک
کو گرفتار کرون کہ تجنگان نے طبل امان بجوا دیا دونون فریق جدا ہوئے یہ خبر جنگ کی لشکر
ایرج مین پہونچ چکی تھی اُدھر سے بھی لوگ چلے تھے کہ راستے مین ایرج سے ملاقات ہوئی لوگ
خوش ہوئے ایرج داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے دنگلون پر بیٹھے ایرج نے شاپور
سے کہا کہ تو نے سرمیدان تورج وغیرہ کو کیونکر زیر کیا شاپور نے کہا لڑنے مین بیہوش کردیا
اور باطمینان تمام گرفتار وہانسے کرکے لے آیا

اب چند کلمے داستان جمشید جابلقا اور بلاشور سے بیان ہوتے ہین

کہ جب لقا مارا گیا اور شداد بھی کشتہ ہوا جمشید جابلقا اور بلاشور کہ ایک ہاتھ اس کا تلوار سے
کٹ گیا ہے طرف جابلقا کے بھاگ گئے بعد گذرنے چند روز کے ایک روز بلاشور نے

جمشید سے کہا کہ اگر میرا ہاتھ درست ہو جائے تو انتقام خون خداوند کا ان مسلمانوں سے لوں وزیر جمشید نے کہا کہ یہاں سے قریب ایک بیابان ہے اُس میں کوہ واقع ہے دره کوہ میں ایک حکیم رہتا ہے کہ نام اُسکا زال خردمند ہے یقین ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہاتھ بلاشور کا درست ہو جائے جمشید نے کہا میں ابھی اسکے پاس چلونگا غرضکہ بلاشور کو ہمراہ لیا اور اس بیابان میں پہونچے جہاں حکیم رہتا تھا دیکھا کہ صحرا نہایت دلچسپ ہے اور درخت انواع واقسام کے لگے ہوئے ہیں کہ سیب کے درخت میں پھل انار کے لٹک رہے ہیں انار میں پھل سیب کے یہی صورت اکثر درختوں کی تھی جمشید کو حیرت ہوئی وزیر جمشید نے کہا یہ سب عجائبات بنائے ہوئے اُسی حکیم کے ہیں غرضکہ جب درہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ حکیم ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے کتاب سامنے کھلی ہوئی ہے ریش سفید ناف تک لٹکی ہوئی ہے آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا تھا کہ بصارت میں فرق نہ ہو جمشید نے سلام کیا زال خردمند نے جواب سلام دیا اور آنکھ اٹھا کر دیکھا پوچھا تم کون ہو اور کس واسطے آئے ہو جمشید نے کہا میں بادشاہ جابلقا ہوں یہ عیار ہے میرا کہ اپنے فن میں اسکا مثل ونظیر نہیں ہے مگر ایک ہاتھ اسکا کٹ گیا ہے اس میرے عیار کے ہاتھ آپ درست فرمادیں حکیم نے کہا بہتر اور دعوت جمشید کی کچھ پھل میوے وغیرہ جمشید اور اسکے ہمراہیوں کو کھلائے کہ نہایت لذیذ تھے اور جمشید نے باوجود بادشاہ ہونے کے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے تھے بعد اسکے حکیم نے ایک مردوا جب القتل کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا تو پہلے بلاشور کو بیہوش کیا اور زخم دست کو بلاشور کے تازہ کیا اور ہاتھ اس گنہگار کا کاٹکر بلاشور کے دست قلم شدہ سے ملاکر بندش کردی اور بلاشور کو ایک تختہ پر باندھ دیا کہ جسم جنبش نہ کریگے پندرہ روز تک بلاشور اُسی تختہ پر بندھا رہا بجائے طعام اسے یخنی دیجاتی تھی جب ہاتھ اسکا درست ہو گیا تو جمشید حکیم سے رخصت ہوا ہر چند چاہا کچھ سلوک کریں حکیم نے منظور نہ کیا کہ مجھے کچھ ضرورت نہیں ہے اب بلاشور نے کہا کہ چلیے طرف باختر کے جمشید جابلقا نے کہا کہ اکوان چہار دست کو نامہ لکھنا چاہیے کہ وہ بھی آجائے تو بہتر ہے کہ بہلوان زبردست ہے بلاشور نے کہا بہتر غرضکہ ایک نامہ اکوان چہار دست کو روانہ کیا اس مضمون کا کہ اے اکوان خداوند تو اس دار فانی سے خفا ہو کر عرش معلے پر چلے گئے نگاہوں سے پنہان ہوگئے اب اگر انتقام خون خداوندی کا لینا ہو تو آؤ ہم تمہارے منتظر ہیں اکوان یہ نامہ دیکھکر ساٹھ ہزار فوج جرار سے آکر جمشید سے ملا اب یہ سب ملکر طرف باختر کے چلتے ہیں دیکھیے کس وقت پہونچیں

	اب یہاں سے چند کلمہ داستان بدر بن زلازل یلک خپی نورالدہر بن بدیع الزمان کے بیان ہوتے ہیں	

کہ بدر کو شاہزادہ نورالدہر نے گرفتار کیا ہے اور صلصال وجدائل خان زخمی ہیں نورالدہر نے داخل بارگاہ ہو کر حکم کیا ہے کہ کل میدان خونی تیار رہے میں ان کافروں کو قتل کروں کہ انکی ذات سے بڑے بڑے ظلم ہوئے ہیں یہ خبر کفار کو پہونچی صلصال نے آفت بن ملخ بہ بن کلاب اور ہمتر زرد ہنگ سے کہا کہ اگر آج شب کو بدر اور دیگر سرداران کو چھڑا لاؤ گے تو سپہر تن

تمهاری جواہر سے بھر دونگا یہ دونون اُسی وقت روانہ ہوئے صحرا مین پہونچکر آفت نے زرد ہنگ سے
کہا کہ مین نقب لگاتا ہون تم کسی ترکیب سے اپنے کو مجھسے پیشتر قیدخانہ مین پہونچاؤ اور قیدیون سرداروں کی
کاٹ دو آفت تو نقب زنی مین مصروف ہوا اور زرد ہنگ صورت اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا
فقیر بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ خوان سر پر رکھے چلے جاتے ہین ایک عیار آگے آگے
ہے زرد ہنگ نے اُس سے سوال کیا کہ بابا تیرا بھلا ہو کچھ فقیر کو بھی دیتا جا وہ از بسکہ رحمدل تھا کچھ کھانا نکالکر اُسنے
دیا اُسنے کہا اگر فقیر کو سیر کیا ہو تو خیر کیا یاد کریگا فقیر بھی تجھے ایسی چیز بتلائے دیتا ہو کہ تو زندگی بھر محتاج نہو اُسنے
کہا کیا کیمیا بنانا اُسنے کہا ہان آ اور زیادہ قدم میرے ساتھ چل تو تجھے بھی پہونچا دون عیار کو لالچ آیا کہا چلیے
اور فقیر کے ساتھ ہوا فقیر اُسے لیکر لشکر سے الگ دور نکل گیا اور ایک گھاس دکھاکر کہا کہ بابا یہی ہے جب تجھے
چاندی بنانا ہو تو سیر بھر رانگا یا پارہ گلا کر اس مین تولہ بھر عرق اُسکا دیدیتا فوراً چاندی کا ٹکا بنکر رہ
جائیگا اور جب سونا بنانا ہو کرتا با گلا کر یہ دوسری گھاس ہو گی ہے اسکا عرق دینا مگر سونا
تولہ بھر سے زیادہ نہ بن سکے گا اس سے تجھے چاندی بھی تیاری کروہ جتنی چاہے بنائے یہ کہکر کچھ
سونگھی ہوئی بتی نکالی اور کہا دیکھ بابا ہری تو سونگھ چکا سوکھے پر اس کی بو تبدیل ہوجاتی ہے ایسی طرح جہان
لے عیار نے جیسے جھک کر سونگھی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اُس وقت اس نے نعرہ کیا
کہ منم مہتر زرد ہنگ اور سر اُس بیچارے کا قلم کرکے خود اُسکی شکل بنکر ان مزدورن کے پاس
گیا جلدی سرون پر کھانے کے خوان تھے مزدوران سے کہا آپ نے اسقدر دیر لگائی کہ اتنے عرصہ مین کھانا
لیجاکر فرصت بھی ہو جاتی زندانخانہ ایسا کیا دور تھا مگر بغیر آپ کے نہ جاسکے بھلا قیدی آپ کو کیا دعا
دیتے ہونگے دوسرے یہ کہ آپ نے کیمیا سیکھی ہماری کیمیا یہی مزدوری ہے یہان سے فرصت
پاتے دوسری جگہ جاتے ابھی آپ نے کہین کچھ ہین کو دیر دو تو نہ دیجے گا زرد ہنگ کہ عیار کی
شکل بنا ہوا تھا کہا مین تم سب کو نوکر رکھ لون گا اور بہت کچھ دونگا چلو زندانخانے کو اور دل مین کہا
کہ خوب بتاؤنگا غرضکہ زندانخانے کے دروازے پر پہونچا داروغہ زندان سے اجازت لیکر داخل
زندان ہوا اور کھانا سب کے آگے رکھکے کچھ بادام کھاتا ہوا باہر نکلا پاسبانون نے کہا مہترجی آپ
ہی آپ کھاتے ہو ہمین نہین دیتے زرد ہنگ نے سب کو بادام دیے داروغہ زندانخانہ اُٹھا تھا
کھانا کھانے چلا گیا تھا یہان سب پاسبان بادام کھاکر بیہوش ہوگئے فوراً زرد ہنگ نے
سب کے سر قلم کیے اور اندر زندان کے آکر بدر کو جھک کر سلام کیا کہ غلام کو بچانا عیار آپ کا زرد ہنگ
ہو چلیے خان اعظم بہت آپ کے واسطے متردد ہین غرضکہ قید سب کی زرد ہنگ نے کاٹی مع
بدر و اصلح و مصلح و تہمتن زد ہین سب کو لیکر دروازہ زندان سے چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ زمین
کا طبقہ ٹوٹا اور آفت بن ملکہ یہ خاک مین اٹا ہوا پتلہ خاک کا بنا ہوا نظر آیا زرد ہنگ نے آفرین
کی کہ بروقت پہونچے آفت نے زرد ہنگ کی تعریف کی کہ تم نے خوب اپنا انتظام درست کر
رکھا غرضکہ یہ صلاح ٹھہری کہ اب دروازے سے چلنا بہتر نہین شاید خبر ہو جائے اور فوراً الدہر
آجائے سب کے سب نقب کے راستے سے نکل کر رواں ہوگئے وہان صلصال و جدائل خان متردد
و متفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ بدر مع تہمتن زد مین و اصلح و مصلح پہونچا صلصال بہت خوش ہوا

اور عیاروں کو انعام عطا کیا لیکن بدر نے کہا کہ اگر نورالدہر بھی گرفتار رہو تو کام چلے ہم تو ہر طرح چھوٹ جاتے
اگر نورالدہر نہ گرفتار ہوا تو کل پھر وہ کر ڈالیجائیگا یہ سنکر آفت بن ملذبہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور نورالدہر کو
بھی لاتا ہوں یہ کہکر طرف لشکر نورالدہر کے روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا تو دیکھا دربار برخاست کرکے
طرف خیمہ کے جاتا ہے آفت اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے ساتھ ہوا ہنوز نورالدہر خیمہ تک نہ پہونچے
تھے کہ خبر آئی کہ زندان بان مرے پڑے ہیں اور قیدی غائب ہیں نورالدہر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے
اور کہا خیر کل سر میدان ان حرامزادوں کو قتل کرونگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوئے آفت پوشیدہ ہو رہا اتفاقاً
شبرنگ کا اپنے خیمہ میں دم گھبرایا وہاں سے نکلکر ٹہلتا ہوا چلا کہ دیکھوں شاہزادے کا مزاج کیسا ہے
یہاں آفت نے جب یہ خیال کیا کہ نورالدہر سو رہے ہونگے تو سراچہ بارگاہ کا چاک کرکے پروانے بیہوشی
کے مارے جب وہ جلے تو دود بیہوشی منتشر ہوا جتنے پاسدار تھے سب بیہوش ہوگئے اب آفت اندر
خیمے کے داخل ہوا اور نورالدہر کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اتفاقاً شبرنگ پشت بارگاہ کی جانب
سے آتا تھا سراچہ پر جو نظر پڑی چاک دیکھا بس اسکو دھوکا ہوا جلدی سے پاس آکر جو جھانکا تو دیکھا کہ پاسدار
بیہوش پڑے ہیں اور شاہزادہ بھی بیہوش ہے آفت نے پشتارہ باندھکر ارادہ کیا تھا کہ اسے اٹھا کر
لیچلوں کہ شبرنگ نے خیال کیا کہ یہ دروازہ بارگاہ سے نہ جائیگا کیونکہ پاسبان بیٹھے ہونگے اسیطرف
سے جائیگا پس کمند کا حلقہ لگا کر بیٹھ رہا چنانچہ آفت جیسے ہی بارگاہ سے نکلا شبرنگ نے جھٹکا مارا
کہ حلقہ کمند کا گلے میں آفت بن ملذبہ کے پیوست ہو گیا شبرنگ نے اسے گرفتار کیا اور پشتارہ
شاہزادہ کا چھین کر ہوشیار کیا جب نورالدہر کو ہوش آیا دیکھا کہ کمند سے بندھا ہوا ہوں اور شبرنگ
سامنے کھڑا ہے نورالدہر نے کہا اے شبرنگ میں نے تیری کیا خطا کی تھی جسکا تو نے یہ عوض لیا اور مجھے کس لیے
گرفتار کیا ہے شبرنگ نے عرض کیا کیا مجال ہے غلام کی کہ حضور کو گرفتار کرے یہ ملعون آفت بن ملذبہ
لیے جاتا تھا اسے میں بر وقت پہونچا نورالدہر نے آفرین کی اور کمند کو توڑ ڈالا شبرنگ کو خلعت
عنایت کیا اور حکم دیا کہ اسے ابھی قتل کر دو شبرنگ نے تلوار کھینچکر چاہا تھا کہ آفت کو قتل کروں کہ اسنے
فریاد کی اور کہا اے شاہزادہ نورالدہر میں ایمان لاتا ہوں مجھے قتل نہ کروائیے مجھے معلوم ہوا کہ آپ با اقبال ہیں
اور مذہب آپکا برحق ہے نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ اچھا اسے رہا کردو اب یہ ایمان لاتا ہے شبرنگ نے کہا
حضور یہ مکر کرتا ہے کبھی مسلمان نہ ہوگا نورالدہر نے کہا اچھا تو یہ مکر کرتا ہے تو دیکھیں شبرنگ نے اسے رہا کردیا آفت نے
کہا میں غلام ہوں اب کہاں جاؤں یہیں رہونگا جہاں ایمان عطا کیا ہے وہاں روٹی بھی دیجیے نورالدہر نے
کہا اچھا تو یہیں رہ آفت وہاں رہنے لگا اور اسقدر خدمت کی کہ شاہزادہ نے اسکی تنخواہ بہت زیادہ کردی
اور اپنا حافظ جان قرار دیکر طلایہ خاص پر مقرر کردیا جب اس ملعون ابن کذاب نے یہ مکر خوب اعتبار اپنا
بڑھا لیا تو ایک روز شاہزادہ کو بیہوش کرکے نقب قبل سے دے رکھی تھی اسکے راستے سے لیکر
راہی ہوا وہاں اسکے انتظار میں کفار متردد اور پریشان بیٹھے تھے کہ آفت پر کیا مصیبت پڑی
معلوم نہیں کہ گرفتار ہو گیا اتنے میں یہ خبر سنی کہ مسلمان بھی ہو گیا لیکن بدر نے کہا کہ وہ کبھی ایمان
نہ لائیگا یہ بھی ایک عیاری ہے قصہ مختصر تین چار روز کے بعد دیکھا کہ آفت پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بدر نے
کہا کہ آفت تو کسے پشتارہ باندھکر لایا ہے اسنے بہت خوش ہو کر کہا کہ نورالدہر کو بس بدر اچھل پڑا

درپئے کا ارادہ مارا کیا تاب و طاقت جواب کسی کی کہ مجھسے رد کرے اسی سے مین ڈرتا تھا یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی قتل کرو
آفت نے کہا آپ یہ کیا قیامت کرتے ہین اگر اسوقت نورالدہر کو قتل کیا تو تمام لشکر نورالدہر کا جوش دریا سے
آہن کے موج خیز ہے ابھی اُبلے گا اور کشتی حیات ہر ایک کی طوفانی ہو جائیگی تمام لشکر کا آپکے خون ہوگا لہذا
بہتر ہے اور سرداروں کو بھی مین قید کرون پھر اختیار ہے بدر نے کلام آفت کا پسند کیا اور کہا اچھا ہے قید
رکھو لیکن صبح کو شبرنگ جو حسب دستور آیا دیکھا کہ شاہزادہ نہین ہے اور آفت بن ملذبہ کے ہمراہی کچھ
قتل کیے ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین بس اُسنے دوڑ کر اسد غازی اور کرب دلاور و
بدیع الزمان نامور اور قاسم والا گہر وغیرہ سے یہ حال پر ملال بیان کیا سب نہایت محزون
ہوئے کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے لیکن اسد نے کرب غازی سے کہا کہ اے پدر بزرگوار قاسم
و بدیع الزمان مین بالکل طاقت نہین ہے انھین طرف دربند جالندریہ کے روانہ کر دین
کہ وہ جگہ نہایت مستحکم ہے ہم پر جو کچھ گذرنی ہے جھیلین گے ان سب سرداروں کو بچانا چاہیے یہ مشورہ
کرکے قاسم و بدیع الزمان و اسکندر روح نقاد و اراب کشورکشا ان سب کو چالیس ہزار آدمی ساتھ
کرکے رات کے وقت طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا اور خود مقابلے مین بدر کے صف آرا
ہوا کہ اگر بدر نے شاہزادہ نورالدہر کے قتل کا ارادہ کیا تو ہم پہلے اپنی جان دیدینگے شبرنگ
ہر دم کی خبر لاتا ہے لیکن عیاران کفار بھی لشکر اسلام مین تھے اُنھون نے جو یہ انتظام دیکھا کہ سب
سرداران کو اسد نے دربند جالندریہ کی طرف بھیجا ہے جلدی سے جاکر یہ خبر بدر کو دی بدر نے
صلصال اور جدائل خان سے کہا کہ اب یہان رہنا صلاح نہین ہے اگر ایک اسد قتل ہوا بھی تو کل
سردار نکلے جاتے ہین پہلے جلدی انہین قتل کرنا چاہیے غرضکہ سب کی صلاح یہی ٹھہری اور اسیوقت کوچ
کرکے دربند جالندریہ کی سمت تعاقب مین سرداران اسلام کے روانہ ہوئے تھوڑی تھوڑی فوج سے
بدر و صلصال و جدائل خان تو آگے روانہ ہوئے بعد انکے فہر بن شدید و اسلحہ و مسلحہ دیو وزیر
ہمرزیہ سب لشکر کثیر کی تیاری کرکے روانہ ہوئے شبرنگ نے یہ خبر اسد و کرب کو دی کہ بدر
تعاقب مین زخمیون کے روانہ ہو گیا اسد و کرب بھی تمام فوج لیکر روانہ ہوئے لیکن وہ لوگ
جو زخمیون کو لیے ہوئے جاتے تھے ایک دن اور ایک رات برابر چلے گئے ایک صحرائے پُر فضا مین پہونچے
وہان سے قریب دریا کا کنارہ تھا ہوا سرد معلوم ہوئی بے اختیار جی مین آیا یہین اتر پڑے کسواسطے
کہ گھوڑون مین بھی طاقت چلنے کی نہ تھی اتر پڑے چونکہ وہ جگہ بہت صاف تھی وہین سبھون نے کھانا
کھایا پانی پیا اپنے اپنے گھوڑون کو دانا گھاس دیا خوب ملا کہ جسمین گھوڑون کی تھکن مٹجائے تھوڑی
دیر آرام کیا بعد کچھ دیر کے سوار ہو کر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ یکایک سمت گرد بلند ہوا اور ان واحد مین
وہ گرد قریب ہو نیکر شق ہو گئی دل گرد سے جدائل خان ہندی اور صلصال اور بدر لعین
نمایان ہوئے اور وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار زخمیون کو نہ لیجانا قاسم نے کہا خبردار اب کوئی قدم
آگے نہ بڑھانا مجھے سامنے سے ان گبران نابکار کے بھاگنا موت سے بدتر ہے ابھی لڑکر مرجاؤنگا یہ کہکر
گھوڑا طلب کیا زخم سر کو رومال سے باندھا کہ کسیقدر اچھا ہو چلا تھا اور بدر کو آواز دی کہ او کافر کے بیٹے
ذرا ٹھہر مین آتا ہون تیری سرکوبی کے لیے قاسم کی یہ جرأت دیکھکر سور گون مین جوشش مارتا تھا

بہادر آفرین کرتے تھے یہ جوہر ملک قاسم کا دیکھکر بدیع الزمان نے کہا میں بھی تیرے ساتھ اپنی جان
دونگا اور یہ بھی زخم سر باندھکر اسلحہ درست کرنے لگے بعد انکے اسکندر و داراب نے سامان حرب پیکار
مہیا کیا مگر قاسم جلدی سے مرکب پر بیٹھکر صف سے نکلے اور کہا کون آتا ہے میرے مقابلے کو یہ سنکر
بدر لعین تلوار کھینچکر چلا قاسم بڑھکر لگا ورزش ہوا کہ بدر کو گرد برد کردیا بدر نے تلوار ماری قاسم
نے بیٹھ کر ہنسکی کا وار کیا کہ تلوار ہاتھ سے بدر کے نکل گئی اب قاسم نے چاہا کہ اسے باندھوں کشتی
میں یہ کیا کر سکتا ہے بدر سامنے سے بھاگا قاسم نے گھوڑا ڈالا جدائل خان نے اپنا فیل بڑھایا
اور کہا بدر تجھسے نہ لڑیگا مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر قریب آکر گرز گران سنگ یازدہ سو من کی ضرب
سر پر قاسم کے لگائی قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کی گرز جو سپر پر پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی تتق گرد اُٹھا اور صدمے سے ضرب کے زخم سر قاسم کا شق ہوگیا اور قاسم بیہوش ہوکر
گرا جدائل خان نے چاہا تھا کہ سر قاسم کا کاٹ لوں کہ بدیع الزمان پہونچے اور کہا
کیا کرتا ہے جدائل خان نے گرز مارا بدیع الزمان از بسکہ حال قاسم کا دیکھ چکے تھے کہ یہ ضرب گرز
سے بیہوش ہوچکا تھا مگر دھمک سے ضرب گران کے زخم سر شق ہوگیا خود ضرب کو خالی دیکر وار تلوار کا
کیا کہ گردن فیل جدائل خان کی قلم ہوگئی اور فیل زمین پر گرا جدائل خان کودکر علیحدہ ہوا
صلصال نے مرکب دوڑا دیا اور سامنے بدیع الزمان کے آیا جدائل خان نے دوسرا فیل طلب
کیا یہاں بدیع الزمان اور صلصال سے تلوار چلنے لگی لڑتے لڑتے ایک غلام پر گھوڑے نے
بدیع الزمان کے سکندری کھائی اور تیغہ صلصال کا سر پر پڑا کہ زخم چہ پارہ ہوگیا اسکندر فرخ
لقا دوڑ پڑے اور قاسم و بدیع الزمان کو میدان سے پھیر آپ سامنا کیا صلصال نے تلوار ماری
اسکندر نے وار اُسکا سپر گردہ کا سپر کٹی کڑی چار انگل تلوار سر میں در آئی اسکندر نے وار ستاندہ مارا کہ
تلوار سر سے نکل اور غیظ و غضب میں آکر لپیٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا صلصال پیچھے ہٹا تلوار گردن
پر مرکب کے پڑی کہ گردن صلصال کا مارا گیا بدر پھر دوڑ پڑا اور کہا خان اعظم آپ دوسرا مرکب
طلب کیجیے جب تک میں لڑتا ہوں اور قریب پہونچکر تلوار سکندر پر ماری اسکندر نے بھی
بند کر کے وار اپنا کیا آخر کار یہ بھی زخمی ہوا بدر نے چاہا تھا سر کاٹ لوں کہ داراب کشور کشا
پہونچے بدر نے تلوار ماری داراب نے سپر پہ روکی کہ یقدر سپر کو کاٹ کر [illegible]
دی تلوار بدر کی ٹوٹی بدر نے گھبرا کر جو ہاتھ میں تھا منہ پر داراب کے کھینچ مارا داراب نے خالی
دیا بدر کے پاس دوسری تلوار نہ تھی جلدی سے گرز اُٹھا کر داراب پر مارا داراب نے کلائی
پکڑ کے کمر بند میں ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کے سر سے بلند کیا مگر زور کرنے میں ٹانکے زخموں کے
ٹوٹ گئے لیکن داراب بدر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں اور بدر تڑپ رہا ہے کہ یکایک گرز
بدر کا ٹوٹا بدر کے ہاتھ میں گرز تھا وہ سر داراب پر گرا ضرب شدید آئی زخم سر شق ہوگیا
داراب بیہوش زمین پر گرے لیکن عیار داراب کا قریب پہونچ چکا تھا اس امید پر
کہ میرے آقا نے بدر کو گرفتار کیا ہے اسے بھی لاکر قید کروں دہان انقلاب سے یہ معرکہ
گزرا عیار داراب کو لیکر بھاگا لگکار نے خروش کیا کہ ہاں جانے نہ پائے اسے پکڑ لو . لو

اور بدر نے گھوڑا ڈالا عیار پہونچے صلصال وجدائل خان تلوارین کھینچ کھینچ کر طرف لشکر کے چلے کہ
اور زخمیون کو چین کر قتل کرین اہل اسلام نے یہ حالت دیکھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کیئے ہنوز سخن در دہان تھا کہ از پردۂ بیابان سیاہی گرد نمودار و نمایان شد اور آواز بوق کی کان مین آئی اور اسد
اور کرب دلاور پہونچے یہان یہ ہنگامہ گرم دیکھا للکارا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا کفارون نے نہ
مانا اسد نے بڑھکر جدائل خان کو روکا کرب نے صلصال کا سامنا کیا بدر کو عیار داراب کا
ایک خس پوش کی طرف لیگیا آپ تو جست کرکے نکل گیا بدر مع مرکب کنوئین مین جا رہا لوگ اسکے دوڑے
بدر کو نکالا لیکن چوٹ بہت آئی ہاتھ تلنے پرے اکھڑ گیا سر پھٹ گیا گھوڑے کا ایک پیر داہنا ٹوٹ گیا
وہان اسد جو سد راہ جدائل خان کا ہوا جدائل خان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ جدائل خان کا
ہوائی کیا اُسنے غصہ مین آکر گرز مارا اسد نے گرز گرز زیر رو کا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی زمین لرز گئی آسمان
ہلگیا جانور چرند اور پرند بھاگئے گرزون سے شعلے آگ کے نکلے مرکب اسد چیخ مار کر بیٹھ گیا گرز ثقیل
گرنے پر اسد کے گرا اسد بیہوش ہوگیا اور کولا اُتر گیا جدائل خان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
ضرغام شیر دل جست کر آیا اسد کا یہ حال دیکھکر اسد کو لیکر نکل گیا جدائل خان نے تلوار ماری کرب
نے پشت شمشیر پر روک کر وار کیا صلصال نے رد کیا تین چار ضربین چلی ہونگی کہ اُسطرف بدر پیادہ
آتا تھا پشت پر سے کرب کے نعرہ کیا کرب نے پھر کر دیکھا اُسی وقت صلصال نے ایک تلوار ماری کہ سر
کرب کا بھی زخمی ہوگیا کرب نے اُسی عالم زخمداری مین دوسرا وار کیا کہ بدر کے سر پہ تلوار پڑی
مگر بسبب خفتان کے تلوار نے کچھ اثر نہ کیا اب کفار ہجوم کر رہے ہین قریب ہے کہ کرب دلاور شہید
ہوجائے کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اُڑی اور زور سے نعرہ شیر بیشہ کلنگان یعنے طہماس
بن عنقوتیل دیو پرور کا ہوا بدر تو صورت طہماس کی دیکھکر سامنے سے بھاگا اور صف لشکر
مین ملگیا لیکن صلصال نے سامنا کیا اور تلوار ماری طہماس نے وار صلصال کا دستہ
ساطور پر لیا اور جواب مین اُسکے ساطور مارا خان اعظم نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بھلا یہ
ضرب سپر سے کب رُکتا ہوا امیر خود کئی بار زخمی ہوئے سپر دیو فرزند صاحبقران ہاتھ سے طہماس
کے اسی ضرب سے شہید ہوئے بس ساطور نے سپر کو صاف کیا اور جواب خود سے مانند ہوا کے گذر
سر مین اُتر گیا صلصال نے دانستہ مارا ساطور تو سر سے نکلا مگر زخم کاری لگا جدائل خان نے اپنے
فیل کو آگے بڑھایا اور کہا او عادی تو نے بلا کی ضرب ماری کہ اُس سے صدمہ عظیم ہوا اور خان
اعظم کو بھی اُس ضرب نے زخمی کیا لیکن تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا قضا تیرے سر پر
کھیل رہی ہے یہ کہکر قریب پہونچکر ایک گرز بارہ ہزار من کا مارا طہماس نے ضرب گرز کو دستہ ساطور
پہ روکا اُسوقت طہماس کو یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ عظیم پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مرکب
طہماس کا چیخ اُٹھا طہماس از سرتا پا گرد مین آلودہ ہوگیا جدائل خان نے نعرہ زور و شور سے مارا کہ زدم
و پست کردم طہماس نے گرد سے نکلکر ساطور مارا جدائل خان نے بہ ہوشیاری تمام ساطور کو گرز ہی پر
روکا اور سپر کو بلند نہین کیا مگر قدرت خدا سے اسپر بھی پھل ساطور کا آٹھ دس انگل گرز مین اتر کر
ٹوٹ گیا جدائل خان نے غصہ ہو کر دوسری ضرب زور و شور سے ماری طہماس نے اُسکو

خالی دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیلان مست لڑ رہے ہین لیکن بدر لعین جھپٹ کر پشت طہماس کی
جانب آیا اور تلوار ماری کہ سر طہماس کا زخمی ہوا اور بہت چوٹ آئی طہماس نے پلٹ کر بدر لعین کو دیکھا
کہا تف ہو تیری نامردی پر اور اسی عالم زخمداری مین گھوڑا ڈالا طہماس کے مڑتے ہی بدر بھاگا اہل اسلام
نے مہلت پائی دیکھا کہ سب طہماس کی طرف متوجہ ہین اپنے سردارون کو لیکر عجم کی سمت راہی ہوئے
اسوقت عجم مین گوہر ملک اور فضل بن گیا ہور خون آشام اور ملوک عجم موجود ہین اور جس
وقت جدائل خان نے مع صلصال مدائن سے خروج کیا تھا اسنے مین بادشاہ اسلام یعنے سعد
بن قباد و شہریار سے مقابلہ پڑا تھا اور سعد مع افراسیاب کوچک کے ہاتھ سے صلصال کے
زخمی ہوئے تھے اور لوگ پوشیدہ طور سے انھین لیکر طرف باختر کے روانہ ہوئے تھے یہ بھی حوالی
عجم مین پہونچ چلے تھے کہ یکایک گرد میدان سے نمودار ہوئی سعد کے لوگ یہ سمجھے کہ کفار آتے
ہین قصد بھاگنے کا کیا تھا کہ دو عیار آئے اور انھون نے بیان کیا کہ قاسم و بدیع الزمان و
داراب کشور کشا و سکندر فرخ لقا و کرب دلاور ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوئے لوگ انکے
انھین لیکر بھاگے ہین بادشاہ یہ خبر وحشت اثر سنکے بہت روئے جس وقت یہ سب زخمی سردار
پہونچے بادشاہ سب کو لیکر داخل قلعہ ہوئے وہان جب زخم مین طہماس کے ہوا لگی یہ بیہوش ہوگیا
گھوڑا طہماس کو لیکر نکل گیا اور حوالی عجم مین کنارے دریا کے آکر ٹھہرا اتفاقا شبرنگ بن عمرو عیار
نور الدہر واسطے شب گردی کے نکلا تھا کنارے دریا کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک دیو بہت قوی زمین پہ
پڑا ہے خون سے آلودہ ہے اور تمام گیاہ بھی سرخ ہو رہی ہے اور گھوڑا سرہانے اپنے مالک کے کھڑا ہے اور رو رہا
شبرنگ یہ ماجرا عجیب اور غریب دیکھ کے قریب آیا طہماس کو پہچانا اٹھا کر قلعہ مین لایا اور شاہ سعد کے
سامنے ڈالدیا شاہ نے کہا اسے بھی خدا نے بچایا ورنہ اتنے کفارون مین تنہا گھر چکا تھا غرضکہ علاج زخمیون کا
ہونے لگا تیسرے روز پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا کہ قبۂ گردون کو تاریک کر دیا جب گرد
قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ بدر بن زلازل یک چشمی اور صلصال اور جدائل خان مع فوج کثیر
آپہونچے بادشاہ نے کہا ستارہ اہل اسلام کا نہایت گردش مین ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے امیر کا خانہ
کعبہ کو چلے جانا گویا برکت کا اٹھ جانا ہوا حیف ہے کہ یہ کافر جنکو بھاگے راہ نہ ملتی تھی انکے ہاتھ
سے اتنے سرداران نامی و گرامی زخمی ہوئے لیکن بدر نے پہونچتے ہی قلعہ کا چارون طرف سے
محاصرہ کر لیا کہ کوئی نکلکر نہ جا سکے شاہ نے کہا کہ رضینا بقضا از بسکہ کفارون سے زحمت شاق
اٹھا چکا تھا تین چار روز قلعہ پر یورش نہ کیا راحت پذیر ہوا بعد تین چار روز کے بدر لعین
نے کہا کہ مہلت دینا انکو صلاح نہین کل صبح کو اسی قلعہ کو فتح کرکے سب کو قتل کرنا چاہیے صلصال
و جدائل خان نے بھی کہا کہ بہتر ہے اور اسیوقت نقارہ رزمی کا حکم دیا یہ خبر شاہ اسلام کو
پہونچی فرمایا کہ رسد بھی ہو چکی ہے کیا تدبیر کیجاوے شبرنگ نے کہا کہ اس قلعہ مین پوشیدہ
نقب موجود ہے اگر آپ کا حکم ہو تو سب سردارون کو لیکر طرف سبائل کے چلین شاہ نے
فرمایا کہ مناسب اور بہتر ہے اتنا حکم سنتے ہی چلے شبرنگ سب سردارون کو لیکر روانہ ہوگیا
شاہ اسلام کا ارادہ ہوا کہ مین لڑ کر جان دون مگر قلعہ سے نہ جاؤن کیونکہ طبل جنگ بج چکا ہے

اور سردار بسبب کثرت وصدمہ زخم کے بیہوش تھے ورنہ کوئی نہ جاتا غضنفر شاہ نے تیاری جنگ کرنا شروع
کی لیکن جب شرربانو ماری گئی تو دو غلام اسکے قلعہ مین موجود تھے وہ بظاہر مسلمان ہوئے تھے انھون نے
جو حال دیکھا تمام کیفیت نامہ مین لکھی اور نامہ تیر مین باندھکر طرف لشکر بدر کے پھینکا وہ تیر سامنے ایک
عیار کے گرا کہ نام اسکا **یاقوت** کمند انداز تھا شاگرد تھا **آفت بن کمذبہ** کا اسنے جو دیکھا کہ تیر مین
نامہ بندھا ہوا ہے وہ نامہ لیے ہوئے سامنے بدر کے آیا اور کیفیت تمام وکمال بیان کی بدر نے نامہ کو پڑھا
اسمین لکھا تھا کہ اے پہلوانان نامی تمھین کچھ خبر بھی ہے تم جانتے ہو کہ اہل اسلام قلعہ مین موجود ہین یہان
کوئی نہین فقط شاہ **سعد** باقی ہین کل سردارون کو لیکر **شبرنگ** عیار نقب کی راہ سے طرف سبائل
کے روانہ ہوگیا اگر ایک شاہ **سعد** کو قتل کرنا ہو تو یہان ٹھہرو ورنہ اُن سب کے تعاقب مین جاؤ
اور ہم دونون غلام ملکہ **شرربانو** کے از ترس جان مسلمان ہوکر قلعہ مین مقیم ہین نام ایک کا سرقہ
اور دوسرے کا زرقہ ہے آیندہ تم مختار ہو بس یہ نامہ پڑھتے ہی بدر نے **جدائل خان وصلصال**
سے کہا کہ اب آپ دونون صاحبون کی کیا راے ہے مین جانتا ہون کہ قلعہ کو چھوڑکر تعاقب اُن سب کا
کیجیے سب کی یہی صلاح ہوئی اور لشکر کثیر لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت سرداران
اسلام نقب سے نکلے تو **اسد وکرب** نے دیکھا کہ **شاہ اسلام وگوہر ملک اور افراسیاب وچک**
وفضل وغیرہ نہین آئے ہین یہ پھر نقب کی راہ سے پلٹ کر قلعہ مین چلے آئے اندر آکر دیکھا تو قلعہ
سنسان پڑا ہے اور وہان **شبرنگ** اور سردارون کو لیکر کوچ بکوچ بآرام تمام چلا جاتا
تھا بعد دو روز کے ایک صحرا مین گذر ہوا جو نہایت پرفضا تھا اور وہان ایک دریا بھی تھا غرضکہ
مقام صاف اور خوش گوار دیکھکے سب کے سب ٹھہرے اور کچھ کھانا کھایا پانی پیا آرام لے رہے
تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوئی ایک ہرکارہ ادھر کا روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
آکر اسی ہرکارہ نے خبر دی کہ **بدر بن زلازل یک چشمی** مع **جدائل خان ہندی وصلصال** آپہونچا
شبرنگ نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کو جلدی جلدی سب کو سوار کیا ہنوز قدم آگے نہ بڑھانے پائے
تھے کہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے **بدر** مع **صلصال وجدائل خان** بافوج کثیر پہونچے
قاسم وبدیع الزمان نے پھر کر ہمت کو مرگ پر چست باندھا اور تلوارین کھینچکر جا پڑے اور
داراب واسکندر وطماس بھی لڑنے لگے شور دار وگیر بلند ہوا کفارون کا یورش اور ہنگامہ
برپا ہوا **شبرنگ** کی اسوقت یہ حالت تھی کہ جس سردار کی طرف زد زیادہ ہوتا ہے یہ ادھر
دو چار حقہ آتشبازی کے داغ کر پھینکتا ہے کہ لوگون کے منہ ہاتھ جلجاتے ہین سب سامنے سے
بھاگتے ہین اہل اسلام جانین لڑائے ہوئے ہین ایک ایک نے دس دس کو مارا ہے مگر کیا کرین
کہان تک لڑین فوج کفار مانند دریائے زخار کے موجین مار رہی ہے ایک قتل ہوتا ہے
تو دس آتے ہین عین گرمی جنگ مین اسطرف سے **قاسم** لڑتے ہوئے جاتے تھے اور اس
طرف سے **کہراق آہن کلاہ** آتا تھا کہ پہلوان زبردست ہے اور پشت شنگ اسکا حربہ
ہے **قاسم** نے اسے دیکھکر نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہے ادھر آ شیرون سے سامنا کر **کہراق**
نے کہا قضا تیری شاید میرے ہی ہاتھ سے تھی یہ کہکر گرز **قاسم** پر مارا **قاسم** نے

ار و تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے شانے پر پڑا دوسرے شانے سے گذر گیا اُدھر
بدیع الزمان سے اور مہراق سے مقابلہ ہوا مہراق نے تبر بدیع الزمان پر مارا بدیع نے وار
اُسکا رد کر کے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے داراب سے اور ازراق زردرو سے
سامنا ہوا ازراق نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اور اپنا نیزہ سینہ پر
ازراق کے مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا بس زین سے اُٹھا کر اوپر زمین کے مارا اُدھر اسکندر نے
مرخ لقلے سے اور ارجن تیرانداز سے سامنا ہوا ارجن نے تیر مارا کہ سکندر کا بازو زخمی ہوا بس سکندر
نے وہی تیر کھینچکر اور کمان مین جوڑ کر جو مارا تو گردن کے پار گذر گیا ارجن ہدف نشانۂ قضا ہوا اُدھر طہماس
بن عنقویل دیو پرور ساطور گران اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا تھا جسپر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
دوسری طرف سے طویل خان ہندی جدائل خان کا سردار جو ہستی مارتا چلا آتا تھا بہت سے اہل اسلام
اسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یکایک دونون کا سامنا ہوا طویل خان نے چوب ماری طہماس نے
وار اسکا دستہ ساطور پر رد کیا مگر گرانی ضرب سے ٹانکے زخمون کے کھل گئے قریب تھا کہ طہماس بیہوش
ہو جائے کہ اس شیر دل نے اسی عالم مین ضرب رد کر کے ایسا ساطور مارا کہ تا جگرگاہ اُتر گیا طویل خان
مارا گیا اب طہماس مین طاقت سنبھلنے کی نرہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا اور طہماس بیہوش ہو کر گرا
یاقوت کمند انداز کھڑا تھا وہ طہماس کو گرفتار کر کے لیگیا اُدھر قضا رکار اتفاقات روزگار بدر کا
اور قاسم کا سامنا ہوا بدر نے قاسم کے تلوار ماری قاسم نے وار اُسکا رد کر کے تیغہ مارا بدر نے وار قاسم
کا رد نہ کیا اور دوسرا وار کیا قاسم کی تلوار بدر پر اور بدر کی تلوار قاسم پر پڑی قاسم کی تلوار تو بسبب
خفتان مریخ بند کے اُچٹ گئی اور کچھ اثر نہ کیا لیکن بدر کی تلوار قاسم کے تا دوا بر و اُتر آئی
قاسم نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی قاسم ہرنے پر منہ
رکھکر بیہوش ہو گیا آفت بن ملذبہ قریب بدر کے کھڑا تھا اُسنے قاسم کو بھی کمند مین باندھ
لیا اُدھر بدیع الزمان سے اور جدائل خان سے مقابلہ ہوا جدائل خان نے گرز مارا
بدیع الزمان نے بہ چالاکی تمام گرز کو خالی دیا اور پہلو بچا کر تلوار ماری کہ ران جدائل خان
کی زخمی ہوئی اُسوقت جدائل خان نے غصہ مین آکر پھر ایک گرز نہایت زور سے مارا بدیع خالی
نہ دے سکے کہ پہلو پر انبوہ کافران جمع تھا ناچار گرز کو سپر پر رد کا تراقہ کی آواز مثل رعد کے آئی
تمام ٹانکے زخم سر کے ٹوٹ گئے تاب صدمے کی نہ لا سکے یہ بھی بیہوش ہو گئے عیاران کفار نے اُنھین
بھی اسیر کیا پھر داراب اور صلصال سے مقابلہ ہوا داراب نے صلصال کو ٹوکا صلصال
نے تیغہ مارا داراب نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روک کر تلوار ماری کہ کئی اُنگل سر مین
اُتر گئی مگر اتفاقاً تلوار ٹوٹ گئی قبضہ ہاتھ مین رہ گیا داراب قبضہ کو پھینک کر صلصال
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی زور کرنے مین تمام ٹانکے منہ زخمون کے کھل گئے داراب نے
دیکھا کہ حال اپنا دگرگون ہے کہا کہ اے صلصال دیکھ زور آخر ہے اور کمر بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر زور کیا کہ زمین سے اُٹھا لیا اور بلند کر کے چاہا تھا کہ زمین پر دے مارے
کہ غش آگیا صلصال ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگنے کو تھا کہ دیکھا اُسنے داراب بیہوش ہے

پس فوراً داراب کو بھی قید کیا اُدھر اسکندر فرخ لقا سے اور قہر جن زردبین سے مقابلہ
ہوا اسکندر پر قہر نے نیزہ مارا اسکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قہر نے تلوار ماری اسکندر نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر دے
مارون کہ زردہنگ عیار نے دیکھا پس فوراً پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ سر پر اسکندر کے پڑا زخم
پھٹ گیا اسکندر بیہوش ہوکر گرا قہر نے اسکندر کو بھی اسیر کیا جو اہل اسلام باقی رہگئے تھے وہ شکست کھا کر
بھاگے کفار نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے پھرے خیمے برپا کیے سردارون کو قید کیا تین دن تک جشن
رکھا بعد اسکے پھر طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے کہ اور سردار وہان ہونگے اور قلعہ کا محاصرہ کیا یہ خبر
شاہ سعد کو ہوئی کہ سردار اس طرح گرفتار ہوئے شبرنگ نے مفصل حال بیان کیا شاہ نے کہا
رضینا بقضا جو مرضی الٰہی اور ارادہ شاہ کا ہوا کہ لڑکر جان دیجیے کرب واسد دلاور
نے کہا کہ یہان گوہر [illegible] ہے اگر ہم سب مارے گئے تو اُسکی حفاظت کون کریگا چلکر بابل مین
مقیم ہوجیے شاہ بسبب گوہر ملک کے مجبور ہوئے اور سب کو لیکر راہ نقب سے روانہ ہوئے
صبح و بدرے نے نقارہ بجوا کر یلغر کیا اور داخل قلعہ ہوا وہان کسی کو نہ پایا غرضکہ تمام عجم پر قبضہ کفار کا
ہوا قاسم و بدیع الزمان و داراب و نورالدہر کہ قبل سے قید تھے اور اسکندر و طہماس
ان سب کو قلعہ عجم مین قید کیا اور خود نفس مین شاہ سعد کے روانہ ہوا اب ذکر بدر کا بروقت ہوگا

یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول اور ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین شعر

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بد مضب ہے * چمک رہا ہے کئی دن سے اُبلہ دل کا * جبکہ شاپور بہ عیاری ایرج کو چھڑا
لیگیا کافرون نے مجلس آراستہ کی اور مشورت کرکے طبل جنگ بجوایا نقارہ رزمی گرگرا دیا کہ قلب
فلک کا تھرا گیا دلون پر ہول چھا گیا جب یہ خبر شاہزادہ وزمان ایرج نوجوان کو ہوئی فرمایا ہمارے
یہان بھی طبل جنگی بجے اسیوقت یہان بھی نقارہ خانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ و جدل ہونے لگی صبح کو دونون لشکر عازم میدان کارزار ہوئے باہم گر صفین باندھکر
کھڑے ہوئے نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کرکا کہا جس سے بہادرون کے خون نے جوش
مارا جماعتین جو گئی ہوگئین پیر جوان ہوگئے ضعیف پہلوان ہوگئے قریب تھا کہ تمام لشکر ابھی بار
پڑے کہ یکایک از پردہ بیابان گردی بر خاست گرگرد دتیرہ و خیرہ * خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و
پاے گرد در زمین پیچیدہ سب کی نگاہین اسی طرف لڑ گئین کہ دیدہ باید کدام شخص می آید یکایک ہوا نے
مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا
اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری رقوم تھی نمایان ہوگئے بعد انکے جلوس
سواری کا برچھی بردار و ماہی مراتب وغیرہ گذرے بعد اسکے دیکھا خاص بردار خاصبان لیے ہوئے
چلے آتے ہین پھر دیکھا کہ حبشی چھڑکاؤ کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوے چلے آتے ہین انکے بعد دیکھا
اسی ہاتھیون پر ایک تخت کسا ہوا ہے اُسپر جمشید جابلقا سوار ہے پہلو مین بلا شور عیار
ہمراہ تخت اکوان چہار دست مرکب بادرفتار پر سوار زبردست روزگار چار دن ہاتھوں مین

چار نیزہ سنبھالے ہوئے بکدھر بان کرتا چلا آتا ہے مگر یہ سب آکر لاہوتک غول کے شریک ہوئے نقارۂ
شادمانی کا بجا اور لڑائی آج موقوف رہی لاہوتک نے ان سب کی دعوت کی لیکن جمشید و بلاشور
داکوان نے لاہوتک کو سجدہ کیا لاہوتک نے دیکھا کہ اکوان پہلوان زبردست ہے دوسرے
بمصداق اسکے کہ کیا آپ کے چار ہاتھ ہیں اکوان کو عزرائیل قدرت مقرر کیا کہ واقع ہیں اسکے چار ہاتھ
ہیں اور تشنگان کو واسطے تالیف قلب اکوان کے مقرر کیا کہ یہ مسخرہ ہے اور تمام پہلوانوں کو حکم کیا کہ تابع
فرمان پہلوان زبردست اکوان چہار دست کے رہیں اور کئی روز جشن رکھا ایک دن دربار لاہوتک
کا آراستہ تھا سب پہلوان بیٹھے تھے کہ قاہر بن قہرمان دیو بہرہ نے کہا کہ میں دعوت کھانے
نہیں آیا ہوں بلکہ لڑنے آیا ہوں طبل جنگ بجے اسیوقت لشکر قاہر میں طبل بجا لیکن یہ حرکت
قاہر کی اکوان کے خلاف گذری کہ ہمارے سامنے یہ پیشدستی کر بیٹھا یہ رنجیدہ ہو کر بارگاہ سے
اٹھا اور اپنے خیمے میں چلا آیا اور کہلا بھیجا لاہوتک سے کہ یا خداوند میں اس جنگ میں شریک
نہ ہونگا دیکھوں تو یہ قاہر کل کیا کرتا ہے لاہوتک نے کہا جیسا تم کہو ویسا کیا جائے اکوان نے
کہلا بھیجا کہ اسے لڑ لینے دیجیے پرسوں سمجھا جائیگا غرضکہ رات بھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا کیا اور لشکر
اسلام میں بھی نقارۂ حربی نوازش میں آیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے باہمدیگر صفیں باندھکر کھڑے
ہوئے اکوان اپنے لوگوں سمیت علیحدہ لشکر لاہوتک سے واسطے سیر کرنے جنگ کے استادہ ہوا جب نقیب
نہیب دیکر نکل گئے قاہر بن قہرمان لاہوتک سے اجازت لیکر میدان میں آیا پتر ہ کے ہاتھ نکالے سراپا
میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو گیا تو مرکب کو روک کر دم آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان
جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو لشکر اسلام سے تورج بن بدیع الزمان نے پیش قدمی کی اور میدان میں
آیا قاہر تگاور زن ہوا سینہ میں لڑیں چنگاریاں نکلیں یہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ ملکر جدا ہو گئے لیکن مرکب تورج کا حسب
معمول تین قدم اور گھوڑا قاہر کا پانچ قدم پسپا ہوا پھیر پھیر کر مسل گریزانوں میں مرکبوں کو ایک نے دوسرے
کا سامنا کیا قاہر نے نیزہ مارا تورج نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنیں چلنے لگیں چند طعن کی نوبت آئی تھی کہ تورج
نے نیزہ ہاتھ سے قاہر کے نکال دیا لشکر اسلام سے آواز تحسین کی بلند ہوئی اور اکوان چہار دست ہنسا
کہ اسی منھ پر پیشدستی کی تھی قاہر نے خفیف ہو کر تلوار ماری تورج نے وار قاہر کا رد کر کے ایسا ہاتھ تلوار
کا مارا کہ ہر چند قاہر نے سپر بلند کی مگر تیغ سکی تلوار سپر کو کاٹ کر خود سے مثل قطرۂ آب کے گذرتا ہوا بیچ
اتر گئی اگر قاہر داستانہ مار کر سر پیچھے کو پھرتی سے نہ کھینچ لے تو یقین تھا کہ تلوار تا جگر گاہ اتر جائے لیکن تورج
نے آہستے زخمی کیا اور بہت خوش ہو کر آواز دی کہ اسے بہت جلد میدان سے اٹھا لیجاؤ کیونکہ یہ لڑنے کے
لائق نہیں رہا ہے ورنہ ابھی وار میں جان سے گذر جائیگا اکوان نے کہا کہ سرکشی کی سزا ہے لیکن
الماس شاہ محیط کوہی کہ قاہر اسکا سپہ سالار تھا یہ حال قاہر کا دیکھکر ہتھیاروں کو باندھکر
میدان جنگ میں آیا اسوقت تمام فوج مارے دہشت کے لرزنے لگی اور اپنے اپنے دلوں میں کہنے
لگی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یا الٰہی خیر کیجیو فوراً اسنے قاہر کو میدان سے پھیرا اور خود تورج کے مقابل
ہوا وگفت منم الماس شاہ محیط کوہی اور یہ بھی کہا کہ میں صرف بادشاہ نہیں بلکہ پہلوان
بھی ہوں فوراً تلوار تورج پر ماری تورج نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اپنا وار کیا الماس شاہ

نے بھی وار تورج کا رد کیا رد و بدل ہونے لگی اتفاقاً تلوار الماس شاہ کی ٹوٹ گئی الماس شاہ
نے عیار کو آواز دی کہ دوسری تلوار دیجاؤ اُسوقت سب لوگون نے دیکھا کہ تلوار ہمارے
بادشاہ الماس کی ٹوٹ گئی ایسا نہو کہ حریف حملہ کر بیٹھے نمک حلالی کا یہی وقت ہے کہ جان
اپنے مالک کی بچائین سب دوڑ پڑے اور آکر تورج کو گھیر لیا تورج بھی غرق دریاے
لشکر ہوا کشتی حیات کفار کو طوفانی کردیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگانا شروع
کیے ایرج نے دیکھا کہ تورج تنہا ہے اور بہت بڑا لشکر گھیرے ہے اور لاہوتک
بھی مع فوج بڑھتا چلا آتا ہے خود بھی مع فوج چلا اُدھر سے لاہوتک اور سہان آدمخوار
اور مجنون تیغ بند ملک مرداق حمائل شاہ بن زبرجد شاہ یہ سب لشکر کشی سے
حملہ آور ہوئے ادھر سے ایرج مع فوج کے جا پڑا تلوار چلنے لگی ڈھالون کے ابر اُٹھنے
لگے تیغون کی بجلیان چمکنے لگین مینہ خون کا ہر طرف برسنے لگا سر مانند حباب کے تیرتے
پھرتے تھے زرہ پوشون کے جو ہاتھ شانون سے جدا ہو کر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
ماہی دام مین آکر تڑپ رہی ہے قیامت کا جنگ و جدال ہو رہا تھا اپنی اپنی سب کو پڑی
تھی دونون لشکر ملے ہوئے تھے آواز دار و گیر بلند تھی کہین خالی مرکب جنکے سوار مارے
گئے تھے اُن کے گھوڑے خالی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جو پیادے بزدلے تھے وہ سوار
ہو ہو کر بھاگے جاتے تھے قیامت کی حرب تھی کہ یقین ہے کبھی چشم فلک نے بھی ایسی لڑائی
نہ دیکھی ہوگی ایرج نوجوان مرکب پر بیٹھا ہوا ابلقین کے ساتھ تلوارین مارتا چلا جاتا تھا
جسپر ہاتھ مارا مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے کسی کو کمر بند پکڑ کر اُچھال دیا جب گرنے لگا
چو رنگ ہوائی کاٹا اکوان چہاردست علیحدہ کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا ہے اور جرأت
ایرج پر آفرین کر رہا ہے کہ واقع مین کیا بہادر ہے اور یہ اس سے شریک جنگ نہوا کہ لاہوتک
سے کہہ چکا تھا کہ کل مین کسی طرح سے شریک جنگ نہونگا دیکھون تو تاہر کیا کرتا ہے عین گرمی
جنگ مین مجنون تیغ بند چھپ کر پیچھے ایرج کے آیا قریب تھا کہ پہونچکر گردن پر وار شمشیر
آبدار کا کرے اتفاقاً شاپور شیر دل نے دیکھ لیا باواز بلند پکارا اے شہریار ہوشیار ہو جائیے
کہ مجنون تیغ بند پشت کی جانب سے حملہ کرتا ہے ایرج نوجوان پلٹ پڑا مجنون
نے تلوار ماری ایرج نے جھپکی دی کہ تلوار بیٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے
تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زین سے بلند کیا اور آواز دی کہ اے شاپور لے اسے یہ
کہکر سامنے شاپور کے مجنون تیغ بند کو پھینک دیا اُس نے کمند مار کر گرفتار کر لیا ایرج
مجنون کو اسیر کرکے لڑتا ہوا بڑھا تھا کہ دیکھا الماس شاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہے الماس شاہ
نے ایرج کو دیکھکر للکارا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور قریب آکر نیزہ مارا ایرج نے
نیزہ و تلوار سے قلم کیا الماس شاہ نے تلوار ماری کہ تلوار قبضہ سے کٹ کر دور گری ایرج نے
اسے بھی مثل مجنون تیغ بند کے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر تاش زین سے اُٹھا کر بروے زمین
مار کر چار دن شانے چت گرا شاپور کھڑا تھا اسکو بھی دوڑ کر گرفتار کیا لیکن سہان آدمخوار

نے جو ایرج کو دیکھا کہ دوسرا وار ایرج نے اسپر کیا اسکی بھی شامت آئی اژدر پشت نہنگ پکڑ کر جھپٹا
اور قریب پہونچکر کہا کہ ہم سہمان آدمخوار یہ کہکر لتہ مارا ایرج نے اژدہ تلوار سے قلم کیا اور کمربند
پکڑ کر اٹھا لیا سہمان نے ہر چند لنگر مارا کچھ نہوا ایرج نے بجائے سپر رکھا جس نے تلوار ماری
ایرج نے سہمان پر ردکی سہمان زخم کھا کر تڑپا اب اہل لشکر ایرج پر ہاتھ نہیں اٹھاتے کہ اپنے
ہی طرف کا سردار مارا جائیگا ایرج جسے تلوار مارتا ہے مع مرکب چار ٹکڑے ہوتے ہیں غرضکہ
اب ایرج نے رخ تخت لاہوتک کی طرف کیا کہ اسکو بھی مار لوں تاکہ یہ سب مرحلہ سر ہو جائے
پھر کوئی فتنہ و فساد نہ باقی رہے گھوڑا ڈالکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا کافرون نے جو یہ
دیکھا ہجوم کیا ایرج بھلا کب اور کس سے رکتا ہے ایک آن واحد میں قریب تخت لاہوتک
کے جا پہونچا قریب تھا کہ فیلان مست کو مار کر لاہوتک کو مع تخت کے اٹھالے اتنے میں تخت کشان
نے جلدی سے حکم طبل امان کا دیدیا ایرج نے پشت دست کو کاٹ لیا کہ افسوس اس شیطان
بچے کی قسمت سے لاہوتک بچ گیا اور اپنے خیمے کی جانب پھرا ادھر کفار میدان سے پھر کر اپنی
فرودگاہ پر آئے ادھر اہل اسلام خرم و شادمان اپنے مقام پر پہونچے رات ہوئی ایرج
آکر بارگاہ میں بیٹھا مجنون تیغ بند نے الماس شاہ محیط کوہی اور سہمان آدمخوار
وغیرہ کو طلب کیا جب یہ سامنے آئے ایرج نے تلقین دین اسلام کی کسی نے منظور نہ کیا ایرج
نے اسیر غل و زنجیر کروا کر زندانخانے میں بھیجدیا اور وہان کفار جو محزون و مغموم داخل بارگاہ ہوئے
لاہوتک تخت پر نہایت ملول بیٹھا ہے اکوان چہار دست بھی آکر دنگل پر متمکن ہوا ارادہ تھا اسکا
کہ طبل جنگ اپنے نام پر بجواؤن کہ لاہوتک کو گریان و نالان پایا اکوان متحیر تھا کہ یہ خداوند
گریہ کیون کر رہے ہیں لیکن بلاشور کہ بلائے بے درمان ہے سمجھ گیا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا اور کہا
یا خداوند اگر حکم ہو تو ایرج کو ابھی گرفتار کر لاؤن لاہوتک یہ سنتے ہی خوش ہو گیا چہرہ پہ
بحالی آگئی کہا ای بلاشور اگر ایسا کیا تو نے تو بہت بڑی عزت تیری کرونگا بلاشور نے قصد کیا تھا
کہ جاؤن اکوان کو یہ کلمات برے معلوم ہوئے یہانتک کہ بانکیا اور بول اٹھا کہ مجھے یہ نامردی
پسند نہیں ہے کہ اتنے بڑے سردار کو عیاری سے گرفتار کرا کے قتل یا قید کرین دوسرے یہ
کہ میری بہت بڑی ذلت کا امر ہے کہ لوگ کہین گے اکوان چہار دست ایسا نامرد تھا کہ خود تو مقابلہ
کیا ہی خداوند نے مجبوراً عیاری سے گرفتار کروا دیا بس اب میں بغیر سر ایرج لیے لشکر میں نہ آؤن گا
یا زندہ گرفتار کر کے لاؤنگا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور تنہا طرف لشکر ایرج کے فوراً روانہ
ہوا لیکن یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دی کہ اکوان بارادۂ جنگ تنہا
آتا ہے فرمایا لشکر میں منادی کرا دو کہ کوئی اکوان کو نہ روکے لیکن اکوان از بسکہ مرد راست
رو ہے پاس لشکر ایرج کے پہونچکر کہا کہ میں فقط ایرج پاس جاؤن گا تم سے سروکار نہیں سب
نے راہ دی اکوان داخل بارگاہ ہوا ایرج نے اسکے واسطے دنگل منگوا دیا اکوان دنگل پر بیٹھا
ایرج نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام شراب پیش کیا اکوان نے کئی جام متواتر
پیے ایرج نے پوچھا اے بہادر اسوقت آپ کے آنے کا کیا سبب ہوا اکوان نے

غرض البتہ بیان کی کہ اس طرح لاہوتک نے بلاشور سے کہا وہ آپ کی فکر مین آتا تھا مجکو یہ منظور نہوا کہ ایسے
بہادر کو بیمار گرفتار کر لیجائے اور وہ بے بسی سے قتل ہو لہذا اگر تم میرے ساتھ چلو تو مین قصور تمہارا خداوند سے
معاف کروا کے صلح کرا دون ورنہ مجھے جنگ کرو کہ مین قسم کھا کر آیا ہون کہ بغیر ایرج کو یا سر اُسکا لیے نہ
آؤنگا ایرج نے کہا یون تو مجھے جانے اور صلح کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اگر لڑانے کو کہتے ہو تو مین
حاضر ہون لیکن اس لڑنے مین کیا لطف اور کیا مزا ہے اگر مین تم یہان تجھے مین لیتا تو کسکو خبر ہو اور
کون دیکھتا ہے کہ کسنے کیا کیا سر میدان مقابلہ ہو تاکہ تمام عالم دیکھے اور داد مردانگی کی دے جاکر طبل جنگ
بجواؤ صبح کو سر میدان سمجھ لینا یا مین تمہین باندھ لونگا یا تم مجھے باندھ لینا اکوان نے کہا بہتر ہے
اور اسیوقت بارگاہ ایرج سے اُٹھکر باہر آیا مرکب پر سوار ہوکر صحرا کی راہ لی جب لشکر ایرج سے نکل گیا
اب اسے فکر ہوئی کہ کسے لشکر مین بھیجون جو طبل جنگ بجوا دے ایسلیے کہ مین نے تو قسم کھائی ہے کہ بغیر سر
ایرج کا اپنے لشکر مین نہ آؤنگا اتفاقاً بلاشور اسکے ساتھ آیا تھا جب تک اکوان بارگاہ ایرج
مین رہا یہ بھی صورت تبدیل کیے وہین موجود رہا اور سب باتین سنین جب یہان اکوان کو متردد
پایا آپ کو ظاہر کیا اور کہا کہ اے رستم دستان پہلوان زمان مین جاکر طبل جنگ بجوائے دیتا
ہون اور ایک خیمہ لاکر استادہ کیے دیتا ہون کہ آپ راحت سے شب اسی صحرا مین بسر کرین یہ
کہکر روانہ ہوا اور جاکر خدمت لاہوتک مین عرض کی کہ کل کا دن اکوان سے اور ایرج سے
لڑائی کا ٹھہرا ہے آپ طبل جنگ بجوائین لاہوتک نے کہا اکوان کہان ہے بلاشور نے کہا وہ صحرا
مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے کہ مین لشکر مین نجاؤنگا تا وقتیکہ سر ایرج کا نہ لیجاؤنگا کیونکہ مین نے
قسم کھائی ہے لاہوتک نے اسی وقت حکم طبل جنگ کا دیا اور ایک بارگاہ مختصر واسطے اکوان کے بلاشور کے
ساتھ کرکے جانب صحرا روانہ کردی اکوان صحرا مین قیام پذیر ہوا غرضکہ ادھر تو لشکر ایرج مین نقارہ
رزمی بجا اور اُسطرف لشکر لاہوتک مین طبل جنگی شورش مین آیا دونون طرف تیاری
جنگ ہونے لگی بہادران شیردل آلات حرب وضرب درست کرنے لگے یہان تک کہ رات بھر تیاری
جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے اُسطرف سے لشکر
لاہوتک انبوہ انبوہ گروہ گروہ جوق جوق نمایان و آشکار ہوا اور میدان مین آکر صف باندھی
اسطرف فوج ظفر موج شاہزادہ ایرج نوجوان کی صف بستہ ہوئی کہ یکایک جانب صحرا سے اکوان جانور
سرگردن زبردست پر سوار شولہ ارابون پر آلات حرب وضرب لدے ہوئے اس تفصیل سے کہ چار
ارابون پر نیزہ و تیر و کمان اور چار پر چار گرز ایک ایک ضرب سات سات سو من کی چار
ارابون پر خنجر و تیر کمان و چاق وغیرہ چار پر شمشیر ہاے صد منی اس شان و شوکت سے
اکوان میدان جنگ مین آیا اور آتے ہی چار نیزہ چار دن ہاتھون مین استوار کیے اور
گھوڑے کو جولان دیکر ہاتھ نکالنا شروع کیے سراپا میدان کا دکھلایا جبکہ خوب پسینہ
مین عرق عرق ہوگیا تو چار دن نیزے زمین پر گاڑ دیے اور بیچ مین خود کھڑے ہوکر دم
کو آراستہ کرکے بڑے ہی زور سے نعرہ مارا کہ اے ایرج یہی گو ہے یہی میدان ہے تمام عالم میری
شان و شوکت اعزاز و اکرام کو دیکھ رہا ہے لہذا اب تجھے نصیحت کرتا ہون کہ ہاتھ سے میرے ذلیل ہو

اور چلکر خداوند لاہوت کو سجدہ کر تو خطا مین تیری عفو کرا دون یہ سنکر ایرج نے مرکب کو جولان کیا
اور مقابل اکوان کے آکر نعرہ کیا کہ اسی شان و شوکت پر تو نازاں اور غمزہ کرتا ہی کہ یہ سڑا چکڑ و نیز اسباب
جہالت لادکر میدان مین آیا ہی اگر زور دست تھا تو جسم پر کیون آلات حرب کو آراستہ کیا اکوان
یہ سنکر غیظ و غضب مین آیا اور مرکب کو دوڑا کر نگاور زن ہوا اس طرف سے ایرج نگاور زن ہوا اسپ
سے سپر رٹی چنگاریان آگ کی نکلتی ہی پھول پیرون سے جھڑ پڑے اس وقت یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ
گران ہلنے دشت قتال لرز گیا لیکن مرکب نے اکوان کے پنجہ کھینچا اور سات قدم پسپا ہوا گھوڑا
ایرج کا تین قدم پیچھے ہٹا دونون لشکر دون مین ایک خروشش بلند ہوا لیکن اکوان نے ایک
ہی مرتبہ چارون نیزے سینۂ ایرج پر مارے ایرج بھی فن سپہ گری مین ہا جھتراں وقت اہی
دو نیزے خالی دیے اور دو نیزون کو ایک نیزے پر گا تھا اور بیٹے ہی گردشش مین ہاتھ سے اکوان
کے دو نیزے نکال دیے بعد اس کے اکوان نہایت ہوشیاری سے لڑنے لگا گیارہ طعن کی
نوبت پہونچی ہوگی کہ ایرج نے ایک ہی بار وہ دونون نیزے بھی ہاتھ سے اکوان کے نکال
دیے اکوان کو نہایت خفیف کیا اور غریو دونون لشکر دون مین ہوا دوست دشمن سب
تعریف کر رہے تھے لیکن اکوان نے جھپٹ کر آرابون پر سے گرز اٹھا لے کر ایک ایک
ضرب سات سات سو من کی تھی چارون گرزون کو چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب آکر ایک ہی
بار چارون گرز سر ایرج پر مارے شاہزادۂ زمان ایرج نوجوان نے داہنے ہاتھ مین گرز بائین
ہاتھ مین سپر استوار کی اور دو گرز عمود پر اور دو گرز سپر پر روکے بڑے زور سے تڑا اسکے
کی صدا بلند ہوئی دو شعلے فلک کو نکل گئے سپر سے پھول گرے اور کلہ عمود ایرج نوجوان
شق ہوگیا گردہ بن اشقر نے پنجہ کھینچا رکابون تک غرق زمین ہوگیا تق گرد ا سقدر
بلند ہوا کہ ایرج نظرون سے پنہان ہوگیا اکوان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
سب کو یہ گمان ہوا کہ ایرج مارا گیا کیونکہ چار گرز اکوان نے مارے تھے کس کس
ضرب کو روکا ہوگا لیکن شاور جھپٹ کر چلا تھا کہ دیکھون میرے آقا کا کیا حال ہوا کہ
یکایک ایرج گرد سے باہر آیا اور نعرہ کیا کہ تو ضربے زدی ضرب ما نوشش کن ؎ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ؎ اور قریب پہونچکر گرز صد منی سر پر چرخ دیکر اکوان
پر وار کیا اکوان نے چاہا کہ ضرب ایرج کی خالی دون مرکب کو پیچھے ہٹا لیکن گرز سر پر پڑا ہی
گیا اور گردن اکوان کا مارا گیا بس یہ حالت دیکھ کر اکوان بہت غصہ مین آیا اور جھپٹ کر چار
شمشیرین چارون ہاتھون مین کھینچین اور قریب ایرج کے پہونچکر چاہا کہ گھوڑے کو ایرج کے پیے
کردن ایرج مرکب سے کود پڑا اکوان نے دیکھا کہ ایرج پیادہ پا ہے بہت خوش ہوا اور دل مین
کہنے لگا کہ یہی موقع ہی اکوان نے ایک ہی مرتبہ چارون ضربین کین ایرج نے کہ فن سپہ گری مین
بہت بڑا استاد تھا اور پہلوان بھی تھا اور پھری گدکہ اور بانک وپٹہ بھی بخوبی جانتا تھا
اس وقت ایک ایسا پیچ کیا کہ دو تلوارین اپنے تیغ سکندری سے قلم کین اور دو تلوارین سپر
روکین سپر کوئی چار چار انگل دو جگہ سے کٹی ہوگی اور تلوارین اکوان کی در آئی ہونگی کہ ایرج نے

لچکا دی وہ دونون تلوارین بھی شکست ہوئین بس یہ حال دیکھکر اکوان ایرج چت پٹ پڑا ایرج
نے بھی سپر تلوار کو پھینکا اور اکوان سے دست وگریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر دونون
لشکر واسطے تماشے کے آگے بڑھ آئے کشتی جھڑاکے سے ہونے لگی سردارون کی راؤٹیان گرد استادہ
ہوگئین شام تک ایرج واکوان سے کشتی رہی شام کو دونون طرف سے روشنی آئی
سردارون کو کھانا پینا حرام ہوگیا دونون طرف نگاہین کشتی مین اور جانین پہلوانون سے
لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیے کسکی شکست ہوتی ہی کیونکہ دونون زبردست روزگار ہین مگر ایرج واکوان
کی یہ کیفیت ہی کہ جہان اکوان ایرج کو چارون ہاتھون سے پکڑلاتا ہی ایرج مانند برق کے
نکل جاتا ہی اور جہان ایرج اکوان کو پکڑلاتا ہی یہ بھی نکل جاتا ہی کسی پر کوئی غالب نہین ہوتا
یہان تک کہ دو شبانہ روز اسی عالم مین گذرے تیسرا دن ہوا اب ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ جہان
ایرج اکوان کو پکڑلاتا ہی تو مشکل پڑجاتی ہی اور دم اکوان کا آگیا ہی ایک مرتبہ اکوان نے کہا
نے ای بہادر دوران یہ اخیری زور میرا ہی یہ کہکر دو ہاتھون سے کمربند ایرج کا تھاما اور ایک
ہاتھ سے بازو دوسرے ہاتھ سے وہ بازو پکڑکر جو زور کیا اور ریلا تو بیس قدم تک ایرج کو
پسپا کیا بعد اسکے جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا ایرج کا آشنا بزمین ہوا شاپور نے آواز دی کہ ای شہریار
آج یہ کیا ہی کہ آپ نے اتنی دیر لگا دی اور اکوان کو زیر بزمین نہین کیا کیون آپ نے ایک عالم کو
بخورد خواب کر رکھا ہی بس یہ سنتے ہی ایرج نے لنگر مارا کہ تا بہ زانو غرق زمین ہوگیا پھر ہر چند
اکوان نے زور کیا کچھ نہو سکا اب ایرج نے کمربند اکوان کا تھاما اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور
کیا تو ساٹھ قدم اکوان کو دوڑاے گیا وہان سے جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ایرج نے
اکوان کو سنبھلنے نہ دیا اور سر سے بلند کرکے زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
سوار ہوا باندھکر مشکین شاپور کے سپرد کیا اور نقارہ فتح بجوا کر میدان جنگ سے پھرا کفار
بادل درحزین اپنی فرودگاہ پر گئے ایرج اپنی بارگاہ مین آیا اکوان کو زندان خانہ بھیجدیا خود سو رہا
کہ تین روز کا تھکا ہوا تھا دوسرے روز دربار کیا اور قیدیون کو طلب کیا لیکن جب اکوان
زندان خانے مین گیا تھا تو سہمان آدمخوار اور مجنون تیغ بند اور الماس شاہ
محیط کوہی قاہر بن قہرمان وغیرہ سب قید تھے انھون نے جو اکوان کو دیکھا تھا کہا
کہ ای اکوان کل ایرج تلقین بدین اسلام کریگا تو بکر مسلمان ہونا دوسرے روز موقع پاکر
بھاگ چلین گے اکوان نے کہا کہ یہ مجھ سے نہوگا کہ دغا کرون اسنے بمردی مجھے زیر کیا ہی
غرضکہ داروغہ زندان خانہ سب کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نے اکوان کو کرسی زرنگار پر بٹھایا
اور ساقی سے کہا کہ جام شراب دے جب اکوان شراب پی چکا ایرج نے دیکھا کہ اکوان نشہ مین
غرقاب ہی اسوقت اکوان سے پوچھا کہ مین نے تجکو کیونکر زیر کیا اکوان نے کہا کہ جس طرح سے
بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین ایرج نے کہا کہ اب میرے اطاعت کے بارے مین کیا کہتے
ہو اکوان نے کہا کہ مجھے بدل وجان منظور اور قبول ہی ایرج نے کلمہ تلقین کیا اکوان بھی
بقبول مسلمان ہوا اور قاہر والماس شاہ ومجنون وسہمان یہ سب بکمہ

سلطان ہوئے کہ ایسا شخص ایرج قتل کرے ایرج نے قید سب کی دور کروائی سب کو خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور اکوان کو گلے سے لگایا مجلس عیش اسکے واسطے آراستہ کی تمام لشکر میں خوب روشنی ہوئی کہ رات دن معلوم ہوتی تھی درخت تمامی سے منڈھے گئے قندیلیں جھاڑ ہانڈیاں آویزاں ہوئیں بارگاہ میں صحبت رقص و غنا منعقد ہوئی تمام سردار آکر لباس مکلف پہن پہنکر بیٹھے جام شراب ناب گردش میں آیا ساقیان سیمین ساق ساقی گری میں فائق و مشاق اشعار مناسب بزم پڑھکر جام ایک ایک سردار کے آگے لاتے تھے شعر ساقیا برخیز و در دہ جام را خاک بر سر کن غم ایام را

غزل

بزم میں مستانہ یوں دلبر چلے
شاد کرنے آئے غم دے کر چلے
کسکی بربادی کا یہ سامان ہے
زخم جب کچھ کچھ جگر کے بھر چلے
ہو چلا دل انجمن میں ساقی ہو
آج واعظ سے سر منبر چلے
بہکی بہکی پھرتی ہے اسکی نگاہ
پھر حوادث کے کئی چکر چلے
دل مرا پامال سینہ میں کیا
آج دو بانکوں میں کیا خنجر چلے
سامنے ہم اسکے جب بیٹھے رہے
کس طرح بیمار غم اٹھ کر چلے
جلوہ گاہ یار میں اے آرزو
مست و بیخود ہو کے خود ساغر چلے
زندگانی کی ہوس میں مر چلے
بن سنور کر آپ کس کے گھر چلے
وہ وفا کی داد دینے آئے تھے
خون سے آنکھوں کے ساغر بھر چلے
جان دیدی پھر نہ سمجھے جان نثار
مست سید عار استے کیونکر چلے
دل بھر آیا شیشہ کا ساقی بغیر
چلتے چلتے چال وہ رک کر چلے
موت جب تنگی بڑھی فرقت میں عمر
حال دل اس پردہ میں کہکر چلے
مستی بیجا سے ہے ساقی خراب
مضطرب آئے تھے ہم مضطر چلے
روٹھ کر ہم سے وہ اپنے گھر چلے
گھٹ گئے جب قد سے ہم جھککر چلے
شورش الفت نے پھر جھگڑا کانک
اور الزام محبت دھر چلے
جھگڑا اک خم پر اسے پیر مغان
ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے
بار کچھ کچھ لا چلا تھا نخل عشق
آبدیدہ بزم سے ساغر چلے
اسنے دیکھا سر سے دیکر آئینہ
زندگی جاتی اگر تو مر چلے
ناتوانی سے کہیں چلتا ہے زور
سنگ عقل دیکھکر ناغر چلے

یہاں یہ ہنگامہ برپا تھا کہ شاپور نے آکر عرض کیا کہ اے شہریار دسترخوان بچھا ہے ایرج اکوان کو لیے ہوئے آیا سب نے کھانا کھایا پھر بارگاہ میں آکر بیٹھے اب صحبت رقص و غنا کی گرم ہوئی رقاصان پریزاد حاضر ہوئیں اور باری باری مجرے کرنا شروع کیے غزل

تو جب سے جدا ہے دل کی حسرت بڑھتی جاتی ہے
جوانی آتی جاتی ہے طبیعت بڑھتی جاتی ہے
تسلی سے تڑپ دل کی نہایت بڑھتی جاتی ہے
گریبان سحر ڈھونڈھے گا اب دست قضا اپنا
گنہ کرنے سے ہے عذر گنہ بدتر نہیں کچھ شک
علامت شام غم آنے کی ان تنی ہوتی ہے ظاہر
جگر میں درد جب اٹھتا ہے رہجاتے ہیں اف کر کے
بخیر انجام ہوا اچھے نہیں ہیں طور الفت کے
قدم رفتار اللہ رے ترے گھنگھرو کا آوازہ
ستم کرتے ہیں وہ جو جو محبت بڑھتی جاتی ہے
مرے بانکے کی دن بدن شرارت بڑھتی جاتی ہے
تمہارے کیجیے جتنا اذیت بڑھتی جاتی ہے
کہ ہمراہ شب غم دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہے
صفائی جسقدر ہو کدورت بڑھتی جاتی ہے
کہ میرے سیہ خانے کی ظلمت بڑھتی جاتی ہے
کہ طاقت گھٹتی جاتی ہے اذیت بڑھتی جاتی ہے
وہ جتنا کھنچے جاتے ہیں محبت بڑھتی جاتی ہے
کہ جس جا سے خود آئے قیامت بڑھتی جاتی ہے

سکے جاتا ہے در پردہ ستم شاید کوئی ظالم	کہ اپنے درد پنہان کی اذیت بڑھتی جاتی ہے
سحر کو کیسا اُداسی چھا رہی ہی قبر عاشق پر	ہین گل پژمردہ ایک اک شمع تربت بڑھتی جاتی ہے
تڑپتے ہو چلے ہین اور اب تیری طبیعت کے	لیکن نا آشنا لوگون سے محبت بڑھتی جاتی ہے
گھٹاتے ہین وہ ربط انجام یارب ہوگا کیا اسکا	یہان کثرت ہوا ارمانون کی حسرت بڑھتی جاتی ہے
یہ کا تماشا دیکھئے نکلے گا کس دن آرزو دل سے	خلش درد محبت کی نہایت بڑھتی جاتی ہے

غرضکہ صبح تک عجیب صحبت رہی صبح کو جلسہ برخاست ہوا کفار نے اس رنج مین کئی روز طبل جنگ بجوایا لیکن چوتھے روز بلا شور سے لاہوتک نے کہا کہ جاکر میرے سردارون کو فہمائش کر کہ وہ سچے آئین بلا شور بصورت مبدل روانہ ہوا پہلے ایرج کی بارگاہ مین گیا وہان دیکھا کہ خالی ایرج بیٹھا ہی اور کوئی نہین ہی وہان سے بارگاہ تورج مین آیا یہان بھی کسی کو نہ پایا لیکن دیکھا کہ کچھ بارگاہ مین نئی استادہ ہین بلا شور قریب اُن کے آیا ایک بارگاہ سے دیکھا کہ خدمتگار نکلا ہی بلا شور اُسکے ساتھ ہوا وہ ایک جگہ بیٹھکر پیشاب کرنے لگا بلا شور نے حلقہ کمند کا مارا چاہا اُس نے کہ شور کرون بلا شور نے گیند عیاری کا حلق پر چڑھا دیا اور اُسے بیہوش ڈال کر اُسی صورت اُسکی بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ مجنون تیغ بند و اکوان و قاہر و سہمان سب ایک جگہ بیٹھے ہین مجنون تیغ بند اکوان کو سمجھا رہا ہی کہ ای اکوان اتنی ہی سختی پر تو اپنے خداوند کو بھول گیا اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا اب بھی بہتر یہ ہی کہ رات کو شبخون مارکر سب نکل جاوین اکوان نے کہا ای مجنون یہ کہان ہوسکتا ہی کہ اپنے محسن کے ساتھ دغا کرون دیکھو تو ایرج نے باوصفیکہ ہمدردی تمکو زیر کیا اُسپر کسقدر نوازشس کی کہ میرے لیے محبت جشن آراستہ کی مجنون نے کہا دشمن کا احسان ہی کیا دشمن کے احسان کا اتنا خیال ہی اور احسان خداوند کو بھول گئے کہ اُس نے پیدا کیا زور و طاقت دی سب کو دو ہاتھ دیے تمکو چار ہاتھ عطا کیے علاوہ اسکے جب تم خداوند کی خدمت مین آئے تھے تو اُس نے بھی تمھارے واسطے جشن کیا تھا غرضکہ اسقدر اس ملعون نے بہکایا کہ اکوان چپ ہوا اور الماس شاہ محیط کوہی و سہمان و قاہر بھی مجنون تیغ بند کے ہمزبان ہوئے اتنے مین بلا شور نے اپنے کو ظاہر کیا اور کہا کہ ای اکوان مجھے خداوند نے اسی واسطے بھیجا ہی کہ جاکر عزرائیل قدرت سے کہو کہ ہمین اسقدر جلد بھول گیا تو کیون ایرج سے خوف زدہ ہی ہمنے موت ایرج کی تیرے ہی ہاتھ سے معین کی اسوقت جو تجھے زیر کر دیا تو تیرا دل دیکھتے تھے افسوس کہ تو امتحان مین پورا نہ نکلا یہ سنکر اکوان کا دل برگشتہ و پریشان ہوا کہا اے بلا شور میری طرف سے خداوند سے کہنا کہ مین برگشتہ نہین ہوا ہون آپ رات کو شبخون لشکر ایرج پر ماریے تاکہ جنگ مین ایرج کا کام تمام کر کے حاضر خدمت ہون بلا شور یہ سنکر روانہ ہوا اور سب کیفیت لاہوتک غول سے بیان کی لاہوتک نے پوشیدہ تیاری جنگ کا حکم دیا سب رسالدارون نے اپنے رسالے مین حکم کیا کہ بوقت شب مسلح و مکمل ہو کر بیٹھین جب رات ہوئی تو لاہوتک نے ملک مرداقی

کو ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم پشت لشکر پر گرنا بعد اسکے حائل شاہ بن زبرجد شاہ کو دوسری جانب
روانہ کیا اور کہا کہ صحرا مین پوشیدہ رہو فلان وقت پر یعنی ٹھیک بارہ بجے شب کو جب سب سو رہین
اُسوقت تم میسرہ پر سے حملہ کرنا جمشید جابلقا کو مع لشکر ایک طرف بھیجا اور کہا کہ تم میمنۂ فوج پر حملہ
آور ہونا اور خود تیاری کر کے منتظر وقت ہو کر بیٹھا جب بارہ بجے اور دربار ایرج کا برخاست ہوا
سب سردار اپنے اپنے خیمون مین واسطے آرام کے گئے لیکن یہ سب سیاہ دل یعنی اکوان
چہار دست مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی قاہر بن قہرمان دیو ہرہ
سبحان آدم خوار ایک خیمے مین مسلح و مکمل ہو کر بیٹھے یکایک جب بارہ بجے کولا ہوتک
غول مع تمام لشکر سامنے سے آکر قلب لشکر پر گرا طلایہ کے گشت پر نصر اول کشتی گیر سردار ایرج
نوجوان تھا وہ بیچارہ چند لوگون سے بڑھ رہا تھا اتنے بڑے لشکر سے کیونکر لڑتا لیکن تلوار کھینچکر
مردانہ وار جا پڑا اور لڑنے لگا دو چار کو مارا تھا کہ کمند اندازون کے غول مین پھنسا ہزارہا کمندین
ہر طرف سے چلین آخر اسیر ہوگیا اور لشکر لاہوتک نے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا سب غافل
سو رہے تھے اس شور و غل سے اٹھے بھی تو جب ہتھیار لگائین مرکبون پر سوار ہون تو لڑین کفار
مہلت نہین لینے دیتے اہل اسلام بے بسی سے قتل ہو رہے تھے ادھر پشت سے ملک مرداق تین
لاکھ سوار کی جمعیت سے گر کر قتل کرنے لگا اُس طرف پہرا نیلم زنگی کا تھا اُسنے جلدی سے کچھ
لوگون کو ہوشیار کر دیا لیکن جب تک وہ درست ہون کفار آ پڑے اور حملہ آور ہوئے نیلم زنگی مرکب
کو اُڑا کر قریب ملک مرداق کے آیا کہ پہلے اسی کو مار لو پھر مرنا تو ہر طرح ہی اور قریب پہونچکر تلوار
ماری ملک مرداق نے سپر پر وار اسکا روک کر تیغہ مارا نیلم نے سپر بلند کی
لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی داسکتا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر
سر سے نکل گئی نیلم غش کھا کے زمین پر گرا کفار نے نیلم کو بھی اسیر کیا اور قتل کرتے ہوئے آگے
بڑھے ادھر سے میسرہ پر حائل شاہ نے حملہ کیا اُدھر امرجان دریا باری طلایہ پر تھا جب دیکھا
کہ جانب صحرا سے روشنی نمودار ہوئی تو اُسنے لوگون کو ہوشیار کیا وہ جب تک مسلح ہون
تب تک کفار قریب آ گئے مرجان نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور کہا پہلے مجھسے لڑ لو تو آگے
بڑھنے کا ارادہ کرنا یہ سُنکر حائل شاہ نے ایک پہلوان کو کہ نام اُسکا فریب جنگ آزما
تھا بھیجا اُسنے آکر مرجان سے جنگ آغاز کی حائل شاہ موقع پا کر لشکر پر گرا اور قتل کرنے
لگا لیکن فریب جنگ آزما نے نیزہ سینہ پر مرجان کے مارا مرجان نے نیزہ کو اُسکے تلوار
سے قلم کیا فریب نے تلوار کھینچکر وار کیا مرجان نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کر
وار کیا فریب نے بھی وار مرجان کا روک لیا تا دیر رد و بدل رہی اثنا مین فریب
نے دھوکا دیکر کمند ماری کہ حلقہ اُسکا گلے مین مرجان کے پیوست ہوگیا فریب نے
جھٹکا مار کر مرجان زمین پر آیا فریب نے مرجان کو گرفتار کیا اُدھر میمنہ
فوج پر جمشید جابلقا مع لشکر کثیر آیا عوجان دریا باری کا اس طرف پہرا تھا
اس نے جلدی مین اور کچھ نہ بن پڑا جاتے ہی جمشید پر حملہ کیا تلوار نے سر جمشید کا زخمی کیا

جمشید نے شور کیا بلا شور دوڑ کر قریب آیا اور ایک تیغ قلاخن مین رکھکر مارا کہ سر پر عوجان کے پڑا
عوجان بیہوش ہوکر زمین پر گرا بلا شور نے اُسے بھی گرفتار کیا اب لشکر نے فوج ایرج کو پامال کرنا
شروع کیا چارون طرف سے کفار گھیرے ہوئے ہین پامال کرتے چلے آتے ہین جب خوب شور
وغل بلند ہوا تو اکوان چار دست و مجنون تیغ بند و الماس شاہ محیط کوہی وقاہر
بن قہرمان دیو چہرہ سہمان آدمخوار سب کے سب مسلح و مکمل تو بیٹھے ہی ہوئے تھے خیمہ
سے نکلکر مرکبون پر بیٹھکر لڑنے لگے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے شاپور نے دوڑ کر خبر ایرج
کو دی کہ اے شہریار اُٹھئے قیامت کبریٰ آشکارا ہو رہی لاہوتک ملعون نے شبخون مارا ہی ہزارہا مسلمان
قتل ہوئے ایرج گھبرا کر اُٹھا جلدی سے لباس جنگ پہنکر مرکب پر بیٹھکر تیغہ سکندری کھینچکر
لشکر کفار پر چلا اور قتل کرنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ سامنے سے ایک پہلوان زبردست
مانند دیو کے چلا آتا ہی نام اس ملعون کا سرہنگ آدمخوار ہی ایرج نے للکارا او
ملعون نامرد شبخون تو مارا ہی اس سے بڑھکر بھی کوئی نامردی ہوگی اور لاف و گزاف
کرتا ہوا امیر سے مقابلہ کو سرہنگ جب قریب ایرج کے آیا پکارا کہ او نبیرہ حمزہ
مین تو تیری فکر ہی مین تھا یہ کہکر چنگال مارے ایرج نے پہلے ہی شکر تیغہ مارا کہ دونون ہاتھ سرہنگ
کے کٹ گئے سرہنگ سامنے سے بھاگا دیکھا اہل اسلام نے کہ یہ نامرد زخمی ہوکر بھاگا جاتا ہی
قریب پہونچکر ایک ہاتھ مارا کہ سرہنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور عمر تورج بن بدیع الزمان
اپنے خیمے سے نکلے مرکب پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوئے تمام رات لڑائی رہی قریب صبح کے
مجنون تیغ بند لڑتا ہوا پشت ایرج کی طرف آیا ایرج کو یہ گمان ہوا کہ یہ سب تو مسلمان ہو چکے ہین
میری طرف سے لڑ رہے ہونگے اس غفلت مین لڑتا ہوا چلا جاتا تھا لیکن مجنون نے قریب ایرج
کے پہونچکر پورا ہاتھ باطمینان تمام سر پر ایرج کے مارا اگر ایرج ایسا طاق اور مشاق فن سپہگری
مین نہوتا تو تلوار مجنون کی زمین پر پہونچکر دم لیتی مگر ایرج نے زخم کھاتے ہی واستانہ مارا کہ تلوار
جھنا کر سر سے نکلی مگر زخم کاری لگا کہ ایرج نے سر زین اسپ پر رکھدیا مرکب ایرج کو لیکر طرف
صحرا کے نکل گیا شاپور شیر دل نے جو یہ حالت اپنے مالک کی دیکھی جلدی سے تمام اسباب ابر
کروا کر عیارون کو گرد کر کے حقہ ہاے آتشبازی چار سمت مارنا شروع کیے ہر طرف آگ لگگئی
کفار جو بدعت کرتے ہوئے چلے آتے تھے بھاگے شاپور عیارون سمیت اسباب ایرج لیکر نکل گیا
اور اہل اسلام نے بھی جو راستہ پایا جانب صحرا روانہ ہوگئے پچاس ہزار اہل اسلام اس جنگ مین
کام آئے کوئی دس ہزار کا زارے گئے تورج بن بدیع الزمان تنہا ایک مقام پر گھیرے ہوئے
لڑ رہے تھے کہ پشت کی جانب سے آکر سہمان آدمخوار نے تلوار ماری سر تورج کا بھی زخمی ہوا
کمند اندازون نے تورج کو بھی گرفتار کر لیا اور نقارے فتح کے بجاتے ہوئے پھرے ملکہ اجادو
بھاگ کر قلعہ مین مقیم ہوئی اور مثل مادر کے ایرج کے واسطے روئی لاہوتک نے بعد فتح
تین روز تک برابر جشن کیا بعد اُسکے حکم کیا کہ کل یلغار کرو قلعہ عقلی آباد پر کہ اسپر بھی قبضہ
ہو سے تو آگے بڑھون مجنون تیغ بند نے کہا یا خداوند عقلی آباد سے ہاتھ اُٹھائیے کیونکہ ملکہ

جادو ساحر ہے بے مثل و عدیل ہو سامری وقت جمشید زماد اُسکا جواب دینے والا کوئی نہیں ہی
تو اُسنے سحر سے تو یہ کر لی ہی مگر جو جانتا اگر تو یہ توڑی تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گی اگر ایک ملک پر
قبضہ ہوا تو کیا آیندہ کسی تدبیر سے ملکہ جادو کو بھی پکڑ لیجئے لاہوتک نے کہا اچھا تقدیر کوچ کی
بجنے کی اسی وقت بارگاہین بار ہوئین اور لاہوتک وہان سے کوچ کر کے طرف قلعہ
شکستہ ملک حرمان کے روانہ ہوا اور قبضہ اپنا کر کے وہان سے طرف رزائل کے آیا اور قیام
پذیر ہوا اور جامہ بنام بدر بن نہ لازل یک چشمی و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو و جبائل خان ہندی لشکر روانہ کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای بندگان خاص الخاص
آگاہ ہو کہ مین نے خروج کیا ہے اور بہت ملک اپنے قبضہ مین لیے یہانتک کہ تا بہ رزائل پہونچا
ہون سنا ہی مین نے کہ تم نے بہت سرداران نامی کو گرفتار کیا ہی مرحبا صد مرحبا تو بیج بن
بدیع الزمان میرے قید مین ہی اور یارج کو مرکب جگاوے لیکن نہیں معلوم کس طرف
نکل گیا ہی پس تمکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی اس حکم نامہ کے سامان سفر مہیا کرو اور قلعہ عجم مین مقیم
رہو جس وقت دوسرا شقہ تمھارے نام آئے تو خدمت خداوندی مین مع قیدیان اسلام حاضر ہونا
شتر سوار جامہ لیکر طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے وہان بدر بن نہ لازل نے قلعہ عجم پر قبضہ
کر کے جشن کیا بعد فراغت صلصال و جبائل خان سے کہا کہ قید رکھنا ان خدا پرستون کا
بہتر نہیں ہی کہ شاید کوئی افتاد پڑے اور یہ چھوٹ جائیں لہذا قتل کرنا چاہیے صلصال و جبائل خان
کی بھی یہی رائے ہوئی غرضکہ میدان کی تیاری ہوئی بیس داریں استادہ ہوئین صبح کو اہل
اسلام کو کہ کل سرداران ذی وقار نامی و گرامی ہین مثل قاسم و بدیع الزمان و داراب
کشور کشا و اسکندر فرخ لقا و طماس بن عنقویل دیو برد کر کے سب کو زیر دار بٹھایا
اور حکم قتل دیا جلاد نے دوسرا حکم طلب کیا بدر نے کہا جلد قتل کر ہنوز تیسرا حکم صادر نہیں
ہوا ہی بدیع الزمان و قاسم دست بدعا ہین کہ خداوندا اس وقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی
حامی و مددگار نہین ہی کہ یکایک جانب صحرا سے گرد غفت بلند ہوئی اور چند شتر سوار
آئے اور اگر نامہ لاہوتک غول پیش کیا بدر و صلصال و جبائل خان نے
تعظیم کی پہلے نامہ کو سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا بعد اسکے پڑھنا شروع کیا لکھا تھا
کہ بغیر ہمارے سرداران حمزہ کو قتل نہ کرنا غرضکہ بدر نامہ دیکھکر قتل سے باز رہا اور وہان
لاہوتک غول نے نجومون سے پھر پوچھا کہ خوب غور کر کے جاؤ کہ میرے زوال حکومت
کا سبب کون ہو گا نجومون نے کہا پہلے بھی عرض کر چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ سوا بدیع الملک
دوسرا آپ کی حکومت مین خلل انداز نہین ہو سکتا اور اب بین اسکا بارہ برس
کا ہی اور قلعہ قمر بخش مین موجود ہی اور دیو دن کو تیاری ہفت منظر کے واسطے روانہ کیا
ہی لاہوتک نے اسی وقت ایک جام بھر کر رکھا اور کہا ہی کوئی ایسا جو سر بدیع الملک
لائے یہ سنتے ہی سہمان آدم خوار اٹھ کھڑا ہوا اور جام پیکر کہا کہ غلام اس کام کو سرانجام دیگا
یہ کہکر چالیس ہزار زنگیان آدم خوار کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ قمر بخش کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے

لاہونک نے فیروزۂ سنگ انداز کو واسطے خبر کے طرف جزیرۂ مارگیر کے روانہ کیا کہ جاکر
صلصال سے کہو کہ بندیان اہل اسلام کو لیکر طرف سبائل کے چلو ہم بھی آتے ہین اور
اسی وقت کوچ کرکے روانہ سبائل ہوا

لیکن اب چند کلمہ بدر بن زلازل یک چشمی کے بیان ہوتے ہین

کہ جب اس ملعون نے قلعہ عجم کو خراب کرکے ارادہ قتل سردارون کا کیا تھا کہ نامہ لاہونک
پہونچا جسکا مضمون یہ تھا کہ لماز ثانی کے منتظر رہنا جس وقت دوسرا شقہ آئے فوراً خدمت خداوندی
مین حاضر ہونا بدر منتظر وقت بیٹھا تھا کہ فیروزۂ سنگ انداز پہونچا نامہ دیا بدر اسی وقت
چند لوگون کو ہمراہ لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوا کہ اب ذکر انکا وقت پر ہوگا

یہان سے چند کلمہ داستان حیرت خسرو ہند لندھور بن سعدان کرد کے بیان ہوتے ہین

جس وقت لندھور سے بدشاہ جدائل خان فوج تیار کرکے طرف باختر کے واسطے قتل اہل اسلام کے
روانہ ہوا ایک روز اسقدر پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ بیہوش ہوگئے عالم خواب مین دیکھا
کہ جناب ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای لندھور کیون
اس قدر گریان و نالان ہو لندھور نے عرض کی کہ یا حضرت یا تو دعا فرمایئے کہ آنکھین میری
روشن ہو جائین یا دعا کیجیے کہ خدا مشکل میری آسان کردے کہ اس زندگی سے تو موت بہتر
ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ مضطر ہو خدا آنکھون کو تیری روشن کریگا
اور لعاب دہن آنکھون مین لندھور کے لگا دیا فوراً دیدۂ حق بین لندھور کے روشن
ہوگئے اور معظم خان بن بہرام بھی اسی طرح بینا ہوئے غرضکہ جب دونون خواب سے
چونکے در و دیوار زندان نظر آئے لندھور نے وہین سجدۂ شکر پروردگار کیا اور پاس
معظم خان کے آئے معظم خان لندھور کو اپنے پاس آتے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے
لندھور نے اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ میری آنکھین تو اس طرح معجزہ سے آگے جناب ابراہیم
علیہ السلام نے روشن کین تم کیونکر اچھے ہوئے کہ مجھے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے
معظم خان نے بیان کیا کہ مجھپر بھی یہی کیفیت گذری لندھور اور معظم خان خوشی
مین بغلگیر ہوئے قید خفیف کو پارہ پارہ کرکے باہر نکلے زندان بان لندھور کو بینا دیکھکر
قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ہم مجبور تھے لندھور نے قید خانہ سے نکلکر منادی کرادی کہ خداوند
کریم نے لندھور کی آنکھین روشن کین اب جس جس کو اطاعت لندھور کی کرنا ہو اور
بسبب خوف جان کے تقیہ کیے ہوئے ہو تقیہ توڑے اور بت پرستی سے ہاتھ اٹھائے لباس
اہل اسلام پھر اختیار کرے جس وقت یہ خبر عام ہوئی وہ لوگ کہ جو بسبب خوف جان کے کافر
بنے ہوئے تھے انھون نے تقیہ توڑکے بتخانون کو گرانا شروع کیا جو دل سے کافر تھے انھون نے
بھی بسبب خوف جان کے اسلام ظاہری اختیار کیا اور اسی ہزار جزائر کے بادشاہ کہ خوف
جدائل ہندی سے کافر بنے ہوئے تھے یہ خبر خوش اثر سنکر جوق جوق گروہ گروہ اطراف و جوانب سے
حاضر خدمت لندھور ہوئے اور نذرین مبارکبادی گذرانین اور زر کثیر لندھور پر سے تصدق کیے

تمام غرباؤن اور محتاجون کو تقسیم کردیا لندھور نے سب کو خلعت بخشے اور نولاکھ سواران شیر شکار انتخاب
کرکے پورا سامان جنگ درست کرکے آپ داخل محل ہوا شیرین دخت دوڑکر قدمون پر لندھور
کے گر پڑی اور کہا اے پدر بزرگوار مین تو جانتی تھی کہ اب زندگی مین آپ رہا نہون کے گر شکر ہے
پروردگار عالم کا کہ اُسنے بار دگر آپ کو زندہ کیا لندھور نے دیکھا کہ شیرین دخت کے
چہرے سے شرمندگی ظاہر ہے کہا کہ اے بیٹی اگر ولادنا لائق ہوجائے تو کیا چارہ ہے تو اسقدر
کیون زمین پر جھکی جاتی ہے مجھے تجھسے کوئی شکایت نہین اور تسلی تشفی دیکر سامان جنگ مہیا
کرکے باختر کی طرف برائے مقابلہ جدائل خان ہندی روانہ ہوا اور معظم حنان
بن بہرام نے چلنے کے وقت کہا کہ مین بھی فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہون اب انکا
ذکر بھی وقت پر آئے گا

یہان سے چند کلمے داستان سبائل کے بیان ہوتے ہین کہ وہان شاہ اسلام مع چند سرداران والا مقام سے مقیم ہین

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
کہ گنبد چرخ خانہ خراب
بہ بزم سخن طوطی خوشنوا

کہ آنکھون کو ہے تیرا ہی انتظار
ترے غم کا ہرگز نہین ہے جواب
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

شتاب سے کہ رنج و غم دور ہو
چلے کام دل کے بیہوش کا

مرا قلب مغموم مسرور ہو
محافظ رہے نشہ خود ہوش کا

کہ بعد روانہ کرنے ایرج و نور الدہر بادشاہ اسلام
بیٹھے حارث بن سعد اسی انتظار مین بیٹھے ہین کہ اب خبر فتح کی آتی ہے اور اب ایرج و نور الدہر آتے ہین
اسی طرح چند روز کا زمانہ گذرا ہوگا ایک روز جی چاہا شاہ کا کہ واسطے شکار کے چلیے کچھ ابر آسمان پر
آیا ہوا تھا ہوائے سرد چل رہی تھی شاہ تیاری کرکے واسطے شکار کے چلے شہر سے کچھ دور نکلے ہونگے
کہ کچھ خیال ایرج و نور الدہر کا آیا اس طرح کہ قلب بادشاہ کا محزون کردیا سواری شاہ کی
رکی کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ آتے ہین اور دو شیرون کو گرفتار کیے ہوے ہین زنجیرین اُنکے
گلون مین پڑی ہوئی گلون پر چوڑے فولادی چڑھے ہوے گرد لوگ مسلح و مکمل یہ دیکھکر قلب شاہ کا
گھبرا گیا فوراً یہ خیال ہوا کہ ایرج و نور الدہر گرفتار ہو گئے اور اسقدر حزن طاری ہوا کہ شکار کے واسطے
بھی نگئے اور پلٹ آئے بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور سب سے حالت اپنی بیان کی اور
فرمایا کہ میرا دل خبر دیتا ہے کہ خدا نخواستہ کوئی آفتاد ایرج و نور الدہر پر پڑی کہ یکایک شاپور
شیردل مع اسامہ ایرج بیوفا اور حال گرفتاری توسیح کا اور ایرج کا زخمی ہوکر جنگاہ سے نکلنا
اور خروج لارہو تک غول کا بیان کیا کہ اب اسی طرف آتا ہے اور تمام ملک مسخر کرچکا ہے ہنوز شاپور بیان
کررہا تھا کہ شبرنگ بن عمرو با حال پریشان پہونچا شاہ صورت شبرنگ کی دیکھکر اور پریشان ہوئے
اور حال نور الدہر کا پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ شاہزادہ نور الدہر تو پہلے اسیر ہوا بعد اسکے
ملک قاسم و بدیع الزمان و داراب کشورکشا اسکندر فرخ لقا و طماس بن عقوبل یہ
سب گرفتار ہوگئے اسد و کرب مع شاہ سعد بن قباد شہریار قلعہ مجمع مین تھے اور بدلہ
محاصرہ کیے ہوئے تھا اب نہین معلوم کہ وہان کیا گذری شاہ حال ان سب کا سنکر گریہ کنان
ہوگئے اور فرمایا کہ کیا بد اقبالی ہماری ہے کہ جس روز سے تخت پر بیٹھے زوال

آگیا افسوس ہے کہ ساری برکت قدوم میمنت لزوم صاحبقران حمزہ عالی شان کی تھی ہوا خواہوں نے
عرض کیا کہ ظل اللہ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں انشاء اللہ تعالے مدد غیبی ہوگی اور سب رہا ہو گے
اسی صدمے میں شاہ نے اُس روز کھانا بھی نوش نہ فرمایا دوسرے روز مہتر خوردک جن گرد مرد
حاضر تھا اس سے فرمایا جاکر شاپور شیر دل اور شاہ سلمان فارسی کو بلا لا وجہ یہ تھی کہ جیسے پابرنج
کے پاس سے آئے تھے بیمار تھے اس وجہ سے قلعہ ذوالامان میں مقیم تھے غرض کہ خوردک شاپور
و سلمان پاس گیا اور فرمان شاہی پہونچایا شاپور و سلمان اسی وقت حاضر خدمت بابرکت
ہوئے بادشاہ اسلام نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ تمام سرداران نامی وگرامی تو کفار کی قید میں ہیں
اور ہر دربند پر قبضہ بھی ہوگیا ہے اب یہ سننے میں آیا ہے لاہوتک غول مع بدر و مصاصال
و حبدائل خان داکوان چہاردست و بلا خور عیار کہ بلائے بیدرمان ہے اور دیگر
سرداران نامی سے اس طرف آتا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے سلمان شاہ نے کہا کہ افسوس
ہے امیر کشور گیر نہیں ہیں کیا تدبیر کریں دل سب کے ٹوٹے ہوئے ہیں شاہ اسلام نے فرمایا
کہ امرا وزرا اسی دن کے لیے ہوتے ہیں کہ صلاح دولت واسطے سلطنت کی دیں اگر امیر عالیشان
یہاں نہیں ہیں تو فضل یزدان تو شامل حال ضرور ہے کوئی فکر پیدا کرو ورنہ بہت ضرر خصم
اسلام میں پڑے گا تمام عالم میں کفرستان پھیل جائیگا سلمان نے عرض کی کہ اے شاہ
فکر سپاہ کی بھی تو میں کر سکتا ہوں اور انتظام عالم اقبال شاہ و مدد پروردگار سے متعلق ہے میں
قلعہ کو اس قدر مستحکم کرتا ہوں کہ شر دشمنان سے محفوظ رہینگے شاہ اسلام نے آفرین کی
اور سلمان شاہ فارسی نے پہلے اسپ و شتر و چارپائے جمع کرکے انتظام آذوقہ کا درست کیا
بعد اسکے دربار عام کرکے مردمان شہر کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے تو تخت پر آکر بیٹھے
کہ جائے بلند پر نصب کیا تھا پہلے خطبہ پڑھا بعد اسکے فرمایا مداری دنیا میں کچھ فقرات زبان پر جاری
کیے اشعار جائے عبرت سرائے فانی ہے ؎ مورد مرگ ناگہانی ہے ؎ اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ؎
اک فقط نام ہی نام باقی ہے ؎ جس جگہ گل تھا بلبلوں کا ہجوم ؎ اب اُسی جا ہے آشیانۂ بوم ؎
ایہا الناس آگاہ ہو کہ جو اس دنیا میں آیا ہے ایک دن جانا اسے ضرور ہے کوئی آج کوئی کل دیکھو تو کیسے
کیسے بادشاہان عالی شان کہ جنکے قصر آسمان سے باتیں کرتے تھے آج استخوان اُنکے زیر خاک دبے پڑے ہیں
کاسۂ سر ٹھوکروں میں نظر آتے ہیں دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ جو ساتھ جائے الا ایمان
پس آگاہ ہو کہ لاہوتک غول لقا کے بیٹے نے خروج کیا ہے اور بہت سے ملک اُسکے
قبضے میں ہو گئے سرداران نامی گردش فلکی سے اسیر ہوئے اب وہ اس طرف آتا ہے دیکھیے
خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے پس تمکو اگر اپنے زن و فرزند کی حفاظت منظور ہو تو قلعہ ذوالامان میں
بھیج دو کہ وہاں ناموس امیر کشور گیر بھی ہیں اور خود آمادہ محافظت شہر ہو کہ پہلوانان نامی
زخمی و اسیر ہیں رعایا نے دعا دی اور اسی روز سب نے اپنے زن اور فرزند کو قلعہ ذوالامان
میں داخل کر دیا آپ مسلح و مکمل حاضر ہوئے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے کہ عمر شریف
اُنکی دس برس کی ہے فرمایا کہ دروازہ صحرائے رحمت کی حفاظت میں کرونگا سلمان شاہ

نے کہا دروازہ سبائل کا انتظام اپنے ذمے لیا تیسرے دروازے کی محافظت خود حارث ابن
سعد خواہ اسلام نے قبول فرمائی اور ہاشم تیغ زن کو دس ہزار سوار دیگر حصار شہر پر
معین فرمایا ہاشم فوج لیکر بیرون قلعہ آئے اور انتظام علاحدہ کا کیا اور سب لشکر
بہ کریم کارساز کرکے بیٹھے آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

داستان حیرت بیان بھیجنا لاہوتک غول کا اپنی تصویر دیکر بلاشور کو پاس
بدر و صلصال وجلائل خان ہندی کے

پلا ساقیا کوئی جام اور ہی
یہ مستیوں میں اک جور ہی
مگر فضل معبود درکار ہی

کہ رندان بدمست کا دور ہی
یہ سب اپنے ہوتے ہیں بہم
کہ جابر ہی قادر ہی قہار ہی

کہاں بادۂ خاص انگور ہی
کہ ہو حرمت کعبۂ شیخ کم
مصوران صورت خیال ولقش

بیان لطف وصال اس داستان کو یون صفحۂ قرطاس پر قلم بند کرتے ہیں کہ جب یہ خبر پھیلائی
جول یعنے لاہوتک غول سفر دریا طے کرکے کنارے پر اترا اور اب یہان سے سبائل
بہت قریب ہو اپنے نامہ لکھوا کر بلاشور کو دیا اور اپنی تصویر دلباس بھی سپرد کیا کہ جاکر
بدر کو بعد نامہ دینے کے یہ تصویر دکھانا اور کہنا کہ سجدہ کرے بلاشور اسی وقت روانہ
ہوا یہان بدر منتظر تھا حکم ثانی کا کہ بلاشور پہونچا اور نامہ دیا بدر نے نامہ آنکھوں سے لگاکر
کھولا اور پڑھا لکھا تھا کہ اے بندگان من تم کو لائق اور لازم یہ ہی کہ تصویر خداوندی کو سجدہ
کرو جسمین اعتقادات تمھارے بڑھ جائیں اور دل کبھی برگشتہ نہو اور ہم طرف سبائل
کے چلتے ہیں تم بھی آؤ اور شریک جنگ ہوکر خدمت خداوندی سے بخوبی مشرف ہو بدر نے
نامہ بآواز بلند پڑھکر سب کو سنایا تمام کفار نے آکر تصویر لاہوتک کو سجدہ کیا لیکن
صلصال طرف سبائل کے چل چکا تھا بدر نے جواب لکھا کہ خداوند طرف سبائل
کے چلیں یہ بندہ گنہگار بھی مع فوج و قید اہل اسلام حاضر ہوتا ہی اور کام خدا پرستوں کا
بحکم خداوندی تمام کرتا ہی اور بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کردیا بلاشور پھر طرف لاہوتک
کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے ذہن میں آیا کہ بلاشور صلصال سے ملتے چلو
ایک خلعت وہان سے بھی ہاتھ آئیگا کیا برائی ہی سنا ہی کہ وہ طرف سبائل کے گیا ہے
کچھ خبر سبائل کی بھی مل جائیگی اور اسی وقت طرف سبائل کے روانہ ہوا اتفاقًا ایسے راستے سے
گذر ہوا کہ پہلے سبائل ملا اور لشکر خان اعظم یعنے صلصال کا دوسری جانب تھا بلاشور کے
دل میں آیا کہ دیکھو تو سبائل کا کیا رنگ ہی جس وقت زیر قلعہ پہونچا دیکھا کہ سرداران لشکر
اسلام در قلعہ کا انتظام کیے ہوئے ہیں اور برج برج سنگ پر مردمان با تیر و کمان بیٹھے ہوئے
ہیں ہر دروازے پر ایک سردار نبرد دست کا پہرا ہی کہ ایک جانب عمرو بن حمزہؑ لونانی
دوسرے دروازے پر شاہ سلمان فارسی مع چند پہلوان قوی تیسرے دروازے
پر خود حارث ابن سعد اور سرداران نامی گرامی پایۂ تخت سے وہان پر موجود تھے
غرضکہ ایسا انتظام تھا کہ دشمن کو رسائی یکایک بہت مشکل اور محال تھی بلاشور نے

اسی وقت صورت اپنی ایک گھسیارے کی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھ کر لشکر ہاشم مین داخل ہوا
ایک شخص کہ طلایہ پر متعین تھا اُسکے ہاتھ گھاس بیچی اسکا گھوڑا زیر درخت بندھا تھا سائیس وہان موجود
نہ تھا اُسنے جاکر گھوڑے کے آگے گھاس ڈال دی آپ کھیان ہلانے لگا اتنے مین سائیس آیا اور
بیٹھکر روٹی کھانے لگا گھسیارے نے کہا مین بھی بھوکا ہون سائیس نے روٹی اپنے آگے کی تھوڑی
سی اٹھا دی گھسیارے نے ایک پھل نکالکر اسکو دیا کہ تجنے میرا پیٹ بھرا ہی تو یہ پھل تم کھاؤ دیکھو
تو کیسا لذیذ ہی سائیس نے دیکھا کہ پھل نہایت خوش رنگ ہی مگر نئی صورت کا پھل ہی کہ کبھی ایسا
پھل کوئی نہین دیکھا گھسیارے نے کہا ذرا کھایئے تو مزا معلوم ہو سائیس نے کھایا گھسیارے
نے پوچھا کیون کیسا مزا تھا اُسنے کہا شیرین تو تھا مگر ذرا تلخ تھا گھسیارے نے کہا اسمین زہر ملا ہوا
تھا یہ تلخی اسی کی تھی مین تو تیرے مارنے کی فکر ہی مین تھا تو ہمیشہ سے بہت گھاس کی قیمت گران دیا کرتا
تھا میرا نقصان ہوتا تھا سائیس یہ سنکر کوڑا پکڑکر مارنے کو اٹھا کہ مین تو مر دن ہی گا لیکن
تجھے بھی بے مارے نچھوڑون گا گھسیارہ بھاگا سائیس دوڑا دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ
مارا سائیس گرا بلا شور کہ گھسیارہ بنا ہوا تھا دوڑکر قریب آیا اور آب رنگ و روغن عیاری
نکالکر اسکی شکل بنا اور اپنی شکل اُسے بنا کر گلے مین گٹھا عیاری کا ٹھونس کر کنارے ڈال دیا اتنے
مین وہ سوار آیا کہ جسکا گھوڑا تھا وہ خفا ہونے لگا کہ تو نہین جانتا کہ شام کو مین شہر مین جاکر بادشاہ
کی خدمت مین تسلیم شاہزادہ ہاشم کی پہونچاتا ہون ابھی تک گھوڑا نہ تیار کر رکھا بلا شور کہ سائیس
بنا ہوا تھا دل مین خوش ہوا کہ داخل شہر ہونے کی اچھی صورت نکلی ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی اور تدبیر بھی
کرنا پڑیگی غرضکہ جلدی سے گھوڑا کسکر حاضر کیا وہ سوار مرکب پر بیٹھکر چلا سائیس ہمراہ رکاب
ہوا جس وقت داخل شہر ہوا لوگون سے حال بادشاہ کا دریافت کیا کہ اس وقت کہان تشریف
فرما ہین معلوم ہوا کہ بہشت مین بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین سوار در دولت پر گیا اور سائیس
کے سپرد گھوڑا کیا بلا شور نے گھوڑے کو تو وہین چھوڑا اور آپ جہان بادشاہ تشریف رکھتے
تھے ایک خدمتگار کی شکل بنکر وہین کھڑا ہو رہا کہ اتنے مین شاہ نے مہتر خوردک بن گردم رد کو
طلب کیا جب وہ سامنے آیا کہا اے خوردک شاپور شیر دل کو بلا لا اور کچھ قسم طعام سے لے آ
خوردک گیا اور شاپور کو بلا لایا شاپور نے آکر پائے شاہ کو بوسہ دیا بادشاہ رونے لگے شاپور
نے کہا اے شاہ غم کو دل سے اپنے برطرف کیجیے اگر اقبال آپکا یاور ہی اور فضل پروردگار شریک حال
ہی تو اگر یہان بلا شور سے ہزار عیار آئینگے تو ایک فریب مین سب کو گرفتار کر دونگا اور ایک ایک
سیلی مین کام اس سب کا تمام کر دونگا اور بہ تدبیر لشکر دشمن کو شکست دونگا اور کہا طعام حاضر ہی شاہ نے
شاپور کو دعا دی شاپور سلام کرکے واسطے طعام لینے کے اخی سعید کے مکان کی طرف روانہ ہوا
لیکن بلا شور نے جو یہ کلمات سنے لرز گیا اور دل سے کہا کہ بڑا ظالم عیار ہی اور تیرے نام کا دشمن
ہو رہا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ پہلے شاپور ہی کو گرفتار کرون اور عقب مین شاپور نے یہ انتظام احتیاطاً
کر رکھا تھا کہ پشت مکان کی جانب ایک کنوان بہت بڑا اور بہت عمیق کھودا تھا دن کو اسکے منھ پر
ایک سنگ رکھ دیتا اور شب کو کھول دیتا تھا اور مکان اخی سعید کا متصل مکان شاپور تھا

بلا شور چلا آیا ایک طرف سے کمند بار کر چڑھا دیکھا کہ شاپور مکان مین موجود نہین ہو پشت مکان کی طرف گیا
اس خیال سے کہ اب اور کہین چلکر تلاش کرنا چاہیے جیسے ہی کوہ چاہ مین جا رہا کنوئین مین گر کر اسنے
شور کیا اتنے مین شاپور طعام لیکر مکان سے اٹھی سعید کے نکلا شاپور کے مکان کے پشت کی جانب
سے راستہ مکان شاہی کا واقع ہوا تھا جیسے ہی پشت مکان پر پہونچا آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا ہو دوڑو
دوڑو مین اس کنوئین مین گر پڑا مین اندھا ہون راستہ بھول کر ادھر آ رہا شاپور نے رسی ڈالی بلا شور
رسی کو پکڑ کر چڑھ آیا اور کہا ای شخص خدا تیرا بھلا کرے کہ تو نے مجھے نجات دی شاپور نے کہا تو کون
ہو اسنے کہا راہ گیر ہون شاپور نے کہا یہان تک کیونکر آیا کہ کنوئین مین گرا کہا کہ مین اندھا ہون
شاپور کو شبہ ہوا میان سے تلوار کھینچی بلا شور چیخا شاپور نے ہاتھ پکڑ لیا اور سوچا کہ یہ کوئی عیار ہی
اگر نابینا ہوتا تو اسے تلوار کھینچنے کی کیا خبر ہوتی پھر چیختا کیون اور اُسی وقت کمند سے باندھ کر پانی
سے منھ دھلایا دیکھا کہ بلا شور ہی شاپور نے کہا او ملعون بھسے اور عیاری دیکھ تو تیری کیا گت
کرتا ہون کہ تو نے چار بھائیون کو میرے مارا ہی اور بلا شور کو لیے ہوئے خدمت شاہی مین حاضر
ہوا اور اسنے بہر خوب زدوکوب کی جس وقت سامنے حارث بن سعد کے پہونچا عرض کیا کہ اقبال
حضور کا ایسا یاور تھا کہ مین نے گھر بیٹھے بلا شور کو گرفتار کیا اور یہ حاضر ہی شاہ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ قتل کر دا ے شاپور نے خنجر کھینچا بلا شور نے دیکھا کہ اب جان نہین بچتی کہا ای شاہ کیا
خبر نہین کہ کتنے سرداران حمزہ صاحبقران قید مین خداوند لاہوتک غول کے ہین اگر
اگر مجکو قتل کیجیے گا خداوند انمین سے کسی کو زندہ چھوڑے گا کیونکہ لاہوتک مجھے محبوب رکھتا ہی
شاہ کو طیش آیا اور فرمایا کہ اگر مجکو یہ یقین ہو جائے کہ تیرے قتل کرنے سے مین خود بھی زندہ نہ بچونگا
تو بھی تجھے ضرور قتل کرونگا اور کہا ای شاپور اسے بالاے برج قلعہ لیجا کر قتل کر و اور سرا
قلعہ پر چڑھاؤ کہ کفار آئین تو انھین دیکھکر عبرت ہو شاپور نے عرض کیا بہت خوب اور
اُسی وقت بلا شور کو سر برج پر لایا اور زیر تیغ بٹھا کر پتر ا بدل کر ہاتھ مارا بلا شور نے اس
چستی سے ہاتھ بلند کیے کہ تلوار شاپور کی ہتکڑی پر پڑی ہتکڑی کٹی ہاتھ بلا شور کے خلاص ہوگئے
پس فوراً جست کی اور بیچ قلعہ پر سے اپنے کو گرا دیا اس طرح کہ خندق مین گرا شناوری کر کے
مثل برق چمک کر نکل گیا شاپور نے کودنے کا ارادہ کیا تھا کہ ابو الفتح پاس کھڑا تھا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا تم مین بسبب بیماری کے طاقت نہین ہی پھر گرفتار کر لینا لیکن شاپور کو نہایت افسوس
ہوا یہ خبر شاہ کو ہوئی بہت ملول ہوئے لیکن بلا شور وہان سے بھاگتا ہوا پاس لاہوتک غول
کے پہونچا اور تمام حال بیان کیا پہلے پیغام پدر کا دیا بعد اُسکے انتظام سبائل بیان کیا اور
اپنی گرفتاری کی کیفیت کہی بعد اُسکے خلاص ہونے کا حال مفصل اور مشرح کہا لاہوتک نے
کہا تو اندیشہ اور فکر نکر مین نے اپنی دست قدرت کو نگہبان بنایا ہی اور اُسی وقت کوچ
کر کے داخل صحراے سبائل ہوا شاہ اسلام بر سر برج بیٹھے تھے کہ یکایک پردۂ بیابان
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور سیاہی گرد مین نمودار ہوئی جو خاص علامت کفر تھی فرمایا
شاہ نے کہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ گبر بچہ آتا ہی ہر کارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ بہت جلد جا کر

اور خبر لاؤ بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ گرد شق ہوئی دل گرد سے پچاس ہزار علم کہ پھریرے جنکے سیاہ تھے
نشان ایک لاکھ فوج جرار کا نمایان ہوا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری
و لاہوتک عزل مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار فتر سوار رسالہ
حبشیون کا غرضکہ تمام جلوس سواری کا گذرا بعد اسکے بہشتی چھڑکا ذکرتے ہوئے نظر آئے جب
یہ بھی گذر گئے تو دیکھا کہ سولہ فیلان مست پر تخت لاہوتک کا کسا ہوا ہے اور یہ ملعون شیطان
کی صورت اسپر بیٹھا ہوا ہے چتر سر پر پھر رہا ہے تاج رکھا ہوا ہے ہر طرف سے صدائین یا خداوند
یا خداوند کی بلند ہین داہنی جانب ملک مرداق اور جمشید جا بلقا مع فوج کثیر تخت
حائل شاہ بن زبرجد شاہ مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی فتا ہرمن
قہرمان دیو ہیرہ سہمان آدمخوار مع چہل ہزار آدمخوارون کے اور ہمراہ تخت لاہوتک
اکوان چہار دست کہ ایک ہاتھ مین اسکے نیزہ ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین گرز ایک
مین کمند ہے اہل اسلام نے یہ جوش و خروش کفار کا دیکھا ترسان ہوئے مگر خدا کو نزدیک سمجھکر
دل کو مضبوط کیا لاہوتک نے آکر بارگاہین برپا کروائین لشکر آترا کہ تمام صحرا بھر گیا
دوسرے روز صبح کو پھر بادشاہ اسلام آکر برج قلعہ پر بیٹھے تھے اور انبوہ کفار دیکھکر
آسمان کو چشم یاس سے دیکھتے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے دیگر برخاست گرد
تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان کشیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یہان تک کہ
بڑھتے بڑھتے وہ گرد قریب آئی اور ہوا نے مارا گرد کو اور یہ گرد نے مارا ہوا کو جب دامن گرد
کا فگافتہ ہوا اول گرد سے صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو تین لاکھ کی جمعیت
سے نمایان ہوا اور فوج لاہوتک سے آکر ملحق ہوا لشکر کفار مین طبل شادیانی بجا اہل اسلام نے
دیکھکر کہا کہ یہ کافر بڑھتے ہی جاتے ہین وہ کیا کم تھے کہ اتنے اور آ گئے ہنوز سخن در دہان تھا کہ اور
گرد اڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی بدر بن زلازل حبشی سات لاکھ کی جمعیت سے
پہونچا لاہوتک نے خبر آمد بدر کی سنکر سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا بدر نے
جاکر لاہوتک کو سجدہ کیا اور جانب دست راست بعد اکوان چہار دست کے
جگہ پائی کہ یکایک اور گرد اڑی دونون طرف سے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے کہ
دیکھیے اب کون آتا ہے اور کسکی کمک آئی کہ اتنے مین گرد قریب آئی اور دل گرد سے
سپاہی جبلی آواز نفیر و شیپور و نرسنگہ کی بلند ہوئی اور بارہ ہزار فیلان مست کہ جھونڈون پر
انکی تلوارین بندھی ہوئی تھین جب خرطوم کو گردش دیتے تھے برق چمک جاتی تھی دانتون پر
قرولین چڑھی ہوئین عمدگی لشکر کا انتظام جنسے ظاہر تھا نمایان ہوئے بعد انکے جلوس
سواری گذرا اور ایک فیل زبردست پر جدائیل خان ہندی ہاتھ مین
گرز بازدہ صد منی سنبھالے ہوئے نظر آیا پشت پر اسکے بارہ لاکھ فوج ہندیان
زبردست روزگار زنار گلون مین پڑے ہوئے ڈاڑھیان چڑھی ہوئین ہاتھون پر
سینکے سیندور کے آکر فوج کفار سے ملحق ہوئے سرداران کفار جدائیل خان ہندی

کو بھی استقبال کر کے لے گئے اب کفار جمع ہیں کہ تمام صحرا ہر طرف مملو ہے جدائل خان نے
آتے ہی یہ صلاح دی کہ محاصرہ سائل کا ہر افسر فوج کرے تو بہتر ہے شاید یہ غدار پرست نکلکر
بھاگیں تو جانے سکیں اور فوج بھی کشمکش کی زحمت سے بچے سب نے صلاح جدائل خان کی
پسند کی غرض اُسی وقت بادشاہوں نے لشکر الگ الگ کیے اور دروازہ جنوب کی طرف
جمشید جابلقا مع اکوان چہار دست آکر مقیم ہوا اور باب شمال کی سمت بدر بن زلازل
یک چشمی و صلصال خیمہ پذیر ہوئے پشت شہر پر جو مغرب کا رُخ تھا سہمان
آدمخوار و ملک مرداق و حائل شاہ گئے اور سامنے شہر کے کہ مشرق کا رخ تھا
خود لاہوتاک مع جدائل خان ہندی رہا شب کو سب سردار بارگاہ میں جمع ہوتے
ہیں جب دربار برخاست ہوتا ہے تو اپنے اپنے لشکروں میں چلے آتے ہیں روز صلاح
قلعہ لینے کی ہوتی ہے اور کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی دو روز یوں نہیں گذرے تیسرے روز شاپور
نے شاہ لشکر اسلام سے عرض کیا کہ میں واسطے خبر کے لشکر کفار میں جاتا ہوں دیکھوں تو کیا مشورے
ہو رہے ہیں شاہ نے اجازت دی شاپور صورت اپنی تبدیل کر کے لشکر کفار میں داخل ہوا
سیر کنان دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک اژدہام ہے جتنے سردار آتے ہوتے ہیں انکے آدمی
آتے ہیں جاتے ہیں شاپور بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ تمام گلرخ ساقی
گردش کر رہے ہیں جام مے ناب کو گردش ہے شاپور منتظر کھڑا ہے کہ دیکھیے کیا مشورہ ہوتا ہے
بیان تو یہ کیفیت ہے

اب چند کلمے داستان سہمان آدمخوار کے بیان ہوتے ہیں کہ لاہوتاک سے وعدہ قتل بدیع الملک کا کر کے روانہ ہوا ہے

ساقیا اس طور سے دے بھر کے اک جام شراب — جسکے پینے سے ہو بدنام بجز نام شراب
ہوش میں اپنے رہو ایسا ہو جانے کوئی — خود بخود کرتے ہیں سب آپ ہمیں بدنام شراب
وقت پینے کے جنہیں رہتا نہیں ہے کچھ قیام — بس انھیں کے واسطے ہوتا ہے بدنام شراب

جس وقت کہ سہمان آدمخوار قریب قلعہ قمر بخش کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا قلعہ دار کار قارن قمر جبین
نے اتنی فرصت نہ پائی کہ آپ کو قلعہ تک پہونچائے کیونکہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا لاچار جنگل
میں پوشیدہ ہوا اور لوگوں کو واسطے خبر کے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا ادھر قمر جبین نے
جو دیکھا کہ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے ایک غلام تھا کہ نام اسکا آزاد تھا اُسے واسطے خبر کے پوشیدہ راستے
سے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا کہ جا کر کہو کہ جلد دیووں کو واسطے مدد کے روانہ کیجیے کہ
دشمنوں نے نرغہ کیا ہے کہ دیو آ کر بدیع الملک کو یہاں سے نکال لے جائیں آزاد تو اس طرف
روانہ ہوا مگر نورالدہر نے سارن برادر قارن کو قتل کیا تھا کہ ذکر اسکا ایرج نامہ میں ہو چکا ہے زوجہ
سارن کی حاملہ تھی جب لڑکا پیدا ہوا تو نام اسکا لیس بن سارن رکھا ہُشیار جب ہوا
تو باپ کو اپنے پوچھا ماں نے اُسکی بیان کیا کہ باپ تیرا نورالدہر کے ہاتھ سے مارا گیا یہ
سنتے ہی اُسکے دل میں کینہ پیدا ہوا مگر مصلحت وقت سمجھکر مسلمان بنا رہا اسوقت دشمنی کو

ہوا ہو تیع ملا قلعہ سے نکلکر پاس سہان آدمخوار کے آیا سہان آدمخوار نے کہا تو کون ہی اور
کہان سے آیا ہی اسنے کہا تیرا دوست ہون تیری مشکل آسان کرنے آیا ہون سہان آدمخوار
نے استفسار کیا لیس نے کہا کہ اگر تا قیامت لشکر کروگے تو قلعہ قبضہ مین نہ آئیگا ایسا استحکام
قارن نے کیا ہی لیکن مین تمھین خبر دیتا ہون کہ قارن واسطے شکار کے گیا ہوا ہی پہلے چلکر اسے گرفتار
کرو بعد اسکے فلان کوہ سے راستہ قلعہ کا بذریعہ نقب ہی اُس سے چلے چلو نہ لڑو نہ بھڑو قلعہ قبضہ مین
آجائیگا سہان نے کہا تم بھی میرے ہمراہ چلو لیس نے کہا مین ساتھ ہون غرضکہ یہ دونون طرف
صحرا کے روانہ ہوئے اور عیارون کو واسطے خبر کے پہلے روانہ کیا کہ خبر لائین قارن کس مقام پر ہی بعد
تھوڑی دیر کے آکر عیار نے عرض کیا کہ قارن درہ کوہ مین بیٹھا ہوا ہی اور زائچہ لیے ہوے علم نجوم سے
کچھ دریافت کر رہا ہی سہان نے آکر کوہ کو چار طرف سے گھیر لیا وہان قارن زائچہ مین بدیع الملک کا
احوال دیکھ رہا تھا بعد اُسکے ذہن مین آیا کہ کچھ اپنا حال تو دریافت کرنا چاہیے کہ کیا خدلی ہی جو زائچہ
کھینچکر دیکھا معلوم ہوا کہ کوہ چار طرف سے گھرا ہوا ہی فوراً خانہ حیات پر نظر کی معلوم ہوا کہ ستارۂ
نحس جو خانہ حیات سے متعلق ہی ہوا ضرور مگر جان سے بچا ہوا ہی صرف قران صعب ہی جس سے یہ پایا جاتا
تھا کہ قید مین رہنا ہوگا بس فوراً مرکب پر مسلح و مکمل بیٹھکر درہ سے نکلا دیکھا کہ کفار چار طرف سے
کوہ کو گھیرے ہوئے ہین اور لیس سہان کے ہمراہ ہی اور بتا رہا ہی کہ وہ قارن کھڑا ہی لیکن
لوگ قارن کو دیکھکر کمندین لیکر دوڑے قارن نے تلوار کھینچی اور جھپٹ کر آدمخوارون کو قتل
کرنا شروع کیا ادھر سے کمندین پڑنے لگین قارن نے بہت سی کمندین کاٹین مگر کہانتک آخرکار
اسیر ہوگیا بعد اسکی گرفتاری کے لیس سہان کو اندر درہ کے لایا اور کہا دیکھو یہ سنگ سیاہ جسمین
قلابہ لگا ہوا ہی اسے ہٹاؤ دوسرا نقب کا نمودار ہوگا سہان نے اُس پتھر کو زور کرکے ہٹایا نقب نمودار
ہوئی لیس نے کہا یہی راہ ہی قلعہ قمربخش کی بہت جلد اور باآسانی تمام پہونچوگے نہ لڑو نہ بھڑو باآسانی جاکر
بدیع الملک و قمرچہر کو بھی گرفتار کرلو سہان اُنکے کہنے سے نقب مین اُترا اور روانہ ہوا ادھر جاسوس
قارن کی گرفتاری کے بعد خبر لیکر ملکہ قمرچہر کے پاس گئے اور تمام حال بیان کیا کہ لیس نے قارن
کو بھی اسیر کروادیا اور سہان کو راستہ نقب کا بتا دیا وہ آتا ہی یہ سنا تھا کہ قمرچہر بیچاری تو بسبب اسکے
عورت تھی گھبرا گئی بعد کچھ دیر کے دل کو قوی اور مضبوط کرکے حکم دیا کہ نقب کو اس طرف بہت جلد اور
بہت مضبوطی کے ساتھ بند کردو کہ کوئی ادھر سے آنہ سکے۔ حکم سنتے ہی عیارون نے نقب بند کردی جب
اطمینان ہوا کہ سہان اسطرف سے تو نہین آسکتا بدیع الملک کو تہخانے مین بھیج دیا لوگ بدیع الملک
کو بہانے سے تہخانے مین لائے اور کہا کہ آپ یہان سے دن بھر نہ نکلیے گا قارن نے ممانعت کی ہی کہ دن نحس اور بہت
سخت ہین بدیع الملک یہ سب باتین سنکے چپ ہو رہا یہان ملکہ قمرچہر نے مردانہ لباس پہنا اور اسلحہ جنگ سے
آراستہ ہوکے اور فصیل بند دروازہ پر آکر بیٹھین پل تختہ اُٹھوا دیا اور خندق مین آگ روشن کروادی
گولندازون کو بہت کچھ انعام اور اکرام حسب لیاقت ہر ایک کو تقسیم کیا اور بہت خوش ہوکر کہا کہ خوب
انتظام کردو کہ کوئی قلعہ تک نہ آسکے اسی وقت قلعہ مین خوب انتظام ہوگیا اب سب منتظر جنگ بیٹھے
ہین یہان سہان آدمخوار مع لیس تیر انداز نقب مین چلا جاتا تھا کوئی نصف نقب طے کی ہوگی کہ

کہ سر نقب کا بند پایا ابلیس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ مین اس واقعہ کی خبر ہو گئی سہان نے کہا کچھ پروا نہین
ہی یورش کرکے قلعہ پر قبضہ کر لینگے یہ کہکر پلٹا اور نقب سے نکلکر فوج کو ہمراہ لیکر اسی وقت حملہ پر چڑھ
دوڑا ادھر ملکہ قمر چہر فیلبند دروازے پر دوربین لگائے ہوئے بیٹھی تھی کہ دیکھا سہان آدم خوار یلغار
کیے ہوئے چلا آتا ہی جیسے ہی دیکھا کہ زد پر آگیا ہی گولہ اندازون کو حکم کیا انھون نے سیدھہ باندھ باندھ کر
گولے مارنا شروع کیے ہزارہا آدمی واصل جہنم ہوئے لیکن سہان آدمخوار گرز لیا ہاتھ مین پکڑے ہوئے
کرگدن پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہی صورت یہ ہی کہ اگر داہنی جانب گولہ آتا ہی تو سہان بائین جانب سرک جاتا
ہی اور اگر بائین جانب آتا ہی تو یہ داہنی طرف آرہتا ہی اگر سامنے آتا ہی تو وار گرز کا کرتا ہی کہ رد ہو جاتا ہی غرض
یہ بڑھتا ہوا چلا جاتا ہی کسی طرح نہین رکتا قلعہ پر سے برابر گولہ برس رہا ہی ہزارہا اسکے ساتھ والے مارے گئے
کسی کے سینہ پر پڑا کہ مرکب پر سے الٹ گیا کسی کے سر پر پڑا پھر یہ نہ معلوم ہوا کہ سر تھا بھی یا نہین کسیکا مرکب
مارا گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا غرضکہ ایک ہنگامہ محشر خیز بپا تھا کہ سہان گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا
لیکن وہان شاہزادہ بدیع الملک کو کہ عمر اسکی چودہ برس کی ہی تہ خانہ مین ملکہ قمر چہر نے بہانے سے بھجوا دیا
کہ ایسا نہو غیر کا بچہ ہی بپھر جائے تو پھر نہ رک سکے گا حریف پر جا ہی پڑیگا مگر آواز توپون کی کان مین بدیع الملک
کے پہونچی پوچھا کہ یہ توپین کیسی چل رہی ہین لوگون نے کہا کہ آپ کی سالگرہ ہی اُس سے بدیع الملک نے
کہا والدہ ماجدہ کہان تشریف رکھتی ہین کہا کسی کام مین ہونگی انعام وغیرہ تقسیم کر رہی ہونگی کہا مجھے
اُنکے پاس لیچلو لوگون نے کہا وہ منع کر گئی ہین کہ میرے پاس نہ لانا ایسا نہو کہ ناراض ہو جاین
بدیع الملک نے نہ مانا اور نکلکر تہ خانہ سے باہر آیا قلعہ مین بھی قمر چہر کو نہ پایا بالاے قلعہ آکر پہونچا
دیکھا کہ فیلبند دروازے پر لباس مردانہ پہنے نقاب منھ پر ڈالے ترغیب دے رہی ہین اور ایک
پہلوان زنگی کہ دہن اسکا مثل غار عمیق کے ہی لب خندق آپہونچا ہی قلعہ پر سے گولہ برس رہا ہی
بدیع الملک نے جلدی سے اسلحہ طلب کیا قمر چہر نے منع کیا کہ مت دینا اسوقت بدیع الملک نے
یہ وہین جانے کا ارادہ کیا ناچار اسلحہ جنگ حاضر کیا بدیع الملک نے موزے پہنے خود سر پر رکھا زرہ
جسم مین آراستہ کی ڈھال پشت پر لگائی تیغہ کمر مین نیزہ ہاتھ مین استوار کرکے دروازہ قلعہ پر آکر
کہا دروازہ کھول دو لوگون نے منع کیا اور قدمون سے لپٹنے لگے کہ اپنے نانا صاحب کو کیا منھ دکھائینگے
بدیع الملک نے سب کو جھڑک کر دروازہ خود کھول دیا اور قلعہ سے باہر نکل آیا اور ڈانٹا کہ او ملعون
تو کون ہی اور کیون آیا ہی خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نکرنا ہم بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان
بن صاحبقران ہین سہان ہنسا اور کہا مین تو تیری ہی تلاش مین یہانتک آیا تھا اب مجھے قلعہ مین
جانے کی کیا ضرورت ہی اور نیزہ بدیع الملک پر مارا بدیع الملک نے نیزہ کو نیزے پر رد کیا طعن چلنے لگی
آن واحد مین بدیع الملک نے نیزہ سہان کا ہوائی کیا سہان نے تلوار ماری بدیع الملک نے
تلوار سہان کی رد کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ گھوڑا سہان کا مارا گیا سہان مرکب سے زمین پر
گرا اہل قلعہ نے کہا ای شہزادے اب یہ گھبر جاتے دبائے لیکن بدیع الملک نے ہاتھ کو روک لیا اور
کہا کہ مین بے بس کو نہین مارتا کفار آئے اور سہان کو اٹھا لے گئے اور دوسرے مرکب پر بٹھایا
سہان نے نعرہ کیا کہ اسے اس لڑکے کو زندہ چھوڑ تاکہ خداوند کو اسکی ذات سے اندیشہ ہی

نے جانے نہ پائے کفار نے بدیع الملک کو گھیر لیا ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگیں قمر چہر یہ رنگ دیکھکر گھبرا گئی بال زلفوں کے کھول دیے بجدہ اپنا ابھی سر بہ خاک ہو معروف مناجات ہوئی کہ خداوند تو ایک ہی بچہ ہی میرا اس نور نظر کو چشم زخم زمانہ سے محفوظ رکھیو وہاں بدیع الملک کی یہ کیفیت ہو کہ جسپر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے کسی کو بالاے ہوا اچھال دیا جب گرنے لگا تو ہاتھ تلوار کا مارا جو رنگ ہوائی کا تھا لیکن نرغہ کفار بڑھتا چلا جاتا ہو کچھ لوگ قلعہ سے بھی نکلے ہیں چاہتے ہیں کہ شاہزادہ کو بچائیں مگر انھیں اپنی ہی جان بچانا دشوار ہو کہ آدمخوار بھاڑ بھاڑ کر کھائے جاتے ہیں اک شور و ہنگامہ برپا ہو کہ پردۂ بیابان سے یکایک بگولہ گرد کا اٹھا مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ تھا یک دہ گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے نقابدار سیہ پوش با یازدہ ہزار سواران جنگی اگر پہونچا اور کفار کو قتل کرنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ یہ اہل اسلام کا طرفدار ہو اور سہان آدمخوار کو للکارا سہان ارۂ پشت نہنگ پکڑ کر نقابدار کی طرف چلا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا للکارا کہ او سہان کدھر چلا ہو تو میرا شکار ہو چکا ہو خبردار کہ میں آیا اور گھوڑا ڈال دیا لشکر میں ادھر سیاہ پوش نے جلدی کی کہ میں ماروں سہان کو جب دیکھا بدیع الملک نے کہ سیاہ پوش بہت تیز یان کر رہا ہو آواز دی بدیع الملک نے کہ اے نقابدار گو تیرا احسان ہو کہ میری جانب سے شریک جنگ ہو مگر میرے صید پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ اچھا نہ ہوگا یہ کہتا ہوا قریب سہان کے پہونچ گیا اور سہان نے بزور تمام ارہ سر پر بدیع الملک کے مارا ادھر نظر قمر چہر کی پڑی تڑپ گئی کہ خداوندا اس گبر کے ہاتھ سے میرے فرزند کو بچانا بس ادھر تو سہان نے ارہ مارا ادھر شاہزادہ نے تلوار کا وار کیا کہ ارہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر دایں سے دوسرا ہاتھ مارا کہ سہان کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لاش اسکی گری کہ زمین ہلگئی یہ معلوم ہوا کہ کوہ گران گر پڑا لشکر سہان میں غوغا بلند ہوا کفار لاش سہان کی لیکر بھاگے اور بدیع الملک نے پیچھا کیا یہانتک سرحد قمر بنیہ سے بھگا کر لیٹا نقابدار کس ہاتھ بدیع الملک کا دیکھکر متحیر ہوا لیکن بدیع الملک نے دیکھا تھا کہ لیس ہمراہ سہان کے اہل اسلام سے لڑ رہا ہو جسوقت سہان قتل ہوا تو یہ بھی بھاگا بدیع الملک نے پیچھے اسکے گھوڑا ڈالا اور کمند مار کر اسے گرفتار کیا قارن قمر بین کو قید کفار سے رہا کیا اور با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر قلعہ میں آیا سر سہان آدمخوار کا قلم کر لیا تھا خوشی سے قمر چہر کو نذر دیا قمر چہر نے جیسے ہی آواز بدیع الملک کی سنی سجدہ شکر سے سر اٹھا کر گلے سے لپٹا کر اسقدر رو دی کہ بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا ہزار عیں صدقیں جو مانی تھیں انھیں ادا کیا لیکن بدیع الملک نے قارن سے کہا کہ لیس اس دشمن کا شریک تھا میں نے قتل نہیں کیا کہ تمہارا بھتیجا ہو گرفتار کر لیا قارن نے کہا یہ قابل قتل ہو بدیع الملک نے پوست اسکا کھچوا کر دار پر چڑھوا دیا بعد اسکے تیراندازی کر کے لاش اسکی سر راہ پر لٹکوا دی اور قارن سے کہا کہ ان لوگوں کو جو رشتے آپکے ہیں کیا عداوت ہو قارن نے جزو کل لاہوتک غول کا حال بیان کیا اور کہا کہ اے آپ سے وجہ عداوت کی یہ ہو کہ نجومیوں نے کہا ہو کہ باعث زوال سلطنت لاہوتک بدیع الملک ہو اس وجہ سے اسنے اس آدمخوار کو بھیجا تھا جو کہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا اور ساحل پر چڑھائی کفار کی ہو وہاں ناموس صاحبقرانی اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب ہیں بدیع الملک نے کہا

مین ابھی سبائل پر جاکر اُس غول بچے کو مارونگا اور سارا نشہ اُسکا اُتار دونگا قارن نے کہا انشاء اللہ تم آپ
ہی کر دوگے مگر ابھی وہ وقت نہین آیا ہی بدیع الملک نے دیکھا کہ یون یہ لوگ جانے نہ دینگے علی الخصوص
قمر چہر سے مصلحت کہدیا کہ بہتر ہی مین نجاؤنگا جب تم کہوگی تب ہی جاؤنگا دوسرے روز قمر چہر سے
رخصت برائے شکار طلب کی قمر چہر نے کہا ای فرزند تمھارے دشمن بہت ہین تم شکار پر نجاؤ بدیع الملک
نے کہا کہ قریب کے صحرا مین جاؤنگا دور نہ جاؤنگا آپ نہ گھبرائین ماسوا اسکے لوگ بھی تو ہمراہ ہونگے
قمر چہر نے ناچار اجازت دی اور چار ہزار آدمی واسطے حفاظت کے ساتھ کر دیے بدیع الملک
جانب صحرا روانہ ہوئے دور تک نکل گئے مگر کہین قیام نہ کیا لوگون نے پوچھا کہ ای شہریار اکثر صحرا راستہ
مین ملے کہ جنمین شکار بافراط تھا مگر آپ نہ ٹھہرے آخر کہان پہونچکر شکار کھیلیے گا بدیع الملک نے جواب دیا
کہ انشاء اللہ سبائل پر پہونچکر کفار کا شکار کھیلونگا یہ سنکر سب گھبرائے اور عرض کیا کہ یہ اجازت ہملوگون
کو نہین ہی کہ جہان آپ جائین وہان جانے دین صرف یہین شکار کھیلکر پلٹ چلیے اور ہم حفاظت جان
کے لیے ہین بدیع الملک نے کہا پھر تنا بیٹا ہی تم مین کہ مجھے نہ جانے دو اور روک لو سب نے
دم کی کیا مجال بدیع الملک نے کہا پھر کیون مجھ سکتے ہو چپکے چلے آؤ اگر جنگ سے ڈرتے ہو تو پلٹ جاؤ
مین بغیر کفار کو سبائل پر سے ہٹائے ہوئے نہین پلٹنے کا سب مجبور ہوئے عرض کیا جو آپ کی خوشی ہم سب
جان نثار موجود ہین بدیع الملک جزیرہ مارگیر کی طرف سے سبائل کی طرف روانہ ہوا وہان قمر چہر نے کہ
دو روز کی اجازت بدیع الملک کو دی تھی تیسرے روز بہت پریشان ہوئی آخر کار ہرکارون سے معلوم ہوا
کہ بدیع الملک سبائل کی طرف روانہ ہوگیا اور کسی کے روکے نہ رکا قمر چہر نے سنتے ہی کاپہ کر دیا اور
رونے لگی اتنے مین سنا کہ کیوان فلک رفعت آتے ہین قمر چہر باپ کی تعظیم کو اُٹھی جب کیوان فلک رفعت
سامنے آئے پوچھا بدیع الملک کہان ہی قمر چہر نے رو رو کر سب کیفیت باپ سے بیان کی کیوان نے
کہا آخر کسکا بیٹا ہی کچھ اندیشہ نکرو خدا ابادر کا معین و مددگار ہوتا ہی قمر چہر نے کہا آپ جائیے اور ابھی
اُسے راستے سے پھیر لائیے کیوان اسی وقت مع قارن قمر بین طرف سبائل کے عقب بدیع الملک مین
روانہ ہوا تین شبانہ روز منزل نکی کہ ایسا نہو بدیع الملک پر کوئی آفت پڑے لاہوت تک تو اسکے نام کا
دشمن ہو رہا ہی چوتھے روز ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہان بدیع الملک
نے بھی بعد تین روز کے قیام کیا تھا سیر و شکار مین مصروف تھا یہ خبر ہرکارون نے کیوان کو پہونچائی کیوان
اُسیوقت مع قارن کے پہونچا بدیع الملک نے دیکھا کہ ایک بگولا گرد کا اُٹھا اور اُسی بگولے پر ہزاروں طائر
سایہ فگن ہین اور وہ بگولا بڑھتا چلا آتا ہی یہانتک کہ قریب آکر شق ہوا بدیع الملک نے
کیوان فلک رفعت و قارن قمر بین کو دیکھا کیوان کو سلام کیا قارن نے بدیع الملک کو سلام
کیا ملاقات ہوئی بدیع الملک نے کہا آپ نے کہان قدم رنجہ فرمایا کیوان نے کہا ای فرزند مان تمھاری رو رو کر
جان دیے دیتی ہی مین تمھین لینے آیا ہون بدیع الملک نے کہا کہ مین تو اب سر لاہوت تک غول کا لیکر
واپس ہونگا یون تو پلٹنے کی قسم ہی مادر مہربان سے عرض کیجیے گا میری طرف سے کہ مین قسم کھا چکا ہون کہ
پروردگار کو دوست رکھتی ہین تو میرے پلٹنے کی امید مین بیٹھی رہین جب خدا لائیگا آکر ملونگا اگر مجھے خدا سے
زیادہ دوست رکھتی ہین تو کافرہ ہین مین کافرہ سے محبت نہین کر سکتا جب کیوان نے دیکھا کہ بدیع الملک کسی طرح

نہین مانتا تو انگشتری سلیمان علیہ السلام انگلی سے اتارکر بدیع الملک کو پہنادی اور کہا حافظ حقیقی نگہبان ہی
یہ کہکر رخصت ہوکر قلعہ قمر بخش مین آیا وہان سے قمر چہر کو لیکر طرف ہفت منظر کے روانہ ہوا آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

لیکن اب چند کلمہ داستان لاہوتک غول اور اہل اسلام کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جام سرخ رنگ پلا
سامنا اجکو ہی مقدر سے
امر بسر خون کو ہی جس سے بلا
ہکلون کی طرح دستے چرسے
کشتی اودھر بڑھا ساقی
ہمہ سنگین ہر تن لڑائی کا
بیچ مین ہین ہجوم غم ہر سو
پار بیڑا مرا لگا ساقی
دشمن ہی تیغ آزمائی کی
غرق بحر الم ہون تا بہ گلو

محاصران قلعہ معانی و لشکریان فوج خوش بیانی اشہب کلک کو صفحہ قرطاس پر یون جولان دیتے ہین کہ
مہتر شاپور شیر دل بارگاہ لاہوتک غول مین بصورت مبدل کھڑا ہوا ہی کفار جمع ہین لاہوتک غول
تخت پر جلوہ افروز ہی داہنے ہاتھ کی جانب اکوان چہار دست بدر بن زلازل حبشی الماس شاہ محیط
کوہی قاہر بن قہرمان دیو بہرہ دیگر سرداران ملک مرواق وغیرہ وغیرہ ونگلون کرسیون پر بیٹھے ہین بائین سمت
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و جدائل خان ہندی و مجنون تیغ بند و قہرین تردین
اسطح دسطحہ وغیرہ باقی سرداران لاہوتک وحمائل بن زبرجد شاہ یہ سب بیٹھے ہین تمام بارگاہ ان گبران
نابکار سے مملو ہی ذکر قلعہ گیری کا ہو رہا ہی لاہوتک پوچھ رہا ہی کہ قلعہ کیونکر لے لینا چاہیے ہر ایک اپنی
اپنی رائے بیان کرتا ہی مگر کوئی رائے قرار نہین پاتی ہی آخر مین جدائل خان ہندی نے کہا کہ یا خداوند
میرے پاس دوازدہ ہزار فیل جنگی تیار ہین انکو قریب خندق کے بھیجنا چاہیے اور خس و خاشاک بوریون کے
مین بھروا کر پانسو فیلون کے رکھ دینا چاہیے کہ وہ خندق مین خرطوم سے پھینکتے جائین جسوقت خندق برابر ہو جا
یلغار کرکے قلعہ مین گھس چلین سب نے اس رائے کو پسند کیا لاہوتک نے کہا من از قبل خلقت خود ہمین تجویز
کردہ بودم اور اسی وقت نقارہ رزمی بجا شاپور یہ ترکیب سنکر نہایت پریشان ہوا اور اسیوقت واسطے خبر کے
خدمت مین شاہ اسلام حارث بن سعد کے حاضر ہوا اور قصد کفار کا بیان کیا شاہ نے سلمان فارسی کو بلا کر
اور عمرو بن حمزہ یونانی اور ہاشم تیغزن سب سے یہ کیفیت بیان کی سب پریشان ہوئے اور توکل بخدا کا
کرکے نقارہ بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت زاغ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب
سے خورشید سحر نے روئے روشن اپنا ظاہر کیا تارے مارے شرمندگی کے آسمان مین غرق ہوگئے خورشید
چتر زرین لیے ہوئے مشرق سے برآمد ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے
اہل اسلام نے نماز صبح سے فراغت کی شاہ اسلام برج قلعہ پر متمکن ہوئے اودھر لاہوتک غول ملعون
تخت پر بیٹھا اکوان چہار دست چارون ہاتھون مین حربے لیے ہوئے ہمراہ تخت داہنی جانب اور
حمائل شاہ وجمشید جابلقا بائین جانب ملک مرواق والماس شاہ محیط کوہی باسرداران خود ایک
طرف اور صلصال ایک سمت بدر بن زلازل ایک طرف جدائل خان ہندی دوازدہ ہزار فیل جنگی ہمراہ لیے
ہوئے اور خود بھی فیل سیاہ پر سوار کہ خرطوم اسکی سفید تھی نہایت زبردست فیل گرز یازدہ صد منی پرچہ کوہ
ہاتھ مین استوار کیے ہوئے نمایان ہوا جب سب کفار میدان مین پہونچ گئے تو پہلے صفین باندھین
بعد اسکے جدائل خان مع دوازدہ ہزار فیل جنگی اور ہر فیل پر سو سو بورہ خاک کا لدا ہوا سب کو
لیے ہوئے برلب خندق پہونچا اہل قلعہ نے گولے مارے ایک آدھ فیل کام آیا باقی سب

لب خندق بھی پہنچ گئے اب گوڑے کی نذ بھی نہ باقی رہی اور فیلون کو اُسنے سید ھا رکھا تھا اُنھوں نے سونڈون سے
اُٹھا کر بورے خندق مین ڈالنا شروع کیے اُدھر چہار طرف سے کفار ہجوم کرکے چلے یہ رنگ دیکھ کر اہل اسلام
گھبرا گئے اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے معبود کارساز اے رب بے نیاز
اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون ہے ان کفار کو پست کر بحق ابراہیم علیہ السلام یہ سب تو دعا مین مصروف
ہین فیلون نے اسقدر بورے ڈالے کہ خندق پٹ گئی اور کفار بھی یلغر کرکے نزدیک قلعہ آ گئے قریب
ہے کہ جدائل خان گرز سے پھاٹک توڑ کر داخل ہو کہ اہل اسلام نے بلبلا کر دعا کی اور دریاے رحمت الٰہی
جوش مین آیا کہ پردہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور صدا فیلون کے چنگھاڑنے کی آئی آن واحد مین
وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے اُلٹے فیل کہ ہر فیل پر ایک علم ہر علم کے پھریرے پر نعت الٰہی
تعریف رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب وغیرہ سب جلوس سواری کا گذرا اور
لندھور بن سعدان گرد فیل میمونہ پر بیٹھا ہوا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ستّر دے
من کی ضرب ہاتھ مین نمایان ہوا اور یلغر قلعہ پر دیکھا اور خیال کیا کہ جدائل خان قریب ہے کہ پھاٹک
قلعہ کا توڑے وہین سے لندھور نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا لرز گیا جدائل خان کا دل ہل گیا پلٹ کر جو دیکھا
تو لندھور کو باعظمت شان پایا جدائل خان حیران ہوا کہ اسے تو مین نے اندھا کر دیا تھا آنکھین اسکی
کیونکر روشن ہوئین مگر مجبوراً قلعہ پر سے پھرا اور فیل کو بڑھا کر سامنے لندھور کے آکر نگاہ دوزن ہوا یہ معلوم ہوا کہ
دو کوہ ملگئے فیل جدائل خان کا فیل میمون کی ٹکر کھا کر چیخ اٹھا لندھور نے کہا اور جدائل خان ناشدنی تو نے
میرے ساتھ اتنی بڑی دغا کی دیکھ خداوند کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ اُسنے پھر مجھے آنکھین عطا فرمائین جدائل خان
نے جواب دیا کہ خداوند لات اعلے اور منات سمطلے نے دی ہونگی اب تو خداے نادیدہ کا نام لیتا ہے یہ سنکر
لندھور کو نہایت طیش آیا مگر ضبط کیا کہ پیش دستی طریقہ اہل اسلام کا نہین ہے آواز دی کہ بس بیہودہ نہ بک
مین یہ چاہتا تھا کہ اب بھی تو راہ راست پر آجائے مگر معلوم ہوا مجھے کہ لقا تیری دامنگیر ہے شیطان بہکاتا تیرا تا بہ
دوزخ نہ چھوڑیگا ضرب بہادری کی کیجیے تمنا نہ رہجائے جدائل خان نے نیزہ مارا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے
جدائل خان کے ہوا کیا جدائل خان نے گرز کو سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب سر پر لندھور کے لگائی
لندھور نے گرز پر روکا گرز لگنے کی صدا بلند ہوئی ہردو سے پرکالہ آتش کے نکل گئے جگر زمین
ہول سے شق ہوگیا تتق گرد بلند ہوا فیل میمونہ گھٹنون تک غرق زمین ہوگیا یہی ایسا
فیل تھا کہ گرز ضرب جدائل خان کا اٹھا گیا ورنہ دوسرا فیل ہوتا تو کمر ٹوٹ جاتی لندھور تو دہ
خاک مین پنہان ہوگئے جدائل خان نے آواز دی کہ دم و بست کردم لیکن فوراً لندھور گرد سے نکلے جدائل خان
نے سنبھلنے نہ دیا دوسری ضرب ماری لندھور نے اس ضرب کو بھی رد کیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ جدائل خان
نے تیسری ضرب ماری ابکی فیل میمونہ چیخ اٹھا کہ تین ضربون کے لنگر سنبھالے لندھور نے دیکھا کہ یہ نامردی کر رہا ہے
اپنے ہی وار کیے جاتا ہے بس ابکی مرتبہ گرد سے نکلے تو گرز کو سر پہ چرخ دیتے ہوئے اور آواز دی کہ
خبردار ہوشیار ہو تو جوان ہے مین ضعیف ہون لیکن دیکھون تو کیونکر تو اس ضرب کو روکتا ہے اور بقوت
تمام جسطرح عالم کفر مین امیر کو گرز مارا تھا دو دستی گرز جدائل خان کو مارا جدائل نے گرز کو چہرہ کی پناہ لیا
لیکن گرز لندھور جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان ٹوٹ پڑا فیل نے چیخ ماری اور کمر اسکی ٹوٹی ہاتھ

جدائل خان کے کھڑانے دونون گرز سر پر جدائل خان کے گرے اسطرح پر کہ گرز خود مین خود کاسہ سر مین سر گردن
مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم فیل مین فیل نقش زمین ہوگیا خون کا تھلتھلا نکر رہ گیا تتق گرد بلند ہوا اور لندھور
نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم عیار جدائل خان کا دوڑکر آیا اور پانی کے چھینٹے دے دے کر گرد کو بٹھالا تو اک
چبوترہ سا بنا ہوا تھا نہ فیل محسوس ہوتا تھا نہ جدائل خان کا پتا تھا عیار یہ دیکھکر خاک اڑانے لگا کفار یہ شوکت
لندھور کی دیکھکر لرز گئے کسی کو بڑھنے کی جرات نہ ہوئی لاہوتک طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا اور
قلعہ سبائل پر نقارہ شادمانی بجا بادشاہ اسلام مع بارگاہ وغیرہ قلعہ سے باہر آئے لیکن بعد مارے جانے
جدائل خان کے تین لاکھ ہندی تو بھاگ کر لاہوتک کے لشکر مین چلے گئے اور نو لاکھ لندھور سے ملے اب
لشکر لندھور کا اٹھارہ لاکھ ہوگیا لندھور نے آکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے نوازش فرمائی اور حال
پوچھا لندھور نے سب کیفیت اپنی اندھے ہوکر قید ہونے کی اور پھر بمعجزہ جناب ابراہیم علیہ السلام اور بینا ہونے
کی عرض کی اور حال سرداران اسلام کا پوچھا کہ کہان ہین علی الخصوص ایرج و نورالدہر کہ یہ زور بازوان صاحبقران
ہین بادشاہ اسلام نے تمام سرگذشت انکے اسیر ہونے کی کہی لندھور امیر کو یاد کرکے بہت روئے بادشاہ نے فرمایا
کہ لندھور کی عزت اب واجب ہوئی کیونکہ نظر کردہ ہوئے ہین اور دعوت کی بزم عیش واسطے لندھور کے
آراستہ ہوئی ہر طرف چراغان ہوا تمام صحرا مین درخت تمامی سے منڈھے گئے قندیلین آویزان ہوئین لشکر مین
چراغان جدا بارگاہ مین صحبت رقص تھین ہوئی سب سردار جمع ہین جام مے ناب کو گردش ہے جوانان قوی
تن مثل فیل مست شراب پیے ہوئے جھوم رہے ہین رقاصان پری چہرہ حاضر ہین غزلین عاشقانہ گارہے ہین کہ
ہر ایک کو وجد کا عالم ہے غزل

حنا وہ غیر کے خاطر جو ملنے والے ہین
کہ نخل باغ تمنا کے پھلنے والے ہین
ہوا ہے دخل یہ خانہ کون سا یکش
سنبھالا سینے لیا یا سنبھلنے والے ہین
ہجوم شوق سے جو ہو چکے محبت مین
گرو بادۂ الفت سے چلنے والے ہین
ہمارے دل سے نکلتے تھے کیسے جو ارمان
عبث ہے یکسرے ہین آج اچھلنے والے ہین
نہ دیکھو وصل کی شب سے شمع و پروانہ
دل ان بتون کے بھلا کب پگھلنے والے ہین

جناب شیخ بھی چلن اپنے بدلنے والے ہین
تو ہم بھی رنگ محبت بدلنے والے ہین
یہ بے سبب نہین بل ترے گیسوؤن مین پڑا
کہ جوش شوق مین شیشے ابلنے والے ہین
ہمارے نام سے گھبرا گئی عدو کی لحد
فرود وصال ادا نکلنے والے ہین
برا ہے یک بیک انکا تپاک سے ملنا
وہ شکوے ہین کہ زبان سے نکلنے والے ہین
ابھی نہین ہے خبر خون دل ہوا کسکا
جلا کے رنگ نہ بیٹھین جو کہ جلنے والے ہین

گر راہ کوچۂ الفت کی چلنے والے ہین
پکارتی ہے بہار شباب کی آمد
کچھ آج زہر یہ کالے اگلنے والے ہین
انھیں کا آج سمجھایا ہو درد فرقت نے
وہ آج ایک نئی چال چلنے والے ہین
اشارے کرتی ہین آنکھیں ست نازکی کہہ کر
نگاہ جا کے گھڑی مین بدلنے والے ہین
خوشی کرینگے خمے کو توڑ کر واعظ
حنا تو مل چکے وہ ہاتھ ملنے والے ہین
جلا کے مین نہین بے خوف آرزو جو جو

غرضکہ یہان تو یہ ہنگامہ گرم ہے لیکن مہتر شاپور شیر دل کے ذہن مین یہ
بات آئی کہ چلکر خبر لینا چاہئیے کہ اب لشکر کفار مین کیا ہو رہا ہے یہ سوچکر بصورت تبدیل طرف لشکر لاہوتک کے
روانہ ہوا بارگاہ لاہوتک مین پہونچکر دیکھا کہ تمام گبر مرنے جدائل خان کا افسوس کرتے ہین لیکن صلصال
دست بہ قبضہ ہوکر پکارا کہ منم خان اعظم یا خدا اور نہ میرے نام پر طبل جنگ بجے کل عوض خون جدائل خان کا
لندھور سے لونگا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر شاہ اسلام کو آگاہ کیا فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی دبتا ہے رباتی طبل جنگی بجے لندھور صلصال سے کم نہین ہین اسی وقت توپخانہ رعد شکوہ جوش وخروش

کوئی امر طے نہیں پایا تھا کہ باہم یہ صلاح ٹھہری کہ شاپور شیر دل کو لانا چاہیے کہ اسکی عقل بہت تیز ہے اور جوان بھی ہے
سب نے یہ صلاح کر کے شاپور شیر دل کو طلب کیا جسوقت شاپور آیا سب نے تعظیم کی اور بعد حرمت مقام صدر پہ
بٹھایا جام شراب پیش کیا شاپور نے جام پیا اسوقت سب نے کہا ای شاپور تمھاری عقل ماشاء اللہ ہم سب سے
نہایت سلیم واقع ہوئی ہے تم کو رہائی سرداران کے بارہ میں کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے کہا کہ میرے نزدیک تو
بہتر یہ ہے کہ سب لشکر سے نکلکر کسی صحرا کو چلے جائیں اکثر تاجر لشکروں میں آیا کرتے ہیں بس جو قافلہ آتا ہو اسکے ساتھ
خود بھی بصورت تاجران لشکر کفار میں دوکانیں لیں وہاں سے کدو کوشش میں معروف رہیں جب موقع
پائیں سرداروں کو چھڑا لیں سب نے ہاتھ شاپور کے چومے اور کہا سبحان اللہ اسی سے ہم سب نے اپنی عقل پر
تجھیں فوقیت دیا تھا غرضکہ اسیوقت اسباب تجارت پوشیدہ طور سے قلعہ سے نکال کر طرف صحرا کے لے گئے
سات روز تک قیام کیا اتفاقاً آٹھویں روز ایک قافلہ جانب ظلمات سے آیا تھا اور لشکر لاہوتک کو جاتا تھا
یہ سب سوداگر بنکر اسکے ہمراہ ہولیے اور داخل لشکر لاہوتک ہوئے پرویز بن ہرمز کے لشکر میں دوکانیں لیں
اور اسباب تجارت رکھکر بیٹھے جسوقت شب ہوئی تو مہتر شاپور شیر دل دوکان سے چلا گیا دوسرے روز دیکھا
کہ شاپور اندر سے دوکان کے نکلا پوچھا سب نے کہ اے مہتر مہتران کیا تم نے سحر بھی یاد کیا ہے کہ بل گئے تھے
دوکان کے باہر اور نکلے اندر شاپور نے کہا میں نے اس دوکان کے اندر سے اپنے مکان تک نقب
لگائی ہے بعد اسکے سب مشورہ کر کے جدا جدا بوقت شب تلاش میں سرداران اسلام کے روانہ ہوئے لیکن
کسی سردار کا پتا نہ لگا اب یہ معمول ہو گیا ہے کہ تمام دن تو دوکان پر بیٹھے ہیں اور رات کو سرداروں کی
تلاش کرتے ہیں ایک روز ازرق بن زردوز [?] ڈھنگ ختنی عیار دوکان پر فتاح کشوری کے کہ سوداگر جواہر کا
بنا ہوا تھا اور مہتر الماس اپنا نام مشہور کیا تھا آیا اور پوچھا کہ عمدہ مروارید ہیں فتاح نے کہا کہ میرے
پاس دو مروارید ہیں کہ بوقت کشور ستانی بھی مطابق انکے نہ ملیں گے بلکہ کسی نے نام بھی نہ سنا ہوگا ازرق نے
کہا کیا نام ہے اس موتی کا فتاح نے کہا در کشتری کہتے ہیں ازرق کے ہوش اڑ گئے کہ اس نام کا موتی
نہ سنا تھا کہا جلد دکھاؤ فتاح نے کہا یہ بہت بیش قیمت موتی ہیں ازرق نے کہا جو کچھ مانگو گے دونگا
فتاح نے کہا ابھی دھوپ سے چلے آتے ہو جواہر کا پرکھنا آسان نہیں اندر آؤ بیٹھو شراب پیو جب مزاج درست
ہو تب دیکھو ازرق نے دل میں کہا کہ یہ مرد سوداگر نہایت مردم شناس معلوم ہوتا ہے اور پر دوکان کے آیا بیٹھا
فتاح نے خادم کو پکارا وہ شراب و کباب لایا ازرق نے شراب پی کباب کھائے اور عیار بھی ساتھ
ازرق کے تھے سب نے شراب پی اتنے میں آواز کراہنے کی آئی ازرق نے پوچھا یہ کون کراہتا ہے فتاح نے
کہا بھائی میرا بیمار ہو گیا ہے اسکے بچنے کی توقع نہیں ازرق نے پوچھا کیا مرض ہے جواب دیا یرقان سوداوی ہے
اکثر جنون اسکو [?] معلوم ہوتی ہے ازرق نے کہا میں کسیقدر علم طب سے بھی آگاہ ہوں مجھے تو دکھاؤ فتاح نے
کہا اچھا اندر حجرے کے لیگیا جس دوکان میں کہ مریض تھا بعد ازرق کے وہ عیار جو کہ اسکے ساتھ تھے
وہ بھی حجرے میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر پڑا ہوا کراہ رہا ہے ازرق نے نبض پر ہاتھ ڈالا مریض
نے ازرق کا ہاتھ پکڑ لیا فتاح نے کہا دیکھیے سنبھلے ایسا نہ ہو کہ یہ آپکو زک دے دیوانہ ہو رہا ہے میں
میں جانتا ازرق نے کہا کہ تم نے کیا مجکو موم کا سمجھا ہے کہ ایک اتنا سا بیمار مجھے نہ سنبھلے گا فتاح چپ ہو رہا
مریض نے ازرق کے ایک طمانچہ مارا کہ اسے چکر آگیا بس اسی عالم میں مریض نے نعرہ کیا کہ منم مہتر شاپور

شیر دل ادھر مار کر کمند ارزق کو پکڑ لیا اور نقب کی راہ سے روانہ ہوا اور جو عیار کہ ارزق کے ہمراہ تھے انھین
مہتر چالاک بن عمرو ابوالفتح وغیرہ نے گرفتار کر لیا شاپور نے سبکو لاکر اپنے مکان مین قید کیا اور پھر حسب معمول
سب دوکان پر آکر بیٹھے وہان یہ خبر گرم ہو رہا تھا کہ بدر نے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے جب زمانہ
شب برطرف ہوا ہوائے صبحدم چلنے لگی گردان لشکر اپنے اپنے رسالون پلٹنون سمیت آکر سرگرم آرائے کارزار
ہوئے اسطرف لاہوتک غول با فواج کثیر میدان مین آکر قائم ہوا اسطرف شاہ اسلام بعید شوکت
واحتشام آکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال صلصال کے لشکر سے
شیداز ترک میدان مین آیا مبارز طلب کیا لندھور نے ارادہ کیا کہ مین نکلون ہاشم تیغ زن نے جلدی
کی اور مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
نگہبان ہو اور جامہ کلہ مظفریت عنایت ہوا ہاشم جامہ پیکر یار دو گرز مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوئے
شیداز ہاشم کو آتے دیکھکر تنگاور پر آن ہوا ادھر سے ہاشم تیغ زن تنگاور زن ہوئے سمون سے چنگاریان
جھڑتین مرکب شیداز کا چھ قدم اور گھوڑا ہاشم کا حسب معمول تین قدم پسپا ہوا اسی سلسل کر سوارون کو رانون مین
ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیداز نے نیزہ بسینہ ہاشم پر مارا ہاشم نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے
لگین کوئی گھڑی بھر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ہاشم نے نیزہ ہاتھ سے شیداز کے ہوائی کیا شیداز نے گرز مارا
کہ سات سو من کی ضرب تھی ہاشم نے گرز شیداز کا سپر پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی چنگاریان نکلین
پھول سپر کے جھڑ پڑے جواب مین گرز کے ہاشم نے بھی گرز مارا شیداز نے گرز کو ہاشم کے اپنے گرز پر لیا
تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب شیداز کی ٹوٹ گئی شیداز بیہوش ہو گرا آواز دی ہاشم نے کہ
زدم و پست کردم کفار دوڑے ہوئے آئے اور شیداز کو اٹھا لے گئے ہاشم نے پھر مبارز طلب کیا
مجنون تیغ بند لاہوتک سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد گفتگوئے بسیار یہ ٹھہری کہ مجنون نے کہا
اے پسر حمزہ تمھین بھی لوگ تیغ زن کہتے ہین اور مین بھی تیغ بند مشہور ہون میرے تمھارے صرف تلوار کی لڑائی
ہوا اور نیزہ بازی تو تم خدا پرستون پر ختم ہے یہ کہکر میان سے تلوار کھینچی اور اسطرف ہاشم تیغ زن نے بھی تلوار
کھینچی دونون بلا کے پھکیت تھے چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے ایک مقام پر تلوار نے مجنون کی سپر کو ہاشم کے
دو تہ کل کا نامہ ہوگا کہ فوراً شاہزادے نے پھینک دی تلوار مجنون کی ٹوٹی واہ واہ کی صدا دونون لشکر وان
سے بلند ہوئی مجنون خفیف ہوا اور دوسری تلوار کھینچی پھر دو بدل ہونے لگی ہاشم نے یہ تلوار بھی پھینک دیکر
توڑی مجنون نے اور تیغ طلب کی عیار آکر پھر دو تلوارین دے گیا ایک کو مجنون نے زیب کمر کیا اور ایک سے پھر
لڑنے لگا سب لشکر دیکھ رہا ہے کہ دونون بلا کے پھکیت ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے لڑتے ہین ہاشم نے تھپکی ماری کہ
قبضہ کے پاس سے تلوار مجنون کی کٹ گری اور پھر تلوار چلی اب شام قریب ہے کہ ایک مقام پر ہاشم نے
کمر جھکا کر جو سر کا وار کیا تلوار خود پر بیٹھی پیمانہ مغفر سے مثل قطرہ آب کے گذر کر کاسہ سر مین چار انگل در آئی مجنون
نے داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مجنون بیہوش ہو گیا ہاشم نے کہا لیجاؤ
اسے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور مجنون کو اٹھا لیگئے شام ہو چلی تھی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر
میدان سے پھرے لاہوتک داخل بارگاہ ہوا سب کفار جمع ہوئے مجنون کا علاج ہونے لگا صلصال
کا زخم اچھا ہو گیا تھا اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی

نقارہ رزمی جوش وخروش مین آیا پھر دونون طرف تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات ہر طرف لشکرون
مین حاضر باش وناظر باش کی صدائین بلند رہین جب سفیدۂ سحری نے روے سیاہ فلک پر غازہ پھیرا اور مہر جہانتاب
ہر طرف چمکا طایر معروف زمزمہ سرائی ہوے پیک صبا نے اگر خبر جنگ بہار وخزان پہونچادی دونون لشکر میدانمین
آکر با مدد گر صفین باندھکر مستعد جنگ ہوے نقیب کر دکا شنا کر نکل گئے تھے کہ صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو لاہوتک غول سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا دکھایا ہاتھ نیزہ کے نکالے جب
خوب پسینہ مین غرق ہوگیا اُسوقت مرکب کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا بعد چند ساعت کے نعرہ کیا کہ
باش اے گروہ خدا پرستان منعم خان اعظم آئے جسکو تمناے مرگ وآرزوے قضا ہو یہ سنتے ہی پیرانی
ہڈیون مین حرارت پیدا ہوئی ضعیفون کی بجر گو حرکت نے جوش کیا بقول شاعر ہے

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
پھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اپنے مرکب صبا رفتار کو اڑا کر شاہ اسلام
سے حسب دستور اجازت لیکر مقابل صلصال ہوا اور فرمایا کہ کیا یکتاہی ہین میدان ہمین چوگان ہمین گوے
لا حربہ بہادری کا صلصال نے کہا کہ بیشک تم جہاندیدہ ہو تم سے لڑائی کا مزا آئیگا اور سب تو میرے
سامنے کے بچے ہین فی الواقعی سن اسکا دوسو برس کے قریب ہے کیونکہ ابتداے نوشیروان نامہ سے برابر لڑ رہا ہے
الغرض صلصال نے نیزہ مارا عمرو بن حمزہ نے نیزہ نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین ایک مقام پر عمرو بن
حمزہ نے نیزہ اسکا ہوائی کیا صلصال نے گرز مارا عمرو بن حمزہ نے گرز صلصال کا سپر پر روکا یہ معلوم
ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر عمرو بن حمزہ بھی دوسرے امیر ہین وار صلصال کا اسطرح روکیا جیسے کسی چھوٹے
پہلوان کا حربہ صلصال نے کہا خیر مگر نیزہ بازی گرز بازی خلال بازی حال بازی تلوار بازی راست بازی
یہ کہکر تیغہ کمر سے کھینچکر وار کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کو ضامن دیکر وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا واقع
مین اگر شمشیر ضامن نہوتی تو تلوار صلصال کی بغیر کاسۂ سر تک پہونچے ہوے دم نہ لیتی سپر کے دو ٹکڑے
ہوے بس یہ دیکھکر بوڑھا شیر بھر گیا عمرو بن حمزہ کو غیظ آیا اور جواب مین اسکے تلوار ماری صلصال نے بھی
سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا لیکن تلوار نے سپر کے صاف دو ٹکڑے کیے تلوار کو بھی قلم کیا خود پر بیٹھی
عمرو بن حمزہ نے جھٹکا مارا صلصال نے دیکھا کہ تلوار نے شمشیر وسپر دونون کو کاٹا خود پر آئی اب جان کی خیر نہین سر پیچھے
کو کھینچا اسپر بھی تلوار تا دوابرو آکر نکلی وہان سے سر مرکب پر گری گردن مرکب قلم ہوئی صلصال مع مرکب غلطان
وپیچان گرا یہ حال دیکھکر قہر بن شرو مین مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور صلصال کو میدان سے پھیرا اور آپ
مقابل ہوا نیزہ بازی مین عمرو بن حمزہ نے نیزہ ہاتھ سے قہر کے نکال دیا گرز کو بھی روکیا نوبت تلوار کی پہونچی یہ بھی مثل
صلصال کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر شامت آئی شیداز ترک کی کہ کل ہاتھ سے ہاشم کے بچ گیا تھا ضرب
گرز سے بیہوش ہوگیا تھا جلدی سے مرکب کو چمکا کر مقابل ہوا اور برس پڑا تلوارین مارنے لگا عمرو بن حمزہ اسکے وار
روکتے چلے جاتے ہین جواب نہین دیتے مسکرا رہے ہین کہ یہ کونسی لڑائی ہے جب بہت دیر کے بعد یہ
تھکا تب خبردار خبردار کہکر تلوار ماری شیداز نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بھلا عمرو بن حمزہ کی تلوار سپر شیداز سے
کب رکتی ہے سپر کو صاف قلم کرکے خود پر گری خود کو کاٹتی ہوئی دو بلغہ غرق چین زرہ ٹوپ کو دو کرتی ہوئی
زمین مین غرق ہوئی شیداز کے چار ٹکڑے ہوے یہ کاٹ تلوار کا عمرو بن حمزہ کی دیکھکر کفار
نوزنگ ہوگئے اور شاہ اسلام فرمارہے تھے کہ دیکھیے ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین بھی کیا قوت ہے غرض کہ

شام ہو گئی طبل بازگشت بجا شاہ اسلام زر نثار کرتے ہوئے عمرو بن حمزہ کو بارگاہ میں لائے لیکن لاہوتک غول
جو میدان سے پھرا بارگاہ میں آیا دربار سویرے سے برخاست کر کے برائے عیادت خیمہ صلصال میں آیا دیکھا
کہ سر میں پٹی بندھی ہوئی ہے اور صلصال کراہ رہا ہے کہ عمرو بن حمزہ کے مقابلہ میں مقابلہ صاحبقران کا لطف
اٹھ گیا لاہوتک نے پوچھا کہ کئی روز سے ابزرق عیار کو نہیں دیکھا صلصال نے کہا بازار گیا تھا جب سے
آیا ہی نہیں بلاشور نے کہا مجھے گمان ہوتا ہے کہ شاپور نے اسے گرفتار کر لیا اسلئے کہ یہ میں خوب جانتا ہوں
عیاران اسلام لشکر میں موجود رہتے ہیں وہاں عیاران لشکر اسلام نے شام ہوتے ہی حسب معمول دوکانیں
برخاست کیں اور تلاش میں زندان خانہ سرداران اسلام کے نکلے تمام لشکر میں ڈھونڈھا کہیں نہ پایا تھا
خیمہ لاہوتک کی جانب آئے کہ اسے ہی اسیر کر لیں تاکہ زور اپنا پیدا ہو جائے پیکر کے خیمہ لاہوتک میں آئے
خیمہ کو خالی پایا شاپور نے کہا صبح قریب ہے اب واپس جانا چاہیئے مگر خالی پھرے تو کیا اگر سرداروں کو نہ چھڑایا
اور کفار کو نہ گرفتار کیا تو مال کفار کیوں چھوڑ دے پس تمام مال و اسباب بارگاہ لاہوتک کا سب نے باندھا
اور دوکان پر آکر نقب کی راہ سے سب مال و اسباب قلعہ میں بھیجدیا لیکن لاہوتک جو خیمہ صلصال سے
پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا عجب واقعہ دیکھا کہ پلنگ تک سونے کو نہیں ہے کہاں دزدان قدرت آکر سب اسباب
لے گئے بلاشور نے کہا سوا شاپور کے دوسرے کا یہ کام نہیں ہے بدبختی لاہوتک کو پہونچانے آیا اسے یہ
دیکھکر غصہ معلوم ہوا اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا
تھوڑی سی رات تو باقی ہی رہی تھی آن واحد میں ختم ہوگئی جسوقت شاہ خاور بصد کروفر تخت نیلم پر نیزۂ
خط شعاع ہاتھ میں لیکر جلوہ افروز ہوا اور خسرو زنگبار شب شکست فاش اٹھا کر مع فوج انجم گریزاں ہو کر
ملک مغرب میں قیام پذیر ہوا لاہوتک غول مع لشکر میدان قتال میں آیا اور لشکر اپنا قائم کیا ادھر سے
شاہ اسلام برآمد ہوئے جب دونوں لشکروں کی صفیں بندھ گئیں تو بدر بن زلازل یک حبشی سامنے تخت
لاہوتک کے آیا اجازت خواہ میدان ہوا لاہوتک نے کہا جا تجھے دست قدرت کے سپرد کیا بدر سجدہ کر کے
بارہ گز مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا اور پکار کر بانگ اے گروہ خدا پرستان تم خوب جانتے ہو کہ تلوار
میری موجۂ ہوائے اجل ہے جسے تمنائے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنا تھا
کہ لندھور بن سعدان کردو کو غصہ آیا اور جس فیل پر سوار تھے اسی کو بڑھا کر شاہ سے اجازت لیکر
مقابل بدر آئے اور آواز دی کہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہے لا حربہ بہادری کا اور نیزہ تانا بدر نے کہا میں
خدا پرستوں سے سوا تلوار کے دوسری لڑائی نہیں لڑتا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے رکھکر گرز تانا بدر نے کہا
گرز سے بھی نہ لڑونگا لندھور نے کہا کہ ایک شرطے میں تلوار کی لڑائی لڑتا ہوں وہ یہ کہ تو خفتان مع بند
اتار ڈال یہ سنکر بدر نے لنگوٹا ملا کر گرز سر فیل لندھور پر مارا کہ سر فیل پھٹ گیا اور وہ بیٹھا لندھور نے
جست کی کہ فیل سے علیحدہ ہوں بدر نے کمند ماری کہ دو حلقہ اسکے گردن میں لندھور کے پڑے بدر نے
جھٹکا دیا تو لندھور نے گرتے گرتے دو حلقہ کمند کے جو ہاتھوں میں اور بچے تھے توڑے اور کمند اپنی بقوت تمام
بدر پر ماری کہ تین حلقے گلے میں بدر کے پڑے جھٹکا دیا بدر گرا لندھور نے چاہا کہ کمند اپنی گلے سے دور کر کے
سر بدر قلم کرے کفار نے دیکھا کہ اب بدر نہ بچیگا یلغار کر کے دوڑ پڑے اور لندھور کو گھیر لیا جب دیکھا
لندھور نے اژدحام کر گئے بدر سے ہاتھ اٹھایا کفار کو قتل کرنا شروع کیا کفار نے بدر کو [illegible]

سوار کیا لیکن لندھور کو تنہا دیکھکر بادشاہ نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا سب دوڑ پڑے اُدھر لاہوتنگ
مع اپنے لشکر اور جمشید جابلقا اپنی فوج سمیت حمائل شاہ ملک مرداق صلصال وغیرہ یہ سب آکر
غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے خرمن ہستی کفار جلنے لگا کسی طرف کمندین اچھل
رہی تھین مرغ روح اسیر دام صیاد اجل ہو رہے تھے کہین عمود گران سر جل رہے تھے مغروروں کے کاسۂ سر
کچل رہے تھے کہین نیزہ اپنی راستبازی سے طعن کر رہے تھے کسی طرف سے کمانون کی کڑکنے کی صدا بلند
تھی لوگ سہمے جاتے تھے کہین گوشۂ امن و امان کا نہ ملتا تھا نشانہ تیر اجل تھے سر خود سرون کے ٹھوکرین کھاتے
تھے ہزارہا کا سر پامال سُم اسپان ہو رہے تھے میدان کارزار مین دریاے خون جاری تھا عرصہ وغا گلنار گون
ہو رہا تھا الغرض تا شام اسقدر کشت و خون ہوا کہ ملک الموت کو قبض روح مین تکلف ہوا چار ہزار اہل اسلام
عازم گلگشت جنان ہوئے اور بیس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے شام کو جنگان نے طبل امان بجوایا دونون لشکر
علیحدہ ہو کر اپنی اپنی آرام گاہ پر آئے لیکن لاہوتنگ غول جسوقت داخل بارگاہ ہوا سب سردار ساتھ ساتھ
آئے لاہوتنگ تخت پر بیٹھا سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوئے کہ جنگان کی رگ مادر بختائی
جنبش مین آئی لاہوتنگ سے کہا کہ یا خداوند یہ جو بندہ اے ست ہو آپکی قید مین ہین انھین کسواسطے رکھ چھوڑا ہی
کہ کوئی آکر چھڑا لیجائے اور جسطرح یہ آج خود بے بس ہین کل ہم عاجز اور بے بس کرینگے لازم یہ ہی کہ انھین قتل کیجیے
لاہوتنگ نے ملک مرداق و مجنون تیغ بند وغیرہ کی طرف اس نظر سے دیکھا کہ تمھاری کیا راے ہی ان
دونون نے بھی یہی مشورہ دیا کہ قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہی میرے نے بھی کہا کہ مین پہلے ہی قتل کر ڈالتا مگر آپ کا
حکمنامہ صادر ہوا اسوجہ سے مجبور ہو گیا اور قتل سے باز رہا لاہوتنگ نے کہا کہ اچھا کل مین سب اسیرونکو دربار
مین طلب کرونگا اور کہونگا کہ سجدہ کرو جو مانیگا اسے رہا کر دونگا ورنہ قتل کر ڈالونگا یہ خبر تمام لشکر مین پھیلی عیاران
اسلام بشکلہاے مبدل لشکر لاہوتنگ غول مین موجود تھے یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرائے لیکن فضا لور شیر دل نے کہا کسی
کی کیا مجال ہی جو سرداران لشکر اسلام کو قتل کرے دیکھو تو اس قصد کی آج ہی شب کو کیسی سزا دیتا
ہون یہ کہکر اسی وقت اپنے انتظام مین مصروف ہوا جسوقت شب ہوئی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ
مغرب مین جاگزین ہوا گلشن انجم پر تازگی آئی معشوق اپنی اپنی خلوت گاہ درست کرنے لگے کہین صحبت رقص و غنا شروع
کہین عابدون نے مساجد مین شب بیداری کے قصد سے وضو کر کے تسبیحین ہاتھون مین لے کر بیٹھے آواز
الصلوۃ بلند ہوئی کوئی ہجران کشیدہ خیال معشوق مین بستر غم پر پڑا ہوا اختر شماری کر رہا ہے بقول شاعر ؎
شب وصال وہ سر رکھ کے جو سو رہے تھے | تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگائے ہوئے | غرض کہ ہر شخص اپنے اپنے رنگ
مین ہو لاہوتنگ غول ملعون نے اس خوشی کا جشن کیا ہی کہ کل خدا پرستون کو قتل کرینگے لشکر مین ہر جگہ چراغان ہوا اور
بارگاہ مین صحبت رقص و سرود کی برپا ہی تمام سردار مے بدست ہین جام بادہ ناب گردش مین ہی رقاصان پری چہرہ
بصد ناز و ادا ناچنے گانے مین مصروف ہین کوئی ماہ وش ٹھمری پہ خیال سے اپنا ہنر دکھاتی تھی کوئی پری پیکر
یہ غزل عاشقانہ گاتی تھی غزل

بجز ایذا انھین کیا اہل ستم دیتے ہین
کہ جفا دوست کو ایذا بھی یہ کم دیتے ہین
خط محبوب دکھا کر یہ کہا قاصد نے
نامہ کر شوق سے ایدل جو الم دیتے ہین
دیکھی ہر بات یہ جانباز جو دم دیتے ہین
دیکھیے کسکا گلا کٹتا ہی اس عاشقی مین
لے کے تجھے عشق بہا ہم یہ قدم دیتے ہین
وہ ہین مانع کو اجازت تجھے ہم دیتے ہین
ان حسینون نے نہ چھوڑا کوئی پہلوے ستم
آج بیٹھے ہین کہ کل ہین دو جہان دیتے ہین
ابتدا کرتے ہین عاشق الف الفت سے

ہاتھ میں منہ کے جب استاد قلم دیتے ہیں
خوش ہوں ہر رنج میں لیکن یہ ہی شکوہ کرتے
ہے مبارک ہو لشاہت تجھے ہم دیتے ہیں
خون بہا اب کوئی نازک کمروں سے کیا لے
واسطہ مجکو خدا کا یہ صنم دیتے ہیں

ای خوشا بخت کہ سینے پہ ہی زانو انکا
کر دہ غیر دن کی خوشی کیلیے غم دیتے ہیں
کیا تعجب ہے کہ دہ لیتے ہیں جگر میں چٹکی
جان لیتے ہیں تو جاگیر علام دیتے ہیں
آرزو انکا یہ مطلب ہی کہ غم کھاکے مرے

لطف کیا کیا دم آخر یہ ستم دیتے ہیں
خواب میں آکے وہ کہتے ہیں کہ جاگا تو اگر بخت
اور پھر مجکو تڑپنے کی قسم دیتے ہیں
اب جو زنار ہیں لون تو نہو شاید کفر
زر جب ہاتھ میں لیتا ہوں قسم دیتے ہیں

غرضکہ محفل کا عجب رنگ ہی سمان بندھا ہوا ہی ہر شخص عالم وجد میں جھوم رہا ہی یہاں تو یہ عالم ہی اور یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی کہ کفار نے جشن کیا ہے شاہ اسلام نے فرمایا کاہے کا جشن ہی عیار نے عرض کیا کہ کفار کا ارادہ ہے کہ کل سرداران جو انکی قید میں ہیں انھیں علف تیغ ستم کریں یہ سنتے ہی شاہ کا مزاج برہم ہوا ضبط کا یارا نرہا فرمایا کہ ہمارے لشکر میں ابھی فرمان پہونچایا جائے کہ سب تیاری جنگ کریں جسوقت کہ یہ کفار سرداران اسلام کے قتل کا ارادہ کرینگے اسیوقت انھیں پامال کردونگا غرضکہ سب سردار یہ بادشاہ اسلام یہاں آمادہ مرگ سیلے تلے بیٹھے ہیں اور ادھر جشن ہو رہا ہے مگر عیاران اسلام اپنی اپنی فکر میں ہیں جسوقت زلف لیلائے شب تا بکمر پہونچی یعنی نصف اللیل کا وقت آیا تو شاپور شیر دل نے سب عیاروں سمیت ایک سروانہ طائفہ تیار کیا اور خود ایک پیر مرد بنکر سب کے ساتھ ہو اکر اس قسم کی عیاری کرنے سے شاپور کو اکراہ ہی چنانچہ روانہ بارگاہ لاہوتک ہو اگر لاھوتک پہنچا شروع کی اور سب نے تالیاں بجائیں شور و غل بلند ہوا لاہوتک نے چوبدار سے کہا کہ دیکھو تو یہ شور و غل کیسا ہو رہا ہی وہ گیا اور آن واحد میں آکر عرض پیرا ہوا کہ کچھ بھانڈ دروازہ پر کھڑے شور و غل کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بیابان عجائب کے رہنے والے ہیں خداوند کا نام سنکر یہانتک پہونچے ہیں غضب ہے کہ خداوند کے در پر سے مایوس پھر جائیں لاہوتک نے کہا بلالو انھیں کچھ دیدے رحمت خداوند جوش پر ہے چوبدار نے جاکر دربانوں سے کہا کہ حکم خداوند ہے انھیں آنے دو سب کے سب یہ مژدہ سنکر خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوے وہ طائفہ جو مجرا کر رہا تھا موقوف کیا گیا اور انسے کہا گیا کہ جو کچھ کمال تمھیں آتا ہو وہ دکھاؤ سبھوں نے عرض کیا بہت خوب اور سازندوں نے ساز ملائے بھانڈوں نے بیس بیس گز کی چیلیں سر سے لپیٹیں تالیاں بجانے لگے اور ایک کشمیری نے ناچنا گانا شروع کیا یہ چالاک بنکر تھا اسنے گت ناچ کر یہ غزل شروع کی

غزل

نگاہوں سے کچھ یہ گمان ہو رہا ہے
جہاں مجھے شور و فغان ہو رہا ہے
لگائے ہوں درد محبت کو دل سے
دل مضطرب میں سنان ہو رہا ہے
ابھی دل سے کھینچی تھی آگ سوزان
کہ درد محبت بیان ہو رہا ہے
مراد در دیجان لو رنگ رخ سے
کدھر الامان الامان ہو رہا ہے
اچھلتا ہے دل آرزو پچکیوں میں

دکھایا ہی دل ایک زمانے کا آئینے
اسی کی طرف آسمان ہو رہا ہے
ستانے کو میرے کوئی فند بنکر
کہ آخر کوئی خیم جان ہو رہا ہے
ذرا اپنے دل کو سنبھالے رہیں وہ
تڑپنے کا انکو گمان ہو رہا ہے
وہ سفاک نکلا ہی کس گلی سے
مرے ضبط کا امتحان ہو رہا ہے

کہ وہ دل میں آکر نہان ہو رہا ہے
ہر آزادہ جو ظلم کرنے کو ہمسر
عدو میرا آرام جان ہو رہا ہے
چلو جاؤ بس ہو چکی سیر بسمل
جدھر دیکھتا ہوں دھوان ہو رہا ہے
دھڑکتا ہے دل ہجر کے ڈر سے میرا
کہ ہیئت بدل کر عیان ہو رہا ہے
کلیجا وہ بیٹھے ہوے مل رہے ہیں
ترا ذکر اسد دم کہان ہو رہا ہے

غرضکہ ایسا گایا کہ سب کو بیخود کر دیا بعد اسکے فتاح کشوری جو نقال بنا ہوا تھا روپ بدل شکل ایک مسافر کی بنکر آیا اور بعد لطیفہ کہنے کے کہ جو بھانڈوں کا دستور ہے بیان کیا کہ میں ایسا ایک سحر خداوند سامری سے

سیکھ کر آیا ہوں کہ چاہوں تو سب ہنسنے لگیں اور چاہوں تو سب رونے لگیں اگر خداوند لاہوتک غول اجازت
دیں تو کمال اپنا دکھاؤں لاہوتک نے ہنسکر کہا کہ تم لوگ آزاد ہو جو چاہے کرو سلام کرکے بیٹھ گیا اور جھوٹ موٹ چوکہ
وغیرہ سے کرا کے یاری سلگا کر رائی سرسوں کے دانے پڑھ کر جلانا شروع کیے اور کہا لاہوتک کیطرف دیکھکر یا خداوند
جس شخص کو آپ فرمادیں اسپر سحر کروں ہر شخص کی خدمت میں بے ادبی نہیں کر سکتا لاہوتک نے ججگان کی
جانب اشارہ کیا کہ اسے پہلے ہنساؤ فتاح نے اپنے ہاتھ پر ایک لفظ بیہودہ لکھکر ججگان کو دکھایا اور جھوٹ موٹ
پھونک کر ہاتھ ججگان کے سامنے لیگیا وہ بے ساختہ ہنس پڑا سب نے تعریف کی فتاح نے سبکو سلام کیا
بعد اسکے کہا دیکھیے خداوند اب ملک جی کو رلاتا ہوں اور ہاتھ میں تھوڑا پانی لسن کا لیکر اسمیں تھوڑا عطر واسطے
بو کم ہونے کے آمیز کیا اور پھونک کر چھینٹا منہ پر ججگان کے مارا ایک آدھ بوند جو آنکھ میں جا پڑی آنسو کا تار بند ہوگیا
سب حاضرین محفل ججگان کی حالت پر ہنس رہے ہیں کسی کی نظر اصل امر پر نہیں بلکہ تعریفیں ہو رہی ہیں
انعام مل رہا ہے کہ سحر کی اچھی نقل کی خوب حکمتیں یاد کی ہیں یہ نقل ختم ہونے پائی تھی کہ مہتر برق فرنگی
صورت ایک نازنین کی بنکر ہاتھ میں تھال لئے ہوئے اسمیں کچھ سامان بیجا پاتے کا بغل میں بوتل دوسرے ہاتھ
میں جام آکر بعد کرشمہ و ناز رقص کرنے لگا نظر بد کی جو پڑی فریفتہ ہو گیا سبکو یقین ہوا کہ عورت ہے لاہوتک نے
کہا یہ تو قابل ساقی گری کے ہے اس سے کہا کہ تم شراب پلانا جانتی ہو اسنے عرض کیا کہ خداوند میں نے زندگی بھر میں
یہی تو سیکھا ہے اور اسمیں کمال رکھتی ہوں کہ کہیے تو ایک جام میں غم کا نشہ ہو اور کہیے تو غم کے خم پلادوں اور سرور بھی نہو
سب حیران ہوئے کہ یہ اچھی صفت ہے اور اشتیاق پیدا ہوا اس سے کہا کہ ساقی گری کر برق نازنین بنا ہوا اچھے
ناز و انداز سے جام ہاتھ میں لیے ہوئے اشعار پڑھتا ہوا رقص کرتا ہوا سامنے لاہوتک کے آیا اور یہ شعر پڑھکر جام پیش کیا

سو منہ سے اگر لگا دو یکا نشہ شراب کا ۔ رخ سے عیاں جلال رہے آفتاب کا

لاہوتک نے مسکرا کر جام ہاتھ سے
نازنین کے لیا اور بے اندیشہ پی گیا اسیطرح برق نے کئی جام دیے اور لاہوتک پیتا چلا گیا مگر کچھ نشہ نہ معلوم ہوا بعد اسکے
ایک ایک جام برق نے سبکو پلا دیا مگر یہ کیفیت کہ مزا تو شراب کا اور نشہ بالکل نہیں بعد اسکے لاہوتک نے کہا اب
ایک جام ایسا پلاؤ کہ غم کا نشہ ہو جائے نازنین نے کہ اپنا کمال ظاہر کیا تھا اور ایک ایک جام بعد انتظام سبکو
پلایا بعد اسکے نغمے میں مصروف ہوئی سازندوں نے ساز ملائے ادھر فتاح کشوری کہ ساغر پر آیا تھا اسنے آگ بادی کرکے
بہت سی بیہوشی سلگادی مگر بارگاہ بہت بڑی تھی اثر کما تنک ہو مگر تیز ہوا چل رہی تھی جتنے لوگ اسکے رخ پر بیٹھے تھے وہ
سب ہو گئے اور ادھر برق نے ہر ایک ساغر میں دو عمل اشتعال بیہوشی ملادی تھی سب پر اثر بیہوشی طاری ہو گیا تا
موجود یا تھا تو سب جھوم رہے تھے کہ یکبار لاہوتک گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے ساتھ
اسکے سب اٹھے اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لاہوتک گرا سب سنبھالنے کو دوڑے جو چلا اٹھکر
گرا یہاں تک کہ آن واحد میں سب ڈھیر ہو گئے بس شاپور اپنے مقام سے اٹھا اور سب سرداروں
کے کپڑے اتار کر برہنہ کیا چند سردار جو بہت بڑے نہیں تھے قتل کیے اور سب کے کسی کی ناک کسی کا ٹین
کسی کا کان تراشا حسب لیاقت سبکو سزا دی اور ایک رقعہ لکھکر پاس لاہوتک کے ڈالدیا بلکہ ہاتھ میں
باندھ دیا جسکا مضمون وقت پر ذکر ہوگا اور تمام مال و اسباب لوٹ کر پشت بارگاہ چاک کرکے سب راہی ہوگئے اور
تمام مال نقب کے راستہ سے قلعہ میں پہونچا دیا اور خود حسب معمول دوکان پر آکر بیٹھ رہے لیکن وہاں جو
سب کے سب بیہوش ہوئے تھے تو صبح کے وقت چونکے ایک نے دوسرے کو برہنہ دیکھا پہلے ہنسا بعد اسکے

جب اپنے کو بھی اسی حالت مین پایا تو کمال شرمندگی ہوئی کسی نے چاندنی اٹھاکر لپیٹی اور کسی نے قنات پھاڑکر
لنگوٹی باندھی جو بعد کو جنکے آنکو کچھ نہ ملا بس ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے سب شرمندہ عالم حیرت مین کہ یہ
کیا واقعہ ہے اتنے مین بلاشور کہ نہایت گستاخ تھا اور لاہوتک اسے بہت دوست رکھتا تھا بے اجازت
بارگاہ مین آیا تو یہ کیفیت دیکھی کہ سب برہنہ بیٹھے ہین تو جاکر لباس لایا کہ سب سرداروں نے پہنا بعد اُسکے
بالاتفاق سب نے کہا کہ یہ کام شاپور کا ہے کہ لاہوتک نے کہا کہ کوئی میرے ہاتھوں مین رقعہ باندھ گیا ہے
بلاشور نے رقعہ ہاتھ سے لاہوتک کے لیکر پڑھا تو مرقوم تھا کہ او گرنا ہنجار تو نے اتنے بڑے ارادے پر کمر باندھی
تھی کہ سرداران امیر کے قتل کا قصد کیا تھا بھلا تیری کیا مجال ہے کہ جبتک مین زندہ ہون تو انکے جسم کا رونگٹا بھی بیکا
کرسکے اگر انکا بال بیکا ہوا تو یہ جان لے کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ پہلے تجھی کو مارونگا سنو مہتر شاپور شیر دل
دیکھا تو نے کہ کیا گت کی تیری ان عیاروں نے کہ جو مجھ سے کم ہین میری عیاری سے کون بچ کر نکل سکتا ہے
افسوس ہے کہ امیر کی ممانعت ہے ورنہ ابھی سبکا خاتمہ کردیا تھا اور وہ لکار پر زور بلاشور کہان تھا نہین تو آج
تاک آسکی ہنوتی بلاشور یہ سنکر لرز گیا اور کہا یا خداوند اب میری راے یہ ہوتی ہے کہ یہان رکھنا سرداروں کا
ٹھیک نہین ورنہ یہ عیار ضرور چھڑا لیجائینگے انکو جزیرہ فندق مین روانہ کردیجیے اور حاکم کو وہان کے لکھیے کہ پوشیدہ
طور سے ایک ایک دو دو کو قتل کرڈالے لاہوتک نے راے بلاشور کی پسند کی بدرنگے بھی کہا یہی ہونا چاہیئے
لاہوتک نے اسیقت کو ہیارگرد کو بلایا اور بارہ ہزار آدمی انکے ساتھ کرکے کہا کہ تو آج ہی ان سب قیدی
سرداران اسلام کو لیکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوجا اور ایک نامہ حاکم جزیرۂ فندق کو کہ بدرگی جانب
سے تھا دیدیا کو ہیار اسی وقت شب قیدی سرداران کو لیکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے
عیاران اسلام نے تفحص کیا کہ اب کیا صلاح ہے سردار کہان قید ہین کچھ نہ معلوم ہوسکا سب متردد ہوے لیکن جس
شب کو عیاری کرکے برہنہ کر آئے تھے خبر شاہ اسلام کو دیدی تھی کہ آپ مطمئن رہین اب مجال نہین ہے لاہوتک کی کہ
سرداروں کو قتل کرے لیکن اب نہایت فکر ہوئی کہ آخر سردار کہان ہین سب متردد تھے کہ کیا کیجیے کیونکر پتا چلے شاپور
غیبوں نے کہا کہ مین ابھی دریافت کیے لیتا ہون اور وہان سے طرف خیمہ بختگان کے روانہ ہوا اتفاقاً بختگان دربار
سے آتا تھا اور اپنے خیمہ کو جاتا تھا کہ شاپور ازرق بن زرد ہنگ کی شکل بنکر سامنے بختگان کے آیا سلام
کیا اور کہا ملک جی کہان جاتے ہو بختگان نے کہا خدمت سے خداوندی کی آتا ہون اور اپنے خیمہ کو جاؤنگا
ای ازرق تم کہان تھے ازرق نے کہا مجھے تو عیاران اسلام نے اسیر کرلیا تھا مگر انھین فقرہ دیکر رہائی پائی
اور ایک خبر تازہ لایا ہون جسکا افشا کرنا خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے بختگان نے کہا مجھ سے تو کہو کہا کہ
ذرا میرے ساتھ تھوڑی دور چلیے بختگان ازرق کے ہمراہ ہوا ازرق باتوں مین لگائے ہوئے لشکر کی حد
سے باہر نکل آیا بختگان نے کہا ای ازرق کہان چلے جاتے ہو اب کہو یہان کون ہے ازرق نے کہا تھوڑی دور
اور آئیے بختگان کو اور آگے بڑھا لایا حتی کہ جب بالکل جنگل آگیا تو کہا کہ ذرا ہاتھ اپنے لائیے بختگان نے کہا
یہ کیا شاپور نے نعرہ کیا کہ او سگ بچے سنو مہتر شاپور شیر دل بختگان تھرا گیا کہا مرشد زادے آخر مجھ پر کیون عتاب
ہے غضب کس بات کا ہے فرمائیے تو شاپور نے کہا جلد بتا کہ قیدی سرداران اسلام کے اب کہان ہین بختگان
نے کہا مین نہین جانتا ہون شاپور نے ایک کوڑا مارا بختگان نے فریاد کی اسطرح کہ آواز لشکر مین پہنچ جاے
بس فوراً شاپور نے خنجر کھینچا کہ اب اگر آواز نکلی مارے ہی ڈالونگا بختگان تھم گیا شاپور نے اسے درخت سے

باندھ دیا اور کوڑے مارنا شروع کئے مگر یہ بتاتا نہیں ہے آخر کو شاپور نے عاجز آکر پیش قبض سینہ پر رکھدی اور نوک
چبھولی کہ اگر اب بھی نہ بتائیگا تو اتار دونگا جب اسے یقین ہوا کہ اب خنجر نگا تو کہا اتنا مین نے سُنا ہے کہ کوہسار
سرکش چند سرداروں کو لیکر جزیرۂ فندق گیا ہے شاپور نے کہا تو پہلے سے بتا دیتا تو کیا ہوتا اسنے کہا مین نے
خبر معتبر نہین سنی تھی کہ کہتا جب آپ نے ایذا دینے پر کمر باندھی تب مین نے جو کچھ سُنا تھا بیان کردیا شاپور
نے اسے وہین بندھا چھوڑا اور آپ طرف عیارون کے روانہ ہوا اور تمام حالات بیان کئے سب نے کہا کہ
کچھ لشکر لے کر طرف جزیرۂ فندق کے چلنا چاہئے مگر شاہ کو پوشیدہ خبر دے کر لشکر تھوڑا سا خفیہ طور پر لیکر
چلین کہ لاہوتک کو خبر نہو فتاح کشوری واسطے خبر دینے کے شاہ اسلام کی خدمت مین روانہ ہوا لیکن
بلاشور نے لاہوتک سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے تا کہ اہل اسلام نبرد لڑنے مین رہین اور قیدی سرداران
بیوپچ جائین ورنہ راز کھل جائیگا مین عیارون کی تدبیر کرتا ہون لاہوتک نے طبل جنگ بجوایا خبر طبل جنگ بجنے کی
شاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ نے بھی نقارہ زری بجوایا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے صفین قتال و جدال کی آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے نکل گئے تھے کہ بدر بن زلال حبشی
میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے دارائے ہند لندھور بن سعدان گرد میدان مین آئے بعد
گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوا لی کیا بدر نے تلوار ماری لندھور نے چاہا
کہ ہاتھ بند دست پر ڈالون اور تلوار چھین کر بدر کو گرفتار کرون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی اور تلوار بدر کے
سر پر پڑی بدر نے جھٹکا مار اکہ تلوار خود کو کاٹ کرتا دو ابرو آتر آئی لندھور نے دستانہ مار تلوار چھینا کر سر سے نکلی
اور چادر خون کی باہر آئی بدر نے دوسری تلوار ماری لندھور نے اسی عالم زخمداری مین تلوار بدر کی سپر پر روک
کر روکی مگر فرہاد خان یکضربی پسر لندھور دوڑ پڑا اور بدر کو للکارا بدر فرہاد کیطرف متوجہ ہوا لوگ
لندھور کو اٹھا لے گئے فرہاد نے جو بدستی بدر پر ماری بدر نے جو بدستی دیکر تلوار ماری فرہاد نے روکی تا شام
رد و بدل رہی آخر کار فرہاد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لیکن
بلاشور واسطے تدبیر عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر اسلام ہوا ایک ایک عیار کے خیمہ
مین گیا کسی کو نہ پایا شاپور شیر دل کو بہت ڈھونڈھا جب کہین نہ پایا تو یہ خیال مین آیا کہ لے بلاشور شاید
شاپور کسی کی فکر مین گیا ہو تو بھی اگر ہوتے تو حارث بن سعد شاہ اسلام کو لیچل یہ سوچکر خیمہ کی پشت پر آیا
قنات چاک کی دیکھا شاہ آرام فرمارہے ہین اور دو ایک باری دار بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہین دو چار پروانے
بیہوشی کے مارے کر وہ شمع پر گر کر جلے دود بیہوشی منتشر ہوا باری دار اونگھ تو رہے ہی تھے فوراً بیہوش ہو گئے
بلاشور اندر خیمہ کے آیا اور چادر عیاری نکال کر ایک سرا نیچے دابا تین سرون کو پکڑ کر گردش دی کہ تمام شمعین گل
ہوگئین جب ایک آدھ شمع باقی رہی تو کلغۂ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب شاہ اسلام لیگیا جب حارث نے
نفس اوپر کو کھینچا اسنے تمام بیہوشی پھونک دی کہ شاہ بیہوش ہوگئے بس چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر پشت
خیمہ کی جانب سے صاف نکلا چلا گیا وہان شاپور شیر دل کے ذہن مین یہ بات آئی کہ آج لاہوتک کو پکڑ لیچلو کہ
فیصلہ ہو جائے بس یہ خیال کرکے لشکر لاہوتک مین آیا پہلے خیمہ بلاشور مین گیا جب نہ پایا تو خیمہ لاہوتک مین
آیا لاہوتک بھی واسطے سونے کے پلنگ پر لیٹا تھا مجنون تیغ بند حفاظت جان کے لئے گرد خیمہ لاہوتک
پھر رہا تھا ہر طرف سے آواز ین حاضر باش و ناظر باش کی بلند تھین شاپور نے صورت اپنی بلاشور کی بنائی اور

بے حجابانہ طلایہ کے گشت مین مجنون سے ملاقات کر کے داخل خیمہ ہوا مجنون یہ سمجھا کہ کوئی راز ہوگا جو بلاشور
اسوقت لاہوتک کے پاس آیا مگر شاپور نے اندر جا کر یاری دارون سے کہا کہ ہٹ جاؤ خداوند سے کچھ راز کی
باتین کہنا ہین سب بلاشور کو جانتے تھے کہ یہ بہت منھ چڑھا ہے فوراً ہٹ گئے شاپور نے آکر شانہ ہلا کر
لاہوتک کو ہوشیار کیا جسوقت آنکھ لاہوتک کی کھلی دیکھا کہ بلاشور جگا رہا ہے پوچھا کیا ہے تو قدرت
کو سونے نہین دیتا قدرت سوتے نہین ہین بلکہ عالم کے انتظام کو خداوند اول لقاے بے لقا کے پاس جاتے
ہین بلاشور نے کہا آپ تو عالم بالا کی سیر مین ہین مجھے بھی یقین نہ تھا یہ سمجھا تھا ہوگا لاہوتک نے کہا تم بلاشور ہو
شاپور نے کہا منم مہتر شاپور شیر دل لاہوتک نے چاہا کہ اٹھ کر گرفتار کرون یا شور مچاؤن شاپور نے
آنکھون حباب منھ پر لاہوتک کے کھینچ مارے کہ بیہوش ہوا شاپور نے کہ بلاشور بنا ہوا تھا صورت لاہوتک
کی اپنی ایسی بنائی اور خود تو بلاشور بنا ہی ہوا تھا بس پشتارہ لاہوتک کا لیکر خیمہ سے نکلا مجنون تیغ بند سے کہا کہ دیکھو
ہم شاپور کو کتنی جلد گرفتار کر لائے اور خداوند کے پاس بھی گئے تھے اب حکم قید دیا ہے زندانخانہ لیے جاتا ہون
مجنون خوش ہوا اور کہا اے بلاشور مبارک ہو کہ تو شاپور سے بہت مخالف رہتا تھا آج تو نے اسے
گرفتار کیا بلاشور نقلی وہان سے راہی ہوا اسنوز دو کان پر نہین پہونچا تھا کہ نقب کی راہ سے قلعہ غلغل آباد کو
بے کھٹکے چلا جائے کہ ادھر سے بلاشور آتا تھا اور یہ شاپور کی شکل بنا ہوا تھا شاپور نے دیکھا کہ ایک تیری ہی
شکل کا آدمی پشتارہ بدوش لشکر اسلام سے آتا ہے ادھر بلاشور نے بھی یہی قیاس کیا کیونکہ شاپور بلاشور کی شکل
بنا ہوا تھا اسنے اسے پکارا کہ تو کون ہے اسنے اسے للکارا غرضکہ باہم آواز پہچانی شاپور نے کہا او بلاشور
تو کسے لایا ہے بلاشور نے کہا شاہ اسلام کو لایا ہون مگر گیا تھا تیری تلاش مین شاپور نے کہا مین بھی تیرے
خداوند کو پکڑے لیے جاتا ہون افسوس کہ وہان تجھے نہ پایا مگر لشکر سے کیسا سناٹا ہو گیا بعد اس گفتگو کے دونون نے
پشتارے زمین پر رکھدیے اور خنجر کھینچے باہم جنگ ہونے لگی کبھی حباب بیہوشی چلتے تھے کبھی تیر چلتا کبھی
حقۂ آتشبازی کبھی تیر کبھی تفنگ لیکن کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا آواز نگلون کی بلند تھی یہ غوغا سنکر مجنون
تیغ بند کہ طلایہ پر تھا مع بارہ ہزار سوار کے دوڑ پڑا اور آکر شاپور کو گھیرا جب شاپور نے یہ دیکھا کہ گھر گیا اب
بچنا محال ہے جلدی سے خنجر بلاشور پر چلایا وہ جھکا بس فوراً ان پر خنجر مارا کہ بلاشور زخمی ہوا ایک کر پشتارہ
شاہ اسلام لیا اور پشتارہ لاہوتک کو وہین پھینک کر دو چار حقۂ آتشبازی کے مارے کہ مجمع درہم و برہم ہو
لوگ منتشر ہوئے شاپور صاف نکلا چلا گیا ادھر بلاشور نے پشتارہ لاہوتک لیا اور لشکر مین آیا زخم باندھا
ادھر شاپور لشکر اسلام مین پہونچا خیمۂ شاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ سب رو رہے ہین منع کیا اور پشتارہ شاہ کا
زمین پر رکھکر ہوشیار کیا اور تمام کیفیت شاہ سے بیان کی شاہ نے خلعت عطا کیا دونون لشکرون مین طبل
بشارت بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دونون لشکر وقت صبح میدان کارزار مین صف آرا ہوئے
جسوقت نقیب کر لوگ تماشا کر میدان سے باہر گئے بدر بن تزلزل میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام
مین فوج ہاشم کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ ہاشم نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت شاہی کے
آیا اتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کو خلعت
عنایت کیا ہاشم جام پیکر بار دگر رہوار پر بیٹھ کر مقابل بدر کے روانہ ہوئے ہنگامہ نگا در کو بھیر اچھا تا کہ
پیش نہ پاؤ نگا اور نیزہ سینۂ ہاشم تیغزن پر مارا ہاشم نے نیزہ بدر کا تلوار سے قلم کیا بدر نے کہا مجھ تو خود تلوار کا

مرزائی اپنے ہی کھیلی تلوار کھینچی اور ہاشم پر برس پڑا ہاشم جوان بلا کا تیغزن تھا اگر ایک ضرب بدر کی رد کی تو چار دم میں
آمادہ میں مگر اس سے مجبوری تھی کہ بسبب خفقان مریخ بندے کو کوئی حربہ جسم کو بدر کے کاٹتا نہیں یہانتک کہ
تا شام جنگ رہی آخرکار گھوڑے نے ہاشم کے سکندری کھائی اور تلوار بدر کی سر پر آئی خود کو دو کیا تا دو ابرو
اتر آئی ہاشم نے واستانہ مار تلوار چھٹا کر سر سے نکلی ہاشم نے زخم سر کا کچھ لحاظ نہ کیا اور غیظ میں آکر تلوار بدر کے
ماری بدر نے ہر چند سپر بلند کی سپر و خود کو کاٹ کر تلوار کسر مرکب پر آئی گھوڑا بدر کا مارا گیا لوگ دونوں طرف
سے دوڑے ہاشم و بدر کو لے گئے طبل بازگشت بجا کیونکہ شام ہو چلی تھی بدر نے لشکر میں پہونچتے ہی پھر طبل
جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرا ہوئے
میدان کارزار ہوئے آج صلصال بن دوال بن دیو بن شماسہ جادو میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا
عمرو بن حمزہ بیمار تھے لشکر اسلام میں کوئی سردار قابل اسکے نتھا کہ صلصال سے مقابل ہوتا آخرکار خود
شاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا تمام لشکر اسلام کے علم جلوہ گری پر آئے شاہ نے اسلحہ جنگ بدن پر
آراستہ کیے خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھ کر روانہ میدان کارزار ہوئے جیسے ہی مقابل صلصال پہونچے
صلصال تکاور زن ہوا شاہ بھی تکاور زن ہوئے سپرین لڑین آگ کی چنگاریاں جھڑیں مرکب صلصال کا
پانچ قدم گھوڑا شاہ کا چار قدم پیچھے ہٹا صلصال نے نیزہ سینۂ شاہ پر مارا شاہ نے چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے
صلصال کے نکال دیا اس نے غصہ میں آکر تلوار ماری شاہ نے وار اسکا رد کرکے جو تیغہ مارا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
صلصال نے سر بچایا تیغہ سر پر کر گردن کے پڑا کر صاف گردن اسکی قلم ہوئی اور یہاں صلصال کی زخمی ہوئی
دونوں غلطان پیچان گرے بدر یہ رنگ دیکھکر دوڑ پڑا اور قریب شاہ کے پہونچکر تلوار ماری شاہ نے حملہ
بدر کا رد کیا اور جواب میں ایسی تلوار ماری کہ اگر گردن سپر ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوتے مگر بدر
بسبب خفقان کے بچ گیا گردن مرکب کی قلم ہوئی بدر مع مرکب مثل صلصال زمین پر گرا لشکر سے مرکب کا
آیا [illegible] تھا لگ بدر کی دب کر اکھڑ گئی لاہوتک نے یہ رنگ دیکھکر حکم دیا کہ ہاں مار لو جانے نہ پائے
اسنے بڑے دو سرداروں کو زخمی کیا ہے تمام لشکر لاہوتک مثل دریائے آہن موجیں تلواروں کی مارتا ہوا
چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام بھی مثل غضب الٰہی کے آگر گرے اور قتل میں کفار کے معروف ہوئے قیامت
کی جنگ تھی کہ کئی کروڑ آدمی ادھر کے اور کئی لاکھ اہل اسلام کشتہ و خستہ ہوئے تمام صحرا املو تھا اور ہر طرف
سے صدا بگیر و بزن بلند تھی جدھر نظر آتا تھا شاہ [illegible] ابر ہا برقین تلواروں کی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں ابر دھال کے
اٹھے ہوئے ہیں دریائے خون بہ رہا ہے ایک ہنگامۂ قیامت خیز برپا ہے عین گرمی جنگ میں اکوان چہار دست
اور بادشاہ اسلام کا سامنا ہوا ہاتھوں میں اکوان کے چار حربے تھے ایک میں نیزہ ایک میں تلوار ایک میں
گرز ایک میں کمند اکوان نے چاروں حربے ایک ہی بار کیے شاہ نے تلوار سے کمند کے حلقے نیزہ کا پھل سر موں
کیا اور سپر پر تلوار رد کی مگر اکوان بھی سردار نہایت زبردست ہے تین سے من کا تیغہ اسکا ہی تیغہ نے
سپر کو شاہ کی قلم کیا خود کو دو کرکے تا دو ابرو اتر گیا بادشاہ نے واستانہ مار تیغہ چھٹا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون
سر سے باہر آئی گھوڑا یہ زمین پر تھوڑ رکھدیا لندھور نے کہ قریب تھے اور عالم زخمداری میں لڑ رہے تھے
جلدی سے آکر شاہ کو پالکی میں ڈالکر طرف خیمہ کے روانہ کیا اور آپ تلوار اکوان پر ماری اکوان نے
حملہ لندھور کا رد کیا اور خود بھی ایک ہی تلوار ماری لندھور نے حربہ اکوان کا رد کیا ابکی گرز

ہفتدہ صد مثی اٹھایا کر اکوان کو ایک ہی ضرب مین راہ عدم دکھادون نجگان نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر میدان سے پھرے مگر آج سب سردار دونون طرف کے زخمی ہوئے یہ تو علاج مین مصروف ہین جب اچھے ہوئین گے تو ذکر انکا آئیگا اب بیان ہے

چند کلمے داستان حیرت بیان شاہزادہ عالم و عالمیان بدیع الملک بن نورالدہر عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ طرف سبائل کے بقصد قتل لاہوتمک روانہ ہوئے اور انگشتر سلیمان علیہ السلام سے گلے مین کیوان فلک رفعت نے ڈالدی تھی شاہزادہ تھوڑی دور آیا ہوگا خیال مین آیا یہ انگوٹھی کیسی ہے فوراً چار دیو سامنے آئے اور عرض کیا کہ تابع فرمان اُسکے ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہو بدیع الملک نے کہا مین اپنے قوت بازو سے کام کرتا ہون دوسرے سے جرأت کے کام کو نہین کہتا ہون اور انگوٹھی کو ایک درخت کے نیچے دفن کرکے آگے روانہ ہوئے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک کوہ کیطرف سے ایک شیر تر خوردہ آہنی شاہزادہ اُسکے سد راہ ہوا شیر نے قریب پہونچکر طمانچہ مارا بدیع الملک نے تلوار سر ہاتھ سے پھینک کر کلائیان شیر کی پکڑلین اور زور کیا کہ کلائیان اُسکی ٹوٹ گئین شیر تڑپ کر مرگیا اتنے مین دیکھا کہ گرد اٹھی اور ایک نقابدار مرصع پوش پیدا ہوا اور بدیع الملک کو دیکھکر کہا اے سرکش تو کون ہے کہ شکار کو میرے تو نے مارا اب عوض اُسکے تجھے شکار کرونگا یہ کہکر نیزہ بدیع الملک کے مارا بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری بدیع الملک نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی نقابدار نے کہا اچھا دیکھو تو تیرے مقابلہ کو ایسا شخص لاؤنگا جو خوب تجھے زد و کوب کرے یہ کہکر پلٹنے کا ارادہ کیا بدیع الملک نے کہا کون جواب دیا کہ عم عالیمقدار شاہزادہ نورالدہر بدیع الملک نے کہا تم کس کے بیٹے ہو نقابدار نے کہا تمھین اس سے کیا معلوم ہوا جاتا ہے بدیع الملک دوڑکر لپٹ گیا اور نقاب منھ پر سے نوچ کے دیکھا کہ ایک لڑکا ہے خط بھارے کہ بھورے بھورے بال آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے بدیع الملک نے بمنت تمام کہا کہ سچ کہو تم کس کے فرزند ہو کہ مجھے تم سے بہت محبت آتی ہے اور مین بھی اولاد صاحبقران سے ہون نقابدار نے کہا مجھے غضنفر بن اسد کہتے ہین بدیع الملک گلے سے لپٹ گیا اور کہا تم تو ہمارے بھائی ہو ہم نورالدہر کے فرزند ہین غضنفر نہایت خوش ہوا اب دونون ملکر طرف سبائل کے روانہ ہوئے جسوقت قریب قلعہ قیلانیہ کے پہونچے یہ خبر جمشید و سہیل خان کو ہوئی کہ حاکم اسی قلعہ کے ہین اور خوف سے لاہوتمک کے تذبذب کی حالت مین ہین جلدی سے قلعہ کے باہر آئے بدیع الملک کو اندر قلعہ کے لائے دعوت و ضیافت کی اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے بیان کیا کہ جاکر لاہوتمک غول کو مارونگا سہیل خان و جمشید نے آفرین کی اور دست بستہ عرض کیا کہ غلامون کی عرض قبول ہو تو کہین بدیع الملک نے کہا کہو لیکن جنگ سے منع نہ کرنا ورنہ مانونگا سہیل و جمشید نے کہا کہ یہان چندے توقف کیجے کہ لشکر جمع کردین تب جایئے بدیع الملک نے کہا کہ لشکر کی کوئی ضرورت نہین مدد پروردگار کافی ہے سہیل نے کہا جلوس کے لیے ہونا ضروری ہے ورنہ جانا آپکی شان کے خلاف ہے بدیع الملک چپ ہو رہے اب یہان تو تیاری لشکر کی ہو رہی ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

چند کلمے داستان مسرت بیان شاہزادہ رستم ثانی پسر ایرج نوجوان گرشاسپ دوران بیان ہوتے ہین

لہٰے بھر جام ساقی شتاب	عیان جاہ حشمت سے ہو آفتاب
نگاہون مین اندھیرا ہے سب جہان	

آنکھین ہین یہ خورشید تابان نہان
نوغل ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے
یہ گوے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے
قالب کیطرح روح دکھائی نہین دیتی
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے
دیدہ کہ یار کی مشتاق ہین آنکھین
دو قطرہ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے
کھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس نور کے بیچ کے لیے افلاک بسر ہے

کہین گل نہو زندگانی کی شمع
جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے
بیکار نہ لے نہین آنکھون کے پیالے
پنہان یہ مسافر ہو میان گرد سفر ہے
سو نگے ہوا سے سایہ سونگے کا ہو حال
ہستی مین تماشاے عدم مد نظر ہے
آفت ہے کوئی ذکر قصیدہ انہ ہمارا
حاضر لیے آئینہ خورشید سحر ہے

فروزان ہو شام جوانی کی شمع
اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
دیدار کا سائل ہے جو یار اے نظر ہے
گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہے
یہ صدمے اٹھاتے ہین جدائی مین کسیکی
ایک شعلہ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے
کس گل کے ہوا خواہ ہین ہے آتش سیکین

چہرہ پردازان محبوب سخن و نقش بندان موجودات زمن مصوران نکتہ کش و صورت نگاران مانی وش قلم اعجاز رقم کو صفحہ قرطاس پر یون روان کرتے ہین اور دامن مقصود کو دُر مدعا سے بھرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے بعد فتح ملک فرغونیہ جب ایرج کو زیر کر لیا تو شادی ایرج نوجوان کی دختر جمیل ماہ رو ملکہ عالم آرا بانو کے ساتھ کی تھی بطن سے اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ شکل و شمائل مین دوسرا سلطان تھا نام اُسکا عالم آرا نے رستم ثانی رکھا جسوقت عمر اُسکی پانچ برس کی ہوئی تو ماں سے نام اپنے باپ کا پوچھا جب عالم آرا نے بیان کیا تو اُسنے ضد کی کہ مین اپنے باپ پاس جاؤنگا ہرچند عالم آرا سمجھاتی کی بچے کہان بہتے ہین وہ رونے لگا اسوقت دل عالم آرا کا بھی بھر آیا اور یاد سے ایرج نوجوان کی دلکو بیچین کر دیا آخرکار رستم ثانی کو گود مین لیا اور تیاری کر کے مع لشکر مین جسکی طرف سبائل کے روانہ ہوئی طے مراحل و قطع منازل کرتی چلی جاتی تھی کہ ایک مقام پر دیکھا کہ لوگ بیٹھے باتین کر رہے ہین عیار ملکہ کا پیاسا تھا قریب اُنکے گیا پہلے پانی مانگا کہ مین پیاسا ہون جب پانی پی چکا تو ایک شخص سے پوچھا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو اور کسطرف سے آتے ہو اُنھون نے کہا ہم سوداگر ہین اور ملک سبائل سے آتے ہین عیار نے کہا تم تو سب حال وہان کا جانتے ہوگے اُنھون نے کہا البتہ ضرور جانتے ہین کہ مسلمانون پر تباہی ہے کفار کا زور غضب ہو رہا ہے تمک غول پسر لقا نے خروج کیا ہے یہ سنکر وہ عیار دوڑا ہوا آیا اور سب حال ملکہ عالم آرا سے بیان کیا عالم آرا نے کہا کہ وہان چلنا مناسب نہین ہے قلعہ زرتاش ہے کو چلو کہ وہان ملکہ گیتی افروز ہے جسوقت قریب قلعہ زرتاش کے پہونچے خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ زوجہ ایرج نوجوان مع پسر کوچک تشریف لاتی ہین ابراہیم بن مالک اژدر اور مرزبان بن گیر نگ اور مظفر بن صیغم خون آشام یہ سب موجود تھے واسطے استقبال کے آئے اور ملکہ کو بعزت و حرمت قلعہ مین لے گئے عالم آرا نے گیتی افروز کو سلام کیا اور رستم ثانی کو پیش کیا گیتی افروز نے رستم کی بلائین لین پیار کیا گود مین بٹھا لیا دیکھا کہ پیشانی رستم کی نہایت فروزان ہے بشرے سے سمجھین کہ لڑکا صاحب اقبال ہے اُسی وقت منجمون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے کہا کہ زائچہ اس لڑکے کا کرکے دیکھو اُنھون نے سوا بالشت زمین لیپی اور آفتاب مین خشک کر کے قرعہ پھینکا اور بارھون برج ساتون ستارے مع مقامات سعد و نحس زمین مین رکھکر منسوبات سے احکام سمجھکر بیان کیا کہ یہ فرزند ارجمند جہانگیر و جہان ستان ہوگا اور بڑے بڑے کار نمایان اس سے وقوع مین آئین گے گیتی افروز و عالم آرا یہ سنکر نہایت خوش ہوئین اور منجمون کو مخلع کیا ایکروز ابراہیم بن مالک و مظفر بن صیغم خون آشام وغیرہ نے عرض کیا کہ اگر ہمین اجازت ہو تو

جاکر شامل شریک جنگ ہوں کہ کفار کا نرغہ ہو رہا ہے گیتی افروز نے کہا وہاں تو اور بھی لڑنے والے ہیں اگر دل
کا قربان آگیا تو یہ بچہ کیونکر بچیگا اسکی حفاظت مقدم ہے وہ اجازت نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہو گئے رستم ثانی
گیتی افروز سے اسقدر ہلگیا تھا کہ کسیوقت جدا نہوتا تھا فقط شب کو ان کے پاس سو رہتا تھا ورنہ ہر وقت
حالات اپنے باپ کے پوچھا کرتا تھا گیتی افروز واقعات بیان کیا کرتی تھی تو رستم کہتا تھا کہ انشاء اللہ میں
بھی یونہیں کفار کو مارونگا اور حربہائے جنگ سے کھیلا کرتا تھا ایک روز شب کو پاس سے گیتی افروز کے آیا اور
عالم آرا کے سینہ پر منہ رکھ کے سو رہا جسوقت صبح ہوئی تو عالم آرا نے رستم کو نہ پایا سمجھی کہ شاید گیتی افروز
کے پاس چلا گیا ہوگا وہاں سے طرف خیمہ گیتی افروز کے چلی ادھر صبح کو گیتی افروز کی جو آنکھ کھلی بے اختیار
رستم کے دیکھنے کو جی چاہا وہ طرف خوابگاہ عالم آرا کے چلی راستے میں ملاقات ہوئی عالم آرا نے کہا کیا رستم
آپ کے پاس آیا ہے گیتی افروز نے کہا اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میں یہاں کیوں دوڑی آتی غرضکہ سارے
قلعہ میں ڈھونڈھا مارا رستم کا کہیں پتا نہ لگا گیتی افروز نے حالت اپنی تباہ کی عالم آرا نے گریبان پھاڑ ڈالا
قلعہ میں اک کہرام مچا ہوا تھا کہ ابراہیم بن مالک و مرزنگ .. بن مرزبان و مظفر بن ضیغم خون آشام نے
خیال کیا کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان کا کسا ما ہوگا تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر سب گیرد ابا ... کرکے بغیر
بتلائے جانب صحرا نکل گئے انکو تو اسی حال میں چھوڑیے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے

اب یہاں سے چند کلمے کوہیار سرکش کے بیان ہوتے ہیں کہ قید سرداران اسلام کی لیکر طرف جزیرہ فندق کے روانہ ہوا ہے

گلفاوران دریائے معانی وغواصان بحر تنگ دائی گوہر مطلب کو یوں پیدا کرتے ہیں کہ جسوقت کوہیار
لے کر چلا اور جزیرہ فندق میں پہونچا خبر قارن قوی ترکیب اور ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ بدر کیطرف
سے حاکم جزیرہ فندق ہیں وہ دونوں آئے اور کوہیار کا استقبال کیا ریحان قوی ترکیب کو پیدا کیا ہوئے
داخل قلعہ ہوا ریحان قوی ترکیب نے کہا کہ میں کنارے دریا کے رہونگا کہ کوئی آنے نہ پائے غرضکہ کوہیار قلعہ میں آیا اور
قیدیوں کو سرداروں ... محکم کیا اور قلعہ کو آراستہ کرکے بیٹھا ریحان نے کنارہ دریا کا انتظام کیا انہیں بھی اسی حال میں چھوڑیے

اب سنیے حال شاہ سعد اور افراسیاب کو جک اسد کرب دلاور کا

کہ یہ ملکہ مہر چہرہ کو لیکر پوشیدہ قلعہ میں سے نکل بھاگے ہیں کسی میں طاقت نہیں تھی کہ مقابلہ کرے چندے ایاس گاہ
میں قیام کیا جب زخم سرا چھے ہوئے تو سب نے صلاح کی کہ اب دیکھنا چاہیے یہ کفار کہاں گئے ہیں اور
لشکر اسلام پر کیا گذری اور سرداران اسیر جو قید ہو گئے تھے وہ کس حال میں ہیں یہ مشورہ کرکے عیاروں کو واسطے
خبر کے آگے روانہ کیا بعد انکے آپ تیاری کر کے طرف ... کے روانہ ہوئے طے مراحل وقطع منازل کرتے چلے
جاتے ہیں کہ قریب شام ایک صحرا میں پہونچے کہ نہایت پر فضا اور قریب ایک کوہ تھا اس سے آبشار جاری
تھیں کو ٹیلا پھولا ہوا تھا ہوائے جنون خیز چل رہی تھی کہ یکایک آواز سم مرکب کی آئی اور ایک بگولا گرد کا
نمایاں ہوا جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو دیکھا کہ وہ ... شہزادہ ایرج کا ہے ... خون سر سے جاری
ہے یال مرکب ہاتھ میں یہ حال دیکھکر سب طرف گھوڑے کے دوڑے وہ سمجھا کہ یہ سب دشمن ہیں میرے اتالیق ایرج
کو لیکر اور طرف کو بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ اسد نے جھلکر پکارا کہ آواز اسد کی پہچان کر تھم گیا سب سرداران اسلام
مع شاہ سعد قریب آئے ایرج کو اتارا زخم دھوئی کی پٹی چڑھائی پانی چھڑکا جب ایرج کو ہوش آیا تو سرداران اسلام

کو پہچانا سلام کیا اور پوچھا کہ میں بیان کرو کیونکر آیا سب نے کہا کہ گھوڑا تمہیں لیکر نکل آیا اب تم اپنی سرگذشت
بیان کرو کہ زخمی کیونکر ہوئے ایرج نے تمام حال جنگ اکوان چہاردست کا اور فریب کرنا سلمان ہوکر کا
اور دھوکے میں زخمی ہونا اور ہاتھ سے مجنون تیغ بند کے بیان کیا اور کہا معلوم نہیں لشکر پر کیا گذری شاہ سعد نے
کہا ہم سب بھی لازم سبائل کے کاٹے ہیں مگر زخم بکار اچھا ہوئے ایرج نے کہا رستے میں زخم اچھا ہو جائیگا
غرضکہ دوسرے روز وہاں سے بھی کوچ کیا چند قدم چلے ہونگے کہ ان ہرکاروں نے جو واسطے خبر کے روانہ
ہو چکے تھے آکر دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ قید سرداران اسلام کی آج جزیرہ فندق میں آئی لیکن وہاں
قلعہ کا بہت بڑا انتظام ہے یہ سنکر سب سردار خوش ہوئے ایرج نے کہا پہلے چلنا جزیرہ فندق میں واجب ہے
بعد اسکے سبائل کو فتح کرینگے غرضکہ سب کے سب طرف جزیرہ فندق کے روانہ ہوئے

اب چند کلمے مہتر شاپور شیر دل سے بیان ہوتے ہیں -

کہ جب شاپور شیر دل نے بجنگان کو گرفتار کر کے حال سرداران کی قید کا پوچھ لیا تو انتظام کر کے واسطے
رہائی سرداروں کے روانہ ہوا مگر بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شاپور کو ابھی حال سرداران امیر کے قید
نہیں معلوم ہوا اور تفحص میں تھے ایک روز سنا کہ بلاشور نے سرداران امیر کو زیر زمین قید کیا ہے اور دروازہ
نقب کا اپنے خیمہ میں رکھا ہے اور سات عیاران نامدار طلایہ کے گشت پر حفاظت کے لیے مقرر کیے ہیں یہ سنکر شاپور
خوش ہوا اور لباس شب روائی پہنکر قطورہ زنبیلی پاتابہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہوکر طرف خیمہ بلاشور
کے روانہ ہوا جس وقت قریب خیمہ پہونچا دیکھا کہ سات عیار گرد خیمہ پھر رہے ہیں کہ کسی کے ہاتھ میں خنجر کھچا ہوا
ہے کوئی حقہ نفتی لیے ہے کوئی کمند پھیلا رہا ہے کوئی کہ میں پتھر رکھے گردش دے رہا ہے کہ سپاہی دیکھوں اور کوئی عیار دشمن
کسی کے آگے بیضہ ہائے بیہوشی رکھے ہیں غرضکہ سب اپنے اپنے انتظام سے بیٹھے ہیں شاپور یہ حالت دیکھکر دور چلا گیا
اور شکل اپنی ارزق بن زردھنگ کی بنائی ہاتھ پاؤں گدڑی میں اٹھا کر ایک آدھ مقام پر اپنے ہاتھ سے خنجر
چبھو لیا کہ لہو بہنے لگا بس لگا شور کیا کہ ارے کوئی آتا نہیں کہ مہتر بلاشور یا اسکے شاگردوں کو خبر کرے کہ
آکر مجھے بچائیں یہ عیاران اسلام مجھے مارے ڈالتے ہیں یہ سننا تھا کہ ساتوں عیار با خاطر عیاری سب درست
بیٹھے ہی تھے دوڑے جب تھوڑی دور آئے تو دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت پڑا کراہتا ہے جلدی سے قریب گئے
پوچھا تو کون ہے آہستہ سے کہا کہ میں ہوں ارزق بن زردھنگ عیاروں نے جلدی سے اٹھا لیا اور اپنے
مقام پر لائے پوچھا کہ تمہیں کسنے گرفتار کیا تھا ارزق نے کہا کہ شاپور نے اور اسی نے یہ خنجر بھی مارا ہے وہ مجھے
قتل کیے ڈالتا تھا کہ میں نے شور کیا تم لوگ آگئے وہ بھاگ گیا یہ سب خوش ہوئے کہ شاپور ہمسے ڈرکر بھاگ
گیا لیکن ارزق نے کہا اسوقت کیا تمہاری تواضع کروں کہ تمنے میری جان بچائی لو یہ آٹھ موتی لشکر اسلام کے
ایک جوہری کی دوکان پر جا کے میں نے چرائے تھے ایک ایک تم سب لیلو ایک میرے لیے رہنے دو اور
وہ سات موتی نکالے کہ ایک ایک دو دو بیضہ عصفور کے برابر تھا سب کے منہ میں دیکھتے ہی پانی بھر آیا اور
ایک ایک موتی سب نے لے لیا ہر ایک موتی کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اتنا بڑا موتی اور یہ آب و تاب
اور ارزق سے کہہ رہا تھا کہ کیا خوش قسمت تھے ہم کہ محنت تمہی کی اور موتی ہمیں ملے ارزق نے کہا کہ ایک
یہ موتی جو باقی ہے یہ بھی تمہاری نذر ہے کیونکہ تمنے پسند کیا ہے اب سب عیار باہم لڑنے لگے وہ کہتا ہے
میں لونگا یہ کہتا ہے میں لونگا ارزق نے کہا اچھا سب اپنے اپنے موتی ہاتھ پر رکھو جسکے موتی سے یہ موتی

ہیل کھا جائے وہ سب نے اس فیصلہ کو منظور کیا اور موتی ہاتھوں پر رکھے ارزق نے کہا اصل میں
شاپور ہی اپنا موتی ایک سے ملایا وہ موتی سب سے الگ تھا بس ہاتھ اٹھالیا اور کہا میں نہ دون گا کسی
سے بیل نہیں کھاتا اتنے میں وہ موتی جو ان سب کے ہاتھوں میں تھے گم ہو گئے اب ہر ایک حیرت سے
جھک جھک کر دیکھنے لگا یکایک سب چناخ چناخ کر کے چھینکے اور وہ دوا بیہوشی انہیں سے نکلا یہ ساتوں عیار
چھینکیں مار مار کر بیہوش ہو گئے بس فوراً شاپور نے نعرہ کیا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران شاپور شیر دل اور خنجر کھینچکر
سبکو ذبح کر ڈالا بعد اسکے خیمہ بلاشور میں داخل ہوا دیکھا کہ پلنگ خالی ہے شاپور سمجھا کہ بلاشور کہیں گیا ہوا ہے پس
چاروں طرف مہرہ نقب کا تلاش کرنے لگا کہیں راستہ نقب کا نہ ملا بلکہ اکثر مقام شاپور نے کھود بھی ڈالے مگر نقب
کا پتا نہ ملا سمجھا کہ خبر غلط تھی ناحق محنت کی خیر کچھ پھل محنت کا ملنا ضرور ہے سو جگر تمام مال و اسباب بلاشور کا لیا
اور پانچ چار مقامات آتشبازی مار کر خیمہ بلاشور کا جلا دیا اور وہاں سے دکان میں آیا نقب کے راستے سے
اسباب اپنے مکان پر پہونچا دیا وہاں بلاشور کہ واسطے خبر کے لشکر اسلام میں گیا ہوا تھا پلٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا
دیکھا کہ ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں بارگاہ جلی ہوئی ہے مال و اسباب غائب تب بلاشور سمجھ گیا کہ یہ کام سوا شاپور کے
دوسرے کا نہیں ہے واسطے تجسس کے لشکر لاہوتک میں روانہ ہوا کہ فساد یہیں کہیں سے برپا ہوتے ہیں یہاں
شاپور جب مال و اسباب بلاشور کا اپنے مکان میں بحفاظت تمام رکھ چکا تو سوچا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ حال
قید سرداران کا معلوم ہو ذہن میں آیا کہ پدر بزرگوار عمرو بن امیہ نامدار جب کوئی راز کفار کا دریافت کرنا چاہتے
تھے اور کسیطرح پتا نہ چلتا تھا تو بختیارک کو پکڑ بلاتے تھے کہ وہ ان کفار کا رازدان تھا اب اسکی جگہ بیٹا اسکا
بختگان ہے ای شاپور اس سے بہتر کوئی وسیلہ دریافت حال کا نہیں ہے کہ تو بختگان کو گرفتار کرے یہ سوچکر
طرف بارگاہ لاہوتک کے روانہ ہوا جسوقت قریب بارگاہ پہونچا دیکھا کہ بختگان اپنی خچری پر سوار جو
بختیارک کے ترکے میں اسے ملی ہے گلے میں طوق لعنت پہنے چلا آتا ہے شاپور بصورت مجنون تیغ بند سامنے
بختگان کے آیا اور کہا ملک جی ایک پیغام بعد تمہارے پہلے آنے کے خداوند نے بھیجا ہے اور وہ [illegible]
سے ہے ذرا سن لو مگر علیحدہ چلو بختگان ساتھ ہوا شاپور جب ادھر سے آیا تو جلدی کمند سے مار کر پکڑ لیا اور لشکر
طرف لشکر اسلام کے راہی ہوا شاہ اسلام دربار برخاست کر کے واسطے سونے کے خوابگاہ میں بیٹھے تھے
کہ شاپور پہونچا اور پشتارہ بختگان کا آگے شاہ کے ڈال دیا اور کمند سے کھول کر کوڑے مارنا شروع کیے بختگان
چلایا کہ شاہ کی دوہائی ہے میں تو مسلمان ہوں میری کیا خطا ہے جو آپ مجھے مارتے ہیں شاپور نے کہا اے حرامزادے
جلد بتا کہ سرداران اسیر کہاں قید ہیں بختگان نے کہا میں تو ایک مسخرہ ہوں سبکو ہنساتا ہوں راز دلاہوتک
تو بلاشور وغیرہ واقف ہیں شاپور نے پھر دو چار تازیانے رسید کیے پھر اسنے شور کیا شاہ نے کہا اگر تو قید کا
مقام سرداروں کا بتا دے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر بختگان نے کہا کہ آپ سچ فرماتے
ہیں شاہ نے کہا کہ ہاں اسوقت اسنے بیان کیا کہ کوہسار سرکش قید سرداروں کی لیکر طرف جزیرہ خندق کے
گیا ہے شاپور نے کہا اگر غلط نکلا تو پھر یہی سزا دونگا بختگان نے کہا مجھے منظور ہے اب مجھے چھوڑ دیجیے شاپور نے کہا
ابھی چھوڑنا اسکا صلاح نہیں یہ لشکر کفار میں جاتے ہی خبر کر دیگا پھر سرداروں کی رہائی مشکل ہو جائیگی شاہ
نے فرمایا کہ میں زبان دیچکا ہوں رہا کر دو شاپور نے بختگان کو چھوڑ دیا وہ طرف لشکر لاہوتک کے روانہ
ہوا اور شاپور شیر دل جلدی سے صورت سوداگروں کی بنکر دو ہزار عیار ساتھ لیکر کنارہ دریا کے آیا

کشتیون پر سوار ہو کر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوا جسوقت قریب جزیرہ کے پہونچا ملاحون سے کہا
کہ کشتی اسی جزیرہ مین اتارو انھون نے کہا ہمین حکم نہین ہی شاپور نے کہا اچھا تم ہمین سے تو جلد اترنے دو دینار
دو قبیلہ پروانہ مالک جزیرہ فندق کا نہ پہونچے اور بچھر رد یہ بھی شاپور نے ملاحون کو دیا ملاح کنارے کشتیان
لائے خبر ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ لشکر اُسکا کنارے دریا کے پڑا ہوا تھا دیکھا شاپور نے فوج بہت ہی نظر
پڑی اتنے مین ریحان سامنے آیا شاپور نے سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ سوداگر ہین اگر حکم ہو تو اتر جنس فروخت
کرین ریحان نے کہا یہ زمانہ غدر کا ہی حکم ہمارے حاکم بالا کا نہین ہی کہ کوئی اترنے پائے شاپور نے کہا کہ اچھا یہان
قیام نہ کرینگے مگر اتنی تو اجازت دیجیے کہ دو روز سہم کچھ تکرار و قہ کی کرلین کہ قلہ ہو چکا ہی ورنہ یہ سب بندے
زمرد شاہ باختری کے فاقون مر جائینگے یہ سنکر ریحان قوی ترکیب کو رحم آگیا اور شاپور کو اجازت دی شاپور
اسباب اتروانے لگا وہان بجنگان جو بارگاہ لاہوتک مین با حال پریشان پہونچا وہان بلاشور کھڑا تھا
اُسنے کہا کہو ملک جی کہان سے آتے ہو یہ کیا حالت ہی گھبرائے ہوئے کیون ہو بجنگان نے کہا اے بلاشور
بس یہ جو تمھین عیاری کا ہی دیکھو شاپور بے ترش و بدل کو کہ کیا کیا کام کرتا ہی تمھاری بارگاہ جلا دی سات عیار
مارے اسباب لوٹ لیگیا اور مجھے بھی گرفتار کرکے لیگیا اور حال قید سرداران کا پوچھا یہ کہکر چپ ہوا بلاشور نے
کہا پھر آپ نے کیا بیان کیا کہا مین نے صاف کہدیا کیونکہ وہ قتل کرنے پر آمادہ تھا آپ زندہ جہان زندہ
آپ مردہ جہان مردہ اگر شاہ اسلام فنا مین ہوگئے تو مجھے وہ مار ہی ڈالتا اور اب سوداگر بنکر طرف جزیرہ
فندق کے روانہ ہو چکا ہی یہ سُنتے ہی لاہوتک نے کہا اے بلاشور جلدی جاؤ ورنہ شاپور سب کو رہا کرلیگا بلاشور
اسی وقت چار ہزار عیار بیگ بچہ اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر بیٹھکر روانہ ہوا راستے مین ملاحون پر تاکید کی
کہ جلد جزیرۂ فندق تک پہونچا دو یہانتک کہ تیسرے روز بلاشور اُسوقت پہونچا کہ دیکھا اُسنے کہ شاپور
اسباب اتروا رہا ہی اُسنے کہا اچھے وقت پہونچے کہ ابھی تک کوئی فتنہ نہین برپا ہونے پایا بلکہ شاپور کو قیام
کی جگہ بھی نہین ملی تھی بس وہین سے نعرہ کیا کہ ارے شاپور خبردار ہوشیار آگاہ ہو کہ مین آپہونچا نعرہ
بلاشور ہینم تا نو آفت برائے انام گویا بلائے مجسم بلاشور نام تو یہ سُنتے ہی شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا اور میدان
پکڑا بلاشور بھی کشتی سے جست کرکے کنارے پر آیا خنجر کھینچکر شاپور پر چلا ان دونون مین خنجر بازی ہونے لگی
اُدھر اور عیار دونون طرف کے کشتیون پر سے یکے بعد دیگرے جست کرکے کنارے پر آئے اور باہم جنگ
ہونے لگی ہر طرف کمند جاری اچیل رہی تھین تا ہر مین شکار ہو رہے تھے کسی نے پھر مارا کسی کا گلا اُڑگیا کوئی کمند
مین گرفتار ہوا کسی کے خنجر لگا کوئی قاروہ بیہوشی سے جل گیا ہر طرف ایک ہنگامہ محشر خیز بلند تھا اُدھر ریحان کا
ہوا کہ یہ بلاشور ہی اور وہ سوداگر نہ تھا بلکہ شاپور عیار لشکر اسلام تھا پس اُسنے تمام فوج کو حکم دیا کہ روانے
جانے نہ پائے تمام فوج ریحان قوی ترکیب کی مسلح و مکمل ہوکر چلی اور شاپور کو بیچ گھیرلیا شاپور کے
ساتھ کل دو ہزار عیار تھے وہ بلاشور کے چار ہزار عیار دین سے لڑ رہے تھے اے بچانے کون آکا اب
شاپور بلاشور کا جواب دے کہ بغیر لشکر سے اپنی جان بچائے مگر جب بھیڑ اسکے قریب آئی ہی وہ چار حقہ
آتشبازی کے داغ دیتا ہی کسیکا ہاتھ جلتا ہی کسیکا منھ کسیکا گھوڑا ڈرکر بھاگتا ہی بھیڑ ہو جاتی ہی اب چاہتا ہی
کہ بلاشور سے جان بچا کر نکل جاؤن کہ تنہا گھر گیا ہی مگر راہ نہین ملتی ناچار اپنی بیکسی پر رو دیا اور دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور کہنے لگا کہ ای بیکس بیکسان واے یار غریبان اے کارساز اے بے نیاز

تو جانتا ہی کہ مین تیری راہ مین تیرے بندگان خاص کی رہائی کو آیا تھا یہان اس بلا مین مبتلا ہوا رحم کر میرے
حال پر ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے تیغ گرد بلند ہوا اور
آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور اوس گرد سے تین سوار پیدا ہوے اُن مین ایک ایرج اور ایک
اسد ایک کرب دلاور تھے کہ یہ شکار کھیلتے ہوے آگے نکل آئے تھے شاہ اسلام سعد بن قباد
و افراسیاب کوچک و فضل بن گیا ہو رزون آخام مع محافہ ملکہ قمر چہرا بھی پیچھے ہین کہ یکایک نگاہ ان
سبکی کفار پر پڑی کہ ہزار ہا تھے اور دیکھا کہ اہل اسلام سے چند عیار ایک طرف لڑ رہے ہین اور ایک جانب
شاپور بلاشور سے مصروف جنگ ہے اور لوگ بھی اُسے گھیرے ہوے کمندین مار رہے ہین قریب تھا
کہ شاپور گرفتار ہو جائے پس ایرج کو دیکھکر تاب نہ رہی اور تلوار کھینچکر لشکر کفار پر گرا اور قتل کرنا شروع
کیا نعرہ ایرج منم ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران است و آفاق گیر ایرج کا نعرہ سنکے شاپور کی
جان مین جان آئی ادھر اسد و کرب بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر اہل
قلعے جو دیکھا کہ تین شخص صحرا کیطرف سے آئے ہین اور اُنھون نے لشکر ریحان قوی ترکیب کو درہم برہم کر دیا
پس کوہیار سرکش اور قارن قوی ترکیب مع فوج قلعے سے باہر آئے قضائے کار ایرج کا اور ریحان
قوی ترکیب کا سامنا ہوا کہ ریحان قریب شاپور پہونچ چکا تھا کمند اسکے ہاتھ مین تھی کہ ایرج نے
ہو خبر للکارا ریحان نے کہا او مغلوک روزگار تو کہان سے اسوقت آیا کہ شاپور کی مدد کی ایرج نے کہا
دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی الامر پہ بہادری کا ریحان نے کمند ایرج پر ماری ایرج نے ضرب شمشیر پر حلقہ کمند
کا لیا کہ کمند ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ریحان نے تیر مارا ایرج نے تیر بھی قلم کیا اور ریحان کو تا کش زین سے
اُٹھا کر اُچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوا کا اُدھر کوہیار سے اور اسد بن کرب دلاور سے سامنا ہوا
اسد پر نیزہ کوہیار نے مارا اسد نے نیزہ ہاتھ سے کوہیار کے نکالدیا اُس نے گرز مارا اسد نے کلائی پکڑ کر
گرز چھین لیا اور وہی گرز ایسا مارا کہ سر مع مغفر سینہ مین جا رہا اُدھر قارن قوی ترکیب نے جو دیکھا کہ
دو ایسے پہلوان مارے گئے پھر آپ کسی کے مقابلہ پر نہ آیا دور سے لشکر کو ترغیب جنگ دینے لگا سب نے
ایرج و اسد و کرب کو گھیر لیا ہر چند کہ یہ شیر بیشہ شجاعت تن تنہا ہین مگر کچھ خوف و ہراس نہین ہے
جسپر تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے ہوے مگر ہجوم کفار کا بڑھتا جاتا ہی فتح مین دیر ہو رہی ہی ادھر بلاشور
عیار شاپور کو گھیرے ہین شاپور کُشتے لڑ رہا ہی اور بلاشور چند عیارون سے قلعہ کی طرف جاتا ہی کہ جب تک
یہان جنگ ہو مین قیدی سردارون کو لیکر نکل جاؤن قریب قلعہ پہونچ چکا ہی کہ یکایک پردۂ بیابان سے
گرد اٹھی اور اُس گرد سے پچاس علم کہ پھریرون پر اُنکے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی نشانہ
پچاس ہزار سوار کا نمایان ہوے بعد اُنکے سعد بن قباد شہریار مع افراسیاب کوچک و فضل کے پہونچے
دیکھا کہ اہل اسلام سے اور کفار سے جنگ ہو رہی ہی پس نعرہ کرکے گرے اور صفون کو توڑا کفار قتل ہونے لگے
اُدھر کرب دلاور دریائے آہن کو جھیل کر قریب قارن قوی ترکیب کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او نامرد
کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے قارن نے دیکھا کہ اب قضا سر پہ آ ہی چکی ہی میل فولادی کرب پر مارا
کرب نے میل سپر پہ روک کر جو وار تیغ آبدار کا کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اُدھر وہ عیار جو شاپور کو
گھیرے ہوے تھے وہ لشکر اسلام کے آجانے سے درہم و برہم ہوے شاپور شیر دل نے راستہ پایا

دیکھا کہ بلا شور قلعہ پر پہونچ چکا ہی بس شاپور بھی کچھ عیاروں کو سیٹی دیکر جلدی جلدی قلعہ پر پہونچا اور للکارا بلا شور نے پلٹ کر پتھر مارا شاپور نے پتھر خالی دیکر دو تیر چٹکی مین تھے ایک بلا شور کو مارا ہنوز تیر بلا شور تک نہین پہونچا تھا کہ دیکھا شاپور نے کہ بلا شور نے دہنی خالی دی ہی بس ساتھ ہی جو دوسرا تیر بائین جانب کج کرکے مارا بازو پر بلا شور کے پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا بلا شور کے ہاتھ سے گوپھن چھوٹ پڑی عیار بلا شور کو اُسے لیکر بھاگے اُدھر لشکر کفار نے دیکھا کہ ہمارے سردار جاچکے ہین اب کچھ نہو سکیگا لڑائی فضول ہے لیکن وہان شاپور زندان بانون کو مارکر داخل زندان خانہ ہوا چاہتا تھا کہ قید نور الدہر وطہماس و قاسم و بدیع و داراب و اسکندر وغیرہ کی کاٹے کر ان سب نے قیدین توڑ ڈالین اور دار ین جیمون کی پکڑ پکڑ کر لشکر کفار پر گرے ہیبت سے بھاگ گئے جو رہ گئے اُنھون نے پناہ مانگی اہل اسلام نے کہا جو کہ ایمان قبول کرے گا وہ چھوڑ دیا جائیگا اور جو ایمان لانا نہ منظور کرے گا وہ تہ تیغ بیدریغ کیا جائے گا چنانچہ جن لوگون نے ایمان قبول کیا اُنکو چھوڑ دیا اور باقی کو قتل کرکے جزیرہ فندق پر قبضہ کیا بتکدے توڑ واڈالے اور مسجدین بنوادین بعد اُسکے سب سردار باہم گلے ملے بعد تیاری کرکے طرف ساحل کے روانہ ہوئے اُنکا ذکر وقت پر ہوگا

اب حال لشکر ضلالت اثر گروہ جہول لاہوتک غول کا سنیے

کہ بعد جانے بلا شور کے ایک روز وہ بادشاہ تھا کہ تجتگان نے کہا کہ میرا دل دھڑکتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ شاپور نے جاکر سردارون کو رہا کر لیا بدر ہنسا لاہوتک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی وہ سب طلسم قدرتین بند ہین دوسرے بلا شور گیا ہوا ہی دیکھیے وہ کیا آفت برپا کرتا ہی کبھی شاپور کو زندہ نہ چھوڑیگا تجتگان نے کہا کہ بڑے خداوند بھی اُلٹی تقدیر کرتے تھے آپ بھی تو اُنھین کے فرزند ہین جو کہیے گا اُسکے برعکس ظہور مین آئے گا لاہوتک نے کہا دور ہو میرے سامنے سے نہین تو آتش تجھپر گراؤن گا کہ جلکر خاک سیاہ ہوجائے گا تجتگان چپ ہو رہا کہ ہمین کیا جو ہوگا وہ ظاہر ہوجائے گا کہ اتنے مین بلا شور باحال پریشان گریان و نالان پہونچا بازو سے خون بہتا ہوا اپنی بدنصیبی ہوئی لاہوتک نے کہا اے بلا شور یہ تیری کیا حالت ہوئی بلا شور نے کہا کہ خداوند بلائے سماوی نازل ہوئی ورنہ آج مین نے شاپور کو مار ہی لیا تھا اور تمام واقعہ جنگ اور بروقت پہونچنا ایرج و کرب واسد کا بیان کیا اور زخمی ہونا اپنا کہا بدر نے کہا کہ سب قلعہ نجم سے پوشیدہ نکل گئے تھے جنھون نے یہ آفت برپا کی مگر ایرج کہان سے آگیا لاہوتک نے حال ایرج کا زخمی ہونا جنگاہ مین اور گھوڑے کا لیکر نکل جانا بیان کیا مگر بلا شور وہان سے پوشیدہ واسطے خبر کے لشکر اسلام مین آیا تھا اور بصورت مبدل داخل خیمہ شاہ ہوا اُسوقت ضرغام شیردل حارث بن سعد شاہ اسلام سے عرض کر رہا تھا کہ اگر حکم ہو تو لاہوتک کو گرفتار کر لاؤن شاہ فرماتے تھے کہ مردانہ باش ضرغام یہ سُنکر تلاش لاہوتک مین روانہ ہوا بلا شور بھی عقب مین ضرغام کے چلا لیکن جسوقت بارگاہ سے نکلا نشان قدم ضرغام دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر نشان قدم موقوف ہوگئے اور آڑ درخت کی درمیان بلا شور اور ضرغام کے ہوگئی تھی بلا شور سمجھا کہ ضرغام پس پشت درخت ہوگا آکر دیکھا تو نہ پایا فکر کرنے لگا کہ یہ کہان چلا گیا کہ یکایک زیر درخت ایک تلا بہ نظر آیا بلا شور اُسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک تختہ لگا ہوا ہی اُسپر تلا بہ نقب ہی بلا شور نے اُس تختہ کو جدا کیا تو دہانہ نقب کا دکھائی دیا بلا شور سمجھا کہ عیاران اسلام نے یہ نقب لگائی ہی یقین ہی کہ ضرغام اسی نقب مین ہوگا یہ سوچکر چلا جاتے جاتے جسوقت سر نقب پر پہونچا اور سر نکالا تو دیکھا کہ ضرغام نے لاہوتک

کو بیہوش کیا ہی چاہتا ہی کہ لیکر روانہ ہوں کہ بلاشور نے ہوچکر نعرہ کیا ضرغام ہوشیار ہو گیا بھاگا بلاشور نے
لاہوتک کو اسی عالم مین چھوڑا اور آپ تعاقب مین ضرغام کی دوکان پر آیا کہ وہین فتاح کشوری و
ابوالفتح اصفہانی وغیرہ موجود تھے سب بلاشور کو دیکھکر نقب مین کودے اور ضرغام بھی نقب
مین کود پڑا یہ نقب جاکر بارگاہ لاہوتک مین نکلی ہی اور دوسرا راستہ درمیان سے لشکر اسلام کا بھی ہی
بس ضرغام تو پھر بارگاہ لاہوتک مین نکلا اور فتاح کشوری و سمک ملطاقی وغیرہ لشکر کی
جانب بھاگے بلاشور بھی انھین کے تعاقب مین گیا جانا کہ ضرغام بھی انھین مین ہوگا ضرغام جو بارگاہ
لاہوتک مین نقب سے باہر آیا دیکھا بہت سے گھبرا گئے ہین اور زرد ہنگ عیار نے لاہوتک
کو ہوشیار بھی کیا ہی ایک غلغلہ ہی بارگاہ مین کہ ضرغام نے تلوار سر پر لاہوتک کے ماری تا دوابرو
اتر گئی لاہوتک زخم کھاکر گرا لوگ تیغ کھینچے ضرغام کے دوڑے ضرغام جست وخیز کرتا ہوا بھاگا
بیابان تک کہ صاف نکل گیا لیکن بدر نے جو یہ زور آوری عیارون کی دیکھی کہا ان خدا پرستون کو مہلت دینا
ٹھیک نہین ہی اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یکایک نقارہ رزمی پہ چوب پڑی آواز نقارہ کی گرجی
عیاران اسلام خبر لیکر سامنے حارث بن سعد کے آئے اور بعد دعا و ثنا رشاہی بجالانے کے عرض کیا کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے اسیوقت نقارخانہ
رعد شکوہ گرجنے لگے دلیران لشکر کو آگاہی ہوئی سب سردار تیاری جنگ مین مصروف ہوے کوئی تلوار کو
صیقل کرتا تھا کوئی برچھا زہر مین بجھاتا تھا کوئی اسلحہ درست کرتا تھا غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی تیاری مین
مصروف تھا کہ یکایک شہسوار زرین رخش نیزہ شعاعی ہاتھ مین لیے ہوے میدان مشرق سے نمودار ہوا اور زنگی
شب سپر پشت پر رکھکر لرزان و ترسان گوشہ مغرب مین پنہان ہوا دونون لشکر میدان قتال وجدال مین
آکر صف آرا ہوے میمنہ میسرہ ساقہ وکمینگاہ سب آراستہ ہوا نقیب صفون سے نکلے اور پکارے اشعار

دلیرو یہی ہی عرصہ نام و ننگ — نکلکر کرو پہلوانون سے جنگ
دکھا دو شجاعت کے جوہر ذرا — نکلکر کرو موت سے سامنا
جیے سو برس بھی تو مرنا ہی پھر — اسی ج جی سے گذرنا ہی پھر
بڑے پہلوان تھے جو سہراب سام — مٹا دو تم آج انکے ہمتے بہم

یہ اشعار آبدار سنکر جوانون کی رگون مین لہو دوڑنے لگا ہر شخص چاہتا تھا کہ ہم پہلے جائین نامردون کو
بھی جوش آگیا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے بدر بن زلزل تجمشی مرکب اپنا بڑھاکر سامنے تخت لاہوتک
کے آیا اور اترکر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی لاہوتک نے کہا کہ جاؤ دست قدرت
تمھارا نگہبان ہی بدر بارد دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور نیزہ گاڑا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ
آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے کہ تلوار میری موجہ بحر فنا ہی اہل اسلام زخمی تھے کون نکلتا
لیکن معظم خان بن بہرام کہ رفیق خاص ملک قاسم کا تھا رہوار کو بڑھاکر سامنے تخت شاہی کے آیا
گھوڑے سے اترکر زمین ادب کو بوسہ دیا اجازت میدان چاہی اور عرض کیا کہ میری وصیت حضور سے
یہ ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم سے فرما دیجیے گا کہ اگر کوئی خطا معظم خان سے ہوئی ہو تو معاف
کردین کیونکہ اعتبار اس دنیائے ناپائدار مین کچھ زندگی کا نہین ہے آج مین بھی مثل
ترک جوشن پوش کے نثار ہوتا ہون شاہ نے کہا اے معظم خان اگر تمہین کچھ ہراس ہے تو
نہ جاؤ مین خود اس سے مقابلہ کرونگا معظم خان نے کہا غلامون کے ہوتے یہ کب ہو سکتا ہی

کر شاہ مقابلہ کو جاؤن دوسرے اگر میری قضا نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کر سکتا ورنہ نہین مرجاؤنگا
کوئی آفت آجائیگی اور اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو اس گرز نا ہنجار کو مارونگا شاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی
نگہبان ہی معظم خان نے بارو گر مرکب پر بیٹھ کر پودھا باگ کا لیا اور بدر سے ہمتگاور ہوا بعد گفتگو کے بدیان
بدر نے نیزہ مارا معظم خان نے پیش اسلام چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوائی کیا بدر کو نہایت طیش
آیا اور گرز سر پر معظم خان کے مارا معظم خان نے وار اس کا رد کیا اور تلوار ماری سپر کے دو ٹکڑے کیے خود
کاٹا مگر سر پر بدر کے بسبب خفتان کے اثر بھی نہوا بدر نے جواب مین اُسکے تلوار ماری معظم خان نے
چاہا کہ ہاتھ کلائی پر ڈالدون یون تو قیامت تک یہ زخم نہ کھائیگا گھوڑے کو ایڑ دی کہ آگے بڑھے وہان تھا
موش خانہ پاؤن گھوڑے کا موش خانہ مین جاپڑا گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ قضا کی معظم خان کے
سر پر لگی کہ کاسہ سر مین در آئی بدر نے جھٹکا مارا تلوار جگر تک اُتر گئی معظم خان گھوڑے سے گرا اور شہید
ہوا لوگ دوڑے ہوئے گئے اور لاش معظم خان کی اُٹھا لائے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا
ہی کہ معظم خان زخمی ہوا شہید نہین ہوا غرضکہ بدر نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی لشکر اسلام سے
نکلا نہ تھا کہ پردہ بیابان سے بونڈہ گرد کا نمودار ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آپہونچی اور آواز
بگولون کی کان مین آئی دل گردے معتبر شاپور شیر دل ظاہر ہوا دیکھا شاپور نے کہ بدر میدان مین کھڑا
ہوا مبارز طلب کر رہا ہی شاپور سامنے بدر کے آیا اور کہا او ملعون نہ گھبرا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مع
جملہ سرداران اسلام تیری سرکوبی کے لیے آتا ہی اور مین تجھے مبارکباد دینے آیا ہون کہ جزیرۂ فندق برباد
ہوا یہ سنکر بدر کو نہایت غصہ آیا اور کھینچکر تلوار شاپور پر دوڑا شاپور بھاگا یہان تک کہ لشکر سے نکلکر
صحرا مین ٹھہرا دیکھا کہ بدر تعاقب نہین چھوڑتا چلا ہی آتا ہی پس شاپور نے پتھر کلہ منجنیق مین رکھکر
مارا کہ سینہ پہ بدر کے پڑا بدر گھوڑے سے گرا شاپور لپک کر قریب آیا اور بدر کو تلوارین مارنا شروع
کین مگر بسبب خفتان کے کچھ اثر نہوا اب شاپور نے جلدی جلدی خفتان بدر کا اُتارنا شروع کیا
یہ حالت دیکھکر فیلان بدمست آدمخوار مع جملہ آدمخواران کے پہونچا اور شاپور کو کھینچ لیا اور ہر طرف سے
کمندین پڑنے لگین آخر شاپور اسیر ہو گیا اتنے مین لاہوتک غول بھی پہونچا تاب لشکر مسلمانون کو
مقابلے مین نہ رہا کچھ لاہوتک کے ساتھ آگئے لاہوتک نے حکم کیا کہ ابھی شاپور کو دار پر کھینچو
اسیوقت بلاشور نے دار استادہ کی اور شاپور کو دار پر کھینچا ہنوز تیر باران نہین کیا تھا کہ آسمان پر
لکہ ہاے ابر نمایان ہوے اور آواز نقارہ کی آئی اور قہمور دیو پر در چالیس ہزار دیوون سے پہونچا
اور شاپور کو دار پر دیکھکر ایک دیو سے کہا کہ جلد لے چھڑا لا وہ دیو آیا اور شاپور کو مع دار لیگیا اور
شاپور سے حال پوچھا شاپور نے قہمور کو سلام کرکے سب واقعہ بیان کیا لیکن آدمخوار طرف
قہمور کے چلے کہ تو نے مغضوب خداوند کو چھڑا لیا کب چھوڑتے ہین ہم تجھکو یہ کہکر گرے اُدھر
قہمور نے تلوار کھینچی اور آدمخوارون کو قتل کرنا شروع کیا دیوون نے جو دیکھی کہ مالک سے ہمارے
جنگ ہوتی ہی دیوون نے آدمخوارون کو کھانا شروع کیا اُدھر فیلان بدمست کا اور قہمور کا
سامنا ہوا فیلان نے چوب و چماق ماری قہمور نے چوب سپر پر روکی اور تیغہ مارا کہ چوب کے مثل
خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے اور خود دو ملغہ عرق چینی آرہ توپ کاٹ کر تلوار قہمور کی دستہ

تک زمین میں دراآئی اور فیلان پدست کا سارا نشہ ہرن ہوگیا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ادھر خواروں کو دیووں سے بچنا مشکل ہوگیا بھاگے لاہوتک بھی مع فوج بھاگ کر اپنی فوج میں آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا کہ ایسا نہو کہ دیو آکر یہاں بھی کھانے لگیں لیکن اہل اسلام آنے سے قمہور کے نہایت شاد ہوئے اور واسطے استقبال کے آئے قمہور کو لشکر میں لائے ایک ایک قمہور سے بغلگیر ہوا شاہ اسلام نے صحبت عیش واسطے قمہور کے آراستہ کی پریزادان ماہ طلعت و رقاصان ناہید صورت آکر حاضر ہوئے جام مے گلرنگ گردش میں آیا قمہور سے باتیں تاف کی ہونے لگیں قمہور نے شوکت لقا بدار کی بیان کی اور کہا کہ مجھسے پوری کمان اسکی نہیں کھنچی اتنے میں ایک اور پری تمثال نے غزل شروع کی

غزل

حال دل پوچھے کوئی جب کوئی ناشاد رہے
ہمکو بھی بھول نہ جانا یہ دلا یاد رہے
اثر کیا ہوگا تعلق کا اثر کیا یارب
کاش اسی حال میں تو اے دل ناشاد رہے
دست رس ست دعا کا تو اثر تک ہوئے
ہمکو عشق میں جان کا ہی زیاد رہے
کیسی ہی جوش جنون سے خلش یاد رہے
سر تک فکر ہی میں مانی و بہزاد رہے
ہو گا وحشی کو اپنی گرانجانی سے
ہنسنے والوں کی زبانوں پہ بھی فریاد رہے
ورد تا تیرے کے ملنے کی ہی امید اگر
دم بخود سوچ میں کیا مانی و بہزاد رہے
ہے گی نشیمن بھی بلبل تو قفس کرتا دام
عمر بھر سوگ میں بھی پیر ہی جلاد رہے
کیا حسینوں کی زبانوں کا اثر اٹھا ہے
انکو بھی یاد دلانا جو تجھے یاد رہے

آج کی بات بھی کل ضبط ذرا یاد رہے
فرق ہر رنج میں کچھ اے دل ناشاد رہے
میں ہوا ہے یاد نہ آؤن وہ مجھے یاد رہے
ولے ناکامی قسمت نہ ملی صبر کی داد
ہاتھ اپنا بھی پٹکے ہوئے فریاد رہے
لے چلی بھی تہ سکوں کی ہوا گر تو کہیں
کہ رگ جان میں نالہ نشتر فصاد رہے
رہ گیا حشر تک افسانہ عبرت باقی
زندہ کیوں بیٹھے کو ہم کی سودا و رہے
خود فراموش ہوں عشق کی سب بھولے
اتنا سمٹا ہوا کیوں دامن فریاد رہے
اٹھاتا بوت مرا تخت سلیمان کی طرح
ہمکو میں اہل ہی جھگڑے میں میلاد رہے
اسیلے داغ بدل ڈالا کو ہی مکھلا
جسکو ناشاد پکارے یہ بہت شاد رہے
آرزو دل کی تصویر پر موقوف میں

نوجوان چاہے ہے غربت میں آباد رہے
کبھی ان آنکھوں ہوس زبان پہ بھی فریاد رہے
نالے کرنے پڑا تقین عمر تو آتا ہی کبھی
بستر آپ کیے تھے زہر تقین یاد رہے
سختی کو عمر ہی جب نہ مجھے کوئی
عمر بھر صورت پود رہے زمین برباد رہے
میرے کہاں کی نہ تصویر کوئی اپنے کھینچی
رہ گئے کبھی زمانے میں شعلہ رہے
رہو جو تا غیر سے تصور غم سے ظاہر
جو کچھ اقرار ہوئے تھے وہ سبھی یاد رہے
بول اٹھی جلد جب ہوش ربا کی تصویر
حلقہ باندھے ہوئے جو گرد پریزاد رہے
دلکو پھانسی ہی تو گیسوؤں کی غلامی کا
کہ عیان دہر میں ناشادی فرہاد رہے
یہ دل اقرار وفا لیکے دیا ہی جب
بند ہوا آنکھ کشادہ لب فریاد رہے

غرضکہ صحبت عیش ہنوز ختم نہوئی تھی کہ لشکر لقا سے آواز طبل جنگ کی آئی شاہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی کوس جنگی بجے اور صحبت برخاست ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی تھوڑی سی رات تو باقی ہی تھی وہ سامان جنگ ہی میں گذر گئی شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے سب رفیق و یار دولت سراپردہ حاضر تھے مجرا بجالائے شاہ سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر سے لشکر لقا میدان میں آکر صف آرا ہوا آگے آگے تخت لاہوتک غول پیچھے تمام افسران فوج لشکر کو لیے ہوئے مقابل اہل اسلام صفیں باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیگر ہٹ ہٹ کے ہیں صلصال میدان میں آکر مقابل طلب کر رہا ہے اور کوئی لشکر اسلام سے نہیں نکلا ہے

کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور آواز نقارون کی آئی کہ یکایک ہوا نے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد سے شاہزادگان ایرج و اسد و کرب و سلطان سعد و افراسیاب کوچک و داراب کشور کشا و اسکندر فرخ لقا و ملک قاسم خاور سیاہ و بدیع الزمان نامدار و طہماس بن عنقویل دلیر پردل شیر بیشۂ شجاعت نمودار ہوئے رنگ رو صلصال کا ماند ہو گیا لیکن طہماس نے جو صلصال کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے پس اپنے گینڈے کو اُڑا کر میدان مین آیا اور صلصال سے جنگاور ہوا سپر دن سے جنگاریان جھڑ پڑین یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ ملکر جدا ہو گئے لیکن گھوڑا صلصال کا پانچ قدم اور مرکب طہماس کا تین قدم پسپا ہوا باگون کو پھیر کر اور گینڈون کو تحریک مار کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا صلصال نے نیزہ سینۂ طہماس پر مارا طہماس نے نیزہ صلصال کا نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ طہماس نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے ہوائی کیا پس جہان نگاہون مین صلصال کے تیرہ و تار ہو گیا اور گرز طہماس پر مارا طہماس نے گرز صلصال کا ساطور پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آگ کا نکل گیا تتق گرد مین طہماس نہان ہو گیا صلصال نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم یہ آواز سُنکر طہماس گرد سے نکلا اور پکارا کہ از دی دگر پست کردی حریف ترا مین موجود ہون اور باش خبردار ہوشیار یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سر پر پیچ دیکر مارا صلصال نے سپر بلند کی یہ ضرب سپر سے کب رُکتا ہے صاف دو ٹکڑے ہوئی صلصال نے سر کو کھینچا اور ساطور گردن مرکب پر پڑا کہ دو ٹکڑے کیے اور دستہ تک زمین مین اُتر گیا صلصال مرکب سے کود آیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو طہماس کے پے کرون طہماس بھی کود پڑا صلصال تیغ و سپر پھینک کر طہماس سے لپٹ پڑا طہماس صلصال سے لپٹا کشتی ہونے لگی افسران فوج مرکبون کو دوڑا کر قریب آگئے تماشائی تماشا دیکھنے لگے کہ دو دیو لڑ رہے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے کبھی صلصال اوپر طہماس نیچے کبھی طہماس اوپر صلصال نیچے دونون مصروف تلاش ہین نہ یہ اسیر غالب ہوتا ہے نہ وہ اس سے دبتا ہے اسی عالم مین شام ہو گئی پس طہماس نے ایک مرتبہ کر بند صلصال کا مضبوط پکڑ کر نعرہ کیا کہ سنبھال اس زور کو جس کو تو نہ روک سکیگا اور جھٹکا مارا کہ پچاس قدم صلصال ایسے جوان کو دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے پس اب جو زور کیا تو کمر تک اُٹھا لایا دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند کر لیا دونون لشکرون مین غریو ہوا طہماس نے صلصال کو زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر بیٹھا اور باندھکے مشکین میدان سے پھرا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے کفار محزون و مغموم اہل اسلام شادان و فرحان داخل بارگاہ ہوئے صلصال کو زندانخانہ مین بھیجدیا اُدھر لاہوتک اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار دنگلون پر بیٹھے جام مئے ناب گردش مین آیا لاہوتک نے کہا کیا صلاح ہے ملک مرواق نے کہا ہر چند مین نے آپ سے کہا سردارون کو قتل کیجیے مگر آپ نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ سب رہا ہو گئے بیدر نے کہا کچھ پروا نہیں ہے مین ان سب کو سر ٹھکانے قتل کرون گا اُدھر بلاشور و فیروزہ سنگ انداز کہ انکو نشہ کبر حد سے بڑھ گیا تھا پکارے کہ یا خداوند اگر فرمایے تو ہمین سر میدان شایور سے لڑون اسی کشمکش و پیچ مین دو روز جنگ موقوف رہی تیسرے روز

بلاشور نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل عیاران اسلام کو سر میدان مارونگا کیونکہ یہ بہت مدد دیتے
ہین اور اپنی جان لڑانے دیتے ہین اتفاقاً اسوقت شاپور بارگاہ مین موجود تھا بلاشور سے
کہا کہ میری عین تمنا یہی ہر کہ میرے تیرے سر میدان مقابلہ ہو بلاشور نے مڑکر دیکھا کہ یہ کدھر سے آواز آئی
شاپور ہنسا دیکھا تو شاپور ایک پہلوان کی شکل بنا ہوا دنگل پر اشراق آدمخوار کے کہ وہ مارا جاچکا ہر بیٹھا
ہر بلاشور نے کہا ای شاپور مین نے ایک شاگرد اپنا تیار رکھا ہے کہ نام اسکا پرکالہ تیز رو ہے اگر
تیرا بھی کوئی شاگرد ایسا ہو کہ جسپر تجھے بھروسا ہو تو پہلے ان دونون کو لڑوا کہ میری تیری محنت کا ثمرہ ظاہر
ہو شاپور نے کہا ایسا ہی ہوگا اور کہا کہ تو طبل جنگ بجوا مین بھی اپنے لشکر مین جاتا ہون غرضکہ لشکر کفار
مین نقارہ رزمی بجا ادھر شاپور نے جاکر شاہ اسلام سے عرض کی کہ بلاشور سے اور مجھ سے کل سامنا
ہوگا حضور ملاحظہ فرمائین میرے نام پر طبل جنگی بجوا دین شاہ نے حکم کیا ادھر شاپور کے نام پر بھی طبل
جنگ بجا تیاری ہونے لگی جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے سحر ظاہر ہوئی جھونکے
نسیم صبح کے چلے پھول باغون مین کھلے اہل اسلام نماز ادا کر کے عازم دشت کارزار ہوئے اور کافر بت پرستی
سے فارغ ہوکر میدان مین آئے جب صفین قتال و جدال کی آراستہ ہوچکین تو دیکھا کہ ایک جانب سے
بلاشور ہاتھ ایک لڑکے کا پکڑے ہوئے کہ اسکا سن پندرہ سولہ برس کا ہوگا میدان مین آیا اسطرف سے
شاپور ہاتھ ایک طفل کا پکڑے ہوئے کہ عمر اسکی گیارہ برس سے زیادہ نہوگی آشکار ہوا سب اہل لشکر
ہر دو جانب کے مشتاق جنگ ہین کہ آج دیکھیے کیا ہوتا ہر دونون بلائے بیدرمان آفت جہان ہین
کہ یکایک بلاشور نے اس لڑکے کو اشارہ کیا وہ جھک کر میدان مین آیا اور پکارا کہ منم پرکالہ تیز رو ای
شاپور بھیجو میرے مقابلہ کو کون تمھارا شاگرد رشید ہر لیکن شاپور نے جس لڑکے کو واسطے مقابلہ
پرکالہ کے بھیجا کمر مین اسکے رسی بندھی ہوئی تھی سرا اسکا ہاتھ مین اپنے رہنے دیا اور رسی کو حرکت دی
وہ لڑکا دوڑ کر میدان مین آیا اور ہاتھ مین اسکے صرف کمند تھی اور کچھ نہ تھا اور شاپور نے آواز دی کہ
ای بلاشور اگر نام تیرے شاگرد کا پرکالہ ہر تو میرے شاگرد کا نام جوالہ کمند انداز ہر ابھی اسے فقط
کمند مارنا سکھایا ہر اور کچھ یہ نہین جانتا کہ دے پرکالہ تیز رو سے کہ بچارہ ہے لیکن پرکالہ نے جو یہ تکتے
دیکھا سنگ فلاخن مین رکھکر مارا شاپور نے رسی کو حرکت دی جوالہ بیس گز اڑ گیا اور سنگ خالی گیا
پرکالہ نے دوسرا پتھر مارا پھر شاپور نے رسی کو حرکت دی پھر جوالہ داہنی جانب بیس قدم ہٹ گیا
مگر بڑھتا چلا جاتا ہر جب پرکالہ نے دیکھا کہ قریب آگیا تو اس نے خنجر کھینچا جوالہ نے قریب پہونچکر کمند
ماری پرکالہ مثل پرکالہ آتش کے چمک کر نکلگیا جوالہ کمند کھینچنے نہ پایا تھا کہ پرکالہ نے قریب پہونچکر
پھر خنجر مارا کہ سر پر جوالہ کے پڑا جوالہ زخمی ہوا اور فوارہ خون کا نکلا بلاشور نے کہا وہ مارا لیکن وہی
خون آڑ کر منھ پر پرکالہ کے پڑا پرکالہ نے چھینک ماری اور جھوم کر چلا جوالہ نے کمند ماری کہ سات
حلقے گلے مین پرکالہ کے پڑے جھٹکا مارا کہ پرکالہ گرا جوالہ نے باندھکر جست و خیز کرتا ہوا خدمت مین
شاپور کی لے آیا اور دوسری کمند لیکر پھر میدان مین آیا شاپور نے کہا کہ کیون بلاشور تیرا اور کوئی شاگرد
تیز رو ایسا ہر کہ اس کا مقابلہ کرے یہ سنکر الماس بن فیروز سنگ انداز چمک کر میدان مین آیا اور پتھر
فلاخن مین رکھکر مارا جوالہ اسی طرح اسکا پتھر خالی دیتے تھے کہ یکایک ایک پتھر

سینہ پر جوالہ کے پڑا اور یہ قلابازی کھا کر گرا فیروزہ نے کہا وہ مارا کفار خوش ہوئے اہل اسلام کو صدمہ
ہوا چالاک نے کہا بھائی شاپور اب تمہین اس لڑکے کو میدان مین بھیجنے کی کیا ضرورت تھی مفت تمنے اسکی
جان لی ابھی سن اسکا کیا تھا اگر زندہ بچ جاتا تو بے مثل عیار ہوتا شاپور نے کچھ جواب نہ دیا لیکن الماس
جھک کر قریب آیا کہ سر اسکا کاٹ لون کہ ناگاہ شاپور نے اُسی رسی کو جو کمر مین جوالہ کے بندھی ہوئی تھی
حرکت دی بس اس مردہ نے جست کی اور کمند مار کر الماس کو بھی پکڑ لیا اور اسطرح جست وخیز کرتا ہوا پاس
شاپور کے آیا کہ جیسے ذرا بھی چوٹ نہین آئی سب کو حیرت ہوئی شاپور نے کہا اے بلاشور دیکھا تو نے اب
اتنی سی عیاری تیری سمجھ مین نہ آئی اسی منہ پر دعوی عیاری کا تھا یہ جوالہ کل کا پتلا تھا بھلا آدمی بھی بیضہ پر
پتھر کھا کر کہین زندہ رہ سکتا ہے ذکر آتا ہے اس لڑکا اور پر نے اُس عیاری کے پتلے کے کھولکر ہاتھ پاؤن اسکے
علیحدہ کرکے پھینکدیے بلاشور یہ دیکھکر ڈر گیا کہ شاپور بلائے بیدرمان ہے پہلے کو مین اس لڑکے کے مقابل
کو ہین گیا تھا اور تمام عیار شاپور کی قدرت پر آفرین کر رہے تھے بلاشور نے کہا اے شاپور ہم سے
مقابلے کل مقابلہ ہوگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا اور طبل بازگشت بجوادیا جب شب ہوئی تو بلاشور اپنے
سامان جنگ مین مصروف ہوا اور طبل جنگ بجوادیا اسطرف بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح
کو دونون لشکر میدان مین آئے آج بلاشور خود مقابلہ کو نکلا اسطرف سے شاپور نکلا بلاشور نے کو بھی
سر سے کھولی ادھر شاپور نے بھی فلاخن عیاری ہاتھ مین لی اور پتھر چلنے لگے تو شاپور بلاشور کا
پتھر خالی دیتا ہے اور کبھی پتھر پہ پتھر مارتا ہے کہ دونون ٹکرا کر گر جاتے ہین جبکہ جھولیان پتھرون سے خالی ہوگئین
تو خنجر کھینچے اور باہم مصروف جنگ ہوئے لڑتے لڑتے ایک مقام پر بلاشور بھاگا شاپور نے تعاقب کیا
ایک جگہ کچھ گھاس لگی ہوئی تھی جیسے ہی پاؤن شاپور کا اس گھاس پر پڑا وہان بلاشور نے کنوان کھود کر
خس پوش کر دیا تھا شاپور اُس مین جا رہا کفار خوش ہوئے بلاشور نے نعرہ کیا کہ آج شاپور نے دھوکا
کھایا اور لپک کر سر غار پر آیا کہ یکایک پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیردل بلاشور نے جو پلٹ کر دیکھا
تو ساتون خلیطے کمند کے گردن مین تھے شاپور چاہتا تھا کہ جھٹکا مارے کہ دفعۃً بجلی کڑکی اور ایک نیزہ سیدھا
رہا شاپور کو آ لگیا بلاشور خوش ہوا کہ جان بچی ورنہ مارا تھا شاپور نے اور وجہ یہ تھی کہ جسوقت
بلاشور نے مقابلہ شاپور سے نہ کیا اور میدان سے پھر گیا تو شاپور شب کو تجسس مین نکلا کہ دیکھون بلاشور
پھر گرفتاری کی کیا فکر سوچی ہے تو دیکھا بلاشور کنوان کھود رہا ہے شاپور پوشیدہ ہو رہا جب
بلاشور کنوین کو خس پوش کر کے چلا گیا تو شاپور نے آکر دوسری نقب کھودی اور سر اسکا چاہ پر توڑا
اور اپنے کو جان کر کنوین مین گرا دیا جب بلاشور سر چاہ پر واسطے گرفتاری کے کمند ہاتھ مین لیے
ہوئے آیا شاپور نے دوسرے راستے سے نکلکر جلدی تمام پشت کی جانب سے آکر کمند ماردی مگر نیزہ
لگا بلاشور نے نعرہ کیا کہ باش ای عیاران اسلام اب سوا شاپور کے دوسرا کوئی ہے کہ مجھ سے
مقابلہ کرے یہ سنکر چالاک بن عمرو میدان مین آیا اور پتھر چلنے لگا کر یکایک ایک پتھر بلاشور نے
دھوکا دیکر مارا کہ وہ دستار چالاک پر پڑا دستار دور جا کر گری اور سر پر بھی ایسا صدمہ پہونچا کہ
چالاک نے آہ کھینچی اہل اسلام یہ سمجھے کہ چالاک کا کام تمام ہوا مگر چالاک نے فوراً قارورہ نفتی مارا کہ
سینہ پر بلاشور کے پھوٹ کر پھٹا آگ نکلی جسم مین بلاشور کے ہزار ہا آبلے پڑ گئے عیارون نے دوڑکر بجھائی ادھر

چالاک صدمے سے پتھر کے بیہوش ہو کر گرا ادھر بلاقشور مین لڑنے کی حالت باقی نہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام چالاک کو اٹھا لائے مگر شاپور کے لیے سب پریشان تھے ادھر بلاقشور کو کفار لے گئے اور علاج مین مصروف ہوے اب انھین یہین چھوڑے انکا حال آیندہ معلوم ہوگا

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین کہ بستر خواب سے غائب ہو گئے تھے

جسوقت رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک جائے تاریک مین دیکھا نہ تو سینۂ مادر تھا نہ وہ لوگ تھے جو خدمت کے لیے حاضر رہتے تھے اسقدر تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بعد چار پہر کے ایک آدمی آکر دو روٹیان اور ایک جام پانی کا دے جاتا تھا رستم وہی کھا کر بسر کرتا تھا جسوقت وہ آدمی آتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ اب شام ہوئی یا صبح بسبب تاریکی کے تمیز شام وسحر نہ تھی اسیطرح سال بھر گذر گیا ایک روز ایک زنگی آیا اور وہ رستم کو باغ مین لایا دیکھا رستم نے ایک ساحرہ سیاہ فام زشت رو کریہ منظر تخت پر بیٹھی ہے اور گرد اسکے کنیزین زرد روگوشت سے پوش ودیلے جواہر مین غرق کھڑی ہوئی ہین اُس ساحرہ نے رستم کو دیکھکر کہا کہ تو ہی پسر ایرج ہے رستم نے کہا ہان اور کہا کہ مین نے اپنے باپ کو ابھی تک نہین دیکھا ہے مجھے تمنا ہے کہ اسے دیکھون اُس ساحرہ نے کہا کہ باپ نے تیرے میرے تین بیٹون کو مارا ہے کہ نام جنکے عشروت جادو اور عنکبوت جادو اور عنقاروس جادو تھے مین عوض مین اُنکے تجکو قتل کرونگی بلکہ تیرے کباب کرکے کھاؤنگی اور مجھے پسر نورالدہر کی بھی تلاش ہے یہ کہکر آتش و سیخ طلب کی ایک کنیز نے فوراً منقل آتشین اور سیخہائے آہنی حاضر کیئن کہ یکایک برق چمکی اور رضوان جادو ابر سے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ اے ملکہ ساروس جادو لیجیے مین بدیع الملک پسر نورالدہر کو بھی لائی ہون یہ سابل کی طرف بارادہ ملازمت خداوند لاہوتک غول جاتا تھا مین نے اسے گرفتار کیا ساروس جادو نے کہا کہ اب ان دونون کے کباب کرون اتنے مین رستم ثانی نے بدیع الملک سے پوچھا کہ تو پسر کیستی بدیع الملک نے کہا من پسر صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان ام اور کہا کہ تو پسر کسکا ہے رستم ثانی نے جواب دیا کہ من پسر نبیرۂ آسمان جلالت وفخان گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ام بدیع الملک نے کہا تمھارے دلین تو بہت بڑے بڑے ارادے ہونگے مگر افسوس ہے کہ قضا سر پر آگئی رستم ثانی نے کہا کہ ایسا ہی مین تمھاری نسبت بھی خیال کرتا ہون بدیع الملک نے کہا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ لاہوتک غول کو مارون اور تمام عالم کو زیر کرکے اپنے باپ کو میری جگہ پر بٹھاؤن رستم نے کہا چہ پروا جل مین گرفتار ہو اور باتین ایسی کرتے ہو جیسے کچھ خوف ہی نہین انشاء اللہ مین ایرج نوجوان کو دنگل صاحبقران پر بٹھاؤنگا اور دادا جان ملک قاسم کو دنگل رستم پر متمکن کرونگا بدیع الملک نے کہا کہ تم تو بالکل آزاد ہو مین گرفتہ رہون مگر ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ چھوڑے گی یہ باتین ساروس جادو نے جو سنین ہنسی اور کہنے لگی کہ جب میرے ہاتھ سے بچو گے تو پسین لڑنا یا مرے پسین جاکر لڑ لینا مین ابھی تم دونون کے کباب لگا کر کھائے جاتی ہون واقع مین تم اگر زندہ بچ جاتے تو نہین معلوم کیا آفت برپا کرتے بقول شاعر شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بزرگ شود یہ کہکر چھری ہاتھ مین لی اور رستم ثانی کی طرف چلی کہ گوشت کاٹ کر کباب لگاؤن رستم نے رو کر دعا کی بدیع الملک یہ قصد ساحرہ کا دیکھکر بیتاب ہو گیا اور کہا او نجسہ میری طرف چلے آ کہ وہ مجھ سے چھوٹا ہے پہلے مجھے قتل کر پھر اسکی طرف

بجا نا ساحرہ غصہ مین آکر بدیع الملک کی جانب پھری کہ موے اجل رسیدہ تیری ہی شامت چلے آئی کہ تو نے
مجھے قحبہ کہا دیکھا تو کیا گت ہوتی ہے تیرے گوشت مین نمک مرچ لگا کر کھاتی ہون دیکھا رستم ثانی نے کہ یہ قحبہ مجھے چھوڑ کر
بدیع الملک کیطرف چلی ہر چند رستم کمسن ہے مگر شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے یہ نہ دیکھا گیا کہ یہ مجھے چھوڑ کر بدیع الملک کو
قتل کرے خون غصہ سے جوش مارنے لگا ہون بہ تیر و تلوار آنے لگی مثل علمشاہ کے نعرہ کیا کہ فرود آ او زن تو تو مجھے چھوڑ کر
ادھر کہان چلی اری میرا گوشت نہایت لذیذ ہے پہلے مجھے کھالے ساحرہ غصہ مین آکر ادھر پلٹنی ہی تھی کہ یکایک آسمان سے آواز
نقارہ کی کان مین آئی ساحرہ نے اوپر دیکھا بس لکہ ابر سے نقابدار زرین پوش ظاہر ہوا کہ باز سفید سر پر سایہ فگن تھا علم
اژدہا پیکر سر پر کھلا ہوا نقارۂ سکندری بجتا ہوا جس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران بلند تھی عقب مین نقابدار
کے ایک لاکھ جوانان زرین پوش مع مرکب بیدون پر سوار نمودار ہوے اور نقابدار نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار جادو
تجھ دادا گر یہان بھی میلا کیا ان لڑکون کا تو ایک کو تیرے طفیل سے زندہ نچھوڑونگا سارو س نے کہا معلوم ہوتا
ہے کہ تو بھی جان سے اپنی بیزار تھا کہ مجھے تو کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور تو د سحر کا نقابدار پر مارا کہ وہ قریب
آکر پھٹا اور شعلے آتش کے بھڑک کر نقابدار کی جانب چلے کہ یکایک وہ باز سفید جو سر پر نقابدار کے سایہ فگن
تھا اس نے پرون کی اپنے ہوا دی تمام شعلے گل ہو گئے نقابدار نے تیغہ کھینچا اور طرف سارو س جادو کے چلا
ادھر سے رضوان جادو نے گلدستۂ سحر مارا کہ ہر پھول اسکا اژدہا آگ کا تھا باز سفید نے پھر پرون کو حرکت
دی کہ گلدستہ پژمردہ ہو کر گر گیا اتنے مین نقابدار قریب سارو س جادو کے پہونچ گیا سارو س نے اضطراب
مین بال اپنے سر کے نوچے اور اسم سحر دم کرکے نقابدار پر مارے کہ اسی ہزارہا سانپ پیدا ہوے اور نقابدار پر
حملہ آور ہوے لیکن باز نے منقار سے سب افعیون کو مارا جب دیکھا سارو س نے کہ وہ سحر تیرے باطل ہوا
پھر پرواز پیدا کرکے اڑی نقابدار نے تیغہ کمر مین کیا اور تیر بہرہ کمان مین پیوست کرکے مارا کہ سینہ پر
سارو س کے پڑا توڑ کر پار گذر گیا سارو س تڑپ کر گری بجاے خون جسم سے شعلے نکلے ادھر رضوان جادو
نخل سحر زمین سے اکھیڑ لیا اور نقابدار پر مارا کہ ہر برگ شجر کا برق بنکر سر نقابدار کی طرف چلا لیکن قریب سر
نقابدار کے پہونچکر ہر برق اپنی ہیئت اصلی پر آگئی یعنی پتے سر نقابدار پر سے نثار ہو ہو کر گر پڑے اور
نقابدار نے قریب پہونچکر تلوار ماری رضوان نے اف کی ہزارہا سپرین سحر کی سر پر رضوان کے پیدا ہو گئین
لیکن تلوار نے نقابدار کی سپرون کو کاٹا اور رضوان کے دو ٹکڑے کیے یہ بھی زمین پر گر کر تڑپنے لگی بس
ایک غلغلہ ہوا آندھی چلی خاک اڑی ہر شجر باغ کا زمین سے اکھڑ اکھڑ کر گرا اور جل کر خاک ہو جب علامات
سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دو آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من سارو س جادو و رضوان جادو
بود وصیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر رستم و بدیع الزمان کی قید دور ہوئی نقابدار
قریب انکے آیا اور کمان اپنی ہاتھ مین بدیع کے دی بدیع الملک نے کمان نقابدار کی کھینچی [illegible] ہو گیا
نقابدار نے آفرین کی بعد اسکے رستم نے وہ کمان کھینچی اور زور کیا مگر کسیقدر کم کھینچی کیونکہ رستم ثانی
بہت چھوٹا ہے بدیع الملک سے مگر نقابدار نے بہت آفرین کی اور کہا تم اب کیا چاہتے ہو کہان جاؤ گے
دونون نے کہا کہ ہمین اپنے لشکر کی طرف بھجوا دیجیے نقابدار نے دونون کو آگے لشکر کیطرف روانہ
کر دیا اب انکا حال بوقت تحریر ہوگا

یہان سے چند کلمے داستان مہر شاپور شیر دل کے بیان ہوتے ہین کہ اسکو جنگ بلا قور سے بچہ لیگیا تھا

نقش بندان صورت خیال اس تصویر بے تمثال کو یون صفحۂ مقال پر کھینچتے ہین کہ جسوقت آنکھ شاپور کی کھلی
تو اپنے کو دیکھا کہ دونون ہاتھ رشتۂ لعام سے بندھے ہین اور سامنے ایک ساحرہ مہیب چوبی کھڑاوے کی لگی
ہوئی دو دانت آگے کے مثل گراز کے نکلے ہوے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے کہ تو ہی نے برہمن جادو کو مارا ہے
اور جزیرۂ فندق کو برباد کیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتی ہون شاپور نے کہا مین نے نہین مارا بالکل جھوٹ
ہے مین بھلا برہمن سی ساحرہ کو کیا مار سکتا تھا یہ سنکر اس نے سو کوڑے شاپور کو مارے کہ شاپور تڑپنے لگا
ہر چند زور کیا کہ اس رشتۂ لعام کو توڑ دون مگر وہ رشتۂ سحر تھا رشتۂ حیات اس سے وابستہ تھا وہ کیا ٹوٹتا مگر
وہ ساحرہ شاپور کو لیکر پھر اڑی اور کہنے لگی کہ تجھے وہین لے چلکر قتل کرون گی کہ جہان تو نے برہمن جادو کو
مارا تھا اور شاپور کو لیے ہوے جزیرۂ فندق مین آئی دیکھا کہ چالیس ہزار ساحر کنارہ دریا پہ جمع
ہو رہے ہین شاپور نے کہا کہ اگر مجھے رہا کر دو تو مین بہت جلد جزیرۂ فندق کو آباد کر دون ساحرہ نے یہ سمجھکر
کہ جانے گا کہان اگر بھاگے گا پھر پکڑ لون گی شاپور کو چھوڑ دیا اور قید سحر دور کی شاپور نے ایک پتھر اٹھایا اور
ہیبت تولکر سینہ پر اس ساحرہ کے مارا وہ اس ارادہ سے آگاہ تھی پتھر جو سینہ پر پڑتا ہے بیہوش ہو گئی لیکن گرتے
گرتے کفگیر منھ سے نکل گیا زمین نے پانون پکڑ لیے ساحر دوڑے کہ او ستمگر غضب کیا تو نے کہ ہماری مالک مرجان جادو
کو مارا اب زندہ چھوڑین گے ہم تجکو یہ کہکر چاہتے تھے کہ شاپور کو قتل کرین شاپور نے مضطرب ہو کر
دعا کی بس تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب آسمان سے نقابدار سفید پوش نمایان ہوا کہ ہزارہا
دیو بھی ہمراہ تھے نقابدار نے آتے ہی شاپور کو ہاتھ سے ساحرون کے بچایا اور اپنے تخت پر سوار کیا
ساحر ہر یہ ہاے سحر پکڑ پکڑ کر طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے دیوون کو حکم دیا انھون نے پکڑ پکڑ کر
ساحرون کو کھانا شروع کیا ساحرون نے بزور سحر بہت سے دیوون کو جلا دیا اور غرق دریا کر دیا تا شام
جنگ رہی بوقت صبح نقابدار مع شاپور طرف صحرا کے چلا گیا اور خیمہ برپا کر کے قیام پذیر ہوا ساحرون نے
جانا کہ اب امن ہوئی یکایک آسمان پر سے روشنی نمودار ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ستارے زمین کی جانب آ رہے ہین
چراغان بالاے ہوا نمایان ہوے اور نقابدار سیاہ پوش با چہل ہزار دیو و پری پہونچا اور ساحرون کو قتل کرنا
شروع کیا ساحرون مین پھر ایک عذر چار ریحان جادو بہن مرجان جادو کی ہاتھ سے سیہ پوش کے ماری گئی
اور مرجان کو سفید پوش نے مارا تھا غرض لشکر نقابدار نے جزیرہ فندق کو برباد کیا ساحرون کو قتل کر کے سفید پوش نے لیا

اب چند کلمے لشکر اسلام و لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

جسوقت بلاشور نے چالاک کو پتھر سے زخمی کیا اور بلاشور کو چالاک نے قارورہ نفت سے جلا دیا طبل
بازگشت بج گیا قباد زرین زلازل نے لاہوتک سے کہا کہ ان عیارون سے کیا ہوتا ہے طبل جنگ بجوایئے تا کہ
مین ان اہل اسلام کو جلد قتل کرون لاہوتک نے حکم دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی گرمی خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ فیروزی اختر نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بلدر میدان مین آیا اور مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے شیر بیشۂ کلستان طہماس بن عنقوبل دیو پرور گینڈے کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آیا اتر کر مرکب سے زمین ادب کو بوسہ دیکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو اور جام کا عزیت عنایت ہوا طہماس جام پی کر میدان مین آیا بلدر صورت

طہماس کی دیکھکر پکارا کہ ای طہماس ہر چند کہ تو پہلے بھی قوی تھا مگر اسقدر زور کہ جو تجھ مین اب ہی پہلے نتھا سچ بتا یہ زور تو کہان سے لایا طہماس نے کہا اگرچہ یہ وہی اسلام کی برکت ہی کہ بزرگان دین مجھپر شفقت فرماتے ہین یہ زور مجھے میرے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عنایت فرمایا ہی یہ سنکر بدنہایت برہم ہوا اور کہا شو تو مجھے دھوکا دیتا ہی مجھے یہ زور خداوند زمرد شاہ باختری نے دیا ہوگا جس سے تو انکار کرتا ہی طہماس کو غصہ آیا مگر بشید سنتی نہ کر سکا کہ طریقہ اہل اسلام کے خلاف تھا ورنہ کیا مگر لگام اسپ بدر کی پکڑکر جھٹکا مارا کہ بدر اوندھے منہ آرہا لیکن بدر نے گرتے گرتے ایسی تلوار ماری کہ شاہ طہماس کا زخمی ہوا مگر طہماس نے یہ ارادہ کیا کہ بدر کو گرفتار کرون کفار یہ ارادہ طہماس کا دیکھکر دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا ملکر موجزن ہوئے ہر طرف تیغین مانند مہرون کے روان تھین سر مثل حبابون کے تیرتے تھے خون نیزون سے اچھلتا تھا بازو زرہ پوشون کے جو کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام میں پھنس کر تڑپ رہی ہی پیمانہ عمر کے لبریز ہو ہو کر غرق ہوتے تھے کشتی حیات طوفانی تھی عین گرمی جنگ مین بدر اور اسکندر فرخ لقا کا سامنا ہوا بدر نے تلوار ماری اسکندر نے ولد بدر کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا بدر نے تلوار سکندر کی رد کر کے جو تلوار ماری سپر اسکندر کی کٹی اور تلوار تا دو ابرو اتر آئی نوبت درمیان مین آگئے اور اسکندر کو ہٹا لے گئے غرضکہ شام تک جنگ رہی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن نقابداران سفید پوش وسیاہ پوش جو شاپور کو چھڑا کر بارگاہ مین لائے صندلی بسبب تیغ کے عنایت کی شاپور صندلی پر بیٹھا جام بادہ ناب گردش مین آیا دیکھا شاپور نے کہ خال و خط ابراہیمی وہ یقین خلیل اللہ اسست اولاد صاحبقران کی نقابداران مین پائی جاتی ہی پوچھا شاپور نے کہ آپ کون ہین اور کسکی اولاد مین ہین نقابداران نے کہا کہ ہم پسران خضران شاہ کہلاتے ہین اور اصل مین خضران شاہ ہمارے نانا ہین جسوقت امیر نے بروز خضران شاہ کو مارا اور خضران شاہ کو تخت و تاج عطا فرمایا تو خضران شاہ نے اپنی بیٹی نذر دی کہ نام اسکا ملکہ ریحان پری ہی کہ امیر باغ سردستان مین بوقت گلچینی اسپر عاشق ہوئے تھے ہم دونون بھائی جوڑوا پیدا ہوئے لیکن ایک صبح کو اور ایک شام کو بس جو صبح کو پیدا ہوا نقاب اسکی سفید ہی اور جو شام کو پیدا ہوا اسکی نقاب سیاہ ہی اور نام ایک کا ایران شاہ اور دوسرے کا توران شاہ ہی اللہ ہم بھی ارادہ جنگ سائل کا رکھتے ہین شاپور یہ سنکر خوش ہوا لیکن نقابداروں نے تحائف شاپور کو دے کر طرف سائل کے روانہ کیا اور کہا کہ ہم بھی آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان جنگ لشکر اسلام و فوج کفار بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا شراب غزل نشین | بیان تا کہ ہو جنگ بین و دین | ز شیشہ و ساغر صراحی کی | کرین جنگ دو شاہ ہر روز

غزل پیکے دونون جہان بھلے یہ کمال اچھا ہی
دو جہی جسمین ہو شامل وہ زلال اچھا ہی
ہاتھ سے اپنے اٹھا کر مجھے دیدے ساقی
جو پسند آئے اُسے بس وہی حال اچھا ہی
شام غم آنے کی دھڑکون سے بری حالت ہی
اندنون پیر مغان مین یہ کمال اچھا ہی

ہم جبھی نکلے تو کہے جائین کہ حال اچھا ہی
دل انھین دیتے ہین بوسہ کی طلب [illegible]
جام ہی بلور سے وہ جام سفال اچھا ہی
منہ چڑھانے ہو مرا حسن پر لیا ہی غرور
کہ شب ہجر سے کچھ روز وصال اچھا ہی
اس تصور مین جھپک نے لگی شاید آنکھ

قدر اعلی کی زمانے مین نہین بے اسفل
جو کنایہ مین ادا ہو وہ سوال اچھا ہی
رنج چہرے سے عیان ہو کہ خوشی ہو ظاہر
آئینہ لیکے تو دیکھو یہ کمال اچھا ہی
جسکو اک جام پلا یا وہ ہوا دل [illegible]
ہم انھین خواب مین دیکھین یہ خیال اچھا ہی

دیکھکر حسن کسی شوخ کا دل بول اٹھا
دے کے شیشے سے تو پھر جام سفال اچھا ہے
طالب وصل کو کچھ بات نہیں ہے بڑی
یہ وہ خورشید ہے جسکا کہ زوال اچھا ہے
پہلے امید بھی انکو کہ یہ شاید مرجائے
دل بیساختہ کہتا ہے کہ مال اچھا ہے

خصلتیں ہونگی بری کوئی کہ چال اچھا ہے
غم پنہان کو بیان تک کے چھپائے انسان
یہ خموشی ہی بھلی ہے نہ سوال اچھا ہے
جیسے بلبل نہیں واقف غم پنہان سے
دیکھنے آئے ہیں کہ جب کا حال اچھا ہے

کوئی ساقی نے گرمی بات کہی ٹوٹ گیا
دیکھنے والا کہے خود کہ یہ حال اچھا ہے
پھونکے دیتی ہے مجھے داغ جگر کی گرمی
اسطرح کہتے ہیں ظاہر میں کہ حال اچھا ہے
آرزو جب نظر آجاتا ہے خوشرو کوئی

لشکر کشان فوج بیانی و جنگ آزمایان عرصۂ خوش بیانی اشہب کلک کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ بدر بن نیلاز گنجی نے طہماس بن عنقویل دیو پرور کو زخمی کرکے پھر طبل جنگ بجوادیا تھا یہ خبر سنکے اہل اسلام مین بھی نقارۂ حربی بجاتھا جسوقت صبح ہوئی تو پھر دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے بدر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر اسلام مین علمہائے سبز رنگ جلوہ گر ہوگئے اور بدیع الزمان سے بودھا کا لیا مقابل بدر ہوئے پہلے نگاور چلی کر بدر گرنے گرتے بچا مرکب اسکا چیخ کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا گھوڑا بدیع الزمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے سرکا سلک زادون مرکب کو تازیانہ مارکر پھر سامنا کیا اور نیزہ او پر سینہ بدیع کے مارا بدیع الزمان نے نیزہ بدر کا چند طعن مین ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری بدیع نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور تلوار کمر زنجیر کا پکڑ کر زور کیا کہ قباش زین سے اٹھالیا دونون لشکرون مین ایک غوغا ہوا لاہوتک غول نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا تمام کفار تلوارین پکڑ پکڑ کر دوڑ پڑے یہ رنگ دیکھکر قاسم نے سب سے پہلے مرکب دوڑادیا اور آگر شریک جنگ ہوا بعد اسکے اور سرداران اسلام بھی آگئے تلوار چلنے مین شور تکبیر و بزن بلند ہوا تلوارون کی جھنکارین گردن کے تڑاقے میدان کارزار ہلائے دیتے تھے تیرون کی سنائین دلون کے پار ہوتی تھین اسی ہنگامہ گیرودار مین کمربند بدر کا ٹوٹا اور بدر زمین پر گرا کفار بیچ مین آگئے بدر کو نکال لے گئے مگر سرداران اسلام نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگادئے آخر خستگان نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے کفار اپنے خیمون مین داخل ہوئے صحبت عیش آراستہ ہوئی جام جہ تاب گردش مین آیا جسوقت نشہ خوب ہوا پھر بدر نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی وہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا غرضکہ چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بدر پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج داراب کشور کشا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوئے پہلے نگاور چلی داراب نے بدر کو گرد بر دکر دیا نیزہ چلا تیرہ بھی ہاتھ سے بدر کے نکالدیا تلوار شام تک چلی بدر پر بسبب خفتان مریخ سند کے کچھ اثر نہوا اور داراب کشور کشا زخمی ہوئے تیسرے دن پھر بدر میدان مین آیا لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم شاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین گئے اور بدر کو پست کیا نیزہ ہاتھ سے نکالدیا تلوار توڑ ڈالی مرکب بدر کا مارا گیا قاسم نے بدر کا تعاقب کیا اور بدر بھاگا کئی تلوارین ماریں کچھ اثر نہوا بدر کو عیار تلوار آکر دے گیا پس جا بابدر نے کہ مرکب قاسم کا پکڑون قاسم گھوڑے سے کود پڑے بدر نے تلوار ماری قاسم نے روکی قاسم نے تلوار ماری بدر نے روکی یون ہی اٹھتے بیٹھتے چلے جاتے تھے اتفاقاً پاؤن قاسم کا موشخانہ مین جا رہا اور یہ جھکے اوپر سے بدر نے تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر تا دو ابرو

آنر آئی داستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکل جا بدر نے کہ سر قاسم کا قلم کرون کہ بدیع الزمان دوڑ پڑے ہاتھ
مین دوسرا مرکب آگیا بدر گھوڑے پر بیٹھ کر بدیع سے مقابل ہوا بدیع الزمان نے کہا اُسدن تو میرے
ہاتھ سے بچ گیا تھا تو آج کیا حالت کرتا ہون بدر نے کہا آج زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار ماری بدیع الزمان
نے بھر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ بدر کا سپر پر بیٹھا تا دو ابرو اتر گیا
نورالدہر مرکب دوڑا کر چلے بدر نورالدہر کو دیکھکر میدان سے پلٹا اور کہہ گیا کہ کل تجھے بھی سمجھونگا اہل اسلام
زخمیون کو لیے ہوئے میدان سے پھرے معالجہ ہونے لگا لیکن کفار نے مشورہ کیا کہ چند سرداران اسلام باقی ہین
اب انھین مہلت نہ لینے دینا چاہیے اور پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز بعد صف آرائی پھر بدر بن زلازل
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام کی جانب دست راست سے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب کو پھیر کر سامنے تخت شاہی کے آئے اتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت
میدان کی چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے نورالدہر سلام کرکے بادگر مرکب پر بیٹھکر سامنے بدر کے
آئے چاہا کہ نگاور زن ہون بدر نے نگاور کو بچا کر نیزہ سینہ پر نورالدہر کے مارا نورالدہر نے ہاتھ سے
پکڑ کر نیزہ بدر کا توڑ ڈالا بدر نے تلوار ماری نورالدہر نے وار رد کیا خود تلوار ماری کچھ نو آئی ضربون کی
رد و بدل ہوئی ہوگی جب بدر نے دیکھا کہ کوئی قابو نورالدہر پر نہین چلتا تو تلوار مرکب پر ماری کہ گردن کٹ کر
نورالدہر کی قلم ہوئی شاہزادہ مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر بدر کو مع مرکب اٹھا لیا بدر جست کرکے
مرکب سے علیحدہ ہوا شاہزادے نے مرکب کو زمین پر مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے یہ حال
دیکھکر مجنون تیغ بند نے کہا کہ اب بدر گرفتار ہوجائیگا یہ کہہ فوج لیکر دوڑ پڑا اور آکر نورالدہر کو گھیر لیا
بس ادھر سے ایرج نے مرکب کو جولان کیا اور آکر شریک جنگ ہوا اور اُدھر لاہوتک مع فوج آپڑا
ادھر سے شاہ اسلام نے نرہ کیا جنگ ہونے لگی تلوارین جھنکارین بلند ہوئین دریا خون کے جاری
ہوگئے ایرج نے دھورین سعدان گرد گرز گران سنگ لیے ہوئے کشتون کے پشتے بناتے چلے جاتے ہین
اتفاقاً اسطرف سے میکلان آدمخوار بھی گرز پکڑے ہوئے لڑتا چلا آتا تھا کہ درمیان مین سامنا ہوا
میکلان نے گرز مارا الندھور نے گرز کو گرز پر روک کر وہ عمود نو زدہ صنفی مارا کہ بعد نظر کردہ ہونے کے
دوسو من ضرب گران کردی یہ معلوم ہوا کہ ساتون طبق آسمان کے پھٹ پڑے گرز سر مین اور سر سینہ مین
سینہ فیل مین فیل پیوند زمین ہوکر رہگیا قریب شام کفار طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے محفل عیش
آراستہ کی جام بادہ ناب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا تو اکوان چہاردست نے کہا کہ یا خداوند
بدر یہان کار ہائے نمایان کر رہا ہے مین جاکر قلعہ ذوالامان پر قبضہ کرتا ہون لاہوتک نے کہا کیا
مضائقہ ہے اکوان اسیوقت مع لشکر طرف ذوالامان کے روانہ ہوا یہ خبر سلمان شاہ فارسی کو ہوئی کہ
اکوان چہاردست واسطے قلعہ گیری کے آتا ہے سلمان شاہ نہایت متردد ہوئے اور ایک عیار کو واسطے
طلب مدد کے پاس شاہ اسلام کے روانہ کیا لیکن اکوان نے پہونچکر قلعہ کو گھیر لیا سلمان شاہ نے
پہلے قلعہ کا خوب انتظام کیا بعد اسکے آپ آمادہ مرگ ہو پہلے قضا ہوکر قلعہ سے باہر نکل آئے اور بارگاہ
برپا کی اکوان نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہ سلمان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفہائے قتال و جدال کے تیر دارون نے

نکل کر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے زمین پست وبلند کو ہموار کیا سقون
نے آب پاشی کی جسوقت میدان جنگ تیار ہوا نقیب صفوں سے نکلے اور پکارے اشعار

کرای پہلوانان پر زور آوران	ز شمشیر و خنجر ز گرز و سنان	زمین گوی میدان چین ور نام	کنند تا نہ کس ذکر بہرام و سام

نقیب نقابت کرکے نکل گئے تھے پہلوان جھوم رہے تھے دعوے دلوں کے دو لے ہو گئے تھے پیر دون
کو بھی مثل جوانوں کے جوش آرہا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے ہومان قوی بازو اپنا مرکب چھیڑ کر میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے سلمان شاہ فارسی نکلے ہومان نے کہا کہ لا حرب بہادری کا سلمان شاہ
نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہومان نے کہا معلوم ہوتا ہی قضا تیری دامنگیر ہی
مین تو چاہتا تھا کہ ہوس تیرے دل مین نہ باقی رہجائے یہ کہکر نیزہ سینہ پر سلمان شاہ کے مارا سلمان شاہ
نے نیزہ کو نیزہ پر روکا رد و بدل ہونے لگی دس طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ سلمان شاہ نے نیزہ ہاتھ
سے ہومان کے ہوائی کیا بس جہان نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور گرز اٹھا کر مارا سلمان شاہ نے گرز کو
گرز پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی مرکب تحت گردمین جیب گیا اسنے آواز دی کہ زدم وپست کردم
سلمان شاہ نے ہاتھ کلہ گرز پر ڈالکر جھٹکا مارا ہومان غافل تھا گرز ہاتھ سے نکل گیا اور سلمان شاہ
نے نعرہ کیا بس ہومان نے تلوار کھینچی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی
راست بازی یہ کہکر وار کیا سلمان شاہ نے وار اسکا تلوار سے رد کیا اور خود جواب مین اسکے تلوار ماری
ہر چند کہ ہومان نے سپر بلند کی مگر تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو دو کرتی ہوئی تا دو ابرو اتر ہی ہوگی کہ
سلمان شاہ نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ شمشیر اتر گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا بس یہ حال اپنے رسالدار کا
دیکھکر اکوان چاردست دوڑ پڑا اور پکارا کہ اے سلمان غضب کیا تو نے کہ مارا اتنے بڑے سردار کو
کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور چارون ہاتھون مین تلوارین کھینچی ہوئی تھین بس آتے ہی
سلمان شاہ پر وار کیا سلمان شاہ کہ مرد جہاندیدہ تھے دو تلوارین سپر پر کاٹھین ایک پست شمشیر
روکی ایک تلوار سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی سر سے
باہر آئی اکوان نے چاہا کہ سر سلمان کا کاٹ لون کہ گھوڑے نے زرا پھیرا اور سلمان شاہ کو لیکر بھاگا
شام ہو چکی تھی اکوان نے تعاقب نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا کل قلعہ بیلونگا لوگ
سلمان شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوے وہان بدر بن نظارل پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا آج شاہزادہ
عین الزمان پسر بدیع الزمان میدان مین آئے لیکن ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوئے بعد انکے نور الزمان نکلے
کہ بھائی انکے تھے وہ بھی زخمی ہوے پھر بدر نے مبارز طلب کیا اس مرتبہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری
پر آئے اور گرشاسپ زمان ایرج نوجوان نے پھر باگ کا لیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر مجرا کیا
اجازت میدان چاہی فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے ایرج متوجہ میدان قتال ہوا چاہا کہ تکاور مین یہ
کو گرد برد کرو دون بدر جانتا تھا کہ یہ بھی مثل نور الدہر کے زور بے امان رکھتا ہی تکاور خالی دی اور نیزہ
مارا ایرج نے چپکی سے انی پکڑ کر مروڑ ڈالی کہ خالی چھڑ بدر کے ہاتھ مین رہگئی بدر نے چھڑ ہاتھ سے پھینک
کر تلوار ماری ایرج نے تلوار بدر کی روکی اور اپنا وار کیا بدر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار ایرج کی سپر سے
کب رکتی ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود کو کاٹا مگر سر پر آکر رک گئی بسبب خفتان مریخ بند کے کچھ اثر نہوا

کئی ضربوں کی ردوبدل ہوئی ہوگی کہ ایک مقام پر گھوڑے سے ایرج کے سکندری کھائی بدر نے موقع پاکر تلوار ماری
کہ سر ایرج کا زخمی ہوا اور زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے باہر آئی ایرج نے رسی عالم زحمداری میں کمند ماری کہ
حلقے گلے میں بدر کے پڑا جھٹکا مارا بدر گھوڑے سے زمین پر آیا ایرج نے بدر کو باندھا اور میدان سے
پھرنے کا قصد کیا تھا کہ درد زخم سے بیہوش ہوگیا دیکھا لاہوتک نے کہ بدر گرفتار ہوگیا پس فوراً فوج کو
حکم دیا کہ ارے مارلو جانے نہ پائے تمام لشکر مثل سمندر کے موجیں مارتا ہوا چلا ادھر سے اہل اسلام چلے
کفار نے پشتارہ بدر کا قبضہ میں کیا شاپور نے پہونچکر ایرج کو اٹھایا دونوں لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار
چلنے لگی لیکن کفار طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے کفار اپنے پڑاؤ پر
پہونچے لیکن مہتر خوردک بن گردمرد پسر خواندہ عمرو بن امیہ نامدار واسطے خبر کے بارگاہ لاہوتک
کیجانب روانہ ہوا صحرا میں پہونچکر صورت اپنی الماس بن فیروزہ کی بنائی کہ جسے شاپور نے گرفتار
کیا تھا اور طرف لشکر کفار کے چلا اتفاقاً بلاشور واسطے خبر کے لشکر اسلام کی جانب آتا تھا یہ معرکہ دیکھکر
خوردک کے عقب میں روانہ ہوا خوردک پہلے پہونچا لاہوتک کو سلام کرکے فیروزہ سے گلے ملا
فیروزہ نے کہا کہ تو نے کیونکر رہائی پائی الماس نقلی نے جواب دیا کہ میں بکر مسلمان ہوکر بھاگ آیا اتنے
میں بلاشور پہونچا اور پاس خوردک کے آکر کمند ماری ساتوں حلقے گلے میں پیوست ہوگئے فیروزہ نے
کہا ہائے بلاشور یہ کیا کیا بلاشور نے کہا یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے بلکہ تمہارا باپ ہے ارے یہ خوردک بن گردمرد
ہے اور خوردک کو گرفتار کرکے گرم پانی سے منہ دھلایا تو ہیئت اصلی ظاہر ہوئی لاہوتک نے
کہا ان عیاروں نے خداوند کو بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہیں لہٰذا ابھی اسے قتل کرو بلاشور نے
یہ سنتے ہی تلوار ماری کہ سر خوردک کا جدا ہوگیا اور وہ مرد مومن شہید ہوا لیکن بعضے راوی بیان
کرتے ہیں کہ قتل نہیں کیا مگر قید سخت میں مبتلا کیا لیکن یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ خوردک شہید ہوا تمام
عیاران اسلام میں ماتم خوردک کا برپا ہوا سب سردار بھی واسطے خوردک کے روئے ایرج نے
کہا افسوس ہے کہ شاپور نہ تھا ورنہ یہ مجال نہ تھی بلاشور کی کہ خوردک کو قتل کرتا یہی ذکر تھا کہ آواز زنگولوں
کی آئی اور شاپور شیر دل مع تحفجات نقابداران سیاہ پوش و سفید پوش پہونچا ایرج خوش ہوا
اور شاپور کو گلے سے لگایا لیکن شاپور نے حال نقابداروں کے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ دونوں نقابدار
فرزندان صاحبقران سے ہیں اور نواسے ہیں حضرت شاہ کے یہ خبر سنکر سب شاد ہوئے تھے
کہ سامنے سے تومیان خیبری و نامیان خیبری و ابو الفتح اصفہانی و سمک یلطاقی وغیرہ پہونچے
اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ پھر لشکر کفار میں طبل بجا ہے شاہ نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ
نہیں ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی دلیران اسلام سامان جنگ میں مصروف ہوئے کہ زمانۂ شب برطرف ہوا اور
حجاب شب سے رخ سحر نمودار ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے سب سردار حاضر تھے مجرا گاہ پر
سے مجرا کرکے اپنے اپنے لشکر سمیت میدان میں آکر صف آرا ہوئے قلب لشکر میں تخت شاہی تھا
اسطرف سے لاہوتک غول ملعون مع لشکر آکر صف آرا ہوا نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے
کہ بدر بن لازل حبشی مرکب کو دوڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے

کوئی واسطے مقابلے کے نکلا نہین ہو کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد نمودار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ آندھی
اٹھی ہے سبکی نگاہین اسی طرف تھین کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش با یک لاکھ سیاہ پوش نمودار ہوا کہ گھوڑے بھی سب کے
مشکی تھے مگر نقابدار نے پہونچکر نعرہ کیا کہ او نامرد بدبد دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اگرچہ تیرے
پاس خفتان مریخ بند ہے تو میرے پاس بھی کلاہ تحفظ ہے بدر نے کہا دیکھون تو کیسی کلاہ ہے تیرے
پاس اور قریب پہونچکر تلوار نقابدار کے ماری نقابدار نے وار اسکا روکا اور خود تلوار ماری یہانتک
کہ تا شام جنگ رہی شام کو بدر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا سیاہ پوش بھی مع لشکر سب سے
علیحدہ اترا بدر نے اپنے لشکر مین پہونچکر پھر طبل جنگ بجوا دیا اور دوسرے روز میدان مین آیا آج پھر
شاہزادۂ عالم و عالمیان نورالدہر بن بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوا
بدر نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اس کا ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری شاہزادے نے گردۂ سپر پر روکی
اور اپنا وار کیا کئی ضربون کی رد و بدل ہوئی جو گھوڑے نے نورالدہر کے سکندری کھائی بدر نے
تیزدستی سے وار کیا کہ تلوار سر پہ بیٹھی جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی شاہزادے نے دشنہ مارا تلوار ڈھیلا کر
سر سے نکلی مگر چار دونون کی سر سے باہر آئی چاہتا تھا بدر کہ ایک وار مین کام نورالدہر کا تمام کردن کہ
نقابدار سیاہ پوش دوڑ پڑا اور شاہزادہ کو میدان سے پھیر کر خود شام تک بدر سے لڑا کہ اسکی
وجہ سے جنگ تمام رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے شاہ اسلام تعریف
نقابدار کی کرتے ہوے چلے آتے تھے کہ عجب کمالات سے لڑتا ہے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے
کہ دیکھا ایک عیار آیا اور سلام کرکے نامہ سلمان شاہ فارسی کا گذرانا مضمون جسکا یہ تھا کہ یہان
اکوان چاردست نے آکر آفت برپا کر رکھی ہے مین بھی زخمی ہون اگر کسی کو واسطے مدد کے نہ بھیجیے گا
تو قلعہ ہاتھ سے نکل جائیگا اور ناموس مفت برباد ہو جائے گی اسی وقت شاہ نے جام رکھوایا اور فرمایا
کہ کوئی بہادر واسطے مدد سلمان شاہ کے جائے یہ سنتا تھا کہ نظر کردۂ امیر عرب کرب دلاور
اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پی کر خلعت تلوار زیب کمر کرکے اور بارگاہ سے نکلکر ایک لاکھ سوار ہمراہ
لیکر طرف قلعہ ذوالامان کے روانہ ہوا یہ خبر لاہوتک غول کو ہوئی کہ کرب دلاور بمقابلہ
اکوان چاردست کے روانہ ہوا ہے لاہوتک نے کہا کہ کرب بلائے بے درمان ہے چنانچہ
بلاشور کو واسطے گرفتاری کرب کے پاس اکوان چاردست کے روانہ کیا وہان
اکوان چاردست نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو قلعہ پر یورش کیا اہل قلعہ نے گولے مارنا شروع
کیے اکوان کسبھی مانتا ہے گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے قلعہ پر سے گولے برس رہے ہین ہزارہا آدمی اکوان
کے مارے گئے مگر اکوان گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے ماتے کا متوالا
تیل کا کڑاہ پھینکا اکوان سب کو رد کرکے دروازہ قلعہ پر پہونچا اور چاہتا تھا کہ گرز سے پھاٹک
توڑ دے کہ اہل قلعہ نے بیتاب ہو کر رجوع بہ پروردگار کی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان
اے کارساز بے نیاز یہ ناموس صاحبقرانی برباد ہوتا ہے واسطے محمد و آل محمد کے ہم سب کو
شر سے ان ظالمون کے پناہ دے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و بالگرد و زمین پیچید
سبکی نگاہین مڑگئیں کہ کس کی کمک آئی اکوان بھی راہ دیکھنے لگا کہ کون آتا ہی یا لاہوتنگ نے کسی سردار
کو میری مدد کے واسطے بھیجا ہی یا اہل اسلام کی کمک آئی ہی کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمایان ہوا کہ پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب
یہ سب گذر گئے بعد اُسکے ماہی مراتب جلوس سواری گذرا بعد اُن سبکے گذر جانے کے کرب دلاور ایک لاکھ
سواران جنگی سے پہونچا اور دیکھا اکوان دروازہ قلعہ پر پہونچ چکا ہی بس کرب نے للکارا کہ او
اکوان خبردار کہان چلتا ہی مین آپہونچا اکوان کرب دلاور کو دیکھکر میدان سے پھر گیا
اور کہا کہ کل تجھسے سمجھونگا کرب دلاور مع لشکر اُترا بارگاہین بپا کین شام کو آواز طبل جنگی
کی کان مین آئی ابوالفتح نے کہ ساتھ کرب کے آیا ہی آکر خبر دی کہ لشکر اکوان مین طبل جنگ بجا ہے
کرب نے کہا کچھ پروا نہین ہی اور اپنے لشکر مین بھی کوس حربی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن
عتر بلاشور کہ واسطے مدد اکوان کے چل چکا تھا اُسوقت بارگاہ اکوان مین پہونچا اور کہا کہ مین کرب کو لاتا
یہ کہکر طرف صحرا کے گیا اور نقب لگانا شروع کی قریب صبح دہانہ نقب کا بارگاہ کرب دلاور مین توڑا اور
کرب کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر روانہ ہوا سامنے اکوان کے لاکر رکھدیا اکوان اسلحہ جنگ
آراستہ کر رہا تھا کہ بلاشور پہونچا اور کہا کہ اب کس سے لڑیگا کہ لیجیے اسے تو قتل کیجیے اکوان نے کہا اسے
ہوشیار کرو بلاشور نے کرب کو ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے کو بارگاہ اکوان مین پایا
سمجھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھین بند کرلین اکوان نے کہا ای کرب یہ خواب نہین ہے
مین بیداری ہی خداوند لاہوتنگ نے تجھے میرے پاس گرفتار کرکے بھیجدیا اب تجھے لازم ہی کہ
سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ وہ کیا کیدی ہی اور تو کیا مسخرہ ہی یہ سنکر اکوان کو غصہ آیا اور کہا کہ
ابھی میدان خونی تیار ہو مین اسے تیرباران کرونگا اُسی وقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی
وہان ابوالفتح جو صبح کو بارگاہ مین آیا کرب دلاور کو نہ پایا نقب لگی ہوئی دیکھی بس روتا پیٹتا خیمہ سے
باہر نکلا اور اہل لشکر کو اطلاع دی کہ کوئی کرب دلاور کو چرا لے گیا مگر یہ کام بلاشور کا معلوم
ہوتا ہی ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر ہرکارون نے بیان کیا کہ وہان
میدان خونی واسطے قتل کرب دلاور کے تیار ہوچکا ہی قریب ہی کہ کرب کو دار پر کھینچکر تیرباران کرین
یہ سننا تھا کہ تمام سرداران لشکر کرب دلاور مثل ثریاے زنگی وغیرہ کے حربہ ہاتھ سے پکار پکار کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ زندگی ہماری بعد کرب دلاور کے بیکار ہی ہم جانین دین گے مگر اپنے آقا کو
چھڑا لائین گے یہ کہکر طرف لشکر اکوان کے روانہ ہوئے وہان اکوان نے کرب دلاور کو دار پر کھینچ دیا تھا
چاہتا تھا کہ تیرباران کرون جو لشکر کرب کا پہونچا اور لشکر اکوان چہار دست پر گرا تلوار چلنے لگی
ثریاے زنگی نے گرز سنبھالا اُدھر کرب دلاور نے جو اپنے سردارون کے نعرون کی آواز سنی
قید کو پارہ پارہ کرڈالا ثریاے زنگی لوگون کو مارتا ہوا قریب دار کے پہونچا اور دار کو اکھیڑ لیا اور
گھوڑا واسطے کرب دلاور کے حاضر کیا کرب دلاور جلدی سے مرکب پر بیٹھا تلوار چلنے لگی شور گیرودار
بلند ہوا اکوان چہار دست کے ساتھ بھی تین لاکھ سواران جنگی ہین اور سرداران

نامی ہین کرب دلاور کے ہمراہ بھی چیدہ لشکر ایک لاکھ سوار کا ہو گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی کہ عین گرمی
جنگ مین ثریائے زنگی سے اور مغیلان فیل سوار سے سامنا ہوا مغیلان نے گرز مارا ثریا نے گرز اُس کا
روک کر جو گرز مارا تو کاسہ سر مغیلان کا چور ہو گیا اُدھر اکوان چاردست قریب کرب دلاور کے
پہونچا اور خبردار خبردار کہکر چار تلوارین برابر سے مارین کرب دلاور نے دو تلوارین تو سپر پر روکین
دو پشت شمشیر پر مگر تلوار سپر کو کاٹ کر کرب کے شانے پر اُتر آئی کہ شانہ کرب غازی کا زخمی
ہوا لوگ بیچ مین آ گئے اور اکوان چاردست کو کرب دلاور سے جدا کیا اکوان چاردست
نے دیکھا کہ ثریائے زنگی بڑے شد و مد سے لڑ رہا ہے جیسے ہی گرز مارا وہ نقش زمین ہو گیا بس لرز گیا
کہ او سیاہ رو کہان جلے گا میرے ہاتھ سے اور قریب پہونچ گیا چاہتا تھا کہ وار کرے ثریا نے گرز مارا
اکوان چاردست نے اپنے چارون گرزون پر وار ثریا کا روکا اور جواب مین چارون گرز مارے کہ ایک
ایک ضرب سات سات سو من کی تھی مرکب ثریا کا مارا گیا اور کولا اُتر گیا اور دوسری طرف کا
شانہ شکست ہوا لوگ ثریا کو بھی لیکر بھاگے اور بھی اکثر سردار کرب دلاور کے اکوان چاردست
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور کئی ایک مارے گئے قریب تھا کہ لشکر کرب دلاور کا شکست کھائے
کرب دلاور گرفتار ہو جائے سلیمان شاہ فارسی نے بھی واسطے مدد کے قلعہ سے نکلنے کا قصد کیا تھا
تاموس مین کہرام برپا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پایہ بزمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا
شگافتہ ہوا اور تتق گرد سے نقابدار گوہرپوش نمایان ہوا اور دو عیار واسطے خبر کے آگے آیا تھا
وہ بھی نقابپوش تھا ملیٹ کر گیا اور خبر جنگ کرب دلاور و اکوان چاردست کی بیان کی بس
نقابدار گوہرپوش مع فوج آ کر گرا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا پاؤن اہل اسلام کے جمے
دیکھا اکوان چاردست نے کہ نقابدار گوہرپوش نے آتے ہی آفت برپا کر دی دس دس آدمیون کو
اُچھال دیتا ہی اور چو رنگ ہوائی کاٹتا ہی بس مرکب اُڑا کر سامنے نقابدار گوہرپوش کے آیا اور کہا
او نقابدار مفلوک روزگار ارے تو کہان سے آیا ہی کہ تمام لشکر کو میرے تو نے پریشان کر رکھا ہی
دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر چار تلوارین برابر سے نقابدار پر مارین بس نقابدار نے دو تلوارین
تو اُسکی سپر پر روکین اور داہنے ہاتھ سے تہکلی ماری کہ دو تلوارین مع قبضہ کٹ کر گریں دونون ہاتھ
اکوان چاردست کے قلم ہوئے بس اکوان چاردست نے باگ مرکب کی پھیری اور راہ فرار بر
قرار اختیار کیا نقابدار نے عقب مین اکوان چاردست کے گھوڑا ڈالا راستے مین علمدار لشکر
اکوان چاردست نے نقابدار کو ٹوکا کہ نام اُس کا طویل زرین درفش تھا اور نیزہ نقابدار کو
مارا نقابدار نے نیزہ اُس کا چھین لیا اور علم کو قلم کیا بس علم کے سرنگون ہونے سے
تمام لشکر کفار کے قدم اُکھڑ گئے اور طویل زرین درفش کو مرکب پر سے اٹھا کر
اُچھال دیا اور آپ گھوڑا عقب مین اکوان چاردست کے ڈالکر روانہ ہوا لیکن
طویل زرین درفش کو اسقدر بلند اُچھالا تھا کہ گرتے گرتے اُس کا دم فنا ہو گیا
اب ذکر اس کا وقت پر آئے گا

اب چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

مرے یہ دل کے لیے تھے نہ تھے زبان کے لیے
اگر رسا تھا اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے
نہیں جو خانہ بدوشوں کو حاجت سامان
فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کے لیے
چلے ہین ابر کو مدت مین عنا اتفاق سے ہم
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے
بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے
جو پاس ہو محبت کہین بیان بکتا
تو بوسے ہین بھی اس سنگ آستان کے لیے
بلند ہوئے اگر میرا کوئی شعلۂ آہ
ہوا ہے ضعف سے کل کام دو جہان کے لیے

سو ہین دلین مرے سوزش نہان کے لیے
خلش ہے عشق کی ہر خار پیرہن تن زار
اٹھا تو چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے
نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے
شکست تو ہے ارمغان فغان کے لیے
اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ نہ پاس
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے
نہ لوح گور پہ مستون کی ہو نہ خود تعویذ
تو ہم بھی بیٹھے کسی اپنے مہربان کے لیے
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ تیر
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے
ہمیشہ اس ترے مجنون و ناتوان کے لیے
مثال نے ہے مراجب ملک کہ دم مین دم
ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے
وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
وحشت ہے ہمین آرام جاودان کے لیے
اسی کان مین کیا اس صنم نے پھونک دیا
جو ہو تو خشت خم ہے کوئی نشان کے لیے
حجر کے چومنے ہی پہ ہے حج کعبہ اگر
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف

شبیہ کشان پیکر معانی و مصوران تصویر مضمون قصہ خوانی یون لکھتے ہین کہ
بعد زخمی ہونے نور الدہر کے جب بدر جبل جنگ بڑھ کر میدان مین آیا قضا کے کار نقابدار سیاہ پوش بعد روانہ
ہو جانے کرب دلاور کے بیمار ہو گیا اور بدر نے مبارز طلب کیا اوسوقت کوئی لشکر اسلام مین نہ تھا کہ واسطے
مقابلہ بدر کے نکلے کیونکہ گردش فلکی سے کل سردار ہاتھ سے اس اجل رسیدہ کے زخمی ہو چکے تھے
علمشاہ و عمرو بن حمزہ یونانی بیمار تھے کہ بخار مین انھین ہوش نہ تھا بدر لوہے مار رہا ہے اور پڑا بندہ ہے
اوسوقت ابو سہمان جزیرہ نشین شاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے بدر کے آیا کئی وار لیے رد و بدل
رہی آخر کار تیغ قضا سے وہ مرد مومن شہید ہوا اب کوئی سردار واسطے مقابلے کے باقی نہین
شاہ اسلام نے اوسوقت تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رہوار طلب کیا اور فرمایا کہ مین خود اس
ملعون سے مقابلہ کرون گا ہوا خواہ قدمون سے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ اگر اقبال شاہ ہے تو کوئی نہ
کوئی اسے شکست دیگا جہان پناہ ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین ایک ہنگامہ برپا ہے کوئی مصروف دعا ہے
کوئی رو رہا ہے تباہی اہل اسلام پر کہ یکایک فلک پر سے آواز نقارہ کی آئی سب متوجہ اسطرف
ہوے دیکھا کہ نقابدار سبز پوش اور جسے زرین پوش بھی کہتے ہین صندلی آصف بن برخیا پر
متمکن تھے سر پہ باز سفید سایہ فگن علم اژدہا پیکر کھلا ہوا نقارہ سکندری سے آواز یا صاحبقران
بلند تھی دیو صندلی نقابدار کی اٹھائے ہوے عقب مین نقابدار کے پانچ ہزار دیو و پری اور
چار ہزار نقابداران سبز پوش کہ مرکبون پر سوار تھے اور دیو ہر مرکب قدم بڑھائے ہوے آکر بالاے
زمین اترے دیو پری علیحدہ ہوے نقابدارون نے صف باندھی اور سردار نقابداران مرکب
چمکا کر سامنے بدر کے آیا اور نعرہ کیا کہ او ملعون بڑے بڑے ظلم تو نے برپا کر رکھے ہین کہان جائیگا
آج بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تو کیسی سزائے معقول دیتا ہون کہ تو بھی عمر بھر یاد کرے بدر نے کہا
کہ تجکو بھی قضا گھیر کر لائی ہے یہ کہکر تلوار ماری نقابدار نے تلوار بدر کی

سر پر روکی اور گھوڑے کو ایڑی کہ وہ شیہہ کرکے گرگدن بدر پر آ پڑا دونون پاؤن اگلے زین گرگدن پر مارے
نقابدار نے شاخ گرگدن بدر کی پکڑ کر مروڑی کہ گرگدن مع بدر غلطان اور بیجان زمین پر آ رہے
پس فوراً نقابدار جست کرکے سینہ پر بدر کے آیا اور خفتان مرغ بند چیر کر پھینک دی اور ایک ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ جسم سے بدر کے اکھڑ گیا بعد اسکے دوسرا ہاتھ اکھیڑ کے پھینک دیا پھر گردن توڑ کر پھینکدی پھر
ایک پیر پھر دوسرا پیر کہ اسی اثنا مین گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ ان دا اعدا مین وہ گرد قریب پہونچکر
شق ہوئی اور اکوان چہاردست اس شکل سے کہ دو ہاتھ اسکے کٹے ہوئے خون بہتا ہوا دو ہاتھون
مین تلوارین کھینچے ہوئے گھوڑا بھگائے چلا آتا ہے ساتھ ہی اسکے دوسری گرد اڑی اور عقب مین
نقابدار گوہر پوش پہونچا اکوان چہاردست بھاگ کر طرف لشکر لاہوتک کے چلا تھا کہ اس اثنا
مین نقابدار گوہر پوش قریب اکوان کے پہونچ گیا اکوان نے پلٹ کر دونون تلوارین ماریں
نقابدار نے ایک تلوار سپر پر روکی جب تلوار کسیقدر سپر مین در آئی بلٹک دی کہ تلوار ٹوٹ گئی دوسری تلوار
کو تیغ سے قلم کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر پر مارا کہ اکوان کے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے بس یہ حالت
دیکھکر دونون لشکرون سے ایک عزیو اٹھا نقابدار سبز پوش یہ جرأت گوہر پوش کی دیکھکر متحیر ہوا لشکر
کفار کے جی چھوٹ گئے ادھر تو اکوان سا سردار مارا گیا ادھر بدر سا پہلوان نقابدار زرین پوش کے
ہاتھ سے مارا گیا بس قدم نہ جم سکے طبل امان بجوا کر میدان سے پھرے اور شب کے وقت لاہوتک غول
مع حمائل شاہ و ملک مرواق والماس و مجنون تیغ بند وغیرہ بھاگ کر طرف کوہ مارگیر کے
روانہ ہوئے ادھر بعد مارے جانے بدر و اکوان کے اہل اسلام نہایت خوش ہوئے ہر ایک جرأت پر
نقابدارون کی آفرین کر رہا تھا ادھر نقابدارون نے میدان سے پھر کر سب سے جدا خیمے برپا کیے لیکن
نقابدار زرین پوش نے مرہم سلیمانی واسطے فرزندان امیر کے بھیجا عیار نقابدار روانہ
ہوا وہان وہ ملعون یعنے لاہوتک غول بھاگ کر جو کوہ مارگیر پہ مقیم ہوا اور بلاشور واسطے
جاسوسی کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا پہلے لشکر نقابدار زرین پوش مین پہونچا دیکھا کہ
دکانین کھلی ہوئی ہین چوبڑ کا بازار لگا ہوا ہے ہر سمت کٹورا کھنک رہا ہے لیکن جتنے اہل لشکر ہین
ان سب کے منہ پر نقابین پڑی ہوئی ہین غرضکہ بلاشور سیر کنان بصورت مبدل داخل بارگاہ
آسمان جاہ نقابدار ہوا دیکھا کہ نقابدار صندلی آصف بن برخیا پر بیٹھا ہوا ہے اور دو جوان
گوہر پوش و یاقوت پوش دونون پہلوؤن مین جلوہ گر ہین گو کہ نقابین منہ پر پڑی ہوئی
ہین لیکن ضو چہرہ کی مثل شمع فانوس کے باہر آ رہی ہے بلاشور محو دید تھا کہ اسی وقت
نقابدار نے دبیر سے حکم کیا کہ ایک نامہ شاہ اسلام کے نام اور دوسرا پروانہ سرداران امیر کے
نام لکھو مضمون جسکا یہ ہو کہ تمام شرائط مین نے پورے کیے اب مین امیر کے مقام پر
بیٹھون گا جسے کوئی حجت باقی ہو وہ ختم کرے دبیر نے اسی وقت دونون نامہ تیار کرکے دیے نقابدار نے
عیار کو طلب کیا جس وقت وہ سامنے آیا دیکھا بلاشور نے کہ عیار بلائے بد آفت روزگار معلوم ہوتا
ہے کہ صورت اسکی دیکھکر بند بند لرز گیا دل نے کہا کہ اے بلاشور اگر تو ہاتھ سے اس عیار کے جانبر ہوا تو عالم
مین تجھے کوئی قتل نہین کر سکتا اور ایسا رعب طاری ہوا کہ اسیوقت بارگاہ سے نکل کر طرف لشکر

اسلام کے روانہ ہوا اُدھر عیار نقابدار نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا لیکن وہان دربار آراستہ ہی تخت پر
حارث بن سعد بیٹھے ہین داہنی جانب مجمع سرداران دست راست کا بائین جانب انبوہ دلاوران دست
چپ کا ہر ایک پہلوان مثل پیل وہان اپنے دنگل شوکت پر بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی لیکن ایرج و نورالدہر مین
جانشینی صاحبقران کی نسبت جھگڑا ہی اور ذکر جرات نقابداران کا ہو رہا ہی کہ یکایک چوبدار نے آکر
بعد دعا و ثنا و شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ عیار نقابدار نامہ لیکر آیا ہی حکم ہوا کہ آنے دو بلا شور
بھی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا ہی کہ اتنے مین عیار نقابدار آیا اور نامہ پیش کیا شاہ نے نامہ پڑھ
دیا اُسمین بعد آداب و القاب کے تحریر تھا کہ ظل اللہ خود اور تمام سرداران نامی و گرامی واقف ہین کہ
امیر اپنی جانشینی کے بارے مین کیا شرطین فرما گئے تھے لہذا مین نے اُن شرائط کو پورا کیا اب مجھے جلد
امیر پر بیٹھنا زیبا ہی سُنیے کہ نقارہ سکندری میرے نام پر آواز دیتا ہی طلسم آصف کو توڑ کر صندلی امیر
کی مین لایا جسکے ایرج و نورالدہر گواہ ہین پس اگر اطاعت میری سب سرداران نامی کو منظور ہو تو
تو بارگاہ سلیمانی لیکر میرے استقبال کو آئین یہ سنکر سب تو چپ ہو رہے لیکن ایرج و نورالدہر نے جواب
اُسکا کہلا بھیجا کہ جو ہمین بمردی سر میدان زیر کرے ہم اطاعت اُسکی کرینگے اور دیگر سرداران نامی و شاہ
نے بھی مہر اس امر پر کی کہ امیر کشورگیر فرما چکے ہین کہ جو ایرج و نورالدہر کو زیر کرے وہ صاحبقران ہی
چنانچہ عیار کو خلعت عنایت ہوا وہ نامہ لیکر خدمت مین نقابدار کی آیا اور پیش کیا نقابدار پڑھکر
بہت ہنسا لیکن ایرج نے اُسیوقت اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا وہان لشکر نقابدار مین بھی طبل بجا
ادھر تو طبل سکندری سے آواز یا صاحبقران بلند ہوئی اُدھر نقارہ سنگین کہ جو خاص طبل ہی نقابدار کا
وہ بجا جتنے نقارے لشکر اسلام کے تھے سب پھٹ گئے یہ رنگ دیکھکر دلیرون نے کہا کہ شگون برا ہی مگر
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبحکو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوے اُدھر نقابدار
زرین پوش بیچ مین گوہر پوش داہنی طرف یاقوت پوش بائین جانب نقابداران سیہ پوش اور
سفید پوش پشت پر میدان مین آکر پہونچے سر پر نقابدار زرین پوش کے علم اژدہا پیکر کھلا ہوا فرس
زیران بگھدریان کرتا ہوا اس شان و شوکت سے میدان مین آکر قائم ہوا اس طرف تخت شاہ اسلام کا بیچ
مین داہنی جانب اول لندھور بن سعدان گرد فیل میمونہ پر سوار بعد انکے نورالدہر اسپ خوش انجام
پر جلوہ گر بعد اسکے اور سرداران دست راست مثل بدیع الزمان و توریج و طہماس وغیرہ کے بائین
سمت اول شاہزادہ علمشاہ رومی کہ ابھی اچھی طرح بیماری سے افاقہ نہین ہوا ہی مگر پوتے کی جنگ
دیکھنے آئے اور دل مین کہہ رہے ہین کہ یہ چھوکرا نقابدار کا کچھ نہ کر سکے گا مفت مین زیر ہوکر ذلیل بھی ہوگا اور
دنگل صاحبقرانی کا مالک یہ نقابدار ہو جائے گا اور افسوس ہی کہ والد بزرگوار کو ہماری کچھ قدر نہوئی ان
لڑکے بالون پر اتنا بھروسا تھا کہ رکن صاحبقرانی قرار دیکر خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے دیکھیے کیا
ہوتا ہی کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر لئے ایرج علمشاہ کو
سلام کرتا ہوا سامنے تخت شاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
نگہبان ہی ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر کوہ بن اشقر کو دوڑا کر میدان مین آیا اور سراپا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو گیا تو گھوڑے کو

روک کر نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ ای نقابدار اگر تمکو دعوے جانشینی صاحبقران کا ہی تو آؤ
میرے مقابلہ کو پیوستہ تھا کہ نقابدار نے مرکب صف سے نکالا تمام علم لشکر نقابدار کے جلوہ گری پر
آئے باجے بجنے لگے نقارہ پر چوب پڑی ادھر سے ایرج نے بارادہ نگاوری مرکب کو دوڑایا ادھر سے
نقابدار چلا بیچ مین پہونچکر سپر سے سپر لڑی مقابلے منھ سینے سے سینہ مل گیا سپرون سے
پھول جھڑ پڑے تڑاتڑ آنے کی صدا بلند ہوئی سات قدم مرکب ایرج کا اور پانچ قدم گھوڑا نقابدار کا
پسپا ہوا دیکھنے والون نے گھٹ بڑھ دیکھی علمشاہ نے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے ادھر ایرج
و نقابدار مین گفتگو ہو رہی ہی نیزے دونون کے ہاتھ مین کھنچے ہوے ہین نقابدار کا یہ بیان
ہی کہ پہلے تم وار کرو ایرج کا یہ قول کہ مین پیشدستی نکرون گا آخر کار ایرج نے جھلا کر نیزہ سینہ نقابدار
پر مارا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین نیزون سے چنگاریان
آگ کی جھڑ رہی ہین ایسے بڑے دو پہلوان زبردست لڑ رہے ہین دیکھنے والون کو حظ اٹھ رہا ہے
بیا تنگ کر سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی ٹوٹ گئین بس
لپک کر ایرج نے اراب پر سے اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جا کہ وہ پندرہ سو من کا تھا اٹھایا
اور چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب نقابدار کے پہونچکر خبردار خبردار کہکر دو دستی ضرب لگائی نقابدار نے
اپنا گرز بلند کیا پس گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ دشت قتال لرز گیا ایک
شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا مرکب نقابدار کا چیخ اٹھا نقابدار کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا
ایرج نے آواز دی کہ زدم و بست کردم اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ ایرج نے کام نقابدار کا تمام
کیا لیکن عیار نقابدار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر گھسا دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہی
نقابدار بیہوش کھڑا ہی مگر ہاتھ مثل ستون فولادی کے بلند کیے ہی ایسین سرمو فرق نہین واقع ہی
پس عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا اور آواز دی کہ ای شہریار عالی وقار آپ کھڑے کیا کر رہے ہین
ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی اسے مزا دیجیے یہ سنکر نقابدار ہوش مین آیا گھوڑے کو
ایستادہ کیا کہ وہ طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا نقابدار نے ایرج کی تعریف کی اور کہا کہ واقع مین امیر نے جو
تمہین رکن صاحبقرانی قرار دیا بیجا نہین ہی لیکن اس ضرب کو رد کو یہ کہکر اپنا گرز سیزدہ صد منی اٹھاکر
سر پر چرخ دیکر مارا ایرج نے اپنا گرز بلند کیا اب جو گرز نقابدار کا سر گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ ساتون فلک
پھٹ پڑے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب ایرج کا غرق زمین ہو گیا اور
کمر مرکب کی ٹوٹی لیکن کہتے ہین کہ یہ مرکب کرہ بن اشقر تھا کیونکہ ایرج نے قبل سے اندازہ ضرب نقابدار کا
کر لیا تھا غرضکہ ایرج تتق گرد مین چھپ گیا اور چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا بیہوش ہو گیا ہر ایک نے
یہ جانا کہ کام ایرج کا تمام ہوا نقابدار اپنے دل مین شرمندہ ہوا کہ ناحق مین نے پوری ضرب لگائی اگر
کام ایرج کا تمام ہو گیا ہوگا تو بڑی ہی بدنامی کا باعث ہی مین علمشاہ کو کیا منھ دکھاؤن گا لیکن
شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا اور چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا ایرج بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو
و سر مو سے پسینہ جاری ہی آنکھین بند لیکن دونون ہاتھ بلند ہین شاپور نے پکارا کچھ جواب نہ آیا جب
دوا کی زمین کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف زبان درازی کرتا ہی تو ایرج چونکا مرکب کو اشارہ کیا دیکھا

تو مرکب مرکب لگی ہو چکا ہو بس تلوار میان سے کھینچکر طرف مرکب نقابدار کے چلا کہ مین اسے بھی مار ڈالونگا
نقابدار یہ ارادہ دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا اور ایرج کیطرف بڑھا بس سپر و تلوار کو ہاتھ سے پھینک کر
ایرج نقابدار سے لپٹ پڑا نقابدار بھی ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی نقابدار کی فوج سے دسون
نقابدار جو سردار معلوم ہوتے تھے قریب آئے کشتی کا تماشا دیکھنے لگے یہان یہ حالت ہو کہ نہ تو کہین
نقابدار ایرج سے دبتا ہو اور نہ ایرج نقابدار سے پست ہوتا ہو جبڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہو یہ معلوم
ہوتا ہو کہ دو برقین کوند رہی ہین اسی عالم مین شام ہو گئی دونون لشکرون سے روشنی آئی سردارون
کی راوٹیان استادہ ہوئین سب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین نور الدہر بھی ایرج کے زور سے مقابلہ مین
نقابدار کے اپنے زور کا اندازہ کر رہے ہین مگر دل مین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ خدا اخیر کرے
جس ہاہمی سے یہ مقابلہ کو گیا ہو زیر ہو جائے تاکہ یہ دعوی اور شیخیان اسکی باطل ہو جائین پھر مین تو
زیر ہی کرونگا اس تکبر نے انھین بھی خراب کیا وہان دن و رات کشتی رہی اسی طرح سات شب و روز
کشتی رہی اب یہ عالم ہر ایک کا ہو کہ نیند کے مارے آنکھین جدا بند ہوئی جاتی ہین بھوک کے مارے
برا حال ہو لیکن جان کشتی مین لڑی ہوئی تھی کہ دیکھین کسکی فتح ہوتی ہو اور کسکی شکست کہ اتنے مین
عیار نقابدار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار استقدر دیر لگا رکھی ہو اسی زور پر جانشینی صاحبقران کا
دعوی کرکے آئے تھے بس یہ کہنا تھا کہ یہ معلوم ہوا جیسے شیر بپھر گیا ادھر شاپور نے ایرج کو
طعنہ دیا بس ایرج نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور کڑکڑا کر زور کیا کہ نقابدار کو چالیس قدم دوڑا لے گیا
جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا آشنا بزمین ہوا ایکبار کمر زنجیر کمر بند زور کرکے چاہتا تھا کہ بلند کرون نقابدار
اسطرح لنگر مار کر کمر تک غرق زمین ہو گیا پھر ایرج نے ہرچند زور کیا کچھ نہو سکا
نقابدار نے کہا کہ اب میری باری ہو لیکن ایرج نے ایسا جان توڑ کر زور کیا تھا کہ اب حالت
زور کرنے کی ایرج مین بھی باقی نہین ہو بس نقابدار نے کمر بند ایرج کا پکڑا اور زور کرکے
ساٹھ قدم دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے ایرج کے آشنا بزمین ہو گئے بس اب جو زور
کیا نقابدار نے تو کمر تک اٹھا لایا دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین مثل صاحبقران کے
سر سے بلند کیا زمین پر چھوڑ دیا کہ جاؤ ایرج مارے صدمہ اور غیرت کے بیہوش ہو گیا شاپور
شیر دل ایرج کو اٹھا کر خیمے مین لے آیا تمام اہل اسلام متردد متفکر پھرے کہ ایک کی تو امید تھی
اب دیکھیے نور الدہر سے اور نقابدار سے کیسی گذرتی ہو لیکن نور الدہر نے اپنے نام طبل جنگ
نجوایا وہان ایرج جب ہوشیار ہوا سامنے شاپور کو پایا بس خنجر کھینچ کے گلے پر رکھ لیا
کہ اب زندگی بیکار ہے سر میدان نقابدار نے مجھے زیر کیا شاپور نے ہاتھ پکڑ لیا کہ ای
شہریار فضلنا بعضکم علی بعض نقابدار بھی مجھے کوئی غیر نہین معلوم ہوتا ایک صاحبقرانی نہین نہ سہی بعد
انکے تو آپ کا جواب دینے والا دوسرا نہین ہو مگر ایرج ایک نہین مانتا کہ اتنے مین نقابدار خود داخل
خیمہ ایرج ہوا اور یہ حال دیکھکر ہاتھ سے ایرج کے بزبردستی تلوار چھین لی اور ایرج کو اپنے ہمراہ
لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا اور نقاب منہ پر ایرج کے بھی ڈالدی اور گلے سے لگایا اور کہا کہ مین
کوئی غیر نہین ہون کل پرسون تک یہ حال تیر کھلجائے گا ایرج چپ ہو رہا کہ ابھی دیکھو تو کہ

نورالدہر سے کیسی گذرتی ہے لیکن نورالدہر نے اپنے نام پر تین دن گذرے مگر طبل جنگ نہیں بجوایا
تیسرے روز نقابدار خود طرف لشکر اسلام کے متوجہ ہوا کہ ایرج بھی نقابدار بنا ہوا ہمراہ تھا اور
نقابداران نامی مثل گوہر پوش و یاقوت پوش و سیاہ پوش و سفید پوش کے جو تھے
خبر سرداران اسلام کو ہوئی استقبال کرکے نقابدار کو بارگاہ میں لائے نقابدار صندلی اپنے
ہمراہ لایا تھا اسپر صدر بارگاہ میں بیٹھا جو جگہ مقابل میں ڈنگل امیر کے خالی تھی کوئی بسبب رعب
نقابدار کے مانع نہ ہوا لیکن نقابدار نے نورالدہر کی طرف دیکھکر کہا تمہیں اگر آزمایش اپنی مجھسے
کرنا تھی تو طبل جنگ کیوں نہ بجوایا نورالدہر نے کہا آپ ہمارے خاندان کا قاعدہ کیا نہیں
جانتے کہ ہم پیشدستی حرب میں کرتے ہیں نہ طبل جنگ بجواتے ہیں نقابدار نے کہا یہ قاعدہ
اُسے زیبا ہے جو صاحبقران ہو تم امیر سے زیر ہو چکے ہو اور میں زیر نہیں ہوا یہی میرا تمہارا فرق ظاہر
ہے نہیں تو صاحبقران ضرور ہی ہوں اگر تمکو کچھ دعوے ہے اور مقابلہ کرنا ہے مجھسے تو طبل جنگی بجوا کر
میدان میں آؤ یہ سنکر نورالدہر مجبور ہوے اور کہا کہ بہتر کل میرے آپ کے مقابلہ ہو جائیگا نقابدار نے
چہار طرف دیکھا سرداروں کو سرنگون پایا مگر شاہزادہ بہتی زمان رستم دوران کشندہ تربیل ہندی
و دودیل ہندی شاہزادہ علمشاہ رومی تیوریوں پر بل ڈالے ہوے پشت دست کاٹ
رہے تھے نقابدار بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا یہاں نورالدہر نے نقارہ بجوایا اُدھر
نقارۂ سکندری و طبل سہگین پر چوب پڑی تمام نقارے پیٹ گئے تیاری جنگ دونوں طرف ہونے
لگی آج لشکر امیر کشور گیر میں عجب طرح کی نحوست ہے کہ گرد نورالدہر کے کرب و اسد و طہماس بیٹھے ہیں
ایک یہ کہرہا ہے کہ اگر ارشاد ہو تو ہم مقابلے کو نکلیں بعد ہمارے آپ کو اختیار ہے نورالدہر نے جواب دیا
کہ اس سے کیا حاصل کیا میں نقابدار سے ڈرتا ہوں یا مجکو بھی کوئی امیرج تصور کیا ہے کہ زیر
ہو جاؤنگا دیکھنا تو کیسے کلے مہرے اس نقابدار کے توڑتا ہوں یہ تو بہتر ہوا کہ ایرج گرفتار ہوا اب
کبھی مجھسے آنکھ نہ ملائیگا اور مقابلے پر نہ آئیگا سب کہرہے ہیں کہ آپ جان و روح صاحبقران
ہیں یکایک مشرق سے دیو سفید صبح ہاتھ میں عمود زرین آفتاب لیے ہوئے بر آمد ہوا اور زنگی شب
خوف سے جاکر پردۂ مغرب میں نہان ہوا فوج انجم کے قدم اٹھ گئے شاہ خاور تخت حکومت روز پر
جلوہ افروز ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر بر آمد ہوے اسب سردار حاضر تھے مجرا کیا اور ہمراہ ہوے
نورالدہر عجب عظمت و شان سے میدان کارزار میں آئے میں کہ داہنی جانب بدیع الزمان و کرب دلاور
بائیں سمت اسد و طہماس بن عنقو بل دیو بہادر نورالدہر تمام اسلحہ تن پر آراستہ کیے
ہوئے خود مثل کلس آفتاب کے چمک رہا ہے اور چہرہ تابان کی چھوٹ پڑتی ہوئی سرداران
دست راست بازو پکڑ پکڑ دعائیں دم کررہے ہیں اسیطرف نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار
میدان میں قائم ہوا ایرج بھی تماشا جنگ دیکھنے لگا نقابدار سرخ پوش بنا ہوا ہمراہ ہے کہ
یکایک نورالدہر نے مرکب جھکایا اور سامنے تخت شاہی کے آکر گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیکر
اجازت میدان چاہی نزدیک بلایا اور دعا حافظ حقیقی نگہبان ہے نورالدہر سلام کرکے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر
چلا علمشاہ نے دل میں کہا آج انکا بھی فیصلہ ہے ادھر تو نورالدہر نے میدان میں پہونچکر تا دیر سلح غوری

کی جب خوب پسینہ مین غرق ہوگیا تو مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای نقابدار باوقار
بسم اللہ بس دیکھا کہ لشکر نقابدار کا علم جلوہ گری پر آیا اور نقابدار نے یورا باگ کا لیا میدان مین آکر
تگاور چلی کہ سمون سے پھول جھڑ پڑے گھوڑا نورالدہر کا بہ نسبت نقابدار کے پیاسا زیادہ ہوا اب
نورالدہر نے کہا کہ پیشقدمی مین نے کی ہی پیشدستی آپ کیجے نقابدار نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ مین
مہاجرفران ہوکر پیشدستی کرون نورالدہر نے کہا تو پھر میرے آپ کے جنگ نہوگی نقابدار نے کہا
ابھی نہوگی تو اسوقت ہوگی جب مین جا کے امیر پر بیٹھون گا آخر کو مجبور ہوکر نورالدہر نے نیزہ مارا
نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین برقین کوندنے لگین یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین
بنا ئین بیکار ہوگئین نیزون کو ہاتھون سے پھینک پھینک کر گرز ابلون پر سے اٹھائے نورالدہر نے
کہا کہ گرز کا وار تو کیجیے گا نقابدار نے کہا روکنے کے بعد نورالدہر نے عمود دیا نزدہ صد منی کو چرخ
دیکر سرپر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے وار نورالدہر کا اپنے گرز پر روکا وہ آواز ہوئی کہ گھوڑے
بھڑک اٹھے شعلہ فلک کو نکل گیا گھوڑا نقابدار کا غرق زمین ہوا تمام حالتین ویسی ہی طاری ہوئین
کہ جو ضرب ایرج سے طاری ہوئی تھین لیکن نقابدار نے جو گرز دے کلکر گرز مارا تو یہ معلوم ہوا کہ
دنیا نورالدہر کی آنکھون مین سیاہ ہوگئی معلوم ہوا کہ قیامت آگئی تمام افلاک پھٹ پڑی مرکب کا
قائم ہوا کلہ گرز شق ہوگیا نورالدہر کو ہوش نہ رہا ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہوا شبرنگ
جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو جھلایا نورالدہر کو ہوشیار کیا نورالدہر نے دوسرا مرکب طلب
کیا اور نقابدار سے کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی یہ جنگ
میرے آپکے ضرور ہوگی ایرج نے خلاف عقل کیا کہ ایک لڑائی چھوڑ دی نقابدار نے کہا بسم اللہ
اور دل مین کہا کہ دیکھیے آپکی عقل کیا کرتی ہی اتنے مین عیار مرکب نو لایا نورالدہر نے سوار ہوکر تلوار
کھینچی ادھر نقابدار نے تیغ کھینچی وار چلنے لگے رد و بدل ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے غبار اسقدر بلند
ہوا کہ نقابدار و نورالدہر دونون چھپ گئے فقط تلوارون کی چمک تو نظر آتی ہی اور کچھ دکھائی نہین
دیتا یا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کان مین چلی آتی ہی لیکن وہان شام تک تلوار چلی اور کوئی
زخمی ہوا تلوارین آریان ہوگئین آخر کار تیغون کو پھینک کر دونون دست و گریبان ہوئے دور ہونے
لگے مرکب لنگرون کی تاب کب لا سکتے تھے بیٹھ بیٹھ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے دونون مرکبون سے جدا
ہوئے شام تو ہو ہی چکی تھی دونون طرف سے روشنی آئی آج لشکر اسلام کی جانین لڑی ہوئی ہین
کہ بس اسی جنگ پر فیصلہ ہی دیکھیے کون غالب ہوتا ہی علے الخصوص بدیع الزمان بیٹے کے لیے دعائین
مانگ رہے ہین اسد و طہماس پاس کھڑے ہوئے کشتی کی سیر دیکھ رہے ہین شاہزادہ علمشاہ رومی
بھی ڈٹے ہوئے ہین تمام سرداران امیر نقابدار کے سامنے کھڑے سیر دیکھ رہے ہین کشتی کا جھڑا کا بندھا
ہوا ہی کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا کبھی نقابدار نورالدہر کو پکڑ لاتا ہی اور نورالدہر تڑپ کر نکلجاتا ہی
کبھی نورالدہر نقابدار کو پکڑ لاتا ہی نقابدار مثل برق کے کوند کر نکلجاتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو شیر ببر گتھے
ہوئے ہین اسی عالم مین سات شب و روز کا زمانہ گذرا اب علمشاہ نے دیکھا کہ زور مین نورالدہر ابھی پر رہا ہی دل مین
کہا کہ ای علمشاہ جسوقت یہ ردکا زیر ہوا تو شرط نقابدار کی پوری ہوجائیگی کوئی حجت باقی نہ رہیگی کہ شاہ نے بھی

مہر کردی ہی افسوس ہی کہ انقلاب زمانہ سے ہمین کسی نے کچھ نہ سمجھا کہ ہمیر بنا ہے صاحبقرانی رکھی ہوئی کہ جو
علمشاہ کو زیر کرے وہ صاحبقران ہی حالانکہ ہم امیر کے زمانہ سے صاحبقران اوسط کہلاتے ہین بس
بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلو ورنہ نقابدار نورالدہر کو زیر کر کے ڈنگل صاحبقرانی پر بیٹھیگا مین اسکے زیر دست
بیٹھون یہ مجھسے نہ ہوگا یہ سوچ کر خیمے مین اپنے چلے گئے بیٹھکر گریہ وزاری کرنے لگے وہان صاف تین روز کوئی
دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ نقابدار نے لنگر نورالدہر کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور بیٹھا ہوا چلا
گیا اور کہا کہ اب تو کوئی حجت باقی نہین رہی کل مع اسباب صاحبقرانی سب میرے استقبال کو آئین ادہر
شبرنگ نورالدہر کو خیمے مین لایا نورالدہر بیہوش ہو گیا تھا جسوقت ہوش آیا دل سے کہا کہ
ای نورالدہر خاک ہی اس زندگی پر کہ تم اس نقابدار سے زیر ہوگئے بس جان دیدینا بہتر ہے خنجر
کھینچکر گلے پر رکھا تھا کہ شبرنگ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور پہلے تو ایرج نوجوان زیر ہو
گیا فقط آپ ہی زیر ہوے کہ غیرت مین جان پر کھیلنے کا ارادہ کرتے ہین یہ سنکر نورالدہر چپ ہو رہا لیکن
دربار شاہی مین نہین گیا سو رہا وہان علمشاہ اسباب سفر درست کرتے تھے کہ ملالگرد فرنگی و
نہنگ بچہ دریائی وغیرہ سب سردار علمشاہ کے آئے اور عرض کیا کہ حضور نقابدار نے نورالدہر
کو زیر کر لیا علمشاہ نے کہا بھی ہم تو پہلے ہی سے یہ سمجھکر ٹل آئے تھے اور تو بھی ہمارا کہا سنا معاف
کرو خدا حافظ یہ سنکر نہنگ قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین فدا ہون آپ پر سے
آخر یہ تو فرمایئے کہ کہان کا عزم ہی کہ ایسی حسرت آمیز باتین آپ ارشاد فرماتے ہین علمشاہ نے کہا
ای وفادار دوست تو ہی انصاف کر یہ مجھسے کب ہو سکتا ہی کہ مین نقابدار کو ڈنگل صاحبقرانی پر
بیٹھے دیکھون اور مین اس سے زیر دست بیٹھون یا بے وجہ لڑون اس سے بہتر یہی ہی کہ لشکر مین
نہ رہون سرداران نے عرض کیا کہ پہر ہم بھی حضور کے ہمراہ رکاب ہین علمشاہ نے کہا کہ مجھے اب
فقیری کرنا مد نظر ہی شان و شوکت میری امیر کشورگیر کے ساتھ چلی گئی تم سب لشکر ہی مین رہو
رفاقت مین قاسم و ایرج کی اگر خدا لائے گا تو مین بھی آؤن گا یہ سنکر سب سردار رونے لگے جب
مجبور رہے اور علمشاہ نے کسی طرح نہ مانا تو سردارون نے دامن علمشاہ کا چھوڑ دیا اور نالان گریان
اپنے اپنے مقام پر چلے گئے وقت شب علمشاہ خیمے سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ ہوے اب دیکھیے تقدیر
انکو کہان لیجاتی ہی بیان ہی صبح جو ہوئی تو شاہ اسلام مع جملہ سرداران باکرام اسباب صاحبقرانی لیکر
پاس نقابدار کے چلے گئے لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ ایرج و نورالدہر نے جسوقت نامہ کے
جواب مین نقابدار کو یہ کلمہ لکھا تھا کہ ہمین جو زیر کرے ہم اسکے مطیع ہین تو نقابدار دس نقابدار ان کو
ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا اور صندلی اپنی امیر کی جگہ بچھوا دی اور کہا اب مین اس صندلی پر بیٹھا
ہون جن صاحب کو آزمایش اپنی کرنا ہو وہ کر لین یہ سنکر ایرج و نورالدہر دونون برادر
ڈنگلون پر سے کودے ایرج نے کہا پہلے مین زور کرون گا نورالدہر نے کہا نہین پہلے مین زور آزمائی
کرتا ہون نقابدار نے کہا آپ دونون صاحب آیئے ان دونون کو غصہ مین اسوقت یہ بھی
خیال نہین رہا کہ ایک سے دو شخص کو زور کرنا چاہیے خلاف آئین شجاعت و مردانگی ہی بس برابر مین
نقابدار کی ہاتھ ڈالکر ادہر سے ایرج اور ادہر سے نورالدہر نے زور کیا اسقدر کہ منہ دونون کے

سُرخ ہوگئے لیکن لنگر نقابدار کا نہ اُکھڑا بس نقابدار نے داہنا ہاتھ کمر میں نورالدہر کے اور بایاں ہاتھ کمر میں ایرج کے ڈالکر زور جو کیا تو دونوں کو اسطرح اُٹھا لیا جس طرح پر کاول بدیع وقاسم کو اُٹھا لیا یہ رنگ دیکھکر تمام دلیران اسلام دنگ ہوکر رہگئے نقابدار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا اور اب امیر کی جگہ پر بیٹھا

اب یہاں سے چند کلمہ داستان حق بیان آنا عمرو کا بعد نو برس کے خانہ کعبہ سے اور خبر دینا صاحبقرانی حمزہ ثانی کی

غزل

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید	کز انفاس خوشش بوئے کسے می آید	یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا	ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا	کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا	ترے تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا	غم اگرچہ جان گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا	کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے	مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایکبار ہوتا
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا	اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا	یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب	تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اے یاران گلشن معانی و تازہ کن باغ خوش بیانی نخل تمنا سے یوں گل مدعا کو شگفتہ فرماتے ہیں کہ جب نقابدار عالی وقار نورالدہر و ایرج کو زیر کرکے صندلی پر اپنی آ بیٹھا کہ جو مقام امیر کشورگیر کے بیٹھنے کی ہوتی تھی ان دونوں نے قصد اپنی ہلاکی کا کیا تھا بلا شور بصورت مبدل یہاں موجود تھا اتنے میں آواز نکولوں کی بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ دربارگاہ سے عمرو بن امیہ نامدار نمودار ہوئے اور سلام علیک کی سب نے جواب سلام دیا اور نہایت خوش ہوئے مزاج پرسی کی اور خیر و عافیت صاحبقران عالی تبار کی دریافت کی چنانچہ عمرو آکر کرسی پر بیٹھے اور کہا کہ اے یاران حق میں آگاہ ہو کہ اب زمانہ اسلام کی پختگی کا آیا ظہور اشرف کائنات بہترین مخلوقات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور امیر کشورگیر نے تمھارے واسطے نسیم بن عباس کو علم محمدی دیکر روانہ کیا ہے یہ سنکر تمام دلیران اسلام مع نقابدار واسطے تعظیم کے اُٹھے اور بارگاہ کے باہر آئے کہ سامنے سے علم مثل خورشید جہانتاب درخشان و تابان نمایان ہوا کہ نگاہیں سب کی خیرگی کرنے لگیں جسوقت نسیم بن عباس قریب پہونچے اور نظر نسیم کی نقابدار پر پڑی فوراً تسلیم بجالاکر سر قدموں کیجانب جھکایا اور کہا کہ اے جوان نامدار آپ ہی حمزہ ثانی ہیں نقابدار نے کہا کیونکر تمنے مجھے پہچانا نسیم نے کہا کہ امیر عالی مقام سے میں نے سنا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دے چکے ہیں کہ اسلام کو حمزہ ثانی کے زور بازو سے قوت پہونچے گی اور ایسے کارہائے نمایاں اُس سے ظہور میں آئینگے کہ جو آجتک کسی سے نہوئے ہونگے غرضکہ سب نے پھریرا علم کا چوما اور نسیم نے نامہ امیر کا دیا وہ پڑھا گیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ میرے تمام سرداران ذی وقار و فرزندان نامدار کو بعد سلام سنت الاسلام کے معلوم ہو کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد و شفقت پناہ دین مبین باعث تخلیق آسمان و زمین شفیع روز جزا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے قابل میری جانشینی کے حمزہ ثانی ہے پس تم سبکو لازم ہے کہ ہاتھ دامن اطاعت سے اسکی نہ اٹھانا اور قدم جادۂ صواب سے باہر نہ لانا اور بغیر لاہوتک غول کے قتل کیے قرار نہ لینا کہ اگر یہ ملعون زندہ بچگیا تو تمام عالم مین کفر پھیل جائیگا تمھارے واسطے یہ علم نصر من اللہ و فتح قریب بھیجتے ہین اسے حمزہ ثانی کے سر پر کھولنا اور انھین آقا و مولا اپنا تصور کرنا اور اتفاق کر کے کفر و ضلالت مثل حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹانا فقط والسلام جسوقت بہادران اسلام فرمان امیر عالیمقام سے آگاہ ہوے سب نے نقابدار سے پوچھا کہ آپ ہی ہین حمزہ ثانی اسوقت نقابدار نے نقاب اپنے رخ انور سے ہٹائی پس یہ معلوم ہوا کہ ابر سے مہر تابان نکل آیا دیکھا سبنے کہ بعینہ حمزہ صاحبقران کا شباب ہے کوئی فرق نہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر پھر سے جوان ہوگئے ہین سب نے بار دگر سلام کیا کہ آپ کہان رہے اور کیونکر پرورش ہوے اور آپکی مادر مہربان کا کیا نام ہے یہ سنکر نقابدار نے بیان کیا کہ والدۂ ماجدہ میری ملکہ گوہر تاجدار دختر نوشیروان ہین جب امیر نے عجم کو مسخر کیا تھا اور بدیع الزمان کی شادی کی تو دو لڑکے میری والدہ کے یہان پیدا ہوے بعد چند روز بقضا سے الٰہی مرگئے مادر میری ان لڑکون کے غم مین مدت تک سیاہ پوش رہین شے کہ مقام جالندریہ مین مین پیدا ہوا لیکن ہاتھ پاؤن میرے چسپیدہ تھے یہ حال دیکھکر مادر میری نہایت گریان ہوئین جب امیر جالندریہ پہنچ گئے تو ایک اژدہا آکر گہوارہ سے مجکو لے گیا وہ ایک ساحرہ تھی کہ بصورت اژدر بنی ہوئی تھی میری والدہ میرے فراق مین اسقدر روئین کہ نابینا ہوگئین اور ایک روایت مین ہے کہ برادر دیو سمندون ہزار دست مجکو مع میری مادر گرامی کے لیگیا تھا اور ہم مدت تک اُس دیو لعین کی قید مین رہے کہ ایک رات کو خواب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت عالم رویا مین دی اور بحکم قادر سمیع و بصیر میری والدہ کی آنکھین آنحضرت نے روشن کردین اور مجکو نظر کردہ فرمایا جب عمر میری سات برس کی ہوئی تو امیرزادہ شہپال نبیرہ آصف کا بدیع الجمال نام مجھے قاف مین لے گیا جب دس برس کا سن میرا ہوا تو مین نے برادر سمندون ہزار دست کو مارا دختر بدیع الجمال خورشید پریزاد جانتی ہین کہ جو کام مین نے کیے ہین از انجملہ سب کامون سے بڑھکر ایک کام یہ ہے کہ جب دیو خرچال ستارہ گردن و سمان شیر پیشانی نے قلعہ گلستان ارم پر یورش کیا اور ستر ہزار دیو بیکر سنگسار دیو نے آکر گھیر لیا اور آسمان پری شکست کھا کر شہر زرین مین چلی گئین دیو دن نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور کھانا پانی ملکہ آسمان پری کا بند کردیا ملکہ آسمان پری کو میرا حال معلوم ہوگیا تھا انھون نے ایک پریزاد کو میرے بلانے کیلیے بھیجا مین اُسوقت پہونچا قریب تھا کہ دیو شہر کو خراب و برباد کرین دیودن نے تخت میرا سامنے آسمان پری کے اُتارا ملکہ آسمان پری نے مجھے کہا کہ اے فرزند یہ وقت دوستی کا ہے مین نے کہا کہ جو فرمایئے غرضکہ اسی اثنا مین خرچال آیا اور وار شمشاد کا وار مجپر کیا مین نے جست کی وہ غائب ہوگیا مین حیران تھا کہ آسمان پری نے کہا وہ پھر آیا مین نے جو پھر کر دیکھا تو نعرہ کر کے مثل برق کے آسمان سے اُترا اور وار شمشاد کا وار پھر مجپر کیا مین نے خدا کو یاد کر کے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا گرد و غبار بلند ہوا دیو سمجھا کہ استخوان اس آدمزاد کے ریزہ ریزہ ہوگئے نعرہ کیا کہ اے آسمان پری مدت سے دیو تلاشی گوشت انسان کے تھے

لیکن ہڈیاں اس آدمی کی خاک مین مل گئین آپ سے تلاش کرو اس گرد و غبار مین کچھ معلوم ہوتا تھا لیکن
دیو کی ضرب سے پانوُن میرے زمین مین دھنس گئے تھے مین نے دور کر کے اُنکو اُبھارا اور نہیب دیگر
مین دیو کی طرف چلا کر خبردار او فرمساق مین حریف تیرا زندہ موجود ہون یہ کہکر مین نے تیغ بیدریغ کا
ایسا وار کیا کہ اُسکے دو پرکالے ہوگئے بعد ازان سیلان شیر پیشانی کے قریب پہونچا اُس نے بھی
وار شمشاد کا وار کیا مین نے خالی دی وار زمین پر پڑی وہ جھکا مین نے ہاتھ بڑھاکر شاخ اُسکی
پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر کی زنجیر پکڑکر زمین پر دے مارا اور دھڑ سے سر اُس کا کھینچ کر دیوُن کے
لشکر مین پھینکدیا دیو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے ہر چند کہ جو جو کارنمایان مین نے کیے ہین
اگر بہ تشریح بیان کیے جائین تو ایک دفتر طویل ہوجائے لیکن یہ امر بہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ ایسے
کام سوائے امیر عالیمقام کے کسی نے نہ کیے ہونگے اور مین کفر کردہ جناب رسالت پناہ ہون اور
باطل السحر ہون زبان جن و پری کی خوب سمجھتا ہون دلاوردن نے ہاتھ حمزہ ثانی کے چومے
اور عید نقابدار پسر عمرو تھا عمرو ثانی نام عمرو نے کہا کہ جو کوئی میری جگہ کا طالب ہو وہ
بلاشور کو قتل کرے

نقاب کھولنا حمزہ ثانی کا بدیع الملک کی اور کہنا کہ یہ فرزند ہے نورالدہر کا

حمزہ ثانی نے اس گفتگو مین نورالدہر و ایرج کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک مژدہ تمھارے اور
ایرج کے لیے لایا ہون نورالدہر نے کہا وہ کیا حمزہ ثانی نے کہا کہ اے نورالدہر قسم ہے رب کعبہ کی کہ فرزند
تمھارا تمسے بہتر پیدا ہوا ہے اور یہ کہکر نقاب گوہر پوش کے چہرے سے اُٹھادی اور کہا کہ یہ تمھارا
فرزند ہے بدیع الملک اسکا نام ہے لیکن نقابدار سرخ پوش و برواتے نیلم پوش نے اپنے
دل مین تصور کیا کہ کوئی کارنمایان مجھسے وقوع مین نہین آیا ہے کہ بارگاہ شیران روزگار مین اپنے تئین
ظاہر کرون پس رقعہ لکھکر اپنی کرسی پر ڈالدیا اسوجہ سے کہ اُس نے اپنے دل مین یہ خیال کیا تھا کہ
بدیع الملک جو ظاہر ہوا اسکو کچھ غیرت نہین ہے پس یہ تصور کرکے اُس نے راہ صحرا کی اختیار کی اور بے اطلاع
حمزہ ثانی کے اُٹھکر چلا گیا لیکن نورالدہر مردانہ پوش کی طرف دوڑے تمام بارگاہ اُسکے
شعشعہ جمال سے منور تھی جس شخص نے دیکھا غش کھا کر گر پڑا نورالدہر قریب آکر بیہوش ہوے
اور بدیع بھی بغلگیر ہوکر بیہوش ہوگئے گلاب اور کیوڑا سب کے منھ پر چھڑکا گیا جب کسیقدر افاقہ
ہوا حمزہ ثانی بواسطہ قدمبوسی بادشاہ سعد کے بدیع الملک کو ہمراہ لائے بادشاہ نے خلعت و
نعمت عطا کیا اور بدیع الملک کو دیکھکر بہت خوش ہوے خلعت گرانبہا مرحمت فرمایا بادشاہ
سعد خلد اللہ ملکہ ذوالامان مین منتظر ہین عمرو بن حمزہ و قاسم وغیرہ نے بھی بدیع الملک کو گلے
لگایا اور بہت پیار کیا اور سب سردار بدیع الملک کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوے اسی
ہنگامہ مین نقابدار سرخ پوش جانب صحرا نکل گئے تھے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ ایرج نہایت
اُداس ہین اور بحسرت کہتے ہین کہ حق تعالے نے مجکو محروم رکھا حمزہ ثانی نے یہ حال دیکھکر
فرمایا کہ اے ایرج اپنے فرزند کو بھی دیکھو ایرج نے جب صندلی سرخ پوش کی طرف دیکھا بیچارہ
نے رقعہ ہاتھ مین دیدیا کیونکہ وہ تو رقعہ لکھکر ڈال گئے تھے اور آپ صحرا کی جانب چلے گئے

تھے ایرج مضمون رقعہ سے آشنا ہوئے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ واللہ رستم ثانی تمھارا فرزند ہے اور
وہ میرا شاگرد ہے اُس نے سات برس کے سن میں میری کمان کھینچی اور عجب شکل زیبا اور گوہر شجاعت
بے بہا ہے جو کام اُس نے کیے ہیں رستم سے نہوں گے چونکہ خیالات اُسکے مزاج میں ہیں اس سبب سے چلا
گیا انشاء اللہ عنقریب جاہ و حشم پیدا کرکے ملیگا ایرج یہ کلمات سنکر اور بھی مغموم ہوئے اور کمال
رنج انکو ہوا اور نقابدار جو انکے ہمراہ تھے ایک ان میں سے غضنفر بن اسد ہے لوگوں نے پوچھا کہ تم
کیونکر ہمراہ بدیع الملک کے ہوئے غضنفر نے کہا کہ میں صحرا میں گیا اور میں نے قصد کیا کہ
شاہزادہ کے زور و قوت کی آزمایش کروں واللہ تین روز تک زور آزمائی رہی تیسرے دن شاہزادہ
نے مجکو زیر کیا اور میں نے شبخون بہمن باختری پر مارا تھا اسوجہ سے کہ میں اُسکو اپنے سے طاقتور
جانتا تھا شہزادہ نے جاکر اُسکو بھی زیر کیا اسوجہ سے میں نے ہمراہی شہزادہ کی اختیار کی اور دیگر
نقابدار قارن قمر بین اور گہراسے اختر شناس و محبت شاہ تھے اور بہمن باختری بھی
ہمراہ تھا چنانچہ یہ خبر قلعہ ذوالامان میں بھی پہونچی محلات بادشاہ و امیر کے لاہوتک کے
خوف سے کبھی زرتالیہ اور چندے قلعہ ذوالامان میں رہتے تھے لیکن محلات شاہی نے
بدیع الملک کو طلب نہیں کیا اسوجہ سے کہ اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ جب حمزہ ثانی اپنی والدہ
کی ملاقات کے لیے آئینگے اسوقت اُنکے ہمراہ بدیع الملک کو طلب کرنا مناسب ہوگا القصہ
حمزہ ثانی نے بدیع الملک سے فرمایا کہ اپنی بارگاہ یہاں اُٹھوالاؤ اور آکر یہیں میرے پاس
مقیم ہو بدیع الملک نے کہا کہ بہتر ہے کل حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے لشکر میں چلے گئے اور مجلس عیش و نشاط
آراستہ کی عمرو نے بھی اپنے فرزند کو گلے سے لگایا اور وہی شرط بیان کی کہ جو بلاشور کو قتل کرے وہ
میری جگہ کا مستحق ہے بعد ازان حمزہ ثانی نے دیوون اور بدلیون کو رخصت کیا اور اپنی بارگاہ
میں آئے دوسرے روز مع اسباب صاحبقرانی کے سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے یہ خبر
سنکر سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار مع عمرو بن حمزہ کے استقبال کے
لیے آئے اور خود بادشاہ نے بازار چارطاق بلقیس تک استقبال کیا اور نہایت اعزاز و اکرام سے
لاکر بارگاہ میں بٹھایا امیر ثانی و تخت صاحبقران عالیشان پر آکر بیٹھے اور بدیع الملک سے
کہا کہ جس وقت رستم ثانی آئینگے اُسوقت جگہ تمھاری سر حلقہ دست راستیوں میں ہوگی اور
رستم کی جگہ سر حلقہ دست چپیوں میں ہوگی بعد ازان حمزہ ثانی نے علمشاہ کی طرف مخاطب ہوکر
فرمایا کہ بھائی صاحب قبلہ و کعبہ ایک حاجت آپ سے رکھتا ہوں علمشاہ نے عرض کیا کہ آپ
ایسا نفرمایئے اسوجہ سے کہ آپ بجاے امیر کے ہیں اور نظر کردہ جناب رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کچھ ارشاد ہو میں بسر و چشم بجالانے کے لیے حاضر ہوں امیر ثانی نے کہا
کہ ناموس کو زرتالیہ و ذوالامان سے لے آیئے کہ ہر ایک کی قدمبوسی سے مشرف ہوں اور
غضنفر کو قمر چہر کے لانے کے لیے بھیجا اور امیر ثانی نے فرمایا کہ بعد ملاقات ناموس امیر کے
لشکر کشی کرونگا اور جب تک کہ اس لاہوتک عوج لعین کو قتل نکرلونگا ایک لحظہ اور ایک
ساعت قرار نہ ہوگا

داستان بیٹھنا حمزہ ثانی کا بارگاہ سلیمانی مین اور نکل جانا رستم ثانی کا بیان ہوتا ہے

جب رستم ثانی نے اپنے دل مین کہا کیا کام کردن جو برابری پہلوانان حمزہ ثانی کی ہو اس سے
بہتر ہو کہ یہان سے چلا جاؤن اور کوئی کام نمایان کرکے آؤن یہ خیال کرکے اور رقعہ اپنے والد
بزرگوار یعنی ایرج نامدار کے لیے لکھکر ایک ملازم کے ہاتھ ایرج کے پاس بھیجدیا اور آپ مرکب پہ
سوار ہو کر نکل گیا جب ایرج نے وہ رقعہ پڑھا چاہا کہ مین اسکے تعاقب مین جاؤن حمزہ ثانی نے
منع کیا غرضکہ بارگاہ سلیمانی جو طلسم آصف بن برخیا سے لائے تھے برپا ہوئی حمزہ ثانی صندلی
امیر پہ بیٹھے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا کہ عمرو ثانی اس مقام پر نہین تھا کہ عمرو کی جگہ پر بیٹھتا باعث
اسکا یہ تھا کہ وہ کہہ گیا تھا کہ پہلے بلاشور کو مارون تب عمرو کی جگہ پر بیٹھنے کا قصد کرونگا غرضکہ
یہان بارگاہ مین بزم آراستہ ہوئی مگر عمرو نے کہا کہ جب تک لاہونک نہ مارا جاے عیش و عشرت حرام ہے
چنانچہ دوسرے روز عمرو ثانی دربارگاہ پر آیا بلاشور نے یہ خبر لاہونک کو پہونچائی وہ برہم ہوا
شترسوار و سفید پوش و سیاہ پوش چلے گئے تھے سب عیارون نے فکر کی کہ جگہ عمرو کی شاپور کو
ملے یہ خبر چالاک نے عمرو ثانی کو پہونچائی عمرو ثانی نے یہ سنکر دل مین خیال کیا کہ ایسا کام نمایان کرنا
چاہیے کہ ان سب عیارون کو بھی معلوم ہو پس ایسا کچھ تصور کرکے یہ روانہ ہوا اور لاہونک نے فرار ہو کر سر
کوہ کو اپنا ملجا و ماوا قرار دیا تھا عمرو ثانی اسکے قریب پہونچا وہان بلاشور کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ
عیار چاہتے ہین کہ جگہ عمرو کی لین اور سب نے ملکر میرے قتل پر کمر باندھی ہے بلاشور نے کہا کہ ان دزدیون
کو ایسی گوشمالی دونگا کہ وہ بھی یاد کرین یہ کہکر اس نے فیروز اور دیگر عیارون کو ہمراہ لیا اور دس
ہزار آدمیونکی جمعیت سے بلاشور قریب کوہ کے پہونچا بعد اسکے پہلوانون سے کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ کوہ پر چلو اور
چارون طرف پہاڑ کے بیٹھو مگر خاموش بیٹھے رہنا اور سپاہیون کو نیچے بٹھایا پہاڑ مین ایک شگاف اور
اسطرف بڑا میدان تھا اور زمین سے پہاڑ چار گز اونچا تھا ادھر اسپ و شتر کفار کے چرا کرتے تھے
اور ایک پہاڑ تھا سر بفلک کشیدہ وہان لشکر لاہونک کا اترا ہوا تھا یہ فکر کرکے بلاشور لاہونک کے
پاس آیا اور کہا سب عیاران اسلام متفق ہو کے گرفتار کرنے کو آئے ہین لاہونک گھبرایا اور کہنے لگا
کیا ہوگا بلاشور نے کہا مین نے پہاڑ پر اپنا بندوبست کر لیا ہے یہ کہکر بلاشور فیروز کے پاس
آیا اس نے پوچھا کہ ای بلاشور کیا فکر کی آپنے کہا کہ مین نے تمام درہ کوہ مین سپاہیون کو پوشیدہ
کر دیا ہے اور سر راہ کمندین خس پوش کر دی ہین اور دو ہزار عیار کمین گاہ مین قائم کر دیے ہین یہ سب
انتظام مین نے مستحکم کر دیا ہے القصہ عیاران اسلام تین حصہ ہوے چالاک اپنے عیارون کے ہمراہ
ایک طرف کو چلا اور شاپور اپنے عیارون کو لیے ایک جانب روانہ ہوا عمرو ثانی اپنے عیارون
سمیت ایک سمت کو چلے ہر چند راہ تلاش کی مگر نپائی جب پہاڑ کی پشت پر گئے تو راہ معلوم
ہوئی چالاک مع عیارون کے پہاڑ پر چڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ گرفتار ہوگیا جانسوز بن قران
فکر مین تھا کہ جا کر عمرو ثانی کو خبر کرون کہ شاپور اور عمرو ثانی آئے آپسمین سلام علیک ہوئی
شاپور نے کہا عیار اسی راہ سے گئے ہین عمرو ثانی نے نعرہ کیا کہ خبردار اس طرف نجانا کہ بلاشور
کمین گاہ مین بیٹھا ہے مگر شبرنگ نے بھی بلندی کوہ سے کہا کہ آؤ یہان بلاشور ہے

عمرو ثانی اور شاپور چاہتے تھے کہ پہاڑ پر جائین کہ بارہ ہزار زرہ پوشون نے آکر گھیر لیا شاپور اور
شبرنگ اور فیروز سے جنگ ہونے لگی لاہوتک کو یہ خبر پہونچی اُس نے مجنون تیغ بند کو مع دو ہزار
آدمخوارون کے جو باقی رہے تھے اُنکی کمک کے لیے بھیجا اُنھون نے آکر ہجوم کیا اور سب عیارون کو
محاصرہ کر کے پکڑ لیا عمرو ثانی اور شاپور و شبرنگ تو لڑ بھڑ کر زخمی ہوکر نکل گئے مگر باقی عیارون کو
بلاشور گرفتار کیے ہوے لاہوتک کے پاس لایا اُس مردود نے حکم قتل کا دیا زیور شاہ نے کہا
کہ ابھی انکو قتل کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ یہ چند عیار بھاگ کے پہاڑ پر آئے ہین اور خدا پرست
درہ کوہ کے درمیان مین ہین اگر انکو قتل کیا تو وہ پہاڑ پر چڑھ آئینگے اور ہم سب کو قتل کر ڈالینگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ جب تک عمرو ثانی و شاپور و شبرنگ گرفتار نہولین انکو قید مین رکھو اور قتل کرنا
انکا ابھی مصلحت وقت نہین باقی حال اسکا آیندہ مذکور ہوگا

داستان جانا رستم ثانی کا کوہ سرمد کی طرف

جب رستم ثانی نے لشکر سے نکلکر راہ صحرا کی لی اور جنگل و بیابان کو طی کرتے ہوے چلے جاتے تھے
کہ چند روز کے بعد ایک قافلہ انکو دکھائی دیا آگے بڑھکر جب اُنھون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ
سوداگرون کا قافلہ ہی اور خواجہ محبوب سردار قافلہ کا نام ہی اُسنے نہایت عزت کے ساتھ شہزادہ کو
اپنے پاس رکھا دعوت کی اور انکا حسن و جمال دیکھکر بلاگردان ہوا چنانچہ دس روز بعد ایک شہر مین
پہونچے رستم ثانی نے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہی خواجہ محبوب بازرگان نے بیان کیا کہ اس شہر کا
نام کوہ سرمد ہی اور یہان کے بادشاہ کو سرمد شاہ کہتے ہین اور ایک دفتر مین ہی کہ نام اس شہر کا صنوبر
کوہ اور وہان کے حاکم کا نام رضوان شاہ تھا بہر صورت رستم ثانی اور خواجہ محبوب داخل شہر ہوے
اور کاروانسرا مین آکر قیام کیا اس عرصہ مین میر کاروانسرا آیا اُس سے گفتگو ہونے لگی میر کاروانسرا
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کو آج کل ایک صدمہ عظیم لاحق حال ہی پوچھا کہ سبب اُسکا کیا ہی اُسنے بیان کیا
کہ یہان سے فاصلہ پر ایک شہر ہی کہ نام اُسکا افلاکیہ ہی اور حاکم وہان کا افلاک شاہ نام ہی ہمارے
بادشاہ کی دختر پر وہ عاشق ہوا اور اُسکی خواستگاری کی ہمارے بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی بقضا
الٰہی فوت ہوگئی افلاک شاہ نے خیال کیا کہ بادشاہ حیلہ و بہانہ کرتا ہی چنانچہ افلاک شاہ کا ایک
سپہ سالار تھا کہ نام اُسکا مفتون دیوانہ بہادر نہایت قہرمان دلاور ہی لشکر ہمراہ لیکر سات لاکھ سپاہ کی
جمعیت سے اپنے ملک سے روانہ ہوا سرمد شاہ نے جب سنا کہ افلاک شاہ مع فوج و لشکر کے واسطے
لینے دختر کے آتا ہی اُس نے اپنے یہان سے ایک امیر کو ہمراہ چند تحف و ہدایہ کے اُسکے پاس روانہ کیا جب
ایلچی دربار افلاک شاہ مین پہونچا اور تحف و ہدایہ پیش کیے وہ اور بھی برہم ہوا اور ایلچی کے ناک اور
کان کٹوا کر اُسکی گردنون مین ڈال کے دربار سے نکلوا دیا رستم ثانی نے جب یہ ماجرا امیر کاروانسرا سے
سنا لیے باہر نکلا دیکھا کہ تمام شہر مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہی اور کچھ لوگون کو دیکھا کہ ناک و کان اُسکے کٹے
ہوے اُنکے گردنون مین پڑے ہین اور روتے پیٹتے چلے آتے ہین تمام مردمان شہر رستم کا
حسن و جمال اور رعب و صولت دیکھکر حیران تھے اور اُسکے گرد حلقہ باندھے ہوے چلے آتے
تھے اتنے مین دیکھا کہ سرمد شاہ بھی واسطے بند و بست قلعہ کے چلا جاتا ہی اور کہتا ہے کہ

دروازہ شہر کا بند کر دو سرمد شاہ نے رات مین رستم کو دیکھا خواجہ محبوب نے بڑھکر بادشاہ کو نذر دی
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ جوان تیرے ہمراہ کون ہے خواجہ محبوب نے کہا میرا بھائی ہے اتنے مین رستم نے
بڑھکر بادشاہ سے کہا کہ اے شاہ دروازہ شہر پناہ کا کھلوا دیجیے اور فوج و لشکر لیکر میرے ہمراہ چلیے مین
افلاک شاہ کو سزائے مقتول دونگا سرمد شاہ یہ کلمہ سنکے نہایت ہنسا اور کہا کہ اے سوداگر زادے
تمھارے کہنے سے مین دروازہ شہر کا کھلوا دون اور تمام شہر کو قتل کروا ڈالون اگر دعوی شجاعت ہے
تو در شہر پناہ سے باہر نکلکر کچھ کام کرو یہ کلام سرمد شاہ کا رستم کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور وہ
تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا ہرچند سب نے منع کیا مگر رستم نے نہ مانا سرمد شاہ نے حکم دیا کہ جب
رستم باہر چلا جائے تو دروازہ قلعہ کا مستحکم کر لین القصہ رستم باہر شہر کے آیا اور صحرا کی طرف
چلا گیا سب لوگون نے جانا کہ وہ جوان بھاگ گیا آپسمین کہنے لگے کہ اچھا ہوا کہ وہ جوان چلا گیا
ورنہ مفت مین قتل ہو جاتا مگر رستم کی جوانی و حسن و جمال پر خیال کرکے تمام مردمان
شہر و سپاہ و خواجہ محبوب نہایت روتے تھے اور افسوس کرتے تھے دوسرے روز لشکر
افلاک شاہ مین طبل بجا اور افلاک شاہ نے مع اپنے سپہ سالار قہرمان دیوانہ کے
قلعہ پر حملہ کیا قریب خندق کے پہونچ گئے تھے کہ دور سے ایک گرد نمایان ہوئی ہوا سے جب دامن گرد
شگافتہ ہوا رستم ثانی دل گرد سے پیدا ہوا اور اس نے ایکنعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ کوہ و دشت
مین تزلزل پڑ گیا اور قہرمان دیوانہ سے مقابلہ کیا قہرمان نے جھپٹ کر تلوار شہزادے کے ماری
شہزادہ نے ضرب اسکا رد کرکے ایک ہی ضرب مین قہرمان کو دو پارہ کیا اور نعرہ کیا کہ اے ملک سرمد مین
وہی سوداگر بچہ ہون کہ میرے کلام کو تم لاف زنی سمجھکر ہنستے تھے آو سیر مردانگی سر میدان اگر
دیکھو یہ نعرہ کرکے لشکر کی طرف حملہ کیا اور تمام لشکر افلاک کو پراگندہ کر دیا ملک سرمد نے جو یہ حال
دیکھا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر آیا دیکھا کہ رستم نے علم لشکر افلاک کا سرنگون کر دیا ہے
افلاک نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جنگ مغلوبہ کر دو اور گھیر کر اس جوان کو مار لو یہ حکم سنتے ہی رستم
برابر افلاک کے آیا اور اسکو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھ لین
فوج نے جو اپنے بادشاہ کا یہ حال دیکھا پراگندہ ہو کر متفرق ہو گئی اور تمام لشکر درہم برہم ہو گیا
سرمد شاہ یہ کیفیت دیکھکر آیا اور رستم کے ہاتھ کو بوسہ دیکر انکی شجاعت و مردانگی کا نہایت معترف
و مداح ہوا اور اسنے نام و نشان دریافت کیا تب رستم نے اپنا نام ظاہر کیا سرمد شاہ از سر صدق
مسلمان ہو کر مطیع شہزادہ ذوی الاقتدار ہوا افلاک سے بھی دعوت اسلام کی گئی اسنے کہا کہ
مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط میری آپ پوری کر دیجیے رستم ثانی نے کہا بیان کر کیا شرط
ہے افلاک نے کہا کہ میرے شہر مین ایک کوہ ہے کہ مرجان کوہ اسے کہتے ہین اور میدان وسیع
سبز و خرم اطراف کوہ مین واقع ہے اور وہان ایک احاطہ ہے لاجورد کا اور درمیان احاطہ کے
ایک پتھر ہے نیلو رنگ جو شخص کہ اس پتھر پر بیٹھتا ہے غائب ہو جاتا ہے اگر یہ عقدہ مجھپر ظاہر ہو تو
مین مسلمان ہونگا رستم ثانی نے قبول کیا اور کہا انشاء اللہ تعالے مین اس راز کو آشکارا
کرونگا القصہ افلاک کی مشکین کھلوا دین یہ تو دوسرے دن اپنا لشکر مرجان کوہ کی طرف

لیکر روانہ ہوا رستم بھی مرجان کوہ کی جانب روانہ ہوگئے وہان پہونچکر دیکھا کہ واقع مین صحرا سبز و خرم پر فضا ہی اور درہ کوہ مین ایک احاطہ لاجورد کا ہے اُس مین ایک پتھر سبز فام خوشرنگ نصب کیا ہوا ہی رستم اُس سنگ زمرد رنگ پہ جاکر بیٹھے بس بیٹھنا تھا کہ مثل ایک پنجہ پیدا ہوا اور رستم کی کمر مین ہاتھ دیکر چاہتا تھا کہ اُٹھا لیجائے کہ رستم نے نہایت تیزی سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا دیکھا کہ ایک دیو ہی بس رستم فوراً لپٹ گیا اب ان سے اور دیو سے زور کشمکش کے ہونے لگے آخر الامر رستم نے دیو کو زیر کیا اور اُسکی چھاتی پر چڑھکر چاہتے تھے کہ سر تن سے اُسکا دور کرین تیغ لین کہ دیو نے تھرا کر کہا کہ نام میرا نشکان ہے اور نیچے اس پتھر کے خزانہ وافر اور اسباب اچھا ہے اگر آپ مجھے رہا کر دیجے تو مین آپکے لیے وہ خزانہ واسباب لے آؤن رستم نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے پرواز کی اور کہا کہ اے آدمزاد تو جاتا ہی طلسم فولاد کو دیکھنے اچھا مین پلٹ کر آتا ہون اور دیکھ تو کیا آفت تیرے سر پر لاتا ہون یہ کہکر وہ دیو اُڑتا ہوا یہ جا وہ جا روانہ ہوا باخبر ہو گیا رستم نے کہا کہ اے سرمد شاہ و اے افلاک شاہ جب تک کہ کامل طور پر یہ عقدہ حل نہو گا اور اس راز کو آشکارا نہ کرون گا مین یہان سے جنبش نہ کرون گا اور اُسی مقام پر پلنگ بچھوا کر آرام کیا رات کے وقت دیو آیا اور مع پلنگ شہزادہ رستم کو اُٹھا لے گیا ہرچند ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا سرمد شاہ و افلاک شاہ شہزادہ کی مفارقت مین نہایت نالان و گریان ہوے اور فقیر ہوکر اُسی مقام پر بیٹھ رہے کہ جب تک شہزادہ کا کچھ حال معلوم نہوگا ہم بھی یہان سے نہ جائینگے اور اسی صحرا کی خاک چھانینگے فقیر ہوکر یہین مقیم رہینگے اب انکو تو اسی مقام پہ چھوڑیے دیکھیے کہ شہزادہ کب تک آتا ہی

اب دو کلمہ داستان لاہوتک کے بیان ہوتے ہین

چشم وا ہی کہ پڑھے قصر کشش دل آگے	دوڑے مجنون کیطرح ناقہ محمل آگے	جانے اسطرح سے اُس کوچہ مین منزل الہام
دل سے ہم آگے کبھی ہین کبھی دل آگے	گرچہ ہین وادی غم مین پڑے لاکھون کوس	ایک ہی گمشدگی کی ابھی منزل آگے
محسا ناقص ہی جو نہیت ہی اب کی وقت مین شوق	کالیت ہو کہان ہوچکا کاہل آگے	

راویان شیرین زبان داستان یون بیان فرماتے ہین کہ جب بلاشور نے عیاران اسلام کو مقید کر لیا تو لاہوتک نے امرا اور سرداران لشکر سے مشورہ کیا کہ اب کیا صلاح ہی جمشید نے کہا کہ لشکر امیر کو دبا ہوا ہی لاہوتک نے کہا کہ اور کسی جگہ مین جاؤن گا جمشید جابلقا کو یا ہوا کہ جیسا شہر جابلقا ہے ویسا کوئی شہر نہین ہی چودہ فرسنگ کے دور مین شہر آباد ہی اور دو ہزار نوبت ہر قصبہ مین امیران جابلقا کے دروازون پر بجتی ہی دو ہزار چشمہ آب اور بہت ہی سرسبز و شاداب ملک ہے رعیت اسقدر آباد ہی اگر تم لشکر جمع کرنا چاہو تو اسقدر فوج بکثرت جمع کرلو کہ کوئی حساب نہ کر سکے غرضکہ جمشید نے نہایت تعریف شہر جابلقا کی بیان کی بلاشور کہنے لگا کہ جس راہ سے عیاران لشکر اسلام آئے تھے اور گرفتار ہوگئے اُسی راہ سے مین سب کو نکال لیجاؤن گا زیور شاہ اولاد کا بلاقصور ایسا ہو کہ تلوار چلے اور نوبت کشت و خون کی پہونچے کیونکہ لشکر اسلام چار جانب کوہ کے محاصرہ کیے ہوے پڑا ہے لشکر ضرور جنگ کا سامنا ہوگا مین ایک فریب کرتا ہون کہ ملک مرواق حمزہ ثانی کے پاس بھیجتا ہون کہ وہ جاکر کے کراتی جگہ ہمارے لشکر کو دو کر برابر بھگا لیے

کرا تو مین بعد اسکے پھر بھاگنا آسان ہو موقع پاکر کسی سمت کو نکل چلین گے القصہ ملک مرواق اس کمینے کے ہمراہ
لشکر اسلام کے اطراف و جوانب تو اسی حیلہ و فریب مین کٹی جبکہ صبح ہوئی اور شاہ خاور دریچۂ مشرق سے نکلا اور کرۂ ارض
سپہر زنگاری ہوا دیکھا کہ صحرا مین ایک جانب سے گرد اٹھی ہے کالے واسطے استفسار کے روانہ ہوئے کچھ دیر نہ گذری
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ دو پسر ملک مرواق کے حارب و غارب دو ہزار سوار سے آتے
ہین پھر دیکھا تو دوسری سمت سے ایک گرد نمایان ہوئی اور لشکر کثیر کی معلوم ہوئی جاسوس تو ہر چہار طرف
مامور ہی تھے انھون نے آکر عرض کیا کہ چار پسر صلصال کے اہرمن بن صلصال و تہمتن بن صلصال
و دیو تاز بن صلصال و گراق بن صلصال چھ لاکھ سواران جرار سے بارادۂ جنگ و پیکار چلے آتے
ہین صلصال کہتا ہے کہ چارون بیٹے میرے بڑے بہادر و جری ہین زور و قوت مین رستم سے کم نہین
ہین انکے ہمراہ ایک مرتبہ پھر مقابلہ لشکر اسلام سے کرون گا چنانچہ یہ دونون لشکر کوچ کرتے ہوئے مقابل
لشکر اسلام کے آکر فروکش ہوئے دو کوس تک صحرا مین برابر خیمے ڈیرے سرداران فوج کے آکر قائم ہوگئے
کثرت سپاہ سے تمام میدان صحرائے قیامت معلوم ہوتا تھا دن تو آمد لشکر مین گذر گیا اور ترک خاور
بھی اپنے خیمۂ زنگاری مغرب مین آرام پذیر ہوا اور عسس شب گرد ماہ واسطے طلایہ لشکر کے سواران انجم کے
ہمراہ بڑی چمک دمک سے برآمد ہو کر شب بیداری مین مصروف ہوا وقت شب پسران صلصال نے
طبل جنگ بجوایا صدائے شر و فساد تمام جہان مین پھیلی لشکر اسلام نے آواز کوس رزم سنکر اپنے
یہان بھی نظر بفضل پروردگار کرکے نقارۂ حربی پر چوب لگائی تمام صحرا صدائے کوس حربی سے دہل
گیا زمین و زمان کو تزلزل ہونے لگا مریخ کے ہاتھ سے مارے خوف کے خنجر گر گیا بہرام فلک پنجم پر مارے
ڈر کے بھاگ گیا بہادران لشکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے رات بھر دونون لشکر اول مین
صدائے بیدار باش و ہوشیار باش بلند رہی جبکہ سفیدۂ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب نے عرصۂ زمین
و زمان کو منور کیا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے اہرمن بن صلصال نے
میدان جنگ مین آکر نعرۂ مبارز طلبی بلند کیا بدیع الملک نے صف لشکر سے نکلکر چاہا کہ قلب لشکر
پر جا پہنچے اسلم کوہی درمیان مین آیا اور بدیع الملک سے مقابلہ کیا بدیع الملک نے
اسے قتل کیا لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ پر
واپس گئے

داستان بدیع الملک اور بلاشور و عمرو ثانی کی بیان ہوتی ہے۔

کہ جب دونون لشکرون نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور اپنے اپنے مقام قیامگاہ پر گئے
حمزۂ ثانی نے بدیع الملک پہ زر نثار کیا ایرج نے جو حال سنا اپنے پسر کو یاد کرکے آبدیدہ ہوا
حمزۂ ثانی نے انکی تسکین و تشفی کی ادھر لاہوتک نے بلاشور سے کہا کہ اگر تجکو دعوے عیاری ہے تو
بدیع الملک کا سر لا بلاشور نے کہا عیاران اسلام کو میرے حوالہ کر لاہوتک نے کہا جو تو سر بدیع کا لا دے
تو مین عیارون کو تیرے سپرد کردون گا تجھے اختیار ہے چاہے قید رکھ خواہ قتل کرے مین ہرگز منع نہ کرونگا بلاشور
سنکر روانہ ہوا اور عمرو ثانی بھی لشکر کفار مین گیا ہوا تھا شاپور اور شبرنگ بھی گئے ہوئے تھے فیروز نے اپنے
دل مین کہا تھا کہ شہر صلصال مین جاؤن اور اسکو برباد کرون غرضکہ ہر ایک عیار اپنی اپنی فکر مین

تھا عمرو ثانی جو لشکر کفار مین گیا ہوا تھا اس نے صورت بدلکر ہر چند تلاش کیا مگر بلا شور کو نپایا حیران ہوا جب دربارگاہ لاہوتک پر آیا سُنا کہ لاہوتک نے زیورشاہ سے کہا کہ یہ جو عیاران اسلام قید ہوے ہین تم انکو بہت ہوشیاری سے رکھنا جب تک بلاشور اُن تینون عیارون کو گرفتار کرے بعد ازان مرواق سے پوچھا کہ تمنے اُن عیارون کو کہان قید کیا ہو اُس نے کہا کہ صندوقہاے فولادی مین بند کیا ہو لاہوتک نے کہا ایک اپنا سردار اور بارہ ہزار آدمی مقرر کر تاکہ وہ خوب نگہبانی کرین ملک مرواق نے گرشاسپ خون آشام کو عیارون کی حفاظت کے لیے معین کیا شبرنگ بھی مشعلچی بنا ہوا یہ سب حال دیکھ رہا تھا جب گرشاسپ دو ہزار سیاہ اپنے ہمراہ لیکر پاسبانی عیاران مین مشغول ہوا عمرو ثانی بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا لاہوتک نے بکاول کو حکم دیا کہ دو سو خوان کھانے کے گرشاسپ اور اُسکے ہمراہیون کے لیے بھیجے جاوین چنانچہ بکاول باورچیخانہ مین آیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا سقے سے کہا کہ پانی لا عمرو ثانی نے دیکھا کہ سقے پانی لیے جاتے ہین اُس نے جھٹ ایک کو مارکر اور اُسکی شکل بنکر پانی مین بیہوشی ملائی اور مشک لاکر دیگ مین ڈالدی جب کھانا تیار ہو چکا تو بکاول نے کہارون کے سر پر خوان رکھواے گرشاسپ کے پاس بھجوا دیے وہ سب کھانا کھاکر بیہوش ہو گئے عمرو ثانی نے چاہا کہ سب کے سر جدا کرے کہ شبرنگ جست کرکے آیا اور کہا کہ اے دزد مین مشعلچی بلاشور کا ہون مجھے اسی واسطے بھیجا ہو کہ کوئی دزد دست درازی نکرسکے عمرو ثانی برہم ہوا شبرنگ نے اپنے تئین ظاہر کیا دونون ملکر اُنکے کاٹ کر خیمے مین آئے ایک سیاہ پوش کو دیکھا اور نظر کی کہ قید عیارون کی کٹی ہوئی پڑی ہو اور مہرہ نقب کا ٹوٹا ہوا ہے اور ایک رقعہ وہان پڑا ہوا ملا سیاہ پوش سے پوچھا کہ عیار کیا ہوے اور کون انکو لے گیا اُس نے کہا کہ شاپور نقب لگاکر آیا اور عیارون کو نکال لے گیا

داستان بلاشور کا بارگاہ حمزہ ثانی مین آنا اور تماشہ مین مشغول ہونا اور خواب دیکھنا نورالدہر کا کہ سر بدیع الملک کا کوئی کاٹکر لیے جاتا ہے

لب تک اسکے جو ہوئی دسترس جام شراب　　تلکیا خال لب اسکا عکس جام شراب

جسکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب　　عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام ازل　　جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جس مین کہ نہین　　بے شکست ایک صداے جرس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاوے گا　　گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا　　خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہے مژگان مین اسیر　　تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹ کے ہون ہو ٹکڑے　　نام لکھدے جو کوئی میرا پس جام شراب

ساقی اس دور مین کب [illegible] چاسکتا ہو　　رات بھر گشت کرے ہے عسس جام شراب

تو خدا رو بے بھی بہتر ہے دم رنج خمار　　ساقیا شربت فریادرس جام شراب

بیخبر ہی قافلہ عشق گذر جاتا ہی
ورنہ اجتک دُ ستا تھا جرس جام شراب
محفل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکی
عکس مژگان ترا میکش ہی خس جام شراب
ذوق جلدی ہی گلا کٹ سے بھرے ساغر ل

بے زبان ہی جو دہان جرس جام شراب
سمجھے میخانہ کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
پینے ہو پیچے شرچشمہ س جام شراب
مجکو اس بوسہ دندان کا ہیس انبوہ لبی
لب نازک کو ہی اسکے ہوس جام شراب

ابلق چشم ہی مست کو تیری دیکھا
مرشید ہی اکر گس جام شراب
بادۂ صاف مین دیا ہی کمان سے تنکا
دیے لعل نگین چہ ہس جام شراب

رحیقان میخانہ خوش کلامی و زباندانی و بادہ کشان خمخانہ شیرین زبانی بادہ گلرنگ معانی کو ساغر خوش بیانی مین لبریز کرکے بزم قصہ خوانی کی رونق کے لیے یون گردش مین لاتے ہین اور حاضران محفل کو اس داستان لطافت بیان کی سماعت سے اسطرح مسرور فرماتے ہین کہ بلا شور جب بصورت مبدل بارگاہ حمزہ ثانی مین آیا تھا یہ قصد کہ موقع پا کر بدیع الملک کا لیجا وے اسوجہ سے کہ لاہو تک لموت نے اسسے کہا تھا کہ اگر تجکو دعوی عیاری ہی تو بدیع الملک کا میرے پاس لا جب مین جانون گا کہ عیار ہی ورنہ اس لاف زنی اور یاوہ گوئی فضول سے کیا حاصل ہی ذوق ہی تیری عیاری پر اور تف ہی تیری شاطری پر کہ عیاران اسلام اپنا کام کسطرح چالاکی سے کرجاتے ہین اور تجھسے کچھ بھی نہین ہوسکتا غرضکہ اس مردود نے خوب گرما کرکے بھیجا تھا چنانچہ بلا شور لشکر اسلام مین آکر صورت اپنی تبدیل کیے ہوے بارگاہ حمزہ ثانی تک پہونچا تھا اور وہان کھڑا تماشا بزم مین مشغول تھا شوکت حمزہ ثانی دیکھکر مثل مار دم کوفتہ کے پیچیدہ ہوکر دل ہی دل مین تاؤ پیچ کھا رہا تھا بدیع الملک کو دیکھا کہ غرق دریا ے جواہر مین کمال شوکت و عظمت سے حمزہ ثانی کے برابر کرسی زرنگار پر بیٹھے ہین یہ دیکھکر اور بھی جل گیا تمام سردار ذیوقار و شجاعان نامدار حلقہ کیے ہوے بارگاہ امیر ثانی مین حاضر تھے دیکھکر اسکے جی چھوٹ گئے اور کچھ وعلا اسکا نہ پڑا وہان سے یہ فراش کی صورت بنا ہوا پلٹا اور بارگاہ بدیع مین آکر زیر پلنگ مخفی ہوگیا جب بزم برخاست ہوئی شہزادہ بدیع الملک نے بھی قصد اپنی بارگاہ مین جانے کا کیا دوایا مرکب لاؤ پس یہ سوار ہوکر اپنے خیمے مین آیا گہر رای اختر شناس اور شعار ان قمر مین صحبت مین حاضر تھے اس اثنا مین نور الدہر نے خواب مین دیکھا کہ بدیع الملک کا سر کوئی کاٹ کر لیے جاتا ہی آنکھ جو انکی کھلی تو یہ گھبرائے ہوے اسیوقت بارگاہ بدیع الملک مین آئے دیکھا تو شہزادہ بیٹھا ہوا ہی اور دو چار رفیق و مصاحب بیٹھے ہوے ادھر ادھر کا ذکر و مذکور کر رہے ہین جیسے ہی نور الدہر پہونچے سب نے سروقد اٹھکر انکی تعظیم دی یہ بھی آکر بیٹھے نصف شب تک صحبت رہی جب رات زیادہ آئی اور نیند نے غلبہ کیا بدیع الملک نے پلنگ پر جاکر آرام کیا اور سب بھی اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہے مگر نور الدہر نہ سوئے چپکے پڑے ہوے جاگا کیے جب نقیر خواب شہزادہ نامدار بلند ہوئی اور حضار مجلس بھی خواب غفلت مین مثل بخت عدو خوابیدہ ہوے بلا شور پلنگ کے نیچے سے نکلا خنجر اسکے ہاتھ مین تھا بدیع الملک کی طرف اسنے قصد کیا ہی تھا کہ نور الدہر نے نعرہ کیا آواز جو نور الدہر کی سُنی تو ہاتھ اس سگ ناپاک کا کانپ گیا اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا بلا شور تو خیمے سے نکلکر بھاگا نور الدہر نے خنجر اٹھا لیا نظر جو کی تو نام بلا شور کا دستے پہ خنجر کے کھدا ہوا تھا القصہ بلا شور لشکر کفار کی طرف چلا ادھر سے یہ جاتا تھا اور اسطرف سے عیاران لشکر اسلام جنکو شاپور نے جاکر رہا کیا تھا چلے آتے تھے راستے مین مٹ بھیڑ ہوئی عیاران اسلام

نے آکر گھیرا بلا شور نے چاہا کہ جنگ کرے کہ اتنے مین قہرمان جو طلایہ پھیر رہا تھا وہ آواز سنکر مع اپنے
ہمراہیون کے آیا عیاران اسلام تو چلے گئے اور بلا شور بھی بھاگ کر لشکر مین آیا دیکھا گرشاسپ اور
اسکے ہمراہی سب کے سر کٹے ہوے پڑے ہین یہ کیفیت دیکھکر بلا شور نے گریبان چاک کیا اور رونے
لگا جانا کہ عیار قید سے رہا ہو گئے اور سب محافظون کو قتل کرکے راہی ہوے غرضکہ یہ نالان و گریان
لاہوتک کے پاس آیا اور سب حال عیارون کے قید سے رہا ہو جانے اور گرشاسپ وغیرہ کے قتل
کرکے نکلجانے کا بیان کیا لاہوتک نے سنکر نہایت افسوس کیا بختگان نے کہا کہ اب یہان قیام کرنا
صلاح نہین ہے لاہوتک نے کہا کہ مین پیران خداپرستون کو قلع و قمع کرون گا اور صلصال کو برا
کہا کیا یہان عیاران اسلام نے آکر کل واقعات کی خبر حمزہ ثانی کے حضور مین عرض کی اور وہان
لاہوتک کے پاس ایک سوار سائل سے آیا اور کہا کہ رات کو کوئی شخص نگہبانون کو مار کے
صلصال کو نکال لے گیا سب لے جا تا کہ یہ کام فیروزہ کا ہے

داستان خلاص ہونا صلصال کا اور مقابلہ بدیع الملک سے

چہ بلاست از دو چشمت نظر نیاز کردن
نتوان حدیث عشقت بلب مجاز کردن
چہ خوش است با تو خلوت کہ ہر سکاغین
ہمہ روز زندہ بودن ہمہ شب گداز کردن
بہوس فدا کنم جان بدرت کہ نیست جائی
بخ شہرت پرستان نتوان نماز کردن

مژہ را کشادہ دادن دل تنگ باز کردن
ہمہ خواب مردمان شد بدو دیدہ تلخ یارب
ز خراش دل نگاہی بزبان راز کردن
تجفات دل نہادم ہمہ بس انجمنیوانی
پسر بکتگین را ہوس ایاز کردن
چہ بود متاع خسرو کہ کند نثار جانان

چو کمال شمع بیچون ز جمال تست پیدا
ز نجات گشت قیرین حرکات ناز کردن
تو بخنب چشش کرا ما ز غمش چہ شمع جو شد
چہ کنم نمی توانم ز تو احتراز کردن
سعی عاشقان ست انجامہ گرنہ ...
گلہ چہ طمرہ ماند بدران باز کردن

شجاعت شعاران عرصۂ فصاحت و تہور پیشہ گان میدان بلاغت اشہب تیز گام خامۂ سوانح رقم
کو میدان معانی مین یون مہمیز کرتے ہین کہ جب صلصال نکو ہیدہ خصال قید سے رہا ہوا تو اسنے
لاہوتک سے کہا کہ آپ میرے نام طبل جنگ بجوائیے مین کام ان خداپرستون کا تمام
کرون گا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی یہان تہیہ جنگ مصمم ہو گیا غرضکہ دونون لشکرون مین طبل
جنگ بجا تمام رات دونون جانب درستی آلات حرب و پیکار رہا کہ صبح کو جب شاہ خاور
عرصہ افلاک پر خنجر بکف نکلا نسیم سحری چلنے لگی تمام دشت و کوہ خوشبو سے گلہاے خودرو سے
رشک صحراے تتار ہو رہا تھا کہ دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ سب اپنے اپنے مقام پر عرصہ جنگ مین آکر قائم ہو گئے
نقباے خوش آہنگ کی صداے صف لشکر پر سناٹا سا چھا گیا تھا اور ہر ایک بہادر نشۂ شجاعت
مین جھوم رہا تھا بار بار قبضۂ شمشیر کو چوم رہا تھا تلوار کی یہ حالت تھی کہ میان سے ابلی آتی تھی اپنے
جامے مین نہین سماتی تھی الغرض صلصال بد افعال تمام اسلحہ جنگ جسم پر آراستہ کیے ہوے بڑی
شوکت و شان سے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مرکب کو کاوا دینے لگا اور بعد سلحشوری
اینچ دم لیا اور باواز بلند کہا کہ اے فرقۂ خداپرستان و ای زہرہ دستان تم مین سے جسے تمناے مرگ ہو
وہ میرے مقابلے کو نکلے لشکر اسلام سے بدیع الملک اپنی صف سے نکلکر مقابل ہوے اور

کہنے لگے کہ ہمین انشاء اللہ الرحمن تجکو جہنم رسید کرینگے اور خنجر خوش غلاف کو تیرے خون نجس سے سیر کرینگے
بیار انچہ داری از مردی نشان | کمان کیانی و گرز گران | اسطرح شہزادہ نے ڈانٹ کر نعرہ کیا
کہ دل صلصال بددل کا دہل گیا مگر سنبھل کے اس نے ایک وار نیزہ کا شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ کا
نیزہ کا تھامکر فوراً اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا پھر تو وہ بہت ہی جھلایا اور تلوار کھینچ کھاتا ہوا عمود لیکر لپکا
شہزادہ نے خالی دیکر عمود اسکے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا یہ نہایت خفیف ہوکر رکیب سے کود پڑا
اور بہ تہیہ کشتی آستینین چڑھاتا ہوا بڑھا شہزادہ نے بھی گھوڑے سے کود کر اسکا مقابلہ کیا دونون
دست و گریبان ہوے اور زور کشتی کے ہونے لگے جو پیچ یہ کاٹتا تھا شہزادہ نہایت صفائی کے ساتھ
اسکا جوڑ قائم کرتا تھا غرضکہ ایک شبانہ روز کی کشتی مین بدیع الملک نے صلصال کو زیر کیا اور
مشکین باندھکر حمزہ ثانی کے پاس لائے انھون نے دعوت اسلام کی صلصال نے کہا کہ اگر ہزار بار
قتل ہون اور پھر زندہ ہون تب بھی اسلام قبول نکرون بادشاہ نے حکم قتل کا صادر کیا جلاد تیغ اس کو
اٹھایا ہی تھا کہ دفعۃً ایک باد تند چلی اور تمام میدان مین تاریکی چھاگئی اسی تاریکی مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور
صلصال کی کمر مین پیچیدہ ہوکر اسکو اٹھا لیگیا اور غیب ہوگیا ایہاالناس مین بڑے صاحب حشمہ جادو
اس ہیبت ناک آواز سے اس جادو نے نعرہ کیا تھا کہ سب فوج اسکی آواز سنکر بیہوش ہوگئے تھے اور
خود رفتگی سی سب پر طاری ہوگئی تھی تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت رفع ہوئی اور کسیقدر ہوش آیا
تو لوگون نے تیر مارنا شروع کیے مگر کچھ کارگر نہوے وہ مرادی صلصال کو لیے ہوئے یہ جادو جا
ہوائے آسمان ہوگئی اسکا تو حال آیندہ معلوم ہوگا مگر وہان نحسگان نے لاہوتک سے کہا کہ
اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہے جلد یہان سے کسی سمت کو چلنا ضرور چاہیے لاہوتک نے
کفار کو جمع کیا اور مشورہ کرنے لگا کہ اگر جاؤن تو کس ملک مین جاؤن جمشید نے کہا کہ مین اپنے بیٹے
مراتب شاہ کو لکھتا ہون جو کہ فی الحال حاکم شہر جابلقا کا ہے کہ آپ واسطے فوج جمع کرے
اور مین بھی وہان جاتا ہون مرواق کو شکار کے بہانہ سے بھیجتا ہون کہ یہ جاکر تیاری جہازون کی
کرے اور رسد کی فراہمی و سامان سفر کی درستی کا انتظام عمل مین لائے اور جب عرضی جابلقا سے حضور
مین آوے آپ تمام اسباب جہازون پر بار کرا کے جابلقا کیطرف روانہ ہون کہ وہ ملک نہایت آباد
ہو صحراے سبز و خرم و ہزار ہا چشمہ آب رواں ہین اور پرستاران خدا و غاش شہر مین بکثرت ہین اور
قلعہ بھی نہایت مستحکم و استوار ہے اور اسقدر فوج وہان جمع ہوجائیگی کہ لشکر اسلام اگر قصد کرے تو ہمارے گا
تو برباد ہوجائے گا لاہوتک کو یہ رائے بہت پسند آئی اور جمشید کو مع بلاشور کے طرف جابلقا کے
روانہ کیا اور ملک مرواق کو بحیلہ شکار کنارہ سمندر کے بھیجا اس نے اپنے دونون بیٹون کو ہمراہ لیا اور
تین ہزار آدمی کی جمعیت سے جاکر انتظام مین معروف ہوا کفار نے ایک مہینہ تک جنگ موقوف رکھی
امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر رسانی کے لشکر کفار مین بھیجا کہ کیا باعث ہے قریب ایک ماہ کے زمانہ
گذر گیا کہ طبل جنگ لشکر کفار مین نہین بجا وہ کیا سوچ رہے ہین اور کس فکر و تدبیر مین خاموشی اختیار کی
ہے ع یہ جو چپ ہین کم سخنی ہمین بہت باتین ہین ؛ ان بدافعالون کا سکوت بھی خالی از علت نہین ہے ہرکارے
خبر لائے کہ لاہوتک بیمار ہے اسوجہ سے لڑائی ملتوی ہوئی امیر ثانی یہ سنکر خاموش

ہو رہے القصہ مہینہ بھر کے بعد عرضی ملک مرواق کی لاہوتک کے پاس آئی کہ کل سامان سفر طیار ہی
مین نے ہزار کشتیان و جہاز مع آب و آزوقے کے جمع کیا ہے آپ کے تشریف لانے کا انتظار ہے لاہوتک عرضی
پڑھکر بہت خوش ہوا اور اس نے ارادہ روانگی کیا مگر جہانگان نے کہا کہ اسطرح چلنا صلاح نہین ہے آپ کی شب
طبل جنگ بجوا لیجیے کہ ادھر لشکریان اسلام طیاری جنگ مین مشغول ہون اُدھر آپ سوار ہو کر اپنی منزل
مقصود کا راستہ لین اس نے کہا کہ بہتر ہے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا چنانچہ نقارۂ حرب نوازش مین آیا لشکر اسلام
مین خبر پہونچی یہان بھی کوس رزم بجا امیر ثانی نے طیاری سامان جنگ کا حکم دیا ہر ایک بہادر درستی
آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا یہان تو یہ انتظام ہو رہا ہے اور وہان لاہوتک راتون رات اپنا کل
مال و اسباب و لشکر جہازون پر لدوا کر قریب صبح خود بھی سوار ہو کر اور جہازون کا لنگر اٹھوا کر روانہ ہو گیا جبکہ
غواص فلک چہارم گرداب مشرق سے نکلکر کشتی افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی امیر ثانی میدان مین
انتظار لشکر کفار کا کر رہے تھے کہ خبر آئی لاہوتک شب کو بھاگ گیا یہ سنکر بدیع الملک نے کہا کہ
مین ابھی تعاقب کر کے اُسکو گرفتار کیے لاتا ہون حمزہ ثانی نے فرمایا کہ بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب
نہین ہے ہان اپنے عیار کو حکم دو کہ وہ جا کر خبر لائے کہ یہ کافر کس طرف کو روانہ ہوا ہے چنانچہ شبرنگ گیا اور
آکر امیر ثانی سے عرض کیا کہ لاہوتک سمندر کی راہ سے جابلقا کو روانہ ہوا ہے اور جہاز بہت دور پہونچ گئے
ہین مین نے دوربین لگا کر دیکھا نہایت تیزی سے جہاز و کشتیان چلی جاتی ہین غرضکہ وہان سے بازگشت
کر کے امیر ثانی نے حکم دیا کہ لشکر سبائل پر جائے چنانچہ حمزہ ثانی مع لشکر نصرت فرما کر سبائل مین
تشریف لائے اور گنبد عرش نما پر آکر حکم دیا کہ یہ کھدوا ڈالا جائے اور یہان اور عمارت تعمیر ہو اور اُس کا
نام ست کھنڈار رکھا جائے اور بہشت شداد کی کھدوا کر چہار باغ صاحبقرانی طیار ہونے کا
حکم دیا کہ فرزندان امیر اس باغ کو اپنے تصرف مین لائین غرضکہ قیطول زمرد شاہ اور جملہ
منسوبات کو کہ جو لقا نے بے لقا نے طیار کیے تھے منہدم و مسمار کرا دیا اور بعد اسکے دربار منعقد
کیا اور چوکی پر جام بھروا کر رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ اس جام کو پیے اور ایران مین جا کر
شاہ اسلام کی محافظت کرے اور پاسداری اُنکی نگاہ رکھے الامین عنقریب آنکے واسطے حکم مناسب
عقب سے لکھکر بھیجون گا کہ رہتے ہی اُٹھکر جام پی لیا اور روانہ ہوے اور پھر امیر ثانی نے فرمایا کہ اے
اسد تم ایک لاکھ سوار ہمراہ لیکر جزیرہ نارون مین جاؤ اور جزیرہ وگلقام سے کہ جہان عادی نے بربلا بجا کر
خرط بدی تھی وہان کشتیان بہت ہین وہان جا کر جہازون اور کشتیون کی طیاری کرو اور سامان سفر
درست کر کے مجکو اطلاع دو کہ مین سفر بحر کا طور ہی کرے جب تک اُس غول کو قتل نکرون گا مجکو قرار نہو گا
بعد ازان ایرج بن بدیع الملک سے کہا کہ تم ہمراہ شاہ سلیمان فارسی کے سلطنت سبائل اور
نور الامان کی کرو اور عیارون کو بھی مثل ابو الفتح و برق وغیرہ کے ہمراہ اسد واسطے درستی
سامان سفر کے روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو جہت الہند کی جانب بھیجا اور لندھور کو ہندوستان
روانہ کیا اسوجہ سے کہ یہ جبائل کے تعاقب مین بدرون کیے بندوبست ملک کے چلے آئے تھے
کامل خان بن گنجاب کو کومک باختر کی روانگی کا حکم دیا اور چار پسران ملک قاسم اور فضل بن گیلم
کو بجانب خاور رخصت کیا اور حارث کو بادشاہ ترکستان مقرر کیا غرضکہ یہ سب انتظامات کر کے

دربار برخاست کیا اور قلعۂ ذوالامان میں رونق افروز ہوئے جملہ ناموس صاحبقرانی اپنی اپنی بارگاہ سے ملاقی ہوئے اور چند روز قلعہ ذوالامان میں رہکر عیش و عشرت بسر کی تا آنکہ ایک مہینہ بعد عرضی اسد کی پہونچی کہ کل سامان سفر کا طیار ہی امیر ثانی ساعت سعید دیکھکر سب سے رخصت ہوئے اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ جزیرہ گلفام میں آئے اور وہانسے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے

داستان امیر ثانی کا لاہوتک کی سمت جانا اور اثناے راہ سمندر مین جہازون کا طلسم گرداب مین گرفتار ہونا

سپیدہ دم کہ جہانے زخواب برخیزد
زروی شاہد مشرق نقاب برخیزد
کجاست ساقی بیدار و بخت خواب آلود
قدح بدست گرفتہ زخواب برخیزد
کجاست خسرو شب زندہ داشتہ کہ صباح
زتاب تب تلخ آفتاب برخیزد
خوش آن کسی کہ شنید بیار وقت سحر
کہ بہر دادن جام شراب برخیزد
بآفتاب بگوید برنیاید تا
بدست کردہ دستے چون کباب برخیزد
زبلوہ صبح کہ بر اوج آسمان گذرد
تا ز خفتن مست و خراب برخیزد
غلام نرگس مستم کہ بامداد پگاہ
زخواب خوش ملک کامیاب برخیزد

غواصان دریاے ناپیداکنار سخن و شناوران بحر زخار نکتہ دانی گوہر مدعای تلاش مین غوطہ زنی کرکے در مقصود کو صدف فکر سے اس طرح برآمد کرتے ہین کہ جب لاہوتک نابکار جانب جابلقا از راہ دریاے شور روانہ ہوا تو کشتیبان اور جہاز اس غریق بحر ملامت کے جزیرہ طنجر مین پہونچے اس جزیرہ کا حاکم ایک ملعون طنجر شاہ نامے تھا وہ لاہوتک کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوا اور خدمت خداوندین میں حاضر ہوکر نہایت عقیدت و خلوص سے پیش آیا اور لاہوتک کو اپنے مکان پر لیجاکر دعوت کی اور مراسم مہمانداری بجالایا اور عرض کیا کہ آپ گرداب کی فکر مین متحیر نہون جب تک کہ آپ جابلقا مین پہونچین گے مین کام ان مسلمانون کا تمام کیے دیتا ہون لاہوتک نے پوچھا کہ کیونکر اس مہم کو سر کروگے اس نے کہا کہ آپ سنہی لیجیے گا اسوقت کہنا مناسب نہین ہی آخر الامر دو چار روز قیام کرکے اور خوب عیش اڑاکر لاہوتک اس جزیرہ سے بجانب جابلقا روانہ ہوا بعد تین مہینے کے امیر ثانی بھی جزیرہ طنجر مین پہونچے ملک طنجر نے حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور نذر و جواہر تحف و ہدایا پیشکش کرکے دعوت کی اور مکر سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا حمزہ ثانی بہت خوش ہوئے اثناے گفتگو مین ملک طنجر نے عرض کیا کہ ایک تحفہ میرے پاس ایسا ہی کہ جب مین حضور مین اسے پیش کرونگا تو حضور اسے دیکھکر کمال محظوظ ہونگے حمزہ ثانی مشتاق ہوئے اور فرمایا کہ ای ملک طنجر وہ کیا تحفہ ہی اس نے عرض کیا کہ حضور جابلقا یہان سے ایک سال کی راہ ہی مگر مین اس تحفے کے سبب سے تین دن مین حضور کے جہازون کو پہونچا دونگا امیر ثانی یہ مژدہ سنکر اور بھی خوشنود ہوئے اور پوچھا کہ کیونکر اسقدر جلد یہ راہ طی ہو جائیگی اس نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص ہی بہمہ صفت موصوف کہ عیار و ندیم و حکیم و منجم ہی اور مثل بزرگون کے مین اسکی تعظیم و عزت کرتا ہون وہ ایسی راہ جانتا ہی کہ تین روز مین جابلقا پہونچ جائیے اور اسمین یہ بھی صفت ہی کہ دریا مین اگر چالیس آدمی اسکا ہاتھ پکڑ لین تو وہ تنہا کشتی کو پانی مین کھینچ لیجائے امیر ثانی بہت مشتاق ہوئے اور فرمایا کہ ای طنجر اسکو ہمارے پاس حاضر کرو یہ سنکر اسنے خوب تعریفین کرکے امیر کے حضور مین پیش کیا امیر نے تام و نشان اسکا پوچھا

آسنے عرض کیا کہ فدوی کو الماس دریا برد کہتے ہین امیر نے فرمایا کہ تمھی نام بھی تمھارا اسم با مسمّی ہی اور بہت
خوش ہوے خلعت عنایت فرمایا اور کہا تم مجھے لاہوتک سے بیشتر جابلقا مین پہونچا دو اسنے عرض کیا کہ
ایسا ہی ہوگا حضور تیاری کرین غرضکہ امیر ثانی الماس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اس حرامزادہ نے
جہازون اور کشتیون کو اسی راہ پر روان کیا جہان کہ اسکو لیجانا منظور تھا صبح کو جو دیکھتے ہین تو دریا مین
ایک غل و شور ہو رہا ہی اور تلاطم کی کیفیت پیدا ہی امیر نے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہے الماس نے
آکر عرض کیا کہ حضور خاطر جمع رکھین کوئی اندیشہ کا مقام نہین ہی یہ دریا دریاے محیط مین اس
مقام پر ملا ہی اسوجہ سے پانی مین یہ تلاطم ہی اور مین تو حاضر ہون القصہ الماس جہازون کو ایسے
مقام پر لے گیا کہ جہان دریا کے بیچ مین گرداب ہی جو کشتی اس گرداب مین جاتی ہی پھر وہ وہان سے
باہر نہین نکلتی اور وہ گرداب طلسم بستہ ہے اور اسے طلسم گرداب تسلو کہتے ہین دس فرسنگ سے
پہاڑ اور وہ طلسمی گرداب معلوم ہوتا ہی الحاصل جب رات ہوئی تو الماس نے جانا کہ کشتیان
گرداب کے پاس پہونچ گئین اس نے ایک کاغذ لکھکر کشتی مین ڈالدیا اور آپ دوسری
کشتی پر سوار ہوکر جزیرہ طنجیر کی طرف روانہ ہوگیا اس تاریکی شب اور تلاطم آب دریاے
شور کی وجہ سے کچھ معلوم ہوا امیر ثانی نے دیکھا کہ جہاز سرنگون ہونے لگے اور کشتیان چرخ
کھانے لگین اور صداے الغیاث اہل کشتی کی بلند ہوئی امیر متردد ہوے اور الماس کو تلاش کرایا
لوگون نے اسکی کشتی مین جاکر دیکھا الماس کو نپایا مگر خالی کشتی مین ایک رقعہ اسکو ملا امیر کے پاس
لائے رقعہ کو پڑھا تو اس مین لکھا تھا کہ منم الماس دریا برد مین نے تمکو طلسم فولاد مین پھنسایا تم چاہتے تھے
کہ خداوند زادہ کا تعاقب کرو اور بیخ کفر کی جہان سے منہدم کرڈالو تو اب یہان سے جان سلامت
لیجانا دشوار ہی غرضکہ روشنی صبح کی نمایان ہوئی تو معلوم ہوا کہ گرداب مین ایک قلعہ ہے سر بفلک
کشیدہ فولاد جوہر دار کا بنا ہوا اور برج اسکے ہزار در ہزار کنگرہ اور انواع و اقسام کے جواہر سے
مرصع کا اور ہر ایک برج پر ایک ایک غول قرنلے طلائی ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہے علاوہ برین
قلعہ کے سطح آب پر ایک چبوترہ فولادی بنا ہوا ہی اور کٹہرہ طلائی اسکے گرد لگا ہوا ہے کہ دور سے
اسکی چمک معلوم ہوتی ہی اور نگاہ نہین ٹھہرتی ہی اور اسی چبوترہ پر ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہی
اور اس پر ایک شہزادی نہایت حسین و جمیل جام و سبو لیے ہوے بیٹھی ہی اور سامان عیش و عشرت
مہیا ہی غرضکہ کشتیان آکر اس قلعہ کے گرد پھرنے لگین دیکھا تو دروازہ قلعہ پر بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ
ایہا الناس یہ طلسم فولاد ہی اسکو سام بن نوح علیہ السلام نے بنا کیا ہے اور ہر چند کہ آرزوے
فتح اس قلعہ کی آصف بن برخیا وغیرہ نے کی مگر میسر نہوئی ہرگز اس طرف آنے کا
قصد نکرنا کہ یہان برباد ہوگے اور کوئی جہاز و کشتی بلکہ کوئی متنفس یہان سے جان سلامت نہ
لیجائے گا امیر ثانی یہ پڑھکر سخت تشویش مین ہوے اور اسی عالم اضطراب مین دست دعا بلند
کیا اور اسطرح بالحاح و زاری تمام اہل جہاز بلبلا کر استغاثہ کرنے لگے کہ اے فریادرس غریبان رہانندہ
کشتی شکستگان واسطے روح پر فتوح اپنے حبیب مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمکو اس گرداب
عظیم سے نجات دے ہم غریقان دریاے پر آفت کا تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہی

بو عاجز و درماندہ وانم ترا
بیا در دم از خانہ چیزی نخست
گرہ بود بلند است و سیلاب سخت
عقوبت مکن عذر خواہ آمدم
خداوندا تو غفار و غفوری
اجود در خطا و زلل و الفتہ عالم
کنون ہم بجسمے گنہگارم آور
غلامم گر کنی در ہفت دوزخ
تو دانی ہم ناس و چارہ
شفیعم گر نباشد پیش تو کس
ندانم کہ بود چون کوہ البرز

درین عاجزی چون نشد خوش ترا
تو دادی ہمہ چیز و من ہیچ چیز
پشیمان عنان من ماندہ زخت
بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
بحکم خویش ستار و صبوری
تو جا حکم افعال و خصالم
ز جرم دیدہ و دانستہ بگذر
کفایت کی کندم ہفت دوزخ
و تو دانی بدرد لا علاج بیچارہ
بدرگاہت شفیعم بیکسی بس
بختم المرسلین یا رب بیامرز

بزرگا بزرگی دہا بیکسم
چو کردی چراغی مرا نور و در
ازین سیل گاہم چنان درگذار
سیاہی مرا ہم تو گردان سپید
من بیچارہ گنہگار روسیہ کار
ز جرم دادی رزق فراوان
ز بحر مغفرت یک قطرہ خواہم
مگر یک دوزخ از ہفت سازی
بفضلت پناہ از قدرت آرم
بامید آن دارم ز احمد

تو آن بادی بخشش و یاری رسم
زمین بادی مشعل کشان دود دار
گر بلی نشکند بر من این دود بار
مگر دانم از در نگشت نا امید
بدانند شیم بد آلیم بد آشنا
چگویم از دگر افضال و احسان
کر سازد پاک از جرم گناہم
مرا تا چاپلوسی و گنہگاری
پناہی غیر فضل تو ندارم
کہ از بہر شفاعت خواہد آمد

غرض لشکر بیان تو امیر ثانی اور تمام اہل کشتی عالم یاس میں مصروف بتضرع و زاری بدرگاہ مجیب الدعوات ہین اور وہان الناس تا حق تہاس نے جزیرہ طنجر مین پہونچکر ملک طنجر کو اطلاع دی کہ مین نے مردمان اسلام کو ایسے گرداب طلسم مین پھنسا دیا ہے کہ تمام عمر خلاصی وہان سے ممکن نہین اب انکو تو چندے دعا و مناجات مین مشغول رہنے دیجیے دیکھیے کب انکی دعا معروض باجابت ہوتی ہے اور کب دریائے رحمت الٰہی جوش مین آکر کشتیون کو ساحل نجات پر لگاتا ہے جب تک

دو کلمہ داستان رستم ثانی کے باغ طلسم مین جانے کی سماعت فرمایئے

بیا نظارہ کن ای دل کہ یاری می آید
ہزار سوختہ بیقرار می آید
ز مستی ارچہ بہر سوئی می فتد لیکن
کہ فرق تا بقدم پر غبار می آید
بکن بسبزہ سوی نسبت و رخت قدش
کہ ہر نالہ بلبل بہاری می آید

ز بہر دیدن جان نگار می آید
رسید تا دل من از لطافتگی رفتار
ز بہر بردن دل ہوشیار می آید
مرا کسی با دو کند گر ز کوئے او بروم
ز سرو کے گل سوری بیار می آید

فراز مرکب ناز و پیادہ در عقبش
بہ نبر دیدہ گرت جان بکار می آید
چہ گرد ہا کہ بہ آوردہ با خدا ادلہا
یکی اگر برود صد ہزار می آید
کنون بنالہ ہزاری چو بلبلان خسرو

مصوران مرقومہ روایات کہن و صورت نگاران جریدہ اسرار سخن موقلم تحریر بیرنے اس داستان لطافت چیز کا پیرایہ اسطرح اتارتے ہین اور اس حکایت پر افسون و نیرنگ کا خاکہ یون اڑاتے ہین کہ جب رستم ثانی تھوڑی دور چلے تو ایک دیو اٹھا کر پہاڑ پر لے گیا چار شبانہ روز یہ بے آب و دانہ وہان پڑے رہے پانچوین دن وہان سے اٹھکر چلے سامنے ایک باغ نظر پڑا اس باغ کی طرف چلے جاکہ جو دیکھے ہین دروازہ باغ کا مثل چشم عاشق کھلا ہوا ہے ہوا سرد مسیحا دم آرہی ہے جسکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے رستم نے اندر باغ کے قدم رکھا دیکھا کہ باغ ہے یا بلا تشبیہ نمونہ فردوس برین یا گلشن نگارین ہے ہر طرف تختہ گلہائے رنگا رنگ کے تیار ہوے ہین کہین تختہ مہندی کی بہار کہین گیندا کہین جعفری کہین لالہ بادل داغدار بیلا چنبیلی یاسمن رعنائی نکہت افزائی سے تمام باغ کو معطر کیے ہوے ہے گلاب کیوڑا نسترین و نسترن کی نزہت جیز خوشبوے مشام

نظارگی بنے ہوئے جوہی کی بھینی بھینی خوشبو تازگی بخش دل اندوہگین گل آتشبو کی نزاکت شہناز و سادگی کی
لطافت لائق دید موتیا رشک در ثمین کسی مقام پر نرگس شہلا چشم منتظر جوانان چمن کی جانب نگران
کسی سمت چنپا دمن مان اپنی تیز بو باس سے تازہ کن مشام جان گل سوسن کی کبوداہٹ لب
معشوق کی مسی آلودہ کبوداہٹ کو شرماتی نسیم و صبا کے چلنے سے ہر شاخ گل لچکی جاتی کامنی کی نفاست
پر نالا جوہن بنفشہ و سنبل پر عجب ہے سمین کہین کیلون کی قطار کسی جانب انگور کے خوشون پہ
عقد پروین نثار انجما پر اثمار کی کثرت سے سارا باغ بھرا ہوا سبزہ خوابیدہ کی نضارت سے
گویا فرش زمردین بچھا ہوا وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت نفیس بنا ہوا گرد
چاندسے گلہائے رنگارنگ کے قرینے سے دھرے ہوے اور چبوترہ پر تخت جواہر نگار بچھا ہوا
ہی اُسپر ایک عورت ادھیڑ بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہی اور قریب اُسکے دو عورتین جوان
کمال مقبول صورت بیٹھی ہوئی ہین اتنے مین وہ دیو جو رستم کو پہاڑ پر اُٹھا لایا تھا نمودار ہوا
اور رستم تو باغ کی کیفیت دیکھ رہے تھے گردن پکڑ کے اس عورت کبیر السن کے پاس لایا اور
کہا کہ ای مادر تمھارے دشمن کو مین لایا ہون اسکے کباب طیار کرا کے کھاؤ یہ ساحرہ جو تخت پر بیٹھی
ہوئی تھی اسکا نام فرآد جادو ہی اور وہ دونون عورتین جو قریب اُسکے متمکن تھین اسکی دونون
بیٹیان ہین ایک کا نام اشکل جادو اور دوسری کا نام مشکل جادو اور یہ دیو اسکا بیٹا ہے اور
یہ بڑھیا بڑی ساحرہ زبردست ہو کر اسکے سامنے ساحران روزگار کان پکڑتے ہین غرضکہ دیو نے
شاہزادہ رستم کو وہان حاضر کر دیا اور خود کسی سمت کو چلا گیا اُس ملعونہ نے کباب لگانے کا سامان
درست کیا مگر معاملات قضا و قدر دیکھیے کہ شاہزادہ کا حسن بیمثال اور رعب و جلال دیکھکر دونون
بیٹیان اس ساحرہ کی محو نظارہ ہو کر ہزار جان سے فریفتہ ہو گئین اور اس فاجرہ سے کہا کہ
ای مادر مہربان اس جوان کو ہمارے حوالے کیجیے ہم اسکو چندے پرورش کرین جب خوب فربہ
ہو جائے تو اسکے کباب کھائیے گا ابھی یہ بھوکا دُبلا لاغر ہو رہا ہی جب یہان کے میوے کھائیگا
اور خوب موٹا تازہ ہو جائیگا تب اسکے گوشت مین ذائقہ لذیذ پیدا ہو جائیگا اُسوقت
اسکے کباب کھا کر لطف بے اندازہ اُٹھائیے گا غرضکہ ان دونون نازنینون نے ایسی باتین بنائین
کہ انکی چرب زبانی پر وہ ساحرہ راضی ہو گئی کہا اچھا لے جاؤ اور کھلا پلا کر خوب توانا کرو
پھر دیکھا جائیگا جیسی تمھاری تجویز ہوگی ویسا ہی کیا جائیگا چنانچہ وہ دونون نازنین دختران ساحرہ
شاہزادہ کو اپنے مقام پر لائین اور اشکل جادو جو کہ بڑی تھی اُس نے اپنی چھوٹی بہن مشکل جادو
سے کہا کہ تو بھی اس جوان پر عاشق ہوئی ہی اُس نے کہا میری تو جان ہی اسکے حسن دلفریب پر قربان ہوئی
جاتی ہی اشکل نے کہا کہ ای لکاتہ مین اپنے لیے اس جوان کو لائی ہون مگر خیر ہفتے مین ایک مرتبہ
پہر بہر کے لیے تو بھی لیجا کر اس سے کام دل حاصل کر لیا کر اس سے زیادہ اس جوان کی مفارقت
مجکو گوارا نہوگی مشکل نے کہا پہلے اسکو راضی تو کرو مین نے سُنا ہی کہ مسلمان ساحرہ کو قبول نہین کرتے
ہین چنانچہ اشکل نے چاہا کہ رستم کو گلے سے لگائے اور اُسکے عناب لب کے بوسے لے رستم نے
جھڑک دیا اور بد دماغ ہو کر دشنام دینا شروع کین مگر وہ ہنسی و مذاق مین ٹالتی رہی

بقول شاعر ؎ کیون نہ بیانہ دشنام دہن کو سمجھون ہو کہ بلا بر تری گالی کے مزہ ہوتا ہی
آخر جب اشکل نے دیکھا کہ رستم کسی طرح راضی نہین ہوتا تو اُسکو دھمکانے کے لیے ستون سے
باندھ دیا اور آپ مسہری پر پڑکر سو رہی مشکل اسکی چھوٹی بہن نے اپنے دل مین تصور کیا کہ اگر
مین اپنی بڑی ہمشیر کو قتل کر ڈالون تو یقین ہی کہ یہ جوان مجھسے راضی ہو جاے گا ؎
باسایہ ترا نمی پسندم ۞ عشق است و ہزار بدگمانی ۞ پھر کیا ہی دغدغۂ اغیار صحبت جانان میسر ہوگی
ایسا کچھ اس نے خیال کر کے اُسی عالم خواب مین اُس خفتہ بخت پر سحر کیا اور چھاتی پر چڑھ کر اپنی بہن کو
ذبح کر ڈالا اور رستم کے پاس آکر کہا کہ دیکھا ای راحت جان مین نے تیرے لیے اپنی بہن کو مار ڈالا
یہ کہکر باہین رستم کے گلے مین ڈالدین اور آغوش مین کھینچا رستم نے کہا کہ اگر تو اپنی مان کو
مار ڈال تو مین تجکو خوشنود کردون گا مشکل نے کہا کہ اِس قدر کی کیا حقیقت ہی تجپر سے جوان عیار
اسکو بھی مین قربان کیے دیتی ہون پس رات کے وقت یہ اپنی مان کے پاس گئی دیکھا
تو وہ حرامزادی خواب مرگ مین غافل سو رہی ہی افسون سحر کر کے اور زیادہ بیہوش کر دیا اور
سینہ پر بیٹھ کے اُسکو بھی ذبح کر ڈالا اور سر اُس ملعونہ کا لا کر رستم کے قدمون پر ڈال دیا
رستم نے کہا مجکو اس سحر سے خلاص کر کہ مین تیرے ہمراہ چلکر تیرا کام دل حاصل کردون مشکل نے
رستم کو سحر سے خلاص کیا رستم اسکے ہمراہ چلے اور بعد اختلاط مین گرمی صحبت مین گلا اُس
ساحرہ کا پکڑ کے اس زور سے فشردہ کیا کہ روح اسکے قالب سے نکل گئی اور ایک آواز آئی کہ
افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اُسکے مرتے ہی تمام باغ مین ایک تاریکی
چھاگئی اور ہولناک آوازین چارون طرف سے آنے لگین شاہزادہ الامان والحفیظ کہتا ہوا
ادعیۂ صد جان پڑھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب آثار سحر برطرف ہوے اُس وقت گوشہ ہاے
باغ سے چند پریزادین آئین اور رستم ثانی کے قدمون پر سر رکھدیا اور بلا گردان ہو کر کہنے
لگین کہ ای شہزادہ ہم قید ساحرۂ فرتوت مین تھے آپکے قدوم میمنت لزوم کی بدولت ہمنے رہائی
پائی شہزادہ نے کہا کہ یہان کا مال و اسباب جو تمہارا جی چاہے لیجاؤ اور جس طرف تمکو جانا منظور
ہو چلی جاؤ پریزادون نے کہا کہ ای شہزادہ اس مقام پر ایسا ایک صحراے تلب و پر خار ہے
کہ جانا اُسطرف سے محال ہے مارے خوف کے رستم کا زہرہ آب ہو جائے ایسا وہ صحراے ہولناک
و دشوار گذار ہے چندے یہان توقف کیجیے آب و آذوقہ یہان بہت ہی لیلا ونہار خداوند عالم
کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی دیگا رستم نے بام قصر پر سے چڑھکر دیکھا کہ فی الواقع بڑا صحراے ہولناک ہے
جانا سلامت وہان سے کسی صورت ممکن نہین ناچار انھون نے بھی وہان چندے قیام کیا ایک روز
پریان رستم کے پاس آئین اور کہا کہ شہزادے جلد باغ مین کسی مقام پر مخفی ہو جائیے کہ ہمشیرہ
فرتوت قرافضۂ جادو اپنی بہن کا حال سنکر نہایت غیظ و غضب مین آتی ہی رستم نے کہا کہ
رو برو ے حریف سے مخفی ہو جانا مرد کا کام نہین ہی یہ عین بزدلی و نامردی ہی مگر پھر دل مین خیال کرکے
کہنے لگے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا تو اُس سے لڑتا یہ ساحرہ ہی سحر سے گرفتار کرے گی اس سے
مصلحت وقت یہی ہی کہ کسی گوشۂ باغ مین مخفی ہو رہو کچھ مضائقہ نہین ہے ؎

اور مجھے یہ جبر باغ سے نکال دیا اُسکے خوف سے مین اِس بیابان ہول خیز مین رہتا ہون رستم نے کہا اری
الوان مجھے اس بیابان سے باغ مین پہونچا دو بعد اسکے پسر قرا تو تہ کو مین قتل کرونگا الوان نے کہا
کہ اے شہزادہ دیو نہنکال نہایت قوی ہیکل اور زور آور ہی اُس سے عہدہ برائی بہت مشکل ہی بلکہ
اُسکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہی رستم نے کہا کہ نہنکال کس مقام پر رہتا ہی الوان دیو نے کہا
کہ درمیان دریا کے ایک جزیرہ ہی کہ اُسکا نام جزیرہ کافور ہی نہنکال نے ایک مکان وہان بنایا ہے
اور وہین بود و باش رکھتا ہی رستم نے کہا اچھا پہلے اپنے لڑکون کو بھیجکر قراضہ کے باغ مین جو الی
ہی وہ پریون کو دیکر رخصت کرو بعد ازان مجکو نہنکال کے باغ مین لیچلو الوان نے عرض کیا کہ بہت
خوب چنانچہ اُس نے اپنے دو لڑکون کو باغ قراضہ مین بھیجکر پریون کو دوال و اسباب دلوا دیا پریون نے
شہزادہ کی ہمت و جرات پر نہایت تحسین و آفرین کی اور وہان سے روانہ ہوگئین بعد ازان
الوان دیو شہزادہ رستم کو اپنی گردن پر سوار کر کے جزیرہ کافور مین لایا وہان دیکھا کہ
ایک باغ جنت نظیر ہے اور ایک چبوترہ پر دیو نہنکال سو رہا ہی الوان نے چاہا کہ
اُسے قتل کرے رستم نے قبول نکیا اور اُسے بیدار کیا نہنکال نے آنکھ کھولکر رستم کو دیکھا
اور کہا کہ تیرے ہاتھ سے عاجز ہو کر مین یہان آیا تو نے یہان بھی مجھے چین نہ لینے دیا یہ کہکر ایک وار
دار تمشاد کا رسید کیا رستم نے خالی دیا وار زمین پر گر پڑی کہ اُسکی ضرب سے پانی نکل آیا رستم نے
جھپٹ کے نہنکال کا ہاتھ پکڑکر زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھکر سر دھڑ سے کھینچ لیا الوان دیو
وغیرہ کھڑے دیکھ رہے تھے رستم کی زور و قوت دیکھکر دنگ ہوگئے اور رستم کے پاس
حاضر ہو کر تمام مال و اسباب دیو نہنکال کا اٹھا اٹھا کر لانے لگے بیشمار صندوق تھے اور ان صندوقون
مین ایک صندوق طلائی تھا اور قفل طلائی اُس مین لگا ہوا تھا دیوون نے قفل
اُسکا توڑا شہزادہ نے دیکھا کہ بہت سی انگوٹھیان جواہرات کی ہین اور اُن مین ایک لوح زبرجد کی ہی کہ
حروف اسپر یاقوت احمر کے ترشے ہوے جڑے ہین اور ایک ڈورا نہایت معقول موتیون سے
گندھا ہوا اُس مین پڑا ہوا ہی شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور لوح کو اٹھاکر جو پڑھا تو
اُس مین بعد بسم اللہ کے لکھا تھا کہ یہ لوح طلسم فولاد کی ہی جسکو کتاب عجائب مین سام بن نوح نے بنا کیا
ہی اور یہی لوح کلید طلسم مرجان کی بھی ہی کہ چھ ہزار برس قبل زمانہ حضرت سلیمان علی نبینا
وعلیہ السلام کے بندھا ہوا ہے اور بنانے والا اس طلسم کا وہی بادشاہ ہے کہ جس کا نام سام
بن نوح ہی اور اس طلسم کو درمیان دریاے محیط کے باندھا ہی اور ایک صندلی یاقوت اور
چالیس ہزار خشتان مرجان اور چار ہزار صندوق نقد و جواہر کے اور ایک طبل مرجان کہ جسکی
صدا بارہ فرسنگ تک جاتی ہی اُس طلسم مین یہ سب سامان وہان رکھا ہوا ہی اولاد آدم مین سے
جو کوئی دلیر اس دولت عظمی کو پاے اور ارادہ طلسم کشائی کا کرے پہلے وہ دیو جبلان سے ہاتھ دھوے
اور دیو نہنکال کو قتل کرے بعد اُسکے عازم کوہ مرجان کا ہو وہان ایک پہاڑ سے
تین درہ کا ایک درہ مین اُسکے ایک پتھر رکھا ہوا ہی کہ تمام جہان کے جوہری اُسے دیکھکر
کہتے ہین کہ اُس مین اور زمرد مین فرق نہین ہی تو اول اُس تختہ سنگ زمرد خام کو

جو مرجان کوہ مین ہی ایک زنجیر محکم باندھکر بہت سے آدمی اُسے زور کرکے اُٹھائین ایک شرارۂ آتش اُس سے
نکلیگا اپنے تئین اُس آگ سے محفوظ رکھے بعد تھوڑی دیر کے جب شرارۂ آتش فرو ہو جائے گا تو وہان
ایک نقب ظاہر ہوگی اور اُس نقب مین سے ایک دیو سرخ گرز مرجان یاقوت نگار ہاتھ مین لیے
ہوئے پیدا ہوگا تو چاہیے کہ وہی گرز اُس سے چھینکر اُسکو قتل کرے ایک طوفان عظیم برپا ہوگا جب
طوفان برطرف ہو جائے تو اُسی نقب مین کود پڑے وہان سے ایک قصر مین پہونچے گا کہ اُس مکان مین
ایک تخت بچھا ہوا ہوگا اور اُسپر ایک بادشاہ زنگی باریش سفید تاج شاہی برسر و چارقب شہریاری
در بر مالائے مروارید کے گلے مین پڑے ہوئے قبائے طلاکار پہنے ہوئے بیٹھا ہوگا اور ایک تخت
وہان بچھا ہوا ملیگا کہ اُسپر ایک قفس رکھا ہوگا اور اُسمین ایک پیر مرد قسم جن سے مقید ہوگا کہ اُس کا
نام حیات جنی ہی اور اُسی مقام پر سات شیر سنجیائے آہنی مین زنجیرون سے بندھے ہوئے
گرد قفس کے ہونگے ای صاحب لوح اول وہ زنگی تجھپر حملہ کرے گا اُس سے کہنا چاہیے کہ ای املاق شاہ
مین نے ابھی اقران دیو عقیق رنگ کو مارا ہی وہ زنگی تجھسے کہے گا کہ کیا نشان رکھتا ہی تو کہنا کہ یہ
گرز سام بن نوح کا میرے پاس ہی وہ گرز کو دیکھکر ایسا وجد مین آئے گا کہ بالکل اپنے سے بیخبر ہو جائیگا
تو ان شیرون پر لوح کا عکس ڈالنا زنجیرین ٹوٹ جائینگی اور شیر رہا ہوکر زنگی کو کھا لینگے
بعد ازان لوح کو شیرون کے درمیان ڈال دینا کہ وہ آپس مین لڑکر مر جائینگے بعد ازان قفس سے
حیات جنی کو رہا کرنا کہ وہ تجکو طلسم فولاد مین پہونچائیگا الحاصل شہزادہ رستم نے لوح مین ان حالات
کو مشاہدہ کرکے بسم اللہ کہکر گلے مین پہن لی اور الوان دیو کے کاندھے پر سوار ہوکر درہ مرجان
کوہ مین گئے وہان آکر دیکھا تو افلاک شاہ و سرمد شاہ تصویر بنے ہوئے بیٹھے ہین دونے ملاقات
کی اور تختۂ سنگ زمرد فام کو زنجیر محکم سے باندھکر دیوون سے اُٹھوایا نقب ظاہر ہوئی اُس مین
رستم کو دوڑے اقران دیو مانند عقیق سرخ گرز مرجان لیے نقب سے باہر آیا شہزادہ نے
بموجب علم لوح اُسی گرز سے اُسکو قتل کیا بعد ازان نقب مین کودے ایک قصر دکھائی دیا
اُس مکان مین جاکر دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ زنگی بیٹھا ہے اور دوسرے تخت پر ایک
قفس رکھا ہی اور گرد قفس کے سات شیر زنجیرون مین بندھے ہوئے سنجیائے آہنی مین بستہ ہین
شہزادہ نے بموجب حکم لوح جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی زنگی کو شیرون سے کھلوا کر حیات جنی
کو قفس سے رہا کیا اور اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا کہ مین حاکم پردۂ لامینغ قاف کا ہون
اور سردار ہون وہان کی تمام قوم اجنہ کا میرا نام حیات شاہ جنی ہی سات برس سے مین اقران دیو
کی قید مین تھا سب نجومیون نے یہ کہا تھا کہ تیری مدد وہ شخص آکر کریگا جو شکنندہ طلسم فولاد کا ہوگا رستم نے
کہا کہ یہ طلسم کیونکر ٹوٹے گا حیات جنی نے کہا کہ اسلحہ اور تیر و کمان دہیکل ہاتھ آوے تو یہ طلسم
شکست ہو رستم نے کہا کہ لاؤ حیات جنی نے کہا کہ مجھے نقب کے باہر لیچلو تو مین حاضر کرون
پس رستم نقب کے باہر لائے یہ دیکھکر افلاک شاہ اُسی وقت مسلمان ہوا اور حیات جنی نے
عرض کیا کہ ای شہریار آپ چندے یہان توقف کیجیے تو مین آپ کے لیے اسلحہ طلسمی
اور فوج جنیان مدد کے لیے ہمراہ اپنے لاؤن اور بعد ازان طلسم فولاد پر آپ کو

لیچلون یہ کہکر حیات جنی غائب ہوگیا بعد چندروز کے تین لاکھ جن آئے بعضون کے ہاتھ مین زنجیر ہائے زرین اور بعضے عود و عنبر کا بخور کرتے تھے اور حیات جنی غرق لعل و گوہر مین تخت پر سوار آیا اور آگے صندوق مرصع ایک جن کے سر پر تھا حیات شاہ جنی نے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور قفل صندوق کا کھولا رستم مسلح ہوا اور ہیکل گلے مین ڈالی تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور الوان دیو کو رخصت کیا اور کہا کہ تم اپنے باغ مین جاکر بآرام تمام رہو الوان نے قبول نہ کیا کہا مین آپکے ہمراہ چلون گا آپ میرے محسن ہین اور آپکی بدولت میرا باغ اور مال و اسباب مجھکو ملا بلکہ میری جان بخشی آپ نے فرمائی مین آپکے قدم چھوڑکر کہان جاؤنگا پس الوان دیو بھی ہمراہ ہوا حیات شاہ نے پریون کو اپنے تخت مرصع اور بارگاہ پر جو اپنے ہمراہ لایا تھا مع شہزادہ سوار کیا دیوون نے تخت کو اٹھالیا اور پریان مروحہ جنبانی کرتی ہوئی ہمراہ تھین رستم نے افلاک شاہ و سرمد شاہ کو بھی اپنے تخت پر بٹھا لیا اور بکمال شان و شوکت نقاب چہرہ بینظیر پہ ڈالے ہوئے فوج دیوون اور جنون کی جلو مین ساتھ لیے بطرف طلسم کے روانہ ہو جہان کہین کہ سواری پہونچتی تھی آواز نوبت اور پریون کے رقص و سرود سے گوش فلک کر ہوتا تھا غرضکہ اسی تجمل اور شان سے شاہزادہ رستم طلسم فولاد کی جانب روانہ ہوئے۔

داستان حمزہ ثانی کا گرداب طلسم مین گرفتار ہونا اور رستم ثانی کا آکر طلسم فولاد کو فتح کرنا

سپیدہ دم کہ فلک جام زر بمیان داد	نسیم غالیہ در دامن گلستان داد	چو چرخ پیرز رخ زرد سپیدہ سرخی
پرستش آینہ داد آفتاب خندان داد	تاند چون فلک کوزہ پشت را دندان	دلم قرص سپیدہ خودش بدامان داد
درست مزد آفتاب را کہ فلک	نہاد زیر زمین با ملا دستا بان داد	حالہ باز چہ چید بیہ چہرہ از خورشید
چو شیشۂ حقہ مینا ش سرمہ چیدان داد	چو شغل بخشش جان داد باد را ساقی	خضر نیابت شغلش بآب حیوان داد
بصبح بادہ جوان خواند بہر لذت عمر	کہ داد عمر و جوانی بباد دستوان داد	زمردگان تبرست آنکہ صبح زندہ نداشت
کہ باد خوش نفس مسیح مردہ را جان داد	غلام باد صبا ام کہ بامداد و بگاہ	صلاح عیش بعشرت سرای مستان داد
بہان حریف گوارا بود شراب نشاط	کہ تخت نقاب را دش بہ بزم سلطان داد	

کشتی شکستگان گرداب رنج و الم و دستنا وران قلزم محیط ظلم و ستم سفینۂ حکایات مصیبت خیز کو ساحل مراد پر لنگر اسطرح حرف نجات زبان پر لاتے ہین اور ورق روایات درد انگیز کو چار موجۂ اندوہ و غم سے خلاصی دیکر یون بیڑا پار لگاتے ہین کہ جب حمزہ ثانی مع لشکر گرداب طلسم مین گرفتار ہوکر درگاہ الٰہی مین مناجات کر رہے تھے اور کل اہل جہاز و کشتی بتضرع و زاری جناب باری سے اپنی نجات کے لیے دست بدعا تھے کہ دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہوا کہ ناگاہ یکبہ تخت آسمان پر بالائے ہوا نمودار ہوئے اور آوازہ نوبت و قرنا کی فلک سے آنے لگی اور بخور سے تمام عالم معطر ہوگیا تھا کہ آتے آتے ایک تخت مرصع بالائے قلعہ فولاد آکر ہوا پر قائم ہوا اور گرد و پیش اُس تخت کے لشکر اس کثرت سے تھا کہ آفتاب چھپ گیا تھا بعد ازان وہ تخت مرصع اُس چبوترہ پر آکر اُترا جو آگے قلعہ کے بنا ہوا تھا سب اہل کشتی دیکھکر حیران ہوئے اور حمزہ ثانی بھی یہ کیفیت مشاہدہ فرماکر متحیر تھے دیکھا کہ ایک نقابدار نہایت شوکت و شان سے تخت پر متمکن ہے اور دو شخص اور جلیل القدر سامنے اُسکے بکمال ادب بیٹھے ہوئے تھے اور پریان کھڑی ہوئی مگس رانی کر رہی ہین

کہ اتنے مین اُس پری نے جو چبوترہ پر بیٹھی ہوئی تھی اُٹھکر جام مے طیار کیا اور نقابدار کے حضور مین پیش
کیا نقابدار نے اُسکے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور لوح کا عکس اُسکے اُوپر ڈالا کہ وہ سوختہ ہوگئی اُسکے
جلتے ہی ایک ہوائے تند چلی اور دریا موج زن ہونے لگا تمام کشتیون مین تلاطم پیدا ہوا اور ایسی
ایک آواز خوفناک آئی کہ آب دریا مثل موج کانپنے لگا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتے ہین تو ہزارہا
جانور آسمان پر نمودار ہوئے اور ایک جانور اُس مین قوی الجثہ تھا کہ منقار اُسکی مثل نیزہ کے
تھی وہ جانور نقابدار کے قریب آیا نقابدار نے تیر اُسکے سینہ پر مارا کہ تیر کے صدمے سے وہ مرغ
زخمی ہوکر دریا مین گرا اور ایک آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی اور تمام جانور مثل آتشبازی کے
قطرات خون اُس طائر بزرگ سے جلکر دریا مین گرے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقائے جادو دیو د
افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ان جانورون کے دریا مین گرنے سے ایک شور عظیم پیدا
ہوا اور غول و بیابان اور برج قلعہ کے دریا مین گرنے لگے دروازان دیوار قلعہ کی شق ہوئی اور ایک
دروازہ پیدا ہوا اُس دروازہ سے ایک دیو سیاہ برآمد ہوا کہ اُسکے بارہ ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ مین
مختلف حربے لیے ہوئے تھا نقابدار نے اسم جو لوح پر کندہ تھا پڑھکے ایک ضرب تیغ الا اللہ کمر
لگائی کہ ایک ہی ضرب مین دس ہاتھ اُسکے قلم ہوگئے فقط دو ہاتھ باقی رہ گئے وہ دیو نقابدار
کے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی پہر بہر تک زور ہوتے رہے آخرالامر نقابدار نے لنگر دیو کا اکھیڑ کر
زمین پر دے مارا اور سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا کہ ایک تلاطم دریا مین پیدا ہوا اور تمام کشتیان
اور جہاز متزلزل ہوگئے کبھی پانی کے اُوپر جاتے تھے کبھی پانی کے نیچے ہوجاتے تھے اور چکر
کھا رہے تھے اور تمام دریا مین تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین دکھائی دیتا تھا ایک
ساعت تک یہی کیفیت رہی بعد گھڑی بھر کے آثار تلاطم برطرف ہوئے اور سکون ہوا اور تمام کشتیان
و جہاز ساکن ہوئے اب جو دیکھا تو خزینہ دار طلسم آیا اور نقابدار کو سلام کیا اور کنجیان خزانے کی
نقابدار کے حوالے کین بعد ازان دو ہزار پریزاد قلعہ سے نکلے نقابدار کو سلام کیا اور کہا مبارک
ہو یہ طلسم فتح ہوا ظلمات دیو کو آپنے مارا عنقائے جادو کو جہنم واصل کیا اب کوئی اندیشہ کا
مقام نہین ہے نقابدار نے حیات جنی کو حکم دیا کہ قلعہ مین جاؤ اور جو کچھ وہان اسباب و سامان
ہو سب لے آؤ حیات گیا اور بارگاہ ہزار ستون مرجان نگار سام بن نوح و سلاح مرجان
نگار و گرز مرجان و خفتان و ساز مرکب مرجان مرصع اور خاص سلاح و پوشاک سام بن
نوح و جمہاے پر از اشرفی و روپیہ و جواہرات وغیرہ اُٹھا کر لایا اور طبل مرجان بھی وہان سے
برآمد ہوا کہ جسکی صدا دو سو فرسنگ تک جاتی تھی چنانچہ اُس طبل پر دوال لگائی کہ گوش فلک
کر ہوگئے زمین و زمان اُسکی آواز سے گونج گیا کشتیان گرداب سے نکلین امیر ثانی
اپنے سر کی قسم دی کہ ای بہادر نقابدار جلد ہمارے پاس آؤ رستم حمزہ ثانی کی کشتی پر
آیا اور قریب جاکر بہت دقت اور اصرار سے نقاب چہرہ انور سے اُٹھائی امیر ثانی رستم کو
دیکھکر بہت خوش ہوئے اور آواز دی کہ ایرج آؤ اور اپنے فرزند کو دیکھو ایرج بھی جلدی سے
آئے اور فرزند کو گلے سے لگا کر فرط مسرت سے غش مین گر پڑے کیوڑا گلاب عرق بید مشک

چھڑکا گیا جب اُنکو ہوش آیا آخرالامر سب سرداروں نے رستم سے ملاقات کی اور نہایت خوش و خرم ہوئے بدیع الملک نے اپنے دل مین کہا کہ اگر امیر ثانی صندلی یاقوت رستم کی بالادست ایرج کے دیکھواوینگے تو مین نے جو صندلی پائی ہی وہ بالادست نورالدہر کے بجائی جاویگی ایسا کچھ تصور اپنے دل مین بدیع الملک نے کیا غرضکہ رستم کے آنے کی خوشی مین اور گرداب طلسمی سے نجات پانے کی مسرت مین مجلس عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمبر جام بادۂ مشکبو لیکر حاضر ہوے مغنیان خوش گلو ساز چنگ و رباب بجانے لگے آواز ہوشا ہوشی و نوشا نوش بلند ہوئی اس غزل کے گانے سے اور کیفیت دوچند ہوئی ؎

توانگرا دل درویش خود بدست آور
کہ این معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند
براین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند
زمہربانی جانان طمع مبر حافظ

بہوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
کہ مخزن زر و گنج و درم نخواہد ماند
سروش عالم غیبم بشارتے خوش داد
کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند
چہ جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بد است
کہ نقش مہر و نشان ستم نخواہد ماند

چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
غنیمتے شمر ای شمع وصل پروانہ
کہ بہ در گرمش کس بدرم نخواہد ماند
سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود
کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند

جبکہ بہادروں کے دماغ بادۂ ناب گرم ہوے تو طہماس نے کہا کہ ای بدیع الملک خداوند تعالی نے آپ کو کچھ ایسا توکر و تابود عطا فرمایا ہی جو کوئی مثل میرے لازم رکھے وہ آپ کی برابری کرے رستم نے کہا کہ آپ لوگ مجھے ذلیل کرتے ہین اور مجھپر آوازے کستے ہین حمزہ ثانی نے منع کیا کہ یعنی اس تکرار کو جانے دو آپس میں یہ بے لطفی اچھی نہیں لطف و انبساط کی باتین کرو رنج و ملال کو راہ نہ دو غرضکہ یہ شکر رنجی برطرف ہوئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا اتنے مین حیات جنی نے آکر حمزہ ثانی کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ یہان سے جہاز و کشتیان جب روانہ ہونگی تو پہلے جزیرہ طنجہ مین پہونچینگی امیر نے فرمایا کہ یہ بھی بہتر ہی الحاصل وہان سے روانہ ہو کر جزیرہ طنجہ مین پہونچے اور طنجہ شاہ کو پکڑ کر قتل کیا اس جزیرہ کے مرد و زن نے امان مانگی امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان چنانچہ جملہ مردمان جزیرہ مسلمان ہوے الماس دریا برد کو تلاش کیا اُسے نہ پایا وہ لاہوت کے پاس یہ مژدہ لیکر گیا تھا کہ مین نے امیر کے جہازون کو گرداب طلسمی مین پھنسا دیا ہی کہ قیامت تک وہان سے نجات ممکن نہین ہی جب وہ نملا تو تمام خانمان اُسکا تباہ و برباد کر دیا اور اُسکی ذریات کو قتل کیا بعد ازان مع الخیر سب ملکر جزیرہ طنجہ سے کوچ کر کے طرف جابلقا کے روانہ ہوے اب

دو کلمہ داستان لاہوت کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوت شہر جابلقا مین پہونچا تو ایک میدان سبز و خرم مین فرو کش ہوا بہمان بلا فتور تو پہلے ہی سے کیا ہوا تھا چنانچہ پسر جمشید مراتب سے آگرا سنے خبر دی تھی اُسنے سب سامان جمع کر دیا تھا اور رسد وغیرہ بہم پہونچا رکھی تھی یہ لشکر ہمراہ لیکر استقبال لاہوت کو آیا اور پابوسی کر کے شہر مین لایا مجلس عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام گردش مین آیا رامشگران خوش گلو نغمہ طرب گانے بجانے لگے رنگین گرمی صحبت مین الماس دریا برد نے پہونچکر مژدہ گرفتاری امیر گرداب طلسم فولاد مین لاہوت کو سنایا اور مجمل بیان کیا لاہوت یہ خوشخبری سنکر الماس سے نہبت

خوش ہوا اور اسکو خلعت دیکر داخل مصاحب خاص کیا ۱۳ اینکہ خبرداروں نے یہ خبر پہونچائی کہ رستم
پسر ایرج نے آکر طلسم فولاد کو شکست کیا اور طغرل شاہ و دریات الماس کو قتل کر کے اب اسطرف
آتے ہیں اور عنقریب پہونچا چاہتے ہیں الماس نے کہا کہ خیر آنے دو میں سب کو قتل کرونگا
کوئی میرے ہاتھ سے جانبر ہو نگا مگر لاہوتک یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور شہر کے باہر آیا
مجنون تیغ بند و قہرمان و حارث و قنطور آہن کلاہ و قہر بن ژوپین و فولاد زنگی و
ملک مرداق یہ سب اسکے ہمراہ رکاب تھے غرضکہ بیرون شہر آکر خیمے برپا ہوئے لاہوتک نے
اپنے لشکر کا جائزہ لیا دیکھا تو ساٹھ ہزار پیدل و سوار تھے چنانچہ مجنون تیغ بند کو سپہ سالار
مقرر کیا اور آفت کو واسطے لانے خبر کے روانہ کیا اس عرصہ میں امیر ثانی بھی جابلقا میں پہونچے
اور لشکر جہازوں اور کشتیوں سے اترکر مثل مور و ملخ کے ایک میدان سبزہ زار میں آکر
اترا طبل مرجان و کوس اسکندری پر چوب پڑی کہ اسکی صدا سے زلزلہ تمام جابلقا میں پڑ گیا
امیر ثانی آکر بارگاہ میں بیٹھے اور گرد و پیش کل سرداروں کی بارگاہ میں اور خیمے نصب ہوئے
آفت بن ملذیہ بن کذاب نے اکر رستم کو دیکھا کہ بر محل تمام بارگاہ مرجان نگار میں
بیٹھا ہوا محفل عیش و نشاط میں بادہ خواری کر رہا ہے مجلس آراستہ ہے رقاص گرد و پیش
جمع ہیں مطربان خوش آواز نغمہ چنگ و رباب میں مصروف ہیں اس نے خدمتگاروں اور
ملازموں سے دریافت کیا کہ یہ کون سردار ہے لوگوں نے کہا شہزادہ رستم ثانی بن ایرج نامدار
شکنندہ طلسم فولاد یہی ہیں اس نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ آج رات کو اسی سردار کو مارنا
چاہیے یہ تصور کر کے خاموش ہو رہا اور اپنی عیاری کی فکر کرنے لگا جبکہ رات ہوئی اور سرہنگ
آفتاب نقب مغرب میں پوشیدہ ہوا رستم بارگاہ سے اٹھکر خوابگاہ میں تشریف لے گئے
یہ آفت کا پرکالہ بھی نقب دیکر بارگاہ میں آیا اور دربانوں محافظوں کو بیہوش کر کے قتل کر ڈالا
اور رستم کی طرف متوجہ ہوا لیکن حسب اتفاق عیار رستم سیارہ کوچک نام جو کہ بالا دستی کے لیے
گیا ہوا تھا اسوقت بارگاہ میں پہونچا کہ یہاں کی خبر تو دکھاؤں کہ کسی محافظ و پاسبان کی آواز
معلوم نہیں ہوتی بارگاہ میں جو آکر دیکھتا ہے تو بالکل اندھیرا پڑا ہوا ہے چراغ گل اور بگڑی غائب
یہ حال دیکھکر اسکا ماتھا ٹھنکا اور فلیتہ عیاری روشن کر کے بارگاہ کے اندر قدم جو ہیں رکھتا
ہے کیا دیکھتا ہے کہ چند شخص محافظوں اور دربانوں سے مرے ہوئے پڑے ہیں بس جلدی سے آہستہ
آہستہ اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش قریب پلنگ رستم کے پہونچ گیا ہے اور چاہتا ہے
کہ قتل کرے کہ سیارہ نے پشت پر سے آکر ایک خنجر اس پھرتی سے آفت پر لگایا کہ ایک پہلو سے
نکلکر دوسرے پہلو پر پہونچا ایسا بھرپور ہاتھ پڑا تھا کہ آفت نے سانس بھی نہ لی اور وہیں تڑپکر
جان دی کہ اتنے میں رستم خواب سے بیدار ہوئے دیکھتے ہیں کہ ایک عیار سیاہ پوش قتل کیا
ہوا پڑا ہے اور سیارہ کوچک خنجر بکف استادہ ہے گھبرا کر رستم نے حال دریافت کیا سیارہ نے سب
کیفیت بیان کی رستم نے اٹھکر سیارہ کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی کہ بھائی تمنے اسوقت
میری جان بچائی ورنہ اس مردود نے تو اپنا کام کر ہی لیا تھا کچھ باقی نہ تھا بڑی تمنے ہوشیاری کی

مبتلا گشتم درین دام بلا　　کوشش آن حق گزاران یاد باد
گرچہ یاران فارغند از یاد من　　از من ایشان را ہزاران یاد باد
این زمان در کس وفاداری نماند　　زان وفاداران و یاران یاد باد

غرض فلک سیارہ کی نسبت بہت سے کلمات تحسین و آفرین کے ارشاد فرمائے جبکہ اس دہر پر آفت سے تاریکی شب نے بستر اُٹھایا اور ترک خاور خوابگاہ مشرق سے آنکھین ملتا ہوا برآمد ہوا صبحکو یہ خبر لاہوتنک کو پہونچی کہ رات کو آفت مارا گیا فیروز و بلاشور نے اس واقعہ کو سنکر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور رونے لگے الماس نے کہا کہ گریہ موقوف کرو مین جاکر کارروائی کرون گا دیکھنا کہ اسکا بدلا کیسا لیتا ہون اور کیا آفت برپا کرتا ہون کہ وہ مقدمہ گرداب کو بھول جائین بلاشور نے لاہوتنک کے سامنے الماس کی بہت تعریف کی لاہوتنک نے کہا جا مین نے تجکو اپنا بندۂ خاص الخاص کیا الماس سجدہ کرکے چلا شبرنگ بن عمرو بشکل مبدل استخبار کے لیے بارگاہ لاہوتنک مین کھڑا تھا اس نے سب کیفیت بلاشور و الماس کی سنکر چاہا کہ کچھ کام نہ کرون پھر اس نے دل مین سوچا کہ مبادا الماس مردود لشکر مین پہونچکر داغ تازہ تیرے دلپر پہونچا جاے بہتر ہے کہ چلکر پہلے سبکو ہوشیار کردون اور بن پڑے تو راستہ ہی مین اسکا کام تمام کردون شبرنگ یہ سوچکر الماس کے تعاقب مین چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک غلغلہ بلند ہوا اور لوگون نے آکر خبر دی کہ پدر اکوان چہار دست کہ نام اسکا گرگرہ فیل دندان چہار دست ہے قلعہ سے واسطے مدد خداوند کے آتا ہے لاہوتنک نے یہ خبر سنکے چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا اور خود در خیمہ تک پیشوائی کرکے گرگرہ کو بارگاہ مین لایا اور اسکے واسطے صندلی برابر صندلی مجنون تیغ بند کے کہ وہ سب سے مقدم بیٹھا تھا بچھوائی گرگرہ اپنی کسر شان سمجھکر آزردہ ہوا اور مجنون سے کہا کہ اُٹھ جا یہان سے تو میری برابری کرتا ہے تیری بھی یہ اصل و حقیقت ہے کہ میرے برابر بیٹھے مجنون نے کہا کہ مین سپہ سالار لشکر خداوند کا ہون اور مین نے بڑے بڑے کارنمایان کیے ہین یہ سنتے ہی گرگرہ نے ہاتھ پکڑکے مجنون کو اُٹھا لیا اور ایسی ایک گردش دی کہ مجنون زمین پر گرکے لوٹنے لگا گرگرہ اسکے دنگل پر بیٹھ گیا یہ حال دیکھکر لاہوتنک برچند برہم ہوا مگر گرگرہ کے خوف سے دم بخود ہو رہا بعد ایک لمحہ کے مجنون کو ہوش آیا ملک مرواق نے مجنون کو گرگرہ کی خدمت مین لاکر معذرت کی مجنون نے ہاتھ گرگرہ کے چومے بعد ازان لاہوتنک نے حکم دیا کہ گرگرہ کے لیے مجلس عیش برپا کیجاے چنانچہ محفل عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق مہرویان شہرہ آفاق آکر حاضر ہوے دور سے گلرنگ چلنے لگا

لطیفہ گر برسد مصر فش گلست دمید　　صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست
زروی ساقی مہوش گلے بچین امروز　　کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
کہ ہاکسے وگرم نیست بوی لطف شنید　　رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید
فغان ز کار و ز بلبل نقاب گل کردہ　　چنان کرشمہ ساقی دلم ز دست ربود

جب کئی جام متواتر گرگرہ نے زہرمار کیے دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسنے پوچھا کہ میرے فرزند کو کسنے قتل کیا ہے لوگون نے کہا بدیع الملک نے آپ نے طیش مین آکر قسم کھائی کہ جبتک قاتل اکوان کو نہ مارونگا کبھی مسلمان پر ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر غصہ مین اُٹھ کھڑا ہوا اور بارادہ قتل بدیع الملک اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ بن عمرو یہ سب حال دیکھکر تعاقب الماس در یا بردین روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر مین آکر ان حالات سے سب نے اطلاع دی حمزہ ثانی نے سب عیارون کو بلاکر کہا کہ الماس بصورت مرد صحرائی کے بنا ہوا عیاری کی فکر مین ہے تم سب کو لازم ہے کہ بہت

ہوشیاری رکھو اگر وہ آئے تو فوراً خبر دو غرضکہ الماس نے اسی شب کو صحرا مین بیٹھ کے نقب لگائی اور خیمہ
رستم ثانی مین آکر پروانے بیہوشی کے شمعون پر اڑائے کہ وہ جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ مین
پیچیدہ ہوا حاجب و دربان سب غافل ہو گئے پس یہ بارگاہ مین آیا کہ رستم غافل سو رہے ہین اپنے بیلہ
عیاری نکالکر اپنے ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی کی پڑیہ رکھکر قریب نتھنے رستم کے لے گیا
جبکہ رستم نے نفس کشی کی سبب بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی تھا چھینک مار کر وہ بیہوش ہو گئے تب
الماس نے چادر عیاری بچھا کر رستم کا پشتارہ باندھکر اور گولا لاٹھی کرکے دیدۂ گرہ عیاری کی
لگا کر پشتارہ بدوش نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوا شیر تنگ نے ہر چند تلاش کیا مگر کہین اسکو
سراغ الماس کا نہ ملا ناچار ہو کر شیر تنگ نے امیر ثانی سے آکر عرض کیا کہ رستم کو الماس
لے گیا ہر شخص ہوشیار ہو کر تلاش کرنے لگا لیکن باوجود اسقدر ہوشیاری کے الماس رستم ثانی کا
پشتارہ لیے ہوئے چلا جاتا تھا قریب صبح کے تو وقت ہو ہی گیا تھا یہ خبر لشکر مین ہوئی ایرج
سنکر بیہوش ہو گئے عیار پیچھے الماس کے چلے ایرج کو تاب نہ آئی مرکب پہ سوار ہو کر پیچھے چلے
پھر تو قاسم اور بدیع الملک اور نور الدہر بھی چلے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ لشکر مین تلاطم برپا ہو
خود بھی سوار ہو کر چلے الماس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ رستم چشم و چراغ لشکر اسلام ہین اسکے پیچھے عیار
ضرور آئینگے اس نے وہ راہ چھوڑ دی اور راہ غلط اختیار کی کہ بختیار و عمرو ثانی و شیر تنگ بن قران
و بیارہ کوچک پہونچے اور نعرہ مارا الماس نے کہا اگر تمنے مجھے پکڑا تو مین اسے مار ڈالونگا اس کے
چھڑانے کی فکر مت کرنا یہ کہکر پشتارہ کھولا اور خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ عیارو اگر تم میرے پاس آئے تو مین
رستم کو مار ڈالونگا یہ دیکھکر عیار پریشان ہوے اور خوشامد کرنے لگے اتنے مین آثار صبح کے نمودار ہوے
اور روشنی سحر کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر گرگرہ کو پہونچی کہ الماس پشتارہ رستم کا لیے آتا تھا کہ عیارون نے
اسے گھیرا ہے پس یہ خبر سنکر گرگرہ فوراً اپنے مرکب پہ سوار ہو کر چلا عیارون نے دیکھا کہ گرد اٹھی اور گرگرہ
فیل دندان آپہونچا الماس اسے دیکھکر خوش ہوا اور کہا کہ ای عیارو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا
سب عیار گرگرہ کو دیکھکر اسی جگہ ٹھہر گئے گرگرہ آگے آیا اور احوال پوچھا الماس نے سب حال بیان
کیا گرگرہ نے چاہا کہ سر رستم کا جدا کرے کہ ایرج پہونچا ہزار سوار اسکے ہمراہ تھے برابر گرگرہ کے پہونچکر
نعرۂ اللہ اکبر کہا گرگرہ ایرج سے لڑنے لگا اور ایرج کو زخمی کیا اسوقت گھوڑا ایرج کا حالت زخمداری
مین ایرج کو میدان سے نکال لے گیا کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا مگر دلیران اسلام اس مقام پر
پہونچ گئے کہ یکایک اسیوقت ایک گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد ہواسے شگافتہ ہوا تو چالیس علم نشان
چالیس ہزار سوار جرار کا نمودار ہوا اور حمزۂ ثانی نیچے علم شیر پیکر کے طبل اسکندری اور مرجان بجاتا ہوا مع لشکر
اسلام کے پہونچے اور جنگ عظیم شام تک رہی رات کو طبل امان بجا لیکن ایرج اور رستم و الماس کو نہ پایا
سب عیار صورتین بدل بدلکر چلے اور سب سردار اپنے اپنے مرکبون پہ سوار ہو کر روانہ ہوے اور اس جرائی مین ایک
سبزہ زار خوشگوار تھا وہان آکر ٹھہرے خیمے برپا ہو گئے عیارون نے دروازۂ بارگاہ لاہوتنگ شاہ پر آکر
دیکھا کہ لاہوتنگ تو خوش و خرم اور گرگرہ اپنی مسند پہ بیٹھا ہے اور دیگر کفار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوے ہین کہ الماس
آیا اور رستم کو لایا الماس پہ بیحد جواہر نثار کیا اور رستم کو ہوشیار کیا رستم نے ہوشیار ہو کر نام خدا تعالی کا لیا الماس نے

کہا یہی شخص ہے کہ جس نے طلسم فولاد شکست کیا ہے پس بجگان کی اصلاح سے رستم کے قتل کا حکم ہوا گرگرہ نے پوچھا
کہ اسی نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے تمام گبر بولے کہ اس نے نہیں بدیع الملک نے اسکو مارا ہے گرگرہ نے
کہا کہ مین نے شرط کی تھی اور اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ جس وقت تک اپنے فرزند کے قاتل کو نہ مارون گا
ایک خداپرست کو بھی قتل نہ کرون گا حکم ہوا اسکو قید کرو لاہوتک نے کہا مین نے جب خداپرستون کو قید
کیا ہے تو پشیمانی اٹھائی ہے گرگرہ نے عرض کی کہ اسے مجھے دیدیجیے پس گرگرہ نے رستم کو قید کرکے شہر
جابلق کی طرف روانہ کیا اور تولے مشت زن و مجنون تیغ بند اور مراتب شاہ پسر
جمشید کشورکشا کو ہمراہ کر دیا گرگرہ نے پھر طبل جنگی بجوایا اور میدان مین آیا آذر بن سفاک نے
میدان مین نکلکر غضنفر بن اسد کو زخمی کیا دن بھر جنگ و جدال رہی دونون طرف کے بہادر زخمی
ہوے اور مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے آجکی رات کو پھر
گرگرہ سے الماس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور تمھارے فرزند کے قاتل کو لاتا ہون پس الماس بارگاہ
بدیع الملک مین آیا اور بیہوش کرکے چند آدمیون کا سر کاٹا اور لوٹ مار کر بدیع الملک کے پلنگ کے
نیچے آیا لیکن نورالدہر آج رات کو کمینگاہ مین بیٹھے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ الماس ضرور آئے گا
اور بدیع الملک بھی اس کھٹکے مین نیم بیدار تھے کہ الماس نے پلنگ کے نیچے سے نکلکر قصد گرفتاری
بدیع الملک کیا کہ نورالدہر فوراً جست کرکے قریب اسکے پہونچے اور بدیع الملک بھی ہوشیار
ہوکر اٹھ بیٹھے الماس یہ حال دیکھکر فوراً بھاگا اور بیرون بارگاہ آیا بیابان در بارگاہ پر ایک گوشہ مین
شبرنگ گھات مین بیٹھا ہوا تھا یہ اپنی جگہ سے کودا الماس نے ایک جال مارا کہ شبرنگ گرا
بدیع الملک نے جانا کہ شبرنگ مارا گیا پس ایک خنجر مارا مگر الماس باہر نکل گیا
بدیع الملک نے پیچھا اس کا کیا ہرچند الماس نے چاہا کہ داخل بارگاہ لاہوت شاہ ہووے
بدیع الملک بھی پیچھا اس کا کیے ہوے بارگاہ لاہوت شاہ تک پہونچ گئے اور وہین سر اسکا
قلم کرکے فتراک مین باندھ لیا یہ خبر لاہوت شاہ کو ہوئی حکم دیا سب کو سوار ہوے شہزادہ کو چارون
طرف سے گھیر لیا گرگرہ اپنی بارگاہ مین شراب پی رہا تھا کہ خبردارون نے اسکو بھی خبر پہونچائی کہ شاہزادہ
دروازہ بارگاہ لاہوت پر آکر الماس کو مارا پس گرگرہ قہر و غضب مین آیا اور چار تلوارین لیکر سوار
ہوا اور در بارگاہ لاہوت پر آکر مقابلہ شاہزادہ کا کیا شاہزادہ زخمی ہوا اور غل مچا نورالدہر اور
طہماس اور سکندر اور داراب اور تہمور پہونچے بدیع الملک کو زخمی دیکھا ان سب سرداران نے
ساٹھ سرداران لاہوت کو مارا اور پھر گرگرہ کیطرف رخ کیا بدیع الملک نے جب یہ حال دیکھا حالت
زخمداری مین ایک ضرب تیغ سر پر گرگرہ کے ماری کہ تلوار سر کاٹتی ہوئی جگر تک پہونچی ایک غل و شور
اٹھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ہزارہا کافر اس لڑائی مین مارے گئے اور
قریب تھا کہ بارگاہ لاہوت شاہ کی سرنگون ہو کہ طبل امان لشکر کفار مین بجا سب سرداران لشکر
اسلام ٹھہر گئے بجگان نے ایک دو تیر لاہوت پر مارا کہ بھاگ ورنہ تو بھی ان خداپرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے پس یہ بھی ایک سمت کو بھاگا اس جنگ مین مرکب بدیع الملک کو
زخمداری کی حالت مین لیکر ایک سمت کو نکل گیا امیر ثانی نے ہرچند تلاش کرایا مگر کہین سراغ نہ ملا

عیاروں کو واسطے تفحص کے روانہ کیا

داستان ایرج کا زخمی ہو کر نکل جانا

بیا ساقی آن می کہ جان پرورست | چو آب روان تشنہ را درخورست
بمن دہ کہ می خوردن آموختم | دران غم کہ از تشنگی سوختم

موزخان شیرین کلام اس داستان فرحت التیام کو یون زیب گوش سامعین کرتے ہین کہ جب مرکب وفادار ایرج نوجوان کو چودہ فرسنگ مقام جنگ سے نکال لے گیا تھا تو ایک صحرائے سبز و خرم مین پہونچا اور چشمہ سے پانی پیکر پھریری جو اسنے لی اور جنبش اسکے جسم کو ہوئی ایرج پشت سے زمین پر گرے وہان کا حاکم ایک پیر مرد سام صحرا نشین نامے تھا کہ جسکو حاتم نے زیر کیا تھا غرضیکہ یہ ہین اور ایک روایت مین یون تحریر کیا ہے کہ بہرام بن سام جبکہ واسطے دیکھنے اپنے دیہات و مواضع کے اسطرف آنکلا اُس نے ایرج کو اس مقام پر پڑے ہوئے دیکھا جلدی سے پاس ایرج کو اُٹھوا کر اپنے مکان پر لایا زخمداری مین مصروف ہوا اور نہایت خاطرداری اور دلجوئی اور عاجزی اور مدارات سے اُنکو مقیم کیا جبکہ دس روز کے بعد زخم ایرج کا اچھا ہو گیا اور غسل صحت اُنھون نے فرمایا دیکھا کہ سام مرد خدا پرست ہے کرکے خنجر مرصع نکالکر اسکو بخشا اور فرمایا کہ ہمارے لشکر مین آنا تمپر اور عنایتین کیجاینگی غرضکہ ایرج اُس سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کی راہ لی سام نے اپنے بیٹے بہرام کو ایرج کے ہمراہ کر دیا اور راہ کا نشان بتایا مگر اتفاق سے راہ بھول گئے نہایت حیران و پریشان ہوئے مگر توکل بخدا ایک جانب کو چلے ایک بلندی انکو دکھائی دی اور غلغلہ سنا گھوڑا اُسیطرف اُٹھایا دیکھا ایک جنگل ہے بہت بڑا دس فرسنگ لمبا اور دس فرسنگ چوڑا بس یہ اُسی میدان کی طرف چلے اور جاتے جاتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ قریب شہر کے ایک نہر ہے اور اس نہر مین ایک گنبد سنگ یشم کا نہایت معقول بنا ہوا ہے اور دروازہ شہر پر گنبد منقش کے موتیون کے گچھے اور جھالرین اُسمین لگی ہوئی آویزان ہین گنبد کے آگے ایک چبوترہ سنگ یشم کا بنا ہوا ہے اور اُسپر ایک تخت شاہی بچھا ہوا ہے اور قریب اُسکے ایک کرسی جواہر نگار رکھی ہے گرد و پیش اور کرسیان نصب ہین ایرج یہ کیفیت دیکھنے لگے کہ یکایک شہر کی جانب سے سواری ایک بادشاہ کی برآمد ہوئی اور کنارہ نہر کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوئے اور چبوترہ پر جو کہ گنبد کے آگے بنا ہوا تھا جاکر کرسی مرصع پر بیٹھے ایرج کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوئی اور مرکب اپنا بہرام کو جو ہمراہ تھا دیکے یہ بھی نہر کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہو کر اسی سمت چلا ایرج کو کوئی مانع نہوا اتنا ایکہ یہ بھی چبوترہ پر جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ گنبد کا دروازہ کھلا اور ایک پیر مرد سفید پوش گنبد سے نکلکر تخت پر آکر بیٹھا سب نے اُسکی تعظیم کی اب جو دیکھا تو بادشاہ کرسی مرصع پر بیٹھا ہے اور مصاحب گرد و پیش اُسکے کرسیون پر متمکن ہین اور گرد اس چبوترہ کے فوج کھڑی ہے اور ایک نقابدار سیاہ پوش بھی قریب تخت کے کرسی پر بیٹھا ہے یہ ماجرا دیکھکر ایرج بہت متعجب ہوئے غرضکہ پیر مرد جو تخت پر آکر بیٹھا تھا ایک کتاب اُسکے ہاتھ میں تھی جب اُسنے کتاب کو کھولا اور توصیف خداوند سہیل امداد بخش کی بیان کرنا شروع کی تو ایک تلاطم نہر مین پیدا ہوا اور نہنگ و ماہیون نے سر نکالکر بلائے آسمان نگاہ کی کہ دفعۃً ایک ستارہ آسمان پر پیدا ہوا اور ایک نیزہ بلند زمین سے آکر قائم ہو گیا کہ

روشنی اسکی تمام نہر پر پھیل گئی اور کل سطح آب اسکی ضیا سے منور اور روشن ہو گیا گویا ایک چاندنی نورانی تمام
دریا پر بچھا دی گئی کہ پروین شاہ اور مرد پیر کھڑے ہو گئے اور ہر ایک نے سجدہ کیا اور ایک صدا آئی کہ سر
اپنے اٹھاؤ کہ مین نے لعنت اپنی تیرہ نصیب کی سبھون نے سر سجدہ سے اٹھایا اور مودب ہو کر بیٹھے کہ ایک آواز
ہولناک ایسی پیدا ہوئی کہ تمام جہان کانپ اٹھا اور کہا کہ ای مغبرین استقدر تم غافل ہو کہ تمھارے درمیان مین
ایک شخص غیر مذہب نبیرہ حمزہ اس مقام پر بیٹھا ہی اور تمکو خبر نہین اس نے مجکو سجدہ نہین کیا
تمکو چاہیے کہ اس سے سجدہ کراؤ اگر وہ طالب کرامات ہو تو اسکو اعجاز دکھاؤ اور اگر طالب زور و طاقت کا
ہو تو پہلوان قدرت سے کہو کہ زیر کرے سب ایرج کی طرف متوجہ ہوے اور سجدہ کے لیے ان سے
کہا ایرج نے جواب دیا کہ اگر کوئی مجکو زیر کرے تو مین سجدہ کرون آخر قرار پایا کہ کل پہلوان قدرت
سے کشتی ہو گی اتنے مین اس پیر مرد نے ایرج کو اپنے قریب بلایا اور کہا کہ تو کیا مذہب و ملت رکھتا
ہی ایرج نے اپنا نام اور مذہب بتایا بعد ازان پیر مرد نے کہا میرا نام مہرانیہ ہی اور اس شہر کو جوزانیہ
کہتے ہین اور پروین شاہ ہمارا بادشاہ ہی اور سیاہ پوش ہمارا پہلوان ہی اور ہم لوگ اس ستارہ کو
ظہر ابھکر اسکی پرستش کرتے ہین اور اس ستارہ کا نام سہیل مرادبخش ہی پس اب مجھپر واجب ہوا کہ
مجکو راہ راست کی دلالت کرون ایرج نے کہا کہ تم راہ باطل سے کیون نہین پھرتے پروین شاہ نے
کہا کہ ای ایرج اگر تو کشتی مین ہمارے پہلوان سے غالب آئے تو بیشک دین تیرا برحق ہی اور اگر تو مغلوب
ہوا اور وہ غالب تو پھر کیا کہتا ہی ایرج نے جواب دیا کہ ایسے پہلوان مین نے بہت دیکھے ہین
سیاہ پوش نے کہا جب کشتی ہو گی تب تجھے بیہودگی کا حال معلوم ہو گا غرضکہ یہ ٹھہرا کہ کل اسی مقام پر
نہر کے کنارے کشتی ہووے الحاصل وزیر پروین شاہ کا آیا کہ اسکا نام مشتری انجم شناس تھا اور
ایرج کو نہایت اعزاز سے اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کی اور رات بہت خاطر داری سے پیش آیا شب بھر
ایرج وہین مقیم رہے صبح کو نہر کے کنارے آئے اور نقابدار سیاہ پوش بھی ہمراہ پروین شاہ کے
آیا اور سحر کر کے کشتی لڑنے لگا شام تک ایرج سے کشتی ہوا کی غرضکہ بزور سحر نقابدار سیاہ پوش نے
ایرج کو باندھ لیا اور سجدہ کے لیے کہا ایرج نے گالیان دینا شروع کین کہ کمبخت ہی تیری
اوقات یہ کہ سحر سے تو نے مجکو بے قابو کر دیا ورنہ کیفیت معلوم ہو جاتی کہ ستارہ نے آسمان سے ایک
نہیب سخت دی کہ ای پہلوان قدرت اس بندہ بے ادب کو کام نہنگ مین ڈال دے نقابدار سیاہ پوش
نے کمر بند ایرج کا پکڑ کے نہر مین ڈالدیا نہنگ نے منہ کھول کے ایرج کو نگل لیا اور نہر مین چلا گیا
بہرام مرکب ایرج کا لیے ہوے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اسنے ایک نعرہ مارا کہ باش او قوم نا ہنجار کہ نبیرہ
حمزہ کو تم نے عذاب مین مبتلا کیا ہی اے کافر وہ چشم و چراغ اسلامیون کا ہی دیکھنا کہ امیر ثانی آکر تمھارا
کیا حال کرتے ہین غرضکہ بہرام یہ کہکر مرکب ایرج کا لیے ہوے وہان سے ایک سمت کو روانہ ہوا

داستان بدیع الملک اور نامہ بھیجنا لاہوت کا برائے قتل رستم ثانی مع دیگر حالات متعلق اسکے

باز گل می آید و دل در بلا خواہد فتاد
ای بسا سر کہ زبان نزہت و تا خواہد فتاد

شورے در جہان بلبلان ما خواہد فتاد
تازہ خواہد شد زشور بلبلان داغ کہن

باز آن سرو خرامان در چمن خواہد گذشت
آتشے ہر دم بجان مبتلا خواہد فتاد

بینک اینک سیر وقان خود دلہا کو باغ	یا زنگر جارہ چنین آشنا خواہد فتاد	تا ز مستی ہر کہ خواہد او فتاد آن چشم مست
تا کرا مین خون جگر فتہ و صلا خواہد فتاد	تیز صبا کس سے بتو سد پائی د زمین ہی ہے	خاک خواہد گشت در راہ کجا خواہد افتاد
نیست بختی آنکہ با ہم تیم خوردان شراب	لیک میترسم کہ آن جرعہ کجا خواہد فتاد	چند ازین سودا کا سر کان بت آید در کنار
خسرو گوہر شود دست گدا خواہد فتاد		

اسیران زندانخانۂ رنج و محن و محبوسان ظلمت کدۂ مکر و فن سلسلۂ سخن کو یہان تک پہونچاتے ہین کہ جب بدیع الملک نے گرگرہ محیل وندان کو قتل کیا تو لاہوت شاہ نے قہر و غضب مین آکر نامہ برائے قتل رستم ثانی لکھکر بلاشور کو دیا اور جابلقا کی طرف روانہ کیا اور کسی کو اس بھید سے خبردار نہ کیا یہ تو نامہ لیکر اس جانب روانہ ہوا اور وہان رستم کہ قریب جابلقا کی پہونچے تمام شہر مین ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ایک شخص نبیرۂ زادہ حمزہ کہ جسنے طلسم فولاد کو توڑا ہے قید ہوکر آیا ہے اتفاقات قضا و قدر دیکھیے کہ جمشید جابلقائی کی ایک دختر ہو نہایت حسین و جمیل کہ حسن و خوبی مین اپنا نظیر نہین رکھتی ملکہ ماہ نوش لب نام اور اسکا عیار ہو کہ اسکو مہتر خیال تیز رفتار کہتے ہین اور وہ بلاشور کا شاگرد بھی ہو اور ملکہ نے بیرون شہر ایک باغ بنوایا ہو نہایت آراستہ و پیراستہ کہ اسکا نام خرم بہشت ہو اسکی شان مین یہ کہتا زیبا ہو

ہر شاخ مین کونپلین ہری ہین	سبزہ اگی ہے کیا بان ہری ہین	گلرنگ زمین باغ ساری
ہر شاخ نہال نو دمیدہ	ہر سرو جوان سر کشیدہ	ہر تاز غنچہ مشک آمیز
		ہر شاخ مہکی ہو بار گل سے
		ہر سمت کو نہر آب جاری
		ہر سبزہ ہو اک نہال نوخیز
		رنگین ہو چمن بہار گل سے

ملکہ اکثر اس باغ مین سیر کے لیے کیا کرتی ہو چنانچہ اس سفر بھی گلگشت باغ مین معروف تھی کہ مہتر خیال نے آکر یہ خبر بیان کی کہ ایک جوان پری تمثال شجاعت مین بے نظیر اور حسن مین زیبا تصویر پسر ایرج رستم ثانی نام جسنے چودہ برس کے سن مین طلسم فولاد کو توڑا اور حمزہ ثانی کو مع گروہ سرداران کے گرداب طلسم سے بچایا اسکو گرفتار کرکے مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند لاتے ہین ملکہ نے یہ حال سنکے کہا کہ ہم بھی اسکے دیکھنے کو جائینگے ملکہ کی ایک دایہ ہو کہ نام اسکا فہمیدہ بانو ہے اسنے ملکہ سے کہا کہ بی بی تمھارا بھائی مراتب شاہ اسکے ہمراہ ہو تمھارا جانا وہان مناسب نہین ہو ملکہ نے ایک رقعہ مراتب شاہ کو لکھا کہ ای بھائی مدت سے ہم تمھاری مفارقت مین رنج جدائی سہتے ہین اور تمھاری صورت دیکھنے کو ترس گئے ہین اب تاب فراق باقی نہین ہو مناسب ہو کہ اپنے دیدار سے چشم انتظار کو منور و روشن کرو اور ایک نظر اپنے تئین مجھے دکھا جاؤ مراتب شاہ نے جب یہ رقعہ پڑھا مجنون سے کہا میری ایک بہن ہو کہ وہ مجکو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہو اور کمال محبت مجکو بھی اسکے ساتھ ہو مدت سے اسے نہین دیکھا ہو ایک شب کے لیے باغ مین جاتا ہون تم قیدی رستم سے خبردار رہنا چنانچہ مراتب شاہ مجنون سے رخصت ہوکر ملکہ کے باغ مین آیا ملکہ نے سرو قد اٹھکر تعظیم کی اور نہایت الفت و محبت سے پیش آئی سامان ضیافت مہیا کیا اکل و شرب کا وقت آیا ملکہ نے شراب پلاکر بیہوش کیا اور عالم غفلت مین انگوٹھی اسکے ہاتھ سے اتار لی اور اسکی طرف سے بنام مجنون ایک رقعہ لکھا اور اسپر مہر اسکی ثبت کرکے مہتر خیال کے ہاتھ مجنون کے پاس روانہ کردیا مجنون نے مراتب شاہ کا رقعہ پڑھا مضمون اسکا یہ تھا کہ قیدی رستم کی یہان بھیجدو کہ مین اسے روبرو باغ مین رات بھر اسکو مقید رکھونگا مجنون نے قیدی رستم کی مہتر خیال کے حوالہ کی

اور تنہا رستم کو بھیجدیا سو جب کہ ملکہ نے مراتب شاہ کی طرف سے رقعہ مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اے
مجنون تیغ بند مین مہتر خیال کو تمھارے پاس بھیجتا ہون تم اپنے لوگون سے کہنا کہ مین تنہا حفاظت
رستم کی کرون گا جب وہ لوگ سب چلے جائین اُسوقت رستم کو بیہوش کرکے ہمراہ خیال ہمارے پاس
بھیجدینا ہم رات بھر اسکو باغ مین اپنے رو برو رکھین گے اور صبحدم تمھارے مقام پر بھیجدین گے شاید
کہ کوئی عیار لشکر اسلام سے اسکے تعاقب مین آیا ہو اور دست برد کرے مگر اس تدبیر سے پتہ کسی کا
نہ لگیگا بس مہتر خیال رستم کو رو برو ملکہ کے لایا ملکہ رستم کا حسن و جمال دیکھکر ہزار جان سے
عاشق ہوگئی اور اُسکو ہوشیار کیا اگرچہ قید دور نہین کی رستم کو جب ہوش آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
مثل آفتاب درخشان کے تاج عنقا سر پر رکھے اور دایہ شمع کافوری ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھی ہی اشعار

پری چہرۂ دیدہ کو دلبری	بہ پیوستہ شد پیکرش پری	لب و چشم و پاکیزہ روی	گل اندام و مشک دم مشکبوی
رخ سادہ و غبغب آویختہ	میان لاغر و سینا آمیختہ	دو ابرو کمان کردہ از غمزہ تیر	بہ تیر و کمان کردہ صد دل اسیر
از ریشۂ زلف او مشک ناب	کہ زلفش کمر بستہ بر آفتاب	ز ہر شور شے کز لب انگیختے	نمک بر دل خستگان ریختے

رستم بھی حال بیمثال ملکہ پری تمثال کا دیکھکر ازخود رفتہ ہوگیا ہے

نہ نظر ہی رہی نہ طاقت تھی	صبر رخصت ہوا نگہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	تھی نظر پاکر جی کی آفت تھی
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز	ہاتھ جانے لگا گریبان تک	اک کے پاؤن پھیلاؤن تک	دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز

رستم تاب نظارہ
جمال بے نظیر ملکہ پری تصویر کی دل اسکا بیہوش ہوگیا ہرچند ملکہ بھی صورت زیبائے رستم کی دیکھکر بیہوش
ہوگئی تھی مگر اس نے ضبط کو کام فرمایا رات بھر محو نظارۂ رخ دلدار رہی صبحدم رستم کو مجنون کے پاس
بھیجدیا اور مراتب شاہ کو ہوشیار کرکے رخصت کیا مراتب شاہ نے اپنے لشکر مین آکر کوچ کردیا
اور شہر جابلقا مین پہونچا اہل شہر واسطے استقبال مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند کے آئے اور
ہمراہ اپنے شہر کے اندر لیگئے اور قلعہ مین پہونچکے رستم کو قید کیا یہان بلاشور کی مان موجود تھی زرقہ
نام ملعونہ عیاری مین بے مثل بلکہ اکثر بلاشور نے اُس سے فن عیاری حاصل کیا تھا اور ایک لڑکی
اُسکے ساتھ تھی کہ دل افروز اسکا نام تھا القصہ رستم کو زرقہ کے حوالہ کیا اُس قحبہ نے رستم کو ایک
مکان مین لیجاکر کنوئین کے اندر قید کیا اور منہ کنوئین کا بند کرکے مکان کو باہر سے مقفل کردیا مگر کنوئین کے
منہ پر ایک سوراخ رہنے دیا کہ اُسی سوراخ سے گردۂ نان و کوزۂ آب دیدیا کرتی تھی رستم اُس
چاہ تاریک مین دن رات ملکہ کے خیال مین زار زار رویا کرتے تھے اور ملکہ بھی شہزادہ کی مفارقت
مین اکیلی شب و روز منہ لپیٹے پڑی رہتی تھی اور گریہ و بکا کرتی تھی ایک دن فہیمہ بانو دایہ ملکہ نے
یہ حال اضطراب کا دیکھا تسکین دینے لگی اور کہا کہ مہتر خیال سے اپنے دل کا حال بیان کرو وہی
اسکی تدبیر کریگا وہ بلاشور کا شاگرد بھی ہے اور ایک مدت سے کنیز صنوبر پر عاشق ہے اور
اُسکو دیکھنے نہین پاتا ملکہ نے اپنے عیار مہتر خیال کو بلاکر وہی کنیز جسپر وہ عاشق تھا اُسکے حوالہ کی
خیال عیار بہت خوش ہوا اور قسم کھائی کہ جس کام کو حضور کا حکم ہو بسر و چشم آسکے بجالاؤن ملکہ نے
اپنا راز عشق اُس سے بیان کیا خیال نے عرض کیا کہ رستم کو زرقہ مادر بلاشور نے کنوئین مین
قید کیا ہی ہرچند رہائی اُسکی بہت مشکل ہی لیکن آپ خاطر جمع رکھین اگر خدا نے مدد کی تو مین

آپ کے اقبال سے اسکو رہا کرونگا یہ اسی فکر مین تھا کہ دایہ نے کہا اے ملکہ اگر دل افروز دختر بلاشور سے
صحبت بڑھاؤ اور اُس سے عالم شراب خواری مین احوال رستم کا پوچھو تو یقین کامل ہے کہ وہ
تبلادے گی خیال عیار نے آفرین کی اور کہا کہ یہ بات خوب بتائی ہے امید ہے کہ اُس سے ضرور ہی
اس راز کا انکشاف ہو جائے غرضکہ دوسرے روز ملکہ نے دل افروز کو بلوا کے اسکو بہت سا انعام
واکرام دیا اور اپنے ساتھ گرم صحبت رکھا جب وہ رخصت ہونے لگی تو تھوڑی دور ملکہ اسکے ہمراہ گئی
دل افروز نے جاکر اُس لطف وعنایت کا حال زرقہ سے کہا اُس نے کہا کہ ہر روز تم ملکہ کے پاس جایا
کرو غرضکہ دل افروز سے ملکہ سے خوب صحبت بڑھی اور ہر روز یہ آنے جانے لگی چھٹے روز ملکہ نے
دل افروز سے جبکہ وہ نشہ شراب مین خوب سرشار تھی پوچھا کہ اے دل افروز زرقہ نے اُس خداپرست کو
کہان قید کیا ہے دل افروز بولی کہ ایک کنوئین مین اُسکو ایسا بند کیا ہے کہ سو ہزار برس تک بھی اگر کوئی ڈھونڈھے
تو ہرگز نہ پائے کیونکہ اُسکو کنوئین مین بند کر کے منہ اُس کنوئین کا خس پوش کر دیا ہے اور ایک پوشیدہ مخزن
اُس کنوئین مین رکھا ہے کہ اسی راہ سے وہ جاتی آتی ہے کتنے دنون تک مین خود نہین جانتی تھی ایک دن مین نے
دیکھا کہ زرقہ گئی اور جلد اُسی راہ سے نکل آئی جب زرقہ سے مین نے بمنت وسماجت
قسم دیکر پوچھا تو اُس نے کہا کہ ہرگز ہرگز تم یہ بھید کسی سے نہ کہنا بس جبکہ دل افروز چلی گئی
ملکہ ماہ نوش نے خیال کو بلوا کے جو کچھ سنا تھا اُس سے بیان کیا خیال نے کہا اگر مین اُس زمین کو
دیکھ لون اور اُس کنوئین کو جان لون تو اُس باغ سے ایک نقب لگاؤن اور رستم کو نکال لاؤن دایہ نے
ملکہ سے کہا کہ مین اسکی تدبیر بتائے دیتی ہون کہ ایک روز آپ دل افروز کے ساتھ زرقہ کے مکان مین
مہمان جایئے اور وہان باتون باتون مین یہ کہیے کہ بہت دنون سے اپنے باپ کو مین نے نہین دیکھا
لہذا ان خیال کو اس بہانہ سے طلب کیجیے کہ مین ایک عرضی اپنے باپ کو بھیجونگی اور کسی ترکیب سے
وہ جگہ خیال کو دکھلا دیجیے اور خط اُسے دیکے خیال کو وہان سے رخصت کر دیجیے تو کام ہوجائے گا خیال نے
دایہ سے کہا تو بھی زرقہ سے کچھ کم نہین بمصداق سگ زرد برادر شغال ہے غرضکہ دوسرے روز ملکہ دل افروز کے
ساتھ زرقہ کے مکان پر بطریقہ مہمانی گئی اور ادھر ادھر کا ذکر مذکور کر کے کہا کہ عرصے سے کچھ خبر باپ کی معلوم نہین
ہوئی خیال کو بلوایا اور راستہ کنوئین کا اُسکو کسی ترکیب سے دکھلا دیا پس ایک عرضی لکھکے خیال کو
دی وہ سمجھ گیا اور جاکر اپنے کام مین مشغول ہوا چنانچہ خیال نے اُس باغ سے ایک نقب کنوئین تک
لگائی اور شب کو رستم کو کنوئین سے نکال لایا اور ادھر ملکہ بھی زرقہ سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین
آئی اور خیال کے انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ شہزادہ رستم کو ہمراہ لیکر باغ مین پہونچا ملکہ نہایت خوش ہوئی
اور رستم سے راز و نیاز کی باتین ہونے لگین اور آروز ہجر کی مصیبتین اور شب فراق کی سختیان دونون نے
رو رو کر بیان کرنا شروع کین بعد ازان ناؤ و نوش کا رنگ جما بوس وکنار کا ڈھنگ ہوا ۔ شعر
شب وصل شکوہ ہا مکنید + شب کوتاہ وقصہ بسیار ست + ہرچند ملکہ کی طلعت زیبا اور حرکات پُر ہوش ادا سے
شہزادہ از خود فراموش ہو گیا تھا مگر بسبب کفر کے آئینہ دل مکدر تھا ملکہ نے دل مین خیال کیا کہ مذہب عشق مین
کفر و اسلام یکسان ہے ۔ شعر

ہم عشق کے بندے ہین مذہب نہین واقف | گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیسا

یہ سمجھکر از سر صدق تو اسلام سے مشرف ہوئی اب کیا تھا دن عید رات شب برات ہر روز عیش وطرب سے کے

جلسے رہنے لگے عاشق و معشوق وصل سے شادکام ہوئے مصروف دور جام بعید عز و غا انجام ہوئے یہ تو یہاں
عیش و عشرت میں مشغول ہیں اور وہاں بلاشور نامہ اسکے قتل کے واسطے لیے ہوئے چلا آتا ہے

داستان نامہ لانا بلاشور کا واسطے قتل رستم کے مع دیگر حالات جنگ و جدال کے

قتل عاشق کسی معشوق کو کچھ دور نہ تھا
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
پہ مدرش عمر کی ترے اے ستم گر دیکھی
دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

پر ترے عہد میں آگے تو یہ دستور نہ تھا
ذکر میرا تو وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
کوئی بھی وضع تھا سینہ یہ کہ ناسور نہ تھا
ورد کے نام سے ای یار بگڑ کیوں جاتا

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور
میں نے پوچھا تو کہا خیر وہ مذکور نہ تھا
محتسب تیغ تو میخانہ میں تیرے ہاتھوں
اسکو کچھ اور سوا دینے کے منظور نہ تھا

مصوران جادو گستر اس قصہ پر درد پری کی شبیہ اس طرح کھینچتے ہیں کہ جب بلاشور نے نامہ مراقب شاہ
اور مجنون تیغ بند کو پہونچایا اور وہ قتل رستم کے لیے بلاشور کے گھر میں پہونچے تو سر چاہ کو
کھلا ہوا دیکھا اور رستم کو اندر اس کنوئیں کے نہ پایا بلاشور نے یہ دیکھکر گریبان اپنا چاک کیا اور تمام
شہر میں تلاش رستم کے لیے پھرا اور ہر گلی کوچہ ڈھونڈھ مارا لیکن رستم کو کہیں نہ پایا آخر تھک کر مکان پر
آیا اور اپنی ماں زرقہ سے اس نے کہا کہ مجھی نے رستم کو ہاتھ سے کھویا تو ہی جہان سے بنے اُسے
پیدا کر زرقہ اپنا بھیس بدل کے پچکیں اور سوئیاں وغیرہ لیکر تبلاش رستم شہر میں روانہ ہوئی اور
اور یہاں لاہوتک نے کفار سے کہا کہ گرزہ تو مارا گیا اب خدا پرستوں سے کون لڑے گا غرضکہ
صلاح شبخون کی ٹھہری کہ شبخون مارکر مسلمانوں کو درجہ شہادت پر پہونچائیں یہ مشورہ کرکے سب نے
شبخون لشکر اسلام پر مارا رات بھر خوب تلوار چلی یہاں تک کہ ترک ابلق سوار مہر کیفیت جنگ دیکھنے برافلاک
نمودار ہوا اور صبح ہو گئی مگر بہادران اسلام اسی طرح لڑائی پر تلے ہوئے ہیں اور دونوں لشکر
فٹ پٹ ہیں نیزہ و شمشیر گرز و خنجر چل رہے ہیں گرد و غبار سے روئے زمین تیرہ و تار ہو رہا ہے
دشت خون مبارزان سے گلنار ہے کہ عین گرمی جنگ میں قاہر بن قہرمان دیو پیرہ نے
بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان نے اسے چور نگ ہوائی کیا اور سکندر فرخ لقا نے ملک مرداق
دیو پرویز بن ہرمز کو زندہ گرفتار کر لیا اور زیور شاہ کو سلیمان نے ماخوذ کیا حمزہ ثانی قلب لشکر
کفار پر جا پہنچے اور جزائل شاہ کے سر کو قلم کیا لاہوت شاہ روبرو سے بھاگا حمزہ ثانی نے
علمدار لشکر کفار کو قتل کرکے علم زنگاری کو گرا دیا شکست لشکر کفار میں پڑی لشکر میں لاہوتک
بے نیل مقصد ہمراہ بختگان جانب جابلقا فرار ہوا سب بھاگتے ہی تمام جگہ پڑ گئی سب کے پاؤں
اٹھ گئے حمزہ ثانی نے تمام ہا رد و بازار اور پڑاؤ لشکر کفار کا لوٹ لیا اور ایک ہفتہ اسی مقام پر
ٹھہرے رہے لہذا اسکے پیچھے بھی متوجہ بطرف جابلقا کے ہوئے لیکن بروقت شکست لاہوتک شاہ
جو بھاگا تو راہ کوہ و صحرا طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کچھ لوگ بھی بھاگے ہوئے اسکے ہمراہ
تھے کہ سرداران لشکر کفار بھی بھاگے ہوئے اسکے پاس آ پہونچے اور تسلی دیکر جانب شہر جابلقا لے گئے
مجنون شاہ و مراقب شاہ کو خبر ہوئی دروازۂ شہر تک استقبال کے لیے آئے اور پیشوائی کرکے
شہر کے اندر لے گئے مجنون شاہ نے کہا آج سے کام آپ کے ارشاد کے بموجب ہوگا کوئی کام بغیر حکم
آپ کے نہ ہوگا یہ سنکر لاہوتک شاہ بولا کہ اچھا ہماری قدرت دیکھو یہ کلام ہو رہے تھے

کرتے مین فیروز پہونچا اور خبر امیر کے آنے کی بیان کی لاہوتنک یہ خبر سنکر پریشان ہوا مجنون شاہ
نے کہا کہ آپ متردد نہون مین جاتا ہون کہ چارون طرف سے اس شہر کو قلعہ بند کردون مراتب شاہ
بھی ہمراہ اسکے روانہ ہوا اور چار ہزار آدمیون سے شہر کو ضبط کیا چنانچہ اسی روز لشکر اسلام بھی آ پہونچا
اور قریب شہر پناہ کے آکر ٹھہرا دیکھا کہ ایک بہت بڑا کوہ ہے سر بفلک کشیدہ کہ ابتدا و انتہا اسکی معلوم
ہونا دشوار ہے اور درمیان اس کوہ کے درہ ہین مثل طاق کے جس طرح کے درہ کوہ خون ریز مین ہین کہ سوا
ایک آدمی کے اسکے اندر نہین جاسکتا ہے اگر تھوڑے آدمی بھی وہ راہ روک کر کھڑے ہو جائین تو تمام روے زمین کا
لشکر وہان سے گذر نہ پاسکے یہان مجنون نے اس درہ کوہ مین لشکر اپنا اتار رکھا تھا کہ مین لڑونگا غرضکہ
مجنون نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر ثانی نے بھی جو تعاقب مین آکر قریب کوہ فروکش ہوے تھے
صدا طبل کی سنکر اپنے لشکر مین حکم نواختن طبل جنگ دیا اور صبح کو ان دونون لشکرون نے میدان مین نکلکر
صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ کی تھین کہ مجنون تیغ بند نے صف لشکر سے نکلکر ترہ کیا ادھر
سکندر فرخ لقا مقابلہ کیواسطے نکلے نیزہ نگاوری حربہ ہاے جنگ کی رد و بدل ہونے لگی اور سکندر
حربہ مجنون کا رد کرکے چاہتے تھے کہ تیغ خون آشام مجنون پر لگائین کہ منہ پھیر کر سامنے سے
بھاگ کھڑا ہوا سکندر نے مرکب اپنا پیچھے اسکے ڈالا اس ملعون نے درہ پہاڑ سے چکر کھاکر اور پشت پر
آکے ایک تیر پہلو سے سکندر پر مارا کہ گھوڑا زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور سکندر پیادہ پا ہوگئے مجنون نے
کمین گاہ مین چار ہزار کمند اندازون کو لگا رکھا تھا انکو آواز دی چارون طرف سے وہ آکر کود
پڑے اور سکندر کو کمندون مین گرفتار کرکے درہ کوہ مین لیگئے جب سکندر نگاہ سرداران لشکر اسلام
سے پوشیدہ ہوے امیر نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کا حکم دین حارث نے کہا یا امیر تمام لشکر کو آپ عبث کشت
کرائے دیتے ہین حارث کے کہنے سے امیر وہین مقیم ہوے ادھر مجنون نے ایک آدمی پاس
لاہوتنک شاہ کے بھیجا کہ اسکندر کو مین نے گرفتار کرلیا ہے تم کچھ مت گھبراو اور اگر خدا پرست سو برس
بھی کوشش کرینگے تو اس درہ سے راہ نہین پاسکتے لاہوتنک شاہ معتبر آدمیون کو شہر مین چھوڑ کے
در بند پر آیا اور کہا سکندر کو مین قتل کرونگا مضارب شاہ اور محارب شاہ بن مرواق شاہ نے
کہا کہ ہمارے باپ کو خدا پرست پکڑ لیگئے ہین سکندر کے عوض وہ اسے قتل کر ڈالینگے لاہوتنک نے حکم دیا
اچھا سکندر کو مقید کرو اور اشراق زنگی کے پاس جو کہ جمشید کیطرف سے قلعہ جابلقا کا حاکم ہے فوج ہمراہ
کرکے روانہ کردو کہ وہ قلعہ دار مفتون خسر سلیمہ کی سپردگی مین قید رکھے چنانچہ قنطورین آہن کلاہ و خرطوم
فیل دندان چالیس ہزار سپاہ سے قید سکندر کی لیکر جابلقا کو روانہ ہوا جبکہ قید سکندر کی قریب قلعہ
پہونچی تو تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوگئی تھی کہ پسر حمزہ اسکندر فرخ لقا کو قید کرکے لاتے ہین اور شدہ شدہ
محل مین بھی یہ خبر پہونچی ملکہ ماہ نوش لب نے اپنے عیار مہتر خیال کو بھیجا کہ جاکر خبر لاوے چنانچہ خیال نے
یہ ماجرا دیکھکر رستم کی خدمت مین آکر عرض کیا رستم ثانی اگرچہ انتہا کا شیفتہ اور عاشق زار ملکہ ماہ نوش لب کا
تھا مگر یہ خبر سنکر تاب نہ لا سکا اور رہائی کے ارادہ پر رستم آمادہ ہوا ہر چند ملکہ بہت روئی پیٹی اپنا برا حال
کیا مگر رستم نے نہ مانا اور کہا کہ افسوس ہے کہ برادر ہمارے اس حال مین مبتلا ہون اور ہم عیش و عشرت مین مشغول
رہین آخر الامر ملکہ نے خیال عیار کو ہمراہ کردیا اور کہا کہ جب سکندر کو چھڑا لینا تو شہر مین نہ آنا بلکہ باغ خرم بہشت

مین ٹھہرنا اور خیال کو میرے پاس بھیجدیا وہ آکر مجکو بھی وہان پہونچا دیگا رستم نے قبول کیا لیکن کوئی گھوڑا
وہان رستم کے پاس نہ تھا اس سبب سے رستم حیران تھا خیال نے کہا کہ جمشید شاہ کا ایک گھوڑا ہی
چرخ کبود نام نہایت چست وچالاک جمشید ہمیشہ اُسکو پوشیدہ رکھتا ہی اسلیے کہ اگر لاہوتک سن پایگا
تو منگوانے گا حکم ہو تو اُسے لاؤن ملکہ نے خیال سے کہا ہان بھائی وہی گھوڑا اُنکو لا دو پس خیال نے
صورت اپنی تبدیل کی اور اشراق زنگی کے پاس آکر کہا کہ مجھے آپ سے ایک بات ضروری عرض کرنا
ہی پس اُسکو علیحدہ لیجاکر بیہوش کیا اور خنجر مارکر مہر اُسکے ہاتھ سے اُتارلی اور داروغۂ اصطبل کے نام
ایک رقعہ لکھا کہ خیال پہونچتا ہی چرخ کبود کو ساز اور زین ولجام مرصع سے تیار کرکے اسے دیدینا
داروغہ نے رقعہ پڑھکر مرکب کو مع ساز وبراق خیال کے حوالہ کیا خیال نے قریب باغ لاکر سائیس کو
خنجر مارکے ہلاک کیا اور مرکب کو رستم کے پاس لاکر حاضر کیا رستم گھوڑے کو دیکھکر نہایت شادان
ہوا اور بصد ذوق وشوق سوار ہوکر دروازہ شہر پر آیا اوّل سہیلان شیرلب کو قتل کرکے
باہر نکل گیا اور صبح ہوتے ہوتے رستم سپاہیان قنطور آہن کلاہ کے پاس پہونچ گیا اور اُسے بھی
قتل کرکے قلعہ جابلقا مین آیا تمام قلعہ مین غلغلہ پڑگیا کہ وہ شخص جو قید تھا آج مرکب چرخ کبود پر
سوار ہی اُسی وقت یہ سنکر قلعہ دار مفتون شیر سینہ کچھ فوج سے دوڑ پڑا جب قریب رستم کے آیا رستم نے
اُسکو دو حصہ کردیا اور دو سو آدمیون کو فوج سے قتل کیا کہ سامنے سے پہلا سکندر فرخ لقا کی خبر
پہونچی اور اخرس فیل دندان یہ ہنگامہ دیکھکر آمادہ جنگ ہوا رستم نے پہونچکے اخرس کے بھی
دو ٹکڑے کیے پس یہ دیکھکر سکندر نے بھی قید کو پارہ پارہ کر ڈالا رستم نے سکندر کے پاس پہونچکے
کہا کہ یہ مرکب میرا حاضر ہی اسپر سوار ہوجیے سکندر نے کہا کہ مین اس کرگدن پر کہ اخرش جسپر سوار
ہوا تھا سوار ہوونگا پس کرگدن پر سوار ہوکے سکندر بھی جنگ مین مشغول ہوے بلاشور تو
پہلے ہی سے شہر مین آیا ہوا ہی اور ہر جگہ کی خبر رکھتا ہی بلکہ اسی تجسس اور بالا دوئی مین پھرا ہی کرتا
ہی کہ اسنے رات ہی کو سنا تھا کہ کچھ غل اور شور ہو رہا ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی نعمان زنگی
کو مارکر اسپ چرخ کبود کو لیگیا اور سہیلان شیرلب کو دروازہ شہر پر قتل کیا چنانچہ بلاشور نے یہ خبر
لاہوتک اور جمشید کو پہونچائی یہ حال سنکر وہ نہایت پریشان ہوے لیکن اُدھر رستم اور سکندر
لڑتے ہوے باہر قلعہ کے نکلے اور ایک طرف کو چلے سکندر نے پوچھا کہ کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ باغ
مین سکندر نے کہا کہ لشکر مین کیون نہین چلتے رستم نے کیفیت عشق ملکہ ماہ نوش لب بیان کی اسکندر
نے کہا اچھا تم باغ مین جاؤ مین لشکر مین جاتا ہون رستم نے خیال عیار کو ہمراہی مین سکندر کے معین کیا
کہ خبر لشکر مین داخل ہونے کی سکندر کے جلد لاکر ہمکو دینا اور آپ بطرف باغ کے روانہ ہوا سکندر نے
پتہ اور سراغ راہ لشکر کا بخوبی خیال سے دریافت کرکے اُسے تو رخصت کردیا اور آپ جانب لشکر روانہ ہوا
اُدھر رستم باغ خرم بہشت مین جو پہونچا تو دیکھا کہ ملکہ حیران وپریشان ہو رہی ہے انتظار مین باغ کو دیکھ
رہی ہی اور مانند نرگس بیمار کے بالکل زرد ونزار ہوگئی ہی گل رخسار اسکا سموم مفارقت سے بے رنگ
گل زعفران زرد ہی سبزہ بیگانہ کی طرح فرش پر پڑی کہہ رہی ہی شعر

اضطرابم نگذارد کہ نشینم جائے
انتظارت نگذارد کہ زجا برخیزم

زلف سنبل سے پریشانی کا عالم آشکار ہی چہرہ بیٹھو پہ گرد وغبار ہی

لب نازک اُسکے جو برگ گل سے زیادہ لطیف تھے تپ جدائی سے مثل نافرمان کبود ہو گئے ہین سینہ مین دل
لالہ کی طرح داغدار خلش خار ہجران سے دل فگار ہی چہرہ ارغوانی مثل یاسمن سفید انتظار یار مین وا چشم امید
ہی فہمیدہ دایہ کو واسطے خبر کے بھیجا ہی خود شبنم کی طرح صدف چشم سے قطرات اشک گرا رہی ہی اور یہ
شعر ورد زبان ہے

نشستہ بر سر راہ ست گریہ آہم	بیا کہ گوش بر آواز و چشم بر راہم

کہ شہزادہ نے پہونچکر ملکہ کو گلے سے لگا لیا غنچہ خاطر اُسکا شگفتہ ہوا دونون وہان سے فلک بارہ دری مین
آئے دور شراب چلنے لگا جام گلگون گردش مین آیا مغنیان زہرہ صفت نے نغمہ چنگ و رباب سے
اپنا رنگ جمایا دن و رات عیش و طرب کا جلسہ رہنے لگا انکو تو یہی عیش و عشرت مین مشغول رہنے دیجئے اور

دو کلمہ داستان سکندر کا کشتی لڑنا نقابدار سیاہ پوش سے سماعت فرمایئے

افسانہ گویان نغز گفتار کا بیان ہی کہ جب رستم نے سکندر کو رخصت کر کے گردن آخرس اُسکو دیا تھا
اور خیال عیار کو ہمراہ کر دیا تھا اور سکندر خیال عیار کو رخصت کر کے گردن آخرس پہ سوار
ہو کر خود تن تنہا لشکر کی طرف چلا جاتا تھا کہ رستے ہین انکو بہرام پسر سام ایرج کا مرکب لیے ہوے
ملا سکندر نے بہرام سے حال دریافت کیا بہرام نے جملہ حالات ایرج کے نقابدار سیاہ پوش سے
کشتی لڑنے اور پروین شاہ و سہیل مراد بخش و شہر وغیرہ کے بیان کیے سکندر نے پوچھا کہ پھر ایرج پر کیا
ماجرا گذرا بہرام نے کہا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ایرج کو کشتی مین زیر کیا اور کمربند پکڑ کے اسی نہر مین
ڈالدیا کہ ایک نہنگ نکلا اور ایرج کو دہن مین لیکے اُسی نہر مین غائب ہو گیا مین مرکب لیے ہوے
کنارہ نہر پہ کھڑا تھا یہ حال دیکھکر بہت کچھ مین نے نالہ و زاری کیے مگر کچھ حال معلوم نہوا آخر ناچار ہو کر یہ
گھوڑا لیے ہوے لشکر کی طرف جاتا ہون کہ وہان جاکر امیر ثانی سے یہ کیفیت بیان کرون سکندر نے
کہا کہ مجکو اُس مقام پہ لیچل غرضکہ بہرام سکندر کو اپنے ہمراہ اُس مقام پر لایا سکندر نے وہی کیفیت
پروین شاہ کے آنے اور پیر مرد کی گنبد سے نکلنے اور سہیل مراد بخش کے فلک پر تابان ہونے کی چشم خود
مشاہدہ کی اور اُسنے بھی نقابدار سیاہ پوش سے کشتی کی ٹھہری الحاصل دو دن تک سکندر اور نقابدار سے
کشتی ہوئی درمیان کشتی کے بند نقاب سیاہ پوش کے ٹوٹ گئے دیکھا تو ایک زن قوی ہیکل معلوم ہوئی کہ نام اُس
زن کا جان پرور تھا اس باعث سے اُس نے اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا غرضکہ حال اُسکا ظاہر ہو گیا
سکندر جان پرور سے علیحدہ ہوا دوسرے دن سکندر ہمراہ جان پرور کے کنارہ نہر کھڑا تھا ناگاہ
درمیان کلام سکندر نے پوچھا کہ تمھارا مذہب کیا ہی اُس نے کہا کہ سہیل مراد بخش پرست ہون پھر سکندر سے اُس نے
پوچھا کہ تمھارا کیا طریق ہی سکندر نے کہا خدا پرست اُس نے کہا کہ تم اپنا مذہب چھوڑو اور سہیل مراد بخش کو سجدہ
کرو سکندر نے غصہ مین آکر بہت گالیان سہیل کو دین جان پرور بہت غیظ و غضب مین آئی اور لوگون سے کہا
کہ سکندر کو پکڑ کے اس نہر مین ڈالدو چنانچہ لوگون نے سکندر کو پکڑ کے نہر مین ڈالدیا اتنے مین ایک نہنگ نکلا
اور سکندر کو دہن مین لیکر غوطہ لگا کے نہر مین غائب ہو گیا بہرام متحیر دیکھتے رہ گیا اور گردن سکندر و مرکب
ایرج کو لیکے اب یہ لشکر کی طرف جاتا ہی کہ جاکر شاہزادہ حمزہ ثانی سے اس مقدمہ کو بیان کرونگا

دو کلمہ داستان بھیجنا لاہوتک کا بلاشور کو برائے قتل رستم سماعت فرمایئے

اس بلندی پہ ہوا عشق نے پہونچایا ہمکو	کہ فلک نے بھی نظر قرال سے چھپایا ہمکو	ہم وہ کنکون ہین کہ دل اپنا ہی تعبرا ہمکو

اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو
تن سے کیا جان کہ دل اپنا نکلنے پاوے
کشتۂ زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو
ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اُس نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب
درد اب ہمکو تمھارا ہو تمھارا ہمکو
ہم تو کہتے تھے کہ ذوق اُٹھی تو زلفونکو نہ چھیڑ

ہو دریا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
ہر بن شرطے تیرے آنے کا بھروسا ہمکو
آگئی ہو سر گرداب فنا کشتی عمر
پاس آنے نہ دیا دور سے پھینکا ہمکو
ایک دم عمر جیسی ہے یہان مثل حباب
نہ ہے وہ بھی جب اُلفت نے نچوڑا ہمکو
پھینککر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
اب وہ یہ ہم ہے تو ہے تجکو تعلق یا ہمکو

آگیا اپنے اگر رونے پہ رونا ہمکو
نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہمکو
رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اُس نسخطے
فکر امروز ہو سنے ہے غم فردا ہمکو
اللہ ہمدرد کہان ہو نہواے حضرت دل
کیا بنایا ہے ہتھیلی کا پھپولا ہمکو

جا سوسان اخبار و حکایات کہن و تلاش کنندگان مضامین زینت افزاے انجمن راز سربستۂ سخن کو یون افشا کرتے ہین اور چاہ تاریک مادے بدستیاری خامۂ عنبرین شمامہ حرف مطلب کو اسطرح انتشا فرماتے ہین کہ جب لاہوتک شاہ نے مقدمہ رستم کا سُنا تو بلا شور سے بلاکر کہا کہ جس صورت سے ممکن ہو رستم کو پیدا کرو ورنہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالونگا بلا شور نے اپنے گھر مین آکے اپنی مادر زرقہ سے حال پوچھا وہ بھی متردد و حیران تھی ناگاہ دختر بلا شور ہمراہ فیروز کے آئی بلا شور دختر کو بہت چاہتا تھا پیار کرنے لگا دیکھا کہ ایک جفت تکمہ اُسکے گلے مین مروارید بے بہا کا ہے بلا شور کی نظر اُس تکمۂ جواہر پر جا پڑی دختر سے پوچھا کہان سے تجکو بہم پہونچا اُسنے کہا ملکہ نے یہ تحفہ مجکو دیا ہے پوچھا اُسنے کس سبب سے دیا ہے کہا چار روز ہوے ہین کہ جب ملکہ میرے دیکھنے کو یہان تشریف لائی تھین اور اس روز مجپر بہت مہربان تھین بس انتہاے مہربانی سے یہ تکمہ مجکو عنایت فرمایا بلا شور نے پوچھا کہ وہ کسکے ہمراہ تھی کہا کوئی بھی ساتھ نہ تھا لیکن خیال کو بلوا کے نامہ اپنے باپ کو لکھکر بھیجا تھا بلا شور نے کہا اے زرقہ یہ کام خیال عیار کا ہے وہی فریب دیکر رستم کو لے گیا وہ بولی کہ بیشک خیال ہی نے یہ حرکت کی ہے کیونکہ وہ ملکہ کا عیار ہے اور چرخ کبود کو بھی وہی لے گیا ہے اور اشراق کو بھی اُسی نے قتل کیا ہے اور ملکہ اسی واسطے میرے مکان مین آئی تھی اور خیال کو اُسنے بلواکر نامہ بھیجا تھا اور دل افروز کو بھی بلاکر اُس نے بہت مہربانی کی تھی ان سب باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی عیار رستم کو نکال لے گیا اور ملکہ کے باغ خرم بہشت مین ہے بلا شور کو یقین کامل ہوگیا کہ خیال لے گیا اُس نے کہا کہ خیر اس راز کو کسی سے افشا نہ کرنا اور بوقت شب بلا شور نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا اور بار ہاے عیاری سے چست و چالاک ہوکر پشت باغ ملکہ کی جانب آیا اور کمند بار کرکے بارہ دری کے کوٹھے پر آیا دیو سے ملکہ ماہ نوش رستم کے پاس بیٹھی ہے گرد و پیش کنیزان مہ جمال کا مجمع ہے خیال بھی موجود ہے خوب صحبت گرم ہے بلا شور نے چاہا کہ یہ خبر جمشید شاہ کو پہونچاے پھر دل مین سوچا کہ اگر اسکا سر اسی جگہ سے کاٹ کر لیچلو تو بہتر ہوگا یہ خیال کرکے ذرا تامل کیا اور ایک جگہ پر گھات مین چھپ کر بیٹھ رہا کہ صحبت برخاست ہوے اور یہ دونون آرام کرین تو اُسوقت تو اپنا کام کرلینا یہ منتظر بیٹھا تھا کہ حسب اتفاق محفل آرا کنیز ملکہ ماہ نوش کوٹھے پر محل کے بضرورت گئی اور دیکھا کہ بالاے بام کوئی شخص مخفی ہے یہ دیکھکر پلٹ آئی اور رستم سے آکر اسنے حال بیان کیا رستم سپر تلوار لیکر کوٹھے پر آیا دیکھا تو بلا شور ہے بس دیکھتے ہی رستم نے حملہ بلا شور پر کیا ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ جھک کر بلا شور نے ایک خنجر

مارا کہ انکی ران پر زخم کاری لگا اتنے مین خیال بھی آپہونچا مگر بلاشور بام محل سے کود کر نکل گیا اور وہ زخم
رستم کے ایسا لگا تھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اور بلاشور باغ سے نکلکر جمشید شاہ کیطرف روانہ ہوا ملکہ نے کہا
کہ بلاشور میرے باپ کو یہ خبر کرے گا اور وہ لشکر کثیر لیکر ہمارے تعاقب مین ضرور آئے گا اسوجہ سے اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ رستم کو اور راہ سے بیابان نہ طاق مین پہونچا دین کہ وہان سے لشکر
اسلام قریب ہے باسانی پہونچ جاوینگے یہ خیال کرکے ملکہ مع کنیزون کے سوار ہوئی اور رستم بھی مرکب پر سوار
ہوا قصد جانے کا کیا خیال عیار بھی ہمراہ تھا غرضکہ یہ سب چلے جاتے تھے تا اینکہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے
دیکھا کہ ایک سمت گرد تیرہ و تار بلند ہوا اور آمد لشکر کثیر کی معلوم ہوتی ہے رستم اُس مقام پر ٹھہر گئے اور
خیال سے کہا کہ ملکہ کو مع کنیزون کے علیحدہ کسی مقام پر بیجاؤ یا باغ مین اُنکے پہونچا دو مین اس گرد کو
دیکھتا ہون کہ کس کا لشکر آتا ہے خیال تو ملکہ اور کنیزون کو لیکر اسطرف چلا کہ اس عرصہ مین وہ گرد قریب آئی
اور دل گرد سے مسروق آہن تاب نمایان ہوا کہ یہ فوج کثیر لیے ہوے واسطے مدد لاہوتک کے جاتا
تھا مسروق قریب رستم کے آیا اور پوچھا کہ تھا یارون کو جو تمہارے ہمراہ مین نے دیکھا تھا انکو کیا کیا
اور وہ کہان گئے رستم نے کہا ضرب لا اگر تجھ حوصلہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ مین آہن تاب ہون رستم نے کہا کہ او
قرساق مین جانتا ہون کہ تو آہن تاب ہے مگر سہ + بیار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران
آخر الامر اُس نے ضرب لگائی رستم نے ضرب اُسکی رد کرکے شمشیر خون آشام سے دو پرکالے اُسکے کیے جنگ مغلوبہ
واقع ہوگئی اس جنگ مین بھی رستم کے ایک زخم لگا اور گھوڑا ایک سمت کو انکو نکال لے گیا اُس گرد و نواح
مین ایک شخص طوفان دریا بار کی نام رہتا تھا اور چار ہزار پیادے اور سوار ہمراہ لیکر مدد کو
لاہوتک شاہ کے جاتا تھا کہ رستم ثانی کا راہ مین اُس سے سامنا ہوا حالانکہ درد زخمون مین بہت تھا
لیکن باوجود اس زخم تازہ کے رستم نے مقابلہ کیا اور ہاتھ سے طوفان کے ایک زخم اور کھایا کہ زخم بر زخم پیدا
ہوا مگر حالت زخمداری مین سر طوفان دریا بار کا قلم کیا الا درد زخم کے باعث سے بیہوش ہوگیا اور مرکب شہزادہ
کو ایک طرف نکال لے گیا تمام شب چلا کیا صبح کو ایک مقام پر پہونچا زخمون مین درد تھا مرکب پر سے اُترا اور
زین پوش بچھا کر بیٹھا مگر اسطرف کا حال سنیئے کہ مجنون سیاہ پوش اور داراب سے جنگ ہوئی ہی تھی
کہ داراب مجنون کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور گھوڑا داراب کا تھم سکا لیکر ایک طرف نکل گیا حمزہ ثانی
نے کہا کہ مین ایک شخص ایسا چاہتا ہون کہ اس دیو کو کو اچھی طرح اپنے قبضہ مین کرے طہماس نے
قبول کیا دوسرے دن طہماس سر راہ مجنون پر آکر کھڑا ہوا اور جنگ طہماس اور مجنون شاہ سے ہونے لگی
مجنون نے تلوار کاری کہ گردن اسپ طہماس کی قلم ہوگئی لوگ دوسرا گھوڑا لائے مجنون تیغ کھینچکر دوڑا
طہماس نے اُسکی تلوار مثل تمشیر گلی کے توڑ دالی پس مجنون پلٹ کر بھاگا طہماس نے پیچھا کیا غرضکہ
دوسرا کینہ بھی مجنون کا مارا گیا طہماس نے مجنون کو پکڑ کے زمین پر دے مارا یہ حال دیکھکر لاہوتک شاہ
بھی بھاگا حمزہ ثانی نے تعاقب کیا بہت کچھ مال اور اسباب ہاتھ لگا جلادان لشکر اسلام مع
حمزہ ثانی پیچھے لاہوتک شاہ کے چلا اور لشکر لاہوتک شکست خوردہ کنارے شہر جابلقہ کے پہونچا

باز آمدم بر قصہ رستم ثانی

کہ یہ جس مقام پر زین پوش بچھائے ہوے بیٹھے تھے کہ خیال عیار بھی انکی تلاش مین اسی مقام پر پہونچا

اور ملکہ کا باغ مین پہونچا دینا اور فراق مین شہزادہ کے زار و قطار روتا بیان کیا اور وہان سے رستم کو پھر باغ
مین پاس ملکہ ماہ نوش کے اس حیلے سے کہ آپکے لشکر مین لے چلتا ہون لاکر پہونچا دیا ملکہ شہزادہ کو دیکھکر
مثل گل شگفتہ و خندان ہوئی ایک روز رستم بام بارہ دری پر بیٹھے ہوے ہمراہ ملکہ مشغول عیش تھے کہ لشکر
لاہوتنگ کا شکست خوردہ جاتا ہوا دیکھا پوچھا کس کا لشکر ہے خیال نے کہا لاہوتنگ شاہ حمزہ ثانی سے
شکست کھاکر جابلقا کو جاتا ہے یہ سنکر رستم رو دیا ملکہ نے سبب پوچھا کہا جاے افسوس ہے کہ مین عیش و آرام
مین شب و روز مشغول رہون اور دلیران اسلام جنگ مین یون سعی و کوشش کرین یہ کہکر اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوا
اور لشکر کفار پر جا گرا اور سر الماس کوہ پیشانی کا قلم کیا اور چاہا کہ پاس لاہوتنگ کے پہونچکر ایک ضرب
لگاوے کہ محبون شاہ تلوار کھینچکر صف سے نکل آیا اور ایک ضرب تیغ رستم پر لگائی کہ رستم زخمی ہوا اور مرکب
وفادار اُسے لیکر ایک جانب نکل گیا اُدھر لاہوتنگ شاہ مع لشکر اندر شہر کے بھاگ گیا غرضکہ گھوڑا رستم ثانی
کو لیکر ایک دشت جنت نظیر مین پہونچا کہ تمام دشت مین فرش سبزہ زمردگون کا بچھا ہوا اور گلہاے صحرائی
اور خودرو سے سارا جنگل بوقلمون ہو رہا تھا مرکب سبزہ کو دیکھکر بھوکھا تو تھا ہی گھاس چرنے لگا رستم پشت
مرکب سے زمین پر گر پڑے اُسی صحرا مین ایک گلستان تھا اور اُس مین بنگلہ خس و صندلی کا بنا ہوا تھا تمام
چھپت و پردے بنگلہ مین شنجرفی رنگ کے پڑے ہوے تھے اور چند قلندر لباس شنجرفی پہنے اور حلقہ ہاے
مرصع کانون مین ڈالے ہوے بنگلہ مین بیٹھے تھے اور ان قلندرون مین ایک جوان تاج مرصع بر سر و لباس
شنجرفی در بر سب کے آگے بیٹھا تھا چنانچہ قلندرون نے دیکھا کہ ایک جوان خوشرو گھوڑے سے زمین پر گرا ہے
پس قلندرون نے آکر رستم کو اُس مقام سے اُٹھایا اور بنگلہ مین لاے دیکھا تو زخمی ہے اور خون جو
زخمون سے بکثرت نکل گیا ہے اسوجہ سے بیہوش ہے غرضکہ قلندرون نے زخم رستم کو صاف کیا اور
باندھا جبکہ رستم اچھی طرح ہوش مین آیا قلندرون نے حال پوچھا رستم نے حقیقت اپنی بیان کی اور
پوچھا کہ آپ کون شخص ہین کہ میرے اوپر آپنے اسقدر عنایات فرمائین آپ قلندر بھی ہین اور بادشاہ
بھی ہین قلندر نے کہا کہ مین پسر وزیر ہون اور بنی اعمام بادشاہ سے ہون یہ کہکر قلندر نے بزم شراب کی
آراستگی کا حکم دیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صحبت عیش و طرب برپا ہوئی جبکہ دو تین جام رستم نے پیے
اور نشہ خوب ہوا یاد ماہ نوش مین ایک آہ کھینچی اُن قلندرون نے سبب آہ کا پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت
کہی وہ جوان جو آگے بیٹھا تھا رونے لگا اور اُس نے کہا اے دلاور یہان سے ایک فرسنگ پر ایک شہر ہے کہ اسکو
اشراقیہ کہتے ہین اشراق شاہ چچا جمشید شاہ کا وہان بادشاہ ہے چالیس پہلوان نامی و گرامی رکھتا
ہے اور ایک اسکا عیار ہے سہیک نام کہ نیچے اس چرخ نیلی فام کے مثل اُسکا دوسرا نہین ہے اُس بادشاہ
کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا مشکلہ ماہ پیکر ہے حسن و جمال مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہے اور اُسکا وزیر کیوان عطارد شناس
ہے اُسی کا مین بیٹا ہون اور میرا نام شمیم بن کیوان ہے چنانچہ ایک روز شہزادی کو مین نے محل پر بیٹھے دیکھا اسے
دیکھتے ہی مین عاشق ہو گیا میرے باپ کو اس حال کی خبر ہوئی وہ فکر مین تھا کہ میری شادی اس شہزادی
کے ساتھ ہو جاے کہ ناگاہ براق دیو شہزادی کو اُٹھا لے گیا اور اسی نواح مین ایک باغ ہے کہ اُس مین
مکانات مرتفع بنوا کر شاہزادی کو رکھا ہے اور ملکہ کے باپ سے خواصین واسطے خدمت کے لے گیا ہے
بادشاہ ہر روز شہزادی کے لیے طعام و شراب بھیجتا ہے مگر اشراق شاہ نے اکثر کہا ہے کہ جو شخص دیو کو مارے گا

ساتھ شادی اُس شہزادی کی کردون یہ سنکر اکثر پہلوانان تہمتن لڑنے کو اُس دیو سے گئے مگر جو گیا یا تو
مارا گیا یا قید ہوا پس مین نے اپنے مین اتنی طاقت نہ دیکھی کہ جو مقابلہ اُس دیو سے کرسکون اور نہ بغیر اُس
دلربا کے مین شہر مین رہ سکا پس مناسب یہ جانا کہ اُسکے عشق مین فقیر بنکے دامن کوہ مین بسر اوقات
کرون رستم نے کہا اگر اُس دیو کو مین قتل کردون تو تم مسلمان ہو گے قسیم نے منظور کیا بالجملہ رستم اُس
مکان کیطرف چلا جہان شہزادی تھی پایئن اُس مکان کے باغ تھا ایکمرتبہ شہزادی نے دیو سے کہا کہ
مین اس قصر مین بہت دل تنگ رہتی ہون مجکو اس باغ مین لیچل کے مقیم کرو ورنہ مجکو قتل کر ڈال دیو
تو دل دادہ تھا ہی شہزادی کو پایئن باغ مین لایا اور آپ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے سیر و شکار
مین مشغول رہتا تھا لیکن نگاہ ہر وقت اُسی سمت دربار پر رکھتا تھا چنانچہ ایک روز شہزادی پایئن باغ
مین گلگشت کر رہی تھی کہ رستم آیا اور مقابلہ اُس دیو سے ہوا رستم فوراً حربہ اُسکا رد کر کے لپٹ گیا اور چھاتی پر
چڑھکر سر اُس کا قلم کر ڈالا قسیم بھی ہمراہ تھا اُس نے آگے بڑھ کے شہزادی کو گود مین اُٹھا لیا اور ایک
محافہ مین سوار کرا کے شہر مین بخلوت تمام شہزادی کو لایا اور احتیاط سے اُسکو رکھا اور حسب وعدہ ہمراہ اپنے
مصاحبون اور ملازمون کے مسلمان ہوا اور یہ خبر اپنے باپ کیوان عطارد شناس کو بھیجی کیوان نے ہزار غلام
زرین کمر اور اُسکی مان کو اور بہت سے نوکر چاکر آگے اُسکے بھیجے قسیم نے اُسیوقت پوشاک فقیری اُتار کر
لباس پر تکلف پہنا اور سر براق دیو کا آلایہ پر لدوا کے رستم و قسیم کے ہمراہ متوجہ شہر کے ہوے
قسیم اپنے باپ کیوان عطارد شناس کے پاس لایا اور کل کیفیت اُسکی مشروحاً اُس سے بیان کی کیوان نے
یہ حالات سنکر پوشاک شاہانہ رستم کے لیے حاضر کی اور بہت تعریف و توصیف رستم کی کر کے
عذر معذرت کی کہ مین کسی لائق نہین ہون کہ آپکی کچھ خدمتگذاری کرسکون بعد ازان قسیم اشراق شاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اشراق شاہ بہت خوش ہوا ایک تاج مرصع اور کمر بند زرین عنایت فرمایا
اور کہا کہ شہزادی کی شادی تیرے ساتھ کردونگا یہ کہکر محل مین داخل ہوا بیٹی نے باپ کے ہاتھ چومے
اور گلے مین ہاتھ ڈالکے رونے لگی اول تو باپ نے بہت تسلی دی اور کہا ای جان پدر قسیم کے ساتھ تیری
شادی کرنے کا قول ہار چکا ہون دوسرے روز شہزادی نے آگے ماں کے خنجر کھینچکر کہا کہ مین اپنا گلا
کاٹ ڈالونگی ورنہ میرے باپ نے جو یہ شرط کی تھی کہ جو شخص اُس دیو کو قتل کریگا مین اُسی سے
شادی کردونگا پس رستم ثانی نے دیو کو قتل کیا ہے مین اُسی کی شوہری قبول کرتی ہون پس
اُسکی مان نے یہ بات اشراق شاہ سے کہی وہ بولا یہ بات کب ہوسکتی ہے مگر بمصلحت وقت
اشراق شاہ نے سمک عیار کو طلب کیا اور کہا کہ تو جا کر اس مقدمہ کی تحقیق کر سمک حسب الحکم
بادشاہ کیوان عطارد شناس وزیر کے مکان پر آیا اور ایک مقام پر پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا کہ سب
حالات یہان کے سنکے بادشاہ کو اصل بات کی خبر دے یہان کیوان اور قسیم و رستم باہم بیٹھے
ہوے شراب پی رہے تھے جب نشہ شراب خوب ہوا تو رستم رونے لگا کیوان نے سبب
گریہ پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت بیان کی کیوان نے کہا کہ خدا تمہارا حامی و مددگار ہے وہ ضرور
تمھاری مراد پوری کریگا اور یہ کہکر کیوان بھی از سر صدق مسلمان ہوا رستم نے درمیان نشہ
شراب کے کہا کہ اگر بعد شادی کر لے دختر کے اشراق شاہ مسلمان ہوا تو اشراق شاہ

کو مار کر تمیم کو بادشاہ کرون گا سہک تو مخفی بیٹھا ہوا سب حالات دیکھ سُن رہا تھا اسنے یہ خبر آکر
اشراق شاہ کو پہونچائی کہ نبیرہ زادہ حمزہ آیا ہی اور درحقیقت اسی نے دیو کو قتل کیا ہی اور اب اُس
کا ارادہ ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور سہک نے کہا کہ وہ جرأت اور اولوالعزم شخص ہی جیسا اُسنے کہا ہی ویسا ہی
کریگا اب ملک بھی گیا اور جان بھی گئی پس اشراق شاہ نے یہ حال سہک سے سُنکے اُسی وقت
افلاک نیزہ والا اپنے سپہ سالار کو بُلوا کر چالیس ہزار سوار و پیدل ہمراہ اُسکے بھیجے کہ کیوان اور تمیم دونون
کو جا کر قتل کرے یا گرفتار کر لائے اب افلاک تو اُس طرف جاتا ہی کہ اس کا حال آئندہ مذکور ہوگا

جب تک دو کلمہ داستان بدیع الملک کے بیان ہوتے ہین

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
کبھا مین کشتی سے اُسکے کنارہ کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
یہ پیشے دیکھ کے دل پر اشارہ کیا کرتا
اگر از موم کے ہم استخوان دیا تا ہون
سلوک شیشہ سے ہی سنگ خارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرونکی
اگر تا مین جو حریر بیان کو پارہ کیا کرتا

قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو منہ عاشقونکو دکھلاتے
شگفتہ باز کو مین آشکارہ کیا کرتا
بہار تھی جو وہ گلچہرہ یار بھی ہوتا
پھر اور سوزش دل کا چارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگالیا منہ سے
سر برہنہ سر گو شوارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کی جوش مین ہین
تمہین کھو کے تماشا نظارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین رکھ
اکیلے جاکے چمن کا نظارہ کیا کرتا
شکستہ دل ہو اُس بت کے ناز سے کیونکر
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہار گل مین تھا جا ہے باہر اپنا تن

گلگونہ گلفشان عارض مدعا و آرایش دہندگان چہرہ داستان فرحت
افزا ہیرا ز رنگین تحریر سے بالائے شاہد سخن کو یون زیب و زینت دیتے ہین کہ جب اسپ خوش خصال
بدیع الملک کو بحالت زخمداری میدان جنگ سے ایک طرف نکال لے گیا تھا بعد دو روز کے ایک
شہر مین پہونچا کہ نام اُس کا روشن کوہ تھا بتخانے وہان بہت تھے اور برہمن اُس مین رہا کرتے
تھے اُن برہمنون نے زخم شہزادے کا دیکھا گھوڑے سے اُسکو اتار کر زخمون کو پاک و صاف کیا دوسرے
روز سب برہمن بیچ مین شہزادے کو لیکر گرد سب حلقہ کیے ہوئے بیٹھے کہ شہزادے نے آنکھ کھولی اور نام
خداوند تعالی کا لیا برہمنون نے جانا کہ یہ خداپرست ہی کہا خیر اسکو اچھا تو کرین تا کہ طاقت بات کرنے کی تو
ہوجائے بعد ازان اس کو ہدایت اپنے دین کی کرین گے اگر منظور کیا تو بہتر ہی ورنہ اسے قتل کر ڈالین گے غرضکہ
سات روز بعد شاہزادے مین کچھ طاقت و توانائی ہوئی شاہزادے نے حال وہان کا دریافت کیا معلوم ہوا
کہ یہ ملک بالکل کفرستان ہی کافر لوگ یہان رہتے ہین اور بادشاہ یہان کا منظلم شاہ ہی اور اس کا ایک
لڑکا ہی زال نام کہ وہ مالک چار ہزار پہلوانون کا ہی اور اس شہر مین ایک بتخانہ ہے کہ اس مین ایک بت
طلائی رکھا ہوا ہی اور وہ شراب و طعام کھاتا پیتا ہی مردم شہر اُسی کی پرستش کرتے ہین برہمنون نے
شہزادے سے کہا کہ اگر تم ہمارا دین اختیار کرو تو بہتر ہی ورنہ ہم تمہین مار ڈالین گے بدیع الملک نے
دو تین روز کی مہلت طلب کی اور صبر کیا ایک روز غل و ہنگامہ سنائی دیا لوگون سے دریافت کیا
کہ یہ شور و غل کیسا ہی معلوم ہوا کہ دختر منظلم شاہ کہ اُسکا نام مہر شیرین کلام ہی واسطے زیارت
دیر کے آتی ہی اُسوقت برہمنون نے تلوار کھینچکر چاہا کہ شہزادے کو قتل کرین اُس دختر نے حال پوچھا
لوگون نے کہا کہ ایک خداپرست آیا ہی ہم چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کرین وہ دختر بھی طاقتور اور زبردست

تھی بولی کسیلیے مین اس ثواب سے محروم رہون اور سواری سے نیچے اُتری اور تیغ کھینچکر آگے قدم بڑھایا اور دیر مین گئی کہ اتنے مین ایک دختر آور کہ نام اُسکا قمر تن تھا آئی اور دونون باہم ہوکر اُس دیر مین گئین آگے بڑھکر قمر تن نے کہا کہ یہ جوان شایستہ بیمار ہی علاج اسکا کرو کہ اچھا ہو جائے تب مین اسکو نصیحت کرونگی اگر امان لیا تو بہتر ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اُس عرصہ مین ایک جانب سے گرد اٹھی دیکھا کہ ہزار سوار زرہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے اور سردار اُنکا فولاد پوش نام مسلح و مکمل چلے آتے ہین اور آتے ہی صندر کو گھیر لیا ایک وزیر مظالم شاہ کا ہی عطارد اختر شناس نام کہ چارسو برس کا اُسکا سن و سال ہی اُس نے پہلے ہی سے بطور پیشین گوئی کے بتایا تھا کہ فلان روز ایک خدا پرست اس دیر مین آئیگا اور دین ہمارا منسوخ کریگا غرضکہ برہمنون نے شاہزادہ کو فولاد پوش کے حوالہ کیا اُس نے بدیع الملک کو قید کیا اور شہر کیطرف لیچلا دختر شاہ بھی ساتھ ساتھ چلی دایہ سے اس نے صلاح پوچھی دایہ نے سبزک عیار کو بھیجا ابھی قید شہزادہ کی شہر مین نہ پہونچی تھی کہ سبزک عیاری کرکے راستہ ہی سے شہزادے کو چھڑا لے گیا یہ خبر مظالم شاہ کو پہونچی عطارد زحل شناس نے کہ منجم بے بدل تھا کہا کہ وہ جوان ابھی شہر ہی مین ہی اُسکو تلاش کرکے پیدا کرو ورنہ دین ہمارا برباد کریگا عیاران مظالم شاہ مین ایک عیار ہی قارن آتشبار کہ اُسکو بلاشور نے بھیجا ہی وہ چند عیار اپنے ہمراہ لیکر حسب الحکم مظالم شاہ شہزادے کی تلاش مین چلا اور کوچہ بکوچہ ہر ایک مقام پر شاہزادے کا تجسس ہونے لگا اب یہ سب عیار تو تلاش مین مصروف ہین جب تک

دو کلمہ داستان حمزہ ثانی اور لاہوتک کے بیان کیے جاتے ہین -

کہ جب امیر ثانی در شہر جابلقا پر پہونچے تو لاہوتک شاہ بہت پریشان ہوا اور بلاشور بیمار اور زخمدار اپنے گھر مین پڑا ہوا تھا اور چارون طرف سے مسلمانون نے شہر کو محاصرہ کر لیا تھا چونکہ شہر بہت بڑا ہی اور آدمی کثرت سے تھے اور بسبب محاصرہ کے باہر سے آمد غلہ کی بند تھی اس جہت سے خوراک لوگون کو کم ملتی تھی پس امیر ثانی نے حکم دیا کہ اس طرح گھیرے ہوے کب تک پڑے رہین گے آج کے چھٹے روز یورش کرکے دھاوا کیا جائے اور اندر شہر کے گھس چلو پھر دیکھا جائیگا فی الحال پانچ روز تک سب اہل لشکر کہ جنگ و جدال سے بہت تھکے ہوے ہین خوب آرام کرلین اور چھٹے روز یورش کا انتظام کیا جائے یہ خبر ہرکارون نے لاہوتک شاہ کو پہونچائی اُسنے بلاشور کو اُسی حالت بیماری مین بلاکر حکم دیا کہ تو ایک کشتی پر سوار ہوکر ملک معجن کے پاس جا اور ہمارے حال کی خبر کر وہ ضرور امداد و اعانت کریگا چنانچہ حسب الحکم لاہوتک بلاشور اسی دن کشتی پر سوار ہوکے چلا دوسرے روز وہ کشتی کنارہ پر پہونچی بلاشور نے کشتی سے اُتر کر دیکھا کہ ایک لشکر ستر ہزار آدمیون کا دریا کنارے اُترا ہوا ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ملک معجن کا ہی کہ واسطے مدد لاہوتک شاہ کے جاتا ہے بلاشور نے دیکھا کہ ملک معجن ایک جوان قوی ہیکل ہی اور عمر اُسکی چالیس برس کی ہی غرضکہ پہلے معجن نے اپنے ایک ملازم کو کہ نام اُسکا جزیرہ دار تھا جابلقا مین بھیجا اور کچھ فوج ہمراہ کردی اُسنے جاتے ہی ظفر پائی اور جابلقا مین پہونچا بعد ازان ملک معجن بھی روانہ ہوا ایک پہلوان اس کا تھا کہ نام اُسکا صلصال چوب زن ہی چوبِ فولاد کی چوب باندھتا ہی اور اُسی سے کارزار کرتا ہی اور وہ چوب مثل برق غضب کے تھی اور سرعت مین سیماب سے زیادہ تھی الحاصل بلاشور ملک معجن کی خدمت مین گیا اور سب کیفیت تباہی لشکر کفار کی اور

علیہ فوج اسلام کا اور قلعہ بند ہو جانا خداوند لاہوتنگ کا سب احوال بیان کیا ملک معجن نے بلاشور
کی بڑی حرمت کی اور تادیر مستفسر حال بلاشور بھی بعدہ اہل اسلام کی خوب بڑھا کر کہتا رہا ناگاہ عیار
معجن کا کہ سردار بھی تھا بارگاہ مین آیا وہ غلام معتبر بلاشور کا تھا اور سرو عیار اس کا نام تھا یہ بلاشور
کو دیکھتے ہی اسکے قدمون پر گر پڑا اور نہایت عجز و انکسار سے ملا بلاشور نے پیشانی پر سرو کے
بوسہ دیا اور ظلم خداپرستون کا بیان کر کے داغ فیروز کے سبب سے بہت افسوس کر کے رونے لگا سرو نے
کہا آپ خاطر جمع رکھین مین اپنی جان نثار کرون گا یہ اہل اسلام جاتے کہان ہین معجن نے کہا کہ اے
بلاشور جا اور خداوند زادہ سے کہنا کہ جس طرح سے ہو سکے قلعہ سے باہر آؤ اور خداپرستون کو گرد قلعہ سے
ہٹا دو اور طبل جنگ بجوا کر صف کشتی کرو مین بھی آتا ہون پس بلاشور یہان سے رخصت ہوا اور
لاہوتنگ شاہ کے پاس آ کر جملہ حالات ملک معجن کے اس سے بیان کیے کہ اسطرح وہ
لطف و عنایات سے پیش آیا اور آپکی اعانت کیلیے ہمہ تن آمادہ ہے لاہوتنگ شاہ کو یہ خبر سنکے
بڑی خوشی ہوئی اور ادھر جمشید نے امیر ثانی سے آکر کہا کہ لاہوتنگ شاہ ایک جنگ
کرنا تمسے چاہتا ہے اسکو اچھی طرح سمجھو اسکی مدد کیلیے ایک لشکر گران آیا ہے امیر ثانی نے فرمایا کہ
کیا مضائقہ ہے خدائے ما بزرگ است غرضکہ لشکر اسلام مین طبل جنگی بجا شب بھر طرفین مین درستی
اسلحہ و سامان جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے امیر نے جس مقام پر کہ پڑے ہوئے تھے
اس سے کسیقدر پیچھے ہٹکر صف کشی کی اور معجن شاہ بھی ستر ہزار سپاہ لیکر میدان کارزار مین پہونچا
چار فیلون پر اسکا تخت کھچا ہوا تھا اور وہ سپر معجن شاہ بیٹھا ہوا آگے آگے ابلیس اور صلاح چوب زن
چلا آتا تھا جبکہ پاس لاہوتنگ شاہ کے پہونچے سجدہ کیا سرو عیار نے میدان مین
آکر نعرہ کیا اور خردک بن کوچک عیار جانب لشکر اسلام سے باہر آیا سرو عیار
نے کچھ حقہ ہائے قارورہ آسمان کی طرف پھینکے اور کچھ سامنے زمین پر مارے اور وہ چھٹے تمام میدان
مین آگ لگ اٹھی اور خردک کہ پسر خواندہ عمرو تھا قارورہ بازی مین بے مثل تھا اس نے بھی قارورہ ہائے
آتشبار مارنا شروع کیے قارورہ پر قارورہ پڑا اور دونون ٹوٹے خردک نے دیکھا کہ آگ پھیل گئی اس نے
چاہا کہ مین لشکر مین چلا جاؤن سرو نے کمند ماری خردک نے خنجر کھینچا اور نزدیک سرو کے آیا
سرو نے خنجر خردک کے پہلو پر مارا کہ وہ قتل ہوا چونکہ خردک پسر خواندہ عمرو کا تھا حمزہ ثانی نے
اسکا تمام حال سنا اور بڑا رنج و غم امیر کو ہوا جبکہ رات ہوئی سرو اور بلاشور نے پوشاک شبروی
پہنی اور اسطرف عمرو ثانی نے سب عیارون کو بلایا مگر شاپور و قران نہ تھے رستم ثانی اور بدیع الملک
کو بلانے کے پیچھے گئے تھے عمرو ثانی نے کہا اے یارو عوض خردک کا سرو سے لینا ضرور ہے
کہ مرجان آیا اور خبر لایا کہ آج کی شب عیاران لشکر کفار قصد شبروی کا رکھتے ہین اسپر ابوالفتح
بولا کہ مین عوض خردک کا ضرور بالضرور لون گا لیکن شرط یہ ہے کہ تین حصہ عیارون سے
کرو عیاران دست چپ سے چالاک بولا کہ نگہبانی لشکر کی مین کرون گا اور مرجان بولا کہ
لشکر کفار مین مین جاتا ہون ابوالفتح نے کہا کہ سرو سے عوض خردک کا مین لون گا غرضکہ یہ
مشورہ قرار دے کر اپنے اپنے کام مین سب مصروف ہوے

داستان رستم ثانی اور افلاک و اشراق اور قید کرنا رستم ثانی کو

راویان شیرین کلام اس داستان رنگین کو یون سامعہ افروز شائقین کرتے ہین کہ جب رستم ثانی شمیم کے مکان پر تھا کہ ناگاہ افلاک نیزہ دار اشراق شاہ کا بھیجا ہوا اس مقام پر آیا رستم کو خبر ہوئی تلوار کھینچکر باہر نکل آیا شمیم نے ہر چند منع کیا مگر فائدہ نہوا رستم افلاک کے قریب پہونچا اور چاہا کہ تلوار لگاوے کہ افلاک نے اپنے سب لوگون کو منع کر کے رستم سے کہا کہ مجھے مت قتل کرو ایک کام تمسے میرا ہے رستم نے ہاتھ روک لیا افلاک بولا کہ سہمک عیار نے رات کو تمھاری خبر اشراق شاہ کو پہونچائی اور اس نے مجکو بھیجا ہے اگر تم مجھے قتل کر دوگے تو تمھارا کام نہوگا اور اشراق شاہ کے پاس لشکر کثیر ہے تم چلکر اشراق کو قتل کرو سب فوج تمھاری ہو جائیگی اور ملک و مال ہاتھ آئیگا اور اس کام کا انتظام کر دینا میرا ذمہ ہے رستم نے کہا اچھا ہے لیکن خبر جا سر تک مجکو پہونچانے پھر مین سمجھ لون گا غرضکہ رستم و شمیم و افلاک اسی طرف چلے افلاک پہلے بارگاہ مین گیا اور سلام کر کے بیٹھا اشراق شاہ نے اس سے پوچھا کہ رستم کو قتل نہ کیا وہ بولا مین کسکو قتل کرتا وہ آدمی نہین دیو ہے جبکہ میرے اسکے کشتی ہوئی تو وہ دونون ہاتھ سے مجکو اٹھا کر چاہتا تھا کہ زمین پر دے مارے کہ ہڈیان تک میری سرمہ سا ہو جائین مگر مین نے اسکو فریب دیکر جان اپنی بچائی اور بہانہ سے یہان تک اسکو لے آیا ہون اشراق شاہ بولا کہ اچھا میرے سامنے اسکو لاؤ چنانچہ افلاک رستم کے پاس آیا اور اسکو بجضور اشراق شاہ لے گیا رستم نے بارگاہ مین آکر باواز بلند سلام کیا اور خدا کا نام زبان پر جاری کیا اور صندلی پر کشتواز آتش مزاج کی جا بیٹھا اشراق نہایت غیظ و غضب مین آیا اور کہا اول تو نے نام خدا میرے روبرو لیا اور دوسرے کرسی کشتواز پر بیٹھا غضب کیا اگر یہ خبر کشتواز کو پہونچی تو تمام عالم کو زیر و زبر کر دیگا یہ کلام ہو رہے تھے کہ کشتواز بھی سیر و شکار سے واپس آکر داخل بارگاہ اشراق شاہ ہوا اور اپنی صندلی پر رستم کو بیٹھے دیکھکر انتہا کے غیظ مین آکر رستم پر حملہ کیا رستم نے بیٹھا ایک گھونسہ مارا کہ پھر اس نے سانس نہ لی داخل جہنم ہوا اور سامنے اشراق شاہ کے گرا اتنے مین بہادران لشکر دلیران اسلام بھی بارگاہ مین آئے اور چارون طرف سے گھیر لیا اشراق شاہ خوف سے سلیمانون کے محل مین داخل ہوا اور دل مین قرار دیا کہ اپنی لڑکی سیمبر تن کیوان عطارد شناس کو دونگا کہ اس عرصہ مین سہمک عیار نے بعیاری رستم کو بیہوش کیا اور کیوان نے شمیم کو بھی کمند مین قید کیا اشراق شاہ نے حکم دیا کہ ان تینون شخصون کو دار پر کھینچو اور گرد چار سو آدمیون کا پہرا مقرر کیا کہ کوئی آب و طعام انکو نہ پہونچا سکے اور بھوک پیاس سے ہلاک ہون اور کار و دان ملازمان کیوان و شمیم کو جو کہ ہمراہ انکے مسلمان ہو گئے تھے قتل کرنا شروع کیا اور مردمان شہر جو شمیم و رستم کو دیکھکر اشراق کو گالیان دیتے تھے اور برا بھلا کہتے تھے

داستان بدیع الملک کی اور سبز عیار کا جرأت کر کے بھیجنا بدیع الملک کو

ساقی چھکا رہین ابھی کے لالہ فام سے
ہمکو بھی جمشید افسر جشن کی جام سے
کھینچے دو دو ہاتھ کوہ و تمام سے

ہمت بلند چاہیے دو ہاتھ بام سے
غافل نہیں قضا و قدر اپنے کام سے
آگئی ہی پتلی ہر یہ سردی نیام سے

باہر حباب سے کرم بیشمار ہے
یاران ہر ایک قطرہ سے فیض عام سے
کیونکر شب فراق کٹی کچھ نہ پوچھیے

چلائے تام صبح کا نے پیکے شام سے
بسمل کی طرح لوٹتے ہین مست ساقیا
شیشے سے ہوشیار خبردار جام سے

ابرو و چشم و زلف میں کیا کیا ہیں صنعتیں
تصویر کھینچے ہے مصور کے قلم سے
ای برہمن مجھے مری تو قبر چاہیے

بت پوچھنے کو آیا ہون بیت الحرام سے
صیاد حسن کھیلتا ہی جب شکار عشق
یہ ذوالفقار رہتی ہی باہر نیام سے
اللہ ری شان و عظمت تجانہائے ہند
ظاہر ہی وجد صوفی عالی مقام سے
رغبت کی آنکھ ڈالیے اس سبزہ حسن پر
مین آشنائے دختر رز ہون مدام سے
دل سوختون سے گرمی حسن جمال پوچھ

سرتا مے زیادہ جو اُنکا ہو رو سیاہ
بلبل کو پہچانتا ہی رنگ گل کے دام سے
شاعر ہون کیا مجھے کہے ہنسون بادہ خوار
ہر آستان بلند ہی کعبہ کے بام سے
ای مرغ دل ہی نامیلا اس لطف و خالین
دریا کو دیکھیے دہن تشنہ کام سے
ناہم مزا نہ پوچھ شراب و کباب کا
آگاہ یہ کباب ہین آتش کے کام سے

لکھتے ہین ہم نہ سو یار کو خط اپنے نام سے
عریان کو تیرے قید نہین پیرہن کی ہی
قول دروغ کم نہین فعل حرام سے
آواز دوست آتی ہی پردہ سے ساز کے
دانہ ترے نصیب کا باہر ہی دام سے
گھٹی مین دی ہی دایہ نے مجکو شراب ناب
دنیا کا لطف ہی اسی آب و طعام سے

محرران داستان دلستان و گلگونہ کشان عارض شاہد بیان توسن خامہ کو میدان مدعا مین جولان کرکے مشتاقان فسانہ کو یہ حکایت لطف انگیز اسطرح سناتے ہین کہ جب بدیع الملک کو سبزک عیار چرا کر لایا کہ اس درمیان مین ایک شور و غل پیدا ہوا اور دیکھا کہ لوگ استقبال کو جاتے ہین کہ زلازل بن گرشاسپ خونخوار اور کرکبوت گرزگردان کہ عمود اسکا ہزار من کا ہی کوہ یمن سے خدا پرستون سے جنگ کے لیے جاتے ہین صدہا اور ہزارہا کافرون نے استقبال کیا لوگون نے دیکھا کہ پچاس ارج کا قد اسکا تھا اور ایک دیو تھا کہ قالب انسان مین سما گیا تھا اور آگے آگے اُسکے ایک ہاتھی مست کنپٹیان اسکی ٹپکتی ہوئی پاؤن مین بہت بھاری زنجیر پڑی ہوئی جھومتا ہوا چلا آتا ہی مردم شہر تماشے کے لیے دوڑے اور استقبال کرکے بارگاہ مظالم شاہ مین لے گئے اور ہاتھی کو باہر بندھوا دیا مگر یہ ہاتھی کو بہت عزیز رکھتا ہے اس نے اپنے قریب ہی بارگاہ مین ہاتھی کو رکھا ہی اور دیدہ مین اس فیل کو غذا بھی ملتی تھی جب لوگون نے پوچھا کہ یہ فیل کیسا ہی جواب دیا یہ ہاتھی گرز آہنی سونڈ مین لیکے خدا پرستون سے لڑے گا اور حمزہ ثانی کو باندھکر پیش لاہوتک شاہ لیجاویگا غرضکہ مظالم شاہ نے تمام بارگاہ کو آراستہ کیا اور بڑی دھوم سے زلازل کی دعوت کی اور ادھر شاہزادہ بدیع الملک ملکہ شیرین کلام کے پاس بیٹھا تھا اور مجلس عیش برپا تھی خواصین گرد پیش تھین ساغر جام بادہ ارغوانی گردش مین تھا آواز نقارہ آمد کی سنائی دی سبزک عیار کو واسطے خبر کے بھیجا کہ دیکھ تو کیا معاملہ ہے سبزک جاکر خبر لایا کہ زلازل بن گرشاسپ خونخوار اور کرکبوت گرزگردان مع ایک فیل مست کے کہ وہ بھی گرز آہنی اپنی سونڈ مین لیے ہی بارگاہ مین آیا ہے غرضکہ سبزک نے احوال آمد زلازل اور تعریف و توصیف ہاتھی کی جو سنی تھی شہزادہ سے بیان کی شاہزادہ نے یہ حال سنکر ایک آہ کھینچی ملکہ نے سبب آہ سرد بھرنے کا دریافت کیا کہا لشکر مین دشمنون کے لوگ مدد کو چلے آتے ہین اور مجھسے کچھ کام نہین ہو سکتا ملکہ بولی اول مجھے اپنے لشکر مین پہونچا دو بعد اسکے جو کچھ چاہو سو کرو شہزادہ بولا کہ میرا نام بدیع الملک آزادہ بیلی ہی یہ کام کبھی میرے پدر نامدار نے تو کیا نہین پھر مجھسے کیونکر ہو سکے گا مین یہان سے کہین نہ جاؤنگا اور اس کافر کے گرز کو جسے وہ پھراتا ہی پارہ پارہ کرونگا پھر شہزادہ نے سبزک سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی سبزک مین تمکو نہایت دوست رکھتا ہون ایک بات میری قبول کرو سبزک بولا کہ حضور بسر و چشم جو ارشاد ہو بجا لاؤن شہزادے نے کہا آج شب کو مجھے پاس اس ہاتھی کے پہونچا دے

سبزک نے کہا بہت خوب ملکہ نے پوچھا کس جگہ وہ ہاتھی بندھا ہوا ہی اسنے کہا کہ قریب محل بادشاہی کے
جہان دس ہزار آدمی عیار و مسلح موجود ہین اور تمام محل و باغ کی حفاظت مین پہرے پر ہوشیار کھڑے
رہتے ہین ملکہ نے کہا کہ پھر کیونکر پہنچائیگا سبزک نے کہا کہ مین نے ایک راہ نکالی ہی ملکہ نے پوچھا
وہ کونسی راہ ہے سبزک نے کہا ایک نقب مین نے اپنے گھر سے باغ تک لگائی ہی اسی راہ سے
شہزادہ کو لیجاؤنگا ملکہ نے ہرچند منع کیا مگر کچھ مفید نہوا آخر الامر سبزک در قصر مظالم شاہ پر آیا
اور شہزادہ کو بھی ہمراہ لایا پس شہزادے نے اول ایک ہی ضرب تیغ سے سر فیلبان کو قلم کیا اور
وہان سے جانب قصر مظالم شاہ چلا راہ مین دو عیار ملے سبزک نے خنجر سے ایک عیار کو قتل کیا اور
دوسرے کو شہزادے نے پکڑ کر پوچھا کہ تو کون ہی سچ بتا اسنے کہا کہ ہم دونون عیار ہین قارن آتشبار نے
ہمکو بھیجا تھا بدیع الملک نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اس نے کہا مجکو شبرنگ کہتے ہین شہزادہ نے اسکو
ستون سے مضبوط باندھ دیا اور فرمایا کہ مین ہی بدیع الملک ہون مین ہی نے فیل زلازل شاہ
کو قتل کیا ہی جو کچھ تو نے آج دیکھا اور سنا ہی کل قارن سے جاکر کہنا لیکن آفتاب نکلنے سے پہلے
اگر تو نے آواز منہ سے نکالی یا کسی سے کوئی بات کہی تو بیشک تجکو قتل ہی کر ڈالونگا اس نے
قبول کیا شاہزادہ ہمراہ سبزک قصر مظالم شاہ کیجانب چلا اور وہان سے پلٹ کر اپنے محل مین
آیا سبزک نے کل حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا اے شہزادہ خیریت تو جو کچھ ہوا
وہ ہوا مگر تم اب ہرگز باہر نہ جانا اور پھر صحبت شراب و کباب کی برپا ہوئی صبحکو سبزک نکّو مین
گیا کہ رات کی خبر دریافت کرے کہ کیا گذری دیکھا کہ ایک شاگرد قارن کا دو گھڑے پانی لانے کی
غرض سے کندھے پہ رکھے چلا جاتا ہی آگے بڑھکر ایک دکان کے قریب پہونچا دیکھا کہ احمال زنگی مرا
ہوا پڑا ہی اور لوگون سے سنا کہ ایک عیار بندھا ہوا ہی اور لشکر مین غل و ہنگامہ برپا ہی لوگ لشکر کفار کے
دوڑے اور قارن بھی بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لیکر پہونچا شبرنگ کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا
کھڑا ہی اور چاؤشک کو کشتہ پایا ہرچند قارن شبرنگ سے استفسار حال کرتا ہی مگر وہ ایک
حرف زبان سے نہین نکالتا اور آسمان کو دیکھ دیکھ کر اشارہ کرتا تھا آخر کو قارن تنگ ہوا اور آواز
خوفناک سے پکارا ناچار شبرنگ نے کہا کہ مین نے اقرار کیا ہی کہ جب تک آفتاب نہ نکلیگا مین ہرگز
کوئی بات نکہونگا قارن نے غصہ ہو کر کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر مین تو تیرے پاس موجود ہون تو کیون ڈرتا
ہی اور جو کچھ حال گذرا ہو سب بیان کر تب شبرنگ نے احوال گذشتہ بیان کرنا شروع کیا کہ اسنے
مین دربارگاہ مظالم شاہ سے ایک شور و غل سنائی دیا کہ ہی ہی فیل زلازل کو کسی نے قتل کر ڈالا نہین
معلوم کہ یہ کام کس نے کیا ہی اور کون ایسا دلیر ہی کہ جس نے اس مقام پر پہونچکے یہ قیامت برپا کی تمام لوگ
شہر کے ہاتھی کے گرد کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین اور کچھ لوگ قارن کے بلانے کو چلے کہ وہ آکر یہ سانحہ
دیکھے چنانچہ قارن کو لوگ بلا کر لائے یہ اول مظالم شاہ کی بارگاہ مین گیا دیکھا تو وہ فیل مست مرا ہوا
پڑا ہی مظالم نے قارن سے پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہی کہ یہ حرکت کس سے سرزد ہوئی قارن بولا کہ یہ کام بسیر
اور البدیر کا معلوم ہوتا ہی مظالم شاہ نے پوچھا کہ تو نے کیونکر جانا قارن نے کہا مجھسے سب کیفیت اسنے
شبرنگ عیار نے بیان کی ہی اور چاؤشک بھی مارا گیا مظالم شاہ یہ سنکر بہت پریشان ہوا ۔

اور کہا کہ ای قارن جس وقت مین نام پسر نورالدہر کا سُنتا ہون دل میرا کانپ جاتا ہی قارن نے
عرض کیا کہ آپ گھبرایئے نہین اور کچھ تردد نہ کیجیے مین اُسے پیدا کرون گا زلازل بولا کہ اگر مین اُس کو
پا جاؤن تو سر اُسکا کاٹ کے پھینکدون الغرض سبزک تو یہان خبر لانے کے لیے آیا ہی تھا اِس نے
سب حال دریافت کرکے یہ خبر شاہزادہ کو پہونچائی شاہزادہ بولا کہ ای سبزک تو مجکو بارگاہ مظالم مین
پہونچا دے ملکہ بولی اس سے تمھارا کیا مدعا ہی شہزادے نے کہا تم خود ہی جان لوگی ملکہ نے سبزک کو بُرا بھلا
کہنا شروع کیا کہ ای نالائق مین نہین جانتی کہ تو کیا آفت برپا کرے گا غرض ملکہ نے ہرچند منع کیا اور روکا
مگر کچھ فائدہ متصور نہوا اور آخر الامر شاہزادہ نقب کی راہ سے ہمراہی سبزک عیار بارگاہ مظالم پر پہونچا
دیکھا کہ دربار اُسکا آراستہ ہی اور تمام پہلوان اور سرداران ذی شان دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے
ہین شہزادہ بھی ٹہلتا ہوا جاکر پسر مظالم شاہ کی صندلی پر بیٹھ گیا مظالم شاہ بہت متحیر ہوا اور پوچھا یہ کون ہی
شاہزادے نے نعرہ کیا کہ منم بدیع الملک پسر نورالدہر مین نے سُنا ہی کہ وہ ناپاک زلازل کہتا تھا کہ مین پسر
نورالدہر کو قتل کرون گا مین اسی لیے آیا ہون کہ دیکھون تو وہ کیسا زبردست ہی جو میرے قتل پر آمادہ ہی
زلازل کو غصہ آگیا اور شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا بدیع الملک نے ہاتھ بڑھا کے گریبان زلازل کا
پکڑ لیا اور زور کرکے ایک ہاتھ پر زلازل کو اُٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا اور سر اسکا دھڑ سے کھینچکر محفل مین
پھینکدیا سب حیران ہوے اور مارے خوف کے کانپنے لگے بدیع الملک نے تیغ تیز کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا یہان تک کہ دو سو آدمیون کو قتل کرکے باہر بارگاہ کے نکل گیا کوئی مارے ڈر کے روک نہ سکا
سب اپنی جگہ پہ بیٹھے رہگئے الحاصل شاہزادے نے اپنے تئین محل مین ملکہ کے پاس پہونچایا ملکہ شاہزادے
کو خون مین غرق دیکھکر بیہوش ہوگئی شہزادے نے کہا ای جان من تم کیون اندیشہ کرتی ہو کوئی گھبرانے
اور تردد کی بات نہین ہی غرضکہ شہزادے نے ملکہ کو تسلی دیکر جو کچھ حال گذرا تھا سب اُس سے بیان کیا
ملکہ نے شہزادے سے کہا کہ اگر کوئی چشم زخم خدانخواستہ بڑی عیب تمکو لگتا تو مین کہان کی رہتی اور سر کو
شہزادے کے قدم پر رکھکر پوشاک خون بھری ہوئی اُتروائی غسل کروا کے دوسری پوشاک بدلوائی اُدھر
سبزک ڈرتا ڈرتا روبرو ملکہ کے گیا ملکہ نے کہا ای ملعون پھر تو کہین شہزادہ کو لیجائیگا اگر ایسا کیا تو جان
لیجا کہ تجھے قتل ہی کر ڈالونگی سبزک بولا کہ مین مشکل مین گرفتار ہون مشکل کا معاملہ ہی اگر لیے جاتا ہون تو آپ ناخوش
ہوتی ہین قتل پر آمادہ ہین اگر نہین لیجاتا ہون تو شہزادہ مجکو لے ڈالتا ہی بس مین کیا کرون سخت مصیبت مین مبتلا ہون مطابق شعر
غم صیاد و فکر باغبان ہی ۔ دو مصلے مین ہمارا آشیان ہی ۔ یہ سُنکر سب ہنسنے لگے اور محفل عیش و نشاط برپا ہوئی

اب کچھ حال بلاشور کا بیان کیا جاتا ہی

راوی خوش تقریر کا بیان ہی جب بلاشور جانب لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ کوئی کار نمایان کرے کہ عیارون
مین سے ایک عیار نے آکر خبر دی کہ استاد عیاران عمرو کے تین حصے ہوے ہین ایک نگہبانی لشکر
کے لیے اور ایک حصہ اس طرف تمھاری تلاش مین آتا ہی اور تیسرا حصہ برائے عیاری تمھارے لشکر کی طرف
چلا ہی بلاشور نے یہ سُنکے گھبرا کر کہا کہ اے یارو صلاح کیا ہی سرو نے کہا کہ آپ پریشان نہو جیے مین بھی تین
حصے اپنے عیارون کے کرتا ہون بلاشور نے تھوڑی دیر فکر کی اور کہا ای یارو مین تین شخصون سے بہت
اندیشہ ناک ہون اول شاپور دوسرے قران تیسرے عمرو ثانی بس شاپور و قران تو لشکر مین نہین ہین عمرو ثانی

میرے لیے لشکر مین پھر رہا ہی اور مین بھی صرف عمرو ثانی کے لیے پھر رہا ہون اور اُسکی مجھے فکر و تلاش ہی
شاید وہ میرے ہاتھ لگجائے بلاشور تو ایک طرف پھر گیا اور سرو و فیروز دوسری جانب روانہ ہوے مگر یہان
عمرو ثانی چار عیار دن کے ہمراہ گرد لشکر کے پھر رہا تھا چونکہ فیروز دو دن سے اُسکی گھات مین تھا
پس عمرو ثانی پاس اُسکے پہونچا اور وہ اپنے لشکر کے کنارہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اور داہنی جانب اسکی
نگاہ تھی کہ سرو ہنسا اور بولا کہ عجب فکر میرے دلمین ہی فیروز نے کہا کیا سرو بولا کہ ای فیروز تجکو پیسہ
خداوند نے فرمایا ہی کہ دوڑنے مین مثل تیرے کوئی نہین ہی فیروز نے کہا تو کسقدر جا سکتا ہی سرو نے کہا تم
کسقدر راہ طے کر سکتے ہو فیروز بولا اسی فرسنگ اسپر سرو بولا کہ قسم ہی جان بلاشور کی مین رات دن مین
سو فرسنگ جا سکتا ہون فیروز بولا اس سے تیرا کیا مطلب ہی سرو نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا بعد ازان سرو
بولا کہ مین کمند خس پوشش کرتا ہون تم راہ مین دیکھتے رہو کہ عمرو ثانی کو کیونکر پھنساتا ہون یہ کہکر [illegible] کو
گھات مین بٹھایا اور آپ بھی چھپکر بیٹھ رہا کہ عمرو ثانی گھومتا ہوا اسطرف آیا اور جیسے ہی قدم کمند پر
رکھا سرو پیٹگیا عمرو ثانی اسطرف متوجہ ہوا کہ فیروز نے کمند کو کھینچا عمرو ثانی گرا اور سرو عمرو کو باندھکر
لیگیا اور عیار جو عمرو ثانی کے ہمراہ تھے وہ جو بعد کو آئے کسی کو نہ دیکھا حیران ہو کر ایک سمت کو چلے گئے
لیکن بلاشور جو اس فکر مین پھر رہا تھا کہ چالاک اور ابو الفتح و ضرغام کو پیدا کرے یہ دل مین سوچا
کہ اول لاہوتک شاہ کو خبردار کرون کہ وہ اس کام سے واقف ہو جاوے یہان عیار
عمرو ثانی کے گرد بارگاہ لاہوتک کی گھات مین لگے ہوے تھے کہ بلاشور پیدا ہوا سب عیار
اسے دیکھکر حیران ہوے کہ یہ کمبخت اسوقت یہان کیون آیا ہی جب بلاشور پاس لاہوتک شاہ
کے خبردار کرنے گیا لاہوتک نے اُس سے کہا ای بلاشور تو کس لیے گیا تھا اور کیا کام تو نے کیا بلاشور
نے کہا کہ عیار عمرو ثانی کے میری فکر مین لگے ہین کہ مجھے پکڑ لیجائین مین اُنکے پیچھے جاکر کیسا کرون
لاہوتک شاہ نے کہا کہ مجکو قسم ہی لقا کی کہ آجکی رات مجکو کہین نہ جانے دونگا آخر وہ بھی بادہ کشی
مین مشغول ہوا جب سب کفار بارگاہ سے اُٹھ گئے تو بلاشور نے چاہا کہ ساقی شراب پلاوے اور
ساقی بھی چلا گیا تھا بلاشور نے غل مچانا شروع کیا کہ لاہوتک شاہ جاگ اُٹھا اور بلاشور سے
کہا مین ساقی بنتا ہون اور تخت سے نیچے آیا اور بلاشور کو جام بھر کے دیا بلاشور نے سجدہ کیا
بعد ازان لاہوتک نے تخت پر بیٹھکے آپ بھی شراب پی اور سو گیا کہ اتنے مین چالاک
ساقی بنکر آیا اور ایک جام بلاشور کو دیا بلاشور نے چاہا کہ اُسکی گردن پکڑے چالاک نے
حمزہ و نانا دے بلاشور کو جام شراب دیا اُسکو پیکر بلاشور بیہوش ہو گیا چالاک بجلدی تمام
بلاشور کو باندھکے نکلا اور پاس حمزہ ثانی کے لے گیا لاہوتک نے جب دیکھا کہ بلاشور گرفتار
ہو گیا تو عمرو ثانی کو بھی قید کیا ادھر معلال چوب زن طبل جنگی بجوا کے میدان مین آیا اور ادھر سے
فضل بن گیا ہو رخون آشام نکلا دونون سے مقابلہ ہوا فضل نے نام پوچھا معلال بولا کہ یہ
ستارہ جو اوپر چمکتا ہی لقا ہی فضل نے نظر جانب آسمان کی اُدھر ملعون نے ایک ضرب چوبدست کی
گردن فضل پر لگائی کہ فضل بیہوش ہو گیا اور چاہتا تھا کہ دونون ہاتھ مرکب کے
گردن مین ڈالدے کہ وہ کسی طرف نے نکلے مگر مرکب کے بھی ایک چوب دست ایسی لگائی کہ وہ

بھی گرا مہلال نے چاہا کہ قریب جاکر وار کرے کہ نور الدہر اور جمیع سرداران اسلام پہونچ گئے اور ادھر سے مجنون شاہ وغیرہ بھی کمک کے لیے آ گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہت کافر ہلاک ہوے اگرچہ مہلال نے بھی خوب جنگ کی مگر تاب مقابلہ سرداران اسلام نہ لا سکا آخر الامر کفار نے طبل امان بجوا دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ پر واپس گئے

اب داستان رستم ثانی کی بیان ہوتی ہے

کہ جب سہمک عیار نے رستم کو بیہوش کرکے گرفتار کیا تو شمیم کے باپ کے پاس رستم کو بھی مقید کیا اور کچھ لوگوں نے جاکر شمیم کا گھر لوٹ لیا اور کیوان کے محل میں گھس کے اسکی حرم کو پکڑ لائے اور جس قدر زر و جواہر اور لونڈی غلام تھے سب کو گرفتار کرکے ایک باغ میں آکر ٹھہرے اور یہ صلاح کی کہ ان سبکو جابلقا میں پہونچا دیں یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی چونکہ رات اندھیاری تھی یہ لوگ جو شمیم کو مع زر و جواہر لیکر چلے تو راہ بھول گئے نیچے ایک قلعہ کے پہونچے کہ نام اسکا پنج حصار تھا اور بادشاہ وہان کا منیر بدر نام رکھتا تھا ملازم منیر بدر سبکو پکڑ کے پاس منیر بدر کے لائے منیر بدر نے روپیہ اور جواہرات کثیر جو انکے پاس دیکھا حیران ہوا اور کہا اسقدر زر و جواہر تم لوگ کہان سے لائے شاید کہین سے چرا لائے ہو ان لوگون نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ شمیم نے اول سرگذشت شہزادہ رستم کے قید ہونے کی بیان کی بعد ازان کل حال اپنا مع کیفیت بربادی و تباہی اپنے گھر کی اور لوٹ کے لانا تمام زر و جواہر اور اہل حرم اور لونڈی غلام وغیرہ کو بیان کیا منیر بدر یہ حالات سنکے بہت رویا اور شمیم کو قید سے رہا کرکے اسکی ماں بہن کی بہت حرمت کی اور کہا اے شمیم اگر مین رستم کو کہین پاؤن تو حلقہ اطاعت اس کا اپنے کان مین ڈالون اور یہ کہکر کان مین اپنے سوراخ کرکے ایک حلقہ پہن لیا شمیم نے کہا اس محبت سے کیا فائدہ ہے کسلیے کہ ان لوگون نے اسکو میرے باپ کے ساتھ ایک جگہ پر مقید کیا ہو اور حکم ہوا ہو کہ کوئی انکو آب و طعام نہ دیوے کہ یون ہی بے دانہ و آب یہ لوگ بھڑک بھڑک کر مر جائین منیر بدر یہ حال سنکر چار ہزار قزاق ہمراہ لیکر قریب شہر پناہ کے آیا ہزار قزاقون کو تو حصار شہر کے لیے چھوڑا اور باقی آدمی لیکر جہان رستم اور کیوان قید تھے وہان پہونچا سب عیار سو رہے تھے انکو عالم خواب مین قتل کیا اور چونکہ کیوان وغیرہ بیہوش تھے پس بید مشک اور زعفران گلاب مین ملاکر شربت بنایا اور رستم و کیوان کو دیا القصہ رستم و شمیم و کیوان کو قید سے رہا کرکے برج قلعہ سے نیچے لائے اور وہان سے قلعہ پنج حصار مین آئے کہ وہ قلعہ اس مقام سے چودہ فرسنگ تھا لیکن آدھی رات کو سہمک جو حمام کرنے کو اپنے مقام سے باہر نکلا تو حمام کرکے پاس اس مقام کے آیا جہان یہ لوگ قید تھے وہان دیکھا تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے یعنی اپنے ہمراہی عیارون کو مقتول پایا اور رستم و شمیم وغیرہ کو وہان نہ پایا پس سہمک نے گریبان اپنا چاک کیا اور روتا ہوا بارگاہ اشراق شاہ مین پہونچا اسکے اس طرح پریشان حال جانے سے ایک غلغلہ بارگاہ مین پڑا اشراق شاہ نے غصہ ہوکر سہمک سے کہا کہ تو نے ہی تو ان لوگون کو بخوبی حفاظت مین مقید نہین رکھا اور پھر آپ ہی مکر سے یہ باتین بناتا ہے دیکھ تجھی کو مین قتل کرونگا ورنہ انکو پیدا کر غرضکہ سہمک ڈھونڈھتا ہوا قلعہ پنج حصار مین آیا دیکھا ایک شخص کہ جو لڑائی مین زخمی ہو گیا تھا طاقت چلنے کی نہین رکھتا تھا وہ پڑا ہوا ہے اسکو پکڑ کے حال پوچھا اس مجروح شخص نے کہا کہ اس شرط سے مین حالات بیان کرتا ہون کہ مجھے قتل نکرو سہمک نے قسم کھائی اس زخمی

نے حال شمیم کا اور حلقہ اطاعت رستم مین لینا منیر بدر کا بیان کیا سہمک اُس شخص کو اشراق شاہ کے پاس لے گیا جب اشراق شاہ کو اصل حقیقت سے واقف کیا تو اُس نے الماس کو چار ہزار آدمی ساتھ کر کے قلعہ برج حصار کی طرف روانہ کیا اور کہا شمیم و کیوان و رستم کو زندہ گرفتار کر کے لاؤ یہ سنکر وہ روانہ ہوے

داستان جانا الماس کا رستم کے گرفتار کرنے کو اور وہان جا کر مسلمان ہونا

چمنستان کی نئی نشو و نما پھرتی ہے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
کج نگہ تونے تو کی جیسے کے رکھتے ہین
پہنے تشریف قبول اُنکی عا پھرتی ہے
قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
پھرنے سے نہین وہ زلف رسا پھرتی ہے
اپنے جارے ہون مین یکشن مفلس باہر
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خاک چھوڑ رہی ہے کوچہ قاتل کی تلاش
آنکھ اپنی بھی ستم سوے خدا پھرتی ہے
نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
یہ قدھے جو لگی اُنکی حنا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہو وہ مایۂ سودا ہو وہ زلف
دن چھپتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدہ
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے
الجھی جو تری ہدگاہ کے پہین اُکی محبوب
ٹھو کرین کھاتی آن ٹھو کی حیا پھرتی ہے
پاؤن تھک یار کے پہونچے گی فلک پر سر ہے
دیکھتی ہے جو پری بر ہنہ پا پھرتی ہے
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین

طوطی نوبیان رنگین مقال و نقاشان نقش شاہد خوش جمال داستان اس تقریر رنگار رنگ کی نیرنگی کو خامہ جادو فراز سے حدیقہ بیان مین بخط گلزار اس طرح سر سبز فرماتے ہین کہ جس وقت ناظر قدرت نے شعلہاے تنویر شعاع مہر کو آیۂ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان والصبح اذا تنفس کو میدان سپہر مین چمکایا شہزادہ رستم کو قزاق برج حصار مین لائے رستم نے عجب طرح کے آدمی دیکھے سب صورت جباروں کی بنلائے ہوے تھے رستم منیر بدر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سب لوگون کے حال پر مہربانی فرمائی ناگاہ نگہبان قلعہ نے دیکھا کہ ایک لشکر نمایان ہوا ہے اور نشان فوج کے چمک رہے ہین منیر بدر بولا کہ اس قلعہ کو کوئی نہین لے سکتا ہے رستم ثانی نے فرمایا کہ ہم حصار سے باہر نکلکر لڑین گے پس گھوڑا طلب کیا منیر بدر نے چاہا کہ منع کرے کہ حصار سے باہر نکلکر لڑنا ٹھیک نہین شمیم نے منع کیا کہ شہزادہ کے خلاف ہوگا غرضکہ رستم مع قزاقون کے قلعہ سے باہر نکل آیا یہانتک کہ فوج دشمن کی مقابل پڑی اور لڑائی شروع ہو گئی نوبت باینجا رسید کہ الماس ناوک انداز نے اسقدر تیر سینہ پر اسپ رستم کے مارے کہ گھوڑا گرا اور رستم کود کر علیحدہ ہوا رستم کے گھوڑے نے زمین پر لوٹ کے سر سینہ پھیر کپ الماس کے مارا وہ بھی لوٹ کر زمین پر گرا الماس اور رستم دونون پیادہ پا ہو گئے الغرض الماس نے ایک ضرب تیغ خون آشام رستم پر ماری رستم نے بعد دست اسکا پکڑ کے کھینچا الماس رستم کے قدمون پر آکر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہوا ہمراہیون مین سے اسکے چند آدمی بھاگ کر اشراق شاہ کی طرف گئے

اب چند کلمے داستان بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہین

شکوہ نہین کسی کی ملاقات کا مجھے
پاسی نہ اسکے بار دیارات کا مجھے
وہ دن کہ اپنے گھر گئے آئی شب فراق
آتا ہے خوب توڑ تری گھات کا مجھے
تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق

تم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے
کوئی نہین تو دل ہی کی باتین ہین لا تجھ
کھٹکا لگا ہوا ہے اسی رات کا مجھے
ڈر نا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا
ہے انتظار مرگ مفاجات کا مجھے

اچھا تا کہ ہوے غیر پہ پہچان جانے گا
اُلفت ہے شوق حرف و حکایات کا مجھے
ملکر تمام بھید کہون گا رقیب سے
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے
وہ دن گئے کہ تم بھی اک حیات تھا

ای داغ خوف تھا اسی بدذات کا مجھے	آخر وہان رقیب نے نقشہ جما لیا	ہوا تیرو مہربان تری بات کا سبب مجھے

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان تسطیر مضامین کہن اس داستان فرحت بیان کی تحریر مین زنجیر سطور سے مضمون فسانۂ عجیب کو یون مقید فرماتے ہین کہ جب شہزادہ بدیع الملک نے زلازل کو مارا اور ملکہ کے محل مین سبزک عیار اُسکو لے گیا تو بدیع الملک نے سبزک کو خبر کے واسطے بھیجا کہ جاؤ دریافت کرو کیا رنگ ہی اس نے آکر دیکھا شہر مین جابجا غلغلہ پڑا ہوا ہی اور سب اہل شہر یہ کہہ رہے ہین کہ عطارد انجم شناس بھی بڑا کامل شخص ہی یہ سب اُسی کا حکم از روے نجوم ہی جو ظاہر ہو رہا ہی اور اودھر مظالم شاہ نے زلازل کو تن سے ما کے لاش اُسکی پاس گرشاسپ کے بھیجدی ہی اور پھر مظالم شاہ نے قارن کو بلاکے کہا کہ تو جس طرح ہوسکے اُسکو پیدا کر جس نے زلازل کو قتل کیا ہی قارن نے سات روز کی مہلت طلب کی ہی اور باہر آکے تمام عیارون کو لوگون کے گھرون مین بھیجا ہے ہر چند سب نے بہت تجسس کیا مگر نہ پایا تب قارن اپنے خرد عیار کے پاس آیا اور سب حال اُس سے بیان کیا خرد عیار نے کہا کہ اِن شہر مین آج کل آشوب تو بہت ہو رہا ہی اور سبزک بھی ایک عرصہ سے میرے پاس نہین آیا ہی قارن نے کہا اچھا صبر کر رات ہونے دے تو مین سبزک کے مکان پر جاؤن دیکھون تو آجکل کس مقام مین مشغول رہتا ہی الغرض جب رات ہوئی قارن سبزک کے مکان مین گیا دیکھا تو دو شیشہ شراب کے سبزک لایا ہی اور ایک گوشہ باغ مین ایک سمت کو کبوتر خانہ ہی وہان سے نقب لگی ہوئی ہی اُس نقب مین سبزک اُترا قارن بھی پیچھے سبزک کے اُسی نقب مین داخل ہوا جب سبزک نقب سے باہر نکلا تو قارن نے سر نقب سے نکالکر دیکھا کہ سبزک نے دونون صراحیان شہزادہ کے آگے جاکر رکھدین ملکہ مہر شیرین سخن روبرو شہزادہ کے بیٹھی تھی پس بدیع الملک نے قارن کو دیکھکر ایک نعرہ کیا اور غصہ سے بولا کہ ای سبزک یہ تیرے ساتھ کون شخص آیا ہی یہ سنکر قارن نے اپنے تئین نقب مین گرا دیا سبزک بھی ساتھ ہی نقب مین کودا اور قارن نقب سے نکلکر اُسی کبوتر خانہ کی راہ سے ہوکر باغ مین گیا اور دیوار باغ پھاندکر باہر نکل آیا وہان صدہا عیار کھڑے ہوے قارن کی راہ دیکھ رہے تھے اور خرد عیار بھی اپنے عیارون کے ساتھ اُس مقام پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ خرد قارن سے کچھ کہے سُنے اور احوال دریافت کرے کہ سبزک نے پیچھے سے ایک خنجر پہلو بہ خرد کے مارا خرد نے گر کر ایک آہ کھینچی قارن نے گھبراکر اُسکی طرف دیکھا تھا پھر ناگہ کہ سبزک نے ایک خنجر قارن کے بھی لگا ہی دیا قارن نے اپنے عیارون سے کہا اِسے پکڑو تو خبردار جانے نپائے یہ سنکر عیار چارون طرف سے دوڑے اور سبزک کو گھیر لیا مگر سبزک نے باوجود گھر جانے کے بھی چار عیارون کو قتل کیا اور آخر کو گرفتار ہو گیا۔ ع

ایک مین خون گرفتہ سو جلاد ہے کیونکر بچ سکتا تھا غرض عیار سبزک کو قید کرکے مظالم شاہ کے روبرو لے گئے سبزک نے کہا کہ آپ کو مظالم شاہ عادل کہتے ہین پس امیدوار ہون کہ حضور میرا انصاف فرمائین اور ان دیوانون سے از راہ عدل پوچھین مظالم شاہ نے کہا کہ پانچ آدمیون کو تو نے قتل کیا اب کیا مین عدل کرون سبزک نے کہا کہ حضور اول خرد کو مین نے اس سبب سے قتل کیا کہ وہ اگلے سال میرے گھر سے جو کچھ میری جائداد تھی چورا لے گیا تھا اگلی سال بھی کہ ہنوز مجھے کچھ بہم نہ پہونچا تھا یہ ہنر مین

میرے پھر آیا کہ چوری کرے پس مین نے دیکھکر چاہا کہ پکڑلون یہ بھاگا اُسوقت ایک خنجر مین نے بے تحاشا مارا
اسوقت قارن بولا کہ تونے دوسرا خنجر کس لیے مارا سبزک نے کہا کہ غصہ مین تو بھرا ہی تھا مار دیا ہوگا سوقت
مجھے کچھ سجھائی دیتا تھا جو سامنے آیا اسکو مین نے جواب دیا آخرالامر مظالم شاہ بولا کہ اسکو قتل گاہ مین
لیجاکر خلق کے روبرو قتل کرو کہ اورون کو اسکا حال دیکھکر عبرت ہو یہ خبر قیامت اثر ملکہ شیرین سخن کو
پہونچی غصہ مین آگ ببولا ہوگئی شہزادے نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاتا ہون اور رہا کیے لاتا ہون ملکہ
بولی کیا ضرورت ہی خواجہ سرا اور چوبدارون کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا سبزک نیچے خنجر قاتل کے بیٹھا
ہوا اودھر اودھر دیکھ رہا ہی اور ہنستا ہی کہ ملازمان ملکہ پہونچ گئے اور قاتلان ملعون مین سے دو ایک کو قتل کرکے سبزک کو
خدمت مین ملکہ کی لائے عیاران قارن ننگے سر ننگے پاؤن روتے پیٹتے مظالم شاہ کے پاس گئے اور فریاد الغیاث
کی صدا بلند کی اور شکایت ملازمان ملکہ شیرین سخن کی بہت بیان کی مظالم شاہ پیالہ شراب ہاتھ مین لیے
بیٹھا تھا قارن سے کہا اے مردک مین نے تجکو بدیع الملک کے پیدا کرنے کیلیے بھیجا تھا تجکو سبزک سے کیا مطلب
تھا اب اگر ایک بال بھی سبزک کا کم ہوگا تو خواجہ سرا اور سپاہی ملکہ کے یقین ہی کہ سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین
اتنے مین خواجہ سرا اور لوگ ملکہ کے پہونچے مظالم شاہ سے کہنے لگے کہ سبزک اپنی جان دیچکے دیتا ہے
اور ملکہ بھی خنجر کھینچے بیٹھی ہی اور ہمکو بھیجا ہی کہ اگر قاتلان سبزک کو مجھے نہ بھیجے گا تو مین اپنا خون کرون گی
مظالم شاہ نے کہا اے قارن اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ دختر کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور وہ
اپنا خون کیے ڈالتی ہی قارن نے کہا کہ نہ تو کسی نے ملکہ کو کج نگاہ سے دیکھا ہی اور نہ سبزک پہ کسی نے چشم زخم
لگایا ہی اگر اُس کا کوئی قاتل ہو تو مین اُسے خود قتل کرون مظالم شاہ محل مین گیا اور دختر کی بہت تسلی
دلدہی اور خوشامد کی ملکہ رونے لگی اور بولی کہ آپ قارن کو مجھسے زیادہ چاہتے ہین مظالم شاہ بولا کہ اے جان پدر
ابھی اُس سے مجھے ایک کام ضروری لینا ہی ورنہ ابھی اُسکو قتل کرتا اتنے مین لوگ ملکہ کے سبزک
کو لیے ہوے آئے اور سبزک نے آتے ہی مظالم شاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا بادشاہ نے اُسپر بڑی نوازش کی اور
خلعت منگوا کر دیا کہ اتنے مین ملکہ بولی کہ رونے سے میرے سر مین درد ہونے لگا یہ کہکر باپ سے
رخصت ہوکے پاس شہزادہ کے آئی اور دور شراب چلنے لگا الغرض جبکہ رات ہوئی سب سو گئے
مظالم شاہ فکر مین بدیع الملک کی تھا نیند اُسکو نہ آئی چونکہ چودھوین رات تھی اور نصف شب
گذری تھی کہ بادشاہ مظالم شاہ گھبرا کر بام قصر پر آیا دیکھا کہ بدیع الملک اور ملکہ شیرین سخن اور
چند خواصین بیٹھی ہوئی ہین صحبت تخلیہ کی گرم ہے دور بادۂ ارغوانی چل رہا ہے شہزادہ اور
ملکہ ہنس ہنس کے راز و نیاز کی باتین کر رہے ہین اور سبزک بھی جلسہ مین بیٹھا ہوا ہار مونیم بجاتا ہی
اور کہتا ہی کہ جب خود مین نے دیکھا کہ میرے حال سے واقف ہوا لیں سواے قتل کرنے کے اور کوئی تدبیر
نہ تھی اس سے بجانی مظالم شاہ نے اُنکو دیکھا اور چپکا کھڑا ہوا یہ سب حال دیکھ سن رہا تھا اور مارے
غصہ کے تھر تھر کانپتا تھا مگر مصلحت وقت سمجھکر ضبط کیے ہوے تھا کہ اُسکا حال آئندہ معلوم ہوگا

اب دو کلمہ داستان لاہوت اور حمزہ ثانی کے بیان ہوتے ہین

مری آنکھی بھری محفل مین ہوگی ہوگی کیا ادا قاتل مین ہوگی	زبان پر آنے کی جو دل مین ہوگی یہی قاصد بتاہے اُنکے گھر کا	نہ ہوگا کیا ہمارا کام ہوگا ہوا کچھ اور اُس منزل مین ہوگی

جو تیرا جذب دل کامل ہوا ای قیس
ہماری جان اس مشکل مین ہوگی
جدا سے ملنا کا اسی سے آنکھ قاتل
نہ آسایش نہ اس منزل مین ہوگی
نہین شوخی سے خالی شرم اسکی
یہان اک گدگدی سی دل مین ہوگی

تو پھر لیلی کہان محمل مین ہوگی
سوال وصل پردہ چھین لین گے
ذرا سی جان جس بسمل مین ہوگی
اگر عقبے مین دنیا یاد آے
قیامت پردہ حائل مین ہوگی
نہ آئے داغ تو اچھا ہے ورنہ

نہ کرتے دل لگی کیا جانتے تھے
جو نقدی کیسہ سائل مین ہوگی
عدم کے جانے والو سنتے جاؤ
تو مشکل اور اک مشکل مین ہوگی
وہان چلکی مین جب وہ تیر لین گے
بڑی ہل چل تری محفل مین ہوگی

شمع افروزان محفل رنگین داستان و روشنی کنندگان ایوان مجلہ بیان نقش روشن فسانہ کو شمع کافوری قلم تنویر رقم سے قندیل بیان مین یون منور فرماتے ہین کہ جب مصور آفرینش نے تصویر پر تنویر ماہ شب افروز کو صفحہ فلک پر کھینچا اور منشی زیبا نگار قدرت نے نور کے قط سے سطور عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے یعنے آفتاب مینائے زمرد فام سپہر سے میکدہ مغرب مین گیا اور ساغر بلورین ماہتاب انجمن کواکب مین دور زن ہوا ہے ٭ ناہید فلک نے کھولے گیسو ٭ چھائی ظلمت جہان مین ہر سو ٭ ساقی فلک نے مہ کا ساغر ٭ دے بھر انور کے سراسر ٭ یعنے رات ہوئی مہلال نے لڑائی سے فرصت پاکے صحبت شراب وکباب کی گرم کی اور مشغول مینوشی ہوا لاہوتک نے کہا کہ افسوس ہر جگہ بلاشور کی خالی ہے سب عیار رونے لگے اور عرض کیا کہ عمرو ثانی بھی تو ہمارے یہان قید ہے پس ہم چاہتے ہین کہ عمرو ثانی کو چھوڑ دین اور بلاشور کو عوض مین اسکے لے لیوین پس لاہوتک نے جمشید کو حمزہ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزہ ثانی نے اسکی بڑی حرمت کی اور بزم آراستہ کی جمشید نے کہا کہ لاہوتک شاہ نے آپکے پاس مجکو بھیجا ہے اور کہا ہے بلاشور کو رہا کر دیجیے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ مین بلاشور کو چھوڑے دیتا ہون وہ عمرو ثانی کو رہا کر دے جمشید بولا کہ مین اسکا ضامن ہون پس امیر نے بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کیا اور لاہوتک شاہ نے بھی عمرو ثانی کو بھیج دیا اور حمزہ ثانی نے جمشید کو ایک گھوڑا اور تاج مرصع اور کمر بند جڑاؤ دیکر بہت اعزاز و اکرام سے اسکو رخصت کیا اسی درمیان مین پسر سام ایرج و سکندر کی خبر لیکر لشکر مین پہونچا کہ ان دونون کو نقابدار سیاہ پوش نے کشتی مین زیر کمند مین ڈالدیا وہ دونون وہان سحر مین مبتلا ہین مرکب انکے لیکر آیا ہون اور سب کیفیت شہر مہرانیہ کی بیان کی نورالدہر کو یہ خبر سنکر تاب نہ رہی اور اسیوقت رخصت ہو کر جانب مہرانیہ روانہ ہوے اسوقت انکا ذکر کیا جائیگا مگر یہان کا حال گذارش کیا جاتا ہے کہ دوسرے روز مہلال تیغ برہنہ لیے ہوے میدان مین آیا فضل بن الماس نے مقابلہ کیا اور خود سے مہلال کے گرا الماس نے چاہا کہ نیچے سر پہ اسکے تلوار لگاے چنانچہ الماس نے تلوار لگائی لیکن وہ تلوار زمین پہ پڑی اور ٹوٹ گئی مہلال نے فرصت پاکر ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ کمر پر الماس کے پڑا اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے الماس کے ہوگئے کفار نے غلون کو جلوہ دیا اور مہلال نے سر الماس کاٹ لیا لیکن ہوشنگ کہ مصاحب فضل تھا میدان مین آیا اور ادھر سے مہلال ایک ہاتھ مین چوبدست اور ایک ہاتھ مین خاک لیے ہوے پہونچا اور تلوار کو بچا کر مشت خاک آنکھ مین ہوشنگ کے ڈالی اور ایک ضرب چوبدست ایسی لگائی کہ ہوشنگ زخمی ہوکر گرا اور ایک آہ کھینچی مہلال نے اسکا سر بھی کاٹ لیا اور ایک طرف سے دلیرون نے نرغہ کیا امیر ثانی نے تیغ کھینچی مگر مہلال نے شام تک سات آدمیون کو قتل کیا

داستان ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار کی اور کچھ حال شمعون جوہری کا بیان کیا جاتا ہی

غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا
کتنی زحمت اٹھی تجھی کو وفا
حسین دل ہی یہ وفا مین سودا
جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا
ادھر آئینہ ہی ادھر دل ہی
انکو خلوت سرا مین بے پردہ
داغ ہی خوب عاشقی کا مزا
گر تو کند عمر تجھے مردہ ما

جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
اس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
بارہا آزما کے دیکھ لیا
جسکو چاہا اٹھا کے دیکھ لیا
صاف میدان پا کے دیکھ لیا
جلکے دیکھا جلا کے دیکھ لیا
بکہ شش آرد آن خون فسردہ ما

تجھے گھر جا کے داغ دیکھ لیا
کبھی غش مین رہا شب ہجر
لوگ کہتے تھے چپ لگی ہی تجھے
زخم دل مین نہین ہی قطرہ خون
اس نے صبح شب وصال تجھے
انکو ہی وصل غیر سے انکار
بیا ساقی آن کہ جان پرور ست
نشاط خانہ جادو و شکار زلف لیلا

دل لگی کہنے مین آ کے دیکھ لیا
کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا
حال دل کا سنا کے دیکھ لیا
خوب ہم نے فگار کے دیکھ لیا
جلتے جلتے بھی آ کے دیکھ لیا
اور جو ہم نے آ کے دیکھ لیا
بس جو کہ جون جان مراد خواست
سخن کو شاخ تقریر

یون زینت دیتی ہی کہ جب ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار نے چاہا کہ اپنے تئین اردو معلی مین پہونچا مین چونکہ شب تار تھی راہ بھولکر ایکطرف کہین سے کہین نکل گئے اور بعد خرابی بصرہ ایک شہر مین پہونچے کہ اسکو عین الملک کہتے تھے غرضکہ ملکہ اور خیال عیار جاکر کاروان سرا مین پہونچے اس شہر کے بادشاہ کا نام ملک عادل شاہ تھا اور طریقہ خدا پرستی رکھتا تھا تمام مردمان شہر مع بادشاہ دین ابراہیم علیہ السلام کے پیرو تھے الحاصل رات کو ملکہ ایک حجرے مین کاروانسرا کے ٹھہری اور پاس ملکہ کے ایک گوشوارہ تھا اسکو بیچکر خرچ کیا دو لعل بھی ملکہ پاس تھے کہ ہر ایک انمین سے ایک ایک ملک کے خراج کی قیمت رکھتا تھا ایک انمین سے خیال کو دیا کہ فروخت کر لا کیونکہ اگر زندہ بچین گے تو ایسے بہت ملجائین گے خیال اس لعل کو لیکر شمعون جوہری کی دکان پر گیا اور شمعون وہ جوہری تھا جو بیچ جز لند ھور کا طوائف شہر مین قلندروں سے لیکر تالوت شاہ کو بیچا تھا جسکو سائل کا مین نے لیا تو شمعون جوہری وہان سے چلا آیا الغرض خیال عیار نے وہ لعل شمعون جوہری کو دیا لعل دیکھکر شمعون کی آنکھین کھل گئین خیال بولا اگر یہ لعل تو خریدنا چاہتا ہی تو قیمت اسکی لاکھ لیمان ... شمعون نے لترہ کیا لوگ دوڑے اور خیال کو شمعون کے حکم سے گرفتار کرکے حاکم کے پاس لیگئے بادشاہ منصف بہت تھا شمعون نے حلف سے کہا کہ یہ حرامزادہ پانسو تومان کو یہ دانہ میرے یہان بیچتا تھا اور دو گواہ مصنوعی بنا کے انکو رشوت دیکر خیال پر چوری ثابت کردی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دار پر کھینچو جبکہ نیچے دار کے لیگئے کاروان سرا کے سردار نے اس معاملے کی خبر پائی ملکہ کو بھی خبر پہونچی کہ خیال جو تمہارا ہمراہی تھا چوری مین گرفتار ہوا ہی اسکو حکم دار پر کھینچنے کا حاکم نے دیا ہی دایہ یہ خبر سنکر نہایت حیران و پریشان ہوئی اور بال سر کے نوچنے لگی اور میدان کی طرف چلی کہ غل و شور اٹھا اتنے مین وزیر بادشاہ کا کہ اسے سیف معتبر کہتے ہین اس طرف آ نکلا اور مادر خیال کو دیکھکر استفسار حال کیا لوگون نے کہا یہ مادر خیال ہی جو کہ چوری کی علت مین ماخوذ ہوا ہی اور لب دار پر کھینچا جاتا ہی غرضکہ وزیر نے اس سے پوچھا کہ تو مفصل حال بیان کر مادر خیال نے کہا کہ کل ہم دونون مسافر اس شہر مین تازہ وارد ہوئے تھے اور کاروانسرا مین جاکر ٹھہرے تھے ہمارے پاس یہ لعل تھا ہمنے لڑکے کو دیا کہ اسے بیچ لا شمعون حرامزادہ نے اس لعل کو بیش قیمت دیکھکر لالچ کیا اور میرے لڑکے کو چوری لگا کر گرفتار کرا دیا اب بیگناہ قتل ہوتا ہی چونکہ سیف معتبر وزیر شاہ نہایت

عقلمند تھا اور انصاف بھی اسکے مزاج مین تھا اسکو بوے صداقت کلام دایہ سے پائی گئی فرمایا کہ یہ معاملہ
روبرو بادشاہ عادل کے ختم ہوگا سیمون کو روبرو بادشاہ کے لائے اول شمعون نے کہا کہ یہ لعل میرا چرائے
لیے جاتا تھا لوگون نے اسے گرفتار کیا اور جھوٹے گواہ بھی پیش کیے سبنے گواہی دی کہ بیشک ہم مدت
سے سُنتے ہین کہ یہ لعل ظلمات مین چالیس ہزار تومان کو شمعون نے خریدا ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا
کہ اب اسکا کیا علاج ہی سیف نے آہستہ دایہ سے پوچھا کہ کیا دوگی اگر خیال کو رہا کرا دون اور
لعل بھی تمھارا تمکو دلوا دون دایہ بولی تو خدا سے نہین ڈرتا ہی اور میرے پاس کیا ہی جو تمکو دون پھر
وزیر نے شمعون سے پوچھا کہ تو کیا دیگا جو لعل تجکو دلوا دون شمعون نے ہزار دینار دینا قبول کیے
سیف معتبر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ مین معائنہ کے گواہ طلب کرین کہ جنکے سامنے
یہ لعل خریدا گیا ہو بادشاہ نے شمعون کو طلب کرکے حکم دیا کہ تو ثبوت خرید کے گواہ پیش کر شمعون نے
اپنے گواہ حضور مین پیش کیے بادشاہ نے گواہون سے مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ تم اس معاملہ مین کیا
جانتے ہو گواہون نے کہا کہ حضور ہم حاضر تھے جبکہ شمعون نے اس لعل کو خرید کیا تھا سیف نے
خیال سے سوال کیا کہ اصل مالک اس لعل کا کون ہی خیال نے کہا کہ ایک عورت ہے سیف نے کہا
اسے حاضر کرو مالک کاروان سرا نے ملکہ کو ایک چادر مین چھپا کے اور برقع وغیرہ اڑھا کے حاضر کیا
اور عدالت کے ایک گوشہ مین لاکر بٹھا دیا سیف معتبر وزیر اور بادشاہ عدالت مین بیٹھے تھے کہ برقع
ملکہ کے منھ پر سے ایکبارگی ہٹ گیا بادشاہ کی نگاہ جو ملکہ کے چہرۂ بینظیر پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوگیا
اور کلیجہ پکڑ کے رہگیا وزیر سے حکم دیا کہ اس عورت کو میرے واسطے حاضر کرو سیف معتبر
خیال کو ہمراہ لیکر آگے ملکہ ماہ نوش کے آیا بادشاہ کو تاب کہان تھی فوراً آدمی بھیجا اور سیف سے
کہلا بھیجا کہ بادشاہ نے کہا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس عورت کو میرے لیے رضامند کرو سیف نے کہا
ای دختر اگر یہ لعل تمھارا نہین ہی تو تم کیون آئین خیر بادشاہ ہمارا تمکو اپنی بی بی بنا چاہتا ہی تم اسکو قبول
کرو ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کھینچی اور رونے لگی سیف بولا کہ یہ کیا بات ہی کہ تو خوشخبری سنکر روتی ہے
بادشاہ کے دل کو لگی ہوئی تھی اُسنے ایک دایہ کو رضامند کرنے کیلیے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ نے سامنے دایہ
کے آکے کہا کہ تو بھی مسلمان ہی میری سرگذشت سُن مین اپنا حال تجھے کہتی ہون اور سارا حال صاف صاف اُس
دایہ سے بیان کیا اور دوسرا جوڑ اُس لعل کا دایہ کو دکھایا اور کہا کہ جمشید شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین یہ
لعل بیش بہا ہم پہونچائے تھے دایہ روتی ہوئی روبرو وزیر کے آئی اور کہا کہ ای وزیر اگر اس عورت کو
سوائے اُسکے شوہر کے دوسرے کے پاس کوئی لیجائے گا تو بیشک یہ اپنے تئین ہلاک کرڈالے گی سیف
وہان سے اُٹھکر دروازہ پر محل شاہی کے آیا اور جو کچھ سُنا تھا بیان کیا اور کہا کہ ای شاہ سوائے اپنے شوہر کے یہ دوسرے کا
مُنھ نہ دیکھے گی اسکو چھوڑ دیجیے اور اس خیال سے درگذر فرماکر تو سمجھیے یہ دختر ملک جمشید کی ہی بادشاہ نے کہا
وزیر تمنے پہلے سے یہ حال مجھسے کیون نہ کہا اور یقین ہی کہ اُسکے پاس ایسا دوسرا لعل بھی ضرور ہوگا وزیر نے ملکہ سے
آکر پوچھا ملکہ بولی اس سے بہتر دوسرا جوڑ میرے پاس موجود ہی اسکی کیا حقیقت ہے اسلیے مین نے پہلے
اُسے نہین دکھایا تھا کہ ایک کے دکھانے سے تو یہ کیفیت گذری دوسرے کی وجہ سے نہین معلوم کیا مصیبت
مجھپر پڑتی پس بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ ای وزیر یہ دختر مہمان عزیز ہماری ہی اسے اپنے گھر مین لیجاکر رکھو اور

اسکی خاطرداری کرو اور دوسرے دن شمعون کو کچہری مین بلوا کے کہا کہ یہ لعل تیرا نہین ہی تو خیال کے قتل کرانے سے درگذر کر شمعون بہت رویا اور قی رو نالے کرنے لگا تب بادشاہ نے کہا کہ اچھا اے شمعون اس لعل کا جوڑا بھی ہی یا ایک ہی دانہ تھا شمعون بولا کہ ای بادشاہ سلامت ظلمات سے یہان تک مین پھرا اور چار دانگ عالم مین مین نے سیاحی کی اور ہر ایک شہر و دیار مین بذریعۂ تجارت جانے کا اتفاق ہوا مگر اس لعل کا ثانی میری نظر سے نہین گذرا اور نہ مین نے کہین سنا بادشاہ نے کہا گواہ تیرے کہان ہین لا حاضر کر جبکہ گواہ روبرو پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اس لعل کو ظلمات مین خرید ہوے کتنی مدت ہوئی ایک گواہ نے کہا کہ چار برس بادشاہ نے کہا کہ شمعون کو علیحدہ ایک جگہ مین پوشیدہ رکھو اور دوسرے گواہ سے پوچھا کہ کتنا زمانہ اس لعل کو خرید کیے ہوے گذرا اسنے کہا تین برس تیسرے گواہ سے پوچھا گیا اسنے نو برس بیان کیے غرضکہ اسی طرح ہر ایک گواہ نے مختلف بیانات پیش کیے تب بادشاہ نے خیال کو طلب کیا اور اس سے پوچھا وہ بولا ایک لعل تھا وزن مین چالیس مثقال بھر کا اسکے دو ٹکڑے برابر کے کیے گئے اسمین سے ایک یہ ہی اور دوسرا ٹکڑا میرے پاس ہی شمعون بولا یہ سچا ہی تو دوسرا ٹکڑا پیش کرے جبکہ خیال دوسرا ٹکڑا لایا شمعون بولا یہ شخص میرا چور ہی یہ دونون لعل چرائے ہوے میرے ہین بادشاہ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ یہ تاجر بالکل دروغگو اور بے ایمان ہی کسی طرح یہ لعل اسکا ملک ہونا ثابت نہین ہوتا بالکل افترا پردازی ہی اسکو لیجا کر دار پر کھینچو اور گواہون کو آگ مین جلا دو یہان تک کہ شمعون کا ہر ایک بند جدا کر دیا اور عذاب سخت سے اسکو قتل کیا ناگاہ ایک قافلہ سوداگرون کا زیر محل شاہی آکر ٹھہرا اور تحفہ جات عمدہ عمدہ ہر ایک ملک کے بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے پوچھا کہان سے تمھارا آنا ہوا انھون نے کہا پایۂ تخت اشراقیہ سے ہم لوگ آتے ہین وہان کا حال شاہ نے ان سے دریافت کیا اور کہا ای تاجران ذیوقار اشراقیہ کا حال مفصل بیان کرو ان تاجرون نے حال رستم ثانی کا اور کشتہ ہونا برق دیو کا اور قید مین پڑنا اور پھر رہا ہونا تمام حال اس وقت تک کا بیان کیا کہ اب رستم ثانی کے پاس لشکر کثیر ہی اور قلعہ پنج حصار مین قیام پذیر ہی یہ سب حالات مفصل تاجرون نے بادشاہ کے حضور مین بیان کیے بادشاہ بولا کہ ای سیف اب مسلمانون اور کافرون مین جنگ مذہبی پڑ گئی ہی چلو رستم ثانی کی مدد کرین پس چالیس ہزار آدمی جمع کر کے اور ملکہ کو عماری مین سوار کرا کے ہمراہ لیا اور اب اشراقیہ کی طرف روانہ ہوتے ہین آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

ازین قصہ یکدم فراموش کن		زجائے دگر داستان گوش کن

داستان نورالدہر اور سیاہ پوش کی بیان ہوتی ہے

جبکہ نورالدہر مہرانیہ مین پہونچا لوگون نے استقبال کیا اور کہا کہ جو شخص اس سیاہ پوش کو زیر کرے اور باندھ لے ہم لوگ اس کا دین قبول کرین گے نورالدہر نے قبول کیا عطارد وزیر نے نورالدہر کو ایک جوان خوشرو اور پاکیزہ خو دیکھکر بہت کچھ نصیحتانہ منع کیا اور کہا کہ یہ کارخانہ سحر ہی اسمین مبتلا نہو نورالدہر نے نمانا اور بہت سی گالیان دین آخرکار ایک اکھاڑہ طیار کیا گیا اور وہ سیاہ پوش بڑے عظم و شان سے آیا اور نورالدہر سے کشتی شروع ہوئی ایک شبانہ روز کشتی رہی آخر سیاہ پوش نے نورالدہر کو اٹھا کر اسی نہر مین ڈالدیا اور اسی نہنگ نے پانی سے سر نکالا اور نورالدہر کو نگل گیا ایک شور و غل حاضرین نے برپا کیا اور چالاک وہان سے گریبان چاک بجانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ چلکر اس سانحہ کو امیر ثانی سے بیان کرے

اب چند کلمہ داستان رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

فصل گل مین کس کو عقل و فنون درکار ہے
چاہیے جلو غم کے پی لینے کو خون درکار ہے
پانون قسم اللہ کہ رکھ طریق عشق مین
صاف آئینہ سے بیرون و درون درکار ہے
وادی ماتم سراے دہر ہون مین مجھکو کیا
راہ مین تحریک منزل مین سکون درکار ہے
داغ جنون ہے موسم گل بیشمار
دلفریبی کو بھی اعجاز و فسون درکار ہے
سر دیجیے قد کا ترے دیوانہ ہون و سرو ناز
اسکو آتش دولت و نیلے دون درکار ہے

لالہ پھولا ہر طرف ہمین داغ جنون درکار ہے
تجھ سوا دنیا و ما فیہا سے کچھ مطلب نہین
فال کی حاجت نہ کچھ اسمین شگون درکار ہے
کوچۂ جلاد مین گردن جھکا کر رکھ قدم
محفل عشرت مین چنگ و ارغنون درکار ہے
بد زبانی سے تمھاری یہ ہمین ظاہر ہوا
حوصلے سے بھی یہ دولت فزون درکار ہے
بیدردت کے قدم رکھا ہے قصر یار مین
سر ٹیکنے کو زمرد کا ستون درکار ہے

ہجر مین کسکو شراب لالہ گون درکار ہے
تو ہمین ہر کائنات کاف و نون درکار ہے
دیدہ و دل دونون صدقے آتش رخسار ہون
یہ ادب کا ہے محل یان سر نگون درکار ہے
زندگی کی گود مین اپنا نمونہ بتیا بیان
خوبصورت کے لیے خوے زبون درکار ہے
یہ لب جان بخش و چشم یار سے ظاہر ہوا
اب ہمین استادگی مثل ستون درکار ہے
جاتا ہون واسطے عقیدت کے مین حسن عمل

سجادہ نشینان خانقاہ نکتہ دانی و مرشدان رمز و کنایہ شناسان طریقہ خوش بیانی اس حکایت بدیع کو باستعانت قلم سوانح رقم عالم خیال مین سر بجیب مراقبہ تفکر ہو کر منازل تحریر مین یون قدم دھرتے ہین کہ جب رستم ثانی نے الماس ناوک انداز کو مسلمان کیا اور چاہا کہ لشکر اشراق شاہ مین چلے لیکن چند آدمی ہمراہی الماس کے جو نور اسلام سے مشرف ہوے تھے وہ بھاگے ہوے آئے اور یہ خبر اشراق شاہ سے بیان کی اشراق شاہ نے چاہا کہ خود لشکر لیکر روانہ ہو لیکن لوگون نے منع کیا تب ایک پہلوان کہ از بس دلیر اور تیز دست تھا اور نام اسکا اسکندر دیوانہ تھا کوئی شخص اسکی کمان کا چلہ نہین چڑھا سکتا تھا چلا کر کسی گوشہ مین چھپ رہتا تھا وہ بولا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو مین رستم ثانی کو باندھکر لے آؤن اشراق نے کہا آفرین یہ بہت خوش ہوا اور ایک گھوڑا اپنے طویلہ خاص سے منگوا کر اسکو عنایت کیا وہ دو ہزار آدمی لیکر روانہ ہوا اور قلعہ چنج حصار کے دامن مین پہونچا اول اپنی کمان کو اس نے بھیجا امتحان کے لیے کہ اگر رستم اسکو کھینچ لیگا تو مین اور وہ قوت مین برابر ہون کچھ اندیشہ نہین برابر کی جوڑ ہوا اور اگر کمان نہ کھینچ سکی تو مین اسکو باندھ لونگا اور خود بھی بشکل ایلچی بارگاہ رستم ثانی مین پہونچا رستم نے اسپر بہت لطف و مہربانی فرمائی اسکندر نے جو رستم ثانی کو دیکھا تو ایک محبت اسکے دل مین پیدا ہوئی اور اپنے دل سے کہا کہ اگر رستم نے اس کمان کو کھینچ لیا تو بیشک مین مسلمان ہونگا اور اگر نہ کھینچ سکی تو اسکو ہمراہ اپنے لاکر اشراق شاہ سے اسکے عفو جرائم کی درخواست کرونگا یہ خیال کرکے کمان رستم کے ہاتھ مین دی رستم نے اس کمان کو ایسا کھینچا کہ وہ شکستہ ہوگئی پس اسکندر یہ دیکھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو بہت جلد شہزادہ رستم کے لشکر مین ملا دیا اور حلقۂ اطاعت گوش عقیدت مین پہن لیا پس رستم نے چار ہزار سوار و پیادے جمع کیے اور تہمیم وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب لشکر اشراق شاہ قصد روانگی کیا یہ خبر اشراق کو پہونچی وہ بھی شہر سے فوج و سپاہ لیکر باہر نکل آیا اور دونون لشکرون نے مقابلے مین صف کشی کی اور آمادہ کارزار ہوے

داستان جنگ کرنا رستم کا اشراق شاہ سے

راوی خوش تقریر بیان کرتا ہے کہ جب دونون لشکرونمین صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کرکے کنارہ ہوے تو صف لشکر سے نکلکر اژدر دندان سبز پوش میدان مین آیا خوب

سلخ شوری کرکے سردیا میدان کا دکھایا اُدھر سے خود رستم ثانی مرکب اپنا بڑھا کر مقابل ہوے بعد تگاورزنی
فنون سپہ گری کا ردوبدل ہوا نیزہ بازی عمود بازی شمشیر زنی جملہ آلات حرب نے خوب اپنے جوہر
دکھلائے آخرالامر محزون تاب مقابلہ رستم نہ لاسکا دست پاچہ ہوا رستم نے سر اسکا قلم کیا اور بادل
محزون اُسکو منزل عدم مین بھیجدیا بعد ازان یہ حال دیکھکر بارہ ہزار کافر میدان مین آئے اور جنگ مغلوبہ
کی گرم بازاری ہونے لگی ملک الموت کا انتقام شروع ہوا امر مراجل میدان کارزار مین چلنے لگی بہت سے
کفار قتل ہوے یہان تک کہ لشکر کفار بھاگنے پر آمادہ ہوا کہ اشراق شاہ نے یہ دیکھکر طبل بلند بجوادیا
دونون لشکر جنگجوئی سے باز رہے اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام پذیر ہوے اشراق شاہ نے
بارگاہ مین وزیرون کو طلب کیا اور صلاح و مشورہ کرنے لگا غرضکہ سب نے متفق الرائے ہوکر
ایک نامہ شہر نگارستان مین پاس منظلم شاہ کے بغرض استمداد و اعانت کے بھیجا اور کمک
طلب کی دوسرے روز جب کہ شہسوار روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام مخمل سیاہ شب سے نکالکر افق
مشرق سے چمکایا اشراق شاہ نے خود میدان مین آکر نبرد کیا رستم نے دیکھا کہ وہ گبر آتش پرست
ہے اول اسکندر کو بھیجا کہ یہ تازہ ہوا خواہون مین تھا تو کہ سمجھے کہ نیا نوکر ہون مدتاہی اس نے
جاکر خوب جوہر شجاعت دکھائے لیکن اشراق شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے دیکھا کہ سکندر بہت
مجروح ہوگیا ہے فوراً اپنا گھوڑا پرے سے نکالکر مقابلہ اشراق کا کیا اشراق شاہ نے سب طرح کے
حربے رستم ثانی پر کیے بعد ردوبدل جملہ فنون سپہ گری کے رستم نے چاہا کہ تیغ تیز سر اشراق شاہ پر
لگائے اور اُدھر اشراق شاہ نے سپر کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ رستم نے کمربند اُسکا پکڑکے زین سے
اُٹھالیا لشکر اشراق شاہ نے حملہ کرکے اشراق شاہ کو پنجۂ رستم سے چھڑالیا اسنے سہمک عیار کو طلب کیا
اور اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا سہمک بولا کہ آپ گھبرائیے نہین اور کچھ پریشان خاطر ہوجیے مین تدبیر کرتا ہون
یہانتک کہ اژدر شب نے ترک سبزہ زار فلک کو نکالا اور افعی سواد نیل نے قرص ماہتاب کو مشتل من کے
اُگل دیا یعنے رات ہوئی سہمک مرد صحرائی کی صورت بنکر دو گٹھے گھانس کے ایک ایک خیمہ بدلالو کے
لشکر رستم مین آیا اور عیارون کے پاس ہوکر نکلا عیار زر لفت پوش آیا اور اُسنے پاؤن سے
بارگاہ کے باہر نکالدیا مگر یہ ہر طرف کی خبر گیری کرتا رہا دوسرے روز خیال عیار نے آکر رستم کو سلام کیا
رستم اسے دیکھکر خوش ہوا اور گلے سے لگالیا حال ملکہ ماہ نوش لب کا پوچھا خیال نے کسب حال
گذشتہ بیان کیا اور کہا کہ ملک عادل داؤد اور سیف معتبر ملکہ کو لیے ہوے آتے ہین اور گنجی شہر
عین الممالک کی بھی لاتے ہین رستم یہ حال سنکے کمال مسرور ہوا اور کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر ذوق استقبال
مین نکلا سبھون سے ملاقات ہوئی با اعزاز و اکرام سبکو لشکر مین لایا ملکہ کو محل سرا مین داخل کیا اور سہمک عیار
نے یہ خبر اشراق شاہ کو پہونچائی ملک اشراق نے بہت سی گالیان دین کہ مجھے سے مفت ہی عیاری کی
کرنے گیا تھا اور اچھی خبر لایا تف ہے تیری عیاری پر اے مسخرے تجکو خبر لانے کے لیے بھیجا تھا یا
کوئی کار نمایان کرنے کا دعوے کرکے گیا تھا غرضکہ اشراق شاہ نے سہمک کو خوب لتاڑا سہمک
نہایت خفیف ہوا اور کہنے لگا کہ حضور موقع کسی عیاری کرنے کا نہین ملا ہے اب مین پھر جاتا ہون اور
دیکھنا کیسی اچھی خبر لاتا ہون یہ کہکر رات ہے عیاری سے آراستہ ہوا اور گھسیارون کی صورت بنکر لشکر رستم مین

داخل ہوا راہ میں خیال عیار کا سامنا ہوا اُس نے گھسیارہ کو دیکھکر نعرہ کیا اور کہا او حرامزادے مین خیال عیار ہون شاگرد رشید بلا شور کا میرے سامنے کیا تیری عیاری چل سکتی ہی جا اپنا کام کر سہمک خیال کا نعرہ سنکے پیچھے ہٹ کر بھاگا خیال بھی اُسکے عقب مین دوڑا ایک فرسخ تک دونون چلے گئے جب لشکر سے دور نکل گئے سہمک پلٹا اور ایک مقام پر حلقہ لا کے کمند خس پوش کر کے ایک گوشہ مین چھپکر بیٹھ رہا خیال بھی اسکے پیچھے بے تحاشا دوڑا ہوا چلا آتا تھا کہ سہمک نے ایک جھٹکا مارا اور کمند مین خیال کو گرفتار کر کے زمین مین ڈالدیا خیال نے ہر چند گریہ وزاری بہت کی اور کہا اس سے بہتر ہی کہ مجکو قتل کرتا جا مگر اسکا کہنا سہمک کچھ خیال مین نہ لایا اس اثنا مین گرد اٹھی اور مہتر قران حبشی سامنے سے نمودار ہوے اور سہمک پر ایک نعرہ مارا کہ سہمک بیہوش ہوگیا قران نے خیال کو کمند سے رہا کیا اور سہمک کے پاس جاکے دونون ہاتھ پکڑکے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور پھر بیہوش ہوگیا قران نے دونون ہاتھ اُسکے باندھ دیئے خیال دور سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا کہ سہمک ہوشیار ہوا قران نے سہمک سے خیال کا حال دریافت کیا اس نے کیفیت خیال کی بیان کی جب قران کو معلوم ہوا کہ خیال عیار رستم ثانی کا ہی قران نے خیال سے کہا کہ مین بھی غلام رستم کا ہون خیال بولا کہ اے تو مجکو فریب دیتا ہی قران نے کہا تو مجھے نہین جانتا مین قران حبشی ہون اکثر ذکر میری دلیری کا تو نے رستم سے سنا ہوگا اب خیال کو یقین ہوا کہ بیشک یہ مہتر قران حبشی مین فوراً آگے بڑھکر اس نے قران کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دونون ملکر رستم ثانی کے پاس آئے اور قران نے حال گرفتاری و رہائی خیال کا بیان کیا چونکہ مثل مشہور ہی کہ لعل بیان تو لعل کا خیال پیارا اس وجہ سے رستم بہت خوش ہوا اور قران کو بھاری خلعت دیا الغرض اسی روز سہمک بھی مسلمان ہوا رستم نے اُسی دن شہر پہ دھاوا کر دیا اور چارون طرف سے گھیر کر اندر شہر کے داخل کیا اشراق شاہ کے لشکر سے خوب جنگ ہوئی ہزارون آدمی کفار کے مارے گئے آخر رستم نے فتح پائی اور اشراق شاہ بھاگا اور شہر پہ قبضہ رستم ثانی کا ہوگیا دختر ملکہ اشراق سے مشکل بانو کا عقد شمیم کے ساتھ کر دیا اول مشکل بانو نے کہا تھا کہ مجکو رستم کے ساتھ عقد کرنا منظور ہی مگر لوگون نے اُسے سمجھایا کہ وہ ملکہ ماہ نوش لب کا عاشق ہی یہ سنکر ملکہ مشکل بالانے شمیم بن کیوان سے عقد کر لیا سات روز تک خوب جلسے عیش و نشاط کے برپا رہے ایک ہفتہ تک بزم عروسی منعقد رہی دن رات تا و نوش کے چرچے ناچ و راگ رنگ کے جلسے ہوا کیے بعد فراغ محفل عروسی کے رستم نے بادشاہی شہر اشراقیہ کی شمیم کو مرحمت فرمائی اور آپ پانچ لاکھ کا لشکر لیکر ابھا ملتقا کیطرف جاتے مین آئندہ دیکھیے کیا ہو

داستان عمرو ثانی کا رئیس تراشی کرنا لاہوت شاہ اور مہلیل وغیرہ کی

تیغ قاتل نے کھلین نہ کیسے جوہر کسدن
گردش چشم سے آتے نہین چکر کسدن
مرگ عاشق سے ہوا کو ہے معشوق کو رنج
چونکتا ہی نہین فتنۂ محشر کسدن
واعظا دیکھ تو رندان خرابات کا ظرف
تیغ دل کر تا نہین گرمی اخگر کسدن

یہ ہما سایہ فگن ہو مرے سر کسدن
خوان نعمات جنون کا ہون مین مہمان عزیز
قبر بلبل پہ پڑی پھولون کی چادر کسدن
لا مکان یار کو لکھتا ہون خط شوقیہ
کی کسی مست نے ہو حق سر منبر کسدن
لب شارہ نہین آنکھون سے مژگان کے تیر

آرمیچ دیتی نہین وہ زلف معنبر کسدن
دست اطفال سے کھاتا نہین پتھر کسدن
صورتیون کا دہی نالۂ شبگیر نے کب
نہین تجھے مین تباہی مین کبوتر کسدن
آگ پر کب نہین جلتے ہین کلیجے کباب
پارہ دیتے نہین جگرون کو یہ خنجر کسدن

موشگافان دقائق سخن وعیاران نیرنگ سازی مکروفن سمند سیہ فام قلم کو جولانگاہ تحریر مین یون گرم خیز کرتے
ہین کہ جب عمرو ثانی لشکر مین آیا تو ایک روز صورت بدلکر در بارگاہ لاہوتک شاہ مین گیا اور سنا کہ
مہلال امیر ثانی کو سخت سست کہہ رہا ہے عمرو ثانی کو سنکر تاب نہ رہی بارگاہ مین سب کو بیہوش کیا اور
داڑھیان سب کی مونڈین اور ایک پرچہ کاغذ پر یہ دو کلمہ لکھکر دو بال داڑھی کے باقی رکھے اسمین چپکا دیا کہ
یہ سزا اسکی ہے جو تونے بخطا امیر ثانی کو کلمات ناسزا کہے اور جلتے ہوے تاج لاہوتک کا لیتا گیا دوسرے روز
جبکہ عیار دہر نے ریش سیاہ شب کو تراشا اور چہرہ شاہد سحر صاف نظر آیا مہلال کمال قہر و غضب سے میدان
مین آیا اور عمرو ثانی کو مقابلہ کے لیے طلب کیا عمرو ثانی نے میدان مین آکر ایک پتھر تراشیدہ
و خراشیدہ گوپھن مین رکھکر ایسا مہلال کے لگایا کہ اسکا خود سر سے گر پڑا اور سر مین سخت زخم آیا
اسنے بشرمندگی جھک کر خود اپنا اٹھالیا اور جاکر زلور شاہ اور ملک مرواق کو رہا کیا سب کافر خوش ہوے
عمرو ثانی نے حمزہ ثانی کو خبر دی دوسرے روز جبکہ آفتاب عالمتاب خیمہ زرنگاری فلک پر نمودار ہوا
طبل بشارت لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ نحستگان اشراق شاہ اور مرواق شاہ
اور پانچ ہزار آدم خوارون کو جاکر لایا ہے غرضکہ دوسرے دن طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آکر صف بستہ
ہوے کہ اس اثنا مین آدمخوار آئے اور ایک سمت آکر اترے اس دن لڑائی موقوف رہی اشراق نے کہا
مین ایک خدا پرست کو زندہ نچھوڑونگا بعد ازان مہلال بھی چند روز کے بعد جو عمرو ثانی نے اسکے پتھر لگایا
تھا اور یہ زخمی ہوا تھا اچھا ہوا اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے شہزادہ نور العین
میدان مین آئے مہلال نے ایک چوب دست شہزادہ نور العین پر لگائی شاہزادہ نے آسمانی چوب دست اوسکی
مہلال ہوا پر اڑا اور اترتے ہوے چوب دست سر نور العین کے گھوڑے کے لگائی کہ گھوڑا نور العین کا
زمین پر گرا اور شاہزادہ نور العین بھی زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مارے چوٹ کے بیہوش رہا اتنے مین مہلال
شہزادہ کی طرف دوڑا شہزادہ اس سے چوٹ گیا اور چاہتا تھا کہ مہلال کا لنگر اٹھکر زمین پر دے مارے
کہ مہلال حیران ہوا اور ایک خنجر پہلوے شہزادے کے مارا یہ دیکھکر لشکر نے حملہ کیا مہلال بھاگا تھا بدیع الزمان
فرزند کو اٹھا لائے سر اسکا زانو پر رکھکر بہت صدمہ کیا دوسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ کون
ہے مقابلہ کو آتا ہے کہ اتنے مین ایک بگولا گرد کا دامن بیابان سے اٹھا اور اس گرد کے درمیان سے
قران حبشی ظاہر ہوے اور خبر آمد رستم ثانی کی مع پانچ لاکھ سوار و پیدل کے لشکر اسلام مین پہونچی
سب خوش ہو گئے یہ کہکر قران خود میدان جنگ مین آئے بلا شور اور صرد عیار نے مہلال سے
کہا کہ قران حریف سخت ہے مہلال یہ سنکر ہنسنے لگا اور گینڈا اپنا بڑھا کر ایک ضرب چوب دست قران پر لگائی
قران نے اپنے تئین اسکی ضرب سے بچایا اور طبل بازگشت بج گیا سب اپنے اپنے قیامگاہ پر گئے
تیسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور اپنے مقابلہ مین قران کو طلب کیا جب قران صف سے
باہر نکلا اور سامنے مہلال کے آیا اسنے وہی طور لڑائی کا کیا جو نور العین سے کیا تھا غرضکہ ہوا پر
اڑکر وہان سے اترتے ہوے چوب دست قران کے سر پر لگائی وہ چوب دست جب سر پر قران کے
پہونچی تو ایک دھوان دماغ قران سے اٹھا اور قران زمین پر گر پڑا اور ایک آہ کھینچی مہلال شاد ہوکے
سرہیلنہ قران کے پہونچا قران نے پاؤن اسکا زور سے پکڑا اتنے مہلال گھبرایا اور حلقہ ہاے کمند قران نے

اسے اپنے چاہا کہ اپنے تیغ رہا کرے کہ اسمین خنجر قران نے کان پر مہلال کے مارا دونون کان کٹ گئے
اور پشت تک اُسکی شگافتہ ہوئی مہلال نے دوبارہ حملہ قران پر کیا قران بھاگا مہلال نے
پیچھا کیا اور غل دونون لشکرون سے اُٹھا قران پلٹ کر بولا کہ اے مہلال اب مجھ مین طاقت
اسقدر نہین ہے کہ تجھسے پھر لڑسکون اور ایک مشت خاک زمین سے اُٹھاکر ایک چھلانگ ماری اور دونون
آنکھون مین مہلال کے جھونک دی کہ وہ آنکھین ملنے لگا اور چونکہ مہتر برق فرنگی پیچھے قران
کے لگا ہوا چلا آتا تھا برابر آکر اسنے ایک خنجر پہلو پر مہلال کے مارا کہ سینہ تک شگافتہ ہوگیا اور سر کے
بھل مہلال زمین پر گرا برق نے نعرہ کیا مگر وہ مرتےمرتے زمین سے دس گز اُڑکر پھر زمین پر گرا قران نے بڑھکر
سر اُسکا کاٹ لیا اور بلا شور کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ منم قران حبشی بلا شور نے کہا کہ اچھا جب تک اسکا
عوض رستم ثانی سے نہین لیتا ہون تب تک قرار مجھے تھوڑے ہی آئیگا کہ اس اثنا مین عیار لوز الدہر کا
شہر مہرانیہ سے آیا اور کہا کہ امیر بانخیر اسود ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوے کفار یہ سنکر شاد و خرم ہوے
اشراق شاہ طبل جنگ بجواکر میدان مین آیا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے آکر کہا کہ ہے کوئی بہادر کہ میرے
مقابلہ کو آئے سب نے یہ چاہا کہ زمرد پرست ہی سعد نے کہا ایک بہادر اسکے مقابلہ کو جاے یہ سنکر
ہاشم تیغ زن نے گھوڑا اپنا پرے سے نکالا اور جاکر مقابلہ نقابدار سے کیا نقابدار اور ہاشم سے بڑے
بڑے تک ہتھیار چلا اور جملہ فنون سپہ گری اور اسلحہ حرب و ضرب کا ردو بدل ہوتا رہا بعد ازان دونون کمبا در
مرکب سے کودے اور کشتی ہونے لگی تا شام کشتی ہوا کی شام کو نقابدار سبز پوش نے ہاشم کو باندھ لیا اور اپنے
ہمراہ لیچلا اور باواز بلند یہ بھی کہدیا کہ اگر کوئی عیار یا سردار ہاشم کی تلاش مین میرے پیچھا کریگا تو مین بیشک
ہاشم کو قتل کرڈالونگا یہ سنکر کوئی تعاقب مین نہ گیا اور نقابدار ہاشم کو لے گیا اور ادھر بلا شور اور
غرور افروز لاہوتک سے رخصت ہوکر لشکر اسلام مین گئے اور تینون عیار صورتین اپنی بدلے ہوے گھات
مین لگے رہے جبکہ سواد شب نے تمام عالم کو گھیر لیا یہ تینون عیار خیمون مین گئے اور اسد و طہماسپ
اور بدیع الزمان کو بیہوش کرکے لیگئے اور تینون پشتارے آگے لاہوتک کے رکھ دیے اور کہا کہ مہلال کے
خون کا عوض ان تینون شخصون سے لیجیے یہان بارگاہ لاہوتک شاہ مین اشراق آدمخوار بیٹھا تھا کہ
لاہوتک نے تینون سردارون کے قتل کا حکم دیا اور جلاد انکو لیچلے کہ اتنے مین نقابدار سبز پوش بارگاہ لاہوتک
مین آکر پہونچا اور سب سے بلند مقام پر جاکر بیٹھا ناگاہ نظر اُسکی دلیران اسلام پر پڑی پوچھا یہ کون ہین لاہوتک
بولا کہ یہ طہماسپ اور وہ اسد اور وہ بدیع الزمان ہین نقابدار بولا کہ یہ کیونکر قابو مین آئے لاہوتک نے
کہا کہ عیار انکو عیاری سے لائے ہین نقابدار نے عرض کیا کہ مجھے ایسے بندے حضور کے ہون اور پھر
مردون کو نامردی سے پکڑا تا بالکل خلاف شان بہادری کے ہے یہ کہکر ایک نعرہ جلاد پر مارا اُسکو چونکہ
طمع زر و جواہر تھی اس جہت سے وہ نہ ہٹا نقابدار نے اُٹھکر جلاد کی گردن دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدی
اور بدیع الزمان سے کہا کہ مین نے تعریف تمھاری کشتی کی بہت سنی ہے مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
کچھ زور آزمائی ہوجائے بدیع الزمان نے قبول کیا اسپر نقابدار بولا کہ درمیان دونون لشکرون کے ہمسے
اور تمسے کشتی ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بہتر ہے بعد ازان لاہوتک شاہ سے تینون سردارون کو خلعت
دلواکر باعزاز تمام رخصت کیا اور نقابدار نے ایک عربدہ اشراق آدمخوار سے گستاخی یہ کی کہ اُٹھکر

اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل مین اُسے تنگ پکڑا اور پھر بارگاہ سے باہر چلا گیا دلیران اسلام پاس سعد کے آئے اور تعریف نقابدار کی طماس واسد و بدیع الزمان نے بیان کی کہ اتنے مین آواز طبل جنگ کی کان مین آئی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور درمیان مین دونون لشکرون کے کشتی نقابدار سبزپوش اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے ہونے لگی شام تک خوب کشتی رہی عجب عجب نادر داؤن پیچ ہوتے رہے کہ ناظرین کو لطف اُٹھاتے اور تعریف بناتے رہے آخرالامر بوقت شام بدیع الزمان کو نقابدار باندھکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا دونون لشکرون سے غل اُٹھا اور بدیع الزمان بیہوش و مدہوش تھا اُدھر لاہوتک شاہ بارگاہ مین محفل عیش آراستہ کیے ہوئے بیٹھا تھا اور عیاران اسلام صورتین اپنی بدلے ہوئے دروازہ لاہوتک شاہ پر موجود تھے کہ نقابدار آیا لوگ زر و گوہر اُس پر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لے گئے اور لاہوتک شاہ خود نقابدار کو دیکھکر کھڑا ہو گیا نقابدار نے کہا آپ ہر روز طبل جنگ بجوایا کیجیے اور لاہوتک کو نقابدار نے تخت پر ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور پایہ تخت کو بوسہ دیا اور خود جام جمشید پی کر بارگاہ سے روانہ ہوا لاہوتک نے طبل جنگی بجوا دیا اور شبان بن عمرو نے کہا کہ مین نقابدار کے عقب مین ضرور جاؤن گا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہے اور کون شخص ہے یہ کہکر شبان بن عمرو ثانی سب سے رخصت ہو کر پیچھے نقابدار کے روانہ ہوے جبکہ ایک فرسخ نکل گئے پیچھے ایک دامن کوہ کے پہونچے دیکھا تو اُدھر نقابدار ہمراہ اپنے عیارون کے کھڑا ہے شبان بن عمرو یہ دیکھکر پریشان ہوے کہ نقابدار نے نعرہ کیا کہ اِدھر آ جب یہ پاس پہونچے تو نقابدار نے کہا کہ ابکی بار تو خطا تمھاری معاف کر دی گئی اور یہ دل مین ہرگز نہ خیال کرنا کہ روبروے نقابدار کے ہم بھاگ نکل جائینگے اور تیر و کمان اُٹھا کے لالہ زار کیطرف عیارون سے کہا کہ دیکھو عیارون نے لالہ زار کی طرف دیکھا اور شبان بن عمرو نے بھی اپنی نگاہ لالہ زار کیطرف کی نقابدار نے ایک ایسا تیر مارا کہ تمام پھول لالہ کا پریشان ہوا اور ایک ایک پتی اُڑانا شروع کر دی شبان نقابدار کی تیز دستی اور نشانہ بازی پر حیران ہو گیا پس نقابدار بولا کہ جا اور سب عیاران اسلام سے بیان کر دینا شبان بن عمرو بید کی طرح کانپتا اور مثل بجلی کے چمک کر وہان سے نکل گیا دوسرے روز اشراق میدان مین آیا سرو عیار چاہتا تھا کہ پیشقدمی کرے کہ نقابدار آیا اور ایک نعرہ اشراق پر مارا اشراق کو بُرا معلوم ہوا اور مقابلہ نقابدار کا کیا نقابدار نے کمر زنجیر اسکی پکڑ کے اُٹھا لیا اور زمین پر دے ٹپکا اور پھر میدان مین آ کر نقابدار نے نعرہ کیا اُدھر لشکر اسلام سے داراب کشورکشا میدان مین نکلے شام تک خوب جنگ رہی آخر نقابدار سبزپوش داراب کو باندھکر لیگیا وہان لاہوتک شاہ نے صحبت عیش آراستہ کی اور کہا کہ اب اسکے سوا دوسری تقدیر کیونکر ہو گی کہ سر عیار نے آ کر کہا کہ خداپرست کہتے ہین کہ حمزہ ثانی فی الحال کام کو گئے ہین لشکر مین نہین ہین لیکن ہان اتنی خبر مجکو بھی معلوم ہے کہ صحرائیہ مین ایرج اور اسکندر اور نورالدہر کو سیاہ پوش نے قید کیا ہے تو انکی رہائی کے لیے حمزہ ثانی گئے ہین یہ سنکر کفار بہت خوش ہوئے

اب چند کلمہ داستان شاپور اور بلاشور کے بیان ہوتے ہین

تو ہی اپنے ہاتھ سے اے دل رہا جاتا رہا
ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

دل کی پروا ہی کسے تھی جاتا رہا جاتا رہا
جی کی تم پوچھتے ہو اپنی زندگی وہ مشکلی

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے
جو بھروسا تھا ہمین وہ آسرا جاتا رہا

مین نے دیکھا اُنکی زلفون کو تو فرمانے لگے
دشمنی کا لطف شکوون کا مزا جاتا رہا
اچھی صورت کی ادا آتی تھی اکثر تاک جھانک
عید حید مہ آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات
ورنہ برسون نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

آپکا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے
رہ گئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
کسقدر انکو فراق غیر کا افسوس ہی
جسقدر حاصل کیا اسنے سو جاتا رہا
داغ کچھ وہم نہ تھا جب اُنھین ہوتا ملال

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہی مجکو ملال
ذہن مین آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا
دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے ہو تیر نگاہ
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا
اب کئی دن سے وہ وہم و نا بھی ہو گون ہو
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

معماران عمارات دلپذیر داستان و نقاشان نقش خوش تحریر حالات گذشتگان اس حکایت پر لطافت کا نقشہ صفحۂ قرطاس پر اس طرح کھینچتے ہین کہ جب شاپور تمام شہر مین پھرا اور کہین پتہ و سراغ بدیع الملک کا اسے نہ ملا تو ناچار ہو کر دل مین اپنے سوچنے لگا کہ لشکر مین چلے گوہر آرا سے اس کیفیت کو بیان کرنا چاہیے غرضکہ شاپور لشکر مین آیا اور ملکہ گوہر آرا سے یہ حال مفصل بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ کہین پتہ و نشان بدیع الملک کا مجکو تو نہین لگتا اگر آپ کو معلوم ہو تو آپ بتا دیجیے گوہر آرا نے کہا کہ مجکو خود نہین معلوم ہی ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + ہان بلاشور نگارستان کی طرف گیا ہو بہتر ہی کہ پاس بلاشور کے بجانب نگارستان جانا چاہیے پھر شاپور نے حال نقابدار کا پوچھا گوہر آرا نے کہا کہ مجکو یہ بھی نہین معلوم یہ بھی بلاشور کو معلوم ہوگا شاپور یہ سنکے خاموش ہو رہا یہان سرو عیار نے ایک محفل واسطے بلاشور کے تیار کی تھی اور خوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور بلاشور نے ایک آدمی طلب فیروز مین بھیجا تھا کہ فیروز نے آکر ایک خبر کان مین بلاشور کے چپکے سے کہی سرو نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی بلاشور بولا کہ شاپور آیا ہے اور نقب لگا رہا ہے کہ درمیان اس خیمہ کے آوے سرو نے کہا کہ اسے پکڑنا چاہیے بلاشور وہ چند اشیا کہ جنکا دھوان بُرا ہوتا ہی لیکر سر نقب پر آیا اور اُن چیزون کو نقب کے مُنھ پر جلایا اور اُدھر شاپور نقب مین تھا دھوان جو پھیلا تو تمام دماغ مین گھٹ گیا چند خنجر جلدی جلدی مار کر سر نقب سے باہر نکلا دیکھا کہ وہان سرو پڑا سو رہا ہی یہ دیکھکر شاپور نے قدم بڑھایا سرو نے پانون شاپور کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا شاپور گر پڑا لیکن گرتے گرتے شاپور نے ایک خنجر سرو کے ہاتھ مین مارا سرو چاہتا تھا کہ اٹھے فوراً شاپور نے ایک خنجر اور ایسا سرو کے مارا کہ سرو نے ایک آہ کھینچی اور گر پڑا سنبھلا نہ گیا شاپور نے بڑھکر سر اس کا کاٹ لیا اور مثل برق کے وہان سے چمک کر نکل گیا بلاشور نے جو آکر دیکھا کہ سرو مردہ پڑا ہی بیساختہ بلاشور نے خون سرو کا اپنے چہرہ پر ملا اور خوب رویا اور شاپور سر سرو کا لیکر سعد کی خدمت مین آیا سب اہل لشکر بہت خوش ہوے کہ عجب حرامزادہ یہ عیار تھا کہ جسکو تو نے ہمارے سر سے دور کیا شاپور نے چاہا کہ نگارستان کو جاوے سعد نے فرمایا کہ ابھی دو روز ٹھہر جاؤ دیکھو کہ کیا ہوتا ہی بس کفار نے طبل جنگ بجایا اور صبح کو ملک ماجن سیاہ پوش کفار کی طرف سے میدان مین نکلا اور ایک جانب سے نقابدار سبز پوش بھی میدان مین داخل ہوا اور لشکر اسلام سے قاسم برآمد ہوا غرضکہ نقابدار نے ملک ماجن سیاہ پوش کو ایک چشم زدن مین قید کر لیا اور قاسم سے تا لشام خوب کشتی رہی غرضکہ شام کو انھین بھی باندھکر نقابدار نے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور دوسرے روز سلیمان ثانی مقابلہ کو آئے انکو بھی قید کر لیا اور لیکر گیا شاپور یہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور عقب مین نقابدار

سے چلا آئندہ اسکا حال کھلے گا

داستان جانا حمزہ ثانی کا شہر مہرانیہ میں

راوی کا بیان ہے کہ جب امیر ثانی لشکر جرار ہمراہ لیکر مہرانیہ مین پہونچے تو مہران شاہ نے استقبال
کیا اور سر قدمون پر امیر کے رکھا اور عرض کی کہ میرے دو سوال ہین اگر ان دونون کو آپ پورا کر دین
تو جب تک زندہ ہون بندہ ہون امیر ثانی نے فرمایا وہ سوال کیا ہین مہران شاہ بولا پہلے ایک گنبد سے
اول سر نکلتا ہے بعد ازان میدان سے ایک سوار پیدا ہوتا ہے ان دونون کو اگر آپ ثابت کر دین گے تو مین
مسلمان ہو جاؤن گا امیر نے قبول کیا دوسرے روز جبکہ غواص مغرب ظلمات بحر اخضر فلک سے جانب
مشرق نمودار ہوا تو مہران شاہ کنارہ نہر کے امیر کو لے گیا امیر نے دیکھا کہ ایک گنبد ایسا خوشنما بنا ہوا
ہے کہ گنبد فلک اُسکو دیکھکر شرماتا ہے اُس گنبد سے ایک سر باہر نکلا اور ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور
ایک صدائے ہولناک آئی کہ ای حمزہ ثانی سجدہ کر امیر کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی وہ سر بولا یا
امیر اگر میرے پہلوان کو تمنے زیر کیا تو گویا مجھی کو زیر کیا اور اگر تو مجکو ہلاک کرنا چاہیگا تو یہان سے
سلامت بچا سکے گا کہ اتنے مین ایک سوار سیاہ پوش صحرا سے آیا اور امیر سے کشتی ہونے لگی یہان تک
کہ امیر تنگ ہوگئے لیکن دونون مین سے زیر و زبر کوئی نہ ہوا بس دونون جدا ہوئے اُدھر سیاہ پوش
بھی غائب ہو گیا کیونکہ آجتک سیاہ پوش سے کوئی اتنا لڑا نہ تھا اُدھر سیاہ پوش شب نے اپنی تاریکی سے
تمام عالم تیرہ و تاریک کر دیا تھا امیر بھی تمام رات جن اعضا مین درد ہوتا تھا اُنکو ملا کیے صبح کے وقت
جبکہ سوار سفید پوش مہر عالمتاب افق مشرق سے تابان ہوا تمام خلقت نہر پر آکر جمع ہوئی لیکن وہ سوار
یعنے نقابدار سیاہ پوش آج صحرا سے نہ آیا اور وہ بھی سر آج گنبد سے باہر نہ نکلا سب لوگ حیران کھڑے
ہوئے دیکھ رہے تھے امیر نے لاچار ہو کر کشتی پر ایک آدمی کو جانب گنبد روانہ کیا پس نہر سے
ایک نہنگ پیدا ہوا اور اس نہنگ نے ایسا دم کھینچا کہ کشتی مع اُس آدمی کے نہنگ کے منھ مین چلی گئی
اُدھر سے دوسرا شخص سوار ہو کر چلا اُس نہنگ نے پانی سے سر نکالا اور اُسکو بھی نگل گیا تیسرا آدمی
پھر یہان سے چلا نہنگ اُسکو بھی پکڑ لے گیا ہرچند امیر نے اسمائے باطل السحر پڑھے مگر کچھ مفید نہوے
دوسرے روز امیر نے زوپین شاہ کو ہمراہ لیا اور عقب مین سوار ہوئے زوپین بولا کہ یہان سے
دو فرسنگ پر یہ قلعہ جو آپکو دکھائی دیتا ہے اسکے گرد ایک خندق ہے بہت گہری اور چوڑی لبالب پانی سے
بھری ہے وہ سوار نقابدار سیاہ پوش اسی قلعہ مین سے آتا ہے یہ سنکر حمزہ ثانی لشکر لیکر قلعہ کی
جانب روانہ ہوئے اب آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے خداوند تعالیٰ مالک ہے

داستان رستم ثانی کو قران حبشی کا راہ مین ملجانا اور خبر دینا قتل مہلال بدافعال کی

زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے
الٰہی یہ چلن کیسا ہو رہا ہے
ترے ظلم پنہاں ابھی کون جانے
کہ مضطر مرا رازداں ہو رہا ہے
وہ حالِ طبیعت جو برسوں چھپایا

کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے
بہت حسرت آتی ہے مجکو یہ سنکر
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے
سنوں کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے

سر ملی صدائیں ہیں اس طرح کی سی
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے
ان آنکھوں نے آج دل کا کیا بھید کھولا
جہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے
کوئی اُڑ کے آیا کوئی چھپ کے آیا

پشیمان تر اپاسبان ہو رہا ہے
یہ بہو خیان داغ بہ خواب غفلت
کہ از خور و نش نیست کس را گزیر

کہین دو گھڑی آپ شبنم مین سوے
خبر بھی ہے جو کچھ وہان ہو رہا ہے
ز بادہ جگر گوشہ آفتاب

کہ رخ پر عرق در فشان ہو رہا ہے
بیا ساقی آن بادہ در دست گیر
کہ ہم آتش آمد بگو ہم آب

تماشائیان جلسۂ افسانہ طرازی و فراہم کنندگان مجمع سخن سازی اس داستان شوکت بیان کو ہزاران زیب و زینت بزم سخن مین باستعانت خامہ جادو نگار اس طرح رقم کرتے ہین کہ اُدھر رستم ثانی جا پہنچا مین آ تا تھا کہ دروازۂ شہر پر قران حبشی سے ملاقات ہوئی قران نے خبر قتل مہلال اور حالات لشکر اور مقید ایرج و اسکندر و نور الدہر اور جانا صاحبقران کا بیان کیا رستم نے یہ سنکر کہا کہ پہلے پدر بزرگوار کو چھڑاؤن گا بعد ازان لشکر مین جاؤن گا پس وہان سے دعا دیکے ہوئے متوجہ اُس قلعہ کے ہوئے مگر یہ اُسوقت جاکر پہونچے کہ حمزہ ثانی پاس قلعہ کے پہونچ گئے تھے اور آدمی قلعہ کو گھیرے کھڑے تھے رستم نے قلعہ مین گھس جانے کا ارادہ کیا مگر امیر ثانی نے بہت دلاسا دیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین مین اُسکی تدبیر کرتا ہون اور انشاءاللہ فتح کرتا ہون اُسوقت تو رستم چپ ہو رہا مگر امیر کی آنکھ بچاکر دل سے اپنے کہا کہ کھڑے ہوے جلتے کیا ہو دیکھ لیے ہو پس ایک جست کی اور مع گھوڑے خندق کے اُس پار ہوکر دروازۂ قلعہ پر پہونچ گیا اور پہونچتے ہی رستم کے ایک دیو سیاہ مہیب شکل ہوا پر اُڑتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا اُسنے رستم ثانی کو بیہوش کیا اور اُنکو لیکے پرواز کرتا ہوا قلعہ مین چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ دیو ایک پتھر بہت بڑا ہاتھ مین لیکر آیا اور لشکر امیر پر پھینکا وہ اگر گرا تو قریب تین آدمی کے اُس سے کشتہ ہوے تب امیر ثانی نے ایک عبادتخانہ برپا کیا اور اُسکے اندر عبادت کیلیے بیٹھے

اب داستان شاپور اور بلا شور اور نقابدار کی بیان ہوتی ہے

بیا ساقی از سر بنہ خواب را
نہ آن مے کہ آمد بمذہب حرام

مئے ناب وہ عاشق ناب را
کہ کامل بمذہب بود نیک نام

کہ گو جواب زلال آمدہ است
بہر چار مذہب حلال آمدہ است

صاحب دفتر کا بیان ہے کہ جب نقابدار سبز پوش سلیمانون کو باندھکر لے گیا تو شاپور اُس کے تعاقب مین چلا جب کئی جنگل و پہاڑ طے کیے تو اُس نقابدار سبز پوش کو دیکھا کہ چلا آتا ہو اور بلا شور بھی آ رہا ہے شاپور نے بلا شور کو کمند مین پھانسا اور اُس کے سینہ پر سوار ہوا بلا شور نے غل مچایا سبز پوش بھی قریب آ پہونچا نقابدار نے نعرہ کیا شاپور بھاگ گیا چونکہ بلا شور زخمی تھا نقابدار سبز پوش نے پوچھا تو کون ہے بلا شور نے کہا مین پیادہ ہون خداوند نے مجکو اسلیے بھیجا ہے کہ تو عقب مین نقابدار کے جا مبادا شاپور کوئی تکلیف راہ مین پہونچائے چنانچہ مجکو شاپور نے پکڑ لیا تھا کہ آپ پہونچ گئے نقابدار نے بلا شور کو ہمراہ لیا اور پہاڑون کیطرف چلا شاپور وہان سے خدمت شاہ سعد مین پہونچا اور سب حال بیان کیا غرض دوسرے روز جب نقابدار چرخ چہارم عرصۂ افلاک پر نمودار ہوا نقابدار سبز پوش میدان مین آیا اور اسد دیوانہ کو مقابلہ مین زیر کرکے باندھکر لیگیا اور تیسری میدانداری مین قمہور دیو بیرور کو پکڑ لے گیا جب یہ حال شاہ سعد نے دیکھا بہت حیران ہوے اور فتاح بن عمرو کو خدمت امیر ثانی مین ہمراہ اُنکے کیطرف روانہ کیا

داستان طلسم مین جانا حمزہ ثانی کا

کار دلم از دست شدای بیوفا فریاد رس
ہر جند گر غیست غم بہر خدا فریاد رس

شبہا فراقم می کشدای مہ لقا فریاد رس
ظلمیست شب تا صبحگہ بر ما کہ توان گفت و

تا چند بر من میرسم از ہجر عاشق کش ستم
بگذشت چون از حد جفا فریاد ناز فریاد رس

تا از تو دور ماندہ ام بیخواب و بیخور ماندہ ام
بگذشت چون عمر از وفای بیوفا فریاد رس
چون در غمت درماندہ ام درماندہ را فریاد رس
آن ہر دو چشم دلستان از عاملان بر بود جان
شد جام عشقم بیضیا جان شد ز کلکوی خدا
یک جان خستہ وا ز آن ہر دو بلا فریاد رس

نگارندۂ داستان عجیب ✤ چنین مینویسد سخن دلفریب ✤ کہ امیر حمزہ ثانی مہرانیہ مین عباد تخانہ برپا کرکے مصروف دعا و مناجات تھے کہ چوتھے روز امیر ثانی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اس درۂ آہن کوہ مین ہزارہا درخت ہین اور چشمہ آب جاری ہین جبکہ اندر درہ کے جاؤگے تو ایک ہرن سفید دونون سینگ سونے کے نظر آئیگا اُسکو دیکھکر جلدی نہ کرنا ذرا صبر کرنا جبکہ وہ ہرن خود سر اپنا پانی پر جھکائیگا پس اُسوقت تیر مارنا جس درخت کے نیچے وہ ہرن گرے اسی درخت کو زور کرکے جڑ سے اُکھاڑنا ایک مکتوب اُسکے نیچے ملیگا جو کچھ اس مین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا صبح کو امیر نے یہ مژدہ سب اپنے ہمراہیون اور دوستون کو سُنایا عمرو ثانی نے یہ خوشخبری پروین شاہ اور عطارد و اختر شناس کو سنائی پس صبح کو پروین شاہ اور عطارد و اورقران حبش وغیرہ اُس درہ مین ہمراہ امیر ثانی کے گئے دیکھا تو نئے انواع عجیب زحمت خیز و لطافت انگیز مقام ہے تمام دامن کوہ مین ہزارون گل نرگس اور انواع اقسام کے پھول کھلے ہین میدان کیا ہے نمونۂ گلزار فردوس ہے کوسون تک اشجار پر بہار دگلزار لگے ہین گچھے زعفران کے کھلے ہین دامنگ کوہ پر عقیق زرد کے نادرے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے چشم مست خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ عشقان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جوئبار برلب انہار ہین بنفشہ و یاسمن زلف و رخ سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین سرو و شمشاد قامت رعنائے شاہد طناز دل ہے کھلاتے ہین نرگس مست معروف نگاہبازی اور سوسن با ہمہ سبزبانی مستعد بہ زبان درازی ہے

نہال چو نگارش شاخ طوبے متصل
سبزہ زارش را تمرہاے زبرجد برکنار
درنسیم بوستانش باغ جنت بوستان
کوہسارش را گہرہاے مرصع بر میان
طائران خوش الحان قوق دبد گل

مین اپنی دلکش خوشنوائی سے زمزمہ سنج حمد و ثنائے باغبان قضا و قدر ہین الان دشت عکس تختۂ لالۂ حمرائے قبائے یاقوت نگار در برجست و خیز کرتے نظر آئے اس صحرائے سبز و خرم کو دیکھکر گلشن شداد بھی شرماتا ہے

لیلئے گل جلوہ گر طرح لعبت دگر
لالۂ دل پر زداغ سر زدہ از شورہ زار
بلبل بے برگ رادہ بنوا مژدہ
تا کہ چہ الماد طین سر زدہ در نو بہار
سبزہ دمیدہ از چمن سرو ہم از جوئبار
بلبل مجنون سیر نغمہ گرد بیقرار
ترسم اگر یاسمن میل بہ نرگس کند
غنچۂ گل نو دمیدہ از بن ہر برگ خار
یک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
سنبل و نسرین بلغ ہر دو ترو تر دمار
چشم شقایق شود از رد عف تار
سوے گلستان بہ بین سرو قد ناز نین

الغرض امیر ثانی کیفیت صحرے پہ بہار کی دیکھ رہے تھے کہ پروین شاہ نے کہا کبھی ان درختون مین پھل نہین لگا ہے امیر ثانی نے زبان حال سے فرمایا کہ نخل تمنا اب بارور ہوگا کہ دیکھا ایک نہر بھی درہ کوہ مین جاری ہے جبکہ امیر کنارہ آب نہر کے پہونچے وہی ہرن نمودار ہوا اور پانی کی طرف سر جھکایا کہ امیر نے اُسکے تیر مارا وہ ہرن تیر کھا کے نیچے ایک درخت کے گرا امیر نے اُس درخت کو اُکھاڑ لیا نیچے اُسکے ایک تختہ سنگ نمودار ہوا اُسکو بھی امیر نے ایک ہی زور مین اُلٹ دیا اُسکے نیچے ایک نقب نمودار ہوئی پس امیر نے قدم اُس نقب مین رکھا عمرو ثانی نے بھی چاہا کہ اُس نقب مین پاؤن ڈالے مگر امیر نے منع کیا اور خود آگے بڑھے ایک مکان پیا

پہونچے کہ دروازہ اُسکا کھلا ہوا تھا اندر اُس قصر کے گئے دیکھا تو نہایت پاکیزہ مکان ہے چھت پردے فرش
فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے جابجا میزون پر لعل و جواہر بیشمار چنا ہوا ہے اور ایکطرف
کو دیکھا کہ ہزارہا کتابین مطلا و مذہب جلدین اُنکی مرصع کار عمدگی سے رکھی ہوئی ہین اور ایک کاغذ پر لکھا
ہے کہ اس صندوق سیاہ کو اُٹھالو اور جس راہ سے آئے ہو اُسی راستہ سے چلے جاؤ اس صندوق مین
ایک تو لوح ہے اور دو چیزین اور از قسم تبرکات ہین پس جو مشکل اہم کہ تمپر پڑے اول چالیس مرتبہ درود
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اس لوح کو دیکھنا اور جو اُس مین لکھا ہوا ہو اُسپر عمل کرنا
پس امیر اس صندوق کو لیکر باہر آئے پروین شاہ و عطارد وغیرہ نے دیکھا کہ امیر نے صندوق کو
کھولا اُس مین ایک تیر و کمان اور ایک لوح نقرہ خام کی رکھی ہوئی پائی امیر نے چالیس مرتبہ درود حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اُس لوح کو دیکھا تو اُس مین خط سبز سے لکھا تھا کہ اے یابندہ لوح
پہاڑ پر جاؤ پہلے خندق کو پھاندو آگے ایک سنگ ہے وہ ہی در قلعہ ہے پس ایک دیو آسمان پر سے پیدا ہوگا مگر
دیوانہ ہوگا اُسکو قتل کرنا اگر تمنے اُس دیو کو مار لیا تو خیر نہیں تو تم گشتہ ہوگے فی الجملہ امیر عالیمقام نے
سب دوستون سے رخصت ہوکر قدم اُس پہاڑ پر رکھا سب لوگ دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ
رہے تھے امیر ایک ہی جست مین خندق کے اُس پار گئے اور قدم اُس سنگ سیاہ پر رکھا کہ نعرہ
ایک دیو کا سنائی دیا اُس دیو نے رُخ امیر کی طرف کیا امیر نے خدا کو یاد کر کے چالیس مرتبہ درود
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اور ایک تیر کمان مین جوڑ کر ناف دیو پر مارا کہ وہ دیو پہاڑ پر گرا
وہ پہاڑ کانپ اُٹھا اور گھوڑے بھاگے امیر نے لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ جلد خندق سے پیچھے کو کود آؤ امیر
حسب تحریر لوح پیچھے کو دکر خندق کے اُس پار آگئے کہ ایک دھوان خندق سے اُٹھا اور آتش خندق
مین جلنی شروع ہوئی کہ ہر ایک شعلہ اُس کا آسمان تک پہونچتا تھا اور آوازین عجیب غریب آتی تھین امیر نے
دیکھا کہ ایک سیاہی اُٹھی اور اُس قلعہ کو کیا بلکہ تمام عالم کو اُس نے گھیر لیا اور باران سیاہ آسمان سے
برسنا شروع ہوا جبکہ دھوان اور آگ برطرف ہوئی تو قلعہ دکھائی دیا مگر وہ قلعہ مانند بجلی کے پھر رہا تھا
حمزہ ثانی نے لوح بغل سے نکالی اور درود پڑھا حروف سبز دکھائی دیے لکھا تھا کہ اگر تم چاہو کہ دروازہ
قلعہ کا معلوم ہو تو پہلے اس تیر کو تلاش کرو جو اول دیکھا تھا وہ طلسم بند ہے اس قلعہ کا دروازہ وہی ہے
اگر چاہو کہ راہ پیدا ہو تو اُس تختہ سنگ کو اُٹھاؤ ایک شیر سیاہ پیدا ہوگا ایسا نیزہ اُسکی پشت پر لگاؤ
کہ نیچے حلق کے سنان اُسکی نکلے منہ اُسکا مثل غار کے ہوگا اپنے تئین اُسکے منہ مین ڈال دینا امیر نے ویسا ہی
کیا آنکھ جو کھلی تو ایک راستہ دیکھا امیر بفراغت تمام چلے جاتے تھے کہ دو گاؤ سیاہ پیدا ہوئے ایک سر اپنا
دوسرے کے سر پر رکھے ہوئے اور دم ایک کی راستہ کے اس سرے پر اور دوسرے کی دم اُس سرے پر
یعنے کفل دونون کے بالکل راستہ روکے ہوئے تھے اور اس طرح سے کہ راستہ چلنے کا بالکل نہ تھا امیر نے
اول صلوۃ چالیس مرتبہ جناب رسول خدا پر بھیجکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے کام دونون کا
تمام کرنا چاہیے اور اگر یہ دونون گائین ایک ضرب مین قتل نہو سکین تو پھر کام کا انجام ہونا مشکل ہو جائے گا
امیر نے اول تلوار کھینچکر فکر کی کہ کیونکر دونون کو ایک وار مین قتل کیجے غرضکہ دل مین سوچکر ایسی ایک تلوار
ماری کہ دونون کے سر قلم ہوگئے اور ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ لعنتہ اللہ آندھی سیاہ چلی اور برفباری

اور صاعقہ باری ہونے لگی جب کچھ دیر بعد اُس آفت سے سکون ہوا تو امیر نے آپکو ایک مکان مین پایا کہ
بالکل سونے کا وہ مکان بنایا ہوا تھا اور فرش مخمل اور سنجاب کا اُس مین بچھا تھا مگر راہ اُس مکان کی
نہ تھی زنجیرین سونے کی چھت مین برابر لٹکی تھین اور ایک سوراخ چھت مین اس مکان کے تھا پہلے
امیر نے صلوٰۃ روح پر فتوح جناب رسول خدا پر بھیجکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایسی جست کرو کہ زنجیر کو
ہاتھ سے پکڑ لو اور سوراخ کی راہ سے باہر نکلجاؤ امیر نے ویسا ہی کیا وہان سے امیر نے نکلکر دوسرا
مکان طلائی اُسی طرز کا دیکھا وہان سے بھی اُسی طرح نکلے غرضکہ چالیس مکان پر درز ایسے ہی امیر کو ملے ہر جگہ
جست کرتے کرتے امیر کے دست و پا مین طاقت نہ رہی ناگاہ آسمان دکھائی دیا امیر نے جو آنکھ کھولی
تو اپنے تئین ایک مینار پر دیکھا اور ایک طبل اس مینار پر رکھا تھا اور ایک جانور اُسپر ایسا بیٹھا تھا
کہ جسکی ایک منقار سے دوسری منقار کا فاصلہ چالیس گز کا تھا اور ایک بہت بڑا طاس مرصع بھرا ہوا
شراب سے کہ جسمین سو من شراب سے کم نہ ہوگی نظر پڑا امیر نے چالیس مرتبہ صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ طبل بجاؤ کہ تمام عالم مین غلغلہ پڑے گا اور وہ جانور سوا دوسرے مینار پر پیدا ہوگا اور وہ چاہے گا کہ دو مرتبہ
شراب پیوے تم عمود پکڑ کے اور جست کرکے دوسرے مینار پر جانا اور ایک ہی عمود مین اسکا کام تمام کر دینا پس
امیر نے وہی کیا اور ایک ضرب عمود مین اُس جانور کو مار ڈالا ایک شورش عظیم پیدا ہوئی امیر نے پھر چالیس
مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ دعا پڑھو جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے امیر نے اُس دعا کو پڑھنا
شروع کیا آپ کو بیابان مین دیکھا کہ وہان تمازت انتہا درجہ کی تھی کرۂ خاک کرۂ نار ہو رہا تھا باد سموم
کے جھونکون سے زحمت وجود ہر ذی روح جلا جاتا تھا ریگ صحرا مثل ریگ گلخن سوزان تھی ہواے گرم
سوزان تھی پیاس سے زبان خار مین کانٹے پڑے ہوے تھے اگر کسی آبلہ پا کا گذر ہوتا تو شاید اُسکی
خشک زبان تر ہوتی اپنے جلے پھپھولے پھوڑنے کچھ کم سوزش جگر ہوتی آفتاب گویا سوا نیزہ پر اتر آیا تھا
فرط حرارت سے جسم آسمان پر آبلہ ہاے انجم سوزان سے چھالے پڑ گئے تھے طائران صحرائی آشیانون مین چھپے
ہوے تھے پرندہ پر تک نہین مارتا تھا امیر ثانی کا فرط تشنگی سے یہ حال تھا کہ قدم اُٹھانا محال تھا ایک
درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک جن آیا اور اُسنے دار قائم کی اور سر رستم ثانی کا قلاب
مین لٹکایا اور ایک نہر ایک طرف رواں تھی اور کنارہ نہر کے ایک کنوان تھا اور ایک چرخہ اُس کنوئین مین
لگا ہوا تھا اور سو جھاڑو بین اس چرخے پر رکھی ہوئی تھین جس وقت وہ چرخہ گردش کرتا تھا ان جھاڑو مین پانی
بھر جاتا تھا اُس سے قطرے زمین پر گرتے تھے امیر حیران کھڑے تھے کہ نعرہ کی آواز آئی کہ اے آدمی زاد غرہ
مت کر ایسا کام مین آج کرتا ہون کہ تو بھی جانے امیر نے اُس آواز پر نظر کرکے دیکھا کہ ایک دیو ہے اور اُسکے
دو سر ہین ایک سر فیل کا ہے اور دوسرا گاؤ کا ہے اُس دیو نے اپنے تئین امیر کے قریب پہنچایا اور چاہا کہ گریبان
امیر کا پکڑے امیر نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا دیا اور تھوڑی دیر کی کشتی مین اُسکو اُٹھا کر دے مارا زمین پر
گرتے ہی وہ غائب ہو گیا امیر نے دعاے باطل السحر پڑھی پھر دیو امیر کے روبرو آکھڑا ہوا امیر نے ایک عمود
اُٹھا کر اُس چرخے پر مارا کہ وہ چرخہ ٹوٹ کر راہ مین گرا اور برف باری ہونے لگی انتہا کی سردی اُسکی وجہ
ہوئی کہ امیر شدت برودت سے بیتاب ہو گئے اور چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ
اپنے تئین کنوئین مین گرا دو امیر نے بحکم لوح اپنے تئین کنوئین مین گرا دیا جب آنکھ کھلی ایک راہ دیکھی اس طرف

روانہ ہوے اور نیچے درہ کے پہونچے وہان آواز رونے کی سُنی اور ایک دروازہ معلوم ہوا دروازہ کو جو کھولا تو ایک تخت بچھا ہوا تھا دیکھا کہ اُس تخت پر سیارہ بیٹھا ہوا ورا ہے امیر نے چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اس دیو کو جو عقب مین سیارہ کے بیٹھا ہے اُسے مارو امیر نے اُس دیو کو قتل کیا ایک صندوق مرصع اس جگہ پر تھا سیارہ اُس صندوق کو بغل مین لیکے چاہتا تھا کہ نکل جائے امیر نے بڑھکر بحکم لوح اُسکا سر قلم کیا اور صندوق کھولکر دیکھا تو رستم ثانی اُس مین سے باہر آئے امیر ثانی بڑے شوق سے اُن سے گلے ملے اور چالیس مرتبہ پھر صلوٰۃ بھیجکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ تخت کو اُٹھاؤ ایک نقب دکھائی دیگی اُسی نقب کی راہ سے روانہ ہو غرضکہ امیر مع رستم اُسی نقب کی راہ باغ سے باہر نکلا وہان ایک گنبد مرصع کار نظر پڑا کہ وہ گنبد نہایت بلند اور سر بفلک کشیدہ تھا اور ایک قفل اُس گنبد کے دروازہ مین لگا ہوا تھا اور ایک شیر کہ دونون پاؤن اُسکے راہ کی طرف پھیلے تھے دروازہ گنبد پر بیٹھا تھا جب صاحبقران ثانی نے لوح کو دیکھا اُس مین تحریر تھا کہ شیر کا سر قلم کرو صاحبقران نے حملہ کیا وہ شیر اژدہے کی صورت ہوگیا تب امیر نے پھر لوح کو دیکھا وہ آتش افشانی کرنے لگا امیر نے بحکم لوح روبرو اُسکے پہونچکر ایک تلوار ماری کہ دونون پاؤن اُسکے قلم ہوے امیر نے ایک نعرہ کیا ناگاہ وہی سیاہ پوش جو ایرج اور نور الدہر سے کشتی لڑا تھا ہزار سیاہ پوش لیکر پہونچا اور وہی ستارہ جو گنبد سے نکلتا تھا اُسکے سر پر تابان تھا اور وہ سیاہ پوش ہر بار یہی نعرہ کرتا تھا کہ اے آدمی ولے الٰہ تجھپر کہ تو یہان تک پہونچا امیر نے بڑھکر تلوار مارنا شروع کی جسپر تلوار پڑتی تھی کچھ کارگر نہوتی تھی مجبور ہوکر امیر نے صلوٰۃ چالیس بار پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اول ستارہ پر تیر مارنا چاہیے امیر نے ایک تیر ایسا ستارہ پر مارا کہ آواز فریاد و شور کی اُس ستارہ سے آنے لگی تمام زمین لرز گئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من ستارہ جادو دریغ افسوس کہ مردیم وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ایک طوفان عظیم تھوڑے عرصہ تک نمودار ہا جبکہ طوفان برطرف ہوا دیکھا کہ ایک ساحر مثل پہاڑ کے کہ تیر پیٹ پر اُسکے لگا ہوا ہے روبرو پڑا ہے اور ہاتھ پاؤن مارتا ہے امیر نے سر اُسکا جدا کیا اور بعد ازان درود پڑھکر لوح کو مثل سپر کے کیا کوئی تیر کارگر نہوا نقابدار سیاہ پوش لاچار ہوکر پلٹا تھا کہ امیر نے تیر پشت نقابدار پر مارا کہ سینہ کو توڑ کر باہر نکل گیا ایک آندھی تیرہ و تار چلی اور وہ تلو مثل گنبد کاغذی کے ہوا پر اڑ گیا امیر کے ہمراہی تماشا دیکھ رہے تھے کہ صدا مین مہیب پیدا ہوئین غرضکہ امیر نے دروازہ اُس گنبد کا کھولا ایرج اور نور الدہر اور اسکندر کو کہ گوشہ مین اُسی گنبد کے قید تھے رہا کیا اور زر و جواہر بیشمار امیر کے ہاتھ آیا امیر نے وہان سے باہر آکر پردین شاہ کو مسلمان کیا کہ اسی اثنا مین فتاح بن عمرو پہونچا اور احوال لشکر کا اور نقابدار سبز پوش کا بیان کیا امیر لشکر ہمراہ لیکر اب ادھر کو روانہ ہوے ہین

داستان داخل ہونا حمزہ ثانی کا بارگاہ مین

کام لینے کا نہین بندا اپنا / بندہ پرور ہے خداوند اپنا

دیکھیے کرتے ہین کب وہ تحسین / امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا

کیا ملائیگا ذقن سے تیرے / زرد رو سیب سمرقند اپنا

سیر رکھتا ہو وہ گل بفس ... / رزق ہے شہد شکر خند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم مین / ایسا نہین بن ... پیوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ جو سبب / ہمکو بھیجو لیے مزا قند اپنا

اے پیر ہون ترے دیوانے / دیکھین سودا وہ خردمند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز / کسکو پیارا نہین فرزند اپنا

سر کو سودا ہے کسی کاکل کا / دل ہے زنجیر کا پابند اپنا

تیغ قاتل سے ... / بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بک بک کر
سر ترا ہکو ہے معصیت کی جگہ

سر بھر آتی ہے تری شیدا اپنا
دے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دور بھاگیں گے نہ ہم آپکی طرح
دولت فقر سے رکھتا ہی غنی

پاس تکو تو ہر چند اپنا
ہکو آتش دل خرسند اپنا

پہر وان منازل قصہ خوانی وطی کنندگان مراحل خوش بیانی اس میدان حکایت پر لطافت کو یون زیب گوش
سامعین کرتے ہین کہ جب سلطان سعد نے فتاح عیار کو امیر کے پاس بھیجا نقابدار سبز پوش نے ادھر
طبل جنگ بجوا دیا لوزہ شر و فساد بلند ہوا خبر جنگ سے باخبر ہر ایک یل ارجمند ہوا شب بھر طرفین مین درستی
آلات حرب و ضرب ہوا کی جبکہ نقابدار صبح برقع نورانی اوڑھے ہوے عرصہ عالم مین نمودار
ہوا نقابدار میدان مین آکر مبارز طلب ہوا سرداران لشکر اسلام مین سے ایک سردار بہر مقابل
نکلا تھوڑی دیر کی ہشت مشت مین نقابدار اُس سردار کو باندھکر لیگیا غرضکہ ہر روز تا نستا
بندہ گیا چند دن کے عرصہ مین کوئی نہ رہا کہ میدان مین آئے اور حریف کا مقابلہ کرے سعد از بس
مضطر و پریشان ہوے بارہ عیارون کو میر امیر کے پاس بھیجا یہ خبر بلا شور کو پہونچی بلا شور بھی سو
عیارون کو ہمراہ لیکر بطور مخفی راہ مین بیٹھ رہا اور کمندون کو زیر خاک چھپا دیا جبکہ عیار اُس مقام پر پہونچے راہ
مین خوب جنگ ہوئی قریب تھا کہ بلا شور عیارون کو گرفتار کرے کہ صاحبقران ثانی رستم اور ایرج اور نور الدہر
اور اسکندر فرخ نقا کو ہمراہ لیے ہوے آپہونچے بلا شور تو دیکھتے ہی کافور ہوگیا مگر الماس وغیرہ زرگر
عیاران اسلام نے پکڑ لیا اور کہتے ہی قتل ہوگئے امیر نے عیارون سے لشکر کا حال دریافت کیا
عیارون نے کل ابتدا سے انتہا تک بیان کیا حمزہ ثانی وہان سے سعد کے پاس آئے نقارہ شادمانی کی
صدا گنبد گردان مین پیچیدہ ہوئی اور اُدھر بلا شور نے اپنے تئین لاہوتک شاہ کے پاس پہونچایا
اور احوال امیر ثانی کی رونق افروزی کا بیان کیا اُس نے برہم ہو کے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر اسلام مین
بھی کوس حربی نوازش مین آیا نالۂ تیز و سنج کیومرثی کو دم ملا رات تو انتظام سامان جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو جبکہ سجادہ نشین فلک اول نے تسبیح صدوانہ انجم کو ہاتھ سے رکھا اور زاہد شب زندہ دار صبح صومعہ
مشرق سے تابان ہوا نقابدار سبز پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا مقابلہ
ہونے لگا شام تک کوئی دقیقہ فنون سپاہ گری کے رد و بدل کا باقی نہ رہا مگر دیر تک کی کشتی کے بعد ایرج بھی
گرفتار ہوگیا اس عرصہ مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجوا کر نقابدار پلٹ گیا دوسرے روز رستم ثانی
اور نور الدہر کو سبز پوش نے گرفتار کیا اور شام کو اپنے لشکر کی طرف پلٹ گیا پھر صبح کو نقابدار میدان
مین آکر للکارا آج صاحبقران ثانی صف لشکر سے برآمد ہوے نیزہ بازی ہونے لگی امیر نے دیکھا کہ
نیزہ بازی مین طاقت میری دمبدم کم ہوتی جاتی ہے اسماء باطل السحر کو پڑھنا شروع کیا بس امیر کے
پڑھتے ہی نقابدار روبرو سے بھاگا امیر بھی مع لشکر پھر آئے مگر بسبب قرض رہ جانے دلیران لشکر اسلام
کے امیر کو نہایت صدمہ و رنج تھا نقابدار نے اخضر جادو کو بزور سحر بلوایا اور ادھر امیر نے فرمایا
کہ کوئی جا کر خبر لاوے کہ نقابدار نے دلیران لشکر اسلام کو کہان قید کیا ہے یہ سُنکر نو بیٹے عمرو کے مثل
چالاک اور فتاح اور شبان اور ابوالفتح کہ یہ بھانجا بھی ہے اور شاگرد بھی خواجہ عمرو کا ہے مع دیگر
عیارون کے واسطے لانے خبر کے چلے بلا شور نے جو دیکھا یہ بھی دور چھپکا ہوا ہمراہ ہوا امیر بھی
عقب مین عیارون کے روانہ ہوے کہ ایسا نہو کسی مقام پر یہ لوگ گھر جاوین پس اُنکی استمداد کرنا ضرور ہے

غرضکہ یہ سب جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچے دور سے ساحرون کو دیکھا اور تمام دلیران اسلام کو دیکھا
کہ قید مین گرفتار ہین اور نقابدار بھی صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا کہ بلاشور نے روبرو آکر دعاوثنا کہی اور
عرض کیا کہ عیاران اسلام یہان چھپکر آئے ہین نقابدار نے کہا کہ ای بلاشور تو آگاہ ہو کہ میرا نام
خرپال جادو ہے یہ سالار اخضر جادو کا مین ہی ہون جبکہ وہ ظلمات مین گئی تو ساحران پردہ ظلمات نے
اسکو اپنا بادشاہ بنایا اب وہ نو ہزار ساحر لیکر آیا چاہتی ہے علاج حمزہ ثانی کا اب بخوبی ہو جائے گا وہ آکر
سبکو گرفتار کرے گی اور حالت حمزہ کی بھی ویسی ہی ہو جائیگی جیسی اور سردارون کی ہے یہ باتین خرپال جادو
اور بلاشور سے ہو ہی رہی تھین کہ اتنے مین ایک جادوگر نے آکر لاہوتک کو سجدہ کیا اور نامہ ہاتھ مین دیا
لاہوتک نے نامہ پڑھا اخضر جادو نے لکھا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو مین کل تمھارے پاس آؤن گی پس
لاہوتک نے مضمون نامے سے آشنا ہو کر سردارون کو بہر استقبال بھیجا دوسرے روز اخضر جادو ایک فیل پر
سوار اور بہت سے ساحران نامی ورامی اُسکے ہمراہ بڑی چمک دمک سے آپہونچی اور آکر گویا ہوئی کہ آج تین روز
کا زمانہ ہوا کہ اسماء باطل السحر حمزہ کا مین نے اس شیشے مین بند کیا ہے بلاشور نے دیکھکر کہا یہ شیشہ خداوند کا
بھیجا ہوا ہے اخضر جادو نے کہا کہ ای بلاشور ادیر تک دیکھ بلاشور نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر خون
فشان دکھائی دیا اور اسمین سے صدائے برق ورعد آتی تھی بلاشور نے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اخضر جادو
بولی کہ روز جنگ لشکر خدا پرستون پر یہی ابر مین بھیجون گی یہ خبر لاہوتک کو پہونچی ادھر عیاران لشکر
اسلام نے بھی یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ طبل خوشی کا لشکر کفار مین بجا ہے امیر حیران تھے کہ کمک ساحرون کی کہان سے
آگئی کہ چالاک وغیرہ نے آکر مفصل حال عرض کیا امیر نے چاہا کہ اسماء باطل السحر کو پڑھین یاد نہ تھے بالکل فراموش
ہوگئے تھے امیر یہ حال دیکھکر بہت متردد ہوئے ادھر لاہوتک نے طبل جنگ بجوا دیا تیاری حرب وضرب ہونے لگی
امیر نے بھی توکل بخدا کرکے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی آلات جنگ ہوا
کی صبحکو جبکہ اریکہ آرائے فلک چہارم تخت زنگاری سپہر پر جلوہ آرا ہوا لاہوتک لشکر لیکر میدان مین آیا امیر بھی
خداوند کریم کی ذات والا صفات پر اعتماد کرکے میدان جنگ مین برآمد ہوئے اتنے مین ایک گرد اُڑی جب دامن
گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ بہت سے ساحر شیر وپلنگ پر سوار شعلہ ہائے آتش منھ اور کان سے اُنکے نکلتے ہوئے
میدان مین پہونچے اور اخضر جادو بھی ایک اژدہے پر سوار اور وہی ابر آتش فشان اُسکے سر پر سایہ
افگن تھا جو شعلہ اس ابر سے نکلتا تھا اور پہاڑ پر گرتا تھا تو پہاڑ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا تھا القصہ اخضر جادو نے
آکر پاؤن کو لاہوتک کے بوسہ دیا اور ایک طرف اپنا لشکر ساحران لیکر کھڑی ہوئی تحتگان ایکبار ہی ولولا
ہمراہ اسکے آکر اخضر جادو سے شکایت خدا پرستون کی بیان کرنا شروع کی اور خوب نمک مرچ لگا کے اور
بڑھا وا دیکے حال جبر وتعدی اہل اسلام کا بیان کیا اخضر جادو نے کہا کہ ای تحتگان جو میری آرزو تھی وہ اب
پوری ہوئی تم دیکھنا کہ کل لشکر اسلام کو کیسا درہم برہم کرتی ہون یہ کہکر ایرج وبدیع الزمان ورستم ثانی
وغیرہ کے پاس آئی اور ان لوگون سے جو گرفتار تھے کہنے لگی کہ تم لوگ لاہوتک کو سجدہ کرو تاکہ تمھاری
مخلصی ہو سب نے بہت سی لعن وطعن کی اخضر جادو نے جھلا کر حکم دیا کہ دارین برپا کرو اور سب کو
سولی دیدو غرضکہ کارپردازون نے لاکر دارین استادہ کین اور سب سردارون کو زیر دار لاکر بٹھایا یہان
امیر ثانی نے فرمایا کوئی خبر لشکر کفار کی لاؤ کہ وہان کیا کرشمہ ہوا ہے سوائے عمرو ثانی کوئی نہ گیا یہانتک

کہ خواجہ در بارگاہ لاہوتک پر آئے اور ادھر بختگان ملعون نے اخضر جادو سے کہا کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کرین اخضر جادو ہنسکر گویا ہوئی کہ مین اسکا علاج پہلے کر چکی ہون اگر عیار آئینگے تو وہ بھی گرفتار ہو جائینگے غرضکہ عمرو ثانی نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ لشکر کفار مین داربن برپا ہو رہی ہین اور سرداروں کو زیر دار لاکر بٹھایا ہی یہ حال پر ملال سنکر امیر ثانی نے برجوع قلب مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنا شروع کی اور درود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا اور استغاثہ شروع کیا کہ اے کریم کارساز اس مشکل سخت مین سوائے تیرے کون یاری و مددگاری کرنے والا ہی

چو عاجز رہانندہ دانم ترا
کہ سر بر نگیرد ام از سر نوشت
زر دوق سیر نقش آرائشم
مزن مقرعہ چونکہ بنواختی
تو دادی مرا پایگاہ بلند
میندازدر خاک ہر خاک راہ
نکو کن چو کردار خود کار من
بیارد بمیز مصطفے را شفیع

درین عاجزی چون نخوانم ترا
نویسم خطے در خیالش گری
نصیبے دہ از گنج بخشائیشم
چو دادیم تا موس نام آوران
توام دستگیر اندرین پای بند
ولے لاکہ شد پرورت رازدار
مکن کار با من چو کردار من

جز این نیستم چارہ در سرشت
مسجل بامضائے پیغمبرے
مران چون نظر بر من انداختی
بدہ دادمے داور داوران
سریرے کہ بر سر نہادی کلاہ
ز دردو تیرہ ہر دردے باز دار
نظامی دران بارگاہ رفیع

غرضکہ امیر نے جو اس طرح بلبلا کر دست دعا جناب احدیت مین بلند کیے تو دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا اور دم بھر مین کچھ کا کچھ ہو گیا اب کفار سے جو نظر کی تو دیکھا کہ وہ ابر جو انکے سر پر سایہ افگن تھا وہ سب جاتا رہا یہ دیکھکر بہت پریشان ہوئے اور گھبرا کر کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کہ چشم زدن مین ایک ہواے تند و تیز چلی اور مینہ برسنے لگا اور ایک طوفان برپا ہوا جب تھوڑے عرصے کے بعد طوفان موقوف ہوا تو دیکھا کہ سردار زیر داروں کے نیچے بیٹھے تھے وہ سب غائب ہو گئے ہین حمزہ ثانی نے عمرو ثانی کو واسطے استخبار کے بھیجا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ سرداروں پر کیا گذری عمرو ثانی جو یہان آیا تو عجیب کیفیت معاینہ کی کہ دلیران اسلام سے ایک متنفس بھی وہان موجود نہین ہی عمرو سخت متعجب ہوا اور یہ حال آکر حمزہ ثانی سے بیان کیا کہ طرفۃ العین مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو ثانی کو بھی اٹھا لے گیا سب لوگ پریشان تھے کہ عمرو کو کون یہان سے اٹھا لیگیا کہ تھوڑی دیر مین دیکھا کہ عمرو دریاے زر و جواہر مین غوطہ لگے پیدا ہوا اور امیر ثانی سے آکر بیان کیا کہ جسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے طلسم آئینہ کو فتح کیا تھا تو غضنفر نام سردار عفریتون نے وعدہ امیر سے کیا تھا کہ جسوقت آپ کہ معظمہ کیجانب تشریف فرما ہونگے تو ایک بلاے عظیم ساحران غدار کے ہاتھ سے خدا پرستون پر نازل ہوگی کہ وہ نہایت پریشانی کے عالم مین مبتلا ہو جائینگے پس اسکا علاج مین کرونگا اور بعد اسکے سحر و ساحری سے توبہ کر دونگا امیر نے یہ حال غضنفر سے سنکر اسکو طلسم مین رہنے کا حکم دیا تھا اب جو نکہ اسکو یہ خبر دریافت ہوئی تو سو ہزار ساحر لیکر وہ آیا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ غضنفر جادو مع سرداران عفریت فلک سے پیدا ہوا اور در بارگاہ امیر ثانی پر آکر آستان بوس ہوا امیر نے انکے آنے کی مسرت مین طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اور ادھر عفریتون کے آنے کی خبر اخضر جادو کو بھی پہونچی اخضر گویا ہوئی کہ مجکو کچھ اندیشہ نہین ہے

زرشنک کافرون نے صبحکو میدان مین آکر صف آرائی کی اور پہاڑ سے سر اژدہے کا پیدا ہوا البدا زان اُدھر
غضنفر مع عفریتیان زبردست شیر اور طاؤسون پر سوار اور ایک اژدہے کو چابک بجاے تازیانہ
کے ہاتھ مین عجیب شان وشوکت سے اور ابر آتش فشان سر پر سایہ افگن میدان مین برآمد ہوا اور آکر
پایہ تخت کو شاہزادہ سعد کے بوسہ دیا اور لشکر عفریتیان رکاب مین امیر کے ہمراہ آیا فرخشک عفریتیون نے
اپنی بارگاہ علیحدہ برپا کی اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر اُترے اور اپنے سردارون کو امیر کے پاس بھیجا اخضر
جادو کے دل مین آیا کہ چلکر عفریتیون کو دیکھا چاہیے بختگان بھی ہمراہ ہوا احمر جادو عفریتیون کی طرف سے
طلایہ پر تھا اُس نے دیکھا کہ اخضر جادو جاتی ہی ایک شخص کو عفریتیون کے پاس بھیجا یہ خبر سنکر عفریت
میدان مین آئے اور ایک آدمی پاس حمزہ ثانی کے بھیجا کہ اگر خواہش تماشہ دیکھنے کی ہو تو آیئے امیر
چند ہزار آدمی ہمراہ لیکر میدان مین آئے عفریتیون نے ایک سائبان بنایا تھا کہ اتنے مین اخضر جادو
بھی چالیس ہزار جادوگر لیکر پہونچی اور دو شیر جو در بارگاہ پر تھے ان شیرون نے اخضر جادو کو سجدہ کیا
عفریت اپنی اپنی صندلی پر بیٹھے تھے کہ اتنے مین لاہوتک اور دیگر کافرون نے دیکھا کہ دو دریا
موج مارتے ہین حیران ہوکر دیکھنے لگے اور سائبان کہ عفریتیون نے بنایا تھا اخضر جادو اُسے دیکھکر
آفرین کرنے لگی اسم سحر جو پڑھا وہ سائبان غائب ہوگیا پس عفریت بھی ہنسکر اخضر جادو کی تعریف
کرنے لگے اخضر نے کہا اے عفریتیو مین بھی ساحرہ ہون اور تم بھی سحر مین یکتاے روزگار ہو پھر
آپس مین اس جنگ سے کیا فائدہ ہم اور تم بالاتفاق یکدل ہوکر خداوند لاہوتک کو خدا پرستون کے
پنجۂ ظلم سے بچائین عفریتون نے یہ مضمون سنکر بہت سی لعن وطعن کی اور کہا کہ ہم عاشق دل و
جان سے دین حمزہ کے ہین اگر تم اپنا بچنا چاہتی ہو تو آؤ اطاعت دین اسلام کی کرو اور نہین تو جاؤ
طبل جنگی بجواؤ سر میدان جو کچھ ہوگا سمجھ لیا جائے گا اخضر جادو نے کہا کہ مین چاہتی ہون کہ درمیان
ساحرون کے نزاع لفظی زیادہ نہ بڑھے خیر کل دیکھ لینا کہ کیسی جنگ عظیم ہمارے اور تمھارے درمیان مین ہوتی ہے
یہ کہکر اخضر جادو چلی گئی عفریت بھی امیر کو دعا دیتا کہکر اپنے خیمون مین چلے گئے شب کو طبل جنگی
بجوا کر اخضر جادو میدان مین آئی اور ہمراہی اُسکے شیر اور اژدہون پر سوار میدان مین آئے
عفریت بھی اژدہا ہے حوت سریر اور طاؤس وہنس وغیرہ پر سوار ہوکے آئے اور دونون طرف
کے ساحرون نے اسقدر آتش افشانی کی اور نیرنگیان سحر کی دکھائین کہ تمام میدان کرہ نار معلوم ہوتا
تھا اور اُدھر جادوگرون کے ہاتھ مین چند کلاوہ سوت کے تھے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے زمین پر ڈالدیے
کہ وہ بصورت اژدہا بنکر لشکر اسلام کی طرف چلے اور اودھر غضنفر جادو جو سردار عفریتیان
تھا اُسکے ہاتھ مین ایک انار تھا وہ اُسنے کچھ پڑھکر زمین پر مارا کہ ایک ابر پیدا ہوا اور اُس مین
صد ہا طاؤس اُترے اور اژدہون کو نگل گئے اور اسی ابر مین سے ہزارہا شعلۂ آتش لشکر کفار کے سرون پر
گرے ایک غلغلہ وہنگامۂ عظیم لشکر کفار مین پڑ گیا اخضر جادو کے ساتھ جو دو شیر تھے اُسنے اُنکو
چھوڑ دیا کہ وہ دونون شیر غراتے ہوے عفریتون کی سمت چلے عفریتون نے بھی غل اور شور مچانا
شروع کیا کہ غضنفر جادو نے رد سحر کیا اور خود جانب اخضر جادو کے چلا اب دونون مین جو تین سحر کی
چلنے لگین اور ایسی آتش افشانی ہوئی کہ میدان جنگ مین سواے آگ کے کچھ نظر نہین آتا تھا چنانچہ

شام تک یہی ہنگامہ سحر و ساحری کا برپا رہا کہ غضنفر جادو جو سحر کرتا تھا اخضر اسکو رد کر دیتی تھی اور
اخضر جو اپنی نیرنگی سحر کی دکھلاتی تھی غضنفر اسکو دفع کر دیتا تھا القصہ شام کو طبل امان بجا اور ساحرہ
شب گلیم سیاہ لیکر میدان عالم مین آئی زمین و زمان مین تاریکی چھائی رات اسی امید و بیم مین گذری صبحکو
جبکہ غضنفر مہر برج اسد سے نور افشانی کرتا ہوا افلاک پر نمایان ہوا اخضر جادو اور دیگر ساحران نے
تین روز کی مہلت غضنفر جادو اور عفریتون سے مانگی انھون نے منظور کی اور طرفین کے ساحر اپنے اپنے
مقامات پر جاکر قیام پذیر ہوے چوتھے روز پھر دونون لشکر ساحرون کے میدان وغا مین آئے اور صف بندی ہوئی
شروع ہوئی امیر بھی اپنے سردارون کے ہمراہ تماشا دیکھنے کو کھڑے تھے اور ادھر سے لاہوت بھی اپنے تخت پر
سوار ہوکر آیا چنانچہ اس روز اخضر جادو خرپال جادو جو نقابدار سبز پوش بنا تھا اور ادھر بھی
غضنفر جادو اور تمام سرداران عفریت گھوڑون پر سوار تھے الغرض دونون طرف سے سحر ہونا شروع ہوا
ایک دھوان میدان مین برپا تھا کہ اس مین اخضر جادو اور غضنفر جادو پوشیدہ تھے اور تمام میدان
کرہ آتش بنا ہوا تھا کہ تھوڑی دیر مین غضنفر جادو ایک ہاتھ مین سر اخضر جادو کا لیے ہوے اس مین سے
باہر نکلا اور آواز جادوگرون کو دی کہ اینا الاشرار دیکھو یہ کسکا سر ہے اور ادھر خرپال جادو کو بھی چالیس
ساحرون نے قتل کیا امیر نے طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا اور لاہوتک نے امان چاہی غضنفر جادو
اور عفریتون نے آکر امیر کے قدم چومے اور سجدہ کیا امیر نے فرمایا کہ اب سحر سے توبہ کرو انھون نے
جواب دیا کہ ابھی تورج پیدا ہوگا وہ ایک اژدہا آپکی طرف بھیجے گا اور فرعون ثانی پیدا ہوگا وہ
چالیس آسمان بنائیگا اور عجیب و غریب نیرنگیان سحر کی دکھلائے گا کہ ناظرین اسکو دیکھکر ششدر
ہو جائین گے بعد ازان ایک ساحر زبردست پیدا ہوگا اور وہ آپکے اسماء باطل السحر کو بند کرے گا اس روز
سحر ہمارا کام آئے گا ہم جان نثاری کیلیے حاضر ہون گے اور موذیون کو دفع کرینگے بعد ان کامون کے پھر ہم
سحر و ساحری سے توبہ کرینگے اور ان افعال شیطانی کو ترک کر دینگے وہ عفریت یہ کہکر مع اپنے سردارون کے
رخصت ہوے اور سرداران اسلام اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے

داستان آنا نسیم کا اور خبر دینا لاہوتک کو کہ عروج بن بروج بن عنق واسطے مدد خداوند کے آتا ہے ۔ نظم

عالم یاس مین گھبرا گئے نہ انسان بہت
کام آتے ہین برے وقت مین اوسان بہت
ہو گیا روز کے صدمون سے کلیجہ پتھر
کیا کیے ہین کسی کمبخت پہ احسان بہت
حسرتین روز نئی دل مین بھری جاتی ہین
نہ سمجھے تو یہی کام ہے آسان بہت
دل سے کس طرح بھلاؤن تجھے اے پردہ نشین
ایکدن لائین گے اس ہاتھ پر ایمان بہت
ہو نئی بات مین اے حضرت واعظ تاثیر

دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت
غیر کے واسطے سہہ کر ستم بھول گئے
نکلے ٹوٹے ہوے قاتل ترے پیکان بہت
تم کرو بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
تھوڑے تھوڑے بھی ہو جاتے ہین مہمان بہت
وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اسی پر خوش ہین
بیخودی مین بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت
حسرتین لے کے تو چلین ملک عدم کو لیکن
یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر جفا نے ہمکو
کچھ دوا کیجیے ہے آپ کو نسیان بہت
سر اٹھاتا نہیں تو شرم جفا سے ظالم
ہم کو ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت
سوچیے دل مین کہ ہے عشق نہایت دشوار
دل غمگین کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت
رنگ لائے گا ترا دست حنائی کافر
اس مسافر سے چلے گا نہ یہ سامان بہت
بزم احباب مین اے داغ کبھی تو ہنس بول

دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت

منجمان اشکال قصہ خوانی و دقیقہ شناسان رموز معانی اس داستان قدیم الاشکال کا زائچہ تختہ قرطاس پر اس طرح کھینچتے ہیں اور اصطرلاب نجوم حکایت پر لطافت کو آفتاب بیان کے جوت سے یوں ملاتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ لاہوتک شاہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا اور صحبت عیش و عشرت آراستہ تھی ہر ایک طرح کا ذکر و مذکور ہو رہا تھا کہ نسیم نے آکر دعا و ثنائے خداوندی کی لاہوتک بولا کہ نسیم اچھی طرح سے تو ہے اور ابتک کہاں تھے اور کہاں سے آتے ہو نسیم نے عرض کیا کہ جی ہاں دعا عرض کرتا ہوں اور حضور کی بڑھتیاں منایا کرتا ہوں اسوقت غلام شاہ کیکاؤس کے پاس سے آتا ہے کیونکہ کیکاؤس مع عروج خان بن بروج خان بن عوج بن عنق آپکی مدد کرنے کو آتا ہے اور کل کیفیت اسکے جاہ و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال لشکر لاہوت بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے امیر ثانی کی خدمت میں جاکر عرض کی آپنے فرمایا کہ توکلت علی اللہ خداوند کریم معین و مددگار ہے جیسا کہ ظہور میں آئیگا دیکھا جائے گا۔ شعر

ہرچہ آید بسر من ز نصیب
سر بھی تجھ سے ز شمشیر حبیب

دوسرے روز لشکر کفار میں کمربندی ہوئی اور عروج کی پیشوائی کیلیے تھوڑی دور گئے تھے کہ ادھر سے کیکاؤس مع لشکر کثیر آپہنچا سب سرداران لشکر کفار اسکو استقبال کرکے نہایت اعزاز و احترام سے لائے اور شادان و فرحان اسکو بارگاہ لاہوتک میں لیگئے لشکر کو اسکے بہت خاطرداری کے ساتھ فرودکش کیا اور انتظام خورد و نوش وغیرہ کل لشکر کیلیے مہیا کر دیا اور کیکاؤس اور عروج خان کے لیے محفل عشرت برپا کی گئی ساقی سیمین ساق و ماہ رخسار حاضر ہوے جام ارغوانی گردش میں آیا صدائے نوشا نوش و نوشانوش بلند ہوئی غرضکہ بعد اسکے لشکر کفار میں طبل جنگی عروج خان کے نام پر بجا اور صبح کو دونوں لشکر میدان مصاف میں آکے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں عروج خان نے میدان میں نکلکر مبارزطلبی کی ایک بہادر لشکر اسلام سے نکلا اور مقابلہ کرکے اس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا عروج خان کو کیکاؤس نے اشارہ کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اسپر چڑھ جاؤ اور ایک بھاری پتھر اٹھاکر لشکر اسلام کیجانب پھینکدو چنانچہ عروج نے ویسا ہی کیا اور ایک سنگ عظیم کوہ سے اٹھاکر صف لشکر اسلام پر مارا کہ اس سے تیس آدمی دبکر شہید ہوے جنگ مغلوبہ ہوگئی عروج خان بھی پہاڑ سے اتر آیا اور دونوں لشکر طبل بازگشت بجواکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آرام پذیر ہوے بختگان نے بعد موقوفی جنگ کے عروج کو سکھلایا کہ شب تیرہ و تار میں بھی بہت پتھر بھاری لشکر اہل اسلام پر گرادنا ہرکاروں کو اس مشورہ پر آگاہی ہوگئی وہ خبر یہ لیکر امیر ثانی کے پاس حاضر ہوے امیر ثانی نے متوحش ہو کے فرمایا کہ اے دلاوران کو کیا کام کرنا چاہیے عمرو ثانی نے عرض کیا کہ میں اسکی تدبیر کرتا ہوں یہ میرا کام ہے میں خود اس امر کو سرانجام کرونگا یہ کہکر عمرو بجانب کوہ روانہ ہوا بیابان آکر دیکھا تو عروج بموجب تعلیم بختگان کے کوہ پر واسطے لانے سنگ کے جاتا تھا کہ جھٹ پٹ عمرو نے اپنی شکل بصورت نسیم عیار کیکاؤس کے مبدل کی اور عروج نے پتھر اٹھایا ہی تھا کہ یہ پہونچا عروج نے کہا اے نسیم تم اسوقت کہاں آئے اس نے کہا کہ بختگان نے مجھے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ لشکر خداپرستوں میں خبر پہونچ گئی پس وہ لوگ بھاگ کر جس سمت کو کہ ہمارا لشکر پڑا ہوا ہے آگئے ہیں مجکو بھیجا ہے کہ تم کو اس امر سے آگاہ کردوں اور عروج کو اسی سمت بہت جلد اور اسیوقت لاکر پتھر مارا کرو یا کہ یہ لشکر خداپرستوں کا پڑا ہوا ہے چنانچہ عروج نے لشکر اسلام سمجھکر کئی پتھر

مارے گئے اُسکے صدمہ سے ساٹھ آدمی جہنم رسید ہوئے غلغلہ کافرون کے لشکر مین پڑ گیا کہ یہ کیا سانحہ ہوا صبح کو
تجتگان کو جب یہ حال معلوم ہوا اُس نے عروج خان سے کہا کہ کسواسطے تمنے یہ کام کیا کہ لشکر خداوند کو
پامال کردیا تب عروج بولا کہ مجھسے نسیم نے آکر کہا تھا کہ لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچ گئی ہی اور وہ اپنے مقام سے
بھاگ کر اس جانب کو آئے ہین جہان لشکر کفار پڑا ہوا ہی اُسکے کہنے سے مین نے یہ فعل کیا تجتگان نے
یہ کیفیت سنکر کہا کہ اچھا اسکی تدبیر مین کرونگا یہ کہکر عروج کو اپنے ساتھ لیا اور شہر سے باہر جا کر ایک
خیمہ مین دونون نے تنہا رہنا اختیار کیا تاکہ کوئی مغالطہ نہ دے سکے غرضکہ صلاح تجتگان سے عروج
نے بیرون شہر سے سنگ اندازی کرنا شروع کی اور پانچ روز تک برابر لشکر اسلام پر پتھر برسائے بہت آدمی اس
پانچ روز کے عرصہ مین شہید ہوئے اور اہل اسلام نہایت تنگ ہوئے اُتنے مین لاہوتک شاہ
کو خبر پہونچی کہ کمکی مدد کو افراش اور افراسیاب ستر ہزار پیادے اور سوار لیکر آئے ہین یہ خبر سنکر
لاہوتک نے تجتگان کو پیشوائی کے لیے شہر کے باہر بھیجا غرضکہ وہ کافر لشکر کفار مین داخل ہوے
اور اُدھر شاپور جو واسطے خبر بدیع الملک گیا تھا لشکر اسلام کی طرف آکر پہونچا اور امیر سے آکر کہا کہ
مین نے بدیع الملک کو بہت کچھ تلاش کیا مگر کہین پتہ نپایا لوگون نے عروج کی باتین شاپور سے
بیان کین شاپور بولا کہ اس کا علاج میرے ہاتھ مین ہی اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر چلا گیا اور بارود بہت
کثرت جمع کی اور ایک کنواں کھدوایا کہ چالیس گز اُس کا دور اور ساٹھ گز عمق تھا اور حلقہ ہاے کمند
بچھائے اور نیچے اُسکے ایک نقب لگائی اور تین کوس پر سر نقب کا جا کر نکالا اور کنوئین کو بارود سے
بھر دیا اور منھ اُس کا خس و خاشاک سے پاٹ دیا اور شبان بن عمرو سے کہا کہ تم اس نقب مین پنہان
رہو جب وہ کنوئین مین گرے تو تم آگ دیدینا اور ایک فتیلہ آتش اُسکے ہاتھ مین دیدیا جب شاپور
یہ سب تدبیرین کر چکا تو دوسرے روز لاہوتک سے کہلا بھیجا کہ شاپور عروج خان سے لڑنا چاہتا ہی
لاہوتک نے عروج سے کہا کہ کشندہ تیرے باپ کا آیا ہی اور تجھسے لڑنا چاہتا ہی اُس نے کہا کہ بہتر ہے
طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل اُس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے روز عروج میدان مین آیا اور شاپور سے
مقابل ہوا شاپور نے اول دو تین خنجر مارے اور بھاگا عروج نے اسکا پیچھا کیا شاپور اسی کنوئین کی
طرف لگا لایا عروج بے تحاشا تو غصہ مین چلا ہی آتا تھا ناگاہ کمند کے حلقون مین اُلجھکر دھم سے
کنوئین مین گرا اور غل و شور مچایا شاپور تو جست کرکے علیحدہ ہوا اور شبان بن عمرو نے فتیلہ آتش کی
بارود مین لگا دیا کہ شعلہ اسکا دس گز بلند ہوا اور عروج اُس مین جلکر خاک سیاہ ہو گیا اُدھر لشکر اسلام نے
حملہ کفار پر کیا سب کفار شکست کھا کر شہر مین بھاگ گئے اور عیارون نے شہر خالی کرانے کی فکر کی
سرداران لشکر اسلام نے بارگاہ مین آکر قیام کیا عیارون نے مشورہ کیا کہ ہم سب ملکر شاپور کو بجاے
عمرو کے جانشین کرین گے بعضون نے چالاک کی نسبت تذکرہ کیا ابو الفتح و خیال عمرو ثانی کو اس
مشورہ کی اطلاع کرنے چلے کیونکہ عمرو ثانی اُسوقت وہان پر موجود نہ تھا مگر بلاشور مین گیا ہوا تھا
چنانچہ ابو الفتح و خیال عمرو ثانی سے ملے وہ تو بلاشور کی فکر مین جاتا ہی تھا یہ بھی اُسکے ہمراہ ہو لیے
اور بصورت مبدل ایک مقام پر پہونچے بلاشور نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون کون لوگ ہو مین نے تمکو
پہچانا یہ سب جست کرکے نکل گئے بلاشور نے اپنی ماں سے جا کر سارا حال بیان کیا کہ نام اُس کا زرقہ تھا

بلاشور نے کہا کہ عیار میری فکر مین آئے تھے اور بیٹا سب پیچھے پڑے ہوے ہین زرقہ نے کہا کہ تو کیون
گھبراتا ہی علاج عیارون کا میرے ہاتھ مین ہی مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کیے دیتی ہون اور فسیل حمامی
بنا کر دروازہ حمام پر بیٹھی اور حمام مین ایک نقب لگا رکھی تھی کہ اسی راستہ سے اپنے مکان مین لیجاتی تھی
غرضکہ شاپور واسطے غسل کے آیا اُسکو بیہوش کرکے لیگئی دوسری شب کو چالاک کو بھی اسی طرح لیگئی اور
ایک روز عمرو ثانی کو طباخ لینے بکاول کی صورت بنکر دعوت کا بہانہ کرکے اپنے مکان مین لائی اور کھانا روبرو
رکھا جو آلودہ بداروے بیہوشی تھا مگر عمرو ثانی نے اُس مین سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور کہا کہ مجکو بالکل اشتہا
نہین ہی ایک عیار شاگردون مین سے جو اُسکے ہمراہ تھا اُس سے کہا کہ تم کھانا کھاؤ وہ طعام دعوت کھاکر بیہوش ہوا
اُدھر مادر بلاشور کھانا عمرو ثانی کے آگے رکھکر بلاشور کو خبر کرنے کیلیے گئی تھی کہ مین نے سب عیارون کو گرفتار
کیا ہی جلد چل بلاشور کو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی وہ تین ہزار آدمی لیکر اُس وقت آکر پہونچا کہ عیار ہمراہی عمرو
بیہوش ہو چکا اور عمرو ثانی اُسکو ہوشیار کر رہا تھا غرضکہ بلاشور بھی عیار لیکر آ پہونچا اور جنگ شروع ہو گئی زرقہ
نے جو سب عیارون کو ایک کمرہ مین بند کیا تھا عمرو ثانی نے درمیان جنگ کے جب اُس کمرہ کے پاس آکر دروازہ
اُسکا کھولا تو عیاران اسلام کو اُس مین بند دیکھا سبکو قید سے چھڑایا عمرو ثانی چالاک اور شمائل اور زروان
اور ابو الفتح و عمران و خیال بن عمرو وغیرہ ان سبکو لیکے نکل گیا بلاشور نے تمام گھر ڈھونڈھ ڈالا مگر عیارون
کو کہین نہ پایا سمجھا کہ یہ سب نکل گئے بولا کہ کہان جائینگے مین ان سبکو گرفتار کرونگا خیال نے عمرو ثانی
سے کہا کہ پشت قلعہ پر ایک چاہ ہی اُس مین سے راستہ باغ جمشید کا ہی پس چالیس عیار چاہ کی راہ سے باغ
جمشید مین آئے مگر یہ بھوکے بہت تھے ابو الفتح و خیال دونون تا بین کھانے کی مطبخ جمشید سے جا کر لائے اور
شکم سیر ہوکر خوب کھانا کھایا اور شراب انگوری کہ بارہ دری کی الماریون مین بوتلین اُسکی چنی ہوئی تھین خوب
لاکر پی شاپور نے سبکو جاکر جمشید کو بیماری چڑانا یا اور کہا کہ ہمارا ذکر بلاشور سے نہ کرنا یہ اقرار لیکے جمشید کو چھوڑ دیا
اور سب عیار باغ سے باہر نکل گئے جمشید نے بلاشور کو بلاکر اُس سے کہا کہ عیاران اسلام قلعہ مین آگئے ہین
ان عیارون کو تو کسی بہانہ سے گرفتار کر اور بلا اذن ان سب کو قتل کر ڈال چنانچہ بلاشور آیا اور تمام باغ کو
خوب سا ڈھونڈھا مگر کسی کو نہ پایا لاچار ہوکر بلاشور پلٹ آیا اور یہ سب حال اپنی ماں سے آکر بیان کیا
زرقہ بولی کہ کسی کو اُنکی کمین گاہ مین بٹھلاؤ چنانچہ بلاشور نے چند عیار کمینگاہ مین مقرر کیے پس جبکہ عیاران
اسلام باغ کے باہر نکل آئے تو عمرو ثانی نے کہا کہ مین اسوقت بہت بھوکا ہون خیال بولا کہ مین زرقہ کے گھر سے
کھانا لاتا ہون پس راہ نقب سے خیال گیا اور پہلے زرقہ کو قتل کیا اور وہ جو عیار پہلے پکڑ لیے گئے
تھے انکو چھڑا کر ہمراہ لیا اور جو کچھ زر و جواہر اور اسباب عمدہ عمدہ بلاشور کا تھا وہ سب اُٹھا کر لیچلے صبح کو بلاشور
جب اُس کیفیت سے آگاہ ہوا سر پیٹنے لگا اور خاک سر پر اُڑاتا تھا کہ ہاے یہ کیا ہوا غرضکہ یہ عیارون
کی فکر مین چلا اور اُدھر خیال وغیرہ جو خانہ بلاشور سے باہر آئے تو وہان موقع ٹھہرنے کا نہین دیکھا
سراسیمہ و حیران تھے کہ ناگاہ ایک مجمع دیکھا یہ سب اُنکو دیکھکر خوف زدہ ہوے اس مجمع مین جو سب کا
سردار تھا اُس نے کہا کہ مین برادر زادہ جمشید ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون اور میرا نام کاوس شور کش
ہی اور وہ بھی سرداران سب کو اپنے گھر مین دعوت کرکے لیا غرضکہ وہین سب کو چالاک اور شاپور سے باتین ہو رہی تھین
چالاک نے کہا کہ جو بلاشور کے گھر جا کر اُسکو پکڑ لاوے وہ مرد ہی شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکر باہر گیا

اور بلاشور کے مکان مین گیا دیکھا کہ چارسو مندلیان بچھی ہوئی ہین اور ایک مندلی پر بیچ مین بلاشور
بیٹھا ہوا ہے اور عیار گرد اُسکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین اور ساقی شراب پلا رہا ہے شاپور نے ایک جست
کی اور کلاہ عیاری جو بلاشور پہنے تھا وہ لی اور ایک طمانچہ ساقی کو مارا اور نعرہ کیا کہ ای بلاشور ہم شاپور
ہین عمرو بلاشور اس حرکت سے بہت متعجب اور خفیف ہوا مگر شاپور وہ مندلی لیکر چالاک کے پاس آیا
اور اسکو وہ کلاہ دیدی چالاک نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون اور زندہ کسی کو لاتا ہون یہ کہکر چالاک روانہ
ہوا لیکن اسوقت جمشید جابلقا نے بلاشور کو بلایا اور کہا کہ مین عیارون سے خوفناک ہون اور ہر وقت اندیشہ
مین رہا کرتا ہون کسی عیار کو میرے پاس متعین کرے بلاشور نے تندک کو کہا کہ تو محافظت کرے گا تندک
عیار نے کہا کہ بہتر ہے پس بلاشور نے تندک کو دروازہ پر بٹھایا اور کہا کہ خوب ہوشیار رہنا کیونکہ ایسا نہو کہ
عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کر جائین وہ بولا آپ دلجمعی سے جائین یہان جو آئے گا مین اُسے
بلاشک ہلاک کردون گا یہ کہکر بلاشور تو گیا اور یہ دروازہ پر بیٹھا اتنے مین چالاک صورت بدل کر
اور تھوڑی سی مٹھائی لیے ہوے تندک کے پاس آیا اور کہا کہ یہ شیرینی آج جمشید جابلقا نے سب
عیارون کو بانٹنے کو دی ہے سو یہ حصہ تمہارا ہے تو تندک وہ شیرینی لیکر بے اندیشہ کھا گیا چالاک نے ایسی قاتل
بیہوشی اس مین ملائی تھی کہ وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا چالاک اسکو ایک چادر عیاری مین باندھکر لشکر
سے نکلا اپنے عیارون کے پاس اُٹھا لایا سبھون نے یہ دیکھکر چالاک کی بہت تحسین و آفرین کی مگر شاپور
بولا کہ اس طرح پر بلاشور کو بیہوش کرکے لاؤ تو بیشک مردی کا کام ہے چالاک نے کہا کہ انشاء اللہ اور یہ
کہکر باہر گیا راستہ مین دیکھا کہ ایک عیار کمینگاہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہے چالاک نے حلقہ لے کمند سے
اُسے پکڑ کر بغل مین دبا لیا اور چاہا کہ لیکر نکل جائے اُس عیار نے چاہا کہ آہستہ چالاک کے پکڑنے کے فریاد کرے
مگر چالاک نے اسکو ایک گوشہ مین لیجا کے گلیم مین لپیٹا اور روانہ ہوا قضارا قران حبشی نے سر نقب سے
نکالا اور چالاک کے ہمراہ شہر کی طرف چلا راہ مین چالاک کو پشتارہ بدوش اور صورت بدلے
ہوے دیکھکر بالکل نہ پہچانا اور چالاک نے بھی قران حبشی کو شناخت نہ کیا کیونکہ قران کے منہ پر
نقاب پڑی ہوئی تھی قران نے راہ چالاک کی روکی چالاک نے پشتارہ زمین پر رکھکر مہتر قران سے
لڑنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک پیک بچہ وہان پیدا ہوا اور پشتارہ لیکر راہی ہوا چالاک نے کہا
ای نقابدار ہمارا تمہارا لڑنا اب بیکار ہے قران نے نقاب چہرہ سے اٹھائی چالاک نے دیکھا کہ
مہتر قران ہین چالاک قران کو اپنے ہمراہ لایا اور سارا حال روبرو عمرو ثانی کے بیان کیا عمرو ثانی یہ کیفیت
سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ وہ پیک بچہ جو پشتارہ اٹھا لایا وہ مین تھا لیکن حقیقت مین چالاک نے
مردانگی کی اسپر شاپور بولا کہ ای بابا یہ کیا مردانگی ہے ہمارے نزدیک مرد وہ ہے جو بلاشور کو قتل کرے یہ سب لوگ
تو انھین باتون مین مصروف تھے کہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ اسوقت بلاشور حمام مین نہانے کو گیا ہے
عمرو ثانی نے یہ سنکر کہا کہ بھائیو جس سے جو کچھ ہو سکے آج کرے ورنہ پھر نام عیاری کا نہ لے یہ کہکر عمرو ثانی
اٹھا اور سب عیار جمع ہو کر عہد کرکے ہمراہ چلے اور آتے آتے قریب دروازہ حمام کے پہونچے دیکھا کہ قریب
ہزار آدمیون کے دروازہ حمام کے نگہبان ہین اور نہایت ہوشیاری ہے عمرو نے چارون طرف پھر کے ایک
جانب نگاہ کی کہ ایک روزن ہے بس اُسنے خیال کیا کہ اسی روزن کو فراخ کرکے اسی طرف سے چلنا

چاہیے پس اُسی طرف سے نقب لگا کے مع چالاک وشاپور و شان ورضوان وفتاح وعمران
وخیال وغیرہ کے اندر حمام کے پہونچ گئے بلا شوران سب کو دیکھکر تنہا نا بھی بھولا اور سراسیمہ ہوکر چاہا
کہ نکلجاوے مگر کوئی راہ نکلجانے کی نہ پائی کیونکہ جو راستہ تھا وہ تو سب عیارون سے گھرا ہوا تھا غرضکہ
گھبرا کر چھت پر حمام کی چڑھ گیا اور وہان سے کود پھاند کر نکلگیا اور باہر آکر جو راستہ کہ اسکا جانا ہوا تھا اُسی
راستہ سے بھاگا سب عیار پیچھے دوڑے مگر کوئی نہ پا سکا سب عاجز ہوکر تھک کر راستہ مین رہگئے لیکن
عیاران عیار عمرو ثانی نامدار نے اپنے تئین قریب بلا شور پہونچایا اور ایسا خنجر بھاگتے مین اسکی پشت پر
مارا کہ سینہ توڑ کر پار نکل گیا اور گرا خواجہ عمرو ثانی نے بڑھکر سر اُسکا تن سے جدا کیا اور اپنے گھر کی طرف
روانہ ہوا راستہ مین کاؤس کا مکان ملا چنانچہ گھر مین کاؤس کے سر اُس ملعون کا پھینکدیا اور اپنے گھر کی راہ لی
لیکن جبکہ خنجر پشت بلا شور پر پڑا تھا تو اُسوقت بلا شور نے ایک چیخ ماری تھی اور چارون طرف سے آدمی
دغا واز لشکر دوڑے تھے یہان آکر دیکھا تو بلا شور خاک وخون مین پڑا لوٹ رہا ہی اور سر ندارد ہی قاتل کو
اُسکے ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا لاچار ہوکر پلٹ گئے لیکن اس عرصہ مین غلہ کی گرانی ایسی شہر مین ہوگئی تھی
کہ تمام رعایا اور لشکر کے لوگ بھوک سے تنگ آکر مرنے لگے تھے لاہوتک نے حکم دیا کہ غلہ جمع کیا جاوے
چنانچہ بہت سا غلہ لوگون نے چارون طرف سے لاکر جمع کیا اُسی شب کو عیاران اسلام نے آکر غلہ مین آگ
لگادی کہ وہ سب غلہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا جب یہ خبر لاہوتک کو ہوئی تو عاجز ہوکر رونے لگا اتنے
مین مخبران کفار نے آکر خبر گذرانی کہ افراسیاب افراش وکیکاؤس وغیرہ آپکی مدد کو آتے ہین
یہ مژدہ جانبخش سنکر ماتو کمبخت رو رہا تھا یا ہنسنے لگا اور بہت ہی خوش ہوا خود استقبال کیلیے بدر شہر چلا
گیا اور اپنے ہمراہ نہایت اعزاز واکرام سے ان سب کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا ساقیان مہر طلعت باجام وسبو
حاضر ہوئے مینوشی ہونے لگی افراسیاب نے حال دریافت کیا لاہوتک نے کل کیفیت اپنی تباہی
وبربادی کی بیان کی افراسیاب نے نہایت تسکین اسکی کرکے حکم دیا کہ آج اسی وقت طبل جنگ بجوایا
جاوے اور کہا کہ آپ مضطرب وپریشان اسقدر کیون ہوتے ہین دیکھیے کہ ہم لوگ جان نثاران
خداوند کیسے کارنمایان کرکے ان خدا پرستون پر عرصۂ زیست تنگ کرتے ہین کہ وہ بھی کیا یاد کرینگے غرضکہ
جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر وہان بھی پہونچائی طبل جنگ لشکر اسلام مین بھی بجنا شروع ہوا اور رات بھر
تیاری سامان جنگ ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے افراسیاب نے صف جنگ سے نکلکر مبارز طلبی کی
ادھر سے شاہزادہ نور الدہر مقابلہ کو نکلا جملہ فنون سپاہ گری مین ردو بدل ہوئی کسی سے کشود نہوا آخرش
دونون مرکبون سے کودکر کشتی لڑنے لگے چنانچہ صبح سے دو گھڑی دن رہے تک کشتی رہی آخر نور الدہر نے
قریب شام اسکو زیر کیا اسنے کہا امان اُنھون نے کہا امان بشرط ایمان غرضکہ وہ مسلمان ہوا دوسرے روز
کیکاؤس میدان مین نکلا اُدھر سے پھر نور الدہر مقابلہ کو گئے جبکہ فیما بین لڑائی ہونے لگی تو نور الدہر
نے اسپر حملہ کیا کیکاؤس تاب مقاومت نہ لا سکا شہزادے کے سامنے سے بھاگا سرداران لشکر نے
جو یہ حال دیکھا سب نے ملکے یورش کردی جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی دلاوران لشکر اسلام نے شمشیر زنی کرنا
شروع کی صحراے رستخیز مین خون کی ندیان بہادین کشتون کے انبار لگگئے جو سامنے آیا علف تیغ
بیدریغ ہوا رستم ثانی نے علمدار لشکر کفار کو قتل کیا اور علم کو قلم کر ڈالا لشکر کفار نے شکست فاش

فاش بائی لاہوتک مع چند آدمی کے صحرا کی طرف بھاگا اُسوقت صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ آج
ایس ملعون کو زندہ چھوڑون گا یہ کہکے اُسکا تعاقب کیا لاہوتک ہزیمت خوردہ جب صحرا مین پہونچا تو
وہان بیٹھکر اپنے حال زار پر خوب رویا اور کہا کہ اگر خداپرست مجھے چھوڑدین تو مین عہد اور اقرار کرتا ہون
کہ پھر کبھی نام خدائی زبان پر نہ لاؤن گا غولان صحرائی کے ساتھ بقیہ عمر بسر کرون گا بختگان بولا کہ کیون
بیہودہ بکتا ہے ارے کمبخت جب تک یہ خداپرست تجکو قتل نہ کرلین گے تیرا پیچھا نہ چھوڑین گے یہ کیفیت
سنکر لاہوتک بہت ہراسان ہوا جمشید جابلقا بھی اُسکے ہمراہ بھاگا تھا اُس سے کہا کہ اسقدر مضطرب و ہراسان
کیون ہوتا ہے یہان سے تھوڑی دور پر دشت جوسات ہے اُسکے حوالی مین ایک طلسم حکمائے سلف نے باندھا ہے نہایت
خوش آب و چشمہائے شاداب اُس مین ہین اور اُسکو طلسم ناریخ کہتے ہین ایسا طلسم کسی نے نہ دیکھا ہوگا اگر تو اپنی جان
بچانا چاہتا ہے تو اپنے تئین اُس طلسم مین ڈالدے کہ وہان تجھپر کوئی قابو نہ پاسکے گا بقیہ زندگی اچھی طرح
بسر ہوگی اگرچہ بادشاہ یا خداوند نہ کہلائے جاؤگے نہ سہی زندگی تو بعافیت بسر ہوگی اگر عافیت اپنی
چاہتا ہے تو میرے کہنے پر عمل کر ورنہ تجھے اختیار ہے لاہوتک سراسیمہ تو تھا ہی اس بات پر راضی ہوگیا
اور نصف شب کو طرف طلسم ناریخ کے روانہ ہوا اور جبکہ بلا خور مارا گیا تھا تو عمرو ثانی نے سر اُس کا گھر مین
کاؤس کے دھر دیا تھا اور حمزہ ثانی سے جاکر خبر کی تھی کہ آج وہ کافر پرزور یعنی بلا خور جہنم واصل ہوا امیر
حال سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا وہ سر لاؤ مین تو دیکھون عمرو ثانی جاکر سر لایا حمزہ ثانی وہ سر دیکھکر
نہایت مسرور ہوئے اور تمام یاقوت و دانہ ہائے عیاری عمرو بن امیہ ضمری کے عمرو ثانی کو عنایت فرمائے
اور کرسی ہر دو بر شاہ عیاران عیار کے مقام پر جگہ بیٹھنے کی مرحمت کی اتنے مین جاسوسان لشکر اسلام نے آکر بعد
دعائے بادشاہی کے عرض کیا کہ ؎

تا تاج حیات بر سر خضر نہند | تا جم و د ہمدم ساغر باشی
در خانۂ اقبال سکندر باشی | تا سر زند آفتاب سر ور باشی

حضور کی عمر دراز ہو لاہوتک
ملعون کا احوال معلوم ہوا کہ حضور سے شکست فاش اٹھاکر چند آدمیون کے ہمراہ صحرا مین بھاگ گیا اور
وہان سے بصلاح جمشید جابلقا آدھی رات کے وقت طلسم ناریخ کی جانب روانہ ہوا ہے باقی خیر و عافیت
ہے امیر ثانی نے ہرکارون کو انعام مرحمت کر کے رخصت کیا اور اپنے مقام پر بیٹھکر فرمایا کہ پدر بزرگوار نے
جو کچھ قواعد علم رمل خواجہ بزرجمہر سے دیکھے تھے اُنکی رو سے فرمایا ہے کہ میرا جانشین وہ شخص ہوگا کہ جو طلسم
ناریخ کو فتح کرے گا پس اب میرا قصد ہے کہ طلسم ناریخ کی طرف فوج کشی کرون اے یاران ہمدم جسکو آرزو میری جگہ
کی ہو جیسا کہ مین نے حمزہ ثانی سے لی ہے اگر وہ مجھسے لینا چاہتا ہے طلسم ناریخ کو شکست کرے ہنوز یہ سخن تمام نہ ہوا
تھا کہ اسی اثنا مین ایک نقابدار آسمان کی طرف سے پیدا ہوا اور نام و لقب اپنا بیان کیا سب لوگ اُسکی
صولت اور شوکت دیکھکر حیران تھے کہ نقابدار نے بعد حمد و ثنائے خداوند تعالی جل شانہ کی اور درود جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا اور امیر ثانی سے رخصت ہوکر جانب طلسم ناریخ روانہ ہوا اب باقی احوال اسکا
تورج نامہ مین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی ؎

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد | از صبح قبول روزکش باد

اب اسکے آگے جلد ہفتم تورج نامہ شروع ہوگی اور اُس مین اس سلسلہ کے حالات بیان ہونگے یعنی زولقا
سے جنگ کیجانا لاہوتک غول کا بصلاح جمشید جابلقا طلسم ناریخ کیجانب اور بارگاہ سلیمانی مین بیٹھکر
فرمانا صاحبقران ثانی کا کہ کون بہادر تم مین سوائے طلسم کشائی نکلتا ہے یہ سنتے ہی سبکے ہوش گم ہوگئے

چنانچہ رستم ثانی کا سب سے پہلے جانب طلسم تاریخ جاکر مفقود الخبر ہونا اور خواجہ سیاوش وغیرہ سے بقاعدہ علم نجوم و رمل استخراج حال کرانا اور ماں کا شکایہ فرمانا کہ رستم طالب مدد ہی اور بعد چند سے پھر قاسم و قمہور اور تمام سرداران دست چپی کا جاکر طلسم مین محصور ہونا اور پھر سرداران دست راستی کا مثل نور الدہر و طہماسپ و سکندر وغیرہ کے جانا اور مفقود الخبر ہونا اور پھر خواجہ زادون کا تباہ ہونا کہ اول ماکم طلسم تاریخ شہزادہ بدیع الملک ہر غرضکہ یہ داستانین نہایت عمدہ ہین ناظرین باتمکین اُن کے ملاحظہ سے بہت مسرور ہون گے اور جب تک کہ اس جلد کی سیر نہ کر لیجئے تسکین خاطر نہوگی

خاتمۂ کتاب بمدح ممدوح والاخطاب

بیا ساقی آن مے کہ او دلکش ست
بدو بخت خود را جوان تر کنم
چو از ترجمہ باز پرداختم
سخن را گزارش باین نظم کرد
توئی در جہان قدر دان ہنر
ز نیروے بخت تو آمد عیان
باین خادم پیر بین کز قلم
چو موری کہ پیش سلیمان کشید
تو ایم سزے ز ایام نو
کہ زرین کند نقش تو خامہ را
سخن این نامہ باگر بزرگ گفتنے
چو من کم زبان شغل بسیار داشت
زمان تا زمان از سپہر بلند
فزون از ہمہ زندگانیت باد

بمن دہ کہ مے در جوانی خوش ست
بمدح رئیس ذوی الاحتشام
بدرگاہ او پیشکش ساختم
رہے مالک مطبع نامور
ترا دید دولت سزاوار تر
فیروز باد اقبالت ای خوش خصال
چنین استانمای تو ز در قم
من آن خادم پیر دیرینہ تو
کہ مانند برو سالہا نام تو
بہ بخشی تو بے آنکہ خوانند کسے
بعمرے بجا گوہرے سفتمے
مرا داد توفیق گفتن خدا
باقبال خود باش فیروزمند
اثر ختم کن داستان بر دعا

اگر چون دران مے دہان تر کنم
کشم جام زرین بیاد شہ مام
اثر صندلی نامہ چون ختم کرد
امیر خرد مند والا گہر
کہ این رتبۂ سروری در جہان
تو باد سر سبزی جاہ و مال
بہ پیش تو این بذل مہمان کشید
بدامان دولت شدم ولادہ تر
بنام تو زان کردم این نامہ را
عنایت فراوان و بخشش بسے
ہمانا کہ شغلم بران کار داشت
ترا باد یا سجدہ فرہنگ و رائے
جہان پیش خود و جوانیت باد
شود شاد و آباد آقائے ما

تمام شد

قطعات تاریخ طبع سابق از شاعر ذی کمال ناظم بیمثال حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

طبع چون لو زبان اردو شد	صندلی نامۂ دلکش مطبوع	سال هجرش فهم نمود جلال	صندلی نامۂ خوش مطبوع